جذبات
ایم اے راحت

آسٹرولین کے بارے میں اس کے دوستوں کا خیال تھا کہ اس کے سینے میں دل کی جگہ خالی ہے یا اگر اس کی جگہ پُر ہوئی بھی ہے تو پتھر کے کسی ٹکڑے سے۔ کوئی انسان اتنا بے جگر ہو ہی نہیں سکتا۔ کوئی ایک واقعہ نہیں تھا اس کے مہم جُو دوستوں کو ایسے بے شمار واقعات یاد تھے جن میں آسٹر نے ناقابلِ یقین دلیری کا مظاہرہ کیا تھا۔ خود آسٹر کہتا تھا۔ "تم لوگ احمق ہو۔ خوف انسانی فطرت کا حصّہ ہے۔ میں بھی ہر واقعہ سے متاثر ہوتا ہوں لیکن اعصابی طور پر خود کو سنبھال لیتا ہوں کہ خوف سے مضمحل ہونے کے بجائے حالات کے خطرناک نتائج سے آخری حد تک بچنے کی کوشش کروں۔ اسے تم کوئی بھی نام دے لو.....!"

پھر پہلی بار دوستوں کو آسٹر کے صاحب دل ہونے کا یقین اس وقت ہوا جب آسٹر کو لیزا مارشل سے عشق ہوگیا۔ وہ لیزا کے لئے دیوانہ ہوگیا اور اس نے بھری محفل میں ڈیوک آف ٹالبوٹ سے کہہ دیا کہ اگر اس نے لیزا مارشل سے شادی کی تو اس کی لاش سیج سے اٹھائی جائے گی۔ ڈیوک بہت بڑی حیثیت کا مالک تھا۔ وہ بآسانی پولیس کی مدد سے اس چیلنج کا مقابلہ کرسکتا تھا اور آسٹر کو ساری زندگی جیل میں سڑا سکتا تھا لیکن آسٹر کی خوش قسمتی کہ ڈیوک بہت بزدل تھا۔ اس نے شادی سے انکار کردیا۔ جب اس کے دوستوں نے اسے غیرت دلائی تو اس نے کہا۔

"میں تاریخ کے ان احمقوں میں شمار نہیں ہونا چاہتا جو عورت کی وجہ سے موت کے گھاٹ اترے ہیں۔ لیزا سے کہیں زیادہ خوبصورت عورتیں مجھ سے شادی کرنے کی خواہش مند ہیں۔ پھر میں ایک ایسی لڑکی سے شادی کیوں کروں جو ایک خطرناک شخص کی منظورِ نظر ہے۔ اس کے علاوہ آسٹرولین ایک مشہور آدمی ہے۔ اس کے لئے جیل سے فرار کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ لیزا

مارشل' سٹر کو مبارک ہو۔"

اور پھر مختلف مراحل سے گزر کر لیزا مارشل' لیزا آسٹر ہو گئی۔ لیزا بھی فطرتاً مہم جو تھی اور آسٹر کے بہت سے مضامین پڑھ چکی تھی۔ اپنے رجحان کی بناء پر اس نے بھی لیزا ٹالبوٹ بننے کے بجائے لیزا آسٹر بننا پسند کیا۔ یہ بھی حقیقت کہ وہ مرقع حسن و جمال نہیں تھی بس اچھی صحت اور دلکش نقوش کی مالک لڑکی تھی لیکن عشق کے معاملے میں خوش نصیب تھی۔ تیرہ سال کی تھی کہ بڈ واسکو اس پر مر مٹا۔ ہولناک خدوخال کا مالک بڈ واسکو نیگرو تھا اور لیزا کے ڈیڈی مسٹر روڈی مارشل اسے روانڈا سے ساتھ لائے تھے۔ سترہ سالہ بڈ' لیزا کو دیکھ کر سکتے میں رہ گیا تھا۔ بس اس کے بعد اس نے لیزا کو دیویوں کی طرح پوجنا شروع کر دیا۔ جسے سب نے بہت جلد محسوس کر لیا۔ مسٹر مارشل نے ایک بار اس سے سخت بازپرس کی تو اس نے کہا۔

"ہاں موسیو۔ میں لیزا کو اس کائنات سے زیادہ چاہتا ہوں۔ میری سب سے بڑی آرزو ہے کہ مجھے ان کے لئے موت آئے۔ میں آخری لمحے تک ان کا غلام رہوں اور ان کا تحفظ کرتا رہوں' لیکن میں اس آخری لمحے تک صرف انہیں آنکھوں سے چھونے کا مجرم رہوں گا۔ یہ میرا عہد ہے۔"

لیزا جب پندرہ سال کی ہوئی تو مسٹر مارشل نے آزمائش کے طور پر ایسے مواقع مہیا کئے کہ بڈ کسی شیطنت کا مظاہرہ کرنا چاہے تو کر سکے' خود لیزا بھی ان کے منصوبے میں شریک تھی لیکن بڈ فرشتہ صفت ثابت ہوا تھا اور اس نے ایسے اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کیا کہ اس کے بعد اس پر شک "گناہ محسوس ہونے لگا۔

شادی کے بعد لیزا نے آسٹر کو بھی بڈ کے بارے میں تفصیل بتادی اور آسٹر نے فراخ دلی سے بڈ کو اپنے اس چھوٹے سے خاندان میں شریک کر لیا۔ آسٹر بے شک فراخ دل تھا لیکن احمق نہیں تھا۔ اس نے عمیق نگاہوں سے بڈ اور لیزا کا جائزہ لیا۔ پھر بے حد مطمئن ہو گیا اسے اندازہ ہو گیا کہ بڈ کتے سے زیادہ وفادار اور قابل اعتماد ہے۔ لیزا کے لئے اس سے بہتر محافظ پوری زندگی نہیں مل سکتا۔ چنانچہ اس نے لیزا کے ساتھ بڈ کو بھی اپنی مہمات میں شریک کر لیا ادھر لیزا ان مہمات کے معاملے میں بھی آسٹر کی بہترین ساتھی ثابت ہوئی تھی۔ تینوں نے بڑے بڑے معرکے سر کئے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے ایشیاء کے سفر کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس سفر میں دو اور مہم جو ہیکڑ اور کروزان کے ساتھ تھے۔ لیزا نے گریٹ ایشیاء کے نام سے ایک کتاب کا آغاز کیا تھا جسے وہ تصاویر کے ساتھ تیار کر رہی تھی۔ ایشیاء کے بے شمار ممالک میں انہوں نے بہت کچھ دیکھا۔ بہت کچھ پایا۔ عظیم ہمالیہ کے لاتعداد علاقے ان کی نگاہوں میں آئے۔ کنچن چنگا' دھولگری' چوپو' ننگا پربت' گاشر برم' ششو پنگما' ہمال چلی' کے ٹو........ اور نہ جانے کہاں کہاں۔ عظیم ہمالیہ کی ناقابل عبور چوٹیاں' ان کے دامن کی گھاٹیاں گھنے جنگلات عبور کرتے ہوئے وہ بہت دور نکل آئے۔ ہیکڑ اور کروز کا متفقہ فیصلہ تھا کہ موجاوے' سیکورا' پیراگوئے' امیزن اور دوسرے بے شمار صحرائی اور پہاڑی علاقے دیکھے لیکن ہمالیہ کی پُراسرار ترائیوں میں جو ہولناک مناظر بکھرے پڑے ہیں وہ شاید دنیا میں کہیں اور نہ ہوں۔ بہت سی جگہوں پر وہ دونوں ہمت ہار بیٹھے تھے لیکن انہیں اس کا اظہار کرتے ہوئے شرم آتی تھی کیونکہ لیزا' آسٹر اور بڈ کے انداز میں کوئی پریشانی نہیں تھی۔ لیزا اطمینان سے

اپنی کتاب مکمل کر رہی تھی۔ وہ اس کتاب میں ان علاقوں کی ثقافت' یہاں کے لوگوں کے رہن سہن کو بے حد دلچسپ پیرائے میں تحریر کر رہی تھی اور اس کے لئے مقامی لوگوں سے مدد لیتی تھی۔ کوئی بھی نئی بات نظر آتی وہ اس کی کھوج میں لگ جاتی اور جب تک بال کی کھال نہ نکال لیتی سکون سے نہیں بیٹھتی تھی۔ اسے بڈ اور آسٹر کا پورا تعاون حاصل تھا۔

ان دنوں وہ برہم پتر کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ چند مقامی لوگوں کو انہوں نے ساتھ رکھا تھا۔ ایسا مسلسل ہو رہا تھا وہ جہاں بھی جاتے پہلے مطلب کے لوگ تلاش کرتے اس کے بعد آگے کا سفر اختیار کرتے۔ پھر انہوں نے "پھولا کھا نچن" کی ترائی میں آباد "ستالی" بستی میں قیام کیا۔ بلند و بالا ہمالیہ کی یہ چوٹی آج تک سر نہیں ہو سکی اور مہم جو یہاں آ کر ہمت ہار بیٹھتے تھے۔ یہ بستی گویا قدرت کے نوادرات میں سے تھی۔ یہاں قدرت کی فیاضی عروج پر تھی۔ پہاڑ' سبزے کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے۔ جدھر نظر جائے زمرد کی کاشت نظر آئے۔ پھلوں کی بہتات' لوگ بے حد سرخ و سفید' گو ان کے چہروں پر خشونت بکھری ہوتی تھی لیکن بااخلاق تھے۔ انہی بااخلاق لوگوں میں انہیں معمّر "باتو" ملا۔ بوڑھا باتو نیپالی تھا۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود توانا تھا۔ اس کے چہرے کی ہر شکن میں ایک کہانی پوشیدہ محسوس ہوتی تھی۔

"یہ کون ہے.....؟" لیزا نے ایک مقامی مترجم سے کہا تو باتو نہایت شستہ انگریزی میں بولا۔

"آپ مجھ سے میرے بارے میں براہ راست پوچھ سکتی ہیں میڈم۔"

"تم تو بہت اچھی انگریزی بول لیتے ہو۔"

"ہاں۔ میں دنیا کی تیئس زبانیں جانتا ہوں۔"

"تم تو جہاں گرد معلوم ہوتے ہو۔"

"نہیں....." وہ ہنسا۔ "میں نے صرف ستالی اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں زندگی گزاری ہے۔"

"پھر.... یہ زبانیں تم نے کہاں سے سیکھ لیں۔"

"بس آپ جیسے کرم فرماؤں سے۔"

"بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو۔ اس علاقے کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو۔" لیزا ہی بات کر رہی تھی۔

"ہاں کیوں نہیں۔ پھولا کھا نچن کا چیلنج ابھی تک کسی نے نہیں جیتا۔ یہ چوٹی آج تک کوئی سر نہیں کر سکا۔"

"کوشش تو کی گئی ہو گی۔"

"کئی بار....!"

"پھر کیا ہوا؟"

"ناکامی۔ جو سمجھدار تھے وہ واپس آ گئے اور جو خود پسند تھے وہ...." بوڑھا خاموش ہو گیا۔ پھر چونک کر بولا۔ "کیا آپ لوگ یہ چوٹی سر کرنا چاہتے ہیں۔"

"ارے نہیں مسٹر باتو.... ہم آسمان کے نہیں زمین کے رسیا ہیں۔" اس بار آسٹر نے کہا۔

"یہ اچھی بات ہے لیکن ایک بات دھیان سے سن لو۔ ستالی سے آگے بڑھو تو شاہ کا نگ کی

ترائیوں سے واپس آجانا۔ پھلوں کے وہ جنگل کبھی عبور نہ کرنا جن کے دوسری طرف تاریکیاں ہیں۔"

"کیسی تاریکیاں؟"

"جن میں کچھ نظر نہ آئے۔ جن کے بارے میں کسی کو کچھ نہ معلوم ہو۔"

"تمہیں بھی نہیں معلوم مسٹر باتو۔"

"ارے صاحب' میں بھی انسان ہوں۔ کوئی مافوق الفطرت چیز نہیں ہوں۔ جہاں نگاہ کی پہنچ ہی نہ ہو وہاں کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔ ہاں کہانیاں تو ہر چیز کے بارے میں بنتی ہیں بلکہ اپنی پسند کے مطابق گھڑ بھی لی جاتی ہیں۔ سو گھڑنے والوں سے کھنتالیوں کے بارے میں بھی بہت سی کہانیاں گھڑی ہیں اور یہ کہانیاں ہر دور میں کچھ اضافوں کے ساتھ سنائی جاتی ہیں اور سنائی جاتی رہیں گی۔"

"کھنتالی کیا ہے؟" لیزا نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔" باتو ہنس پڑا۔

"کیا مطلب؟" لیزا سمجھ نہ سکی۔

"اِدھر کے لوگوں نے ان کے لئے ایک نام تراش لیا ہے اور جب ان کا تذکرہ ہوتا ہے تو انہیں اسی نام سے پکارتے ہیں۔ اُدھر کے لوگ خود کو کیا کہتے ہیں یہ نہیں معلوم۔"

"بڑی دلچسپ بات ہے۔" لیزا نے آسٹر کو دیکھ کر کہا۔

"تمہاری کتاب کا ایک دلچسپ پورشن۔" آسٹر مسکرادیا۔

"اس میں کیا شک ہے لیکن تفصیل نہیں معلوم ہوسکی۔"

"مسٹر باتو اس بارے میں کچھ اور بتائیں تو بات بنے۔"

"صاحب کچھ معلوم ہو تو بتائیں۔ کہو تو وہ کہانیاں سنادیں جو من گھڑت ہیں۔"

"ان میں کچھ تو سچ ہوگا۔"

"ہاں بس اتنا سچ ہے کہ شاہ کانگ کے دوسری طرف ناقابل عبور گھاٹیاں بکھری ہوئی ہیں۔ ان گھاٹیوں میں جنگل بھی ہیں دلدلیں اور دوسری مشکلات بھی ہیں۔ ان دلدلوں کے اس پار کھنتالے رہتے ہیں۔ کھنتال کا مطلب ہے سمجھ میں نہ آنا اور چونکہ وہ لوگ سمجھ نہیں آتے اس لئے کھنتالے کہلاتے ہیں۔ ان کا رہن سہن کیا ہے مذہب کیا ہے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ عقبی سمت سے وہ بہت سے ایسے علاقوں سے جاملتے ہیں جو مسلم مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے یقیناً ان پر اس کے اثرات ہوں گے۔ سینکڑوں سال پہلے بادشاہ فولاس مائی چونے ان گھاٹیوں کو عبور کرکے اُدھر لشکر کشی کی تھی لیکن اس کے وطن والے دو برس اس کی اور اس کے لشکر کی واپسی کا انتظار کرتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے بھتیجے کو بادشاہت سونپ دی۔ پھر نہ جانے کتنے عرصے کے بعد اس لشکر کے کچھ لوگ واپس آئے۔ انہوں نے بتایا کہ مائی چو کے لشکر کی کسی سے جنگ نہیں ہوئی بلکہ وہ دلدلوں میں غرق ہوگیا۔ انہوں نے کھنتالیوں کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ اس طرف کے لوگوں سے بہت مختلف ہیں۔ لمبے قامت اور خوبصورت نقوش رکھتے ہیں۔ ان کے رسم و رواج بھی الگ ہیں۔ ان کی اپنی تہذیب ہے وغیرہ وغیرہ۔"

باتو سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ لیکن وہ مربوط نہیں تھیں۔ کروز نے کہا۔

"بوڑھا حاشیہ آرائی کررہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ اس علاقے کو بہت پُر اسرار بنا کر پیش کرنا چاہتا ہو۔"

"آہ..... لیکن کیا دلکش باتیں ہیں۔ اس مہذب دور میں بھی زمین پر رہنے والے کچھ ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں دنیا کچھ نہیں جانتی۔"

"خیر ابھی ایسے بہت سے علاقے باقی ہیں۔" آسٹر نے کہا۔

"عجیب بات نہیں ہے۔ ہم ستاروں کی خبر لارہے ہیں اور اپنی دنیا سے ناواقف ہیں۔"

"بے شک ایسا ہے۔"

"بہرحال آپ کی کتاب میں یہ ایک دلچسپ باب ہوگا مسز آسٹر.....!" ہیکڑ نے کہا۔

"صرف اس کا تذکرہ نہیں مسٹر ہیکڑ بلکہ ان کے رہن سہن کا انکشاف' ان کی تصاویر وغیرہ!" لیزا نے کہا۔

"کیا مطلب؟" ہیکڑ چونک کر بولا۔

"اس طرح یہ کتاب نایاب نہ ہوجائے گی۔" لیزا مسکرا کر بولی۔

ہیکڑ کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیل گئے۔ اس نے پُر خیال انداز میں آسٹر کی طرف دیکھا۔ آسٹر نے کہا۔ "میں غور کررہا ہوں۔"

"کیا ایک مہم جو کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ کسی پُر خطر علاقے کی کہانی سن کر ہمت ہار بیٹھے۔" لیزا نے کہا اور آسٹر ہنس پڑا بولا۔ "یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ لیزا مجھ سے زیادہ خطرات پسند ہے جبکہ میری بیوی بننے سے پہلے وہ نارمل تھی۔"

"ہم اس طرف جانے کی کوشش کرسکتے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں یہاں کے لوگوں سے بھی رابطے کرنے ہوں گے اور باتو کی سنائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرنا ہوگی۔"

"ہاں۔ یہ مناسب ہے۔" کروز نے تائید کی۔

"میں اس کے لئے بہت متجسس ہوں۔ آہ یہ سب کتنا دلچسپ ہوگا۔"

O.....O.....O

موسم بہار کا آغاز ہوچکا تھا اور شکاری ٹولیاں تسمورا کے جنگل کی طرف چل پڑی تھیں۔ پہاڑوں میں لاتعداد قبائل بکھرے پڑے تھے۔ ان کے الگ الگ علاقے تھے لیکن غیر آباد علاقوں کے علاوہ کچھ جگہیں ایسی بھی تھیں' جنہیں آزاد قرار دیا گیا تھا اور یہاں تمام قبیلے یکجا ہوسکتے تھے۔ ایسی ہی جگہ تسمورا بھی تھی۔ یہ اس عظیم الشان اور لامتناہی سلسلۂ کوہ کے سب سے وسیع اور گھنے جنگلوں کا سلسلہ تھا۔ یوں تو یہاں تمام ہی درندے پائے جاتے تھے لیکن موسم بہار میں سب سے زیادہ تیندوے کا شکار کھیلا جاتا تھا۔ تیندووں کے بعد دوسرا نمبر گہری براؤن کھال والی لومڑیوں کا تھا جن کی نایاب نسل صرف اسی علاقے میں پائی جاتی تھی۔ یہ لومڑیاں عام لومڑیوں سے بڑی اور کسی بڑے غبارے کی طرح پھولی ہوئی ہوتی تھیں اور ان کی کھال سے قیمتی لباس بنائے جاتے تھے۔

موسم بہار کے آغاز کے ساتھ شکاریوں کی ٹولیاں تسمورا کی طرف چل پڑتی تھیں۔ ان کی منزل "بساری" ہوتی تھی۔ بساری ایک سرسبز وادی تھی جو سفیدے اور بنفشے کے درختوں سے

ڈھکی ہوئی تھی۔ لیکن یہی تسمورا میں داخلے کا راستہ تھا چنانچہ شکاری ٹولیاں یہیں پہنچتی تھیں۔ دوستوں اور دشمنوں میں ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ نئی دوستیاں اور نئی دشمنیوں کا آغاز ہوتا تھا اور موسم بہار کے خاتمے کے بعد تسمورا کے جنگلوں میں بہت سے انسانی ڈھانچے پڑے پائے جاتے تھے جن میں سے بیشتر اپنے جیسوں کے شکار ہوتے کچھ ایسے ہوتے جو درندوں کے ہاتھ لگ جاتے تھے۔ ان ڈھانچوں کو وہیں چھوڑ دیا جاتا تھا اور مردہ خوروں کی عید ہو جاتی تھی۔

میاں لائی بھی تسمورا میں شکار کھیل رہا تھا۔ اس کے احباب جانتے تھے کہ اس کی بندوق کی ہر گولی پر کسی درندے کا نام لکھا ہوتا ہے۔ اس کا نشانہ کبھی خالی نہیں جاتا تھا اور تقریباً ہر سال ہی وہ سب سے زیادہ کھالوں کے انبار اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ کچھ لوگ اس پر رشک کرتے تھے اور کچھ حسد..... لیکن میاں آتش مزاج تھا' امیر اور طاقتور تھا اس لئے زیادہ تر لوگ اس کے سامنے اپنے حسد کا اظہار نہیں کرتے تھے اور اپنے خیالات سینوں میں دبالیا کرتے تھے۔

پہاڑوں کے اس وسیع سلسلے میں آباد بستیوں کی اپنی داستانیں تھیں۔ بے شمار قبیلے تھے جن کی اپنی رسومات تھیں۔ اپنے مسائل تھے۔ بہت سی دشمنیاں تھیں لیکن تمام قبیلے ایک بات پر متفق تھے وہ یہ کہ اپنے درمیان سرحد پار کے لوگوں کو نہ آنے دیں۔ اس کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ مہم جوئی کے جنونی کبھی کبھی مختلف راستوں سے یہاں پہنچ جاتے تھے لیکن ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جاتی تھی اور بلا امتیاز انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا تاکہ نسلیں خراب نہ ہوں۔

اس بار میاں کے ساتھ اس کے چھ دوست آئے تھے۔ ساتواں میاں کا غلام روزال تھا اور آٹھواں خود میاں تھا لیکن غلام روزال جانتا تھا کہ اس کے آقا کی ذہنی کیفیت درست نہیں ہے۔ وہ شدید کشمکش کا شکار ہو کر تسمورا آیا ہے ورنہ اصولی طور پر اسے اس بار تسمورا نہیں آنا چاہئے تھا کیونکہ پانچ سال کے بعد ایک بار پھر میاں کے ہاں ولادت ہونے والی تھی۔

میاں زندگی میں کسی چیز سے خوفزدہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو' لیکن اب وہ اولاد سے ڈرنے لگا تھا۔ یکے بعد دیگرے چار بیٹیاں ہو چکی تھیں اس کے ہاں اور اس کا سر جھک گیا تھا۔ کوئی کچھ کہے یا نہ کہے لیکن میاں کو احساس تھا کہ اس کے بھائی اسے تمسخرانہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ کل چھ بھائی تھے وہ۔ میاں کا نمبر درمیان میں آتا تھا۔ باقی پانچوں بھی شادی شدہ تھے اور ان کے ہاں بیٹوں کی کافی تعداد تھی دو چار بیٹیاں ہی تھیں' لیکن شہ بدان نے ہر بار اسے مایوس کیا تھا اس نے ہر بار بیٹی ہی جنی تھی۔ اس طرح شہ بدان اس سے انتقام لے رہی تھی۔

شہ بدان کے انتقام کی داستان بھی انوکھی تھی۔ وہ ہمدان کوہی کی بیٹی تھی اور کمسنی سے ہی سالا زور کو چاہتی تھی جو ایک چرواہا تھا۔ اسے بانسری بجانے کے سوا کچھ نہیں آتا تھا۔ یہ بات سب جانتے تھے کہ سالا زور کی بانسری کی دھنوں میں سحر ہے۔ جب وہ ویرانوں میں بانسری کی دھن چھیڑتا ہے تو جنگل کے جانور بھی بے خود ہو کر اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ یہی دھن کبھی شہ بدان نے بھی سنی تھی اور دیوانی ہو گئی تھی۔ پھر عالم جوانی میں میاں نے اسے دیکھا اور اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے ہمدان کوہی سے اپنے رشتے کی بات کی تو ہمدان نے اسے بتایا کہ وہ شہ بدان کے لئے سالا زور سے وعدہ کر چکا ہے اور اب سالا زور اس کا مالک ہے۔

"ایک نادار چرواہے کے مقابلے میں میاں لائی بہتر نہیں ہے۔" میاں نے ہمدان کوہی سے کہا۔

"پہاڑوں کی رسم جانتے ہو۔ لڑکی اگر کسی رشتے کے لئے آمادگی ظاہر کردے تو باپ کے حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور اسے وعدہ کرنا پڑتا ہے۔"

"مجھے اجازت دو کہ میں شہ بدان سے بات کروں؟"

"میں تمہیں معزز سمجھ کر اجازت دیتا ہوں۔" میاں نے دل کی بات شہ بدان کو بتائی تو شہ بدان نے کہا۔

"نہیں..... میں سالا زور کو منتخب کر چکی ہوں اور اب اس کی ملکیت ہوں میرے خیالات نہیں بدل سکتے۔"

"لیکن میں تمہیں ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہیں کبھی نہیں مل سکوں گی۔"

"تب مجھے مبارغہ کی رسم ادا کرنی پڑے گی؟" میاں نے کہا اور شہ بدان پریشان ہو گئی۔ مبارغہ کی رسم بھی ان پہاڑوں کا رواج تھی۔ وہی طاقت کی حکمرانی کا معاملہ تھا۔ کوئی کسی چیز کا حصول چاہے تو اسے اس کے مالک سے جنگ کرنی پڑتی تھی۔ بے شک اس میں قبیلوں کی طاقت شامل نہیں ہوتی تھی بلکہ ایک کا مقابلہ ایک سے ہوتا تھا لیکن اس للکار کو قبول کرنا پڑتا تھا' اور نہ قبول کرنے والے کو شکست خوردہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ نرم و نازک چرواہا اس دیو پیکر کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

شہ بدان نے سالا زور سے روتے ہوئے کہا۔ "تم مبارغہ سے انکار کردو۔ وہ تمہیں مار ڈالے گا۔ میں تمہاری زندگی چاہتی ہوں۔"

"مگر میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتا۔"

"تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

"میرے لئے خودکشی کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ موت کسی طرح آجائے موت ہو گی۔"

وہی ہوا..... میاں نے لمبے کلہاڑے سے سالا زور کے ٹکڑے کر دیئے سالا زور صحیح طرح وزنی کلہاڑا اٹھا بھی نہیں سکا تھا۔ حجلہ عروسی میں شہ بدان نے کہا۔

"تم مجھے کبھی نہ حاصل کر سکو گے۔ آج کے بعد میرے ہونٹ نہیں مسکرائیں گے۔ میری آنکھوں میں کبھی محبت کی چمک نہ پیدا ہو گی۔ میں جب تک زندہ رہوں گی تمہاری ہر طلب کو ٹھکراتی رہوں گی۔ تمہیں کبھی وہ نہ دوں گی جو تمہاری خواہش ہو۔"

"اس کے باوجود تم ایک پہاڑی لڑکی ہو۔"

پہاڑی لڑکیاں اطاعت گزار ہوتی ہیں۔ شہ بدان نے بھی خدمت گزاری میں کبھی کوتاہی نہ کی لیکن اس کے ہونٹ میاں کے لئے نہ مسکرائے۔ اس کی آنکھوں سے کبھی محبت نہیں جھانکی اور میاں نے بارہا یہ بات محسوس کی۔ پھر وہ ایک بیٹی کا باپ بن گیا۔ یہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ بیٹیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ دوسری بار وہ بیٹے کا آرزو مند تھا لیکن اس بار بھی بیٹی پیدا ہوئی۔ تب

میاں کے بھائیوں نے کہا۔

"اس بار تمہارے ہاں بیٹا ہونا چاہئے۔ شیروں کے ہاں نر نہ ہوں تو ان کی نسلیں ختم ہوجاتی ہیں۔" تیسری بیٹی کی پیدائش پر میاں چراغ پا ہوگیا۔ "تم کبھی بیٹا نہیں پیدا کروگی۔"

شہ بدان کچھ نہ بولی لیکن اس کی آنکھوں میں ایسی آگ سلگ اٹھی جس نے میاں کو خاکستر کردیا۔ یہی آتشیں مسکراہٹ شہ بدان کے ہونٹوں سے ابھری تھی اور میاں مہینوں جھلستا رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس کے بعد تمہیں شوہر سے محروم ہونا پڑے گا۔ تم کبھی چوتھی اولاد نہ پیدا کرسکو گی۔"

لیکن یہ ممکن نہیں ہوا۔ میاں کو بیٹا درکار تھا..... چوتھی بیٹی بھی اس کائنات میں آگئی۔

"اولاد روشنی والے کا عطیہ ہوتی ہے لیکن ہم تمہارے لئے افسردہ ہیں۔" میاں کے سب سے بڑے بھائی نے کہا۔ بھابیاں مسکرانے لگی تھیں۔ دوسرے بھائی ہونٹ دبانے لگے تھے اور میاں وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

"کیا تم مجھ سے انتقام لے رہی ہو۔" اس نے شہ بدان سے کہا۔

"اس کا فیصلہ تم خود کرو........!" شہ بدان نے کہا۔ میاں کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

اس کے بعد میاں نے تجرد کی زندگی اختیار کرلی اس نے طیش میں' جنون میں کئی علاقوں پر قبضہ کیا۔ کئی لڑائیاں لڑیں لیکن یہ اس کرب کی دوا نہیں تھی۔ وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے پھر شہ بدان کو معاف کردیا۔

اور اب وہ پھر مشکل کا شکار تھا۔ اسے علم تھا کہ شہ بدان کے ہاں انہی دنوں ولادت متوقع ہے جب تسمورا میں تیندوے دندناتے پھر رہے ہوں گے اور شکاری سال سال بھر تیاریاں کرکے وہاں پہنچ رہے ہوں گے۔ اس نے اپنے دوستوں سے کہا۔ "تم میں سے کون کون تسمورا چل رہا ہے۔"

"ہم سب' لیکن ہمارا خیال تھا تم نہیں جاؤ گے!"

"نہیں۔ اس بار ہمیں سب سے زیادہ کھالیں جمع کرنی ہیں۔" میاں نے اپنے دلی خلجان کو چھپاتے ہوئے کہا البتہ روزال سب سمجھتا تھا۔ اس نے تنہائی میں کہا۔ "میں بے شک تمہارا غلام ہوں لیکن تم نے مجھے دوست کہا ہے۔"

"تو پھر.....؟"

"ان حالات میں تمہارا تسمورا جانا بہتر نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ تمہاری یہاں ضرورت ہے اور اس لئے بھی کہ تسمورا درندوں سے بھرا ہوا ہے اور تم مضمحل ہو۔"

"نہیں روزال.... یہ تیرے اختیار سے زیادہ کی بات ہے۔ احتیاط کر اور سن تجھے کچھ انتظامات کرنے ہیں۔"

"حکم.....!" روزال دوست سے فوراً غلام بن گیا۔

"دو ایسے آدمی تیار کر جو مجھے تسمورا میں اس ولادت کی اطلاع دیں۔ ولادت کے فوراً بعد انہیں تسمورا چل پڑنا ہوگا۔"

"بہتر آقا.......! اور.....؟"

"باقی کام میں خود کروں گا.......!"

جو کام میاں نے کئے وہ یہ تھے کہ دایہ سمینال کو حکم دیا کہ ولادت پہاڑی غار میں ہو۔ جب تک میاں تسمورا سے واپس نہ آجائے کسی تیسرے شخص کو غار میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ متعین کردہ دو افراد کے سوا کسی کو نہ بتایا جائے کہ پیدا ہونے والے بچے کی صنف کیا ہے۔ تمام ضرورتیں خادموں کے ذریعے پوری کی جائیں۔

پھر میاں اپنے دوستوں کے ساتھ تسمورا آگیا۔ یہ حقیقت دوسروں پر واضح ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو لیکن روزال جانتا تھا کہ میاں دل سے یہاں نہیں آیا ہے۔ وہ صرف ان لمحات سے بچنا چاہتا ہے جب اسے ولادت کی اطلاع ملے۔ بساری میں خیموں کا شہر آباد تھا۔ ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ پہلے بساری میں قیام کرکے دوستوں سے ملاقات ہوتی تھی اس کے بعد شکار کے لئے راستوں کا تعین کیا جاتا تھا پھر تسمورا میں داخل ہوا جاتا تھا۔ میاں نے کہا۔ "ہم بساری کے مغربی گوشے سے اندر چلیں گے۔"

"اور وہ دشوار گزار کھاڑی.....؟" ایک دوست نے کہا۔

"عبور کرلیں گے۔"

مشکل کام تھا لیکن کرلیا گیا البتہ تسمورا میں خود فراموشی کا نام موت تھا۔ کیونکہ وحشی درندے کسی کی پریشانی سے واقف نہیں ہوتے۔ پچھلی رات بھی روزال نے میاں کو کھلے آسمان کے نیچے کھڑے دیکھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اٹھے ہوئے تھے اور وہ آنکھیں بند کئے کھڑا تھا۔ روزال نے اسے زندگی میں دو تین بار ہی عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ ورنہ میاں عبادت گزار نہیں تھا۔ اپنے آقا کی اس کیفیت پر روزال رو پڑا تھا لیکن اس طرح کہ میاں کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوسکے۔ آج بھی میاں نے کوئی شکار نہیں کیا تھا۔ وہ بہت نڈھال نظر آرہا تھا جبکہ اس کے دوستوں نے کئی لومڑیاں شکار کی تھیں۔ رات ہوگئی اور آدھی رات کے قریب میاں نے خاموشی سے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ غلام روزال بھلا آقا کے گہری نیند سوجانے سے پہلے کیسے سوسکتا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی میاں آگے بڑھا روزال بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دور جاتے ہوئے میاں پر نگاہ ڈالی اور اس کی دوسری نظر بندوق پر پڑی۔ وہ لرز گیا۔ آقا کی بندوق کو ہاتھ لگانا گناہ تھا لیکن اس کی زندگی کا خطرہ مول لینا اس سے بڑا گناہ۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر بندوق اٹھالی اور پھر اسے بھرا ہوا پاکر باہر نکل آیا۔ میاں بہت دور نکل گیا تھا۔ وہ بے آواز چلتا ہوا میاں کا تعاقب کرنے لگا۔ میاں ایک چوڑے درخت کے نیچے رک گیا اور روزال نے اس سے دس گز کے فاصلے پر ایک دوسرے درخت کے نیچے پناہ لے لی۔ یہاں میاں نظر آرہا تھا۔ وہ پتھرایا ہوا کھڑا تھا۔ پھر چاند نکل آیا اور میاں کے دونوں ہاتھ بلند ہوگئے خاموش فضاء میں اس کی آواز ابھری۔

"دن کو سورج' رات کو چاند چمکانے والے' بادلوں سے پانی برسانے اور جینے کے لئے ہوا دینے والے مجھے تجھ سے کچھ درکار ہے۔ روشنی کے مالک مجھے بیٹا دے۔ اگر اس بار بھی ایسا نہیں ہوا تو میرے لئے جینا دشوار ہوجائے گا.....!"

روزال ساکت دم سادھے بیٹھا یہ آواز سن رہا تھا۔ میاں دعا میں کھوگیا۔ پھر اچانک ہی روزال کو گھنے درختوں کے پتے ہلتے نظر آئے اور وہ چونک پڑا۔ اس کے حساس کان اندازہ لگا رہے تھے کہ یہ ہوا کی سرسراہٹ ہے یا کوئی درندہ! پھر اس نے دو سلگتی آنکھیں دیکھ لیں اور وہ تڑپ اٹھا۔ گلدار تھا جو دبے قدموں میاں پر چھلانگ لگانے کے لئے مناسب گھات لگا رہا تھا۔ روزال نے ایک لمحہ ضائع نہیں کیا اور بندوق سیدھی کر کے گلدار کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا نشانہ لے کر گولی داغ دی۔

میاں بہترین نشانہ باز تھا لیکن روزال آقا کے سامنے یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ بھی بے خطا نشانہ لگا سکتا ہے۔ گلدار ایک بھیانک چھلانگ لگا کر میاں کے سامنے آگرا۔ گولی کی آواز اور پھر گلدار کا گرنا......! میاں بے حواس ہوگیا۔ تبھی روزال لپک کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے بے جان گلدار کو دیکھا اور بندوق میاں کے قدموں میں رکھ دی۔ اس کے بعد وہ ایک لمبی چھلانگ لگا کر درختوں کی آڑ میں چلا گیا کیونکہ اس نے میاں کے دوستوں کو دوڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

میاں ہکّا بکّا کھڑا تھا۔ جب اس کے دوست وہاں پہنچے تو وہ ان کی آواز سے چونکا۔ "آہ کیا زبردست گلدار ہے لیکن اتنی رات گئے تمہیں شکار کی کیا سوجھی۔"

"آہ تم نے تو اس کا چہرہ خراب کردیا۔ کیا یہ درست نشانے پر نہیں تھا۔"

"کاش اس کا چہرہ بچ جاتا لیکن کوئی حرج نہیں یہ ایک قیمتی کھال ہے۔"

دوست طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے اور میاں خود کو سنبھال رہا تھا۔ پھر اس نے بھاری آواز میں کہا۔ "اسے سنبھالو۔" اس کے بعد وہ واپس اپنی آرام گاہ پر آگیا۔

دوسری صبح اس نے روزال سے کہا۔ "تمہیں علم ہے کہ بندوق' آبرو کی طرح ہوتی ہے۔ اسے چھونا بہت بڑی گالی ہے جب تک وہ بیوہ نہ ہو جائے۔"

"غلام سزا چاہتا ہے۔" روزال نے کہا اور میاں بے اختیار مسکرا دیا پھر بولا۔ "جاؤ۔ میرے لئے سارا دن وہی دعا مانگو جو تم میری زبان سے سن چکے ہو۔" روزال خاموشی سے سر جھکا کر چلا گیا تھا۔

میاں کے دوستوں کو بھی احساس تھا کہ اس بار میاں شکار میں وہ دلچسپی نہیں لے رہا جو اس کی عادت ہے۔ وہ کئی بار اس کا اظہار بھی کرچکے تھے لیکن میاں نے ہنس کر ٹال دیا تھا۔ البتہ ان کے پاس بھوری لومڑیوں کی کافی کھالیں جمع ہوگئی تھیں۔ بساری میں مختلف قبیلوں کے لوگ کاروبار بھی کرتے تھے طرح طرح کی چیزیں لے کر آتے تھے۔ اشیاء سے اشیاء کا تبادلہ ہوتا تھا۔ کچھ لوگ بڑے بڑے جھونپڑے بنالیا کرتے تھے جن میں وہ شکاریوں کی کھالوں کی حفاظت کرتے تھے اور جب شکاری واپس جاتے تو معاوضے میں انہیں کچھ کھالیں دے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ میاں اور اس کے ساتھی بھی اپنی جمع کی ہوئی کھالیں محفوظ کرنے کے لئے بساری چل پڑے۔ یوں بھی میاں کا دل جنگل میں نہیں لگ رہا تھا۔ اسے ان دونوں قاصدوں کا انتظار تھا جو اس کے قبیلے سے آنے والے تھے۔ کچھ وقت کے بعد وہ بساری پہنچ گئے۔ میاں کے دوست تو کھالیں محفوظ کرانے میں مصروف ہوگئے میاں وہاں موجود لوگوں میں اپنے قاصدوں کو تلاش کرنے لگا۔ روزال اس کے ساتھ تھا۔ تب روزال نے ایک بلند چٹان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "سفید عقاب!"

میاں کی نظریں چٹان کی طرف اٹھیں اور اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اسی چٹان کے عقب میں اس کے دونوں قاصد اس کے منتظر تھے۔ ایک اونچے سے بانس میں پروں سے بنایا گیا سفید عقاب پر پھیلائے نظر آرہا تھا۔ یہ میاں کے قبیلے کا نشان تھا۔

"وہ آچکے ہیں آقا......!"

"ہاں - نہ جانے وہ کیا خبر لائے ہیں۔" میاں نے آہستہ سے کہا۔ دونوں کے گھوڑے اس چٹان کی طرف بڑھنے لگے۔ دونوں قاصدوں نے انہیں دور سے دیکھ لیا تھا چنانچہ وہ خود اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس طرف دوڑ پڑے اور چند لمحات میں ان کے قریب پہنچ گئے۔ میاں کا رنگ فق تھا اور وہ ان کی صورتیں دیکھ رہا تھا...۔ وہ دونوں بیک وقت بولے۔

"مبارک ہو سردار.... روشنی والے نے تمہیں بیٹا دیا ہے۔"

O.....O.....O

سراتو اور واگا نے کہا۔ "ہمارے ساتھ چار آدمی اور ہیں۔ وہ بھی تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ جانتے ہو وہ کون ہیں......؟"

"نہیں....." کروز نے باتو کے حوالے سے کہا۔ باتو ان کے درمیان مترجم کے فرائض سر انجام دے رہا تھا۔

"یہ بھی وہی لوگ ہیں جو تنگ دست ہونے کی وجہ سے خودکشی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر انہیں اتنی رقم مل جائے کہ ان کی موت کے بعد ان کے بچے آرام سے رہیں تو وہ تمہارے ساتھ سفر کے لئے تیار ہیں۔"

"ہم انہیں اتنا ہی دیں گے۔"

"بس تو ٹھیک ہے۔ تم انہیں ادائیگی کردو۔ وہ تیاریاں شروع کردیں گے۔"

آسٹر نے بہت کچھ انہیں دیا اور وہ غربت کے مارے خوشی سے دیوانے ہوگئے ایک تو ان میں سے بھاگ ہی گیا لیکن سراتو جانتا تھا کہ اسے کہاں سے پکڑا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے بھگوڑے کو پکڑ لیا جس کا مؤقف تھا کہ اس نے پوری زندگی اتنی دولت نہیں دیکھی۔ بھاڑ میں جائیں بچے۔ وہ اپنی تمام آرزوئیں پوری کرے گا۔

لیزا نے ہمدردی سے کہا۔ "اگر ہم بچ کر واپس آگئے تو تمہیں اور بھی بہت کچھ دیں گے تم بعد میں عیش کرلینا.....!" افیون کے شوقین اس شخص نے کہا۔

"تو کیا تم واپس آنے کی توقع بھی رکھتے ہو۔ ارے احمقو' وہ جگہ صرف جانے کے لئے ہے واپس آنے کے لئے نہیں۔"

"لیکن ہم واپس آئیں گے۔" لیزا پامردی سے بولی۔

"ٹھیک۔ تمہاری مرضی ہے۔" اس نے پژمردگی سے کہا۔ البتہ اس رات کروز اور ہیکڑ کچھ الجھے ہوئے تھے۔ کروز نے ہیکڑ سے کہا۔ "اتنا کچھ سننے کے بعد کیا وہاں جانا ٹھیک ہوگا۔"

"میں خود الجھا ہوا ہوں۔"

"مگر ہم پابند تو نہیں ہیں۔ زندگی بار بار ملنے کی چیز نہیں اور پھر یہ صرف لیزا کا شوق ہے ایک وہی علاقہ نہیں دیکھیں گے ہم تو کیا ہوجائے گا۔ میرے خیال میں ہمیں آسٹر کو سمجھانا ہوگا.....!"

"آسٹر لیزا کی مٹھی میں ہے۔ وہ نہ مانے گا اور ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔"

"پھر کیا کریں.....؟"

"پھر خاموشی سے نکل چلو۔ زیادہ سے زیادہ ایک پرچہ لکھ کر رکھ دیں گے جس میں اسے معذرت کرلی جائے گی!"

"یہ زیادہ مناسب ہے!"

پرچہ آسٹرولین کو مل گیا۔ وہ ایک دم بددل ہوگیا تھا۔ لیزا نے زور زور سے پرچہ پڑھا۔

"ڈیئر آسٹر......! ہمیں افسوس ہے اس مہم میں ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکیں گے۔ جو کچھ اب تک سنا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جگہ واقعی خوفناک ہے۔ اگر ہمارا مشورہ مانو تو تم بھی ادھر جانے کا ارادہ ترک کردو۔ ہم بہرحال تمہارے بہی خواہ ہیں۔"

ہیکڑ اور کرونز..........!

"بزدل.....!" لیزا نے کہا۔ پھر چونک کر بولی۔ "کیا تم بھی بددل تو نہیں ہوگئے۔"

"تم بتاؤ۔"

"ہم چلیں گے۔"

"اوکے.....ہم چلیں گے.....!" آسٹر نے لیزا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

باتو بھی ان کا خوب ساتھ دے رہا تھا۔ اسے جب ہیکڑ اور کرونز کے فرار کا علم ہوا تو وہ پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسا۔

"وہ سمجھدار تھے.....اس لئے کہ غیر شادی شدہ تھے۔"

"تمہیں بکواس کرنے کی اجازت کس نے دی.....!" آسٹر بگڑ کر بولا۔

"نہیں لارڈ..... ان کے فرار کا غصہ مجھ پر مت نکالو..... سنو اگر تم میری ایک شرط قبول کرلو تو میں ان میں سے ایک جگہ پُر کرسکتا ہوں۔"

"وہ کیسے؟"

"تمہارے ساتھ اس مہم میں شریک ہو کر......!" باتو نے کہا اور آسٹر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر حسرت سے بولا۔ "آہ کاش تم مذاق نہ کر رہے ہو۔"

"میں سنجیدہ ہوں۔ جانتے ہو کیوں؟"

"بتاؤ۔" لیزا نے پوچھا۔

"تم پر رحم آگیا ہے۔ تم نے شاید احساس نہیں کیا آگے چل کر تم کیسی مشکلات کا شکار ہوگے۔ تمہارے ساتھ جانے والے تمہاری زبان نہیں جانتے اور نہ تم ان کی۔ کیا تمہارے درمیان ہم آہنگی ہوسکے گی۔"

"بہت مشکل ہے۔"

"میری شرکت سے یہ مشکل بھی حل ہوجائے گی۔ اصل میں مجھے اب زندگی سے کوئی دلچسپ نہیں ہے۔ میں سوچتا ہوں بستر پر لیٹ کر موت کا انتظار کیوں کروں تمہارے ساتھ ہنگاموں میں حصہ لے کر کیوں نہ مروں.....!"

"باتو اس کے عوض میں تمہاری ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔"

"میں نے تم سے شرط کی بات کی تھی۔"

"ہاں بالکل۔ شرط بتاؤ۔"

"اس مہم کا لیڈر میں ہوں گا۔ تم تینوں میرے کسی فیصلے سے انحراف نہیں کروگے۔ نہ اس پر نکتہ چینی کروگے۔"

آسٹر نے حیرت سے باتو کی شکل دیکھی۔ پھر لیزا کو دیکھا لیزا جلدی سے بولی۔ "ہمیں یہ شرط منظور ہے۔"

"اگر کہیں تم اس شرط سے منحرف ہوئے تو یہ سمجھ لینا کہ میں تمہیں بدترین حالات کا شکار کردوں گا.....!"

"ہمیں منظور ہے۔" اس بار آسٹر نے کہا۔ اس کے خیال میں اس سے عمدہ بات اور کوئی نہیں ہوسکتی تھی۔ باتو کی اس مہم میں شرکت کے لئے ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ باتو نے اطمینان سے ایک بڑی رقم ان سے مانگ لی اور لے کر چلا گیا۔ لیزا نے تو ہنس کر کہا تھا کہ وہ اپنا حصہ لے کر چلا گیا۔ لیکن آسٹر نے اس سے اختلاف کرکے کہا۔ "وہ بہت پُراسرار شخص ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے وہ ان راستوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اور وہ بھاگنے والوں میں نہیں ہے۔"

باتو دوسرے دن واپس آیا تو اپنے ساتھ سامان کا چھکڑا لئے ہوئے تھا۔ بڑے بڑے تین بنڈل بندھے ہوئے تھے کینوس کے تھیلوں میں لوہے کے اوزار بج رہے تھے۔

"یہ سامان اس خوراک اور ضرورت کی دوسری چیزوں کے علاوہ ہے جو تم اس سفر کے لئے خریدوگے۔"

"وہ بھی اگر تم خرید لو تو بہتر ہے۔ اب تم اس مہم کے سربراہ ہو۔"

"رقم نکالو....." باتو نے کہا۔ اس نے کیا کیا خریدا' آسٹر نے کچھ نہیں پوچھا ہاں اپنے طور پر اس نے بہت کچھ کرلیا تھا تاکہ اگر باتو سے کہیں چوک ہوجائے تو وہ اپنی زندگی بچا سکیں۔ پھر آسٹر اور لیزا نے اپنی زندگی کے اس مشکل ترین سفر کا آغاز کردیا۔ بڈ' مست مولا تھا اس کی زندگی کا بس ایک مقصد تھا' لیزا کی حفاظت۔ اس کا خیال رکھنا۔

سفر کا پہلا مرحلہ شاہ کانگ کے دامن میں ختم ہوا۔ پھولا کھانچن سے شاہ کانگ سام تک کا سفر بھی مختصر نہیں تھا۔ شاہ کانگ ناتسخیر چوٹیوں میں سے تھی اس طرح اس کا دامن بھی ہولناک کھائیوں پر تھا۔ خچروں کے ذریعہ سفر ہو رہا تھا۔ مزدوروں کے لئے بھی خچر حاصل کئے گئے تھے کہ جہاں تک ساتھ دے جائیں۔ اس طرح ان کے پاگل رہنما نے ایک گہری کھائی کے ڈھلانوں میں اترنا شروع کردیا جو بہت خطرناک تھے۔ پہلے ہی مرحلے پر انہیں یہ خوفناک سفر کرنا پڑا تھا۔ ڈھلان بے حد ناہموار تھے اور خچروں کو قدم جمانا مشکل ہو رہا تھا۔ لیزا اور آسٹر کسی قدر بدحواس نظر آنے لگے تھے۔ لیزا نے خچر مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"آسٹر' ہم نے اپنی زندگی کی باگ ڈور کسی دیوانے کے ہاتھ میں تو نہیں دے دی۔ یہ ڈھلان تو لگتا ہے موت کے ڈھلان ہیں.....!"

"اب جو کچھ ہوچکا ہے وہ ہوچکا ہے۔ یہاں سے واپسی اس سے زیادہ خطرناک ہے۔" آسٹر

نے جواب دیا۔ ابھی وہ یہ باتیں کررہے تھے کہ مزدور کے ایک خچّر نے ٹھوکر کھائی اور اس کے پیروں سے زمین نکل گئی۔ خچّر اور مزدور...... ایک ساتھ قلابازیاں کھاتے نیچے جارہے تھے اور مزدور کے ٹوٹے ہوئے اعضاً اور مغز کی سفیدی چٹانوں پر بکھری نظر آرہی تھی۔ اسی وقت انہیں قریب سے باتو کا قہقہہ سنائی دیا۔ باتو نے ہنس کر آنکھیں چمچماتے ہوئے انگلی اٹھاکر کہا۔ "ایک..........!"

تمام خچّر رک گئے۔ ہر ایک کے اعصاب کشیدہ ہوگئے تھے۔ وہ سب دہشت زدہ انداز میں گہرائیوں میں دیکھ رہے تھے۔ مزدور تو راستے ہی میں پاش پاش ہوگیا تھا۔ خچّر نے گہرائیوں میں چند جنبشیں کیں اور پھر سرد ہوگیا۔ دوسرے مزدوروں کے چہرے دھواں دھواں ہورہے تھے۔ پھر باتو نے ہی سب سے پہلے اپنے خچّر کو آگے بڑھایا اور گہرائیوں میں اترنے لگا۔ باقی لوگ سمجھے کہ وہ کسی خاص وجہ سے آگے بڑھا ہے لیکن باتو مسلسل نیچے اتر رہا تھا یہاں تک کہ وہ آدھے راستے پر پہنچ گیا اس کے بعد اس نے خچر سے نیچے اتر کر خچّر کو ایک مضبوط جھاڑی سے باندھا اور اس پر لدے ہوئے تھیلے میں سے کچھ نکالنے لگا بانس کی نلکی کا ایک لمبا پائپ' کپڑے کی پھولی ہوئی تھیلی اور ماچس نکال کر اس نے ایک مناسب جگہ تلاش کی اور اطمینان سے ایک پتھر سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ نلکی نما پائپ میں تمباکو بھر کر اس نے اسے شعلہ دکھایا اور پھر فضاء میں دھواں اگلنے لگا۔

"اسے کیا ہوگیا۔؟" لیزا نے حیرت سے کہا۔

"کچھ نہیں' آرام کررہا ہے' ہم یہاں کیا کررہے ہیں۔" آسٹر نے مدھم مسکراہٹ سے کہا۔

"عجیب آدمی ہے۔" لیزا آہستہ سے بولی۔ آسٹر دوسرے لوگوں کو نیچے چلنے کے اشارے کرنے لگا اور پھر لیزا کو ساتھ لے کر خود بھی نیچے اترنے لگا سب دوبارہ چل پڑے تھے۔ آسٹر نے بالکل وہی راستہ پکڑا جو باتو نے اختیار کیا تھا اس سے قبل سب پھیل کر چل رہے تھے لیکن اب قطار بنالی گئی اور سب ایک ہی راستے سے نیچے اترنے لگے۔ مزدور کی موت نے دوسرے مزدوروں کو اداس اور خوفزدہ کردیا تھا بالآخر وہ باتو کے پاس پہنچ گئے وہ خوب آرام کرچکا تھا۔

"یہ کیا حرکت تھی باتو۔" آسٹر نے کہا۔

"کیا کرتا گرانڈ ماسٹر۔ سب وہاں کھڑے سوگ منارہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ انہیں وقت کا احساس نہیں ہے اگر ہمیں انہی ڈھلانوں پر رات ہوگئی تو ایک کے بعد ایک کرکے سب کا وہی حال ہوگا جو اس مزدور کا ہوا ہے۔"

"اوہ مائی گاڈ۔ یہ تو سچ ہے لیکن تمہیں یہ بات دوسروں کو بتانی چاہئے تھی۔ آخر تم ہمارے لیڈر ہو۔"

"ایں۔" باتو چونک پڑا۔ "یہ تو میں بھول گیا تھا گرانڈ ماسٹر۔" اس کے بعد باتو کھڑا ہوگیا۔ اس نے چیخ کر سب کو ہدایات دینا شروع کردیں پھر اپنا پائپ بجھادیا اور خچّر پر سوار ہوکر نیچے اترنے لگا۔ اس نے آسٹر اور لیزا سے کہا کہ اب وہ قطار میں اس کے پیچھے پیچھے آئیں یوں گہرائیوں کا سفر دوبارہ جاری ہوا اور شام ڈھلے وہ وادی میں پہنچ گئے۔۔ اندھیرا پھیل گیا۔ مزدوروں نے خچّروں کی پشت خالی کرکے انہیں چرنے چھوڑ دیا۔ اور شب بسری کے انتظامات ہونے لگے رات کو باتو نے اپنے پائپ کے کش کھینچتے ہوئے کہا۔

"اپنی عیش گاہیں چھوڑ کر ویرانوں میں بھٹکنا کیا حیثیت رکھتا ہے گرانڈ ماسٹر کیا بتاسکوگے؟"

"شوق کہہ سکتے ہو باتو۔"

"شوق کے لئے زندگی سے اس طرح مذاق کرنا مناسب ہے؟"

"ہاں۔ انسان کی فطرت میں خواہش سب سے طاقتور چیز ہوتی ہے چاہے کیسی بھی ہو۔" باتو خاموش ہوگیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے باتو؟" لیزا نے کہا۔

"میڈم' میرا خیال آپ کو بالکل پسند نہیں آئے گا۔"

"پھر بھی بتاؤ ہم وعدہ کرتے ہیں بُرا نہیں مانیں گے۔"

"رہنے دیں میڈم۔ ہمیں ابھی طویل سفر کرنا ہے۔" باتو کسی طور پر اپنا خیال ظاہر کرنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ شاید کوئی بہت بُری بات اس کے دل میں تھی۔

دوسرے دن پھر سفر کا آغاز ہوگیا وادی کا ابتدائی حصّہ تو خوشگوار سفر کا حامل ثابت ہوا لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھے یہ سفر خوفناک ہوگیا دلدلوں کے اوپر خوشنما جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں لیکن ان کے نیچے موت تھی بعض دلدلیں تودوں کی شکل میں ابھری ہوئی تھیں اور ان پر جھاڑیاں تھیں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اگر اس چبوترے نما جگہ کوئی بھولے سے چڑھ جائے تو اس کی واپسی پھر کبھی ممکن ہو۔ ایک سامان بردار خچّر اس کا شکار ہوا سب سے پیچھے سامان سے لدا ہوا آرہا تھا قطار کے آخری خچّر کے ساتھ اس کی رسی بندھی ہوئی تھی غالبًا گرہ ڈھیلی ہوگئی اور کھل گئی خچّر کو آزادی ملی تو گھاس پر منہ مارنے لگا۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ سراتو کی نظر اس پر پڑگئی اور اس نے سب کو متوجہ کرکے اسے روک دیا۔ پھر خود اپنے خچّر سے اتر کر اس خچّر کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ سرکش جانور نے جب کسی کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو بھاگ کر اس چبوترے نما جگہ پر چڑھ گیا جس پر پھول کھلے ہوئے تھے جنگلی پودے اور چھوٹے چھوٹے درخت اُگے ہوئے تھے عین ممکن تھا کہ سراتو جوش میں آکر خود بھی اس چبوترے نما جگہ پر چڑھ جاتا لیکن اچانک وہ رک گیا دوڑتا ہوا خچّر اس جگہ ساکت ہوگیا تھا جیسے اس کے آگے بڑھنے کی ساکت ختم ہوگئی ہو تبھی سراتو نے اس کا قد چھوٹا ہوتے ہوئے محسوس کیا اور اس کے بعد خچّر نے جدوجہد شروع کردی۔ سراتو چونکہ قریب تھا اس لئے وہ منظر دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے خچّر کی جدوجہد نے دباؤ ڈالا تو وہ تیزی سے اس ابھری ہوئی دلدل میں غرق ہونے لگا۔ ایک نہایت عجیب منظر تھا' زمین کی سطح کے ساتھ ساتھ ان گہرائیوں میں تو دلدل متوقع ہوسکتی تھی لیکن ابھری ہوئی جگہ ناقابل یقین سی تھی تمام ہی لوگ اب اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور سبھی کو اس عجوبے کا احساس ہوگیا تھا' خچّر تیزی سے دلدل میں دھنستا چلا جارہا تھا اور پھر وہ اس طرح گھاس میں روپوش ہوگیا جیسے اس کا وہاں وجود ہی نہ ہو۔ لیزا کے حلق سے دہشت زدہ آواز نکلی۔

"اوہ مائی گاڈ' یہ تو بہت انوکھی بات ہے ناقابل یقین یہ ابھری ہوئی دلدل......"

باتو نے گہری سانس لے کر کہا...... "میں نے کہا تھا مسز آسٹر یہ علاقے ناقابل یقین ہیں اور یہاں جو مناظر بکھرے ہوئے ہیں ان پر ابھی انسانی ریسرچ نامکمل ہے۔"

سراتو آہستہ چلتا ہوا واپس آگیا اور اپنے خچّر پر بیٹھ گیا۔ مزدوروں کے چہرے دھواں دھواں

ہو رہے تھے۔ بہرحال آگے کا سفر جاری ہو گیا جو دشوار گزار علاقوں کی وجہ سے زیادہ طویل نہ ثابت ہو سکا ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا پڑ رہا تھا نجانے آگے کا منظر کیا ہو۔ بالآخر ایک ایسی جگہ جہاں سے یہ گزر کر آ چکے تھے اور جو قدرے بہتر قرار پائی تھی رات کے قیام کے لئے منتخب کر لی گئی یہاں کی بوجھل فضاء میں جہاں جگہ جگہ دلدلوں کے دھوئیں اٹھ رہے تھے اور ماحول پر ایک بھیانک تاثر طاری تھا کسی کے دل میں اس جذبے نے سر نہیں ابھارا تھا کہ سفر کی رفتار بہت تیز رکھی جائے بس یہ احساس دل میں جاگزیں تھا کہ آگے کا منظر یقیناً اس سے زیادہ بھیانک ہو گا۔ مزدوروں نے سامان خچروں سے اتار لیا خچروں کی گردنوں کی رسیاں ایک دوسرے سے کس کر باندھ دی گئیں حالانکہ یہاں خاصی گھاس تھی۔ پتہ نہیں کونسی جگہ دلدل موجود ہو۔ خچروں کی زندگی کا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا تھا چنانچہ زمین میں ایک لوہے کا بڑا سا ٹکڑا گاڑ کر خچروں کی رسیوں کے سرے اس سے باندھ دیئے گئے۔ بہرحال ان کے لئے وہاں بھی خوراک موجود تھی۔ تمام لوگ خاموش تھے۔

لیزا نے ایک پُرسکون گوشہ اپنا لیا اور کاربائن لیمپ روشن کر کے اپنی کتاب کے اوراق میں اس بھیانک ماحول کی منظر کشی کرنے لگی۔ آسٹر اس کے قریب ہاتھوں کا تکیہ بنا کر زمین پر لیٹ گیا۔ سراتو اور واگا رات کی خوراک کا بندوبست کرنے لگے۔ باتو کسی ایسے پُراسرار کام میں مصروف ہو گیا جو کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ وہ خچروں سے اتارے ہوئے سامان کے بنڈل کھول کھول کر ان میں کچھ تبدیلیاں کر رہا تھا' سب لوگوں میں خوراک تقسیم ہوئی تو باتو کو بھی دی گئی اس نے اپنی خوراک لے کر ایک طرف رکھ دی اور بدستور اپنے کاموں میں مصروف رہا۔ تھکے ہوئے لوگوں کو نیند آ رہی تھی لیکن باتو نجانے کب تک جاگتا رہا تھا' آسٹر اور لیزا بھی سو گئے اور نیند نے انہیں اس ہولناک ماحول سے بہت دور کر دیا' نیند میں بڑی گنجائش ہوتی ہے۔ اگر کہیں اپنے گھر کے پُرسکون ماحول کے خواب نظر آ جائیں تو تھکن بھی دور ہو سکتی ہے۔ پتہ نہیں کس نے کون کون سے خواب دیکھے' لیکن جب سورج نے انہیں جگایا تو ان پر ایک خوفناک انکشاف ہوا۔ بہت سے خچر سامان کے ساتھ غائب تھے' ان مزدوروں کا کوئی پتہ نہیں تھا جنہیں ساتھ لایا گیا تھا آسٹر اور لیزا کے حلق سے آوازیں نکل گئیں' تین افراد باقی رہ گئے تھے جن میں باتو' سراتو اور واگا تھے۔ تینوں خاموش کھڑے ہوئے تاحد نظر آنکھیں پھاڑ رہے تھے آسٹر کو غصہ آ گیا' وہ تیزی سے چلتا ہوا باتو کے قریب پہنچا اور غصیلے لہجے میں کہا۔ "یہ سارے مزدور کہاں گئے اور وہ خچر اور سامان بھی لے گئے۔"

باتو پھر اپنے مخصوص انداز میں مسکرا دیا۔ "یہ ٹھیک ہوا ماسٹر بالکل ٹھیک ہوا ان کا چلے جانا ہمارے حق میں بہتر ثابت ہوا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔" آسٹرولین غصیلے لہجے میں بولا اور باتو کی مسکراہٹ سکڑ گئی۔

"گرانڈ ماسٹر' انسان کو اخلاق کا دامن ہاتھ سے کبھی نہیں چھوڑنا چاہئے' تم مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہے ہو؟"

"دیکھو باتو اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم اس علاقے کے ماہر ہو اور میں ایک بے وقوف غیر ملکی تو اس خیال کو دل سے نکال دو' میں نیا مہم جو نہیں ہوں' مہمات کے دوران مجھے بہت خطرناک حالات سے واسطہ پڑا ہے اور تمہارے سامنے زندہ کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں ان حالات سے نمٹنا جانتا ہوں۔"

"ایک تو تم سفید چمڑی والوں میں یہ بہت بڑی خرابی ہوتی ہے کہ تم اپنے آپ کو دنیا کا سب سے ذہین آدمی سمجھتے ہو' جو کچھ کہتے ہو اسے پورا نہیں کر پاتے' میرا بارہا کا تجربہ ہے۔ تم نے اپنی ضرورت کے لئے مجھے گینگ لیڈر بنایا ہے لیکن اس وعدے کے باوجود کہ تم میرے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے تم مسلسل مداخلت کر رہے ہو میں مانتا ہوں کہ تم سیاح ہو اور بہت سی مہمات سر کر چکے ہو' لیکن میں اب بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہوا' لیڈر میں ہوں تم نہیں' جس وقت ان کے ایک ساتھی کی موت ہوئی تھی اس وقت میں نے ان کے چہرے دیکھے تھے دولت کے لالچ میں وہ یہاں تک آ تو گئے تھے لیکن اب ان کے چہروں پر پچھتاوا تھا اور وہ ایک دوسرے کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ گرانڈ ماسٹر تم پرانے مہم جو ہو لیکن ہر جگہ کا ایک مزاج ہوتا ہے وہ چوروں کی طرح بھاگ گئے' موت کا خوف دوسری شکل بھی اختیار کر سکتا تھا' اگر وہ دن کی روشنی میں سینہ تان کر واپسی کا اعلان کرتے تو کیا ہم انہیں یوں جانے دیتے اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا' وہ سب یکجا ہو کر مدافعت کرتے اور سارا سامان لے کر فرار ہونے کی کوشش کرتے اس میں کون بچتا کون جیتا اس کا فیصلہ مشکل تھا' ان کا بھاگ جانا بہت بہتر ہوا۔"

لیزا نے آسٹر کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "واقعی یہ ٹھیک کہتا ہے۔"

"مگر وہ' ہماری ضروریات کا سامان بھی لے گئے' سامان سے لدا ہوا ایک خچر دلدل میں غرق ہو گیا اور اتنا سامان وہ لے کر چلے گئے' ہم آگے کی مہم کیسے جاری رکھ سکیں گے؟"

باتو نے پھر ان کے درمیان مداخلت کرتے ہوئے کہا' "گینگ لیڈر میں ہوں تم نہیں مسٹر آسٹرولین' تمہیں گرانڈ ماسٹر کہنے کے لئے مجھے اب غور کرنا پڑے گا' تمہارا کیا خیال ہے کہ میں جھک مارتا رہا ہوں' آدھی رات سے زیادہ دیر تک مصروف رہا ہوں میں اور اس کے بعد آرام کرنے لیٹا ہوں۔"

"کیا مطلب ہے اس بات سے تمہارا؟"

"وہ لوگ جو سامان کے بنڈل لے کر فرار ہوئے ہیں ان میں کچھ بھی نہیں تھا۔ سارا ضروری سامان میں نے نکال لیا تھا' یہاں قیام کرنے کے فوراً بعد میں نے یہی کام شروع کیا تھا' جو سامان وہ لے گئے ہیں ان میں پانی کے تین کنٹینر' کھانے پینے کی اشیاء کے صرف چھ ڈبے اور باقی وہ تمام بیکار چیزیں جنہیں ہم ساتھ لے تو آئے تھے لیکن بعد میں یہ احساس ہو رہا تھا کہ یہ بلاوجہ کی باربرداری ہے' میں نے بنڈل اس طرح ترتیب دیئے تھے کہ وہ سامان کے بنڈل جن میں کچھ نہیں رہ گیا تھا وہ ان کے نزدیک رہیں اور باقی ہماری ضرورت کی تمام اشیاء تو میرے' سراتو' واگا اور آپ کے پاس رہیں یہی کام کرتا رہا تھا' میں آدھی رات تک اور اس کے لئے بھی مجھے معاف کرنا کہ چند قیمتی چیزیں میں نے ان کے پاس بے شک چھوڑ دی ہیں جنہیں فروخت کر کے کم از کم انہیں اس دوران کا معاوضہ مل سکے۔ کھانے پینے کی اشیاء اگر انہوں نے احتیاط سے استعمال کیں تو واپس پہنچنے تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ بے احتیاطی کی تو وہ جانیں ان کا کام ہم کسی کی زندگی کی ضمانت تو نہیں لے سکتے۔"

آسٹرولین کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے تعجب سے باتو کو دیکھا اور پھر شرمندہ ہو گیا۔ آگے بڑھ کر اس نے باتو کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"سوری باتو' مجھے واقعی افسوس ہے' تم نے تو کمال کردیا' لیکن اگر تم اپنے اس خیال سے مجھے بھی آگاہ کردیتے تو کیا زیادہ بہتر نہیں ہوتا؟"

"نہیں ہوتا گرانڈ ماسٹر اس لئے کہ تم آسانی سے انہیں نہ جانے دیتے بات کرتے اور اس کے بعد جب یہ محسوس کرتے کہ وہ بھاگ جانے پر آمادہ ہیں تو انہیں روکتے' نتیجہ وہی ہوتا جس سے میں بچنا چاہتا تھا اور اب آخری بار یہ بات بتادو کہ گینگ لیڈر کون ہے تم یا میں' لیکن ٹھہرو پہلے میری بات کی تصدیق کرلو تمہارا سارا قیمتی سامان محفوظ ہے یا نہیں۔"

آسٹرولین نے باتو کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "نہیں باتو' مجھے تمہاری باتوں پر یقین ہے اور سنو گینگ لیڈر تم ہو تمہارے سوا اور کوئی نہیں۔"

"اور اس کے بعد اگر میرے معاملات میں مداخلت کی گئی تو بھاگ جانے والوں میں سب سے پہلا آدمی میں ہوں گا۔"

"وعدہ۔" آسٹرولین نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور باتو نے رخ تبدیل کرلیا۔ لیزا سرگوشی کے لہجے میں بولی۔

"یہ آدمی بہت پُراسرار ہے' لیکن اس نے جو کچھ کیا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے۔"

آسٹرولین نے چاروں طرف نگاہیں دوڑاتے ہوئے متفکرانہ انداز میں گردن ہلادی تھی۔

O.....O.....O

میان لائی کے چہرے پر سارے بدن کا خون سمٹ کر جمع ہوگیا اسے اپنی ساعت پر شبہ ہورہا تھا روزال بھی اتنا ہی پُرجوش تھا' اس نے آگے بڑھ کر دونوں قاصدوں کے شانے پکڑلئے اور انہیں جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ "جو کچھ تم نے کہا ہے ذرا واضح الفاظ میں کہو' ایک بار پھر کہو' جلدی کہو۔"

"روشنی والے نے سفید عقاب قبیلے کو نیا سردار دیا ہے میان لائی کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے۔" دونوں قاصدوں نے واضح اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ روزال نے ان دونوں کی پیشانیاں چوم لیں اور پھر مسکراتا ہوا میان لائی کی جانب بڑھا۔ دوزانو بیٹھا اور میان لائی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے چوم لیا۔

"اس خوشی کی پہلی مبارکباد تیرا غلام پیش کرتا ہے......"

میان لائی اب بھی ساکت کھڑا ہوا تھا' روزال جب اٹھ کر کھڑا ہوا تو میان لائی نے آہستہ سے کہا "گھوڑے....."

روزال تیزی سے واپس پلٹا' میان لائی اسی طرح ساکت و جامد کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے کے نقوش پتھرائے ہوئے تھے غلام روزال دوڑتا ہوا گیا اور بساری کی اس قیام گاہ سے جہاں اس نے کھالیں محفوظ کی تھیں اپنا اور میان لائی کا گھوڑا کھول لایا۔ اس وقت وہ ساتھی بھی موجود نہیں تھے جو میان لائی کے ساتھ یہاں تک آئے تھے۔ البتہ ان کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اور وہ بساری کی رونق گاہ میں آوارہ گردی کررہے تھے۔ جیسے ہی دونوں گھوڑے پہنچے میان لائی نے اپنے گھوڑے کی پشت پر چھلانگ لگائی اور اس کے بعد گھوڑے کو ہاتھ رسید کردیا اس کا گھوڑا زقندیں بھرنے لگا تھا۔ روزال نے دونوں قاصدوں سے کہا۔

"تم لوگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر واپس چل پڑو' میں جارہا ہوں۔" اور اس کے ساتھ ہی روزال نے اپنے گھوڑے کی پشت سنبھال لی۔ میان لائی کا طاقتور گھوڑا بہت آگے نکل چکا تھا۔ روزال نے بھی اپنے گھوڑے کو پوری قوت سے اس کے پیچھے لگادیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ میان لائی کے پاس پہنچ گیا۔

میان لائی اس طرح گھوڑا دوڑا رہا تھا جیسے وہ کسی دوڑ میں حصّہ لے رہا ہو' بمشکل تمام روزال نے اس سے کہا۔ "میں ساتھ آنے والوں کو اپنی واپسی کی خبر نہیں دے سکا چونکہ وہ موجود نہیں تھے۔"

"بالآخر انہیں واپس قبیلے میں پہنچنا ہوگا۔" میان لائی نے جواب دیا۔

"کھالیں بھی غیر محفوظ ہیں......"

"سفید عقاب کا جانشین ایسی لاتعداد کھالوں کے انبار لگادے گا۔ میں انتظار نہیں کرسکتا تھا۔"

غلام روزال خاموش ہوگیا' کچھ لمحوں کے بعد میان لائی نے کہا۔ "قاصدوں کو واپسی کے لئے کہہ دیا ہے؟"

"ہاں معزز آقا۔" روزال بمشکل اپنے گھوڑے کو میان لائی کے گھوڑے کے برابر رکھ رہا تھا دونوں قاصدوں کا دور دور تک پتہ نہیں تھا لیکن روزال کو بھی اب کوئی فکر نہیں تھی بالآخر وہ دونوں قبیلے ہی پہنچیں گے۔ میان کی دلی کیفیت سے روزال سے زیادہ کوئی واقف نہیں تھا وہ ہواؤں میں اڑ کر قبیلے پہنچ جانا چاہتا تھا حالانکہ تسورا کے جنگلات سے عقابوں کے قبیلے تک کا فاصلہ بہت طویل تھا اور یہاں رہنے کے لئے ایک دو جگہ قیام کرنا پڑتا تھا لیکن روزال جان چکا تھا کہ اب میان قبیلے پہنچ کر ہی دم لے گا۔

گھوڑے دوڑتے رہے' میان کے دانت بھنچے ہوئے تھے اس کے چوڑے جبڑوں کی رگیں ابھرگئی تھیں' آنکھیں خوشی سے سرشار تھیں اور چہرے پر جھلکتے ہوئے سرخ رنگ سے یہ اندازہ ہورہا تھا کہ اپنی زندگی میں اس سے زیادہ خوش وہ کبھی نہیں ہوا۔ گھوڑے کا پیٹ زمین سے لگا جارہا تھا اور آہستہ آہستہ اس کے بدن سے پسینہ پھوٹ رہا تھا۔ روزال کا گھوڑا تھوڑی ہی دیر کے بعد خاصا پیچھے رہ گیا۔ روزال نے اس سے کہا۔

"نہیں اس وقت تجھے زندگی کی بازی لگاکر اپنے فرض کو پورا کرنا ہے۔ میرے آقا کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کر۔"

گھوڑے نے جیسے روزال کی بات سنی اور سمجھ لی' اچانک ہی اس کی رفتار میں بے پناہ تیزی آئی اور ایک بار پھر وہ میان لائی کے گھوڑے کے برابر دوڑنے لگا۔ میان نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"تیرا اور دونوں قاصدوں کا انعام مجھ پر قرض' سرشار کردوں گا تجھے اور ان دونوں کو جنہوں نے میرے کانوں میں زندگی کی یہ خبر پھونکی ہے۔"

"عقابوں کی دنیا کو نیا سردار ملا یہی ہم سب کا انعام ہے۔ میرا اور قاصدوں کا ہی نہیں بلکہ پورے قبیلے کا......" روزال نے جواب دیا اور میان لائی سامنے دیکھنے لگا۔

پھر جب گھوڑے عقابوں کے قبیلے میں داخل ہوئے تو شام جھک آئی تھی۔ گھوڑوں کے بدن سے پسینہ پانی کی مانند بہہ رہا تھا۔ یہی کیفیت ان کے دونوں سواروں کی تھی۔ میاں لائی نے اپنی رہائش گاہ کی جانب جانے کے بجائے پہاڑی چٹانوں کے اس سلسلے کی طرف رخ کیا تھا جس کے بارے میں اس نے ہدایت کی تھی کہ ولادت پہاڑی غار میں ہو اور وہاں سخت پہرہ رکھا جائے۔

غار سامنے آئے اور میاں نے وہاں مستعد پہرے داروں کو دیکھا تو گھوڑے کی رفتار سست کردی تاکہ اس برق رفتاری کے سفر میں کہیں وہ چٹانوں ہی سے نہ جا ٹکرائے۔ وفادار گھوڑوں نے پورا پورا ساتھ دیا تھا۔ میاں لائی گھوڑے سے کود گیا۔ غلام روزال نے بھی اس کی تقلید کی لیکن پہاڑی غار کے اندر میاں لائی تنہا ہی داخل ہوا تھا۔ غار میں دو کنیزیں اور دایہ سمینال سامنے ہی نظر آئیں۔ شہ بدان اندرونی حصّے میں تھی۔ تینوں نے میاں لائی کو دیکھا لیکن خوشی کا وہ اظہار نہیں کیا جس کی توقع کی جا سکتی تھی بلکہ تینوں ہی ایک دم سے خوفزدہ سی نظر آنے لگیں۔ میاں لائی نے البتہ ان کے چہروں پر غور نہیں کیا تھا۔ وہ غار کے دہانے سے اندر داخل ہو گیا۔ آرام دہ بستر پر شہ بدان دراز تھی اور اس کے قریب ہی ایک اور بستر پر ایک ننھا سا وجود متحرک تھا جو مستقبل میں عقابوں کے قبیلے کا سردار تھا۔

میاں لائی کسی دیو کی مانند شہ بدان کے سامنے کھڑا ہو گیا اس عورت سے اس نے زندگی میں ایک دو بار ہی مسکرا کر گفتگو کی تھی۔ اس وقت بھی وہ شہ بدان کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نگاہیں اس ننھے وجود پر پڑیں اور وہ آہستہ سے بولا۔

"بالآخر تو نے اپنا فرض پورا کردیا شہ بدان میرے اور تیرے درمیان اگر کوئی اختلاف تھا تو آج کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔"

شہ بدان کے چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہ پیدا ہوئی۔ وہ ساکت نگاہوں سے میاں لائی کو دیکھ رہی تھی، میاں لائی نے بدستور خوشی کے لہجے میں کہا۔

"اور ہم آج پہلی بار تجھ سے اپنے کسی عمل کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ کیا ہم اپنے وجود کے اس دوسرے حصّے کو دیکھ سکتے ہیں۔"

شہ بدان اب بھی خاموش رہی تو میاں لائی کچھ بددل ہو گیا۔ شہ بدان کا یہ انداز تو ہمیشہ ہی سے تھا۔ وہ آج تک نہ کبھی میاں لائی کی کسی خوشی میں شریک ہوئی تھی نہ غم میں۔ بس ایک بے جان وجود تھا جو میاں لائی کی زندگی میں بیوی کی حیثیت سے آشامل ہوا تھا۔ شہ بدان کی جانب سے کوئی جواب نہ پاکر میاں لائی خود ہی آگے بڑھا اور اس نے اس ننھے سے وجود پر سے کپڑا ہٹا دیا۔ شہ بدان نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔

میاں لائی کی شدت شوق عروج کو پہنچی ہوئی تھی اس نے ننھے وجود کو عریاں کردیا۔ تب ہی اس کے اندر بادلوں جیسی گڑگڑاہٹ نمودار ہوئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے پتھریلا غار بری طرح ہل رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے خلاء میں ہاتھ پھیلائے اور کسی چیز کا سہارا تلاش کرنے لگا۔ آنکھوں میں دھندلاہٹیں اتر آئیں۔ اس نے پاؤں جمائے، آنکھوں کو رگڑ رگڑ کر صاف کیا اور اس کے بعد پھر اس ننھے سے وجود کو دیکھا۔ دیکھتا رہا اور اس کے اندر نجانے کیا کیا کیفیتیں رونما ہوتی رہیں۔ کچھ دیر کے بعد اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس کے منہ سے غرّائی ہوئی

آواز نکلی۔

"دہکتی آگ کی قسم، کڑکتی بجلیوں کی قسم، چٹانوں کو جڑوں سے اکھاڑ دینے والے طوفانوں کی قسم، آتش فشانوں کی قسم، اتنا بڑا جھوٹ ہمارے سامنے کبھی کسی کو بولنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ شہ بدان...... بلاشبہ ہمارے دل پر سب سے کاری وار کیا ہے تو نے۔ سب سے گہرا زخم لگایا ہے۔ ہم سے اقرار کر کہ اس عمل کا تعلق بھی کیا تیرے اس انتقام سے ہے۔ جو ہماری زندگی میں شامل ہونے کے بعد سے تو آج تک لے رہی ہے ہم سے۔ ہمیں جواب درکار ہے شہ بدان......؟"

"نہیں اس میں میرے انتقام کا کوئی جذبہ شامل نہیں ہے۔"

"تو پھر ہمیں جھوٹی خبر کیوں بھجوائی گئی۔؟"

"جنگل دہشت ناک ہوتے ہیں اور میاں لائی تم تسمورا کے جنگلات میں وحشی درندوں کے درمیان تھے تمہارے لئے یہ خبر بہتر نہ تھی۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس خبر سے نڈھال ہو کر تم اپنے آپ سے لاپروا ہو جاتے اور وحشی درندے تمہیں نقصان پہنچا دیتے۔ مجھ سے زیادہ یہ بات اور کون جان سکتا ہے کہ تم ان لمحات سے بچنے کے لئے تسمورا چلے گئے تھے۔"

"ہم تیرے عذر کو قبول نہیں کرتے، ہماری زندگی کے ساتھ یہ مذاق تیرے نئے انتقام کا ایک حصّہ ہے، صرف یہ کہہ دینا کہ ہم پانچویں بیٹی کے باپ بن گئے ہیں شاید ہمیں اس قدر مغموم نہ کرتا جتنا یہ امید دلانے کے بعد کہ عقابوں کا وارث پیدا ہو گیا ہے اس ناہنجار لڑکی کی صورت دکھانا، جو ہمارے چہرے پر ایک اور بدنما داغ بن کر ہماری زندگی میں نمودار ہوئی ہے۔ یہ سب تیری سازش ہے شہ بدان تو نے سوچا ہوگا کہ غم واندوہ کے تمام پہاڑ ہم نے اپنے وجود پر اٹھالئے ہیں۔ اب کوئی ایسا نیا چرکا لگایا جائے ہمارے دل پر جس سے ہمیں واقعی دکھ ہو، تو سوچ اگر ہم بساری کے جنگلات میں موجود قبیلوں کے لوگوں سے یہ کہہ دیتے کہ عقابوں کو وارث مل گیا ہے اور اس کے بعد ہمیں شرمندگی سے سر جھکا کر یہ کہنا پڑتا کہ نہیں ہمارے ہاں کوئی لڑکا نہیں پیدا ہوا تو کیا سربلندی کا کوئی موقع باقی رہتا ہمارے لئے۔ شہ بدان ہم تجھے اس بات کی مبارک باد دیتے ہیں کہ واقعی تو نے ہمارے دل پر ایک گہرا گھاؤ لگا دیا ہے تو خوش ہو ہم واقعی زخمی ہو گئے ہیں۔"

"تم نے ہمیشہ غلط سوچا ہے میاں لائی، یہ فیصلے زمین پر نہیں آسمانوں پر ہوتے ہیں۔ یہ آسمانوں ہی کا فیصلہ ہے اس میں نہ میرا قصور ہے نہ کسی اور کا...... اور میں نے جو بات کہی اس میں بھی سچائی ہے۔"

"ہم نہیں تسلیم کرتے آسمانوں کا فیصلہ، شہ بدان یہ پانچواں فیصلہ ہم نہیں قبول کرتے، ہم اس فیصلے میں مداخلت کرنے پر مجبور ہیں، ہمیں اس فیصلے میں مداخلت کرنا ہوگی سمجھی شہ بدان.... بہت مذاق اڑ چکا ہے ہمارا۔ اب ہم کسی نئے مذاق کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ٹھیک شہ بدان، ہماری مبارک باد تو نے وصول کرلی۔ اب ہم اپنی بقاء کا انتظام کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی بقاء کا انتظام کرنا ہوگا۔"

میاں لائی آہستہ آہستہ غار کے دہانے کی جانب بڑھ گیا۔ شہ بدان سہمی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ آسمانوں کے اس فیصلے میں ترمیم کیسے ممکن ہے میاں لائی کا لہجہ بتاتا تھا کہ وہ دل میں کوئی خوفناک ارادہ رکھتا ہے۔ لیکن کیا...... یہ شہ بدان نہیں سمجھ

پائی تھی۔

O.....O.....O

گہرا تاریک آسمان سر پر چھایا ہوا تھا۔ باتو' سراتو اور واگا اور بڈا تنی گہری نیند سو رہے تھے کہ حیرت ہوتی تھی' لیکن لیزا اور آسٹر کی آنکھوں میں نیند نہیں تھی۔ آسٹر نے کہا۔

"ہم دونوں کو علم ہے کہ ہم جاگ رہے ہیں۔ پھر یہ خاموشی کیوں اختیار کرلی ہے لیزا۔"

"میں نے سوچا کہ شاید تمہیں بھی نیند آجائے۔"

"نہیں نیند میری آنکھوں سے بہت دور ہے۔"

"کیا سوچ رہے ہو۔"

"اس وقت میں اس سامان کے بارے میں سوچ رہا تھا جو بچ گیا ہے۔ ہمیں اندازہ نہیں ہے کہ اس میں کیا کیا باقی ہے۔ اگر اس کا جائزہ لیں تو باتو کے برا مان جانے کا خدشہ ہے۔ فرض کرو اگر باتو غداری پر آمادہ ہوگیا تو پھر ہمارے لئے کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہے گا۔"

"یہ خیال میرے دل میں بھی ہے۔"

"اس کا کیا حل نکالا جائے۔"

"اصولی طور پر اس وقت مجھے تمہاری باتوں میں دخل نہیں دینا چاہئے مسٹر آسٹر۔ لیکن یہ پریشانی تمہیں بے سکون کئے ہوئے ہے اس لئے میں بولنے پر مجبور ہوں۔" یہ بڈواسکو کی آواز تھی جسے سن کر دونوں چونک پڑے۔

"ارے تم جاگ رہے ہو بڈ۔" لیزا چونک پڑی۔

"ہاں اصل میں دو آنکھیں میرے چہرے پر ہیں اور دو سو آنکھیں میرے بدن پر۔ دو آنکھوں کو بند کرکے میں اپنی نیند پوری کرلیتا ہوں۔ باقی دو سو آنکھیں تمہارے لئے وقف ہیں۔"

لیزا اور آسٹر ہنسنے لگے۔ پھر آسٹر نے کہا۔ "تم اس سفر کے دوران بالکل خاموش رہے ہو بڈ۔ بہرحال اب تم نے ہماری باتیں سن لی ہیں۔ ہمیں بتاؤ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے۔"

"پہلی بات تو یہ ہے مسٹر آسٹر کہ آپ اپنی تسلی کے لئے اس سامان کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ یہ تینوں صبح سے پہلے نہیں جاگیں گے۔ میں نے ان پر ہاتھ گھما دیا ہے۔"

"کیا مطلب۔" آسٹر تعجب سے بولا۔

"کونیسا ایک پھل ہوتا ہے۔ زہریلا پھل اور اس کے پتے نشہ آور میری نسل کے لوگ اس کا محلول نشے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں اس کی جھاڑیاں بکثرت ہیں۔ اور بوڑھا لیڈر چونکہ حد سے زیادہ ذہین بن رہا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اسے کونیسا کا ذائقہ چکھا دیا جائے۔ تینوں کونیسا کے سرور میں ڈوبے سو رہے ہیں۔"

"ویری گڈ مگر کیسے؟"

"کھانے کے بعد میں نے انہیں پانی پلایا تھا۔ بس پتوں کے رس کا ایک قطرہ کافی ہوتا ہے۔"

"لیکن تم نے ایسا کیوں کیا بڈ؟"

"آپ سے ان لوگوں کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔"

"تمہارا اس سفر کے بارے میں کیا خیال ہے بڈ۔ کیا ہمیں آگے سفر کرنا چاہئے۔" آسٹر نے سوال کیا۔

"یہ فیصلہ آپ زیادہ مناسب کرسکتے ہیں مسٹر آسٹر۔ مجھے اس میں مداخلت کا حق نہیں ہے۔"

"کوئی مشورہ دینا پسند کرو گے۔"

"اگر آپ کا حکم ہو۔"

"کہو۔ اجازت ہے۔"

"ہمیں ابھی واپسی کے بارے میں نہیں سوچنا چاہئے۔ لیزا جو کتاب لکھ رہی ہیں اس میں کچھ اضافہ ضروری ہے۔ لیکن اس کی ایک حد مقرر کرلی جائے۔ مثلاً عرصے کا تعین۔ ہمیں بیس دن آگے بڑھنا چاہئے۔ اس دوران جہاں تک پہنچ جائیں' جو کچھ نظر آجائے بس اسی پر قناعت کریں اکیسویں دن خواہ کیسے ہی دلچسپ اور پُر تحسین مناظر ہوں ہم انہیں نظرانداز کرکے واپس چل پڑیں گے۔ اصل میں مسٹر آسٹر کسی بھی عمل پر کوئی لائحۂ عمل نہ ہو تو نقصان ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں تو پوری کائنات کی تسخیر کے جذبے ہوتے ہیں۔"

لیزا اور آسٹر نے متاثر کن انداز میں بڈ کو دیکھا۔ پھر آسٹر بولا "اور تم اس قدر خاموش رہتے ہو بڈ۔ مجھے تمہاری اس شاندار ذہانت کا اندازہ نہیں تھا۔"

"آپ کے احکامات کی تعمیل میری زندگی ہے مالک اور خاموشی سوچنے کا موقع دیتی ہے۔ البتہ میں ذمے داریوں کا خیال رکھتا ہوں۔ مثلاً ہمارا ظاہری اسلحہ سامان کے ساتھ ہے۔ لیکن میری لباس میں دو ریوالور پوشیدہ ہیں اور کچھ فالتو راؤنڈ بھی۔ یہ ہنگامی ضرورت کے لئے ہیں۔"

"تم واقعی ہماری بقاء کے لئے ضروری ہو۔"

"تھینک یو مسٹر آسٹر۔"

"آؤ جب اتنا موقع ملا ہے تو سامان چیک کرکے اطمینان ہی کرلیں۔"

سامان کا جائزہ لے کر انہیں اندازہ ہوا کہ باتو نے سچ بولا ہے۔ اس اطمینان نے انہیں اس ماحول میں بھی پُرسکون نیند بخش دی تھی۔

دوسری صبح باتو یا اس کے دونوں ساتھیوں کو احساس بھی نہ تھا کہ ان کے ساتھ کوئی غیر معمولی عمل ہوا ہے۔ ناشتے وغیرہ سے فراغت کے بعد انہوں نے آگے سفر شروع کردیا۔ باتو قدم بہ قدم اس سفر میں اپنی فراست کا لوہا منواتا جارہا تھا۔ وہ فضاؤں میں سونگھ سونگھ کر دلدلوں کا پتہ لگا رہا تھا اور راستے بدل رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"کونسی دلدلوں کے نیچے گندھک کے ذخیرے ہوتے ہیں اور گندھک کی بُو فضاء میں رہتی ہے۔ میں نے اپنے دماغ میں ایک نقشہ تیار کیا ہے۔ گرانڈ ماسٹر۔"

"کیسا نقشہ باتو۔"

"ہمیں کھنٹالیوں کے علاقوں میں جانا ہے اگر ہم ان اندرونی علاقوں میں پہنچ جائیں تو یوں سمجھو کہ پھولا کھا نچن کا اختتام ہوجائے گا۔ اس کے بعد کچھ نہیں ہے۔ اور ایک طویل ویران علاقہ پھیلا ہوا ہے جو ناقابل عبور ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے ملک کی سرحد شروع ہوجاتی ہے۔ گویا اس سفر کی بنیاد کھنٹالیوں کا علاقہ ہے۔ لیکن اس سفر کے لئے سفر میں رہنا ضروری ہے۔ اگر کھنٹالیوں کا طرز زندگی جاننے کی کوشش کی گئی تو واپسی ناممکن ہوگی۔ اور اس کے لئے میں تمہارا ساتھ نہ

دے سکوں گا۔"

"ٹھیک ہے باتو۔ ہمیں منظور ہے۔"

"اس کے لئے میں ایک مختصر سفر اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ شاید مجھے کامیابی حاصل ہو جائے۔"

ابتداء میں تو اس مختصر سفر کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں حاصل ہو سکی لیکن چوتھے دن ایک وسیع جنگل نظر آیا جو گھنے درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ دلدلی علاقہ پیچھے رہ گیا تھا۔ باتو نے اسے دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اس نے کہا "اب ہمیں کم از کم تین دن یہاں قیام کرنا ہوگا۔ جنگل میں درندے بھی ہو سکتے ہیں اس لئے گھنے اور چوڑے درختوں پر رہائش کا انتظام کرلیا جائے اور مستعد رہا جائے۔"

"یہاں تین دن قیام کیوں ضروری ہے؟"

"مجھے کچھ کام کرنا ہے۔" باتو نے مختصر جواب دیا اس کا لہجہ خشک تھا۔ چنانچہ آسٹر نے کچھ نہ کہا۔ لیکن درختوں پر مچانوں پر وقت گزاری بھی ایک دلچسپ تجربہ ثابت ہوئی۔ باتو نے اپنے پُراسرار سامان کا تھیلا پہلی بار کھولا جس میں لوہے کے اوزار تھے۔ سراتو اور واگا کے علاوہ بڈواسکو بھی اس کے ساتھ مصروف ہوگیا۔ باتو عجیب و غریب کام کر رہا تھا۔ پہلے ہی دن اس نے کوئی بارہ ایسے درخت کاٹے جن کے تنے یکساں حجم رکھتے تھے۔ اس کے بعد رات کو نہ جانے کب تک وہ درختوں کے ان تنوں کو ایک سائز میں کاٹ کر ان میں سوراخ کرتا رہا تھا۔ وہ ایک عمدہ بڑھئی تھا اور اپنے دیسی اوزاروں سے برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ درخت پر بیٹھی ہوئی لیزا نے اسے دیکھ کر کہا۔

"پُراسرار ایشیاء۔ ہماری محنت واقعی وصول ہوگئی ہے۔"

"نہ جانے یہ کیا کر رہا ہے۔" آسٹر نے کہا۔

باتو نے درختوں کے ان تنوں کو جوڑ کر ایک بجرا تیار کیا۔ دوسرے دن بھی وہ اپنے کام میں اسی تندہی سے مصروف رہا۔ اس نے بجرے کے اطراف مضبوط ریلنگ لگائی اور درختوں کے پتوں اور شاخوں سے اس کی چھوٹی سی چھت بنائی۔ پھر پتوار بنائے۔ تیسرے دن اس نے اوزاروں کی مدد سے چار لکڑی کے پہیے بنائے اور بجرے کے نچلے حصے میں فٹ کردیئے۔ لیزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ خشکی اور پانی میں چلنے والی گاڑی تیار ہوگئی۔ لیکن آسٹر کیا میں نے اس کے بارے میں درست نہیں کہا تھا۔ اس پُراسرار شخص کے دماغ میں پہلے سے یہ منصوبہ تھا ورنہ وہ اتنے شاندار انتظامات کرکے نہ چلتا۔" آسٹر نے کوئی جواب نہیں دیا اسی شام باتو نے کہا۔

"میں نے تین دنوں کی مہلت مانگی تھی تم سے جو ختم ہوئی اب ہم آگے کے سفر کے لئے تیار ہیں۔"

"جو کچھ تم نے بنایا ہے باتو اس کی کوئی خاص وجہ ہوگی۔"

"ہاں میں نے تم سے اس سفر کے مختصر ہونے کے بارے میں کہا تھا۔"

"ہمیں یاد ہے۔"

"ان جنگلوں کے مل جانے کا مطلب ہے کہ آگے ہمیں سندھارتا بھی ملے گی۔ سندھارتا کو

برہم پتر کی شاخ بھی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اندر جا کر کھائیاں کہاں سے گزرتی ہیں اس کا کوئی پتہ نہیں البتہ یہ معلوم ہے کہ وہ کھنٹالیوں کے علاقے میں ضرور داخل ہوتی ہے۔ کیونکہ لوگوں نے اسے بھی پالیا تھا مگر اس میں سفر کرکے کوئی واپس نہیں آیا۔ ہم بس اتنا سفر کریں گے کہ واپس آسکیں۔ خچروں کو اب یہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ آگے پیدل سفر کریں گے سامان اس گاڑی پر منتقل کئے دیتے ہیں۔"

"اور اسے کھینچے گا کون؟"

"ہم سب۔"

"اگر اس کے لئے خچر ہی استعمال کئے جائیں تو کیا حرج ہے۔" آسٹر نے کہا۔ باتو اسے گھورنے لگا۔ پھر بولا۔

"تم ہمیشہ یہ بھول جاتے ہو کہ اس مہم کا لیڈر میں ہوں۔" آسٹر کو اس بات پر غصہ آیا تھا لیکن اس نے خود کو سنبھال لیا۔ دوسروں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ سامان گاڑی پر منتقل کردیا گیا۔ خچروں کو ان کی تقدیر پر چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ اس عجیب و غریب گاڑی کو کھینچتے ہوئے نامعلوم جنگل میں داخل ہوگئے۔

آسٹر اب الجھنے لگا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ باتو کچھ زیادہ مسلّط ہونے لگا ہے جن راستوں سے وہ گزر رہے تھے۔ وہ ایسے نہیں تھے جہاں خچر استعمال نہ کئے جاسکتے پھر خچروں کو نہ لانا کیا معنی رکھتا تھا۔ حالانکہ باتو نے اس عجیب و غریب کشتی میں جو پہیے لگائے تھے وہ خوب رواں تھے اور سراتو اور واگا اسے آسانی سے کھینچ رہے تھے۔ خود باتو بھی کبھی ان کے ساتھ شامل ہوجاتا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو اب تک گاڑی کو ہاتھ نہیں لگانے دیا تھا یہاں تک کہ بڈ نے گاڑی کھینچنے والا رسہ پکڑا تو باتو نے جلدی سے اسے ہٹادیا۔

"یہ تمہارا کام نہیں ہے مسٹر۔ ہمیں سہاروں کا عادی نہ بناؤ۔"

"کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

"ضرورت ہوئی تو تمہیں تکلیف دے دیں گے۔" پھر باتو نے لیزا کو دیکھ کر کہا۔ "آپ اگر بُرا نہ مانیں مسز آسٹر تو اس گاڑی میں بیٹھ جائیں۔ آپ کو یہ سفر بہت دلچسپ لگے گا۔"

"میں بالکل بُرا نہیں مانوں گی کیونکہ بہت تھک گئی ہوں۔" لیزا نے کہا اور جلدی سے گاڑی میں جا بیٹھی جیسے اس بات کی منتظر ہو۔ آسٹر اس بات سے کچھ مطمئن ہوا تھا اسے لیزا ہی کا زیادہ خیال تھا۔ باتو تو کچھ ایسا خوش ہوا کہ اس نے گانا شروع کردیا۔ سراتو اور واگا بھی شامل ہوگئے تھے۔ حالانکہ گانے کے بول سمجھ میں نہیں آرہے تھے لیکن اس طرح ماحول خوشگوار ہوگیا تھا۔ بہت دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر وہ خاموش ہوگیا تھا۔ رات کو قیام کیا گیا۔ لیزا لیمپ روشن کئے اپنا سفرنامہ لکھتی رہی۔ اس نے حیرانی سے کہا۔

"تعجب ہے ان علاقوں میں اب تک درندے نہیں نظر آئے؟" ابھی اس نے جملہ ختم ہی کیا تھا کہ کہیں سے ہاتھی کی چنگھاڑ سنائی دی۔ لیزا ایک دم خاموش ہوگئی۔ باتو اور اس کے ساتھی جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے برق رفتاری سے سامان سے رائفلیں نکال لیں۔ لیزا اور آسٹر نے بھی رائفلیں سنبھال لیں پھر باتو نے جھپٹا مار کر لیزا کے سامنے رکھا لیمپ بجھا دیا اور گھپ اندھیرا طاری ہوگیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر جلدی سے زمین پر لیٹ گیا اور اس نے زمین سے کان

لگادیا۔ کچھ دیر اسی طرح کان لگائے رہا پھر اچانک اس نے قلابازیاں کھانا شروع کر دیں۔ عجیب بے تکے انداز میں وہ اچھل اچھل کر گر رہا تھا۔ گردن ٹیڑھی کر کے اپنے گال پر تھپڑ مار رہا تھا۔

"کیا ہو گیا تمہیں۔" آسٹر غرایا۔ اور باتو نے لپک کر اس کا منہ دبوچ لیا لیکن دوسرے لمحے پھر پیچھے ہٹ کر وہی حرکتیں کرنے لگا۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ کوئی پچاس سیکنڈ تک وہ یونہی متحرک رہا پھر کان میں انگلی داخل کر کے اسے زور سے ہلانے لگا۔ اور سرگوشی کے لہجے میں بولا۔

"خدا غارت کرے۔"

"کیا مصیبت نازل ہو گئی تم پر۔" آسٹر پھر بولا۔

"آواز دبا کر ماسٹر۔ آواز دبا کر۔ ہاتھیوں کی آنکھیں بے شک چھوٹی ہوتی ہیں لیکن کان بڑے ہوتے ہیں۔"

"ہاتھی کتنے فاصلے پر ہے۔"

"بہت قریب۔ اس کے قدموں کی دھمک محسوس ہو رہی ہے۔"

"تم کوئی خاص رقص پیش کر رہے تھے ابھی۔"

"مذاق اڑا رہے ہو میرا گرانڈ ماسٹر۔ گھاس پر کان رکھا تو کوئی احمق کیڑا میرے کان کو سرنگ سمجھ بیٹھا۔ اب بھی سخت تکلیف ہو رہی ہے۔" لیزا بے اختیار ہنس پڑی۔ تو باتو جلدی سے بولا۔ "خدا کیلئے میڈم۔ خدا کیلئے۔ اوہ۔ دیکھو۔ دیکھو۔ سانس تک روک لو۔ سانس بھی روک لو۔"

کچھ فاصلے پر ایک دیو قامت ہاتھی کا ہیولہ نظر آ رہا تھا۔ جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ سب نے رائفلیں سیدھی کر لیں۔ باتو سرگوشی میں بولا۔ "بیس گز تک کا فاصلہ بھی رہے تو خاموش رکھنا۔ اس کا گزر جانا بہتر ہے۔ ہاں اگر رخ بدل لے تو مجبوری ہے۔"

ہاتھی نے انہیں نہیں دیکھا اور ان سے فاصلے سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔ آسٹر نے کہا۔ "خوش قسمت تھا۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو گرانڈ ماسٹر، ہم خوش قسمت ہیں۔ تم بے شک اسے مار لیتے۔ لیکن مرتے ہوئے وہ زور سے آخری چنگھاڑ مارتا اور اپنی مظلومیت کی پوری کہانی سنا دیتا۔ اور وہ غول جس سے الگ ہو کر وہ اس طرف نکل آیا ہے اس کا انتقام لینے چڑھ دوڑتا۔ ہاتھی کبھی تنہا نہیں ہوتے۔" باتو کی بات کی تصدیق کچھ دیر کے بعد ہو گئی جب اچانک زلزلے جیسی کیفیت پیدا ہوئی، زمین ہلنے لگی۔ ہاتھیوں کا غول چھوٹے درختوں کو خس و خاشاک کی طرح روندتا وہاں سے گزرا۔ سب دم سادھ کے بیٹھ گئے تھے۔

"خدا کے واسطے اب درندوں کو یاد مت کرنا۔" آسٹر نے کہا۔

دوسرے دن باتو نے پھر سفر شروع کر دیا۔ طریقۂ کار وہی تھا۔ باتو خود ہی اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ گاڑی کھینچ رہا تھا۔ لیزا کو آزادی حاصل تھی۔ جب دل چاہتا گاڑی سے اتر کر آسٹر کے ساتھ چلنے لگتی۔ تھک جاتی تو گاڑی میں جا بیٹھتی۔ باتو نے کئی بار رک رک کر جانوروں کی طرح گردن اٹھا کر فضاء میں سونگھا تھا اور پھر وہاں سے رخ بدل دیا تھا۔ اب اس کی حرکات پر تبصرہ کرنا چھوڑ دیا گیا تھا۔ شام کو چار بجے کے قریب باتو اچانک چیخنے لگا۔

"سندھارتا۔ سندھارتا۔" اور پھر اس نے تیزی سے گاڑی کھینچ کر بھاگنا شروع کر دیا۔ لیزا لپک کر گاڑی پر چڑھ گئی تھی اور اس نے مضبوطی سے اسے جکڑ لیا تھا بڈ اور آسٹر کو ان کے ساتھ دوڑنا پڑا۔ کافی دور تک بھاگتے رہے۔ پھر کچھ ایسے ڈھلان آگئے جن پر سنبھلنا پڑا تھا۔ لیکن ڈھلانوں پر پہنچ کر انہیں سندھارتا نظر آگئی تھی۔ بے پناہ چوڑا دریا تھا جس کا پانی بالکل گدلا تھا اور روانی نہ ہونے کے برابر۔ اسے دیکھ کر ایک عجیب ہیبت ناک تصور دل میں ابھرتا تھا۔ باتو اس دریا میں سفر کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آسٹر یہاں آکر سنجیدہ ہو گیا۔

"تم اس دریا کے بارے میں کیا جانتے ہو باتو۔"

"لوگ اسے برہم پتر کی بیٹی کہتے ہیں۔"

"یہ آگے کہاں تک جاتی ہے۔"

"سنا ہے برہم پتر سے ہی مل جاتی ہے۔"

"کون سے مقام پر۔"

"یہ کوئی نہیں جانتا۔"

"ہمارا اس کے ذریعے سفر کرنا مناسب ہو گا۔"

"سب سے زیادہ مناسب گرانڈ ماسٹر۔ تم نے راستے کے مناظر دیکھ لئے ہیں۔ زمینی سفر بہت خطرناک ہے۔ دریا میں ہمیں صرف پانی سے ہوشیار رہنا ہو گا۔ اور پھر اس کی روانی بھی خطرناک نہیں ہے۔ یہ سفر زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔"

"دریائی گھوڑے اور مگرمچھ یہاں بکثرت ملیں گے۔"

"بے شک، لیکن ہماری کشتی پر نہیں آسکیں گے۔ تم اس کی ساخت دیکھو۔ میں نے یہ ریلنگ لگائی ہے۔ یہ لمبے ستون رخ بدلنے کیلئے استعمال ہوں گے۔ یہ چپو ہمیں ہماری پسند کے مطابق آگے لے جائیں گے۔ ہمارے پاس ممکنہ خطرات سے بچنے کیلئے ہتھیار موجود ہیں جبکہ خشک راستہ بے شمار خطرات سے پُر ہے۔"

اس انوکھی کشتی کا سفر بے حد پُر لطف تھا۔ تھوڑی دور چل کر ہی اس کی افادیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ باتو نے ہر بات کا خیال رکھا تھا۔ وہ پانی میں بڑی روانی سے سفر کر رہی تھی پانی اس کے رخنوں سے اوپر آتا اور بہہ جاتا۔ مضبوط رکاوٹوں کی وجہ سے کسی کے گرنے کا خطرہ بھی نہ تھا۔ لیزا بہترین فوٹوگرافی کر رہی تھی۔ اس سفرنامے کے بارے میں اس کا اندازہ تھا کہ وہ ایک شاہکار ہو گا۔

O.....☆.....O

لائی مسکراتا ہوا باہر نکلا تھا۔ دایہ سمنیال اور کنیزوں نے سہمی ہوئی آنکھوں سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا اور ششدر رہ گئیں۔ ان کے خیال کے مطابق میاں کا چہرہ آتش فشاں جیسا ہونا چاہئے تھا لیکن وہ مسکرا رہا تھا۔ اس نے رک کر ان تینوں کو دیکھا اور بولا۔

"بوڑھی عورت۔ خوب مذاق کیا تو نے۔ ہم سے مذاق کی جرأت قابل داد ہے۔"

"عظیم آقا۔ میں تیری رعیت ہوں۔ میری مجال کہاں کہ میں تجھ سے مذاق کروں۔"

"پھر میرے قاصدوں کو بیٹے کی خبر کس نے دی۔"

"میں نے لیکن اپنی مالکہ کے حکم سے۔"

"اور تم دونوں۔" میاں نے کنیزوں کو دیکھا۔ وہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ ان کے منہ سے آواز بھی نہیں نکلی..... "نہ نہ۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں اس خدمت گزاری پر بھیڑ کی دس دس کھالیں انعام دی جائیں گی۔ ہاتھی دانت کا زیور الگ اور تجھے اس کا دگنا بوڑھی عورت لیکن شہ بدان کا خیال رکھو۔ اور ہاں ابھی کسی سے نہ ملنا حقیقت ابھی آشکارا نہیں ہونی چاہئے۔"

"جو حکم۔" تینوں نے گردن جھکادی۔ میاں غار سے باہر نکل آیا۔ جہاں غلام روزال دوسرے پہرے داروں کے ساتھ اس کا منتظر تھا لیکن باہر نکلتے ہوئے میاں کے چہرے پر تبدیلی رونما ہوگئی۔ اب وہ غم و اندوہ میں ڈوبا نظر آرہا تھا۔ غلام روزال ششدر رہ گیا۔

"آقا۔" اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

"افسوس روزال' ہمارا چراغ روشن نہ ہوسکا وہ پیدائش کے کچھ لمحات کے بعد مرگیا۔"

"آقا۔" روزال شدت غم سے چیخ پڑا۔

"روشنی والے کے کھیل انوکھے ہوتے ہیں۔ اس نے ہماری دعائیں سنیں لیکن ......"

روزال زار و قطار رونے لگا۔ سب ہی غمزدہ نظر آرہے تھے۔ "تم دونوں میرے بھائیوں کے پاس چلے جاؤ۔ انہیں یہ خبر سنا دینا۔" میاں نے دونوں قاصدوں سے کہا پھر پہریداروں سے بولا۔ "کسی کو غار کے قریب بھی نہ پھٹکنے دینا۔ شہ بدان کی حالت بہتر نہیں ہے۔ روزال تم میرے ساتھ آؤ....."

وہ اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اپنے کوستے میں داخل ہوگیا جو عقابوں کے قبیلے کا ایک شاندار کوستہ تھا..... روزال کی سسکیاں اب بھی جاری تھیں۔

"شہ بدان کے لئے طاقت بخشنے والا کاڑھا تیار کراؤ.....!" اس نے روزال کو حکم دیا اور خود اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوگیا۔ روزال اس کے حکم کی تعمیل کے لئے چلا گیا اور کچھ دیر کے بعد کاڑھا تیار کرکے لے آیا۔ میاں اس کے ساتھ باہر نکلا تو کچھ سامان اس کے ساتھ تھا۔ غار پر آکر شہ بدان کے لئے کاڑھے کا برتن تیار کراتے ہوئے اس نے ایک سفوف کاڑھے میں شامل کردیا۔ "یہ اسے توانائی بخشے گا۔ اسے اندر سمنیال کو دے دو.....! اس سے کہو شہ بدان کو پلادے۔" روزال خاموشی سے اندر چلا گیا۔

"دونوں قاصد چلے گئے۔" میاں نے پہریداروں سے پوچھا۔

"جی آقا....."

"ٹھیک ہے۔ تمہیں انعام دیا جاتا لیکن افسوس جو کچھ ہوا ہے تم جان چکے ہو۔ جاؤ اب آرام کرو...... صبح واپس آجانا...... ہم رات کو یہاں موجود ہیں..... اور ہاں' ابھی یہ غمناک خبر اپنے سینوں میں دفن رکھنا۔ خبردار کسی کو نہ معلوم ہو۔ ہمیں سکون درکار ہے ورنہ ہمارے قبیلے والے دوڑ پڑیں گے۔"

"آقا.....!" پہریدار جھکے اور وہاں سے چلے گئے۔ میاں خاموشی سے ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر اس نے چونک کر کہا۔ "تینوں عورتیں بھوکی ہوں گی۔ میں ان کے لئے بھی خوراک لایا ہوں۔ ذرا سمنیال سے پوچھو۔ شہ بدان نے کاڑھا پی لیا۔"

غلام روزال نے بتایا کہ سمنیال نے مالکہ کو اپنے ہاتھ سے کاڑھا پلایا ہے اور وہ آرام کررہی ہیں۔ "جاؤ...... یہ خوراک دایہ اور کنیزوں کو دے دو۔" میاں نے گوشت کے نرم پارچے

جو خوشبو میں بسے ہوئے تھے اور سکاک کے پتوں میں لپٹے ہوئے تھے روزال کو دیئے اور روزال اس حکم کی تعمیل بھی کر آیا۔ پھر وہ میاں کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

"تمہیں بھی بھوک لگ رہی ہوگی لیکن اس رات چونکہ میں بھی بھوکا رہوں گا اس لئے تم بھی کچھ نہ کھاسکو گے ....!" روزال پھر رو پڑا تھا اور میاں تاریکیوں میں گھورنے لگا تھا۔ غلام روزال چپکے چپکے آنسو بہاتا رہا لیکن اس وقت وہ بری طرح چونک پڑا جب غار کے اندر سے اچانک دلخراش چیخیں ابھرنے لگیں اور اس قدر کربناک تھیں کہ روزال کا دل دہل گیا۔ وہ دہشت سے کھڑا ہوگیا۔

"آقا..... آقا کیا تم سوگئے؟"

"نہیں۔ میں جاگ رہا ہوں۔" میاں پتھریلے لہجے میں بولا۔ روزال سے صبر نہ ہوسکا وہ غار میں داخل ہوگیا۔ بیرونی حصّے میں دایہ سمنیال اور دونوں کنیزیں ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہی تھیں۔ ان کے چہرے بھیانک ہوگئے تھے اور بدن بے حال ہورہے تھے۔ ہاتھ پاؤں مڑ گئے تھے۔

"کیا ہوگیا۔ تمہیں کیا ہوگیا؟" روزال ایک کنیز کے پاس بیٹھ کر بولا۔ کنیز کا چہرہ اتنا بھیانک ہوگیا تھا کہ اس پر نظر نہیں جمائی جارہی تھی۔ پھر اس کے بدن نے آخری جھٹکا لیا اور وہ سرد ہوگئی۔ "سمنیال ...... سمنیال....." روزال بوڑھی دایہ کی طرف بڑھا لیکن اب وہ بھی آخری سانس لے رہی تھی۔ روزال غار کے دہانے کی طرف جھپٹا' تاکہ میاں کو اس سانحے کی خبر دے لیکن میاں دہانے میں پُرسکون کھڑا ہوا تھا۔ "آقا یہ..... یہ تینوں....."

"ختم ہوگئیں؟" میاں نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ تڑپ تڑپ کر مری ہیں۔"

"نیلی چھپکلی کا زہر اتنا ہی تیز ہوتا ہے۔"

"ن...... نیلی چھپکلی کا زہر؟"

"سکاک کے پتوں میں رکھا ہوا گوشت زہریلا تھا۔" میاں نے جواب دیا۔

"آقا میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔" روزال پریشان لہجے میں بولا۔

"ایک ایک کرکے ان تینوں لاشوں کو اٹھاؤ اور سوکھے کنویں میں ڈال دو۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔" میاں وہاں سے باہر کی طرف مڑ گیا۔

روزال حیرت سے دیوانہ ہوا جارہا تھا لیکن اس نے کبھی میاں کے حکم سے سرتابی نہیں کی تھی۔ ایک جوان کنیز کی وزنی لاش شانے پر ڈال کر وہ باہر نکل گیا۔ سوکھا کنواں عقابوں کے قبیلے کا قبرستان تھا۔ مرنے والوں کو اسی میں پھینک دیا جاتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ اس کنویں کی گہرائی زمین کے آخری طبق تک تھی اور اس میں کبھی کسی لاش کے گرنے کی آواز نہیں سنائی دی نہ اس میں سڑنے والی لاشوں کی بدبو اوپر پہنچی تھی۔ وہ سینکڑوں لاشوں کو نگلنے کے باوجود اتنا ہی خالی تھا۔

روزال لاشیں ڈھوتا رہا۔ آخر میں بوڑھی سمنیال کی لاش کنویں میں ڈال کر وہ لڑکھڑاتا ہوا واپس میاں کے پاس آگیا۔ جو اسی طرح خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"کچھ دن اور رات نہایت مشقت کے ہوتے ہیں روزال' مجھے علم ہے' تسورا سے یہاں تک مسلسل گھوڑے کا سفر' اور اس کے بعد یہ سب کچھ۔ تم بری طرح تھک گئے ہوگے لیکن

مجبوری ہے۔ ابھی تمہیں ایک آخری کام اور کرنا ہے۔"

"میں بالکل نہیں تھکا آقا لیکن میرا دماغ میرا ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ منیال اور کنیزوں کو نیلی چھپکلی کا زہر کس نے دیا۔"

"میں نے۔ ان کے لئے خوراک میں ہی لایا تھا۔"

"کیوں آقا.....!"

"کیونکہ وہی میری رسوائی کی رازدار تھیں۔"

"رسوائی؟"

"ہاں روزال، وہ جانتی تھیں کہ پانچویں بار بھی میرے ہاں بیٹی ہی پیدا ہوئی ہے۔"

"بیٹی....." روزال آہستہ سے بولا۔

"قاصدوں کو کچھ علم نہیں ہے۔ ورنہ ہمیں دو زندگیاں اور لینا پڑتیں لیکن یہ تینوں حقیقت جانتی تھیں۔ شہ بدان نے ہمیں جھوٹی خبر بھجوائی تھی۔"

روزال کا ذہن چکراتا رہا۔ اب بہت کچھ اس کی سمجھ میں آ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔ "کیا نومولود زندہ ہے آقا.....؟"

"ہاں وہ زندہ ہے لیکن۔" میاں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا، لیکن اس ادھورے جملے نے روزال کو بہت کچھ سمجھا دیا۔

"نہیں آقا نہیں۔ روشنی والے نے یہی بہتر سمجھا، کائنات میں آنے والا وجود معصوم ہے اسے زندگی کی سانس لینے دے۔ جہاں چار ہیں وہاں اس کی پرورش بھی ہو جائے گی۔"

"چار زخم بہت ہیں ہمارے سینے کی وسعتوں کے لئے۔ اس کے بعد کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اس نئے زخم کو سجانے کے لئے ہم جگہ کہاں سے لائیں روزال۔"

"رحم آقا۔ رحم کرو اس معصوم پر۔"

"تو نے شہ بدان کے ہونٹوں پر وہ مسکراہٹ نہیں دیکھی روزال، جو فتح کی مسکراہٹ ہوتی ہے۔ وہ ہمیں چار بار شکست دے چکی ہے لیکن اس بار..... ہم اسے بتانا چاہتے ہیں کہ ہم ہر طرح فتح حاصل کر سکتے ہیں۔"

"وہ عورت ہے آقا۔ جو ہر حال میں رعایا ہوتی ہے۔ وہ مسکراہٹ کم عقلی کی ہوتی ہے۔ فیصلے تو روشنی والا کرتا ہے۔"

"اس بار اس کا فیصلہ بھی ہم نے قبول نہیں کیا ہے روزال۔ ہم اس راز کو چھپانے کے لئے تین زندگیاں ختم کر چکے ہیں۔ اس سے تو سمجھ سکتا ہے کہ ہم نے آخری فیصلہ کیا ہے۔ بہت غور کر کے یہ فیصلہ کیا ہے ہم نے روزال۔ صبح ہمارے بھائی آئیں گے ہم سے اظہار ہمدردی کریں گے لیکن ہنس کر یہ تو نہ کہہ سکیں گے کہ آہ، تیرے ہاں ایک اور لڑکی کا اضافہ ہو گیا میاں۔"

روزال دیر تک خاموش رہا۔ میاں کا فیصلہ اسے آخری فیصلہ ہی لگا۔ اب کچھ کہنا بیکار تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔ "میرے لئے کیا حکم ہے مالک؟"

"آسان تو یوں ہوتا کہ ان تین لاشوں کے ساتھ چوتھی لاش بھی سوکھے کنویں کی نذر ہو جاتی لیکن وہ زندہ ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں سے موت دینا نہ ہمارے بس میں ہے اور نہ ہم کسی اور سے یہ

کام کرا سکتے ہیں۔ اسے لے کر دریائے نگانہ چلا جا اور لہروں کے سپرد کر دے۔ یہ تیرا آخری کام ہے۔"

"رحم کی کوئی گنجائش نہیں ہے آقا۔"

"ہمارے اس حکم کے بعد تیرا ہم سے کچھ کہنے کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے۔"

روزال پھر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔ "آقا مجھے کیا کرنا ہے؟"

"اندر جا اسے اٹھا لا.....!"

"میں؟"

"ہاں۔ وہ ہمارا خون ہے ممکن ہے اسے چھوتے ہوئے ہماری شفقت بیدار ہو جائے۔ تجھے یہ کام خود کرنا ہے۔"

"میری مالکہ مجھے اس کی اجازت دے گی؟"

"وہ گہری نیند سو رہی ہے۔ ہم نے اس کے لئے کاڑھے میں خواب آور سفوف ملا کر اس کے گہری نیند سونے کا بندوبست کر دیا تھا۔ جا بہت باتیں ہو گئیں اب دیر نہ کر.....!"

روزال سمجھ چکا تھا کہ میاں کے ارادے کو بدلنا اب کسی طور ممکن نہیں ہے چنانچہ وہ ست قدموں سے غار کے اندرونی حصے میں داخل ہو گیا۔ شہ بدان بے سدھ لیٹی ہوئی تھی۔ ننھا وجود ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ روزال نے کپڑے میں لپٹے اس نازک وجود کو ہاتھوں میں اٹھا لیا۔ اس کی آنکھیں خون کے آنسو بہا رہی تھیں۔ اس نے ننھی سی بچی کے چہرے کو دیکھنے کی جرأت بھی نہ کی تھی۔ اس کے گرد اچھی طرح کپڑا لپیٹ کر وہ بھاری قدموں سے باہر نکل آیا۔ میاں کہیں اور چلا گیا تھا۔ چنانچہ وہ اسے نظر نہ آیا۔ ہاں دونوں گھوڑے موجود تھے۔ روزال اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تاریکیوں کی آغوش میں سفر کرنے لگا۔

O.....☆.....O

دونوں قاصد کوہ بخت کے پاس پہنچ گئے۔ کوہ بخت میاں لائی کا سب سے بڑا بھائی تھا۔ پہاڑی علاقے میں خوبانیوں اور اخروٹ کے باغات کا مالک اور پہاڑوں میں اس کی تجارت خوب چلتی تھی یہاں سکوں یا کرنسی کا رواج نہیں تھا مال کے بدلے مال کی تجارت کا نظام رائج تھا لیکن یہ کام بخوبی ہوتا تھا۔ اشیاء مصنوعات بھی بنائی جاتی تھیں۔ ان کا مکمل توازن تھا۔ ہر چیز کے اوزان مقرر تھے۔ فطرت میں وحشت کی بہتات کے باوجود پہاڑوں کے قانون بھی بنے ہوئے تھے لیکن طاقت کی حکمرانی ہر شے پر مسلط تھی۔ اگر طاقت کی برتری ثابت کر دی جائے تو ہر قانون پس پشت چلا جاتا تھا۔

قاصدوں نے کوہ بخت کی تکریم کے بعد میاں لائی کا پیغام کوہ بخت کو دیا۔ "روشنی والے نے آقا کو بیٹے سے نوازا لیکن ان کی خوشیاں قائم نہ رہ سکیں۔"

"کیوں..... کیا ہوا؟" کوہ بخت نے پوچھا۔

"پیدائش کے کچھ دیر بعد وہ مر گیا؟"

"آہ..... اس کا افسوس ہوا، میرا بھائی بہت افسردہ ہو گا۔"

"ہم سب غمزدہ ہیں۔"

"کیا تم نے یہ خبر میرے دوسرے بھائیوں کو دی؟"

"نہیں..... آپ سے آغاز کیا ہے کیونکہ آپ سب سے بڑے ہیں۔" قاصدوں نے جواب دیا۔

"ہوں..... تم یوں کرو' واپس عقابوں میں جاؤ' میاں سے کہو کہ میں اس کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ دوسرے بھائیوں کو میں خود اطلاع دیکر ان کے ساتھ آتا ہوں۔"

"جو حکم آقا۔" قاصدوں نے جواب دیا اور وہیں سے واپس چلے گئے۔ تب کوہ بخت نے اپنی بیوی دل راز سے کہا۔

"میاں لائی کے قاصد ایک افسوس ناک خبر لائے تھے اس کے ہاں مردہ بیٹا پیدا ہوا ہے۔"

"روشنی والا برائی کا بدلہ بہتر کبھی نہیں دیتا۔ میاں نے خود سے کمزور شخص کو کبھی معاف نہیں کیا۔ اس نے عقابوں کا علاقہ طاقت سے نہیں چالاکی سے حاصل کیا تھا اور سارغہ کو دوست بن کر ڈسا تھا۔ سارغہ کی آہیں بے اثر نہ ہوں گی۔ میاں کبھی عقابوں کو وارث نہیں دے سکے گا۔"

"کم عقل عورت' عقل بھی تو طاقت ہوتی ہے۔ بلکہ کبھی کبھی یہ بدن کی طاقت پر بھی حاوی ہوجاتی ہے اور نہ میں نے تجھے یہ خبر اس لئے دی ہے کہ تو دل کا غبار نکالے۔ میں تجھے بتانے آیا ہوں کہ میں دوسرے بھائیوں کو ساتھ لیکر میاں لائی کے غم میں شرکت کرنے جا رہا ہوں۔"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے' ہاں اگر تم اسے زندہ بیٹے کی مبارکباد دینے جا رہے ہوتے تو مجھے غم ہوتا۔"

"عورت سے زیادہ کینہ پرور اور حاسد مخلوق شاید روئے زمین پر دوسری کوئی نہ ہو۔" کوہ بخت نے گہری سانس لیکر گردن ہلا کر کہا اور اپنے کوتے سے باہر نکل آیا۔

O.....☆.....O

شہ بدان جاگ گئی۔ پہاڑوں کی تخلیق تھی اس سے قبل بھی چار بیٹیوں کو جنم دے چکی تھی۔ بیٹے کی آرزو اسے بھی تھی لیکن اولاد روشنی والے کا حکم ہوتی ہے۔ اسے پانچویں بیٹی کا بھی کوئی افسوس نہیں تھا۔ پہلی چار بیٹیاں اس کی آنکھوں کا تارا تھیں اور پیاری پیاری باتیں کر کے اس کا دل بہلاتی تھیں۔ لیکن میاں سے اس کا جی آج تک نہیں ملا تھا۔ میاں کی صورت دیکھ کر اسے ہمیشہ سالا زور یاد آجاتا تھا اور بانسری کی مغموم تانیں اس کے دل میں ہوک پیدا کرنے لگتی تھیں۔ اسے میاں کے غم و خوشی سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ لیکن اپنے دل میں جاگزیں اس احساس کو اس نے کبھی بیٹیوں کو منتقل نہیں کیا تھا۔ میاں ویسے بھی بیٹیوں سے زیادہ رجوع نہیں ہوتا تھا لیکن شہ بدان جانتی تھی کہ وہ اپنی اولاد کے سر کا درخت ہے اور انہیں اسی کے سائے میں پروان چڑھ کر عزت اور تحفظ مل سکتا ہے اس لئے اس نے کبھی بیٹیوں اور باپ کے درمیان خلا نہ پیدا ہونے دیا تھا۔ وہ میاں کی زندگی کی خواہاں تھی اور اس نے سچ کہا تھا میاں سے کہ یہ جھوٹی اطلاع تسمورا کے جنگلات میں اسی لیے بھیجی گئی تھی کہ وہ غم کا شکار ہو کر کوئی نقصان نہ اٹھا بیٹھے۔ لیکن میاں کے تیور اسے بہتر نہیں نظر آئے تھے۔ اس بار وہ بیٹی کو برداشت نہ کر پا رہا تھا اور شہ بدان تشویش کا شکار ہو گئی تھی۔ میاں کے جانے کے بعد اس نے بیٹی کو پیار سے دیکھا۔ ماں کی آنکھوں میں ممتا کے سائے رقصاں تھے' میاں کے طرز عمل کا بھی خیال تھا اس کے الفاظ بھی

تھے' شہ بدان کی زبان سے نکلا۔

"روشنی والا تجھے اپنے تحفظ میں رکھے اس کائنات میں تجھے وہ بلندیاں عطا کرے جس کا تصور بھی محال ہو' تیرے باپ نے تجھ سے شفقت کا سایہ بھی اٹھا لیا ہے' میں دعا کرتی ہوں کہ تیری یہ بے سایہ زندگی اس طرح گزرے کے لوگ تجھ پر رشک کریں میری بچی کبھی وقت سے بددل نہ ہونا' کبھی کسی محرومی پر آنسو نہ بہانا۔ میاں کے تیور اچھے نہیں ہیں' لیکن میں تجھے روشنی والے کی پناہ میں دیتی ہوں' شہ بدان کی آنکھوں کی کوریں بھیگ گئی تھیں' اور اس کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں' پھر دایہ سمنیال اس کیلئے کاڑھا لائی تو شہ بدان نے اس رسم کو پورا کرتے ہوئے سوچا کہ ہو سکتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میاں کے دل کے گوشے نرم ہو جائیں۔ ویسے تو ان چار بیٹیوں کو بھی میاں نے کبھی بہت زیادہ شفقت نہیں عطا کی تھی لیکن کسی مشکل کا شکار بھی نہیں تھیں وہ' بس سردار کی بیٹیوں کی مانند وقت گزار رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ وہ اس نئی بیٹی کو بھی قبول کر ہی لے گا۔ کاڑھا پینے کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ بدن کو ہمیشہ ہی کی طرح توانائی کا احساس ہو رہا تھا۔ لیکن اس طرح وہ پہلے کبھی بے خبر نہیں ہوئی تھی' ایسی سوئی کہ ساری رات ہی گزر گئی اور بچی کی جانب کوئی توجہ نہ ہو سکی۔ اسے اچانک ہی اس گہری نیند کا احساس ہوا تھا اور اس کی نگاہیں بے اختیار بچی کی جانب اٹھ گئی تھیں۔

یہ اندازہ تو اسے ایک لمحے میں ہو گیا تھا کہ رات گزر چکی ہے اور چمکدار دن نکل آیا ہے' پتہ نہیں رات کو کہیں بچی کو کوئی تکلیف نہ ہوئی ہو' حالانکہ دایہ سمنیال اور کنیزیں موجود تھیں۔ لیکن پھر بھی ایک ماں کی کمی کوئی اور نہیں پوری کر سکتا۔ بچی کی جگہ خالی تھی اور وہ وہاں موجود نہیں تھی۔ حالانکہ تشویش کی کوئی بات نہیں تھی۔ کنیزوں کی ذمہ داری تھی کہ بچی کو سنبھالے رکھیں۔ پھر بھی ماں کی بے قراری سکون نہ پا سکی اور اس نے سمنیال کو زور زور سے آوازیں دیں۔ کنیزوں کو پکارا اس کا خیال تھا کہ بچی کو وہ باہر لے گئی ہیں۔ غاروں میں ایک عجیب سی خاموشی طاری تھی اس کی بات کا جواب نہیں ملا تھا چنانچہ وہ سہارا لیکر اٹھ گئی اور ان لوگوں کو آوازیں دیتی ہوئی غار کے دہانے سے باہر نکل آئی۔ عجیب و غریب خاموشی طاری تھی۔ کہیں کوئی آواز ہی نہیں سنائی دیتی تھی۔ اس نے حیران ہو کر غار کے آخری دہانے سے بھی قدم باہر نکال لئے۔ بہت فاصلے پر چٹان کی آڑ میں گھوڑوں کے نتھنوں سے خارج ہونے والی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی۔ شہ بدان چکراتی ہوئی اس جانب بڑھ گئی۔ دایہ سمنیال اور کنیزیں اگر بچی کو اٹھا کر بھی لائی ہیں تو غاروں سے باہر کیوں لے گئیں اس نے چیخ کر آواز دی۔

"یہاں کوئی ہے' میں کب سے تمہیں آوازیں دے رہی ہوں کسی کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔"

ایک بڑے ٹیلے کے عقب سے تین آدمی دوڑتے ہوئے آئے اور شہ بدان کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔

"کہاں مر گئے سب کے سب' بچی کہاں ہے' کنیزیں کہاں ہیں' دایہ سمنیال کہاں ہے' کہاں چلے گئے یہ سب۔"

پہریداروں نے حیرانی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھی' ان کے چہروں پر عجیب سے

تاثرات نمودار ہوئے' شہ بدان غرائی۔

"کیا تم لوگ زبان سے محروم ہوگئے ہو۔ میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔"

"ملکہ یہاں کوئی نہیں ہے نہ دایہ سمنیال ہے نہ کنیزیں بس ہم پہرہ دے رہے ہیں۔"

"کیا بکتے ہو' پاگل ہوگئے ہو تم لوگ دماغ خراب ہوگیا ہے کیا...... بچی کہاں ہے۔"

پہریداروں نے پھر ایک دوسرے کی صورت دیکھی اور اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا۔ "ہم کسی بچی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے مالکہ' بس اتنا جانتے ہیں کہ آقا بستی واپس چلے گئے ہیں اور یہاں ان غاروں میں کوئی نہیں ہے' صرف ہمارا پہرہ ہے یہاں' ہمیں کسی بچی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم' بس اتنا معلوم ہے ہمیں کہ عقابوں کی تقدیر ایک بار پھر تاریکیوں میں جا سوئی ہے' اگر ایسا نہ ہوتا تو روشنی والا عقابوں کو وارث دیکر اسے واپس نہ بلالیتا۔"

"یا تو میں پاگل ہوگئی ہوں یا تم سب دیوانے۔ ارے احمقوں کون سے وارث کی بات کررہے ہو اور یہ سب کی سب کہاں مرگئیں۔ آہ کہیں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوگئی' آہ روشنی والا رحم کرے ضرور کچھ ہوگیا ہے۔ میرے خدشات درست تھے۔ لیکن سمنیال اور کنیزیں۔ سنو' پہرے دارو سنو' تمہیں یہیں اسی غار پر بدستور پہرہ دینا ہے۔ اگر کوئی تبدیلی رونما ہو اگر کنیزیں میری بچی کو لے کر واپس آجائیں تو خبردار احتیاط سے اسے بستی تک پہنچادینا اگر کوئی مجھے پوچھے تو تم اتنا ہی بتاؤ گے کہ میں بستی گئی ہوں۔ روشنی والے مجھ پر رحم کر' میری بچی پر رحم کر' شہ بدان ایک گھوڑے کی جانب بڑھ گئی اور اس کی راسیں کھولنے لگی۔ ایک پہرے دار نے ادب سے کہا۔ "مالکہ آپ کا گھوڑے پر سفر کرنا نامناسب نہیں ہوگا۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم میں سے ایک بستی کی جانب دوڑ جائے اور آپ کو یہاں سے بستی تک لے جانے کا بندوبست کرکے واپس آجائے۔"

"بکواس مت کرو میرا دل کہہ رہا ہے کہ کچھ ہوگیا ہے۔ آہ ضرور کچھ ہوگیا ہے۔ روشنی والے رحم...... رحم"

شہ بدان گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہوگئی۔ پہرے دار بھلا اسے روکنے کی جرأت کرسکتے تھے اس نے آہستہ آہستہ گھوڑے کا رخ بستی کی جانب کردیا۔ بدن کانپ رہا تھا۔ وجود لرز رہا تھا اور وہ دل میں ہزاروں وسوسے لئے عقابوں کی بستی کی جانب جارہی تھی۔ اپنی حالت کے پیش نظر پہلے اس نے گھوڑے کی رفتار سست رکھی لیکن پھر جب بچی کا خیال دل میں آیا تو اپنے آپ کو بھول کر اس نے ایک ماہر شہسوار کی مانند گھوڑے کو ایڑ لگادی۔

○.....☆.....○

میان لائی کے پانچوں بھائی ایک ساتھ ہی عقابوں کے مسکن پہنچے تھے۔ کوہ بخت سب سے بڑا تھا وہ ان سب کی رہنمائی کررہا تھا۔ سب الگ الگ مزاج کے مالک تھے۔ ان میں سے کچھ میان کے لئے افسردہ تھے اور کچھ دنیاداری نبھارہے تھے۔ میان نے ان کا استقبال کیا کوہ بخت نے کیسر درخت کی سوکھی ٹہنی میان کو پیش کی جسے رواج کے مطابق پہلے سے کوتے کے سامنے بنائے ہوئے چھوٹے سے گڑھے میں لگادیا گیا۔ کوہ بخت نے سب سے پہلے اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے بھائیوں نے اس سوکھی ٹہنی کو پانی دیا۔ سوکھی ٹہنی اس غم کا اظہار تھی جو عقابوں کے وارث کی موت کا غم تھا۔ اور اس کی آبیاری کا مطلب تھا کہ روشنی والا اس ٹہنی کو دوبارہ سرسبز کردے۔

بخت نے کہا۔ "توجواں مرد ہے میان اور وقت تیرا تابع ہے۔ روشنی والا تجھے اور بیٹا عطا کرے گا۔"

"بچے کی لاش کہاں ہے۔؟" سالام بولا۔

"میں نے اسے سوکھے کنویں کی نذر کردیا۔" میاں نے جواب دیا۔

"ہمارے آنے سے پہلے؟"

"اس سے بدبو اٹھنے لگی تھی۔ اور میری بیوی کی حالت بہتر نہیں تھی۔"

"ہاں اس کا غم حقیقت ہے۔" کوہ بخت نے کہا۔

"لیکن یہ جلد بازی بہتر نہ تھی۔ اسے سیام کے پتوں میں محفوظ کیا جاسکتا تھا۔ کم از کم رسموں کا خیال تو رکھا جاتا۔" میان کے دوسرے بھائی نے کہا۔

"میان ہمیشہ وہ کرتا ہے جس سے دوسروں کو اپنی بے وقعتی کا احساس ہو۔" تیسرے بھائی نے کہا۔

"پھر ہمیں خبر دینے کی کیا ضرورت تھی....." چوتھے بھائی نے کہا۔

"اس نے جو کچھ کیا اپنے قبیلے میں کیا۔ اسے اس کا حق حاصل ہے۔ ہمیں اس کے غم میں شریک ہونا تھا سو ہم آگئے۔ اب ان باتوں سے کیا حاصل؟" کوہ بخت نے صلح جوئی کا انداز اختیار کیا۔

"مگر رسمیں تو یکساں ہوتی ہیں۔ اگر قبیلے کے حکمراں کی حیثیت سے برتری کا اظہار کرنا ہی تھا تو پھر ہمیں خبر کرانے کی کیا ضرورت تھی۔" تیسرے بھائی نے بدستور اس طرز عمل پر ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا۔ میان ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"میں بتا چکا ہوں کہ شہ بدان کی حالت بہتر نہیں تھی۔ بیٹے کی موت پر وہ شدید غم واندوہ کا شکار ہوگئی تھی اور اگر اس کی لاش زیادہ دیر تک شہ بدان کے سامنے رہتی تو اس پر اور برے اثرات مرتب ہوتے' میں نے صرف اس خیال کے تحت اسے آخری منزل تک پہنچادیا۔"

"چلو ٹھیک ہے' یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر ہم بہت زیادہ تبصرہ کرکے میان لائی کو اور زیادہ غم کا شکار کریں۔ میرے بھائی میں تیرے غم کا شریک ہوں اور میری دعائیں تیرے ساتھ ہیں کہ روشنی والا تجھے اس بیٹے کا نعم البدل عطا کرے۔"

ابھی یہ گفتگو کوتے کے سامنے ہورہی تھی اور عقابوں کی بستی والے جگہ جگہ ٹولیاں بنائے کھڑے اظہار غم کررہے تھے کہ بیرونی راستے سے ایک گھڑسوار داخل ہوا اور عقابوں نے حیرانی سے اسے دیکھا' اپنی مالکہ شہ بدان کو ان میں سے ہر ایک پہچانتا تھا اور اسے گھوڑے کی ننگی پشت پر راسیں پکڑے آتے دیکھ کر ان سب کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔ یہاں تک کہ بقیہ فاصلہ طے ہوا اور شہ بدان سب کے سامنے پہنچ گئی' اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ چہرہ شدت غم سے سرخ ہورہا تھا' اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کہاں ہے میری بچی' میری بچی کہاں ہے' کہاں لے جایا گیا ہے میری بچی کو۔ میان میری بچی کہاں ہے؟"

میان کے بدن کا لہو خشک ہوگیا تھا' شہ بدان کو اس عالم میں دیکھ کر وہ شدت حیرت سے گنگ

رہ گیا تھا اور پھر اس کے الفاظ نے میاں کے بدن کی جان نکال لی تھی۔ شہ بدان ایک ایک کی صورت میں دیکھتی رہی۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کہاں لے آئے تم سب کو میان لائی۔ غار میں نہ تم نے سمنیال کو چھوڑا اور نہ دونوں کنیزوں کو۔ میری بچی بھی وہاں نہیں ہے میں تم سے سوال کرتی ہوں میان میرے معزز بھائیو میرے بچی کہاں ہے' مجھے بتاؤ' کیا سلوک کیا گیا ہے اس کے ساتھ' مجھے کچھ خوف محسوس ہو رہا ہے۔"

کوہ بخت نے آگے بڑھ کر کہا۔ "تو یہاں کیسے آ گئی شہ بدان۔ اور اس عالم میں گھوڑے کا سفر کرکے تو نے اپنی زندگی کو کیوں خطرے میں ڈالا۔ کہاں سے آ رہی ہے تو مجھے بتا۔ کہاں سے آ رہی ہے تو......؟"

"بڑے باغا میری بچی غاروں میں نہیں ہے' وہاں دایہ سمنیال اور وہ کنیزیں بھی تھیں۔ وہ بھی نہیں ہیں' پہرے دار عجیب بات کر رہے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ عقابوں کا وارث مر گیا ہے' کونسا وارث' کہاں کی باتیں کر رہے ہیں یہ لوگ۔ میں نے بچی کو جنم دیا ہے اور میری بچی مجھ سے چھین لی گئی ہے' میان لائی مجھے بتا' کیا تو نے مجھ پر ایک اور ظلم ڈھا دیا ہے' کہاں ہے میری بچی میان لائی کہاں ہے؟"

کوہ بخت نے حیرانی سے بھائی کی صورت دیکھی اور آہستہ سے بولا۔ "میان لائی یہ کیا کہہ رہی ہے' کیا تیرے ہاں پانچویں بار بھی بیٹی نے جنم لیا تھا؟"

"میں بتا رہی ہوں بڑے باغا۔ ہاں میں نے پانچویں بچی کو جنم دیا تھا۔ یہ روشنی والے کا حکم تھا۔ بھلا اس میں میرا کیا قصور۔ میان تسمورا کے جنگلات میں شکار کھیل رہا تھا۔ میں نے صرف اس خیال سے اسے یہ خبر بھجوائی کہ اسے عقابوں کا وارث مل گیا ہے کہ کہیں وہ غمزدہ ہو کر کسی درندے کے ہاتھوں نقصان نہ اٹھا جائے۔ وہ واپس آیا تو اس پر حقیقت کا انکشاف ہوا لیکن یہ تو میں نے اپنے سرپرست کی زندگی کے لئے کیا تھا اس سے آگے میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ بڑے باغا میرے بھائیو' میان نے مجھ سے کہا کہ وہ روشنی والے کا یہ فیصلہ قبول نہیں کرے گا وہ پانچویں بچی کا باپ نہیں کہلائے گا' مجھے بتاؤ کیا بچوں کی تخلیق میں انسان کا اپنا ہاتھ ہوتا ہے' یہ تو آسمانوں کے فیصلے ہوتے ہیں' لڑکی ہوئی یا لڑکا یہ روشنی والا بہتر سمجھتا ہے۔ اس میں انسانوں کا قصور کہاں ہوتا ہے۔ میری بچی مجھے واپس دیدے میان۔ میں تیری منت کرتی ہوں۔"

میان کے بھائی سیتھانہ نے کہا۔ "تو نے عجیب کھیل کھیلا ہے۔ میان۔ لیکن اس کی ضرورت تو نہیں تھی۔ پہلے بھی تو تیری چار بیٹیاں ہیں۔ یہ جھوٹ بول کر ہمیں بے وقوف بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ سچ ہے کہ کوہستان میں بیٹیوں کو فوقیت ہے لیکن نر قسمت سے جنم لیتے ہیں۔ بڑے باغا۔ میں تو چلتا ہوں۔ جہاں سچ کا علم ہی نہ ہو وہاں دکھ کا کیا اظہار کیا جائے۔" سیتھانہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر واپس مڑ گیا۔

کوہ بخت نے کہا۔ "کیا تو اب بھی سچ نہ بولے گا میان۔" میان کا چہرہ آگ کی طرح دہکنے لگا۔ اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں بتا چکا ہوں بڑے باغا۔ بچے کی موت نے شہ بدان کا دماغ الٹ دیا ہے۔ یہ ہذیان بک رہی ہے۔"

"نہیں..... میں نے بیٹا نہیں' بیٹی کو جنم دیا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ تندرست ہے لیکن کہاں

ہے۔ میں نہیں جانتی۔ میری بیٹی مجھے واپس دیدے میان میری بیٹی۔"

میان نے آگے بڑھ کر شہ بدان کے بال پکڑے اور اسے کونے میں گھسیٹ کر لے گیا۔ کوہ بخت نے دوسرے بھائیوں سے کہا۔ "اب یہاں رکنا بیکار ہے۔ واپس چلو!" اور وہ سب اپنے گھوڑوں کی طرف بڑھ گئے۔

میان کا رواں رواں شدت غضب سے کانپ رہا تھا اس کے وجود میں آگ روشن تھی جس راز کو چھپانے کیلئے اس نے تین زندگیاں فنا کر دی تھیں وہ تھوڑی دیر بھی نہیں چھپ سکا تھا اور اسے آشکار کرنے والی بھی وہ تھی جو اصل مجرمہ تھی۔ میان کے دل میں یہی بات بیٹھی ہوئی تھی کہ بیٹی کو جنم دے کر شہ بدان نے اس سے انتقام لیا ہے۔ یہ انتقام وہ مسلسل اس وقت سے لے رہی ہے جب سے میان نے اسے اپنی زندگی میں شامل کیا ہے۔ یہ حقیقت تھی کہ تمام تر خدمت گزاری کے باوجود میان کی لاتعداد عنایتوں کے جواب میں بھی شہ بدان کبھی اس کیلئے نہیں مسکرائی تھی۔ اس کی آنکھوں میں میان کیلئے وہ چمک کبھی پیدا نہیں ہوئی تھی جو کشش اپنے شوہر کو دیکھ کر محبت سے پیدا ہو جاتی ہے۔ میان نے سب کچھ برداشت کر لیا تھا۔ اس نے اپنے طور پر شہ بدان کی ہر بے اعتنائی کو قبول کر لیا تھا لیکن اس وقت تو انتہا ہو گئی تھی اس نے خود کو ہر طرح سے محفوظ کر لیا تھا لیکن یہ نہ سوچا تھا کہ خود شہ بدان اس طرح اسے رسوا کر دیگی اور وہ بھی اس کے ان حریف بھائیوں کے سامنے جو ہمیشہ اس بات کے خواہاں رہتے تھے کہ میان کو کہیں نیچا دیکھنا پڑے بس یہ ان کی سرشت تھی ان میں سے صرف تین اپنے علاقوں کے سردار تھے باقی دو ابھی اتنی قوت نہیں حاصل کر سکے تھے کہ کسی علاقے کو زیر نگیں کر لیں یہاں تو طاقت کا کھیل تھا جس نے اپنے ہم نوا جمع کر لئے اور اپنی قوت کا لوہا منوا لیا وہی سب سے بڑا' اور ایسا ہوتا رہتا تھا۔ اپنے آپ کو ہر لمحہ مستعد رکھنا پڑتا تھا ورنہ کہیں سے کوئی شوریدہ سر گردن اٹھاتا اور علاقے کی سرداری کو للکار دیتا پھر یہ فرض ہوتا سردار کا کہ اپنی بقاء کیلئے جنگ کرے۔ للکارنے والے کو نیست و نابود کر دے یا خود اپنے منصب سے ہٹ کر اس کی حاکمیت قبول کر لے۔ پہاڑوں میں یہ کھیل اکثر ہوتے رہتے تھے اور اس کیلئے سرداروں کو بہت محتاط رہنا پڑتا تھا۔ اگر کوئی سردار عمر رسیدہ ہو جائے تو وہ اپنا نعم البدل پہلے سے تیار کر لیتا تھا اور اس کی پرورش کرتا تھا پھر جب کبھی کوئی للکارنے والا یہ سوچ کر کہ سردار بوڑھا ہو گیا ہے اور اب اس کے بدن میں جنگ کی سکت نہیں ہے کسی قبیلے کے سردار کو للکارتا تو سردار اپنے نعم البدل کو سامنے کر دیتا بات وہیں پر آ کر ختم ہوتی کہ سردار کا نعم البدل کامیابی حاصل کرتا ہے یا ناکامی..... اور میان دل سے آرزومند تھا اس بات کا کہ قدرت اسے بیٹے سے نوازے اور وہ اپنے بیٹوں کو اس قابل کر دے کہ اس کی سرداری قائم و دائم رہے لیکن دشمن جاں تو شہ بدان تھی جس نے پانچویں بار بھی میان کو خوش ہونے کا موقع نہیں دیا تھا۔

میان کے دل میں نفرت کے طوفان اُمڈ رہے تھے باہر اس کے بھائی موجود تھے لیکن اس نے ان کی جانب رخ نہ کیا اور شہ بدان کو کوشے میں لا کر زور سے دھکا دے دیا شہ بدان نیم جنونی کیفیت کا شکار تھی اپنی اس کیفیت اور بے عزتی سے بے نیاز وہ رو رو کر صرف وہی الفاظ دہرا رہی تھی۔

"اگر تو مجھے اپنا مجرم سمجھتا ہے میان تو روشنی والے کی قسم تیرا ہر ظلم سہنے کیلئے تیار ہوں لیکن دیکھ میرے جگر کا ٹکڑا میری بیٹی مجھے واپس کر دے اور اس کے بعد میرے لئے وہ سزا متعین کر

جو تیرے دل کو ٹھنڈا کردے۔ مجھے زندہ آگ میں جلوا دے یا پتھروں سے کچل کچل کر ہلاک کردے لیکن اس شکل میں کہ میرے بدن کا ٹکڑا میرے سینے سے لپٹا ہوا ہو میان میرے دل کی آگ بجھادے اور کچھ نہیں مانگوں گی تجھ سے ......۔"

شہ بدان کی چاروں بیٹیاں کوستے کے ایک گوشے میں سمٹی ہوئی کھڑی تھیں۔ ان کی آنکھوں اور چہروں سے خوف جھانک رہا تھا لیکن اس وقت میان رحم سے عاری تھا لاکھوں وسوسے اس کے سینے میں موجزن تھے بڑی مشکل سے اس نے حالات کو سنبھالا تھا چند ہی لوگ رازدار تھے جن میں غلام روزال وہ خود اور تیسری شخصیت شہ بدان کی تھی لیکن اب قبیلے کا بچہ بچہ یہ جان چکا تھا کہ عقابوں کے سردار نے سارے قبیلے سے جھوٹ بولا تھا وہ کبھی اپنا وارث نہیں پیدا کرسکتا اور اس میں ناکام ہوکر اس نے ایک گندا کھیل کھیلا بیٹی کو بیٹا مشہور کیا اور کہہ دیا کہ پیدائش کے بعد وہ مرگیا سب ہی کو بے وقوف بنایا یہ ایک سردار کو زیب نہیں دیتا میان سوچ رہا تھا کہ لوگ اس سے سوال کریں گے تو وہ کیا جواب دیگا پھر دایہ سمنیال اور کنیزوں کا قتل۔ کہیں یوں نہ ہو کہ خود عقابوں کا قبیلہ اس کا دشمن بن جائے اور اسے اپنا سردار تسلیم کرنے سے انکار کردے بڑی مشکل پیش آگئی تھی اسے اور اس مشکل کا محرک اس کی بیوی شہ بدان تھی شہ بدان کو کوستے کے اندر دھکیل کر وہ باہر نکل آیا تاکہ اپنے بھائیوں سے کچھ کہہ سکے حالانکہ کہنے کیلئے کچھ نہ تھا شرمندگی سے گردن جھکانے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا لیکن باہر نکل کر اس نے دیکھا کہ سارے ہی بھائی جاچکے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے قبیلے کیلئے میان کی دلچسپ داستان لے کر جائے گا اور پہاڑوں والے اس پر لعنت ملامت کریں گے باہر مجمع جمع تھا بوڑھے سولانو نے آگے بڑھ کر کہا۔ "جو کچھ سنا ہے کیا وہ سچ ہے میان.....؟"

"تم سب لوگ میری نگاہوں سے اتنی دور چلے جاؤ کہ مجھے تم میں سے کسی کی صورت نظر نہ آئے یہی تمہاری زندگی کیلئے بہتر ہے ورنہ میں دونوں ہاتھوں میں کلہاڑے لے کر باہر نکلوں گا اور ہر نظر آنے والے کے دو ٹکڑے کردونگا.... جاؤ۔" میان غرایا۔

سولانو نے عجیب سی نگاہوں سے میان کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔ "جن پر تو سرداری کررہا ہے میان' ان کے ساتھ یہ سلوک بہتر تو نہیں...... ہم تیری بات مانتے ہوئے جارہے ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ تو ہمیں مطمئن کر......"۔

سولانو نے سب کو واپسی کا اشارہ کیا اور کوستے کے سامنے کا حصّہ خالی ہوگیا۔ میان غصّے سے لرزتا ہوا اندر داخل ہوا۔ شہ بدان اب بھی ہولے ہولے رو رہی تھی اور اس کی چاروں بیٹیاں اسے دلاسہ دے رہی تھیں میان نے شہ بدان کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اور آج یقینی طور پر تیرے محبوب سالا زور کی روح خوش ہوگی کہ وفا پرست محبوبہ نے اس شوہر کو سرعام رسوا کردیا جس نے محبوب کی زندگی چھینی تھی واہ شہ بدان واہ بے شک تو ایک وفادار محبوبہ ہے اور تو نے کبھی سالا زور کی روح کو خوش کرنے سے گریز نہ کیا رشک آتا ہے سالا زور کی تقدیر پہ..... مرنے کے بعد بھی اسے بہت بڑا مقام حاصل ہے واقعی اس کی عظمت بے مثال ہے۔"

"مجھے کچھ بھی کہہ لے میان جس کو دل چاہے میرے نام سے منسوب کردے لیکن بس ایک بات مان لے میری' میری جگر گوشہ مجھے واپس کردے آہ یہ نہ کہنا کہ تو نے اسے زندہ درگور کردیا....

آہ یہ نہ کہنا کہ وہ بھی ہزاروں سڑتی ہوئی لاشوں کے ساتھ سوکھے کنویں میں پھینک دی گئی ہے میان ایسا کبھی نہ کہنا تجھے روشنی والے کی قسم کبھی ایسا نہ کہنا معصوم بچی نے آنکھیں کھول کر ابھی کچھ نہیں دیکھا سڑتی ہوئی لاشوں کی بدبو اسے ایک لمحہ بھی نہیں جینے دیگی۔ میان وہ سہم کر روئے گی اور اس کے بعد دم گھٹنے سے مرجائے گی بتا دے تو نے ایسا تو نہیں کیا۔ بول دے میان' مجھے جواب دیدے۔"

شہ بدان کا انداز چٹانوں کو پگھلا دینے والا تھا اس کی رقت بھری آواز دلوں کو پانی پانی کردینے والی تھی لیکن اس وقت میان انسانی روپ میں نہیں تھا.اس کا دل و دماغ اس سے باغی ہوچکا تھا اس کے اندر شیطان حلول کرگیا تھا اس نے کہا۔

"اور تو نے جو کچھ کہا ہے شہ بدان' اس کے بعد بھی اگر میں تیری صورت دیکھتا رہوں تجھے اپنی بیوی کے طور پر قبول کرتا رہوں تو میں سمجھتا ہوں پہاڑوں میں مجھ سے زیادہ بے غیرت انسان اور کوئی نہیں ہوگا ہاں میں نے اپنے دل پر سالا زور کا زخم ہمیشہ برداشت کیا ہے لیکن اب جب تو نے مجھے برسرعام رسوا کردیا تو میرے اور تیرے درمیان وہ تمام رشتے ختم ہوگئے جن کے تحت میں تجھ سے رعایت کرتا رہا آہ کاش تو میرا کوئی ایسا دشمن ہوتی جس سے میں جنگ کرسکتا تیرے وجود کو پاش پاش کرکے میں اپنے دل کو ٹھنڈا کرلیتا لیکن مجبوری ہے جو آگ تو نے میرے دل کو لگادی ہے میں نہیں جانتا کب تک میں اس میں سلگتا رہونگا شہ بدان اب اس کے بعد عقابوں کے مسکن میں تیری گزر بسر محال ہے تیرا یہاں رہنا اب ناممکن ہے جا اپنے قبیلے میں چلی جا اپنے باپ سے فرمائش کرکہ تجھے سالا زور کی یادگار بنانے کی اجازت دیدے اس یادگار کے گرد ایک احاطہ بھی بنالینا اور اس میں اپنا اور اپنی بچیوں کے رہنے کا بندوبست کرلینا بچیوں کو بتادینا کہ وہ میان لائی کی بیٹیاں نہیں بلکہ ان کا باپ سالا زور ہے شہ بدان تو غاروں سے گھوڑوں پر سفر کرتی ہوئی یہاں تک آئی ہے اور اب اسی گھوڑے پر یہاں سے جائے گی میں تیرے لئے انتظامات کئے دیتا ہوں۔"

"بہت بڑی باتیں کررہا ہے تو میان' گالیوں کا کوئی تصور اس کے بعد باقی نہیں رہتا جو تو مجھے اور میری بیٹیوں کو دے چکا ہے سن میان تو نے مجھے بزور قوت حاصل کیا ہے سچ یہ ہے کہ میرے اور تیرے دل کا سودا کبھی نہیں ہوسکا لیکن میں نے تیری بیوی بننے کے بعد تیری خدمت گزاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی میں ہمیشہ تجھ سے وفادار رہی ہوں جو بات ہوگئی سو ہوگئی جو اس کائنات میں نہیں' سو نہیں لیکن تیرا جرم تیرے دل میں موجود ہے اور گالیاں دے لے مجھے۔ قبیلوں کی بیٹیاں جب اپنے باپ کے گھر سے نکل کر اپنے شوہر کے گھر میں آجاتی ہیں تو پھر وہ باپ کے قبیلے میں واپس نہیں جاتیں مجھے صرف اتنا بتادے کہ میرا کیا قصور ہے اور اس کا کیا قصور ہے جسے تو نے گم کردیا ہے روحوں کو اس کائنات میں روشنی والا بھیجتا ہے اور وہی بہتر سمجھتا ہے کہ کون نر ہو اور کون مادہ۔ انسانوں اور جانوروں کیلئے اس کا عمل یکساں ہے کیونکہ سب اسی کی تخلیق ہیں میں اپنے قبیلے میں کبھی واپس نہیں جاؤنگی سالا زور کا نام تو تو بیکار ہی لیتا ہے اب اس کا اس کائنات میں کیا وجود۔ میرے لئے کوئی ایسی جگہ منتخب کردے جہاں میرے جسم سے مس ہوکر چلنے والی ہوائیں بھی تجھے نہ چھو سکیں لیکن یہ نہ کر جو کررہا ہے۔ یہ بچیاں تیرے نام کے تحفظ کے ساتھ عزت سے جی سکتی ہیں ورنہ تو خود غور کر کوئی بھی انہیں لاوارث سمجھ کر ان پر مظالم ڈھا سکتا ہے۔ کیا تیرا ضمیر یہ برداشت

کرسکے گا کہ تیرا خون اس طرح دوسروں کے رحم و کرم پر جا پڑے میں اپنے باپ کے قبیلے میں کبھی واپس نہیں جاؤنگی انہیں اپنا تحفظ عطا کردے اگر تو مجھ سے چھٹکارا چاہتا ہی ہے تو کوئی گوشہ منتخب کردے میرے لئے میں فریاد بھی نہیں کرونگی۔"

"میں تیرے تصور تک کو اپنے ذہن سے مٹا دینے کا خواہشمند ہوں شہ بدان تجھے عقابوں کے مسکن سے نکالنے کے بعد میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی کوشش یہی کروں گا کہ ماضی کے وہ دن مجھے کبھی یاد نہ آئیں جو تیرے ساتھ گزرے' ان لڑکیوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے' میں ان سب سے رابطے توڑ چکا ہوں اور یہ تو اچھا ہوگا میرے دل کی تسکین کے لئے کہ تو در بدر ٹھوکریں کھاتی رہے اور ہر بچی کی پیدائش پر تیرے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ تیرے ہی ہونٹوں پر زخم بن جائے۔ تجھے اپنی اس مکروہ مسکراہٹ کا احساس ہو جو میرے سینے میں خنجر کی طرح اتر جاتی تھی۔ فوراً تیار ہوجا' یہاں سے جو کچھ لینا چاہتی ہے لے لے اور اس کے بعد اپنے اس ناپاک وجود کو عقابوں کی سرحد سے نکال لے جا۔ بس اس سے زیادہ میں تیرے لئے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ اور اگر تو نے اس پر بھی ضد کی تو روشنی والے کی قسم میں تم پانچوں کے ہاتھ پاؤں بندھوا کر' تمہیں گھوڑوں پر لدوا کر گھوڑوں کے چابک رسید کردوں گا اس کے بعد اپنی زندگی اور موت کی ذمہ دار تم خود ہوگی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور عقابوں کا سردار اس فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔"

شہ بدان کی آنکھوں کے آنسو خشک ہوگئے' وہ کھڑی ہوگئی۔ پھر اس نے کہا۔ "جب تو ہمیں نکال ہی رہا ہے تو میری پانچویں بیٹی بھی میرے حوالے کردے اسے کیوں یرغمال رکھنا چاہتا ہے تو......؟"

"تیرے کسی سوال کا جواب دینا نہ میری ذمہ داری ہے اور نہ میں اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں' پانچویں بیٹی تجھے کبھی نہیں ملے گی..... اور اب تو دیر نہ کر اٹھ کھڑی ہوجا میری آتش غضب بڑھتی جارہی ہے۔" میاں نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر شہ بدان کے بال پکڑے اور چاروں بچیاں سہم کر رو پڑیں۔ سب سے بڑی نے کہا۔ "بابا جان ہم نے تو کوئی قصور نہیں کیا.....؟"

"تمہارا سب سے بڑا قصور یہی ہے کہ تمہاری رگوں میں شہ بدان کا خون ہے' تم اس کے ہاتھوں میں بڑی ہوئی ہو۔ فوراً نکل جاؤ' فوراً نکل جاؤ......"

"ٹھیک ہے میاں' ایک وعدہ کر کے جارہی ہوں جب تک زندہ ہوں تجھے بددعا نہ دوں گی' جب تک زندہ ہوں ان بچیوں کو یہ بتاتی رہوں گی کہ ان کا باپ میاں لائی ہے' کہاں رہوں گی یہ نہیں جانتی' روشنی والے نے زمین کو بہت وسیع بنایا ہے ان وسعتوں میں مجھے کہیں نہ کہیں پناہ مل جائے گی' ہاں ایک بات کہہ کر جارہی ہوں' اگر کبھی آتش فشانوں کے دہانوں سے ابلنے والا لاوا تجھے اپنی لپیٹ میں لے لے' تو یہ نہ سوچنا کہ میں نے تجھے بددعا دی' پہاڑوں سے ابلنے والے سیلاب اگر کبھی تجھے ڈبو دیں تو روشنی والے کی قسم یہ نہ سوچنا کہ یہ میری بددعا سے ہوا' عمل اور مکافات عمل آسمانوں سے ہوتے ہیں' ٹھیک ہے میاں لائی' بہت اچھا صلہ دیا ہے تو نے مجھے۔ میرے اس صبر کا جو میں نے کیا' چلو بچیو! باپ نے تم سے اپنا نام تک چھین لیا ہے تو اب اور ہمیں یہاں سے کیا لینا۔" شہ بدان نے چاروں بچیوں کو سنبھالا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ کوتے سے باہر نکل آئی اور عقابوں کے مسکن کی سرحد کی جانب چل پڑی' دیکھنے والے بس دور دور ہی سے دیکھ رہے تھے'

کوئی صورت حال کا آشنا نہیں تھا اور نہ ہی کسی کی اتنی جرأت تھی کہ میاں لائی کے سامنے جا کر اس سے پوچھے کہ قبیلے کی ملکہ اور بچیاں کہاں جارہی ہیں' سبھی صورت حال سے لاعلم تھے۔

O.....O.....O

غلام روزال عالم سحر میں تھا' گھوڑے کی پشت پر سست روی سے سفر کرتا ہوا' وہ رات کی تاریکیوں میں دریائے نگانہ کی سمت جارہا تھا۔ ہولناک راستے دشوار گزار گھاٹیاں اس علاقے سے نگانہ کا سفر آسان نہیں تھا لیکن اسے سفر کی صعوبتوں کا ذرہ برابر احساس نہیں تھا۔ وہ تو بس اپنے سینے کے قریب ایک ننھے سے وجود کی گرمی اور کلبلاہٹوں پر غور کررہا تھا' سوچ رہا تھا کہ یہ وجود ابھی کچھ وقت قبل اس کائنات میں آیا ہے اور اسے موت کی سزا دے دی گئی ہے' اس نے بے شک کوئی جرم نہیں کیا' وہ تو پاک اور معصوم ہے' سورج کی ان کرنوں کی مانند جو کسی شے کو چھوئے بغیر زمین تک آکر اسے منور کردیتی ہیں' لیکن یہ ننھی سی کرن جسے ابھی طلوع ہوئے کچھ وقت بھی نہیں گزرا' فنا کی جانب دھکیل دی گئی ہے' اس کا کیا قصور ہے' مالک نے حکم دیا ہے' اس نے جس کے حکم سے سرتابی کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ روزال نے آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی میاں کی قربت دیکھی تھی اس سے محبت کرتا تھا اور پھر جب میاں نے سارغہ کو شکست دے کر عقابوں کی سرداری حاصل کی تھی تو وہ غلام روزال ہی تھا جس نے پہاڑوں کی چٹان پر میاں کا نشان لگایا تھا اس کے بعد سے لے کر اب تک روزال نے میاں ہی کی صورت دیکھ کر صبح کا آغاز اور شام کا انجام کیا تھا' لیکن یہ پہلا حکم تھا جس کے لئے روزال دلی طور پر پریشان تھا اور سست رفتاری سے گھوڑے کی پشت پر سفر کرتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ انسانی جذبوں کو اولیت دے یا سردار کے حکم سے انحراف۔ ویسے اس حکم سے انحراف اس کے لئے موت سے بدتر تھا۔ ضروری نہیں ہے کہ میاں اسے دیکھ ہی رہا ہو اس کی غیر موجودگی میں تو اس کے حکم کی تعمیل زیادہ شدت اختیار کرجاتی ہے' پھر میں کیا کروں' اے ننھے سے وجود مجھے بتا میں کیا کروں' تجھے موت کی سزا دینے کی ذمہ داری بھی میرے ہی سپرد کی گئی ہے تیری جگہ اگر کوئی وحشی انسان ہوتا اور میاں کو اس سے اختلاف ہوتا تو جلاد کے فرائض سرانجام دینے میں مجھے دلی خوشی ہوتی جس طرح ہوتی رہی ہے' لیکن تو تو اپنی کیفیت کا اظہار بھی نہیں کرسکتی تو اپنی موت کے تصور سے سہم کر رہ بھی نہیں سکتی' کچھ بھی نہیں جانتی تو اس دنیا کے بارے میں اور جب میرے ہاتھوں تو موت کی آغوش میں سفر کرے گی تو کیا یہ سوچنے کی صلاحیت رکھتی ہے کہ تیرا قاتل' تیرا دشمن کیوں بن گیا تھا' سمجھ میں نہیں آتا' آہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میرے آقا میاں لائی بارہا تم مجھے آزمائش میں ڈالتے رہے ہو۔ سارغہ کی موت کوئی بہتر عمل نہیں تھی' لیکن اس ناانصافی کے باوجود میں نے تمہارے ہی عمل کو مستحسن سمجھا اور اسی سے متفق ہوگیا' لیکن وہاں سرداری کے حصول کا معاملہ تھا' یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے' آہ اس لمس میں اس وجود کی گرمی میں تمہارے خون کی گردش محسوس ہوتی ہے۔ مالک تم نے یہ کیا فیصلہ کرلیا' نجانے تم نے یہ فیصلہ کیوں کرلیا' تمہیں کوئی سمجھا بھی تو نہیں سکتا' تم سمجھنے والوں ہی میں سے نہیں ہو' آہستہ آہستہ سفر کے فاصلے ختم ہوتے چلے گئے اور پھر کچھ فاصلے پر دریائے نگانہ لہریں لیتا ہوا نظر آیا۔ نگانہ کی وسعتوں میں اس ننھے سے کیڑے کی کیا حیثیت' لہریں اسے اپنی آغوش میں لیں گی' یہ ننھے ننھے سے ہونٹ بسورے گا اور اس کے بعد پانی کی وسعتوں میں تحلیل ہوجائے گا' دریا کے قریب پہنچ کر

روزال گھوڑے سے اتر گیا۔ حریر میں لپٹے ہوئے معصوم سے وجود کی صورت دیکھی، ننھی ننھی روشن آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس کائنات کی نگراں تھیں' گہری سیاہ پتلیاں شوخی کے انداز میں گردش کر رہی تھیں' جیسے آنے والی موت کا تصور فرحت انگیز ہو' ننھے ننھے سے معصوم ہونٹ جو روزال کو دیکھ کر مسکرا دیئے' روزال نے سختی سے آنکھیں بھینچ لیں۔

"نہیں میری مالکہ' نہیں میری مالکہ' مجھے دیکھ کر نہ مسکرا' میں جلاد ہوں تیرا قاتل ہوں' مجھ بدنصیب کے ہاتھوں تیری موت لکھی ہوئی ہے' آہ میں کیا کروں' روشنی والے بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا ہے تو نے مجھے۔ مجھے استقامت دے' مجھے قوت عطا کر کہ جو عہد میں نے اپنے مالک سے کیا کہ کبھی اس کے کسی حکم سے انحراف نہ کروں گا' کبھی اس سے غداری نہیں کروں گا۔ اب بھی میں اس کی تکمیل کروں' اے ننھی سی روح میں بے قصور ہوں شاید میں اپنے مالک کے کہنے سے اتنے لوگوں کو قتل کر دیتا کہ کسی ایک انسان سے اس کا تصور نہ کیا جا سکے' لیکن تجھے دریائے نگانہ کی لہروں کے سپرد کرتے ہوئے' میں ایسی موت مرجاؤں گا کہ پھر میرا وجود کبھی اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکے گا' میں ذہنی اور جسمانی طور پر معذور ہو جاؤں گا' روشنی والے مجھے استقامت دے مجھے ہمت دے کہ میں اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کر سکوں۔"

اس نے معصوم بچی کو اپنے جسم سے جدا کر کے ہاتھوں میں سنبھالا اور پھر آہستہ آہستہ نگانہ کے ساحل کی جانب بڑھ گیا۔ ننھے وجود نے ایک بار پھر اسے دیکھا اور معصوم لبوں پر وہی مسکراہٹ دوڑ گئی جو کچھ وقت پہلے نمودار ہوئی تھی' روزال کی نگاہ اس چہرے پر ہی تھی اس کے قدم لرز گئے' ٹانگیں بے جان ہونے لگیں' ساحل زیادہ دور نہیں تھا' لیکن اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی وزنی پہاڑ کو اٹھائے ہوئے آگے بڑھ رہا ہو' ٹانگوں کی قوت جواب دینے لگی۔

اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ معذور ہو گیا ہو' بڑے غیر محسوس سے انداز میں وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا' اب اس کی نگاہیں اس چہرے سے نہ ہٹ پا رہی تھیں' اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی طلسم میں گرفتار ہو گیا ہو۔ یہ طلسمی آنکھیں اسے اپنے سحر میں جکڑ رہی تھیں' دل اندر سے اس طرح پھڑپھڑا رہا تھا جیسے سینے کا پنجرہ توڑ کر باہر آجانا چاہتا ہو۔ اس نے سوچا کسی وحشی درندے کو قتل کرنا کتنا آسان ہے ایک معصوم اور بے ضرر وجود کے مقابلے میں۔ آہ میں کس قدر کمزور ہو رہا ہوں۔ کیا میں واقعی اسے نگانہ کی لہروں کی نذر کر سکوں گا۔ غداری کر لوں اپنے مالک سے' اسے لے کر کہیں چلا جاؤں محفوظ کر لوں اسے اپنے بازوؤں میں' پرورش کروں اس کی' پروان چڑھاؤں' لیکن صبح کی روشنی میں جب میاں کی آنکھیں میری واپسی کی منتظر ہوں گی اور وہ مجھے نہ پائے گا تو کیا سوچے گا۔ نہیں اے ننھے سے فرشتے میرا ایمان خراب ہو جائے گا۔ ساری زندگی میں نے یہ نہیں کیا' جواب میرے دل میں آرہا ہے۔ تیری زندگی کے یہی چند لمحات تھے بس اس سے آگے کچھ نہیں ہے تیرے لئے۔ نہیں مالک میں غدار نہیں ہوں' تیرے اس حکم سے انحراف میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ایک بار پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر دریا کی جانب چل پڑا۔ کنارے پر پہنچا تو اسے ایک مدھم سی آواز سنائی دی' ایک بے معنی آواز لیکن اس آواز میں ہزاروں الفاظ جھلک رہے تھے' یہ آواز اسی کے حلق سے خارج ہوئی تھی۔ جیسے وہ سوال کر رہی ہو کہ اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے تو میرے وجود کو کیوں فنا کرنا چاہتا ہے' یہ بھی اپنی

ذات کی بقاء ہی کا ایک حصّہ ہوا' یہ روشنی والے کا حکم تو نہیں ہے یہ تو ایک بپھرے ہوئے انسان کا ظلم ہے جنون ہے یہ اس کا' دیوانگی ہے جس میں کسی کا کوئی قصور نہیں ہے صرف اس کا اپنا احساس ہے۔ روزال نے اپنے منہ پر ایک زور دار تھپڑ لگا کر دل میں پیدا ہو جانے والی اس بغاوت کو روکا اور اس کے قدم دریا کے بالکل کنارے کی جانب بڑھ گئے۔ پھر وہ پریشانی کے عالم میں کنارے کنارے دور تک چلا گیا' اس کی ذہنی کشمکش عروج پر تھی' شدید بغاوت ہو رہی تھی اس کے وجود میں' سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔

بے چینی کے عالم میں وہ دریا کے کنارے کنارے دور تک چلتا رہا اور نجانے اپنے گھوڑے سے کتنی دور نکل آیا..... بس ایک لمحہ ہمت کا چاہئے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے اور اسے پانی میں پھینک دے لیکن یہی مرحلہ اس کی زندگی کا سب سے مشکل مرحلہ تھا' نجانے کتنا فاصلہ طے کر لیا اس نے' تاریکیوں کے ساتھ ساتھ اس کا سفر دور تک جاری رہا۔ بالآخر رک گیا' اس کے دل نے ایک فیصلہ کر لیا تھا دل نے اس سے کہا۔

"روزال' مالک سے غداری کرے گا تو ہمیشہ یہ داغ تیرے دل پر رہے گا۔ اس معصوم وجود کو موت کے حوالے کر دے گا تو اس کی ننھی ننھی کربناک چیخیں تیری روح کا کوڑھ بن جائیں گی۔ ایک ہی طریقہ ہے' ایک ہی عمل ہے جو تجھے نہ تیرے مالک سے غداری کا مجرم قرار دے گا' نہ تو اپنے ضمیر کا قیدی بن سکے گا' اس ننھے سے وجود کو سینے سے لگا اور اپنے آپ کو دریا کے سپرد کر دے اس سے دونوں عمل پورے ہو جاتے ہیں۔ تیرے مالک کا یہی حکم ہے اور تیرے ضمیر کا بھی یہی حکم ہے اس کے ساتھ اپنی زندگی بھی ختم کر لے تاکہ نہ غداری کا مجرم ہو اور نہ انسانیت کا اور یہی فیصلہ روزال کو سب سے غنیمت محسوس ہوا۔ صبح کے اجالے نے زمین کو دیکھا تو روزال نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کے بعد ایک لمبی چھلانگ اسے دریائے نگانہ میں لے گئی۔ اس نے پانی کو محسوس کیا اور اس کے منہ سے آخری الفاظ نکلے۔

"روشنی والے میں نے اپنے دونوں فرض پورے کر لئے ہیں۔ دونوں......"

O.....O.....O

سورج ڈوبتا' شام ہو جاتی' بادل چھا جاتے' کبھی شفاف چاند نکل آتا اور دریا کے دونوں سمت پھیلے ہوئے عظیم الشان پہاڑی سلسلے چاندنی میں نہا جاتے' ان کے دامن میں پھیلے ہوئے جنگل جن سے وحشی درندوں کی آوازیں ابھرتیں کائنات کی وسعتوں کا اور انسان پر قدرت کی کرم فرمائیوں کا ایسا عجیب و غریب نمونہ پیش کرتے کہ دلوں پر ہیبت طاری ہو جاتی۔ لیزا مارشل بے پناہ خوش تھی' وہ ہر قسم کی مشکل سے محفوظ تھے' باتو نے جو طریقۂ سفر اختیار کیا تھا اس نے تو کمال ہی کر دکھایا تھا۔ آسٹر اور لیزا کا متفقہ فیصلہ تھا کہ باتو کی شکل میں اس مہم کے لئے ایک نعمت ان کے ہاتھ آئی ہے اس کے پاس ہر مشکل کا حل موجود تھا' سب سے بڑی چیز تو یہ انوکھی کشتی ہی تھی جس پر سفر کرتے ہوئے کسی مہم جُو کو یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ واقعی ایک انوکھی مہم سرانجام دے رہا ہے خود آسٹرولین نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ ایسے ہولناک علاقے اور ان میں سفر کی یہ آسانیاں اس نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں حاصل کیں۔

دریا کی روانی اتنی مناسب کہ مانو کسی ہموار سڑک پر چلے جا رہے ہیں' البتہ دو چار بار دیو پیکر

مگرمچھ ان کے پیچھے لگے تھے اور اس ست رفتار سفر میں ایک دوبار ان کی کشتی پر بھی چڑھ آئے تھے لیکن اس وقت تک نہ تو انہیں گولی ماری گئی اور نہ ہی ان لوگوں کو ان سے کوئی خوفناک مقابلہ کرنا پڑا۔ باتو جو موجود تھا اور اس زیرک انسان نے جو انوکھے انتظامات کئے تھے وہ ناقابل یقین تھے۔ کسی جانور کی چربی میں ڈوبی ہوئیں مشعلیں باتو کے سامان میں موجود تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے اس سفر میں پیش آنے والے ہر لمحے کا احساس ہو۔ اور اس نے ان لمحوں کی مشکلات کا تدارک کرلیا تھا۔ مگرمچھ کشتی پر آئے تو باتو نے مشعلیں روشن کرلیں اور اس کے بعد نہایت مختصر مقابلہ ہوا روشن مشعلیں اس نے سراتو اور واگا کو دیں اور خود بھی لے کر مگرمچھوں پر لپکا۔ اس نے بڑے اطمینان سے دریائی درندوں کی آنکھوں کو نشانہ بنایا اور مگرمچھ اس طرح تڑپ کر واپس دریا میں بھاگ گئے کہ کوئی مشکل ہی پیش نہیں آئی' یہ بہترین حربہ کئی بار استعمال کیا گیا' دریائی گھوڑے بھی ملے تھے لیکن وہ کشتی تک نہیں آئے' ان کے غول زیادہ تر کناروں پر نظر آتے تھے۔ لیزا کا کیمرہ ان تمام مناظر کو بڑی خوبصورتی سے محفوظ کرتا جارہا تھا۔ باقی تمام حالات معمول کے مطابق تھے' دد آرام بھی کر رہے تھے اور اپنا کام بھی۔ بڈ معمول کے مطابق خاموش ہی رہتا تھا ایک صبح ناشتے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آسٹرولین نے بڈ سے کہا۔

"مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں تمہاری قوت گویائی ہی ختم نہ ہوجائے ....." بڈ نے مسکراتے ہوئے آسٹرولین کو دیکھا اور بولا۔

"کیوں مسٹرولین .....؟"

"اس لئے کہ تم بولتے ہی نہیں ہو خاموش بیٹھے رہتے ہو۔"

"خاموشی میرے عادت ہے اور جو کچھ دیکھ رہا ہوں اس سے پوری طرح لطف اندوز ہوتا ہوں۔ لیزا اپنے کیمرے میں اور اپنی کتاب میں جو کچھ محفوظ کررہی ہیں اس کے بارے میں میرا اندازہ ہے کہ شاید یہ سب سے بہترین کتاب ہو لیکن اسے محفوظ رکھنا سب سے اہم کام ہے۔"

"اس سفر کے بارے میں تمہاری ذاتی رائے کیا ہے مائی ڈیئر بڈ واسکو......" بڈ واسکو آہستہ سے مسکرادیا۔ پھر بولا "ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ سفر کا سولہواں دن ہے اور آگے بڑھنے کے لئے ہمارے پاس صرف چار دن اور ہیں۔ اس کے بعد واپسی کے سفر میں خواہ کتنا ہی وقت لگ جائے۔"

لیزا اور آسٹر چونک پڑے۔ انہیں اس فیصلے کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی صورت دیکھی۔ پھر لیزا حیرانی سے بولی۔

"کمال ہے۔ سولہ دن کتنی جلدی گزر گئے احساس ہی نہیں ہوا لیکن کیا اپنے اس پروگرام میں کچھ تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔"

"آسائشیں میٹھا زہر ہوتی ہیں انسان کو احساس سے بے نیاز کردیتی ہیں؟ اور یہ سفر مشکل ہوتا تو ہم ہر لمحے کا حساب رکھتے لیکن ہمارا سفر پُرسکون ہے۔"

"ہم اس وقت میں اضافہ کیوں نہ کرلیں۔" لیزا نے کہا۔

"میں اپنی زندگی کے بقیہ لمحات تک کا اضافہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن اصول' کبھی نہیں توڑنے چاہئیں۔"

"ہم نے تو ابھی یہاں کے باشندوں کو بھی نہیں دیکھا۔ کچھ بھی تو نہیں دیکھا ابھی۔" لیز

بولی۔

"اسے بھی خوش بختی تصور کیا جائے تو مناسب ہے۔ اگر ہم انہیں دیکھتے تو وہ بھی ہمیں دیکھتے۔ اس کے بعد ان کا کیا رد عمل ہوتا اسے باتو کے الفاظ کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے۔" آسٹر نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔

"میں بڈ سے متفق ہوں لیزا۔ بڑی اچھی بات کہی ہے اس نے آسائشیں میٹھا زہر ہوتی ہیں۔ بیسواں دن پورا کرنے کے بعد ہمیں واپس پلٹنا چاہئے۔"

"اوکے۔" لیزا گہری سانس لے کر بولی۔ "میں اپنا کام تیز کئے لیتی ہوں لیکن اب کشتی کو دریا کے بیچ آگے بڑھانے کے بجائے کنارے کنارے چلایا جائے تو مجھے آسانی ہوگی۔" لیزا کی یہ خواہش پوری ہوگئی لیکن اس کی دوسری خواہش بھی پوری ہوگئی۔ دوپہر ڈھلے انہوں نے دو گھڑسوار دیکھے جو دور سے آرہے تھے۔ سراتو نے سب سے پہلے انہیں دیکھا اور چیخ پڑا تھا۔

"کھنتالے" پھر سب نے انہیں دیکھا اور دوربین' آنکھوں سے جا لگی۔ لیزا نے زوم لینس لگا کر ان کی فلم بنانی شروع کردی تھی۔ وہ دونوں بھی انہیں دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ ان کے گھوڑے کنارے کی سمت چل پڑے لیزا ان تنومند جوانوں کو دیکھ رہی تھی۔ بڑے خوبصورت نقوش تھے ان کے اور صحت قابل رشک تھی۔ وہ خود بھی انہیں حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر وہ ان کے ساتھ ساتھ چلتے رہے پھر انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگادی۔

باتو مسکرا رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "اب ہمیں دریا کے بیچوں بیچ آجانا چاہئے۔"

"کیوں......؟"

"یہ کچھ دیر کے بعد معلوم ہوجائے گا۔" باتو نے کہا۔ اور بجرے کو دریا کے بیچ میں لے جانے لگا۔ لیزا نے ناگواری سے کہا۔

"یہ شخص بعض اوقات ناخوشگوار اقدامات کر بیٹھتا ہے۔ کنارے سے کتنی عمدہ فوٹوگرافی ہو رہی تھی۔"

"بہرحال وہ پارٹی لیڈر ہے۔" آسٹر مسکرا کر بولا لیکن لیزا کی ناگواری جلد ختم ہوگئی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ انہوں نے ساٹھ ستر گھڑسوار دیکھے جو برق رفتاری سے ساحل پر آرہے تھے۔ لیزا نے فوراً کیمرہ سنبھال لیا لیکن باتو رائفلوں کی طرف لپکا تھا۔ اس نے پھرتی سے ایک ایک رائفل سب کو تھمادی۔ آسٹر نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"نہیں باتو...... ان پر ایک بھی گولی نہ چلائی جائے۔"

"کیا مطلب......؟" باتو حیرانی سے بولا۔

"ہم ان میں سے کسی کی زندگی نہیں لیں گے۔"

"مگر مجھے ان میں سے بہت سوں کی زندگی لینی ہے۔ گرانڈ ماشٹر......" باتو عجیب سے لہجے میں بولا۔

"باتو....... نہیں۔ رائفلیں رکھ دو۔"

"ان کے گھوڑے پانی میں تیرنا جانتے ہیں' گرانڈ ماشٹر۔ ہمیں رائفلیں استعمال کرنی ہوں گی؟"

"باتو پلیز... کسی قیمت پر ایسا نہیں کیا جائے گا۔" آسٹر نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا۔ پھر نرمی اختیار کرتا ہوا بولا۔ "وہ انسان ہیں باتو اور ہم صرف اپنے شوق کی تکمیل کر رہے ہیں' اپنے شوق کی تکمیل کے لئے انسانی زندگیوں سے کھیلنا کوئی بہتر عمل نہیں ہے۔"

باتو نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آپ میرے اختیارات میں مداخلت کر رہے ہیں گرینڈ ماسٹر' یہ مناسب نہیں ہے۔"

"مجبوری ہے' کوئی رائفل نہ چلائے۔" آسٹر نے سخت لہجے میں کہا..... لیکن ساحل پر ان کی کشتی کے ساتھ ساتھ گھوڑے دوڑانے والے اس انسانیت کا مظاہرہ نہیں کر سکے' پہلے انہوں نے لمبے لمبے نوکیلے ہتھیار اپنے بدن کی پوری قوتوں کے ساتھ کشتی کی جانب پھینکے۔ لیکن باتو بڑے مناسب وقت پر کشتی کو دریا کے بیچ لے آیا تھا اور دریا ابتداء ہی سے اتنا چوڑا تھا کہ ان کے پھینکے ہوئے ہتھیار ان تک نہ پہنچ سکے۔ آسٹر صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کے پاس بندوقیں ہیں یا نہیں لیکن جب دھماکوں کے ساتھ گولیاں سنسناتی ہوئی ان کے قریب سے نکلیں' تب انہیں احساس ہوا کہ بات معمولی نہیں ہے۔ آسٹر بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ وہ بارود کا استعمال جانتے ہیں۔"

"گرینڈ ماسٹر بات صرف تمہاری زندگی کی نہیں ہے ہماری زندگیاں بھی خطرے میں ہیں۔ تم انسانیت کا مظاہرہ کرتے رہو' ہم اپنی زندگی کھونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ رائفلیں لوڈ کرلی جائیں اور جواب دیا جائے ...." باتو نے اپنی رائفل میں گولیاں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس موقع پر بڈ آگے بڑھا اور اس نے پستول کی نال باتو کی کنپٹی پر رکھتے ہوئے کہا۔

"رائفل زمین پر ڈال دو اور تم لوگ بھی۔" اس نے دوسرے پستول سے سراتو اور واگا کو حکم دیا۔ تینوں چونک پڑے تھے باتو نے خونخوار نگاہوں سے بڈ کو دیکھا اور پھر رائفل زمین پر ڈال کر خود بھی کشتی پر لیٹ گیا۔ دوسری جانب ان بے شمار لوگوں کے پاس صرف دو بندوقیں تھیں وہ بھی نہایت فرسودہ حال۔ وہ وقفے وقفے سے فائر کرتے رہے لیکن رواں کشتی میں کسی کا نشانہ نہیں لے سکے۔ پھر آسٹر ولیمن نے اپنی رائفل لوڈ کی اور کئی ہوائی فائر کئے۔ اس نے ان کا نشانہ نہیں لیا تھا لیکن ہوائی فائرنگ نے اثر دکھایا اور وہ لوگ اپنے گھوڑے ساحل سے دور لے گئے' اس طرح انہوں نے پانی میں اترنے کی جرأت نہیں کی تھی لیکن ان کے گھوڑے مسلسل کشتی کے ساتھ دوڑ رہے تھے اور لیزا کشتی پر اوندھی لیٹی ہوئی بڑی دلچسپی سے اس تمام کارروائی کی فلم بنا رہی تھی.... بہت دور تک وہ لوگ نظر آتے رہے' پھر شاید انہوں نے اپنا رخ تبدیل کرلیا اب وہ نظر نہیں آ رہے تھے۔

باتو نے گہری سانس لی اور بولا۔ "اگر یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اس کے بعد وہ ہمارا تعاقب نہیں کریں گے اور اپنی کارروائیوں کو جاری نہیں رکھیں گے تو یہ حماقت ہے۔ ہاں اگر ان میں سے کچھ کو ختم کردیا جاتا تو وہ خوفزدہ ہوسکتے تھے۔"

"تم سمجھتے کیوں نہیں باتو...... وہ وحشی ہیں ہم تو جانور نہیں ہیں۔ ہم صرف اپنی تفریح طبع کے لئے ان کی زندگیاں کیوں لیں........"

"میں نے صرف اپنا خیال ظاہر کیا ہے ماسٹر۔ ورنہ معاہدہ تو ٹوٹ چکا ہے۔" باتو نے جواب دیا اور اس کے بعد خاموش ہوگیا..... لیزا بیٹھتی ہوئی بولی.....

"اوہ مائی گاڈ' کیا شاندار فلم تیار ہوئی ہے لوگ اسے دیکھ کر دیوانے ہوجائیں گے' میری حیثیت اتنی بڑھ جائے گی کہ میں تو اس کے تصور ہی سے سرشار ہورہی ہوں۔" آسٹر نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی لیکن باتو کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

سفر جاری رہا' شام جھک آئی تھی۔ البتہ انہوں نے باتو کی ہدایت کے مطابق کشتی کو دریا کے بیچوں بیچ ہی رکھا تھا اور کناروں سے اس کا فاصلہ کم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی' رات کا کھانا کھالیا گیا۔ باتو بالکل خاموش نظر آرہا تھا۔ دریا پر گہری رات اتر آئی۔ آسمان بھی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ تاحد نگاہ گھور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ کشتی اپنے مخصوص انداز میں بہہ رہی تھی۔ سب خاموش تھے۔ پھر لیزا کی آنکھوں میں غنودگی اترنے لگی۔ اس نے کہا۔ "آسٹر مجھے نیند آرہی ہے۔"

"آرام سے سوجاؤ' ہم جاگ رہے ہیں۔" لیزا اندر جاکر سائبان کے نیچے لیٹ گئی۔ بڈ کھسک کر آسٹر کے پاس آگیا۔ اس نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "آپ نے باتو کا جائزہ لیا مسٹر آسٹر۔"

"ہاں' وہ اس وقت سے خاموش ہے۔"

"مجھے اس کی آنکھوں میں کینہ توزی کے آثار محسوس ہوئے ہیں۔ یہ آدمی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ مسٹر ولیمن۔" بڈ نے کہا اور آسٹر سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔ "تمہارے خیال میں کیا کرنا چاہئے۔"

"ابتدائی طور پر ایک کام..... وہ یہ کہ رائفلیں اپنے قبضے میں کرلینی چاہئیں۔"

"اس طرح ہم اس کا تعاون کھو بیٹھیں گے۔"

"یقیناً اس کا ایک حل ہے۔"

"وہ کیا؟"

"سفر کے صرف تین دن باقی ہیں' چوتھے دن واپسی لازمی رکھی جائے اور ہم پوری احتیاط سے دریا کے بیچوں بیچ سفر کرتے ہوئے واپس چل پڑیں۔ اگر وہ سرکشی کرے تو اسے قابو میں کرلیا جائے۔"

"بہت مشکل پیش آئے گی بڈ۔"

"مجھے اندازہ ہے لیکن نہ جانے کیوں مسٹر آسٹر۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے دل میں کچھ گڑبڑ ہے۔ کوئی ایسی بات جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی.....!" وہ یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک واگا کی چیخ سنائی دی۔

"وہ......وہ آگئے ماسٹر..... وہ آگئے!" آسٹر نے گھبرا کر کھڑے ہونے کی کوشش کی تو بڈ نے اسے دبوچ کر نیچے گرا دیا۔ بہت سے دہکتے ہوئے انگارے ایک لمحے میں اس کے اوپر سے گزر گئے اور فضاء میں کئی دھماکے سنائی دیئے تھے۔

بندوقیں دوبارہ گرجیں اور گولیاں پھر ان پر سے گزر گئیں لیکن اب سب بجرے پر لیٹے ہوئے تھے۔ البتہ جو رکاوٹیں باتو نے بنائی تھیں ان میں گولیاں لگی تھیں۔ باتو کی غراہٹ سنائی دی تھی۔

"کیا تم اب بھی نیک نفس بنے رہوگے مسٹر..... ہمیں رائفلیں چلانے کی اجازت دو!"۔

"ہرگز نہیں باتو۔ کوئی جوابی فائر نہیں کرے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پہلے اسی کشتی پر خون بہے گا۔"

آسٹرولیمن نے اس بار بے حد سخت لہجے میں کہا۔ باتو خاموش ہوگیا تھا۔ وہ لوگ بڑی احتیاط سے گولیاں چلا رہے تھے اور بندوق کے استعمال میں اناڑی بھی نہیں تھے۔ لیکن رات کا وقت تھا اور پھر یہ کشتی بھی عجیب تھی اس لئے کامیابی نہیں حاصل ہو رہی تھی۔ پھر شاید وہ تھک گئے اور اس کے بعد لوٹ ہی گئے۔

فضاء پر بھیانک سناٹا مسلّط ہوگیا۔ اچانک وہ سب اچھل پڑے پھر آسٹر کے منہ سے گالی نکل گئی۔ کیونکہ اس خوفناک اور پُرسکوت ماحول میں باتو نے اچانک گانا شروع کردیا تھا۔ آسٹر کی گالی سن کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا پھر بولا۔ "حالانکہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں تمہاری زبان جانتا ہوں پھر بھی تم مجھے گالی دے رہے ہو۔" آسٹر کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے دوبارہ گانا شروع کردیا۔

"خدا کے لئے خاموش ہوجاؤ باتو۔ ہمیں ان کے خلاف کوئی حکمت عملی سوچنے دو۔"

"وہ گئے۔ ان کی سرحد ختم ہوگئی۔"

"کیا مطلب؟" آسٹر نے پوچھا۔ لیکن باتو خاموش رہا۔ اب اس نے گانا بھی بند کردیا تھا۔ دوسری طرف سے بھی کوئی تحریک نہیں ہوئی تھی حالانکہ کشتی والے انتظار کررہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ کچھ اور سوچ رہے ہیں۔ رات گزرتی رہی۔ کسی کی پلک نہیں جھپکی تھی۔ البتہ آسٹر نے کہا۔ "لگتا ہے وہ صبح کا انتظار کررہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کل کا دن خطرناک گزرے گا۔"

"ضروری نہیں ہے۔" باتو بول پڑا۔

"تم تو خاموش ہی رہو تو بہتر ہے۔" لیزا جلے کٹے لہجے میں بولی اور باتو ہنس پڑا۔

"نہیں مسز آسٹر۔ رات بہت کم رہ گئی ہے اور آپ لوگ خوف زدہ ہیں۔ باقی رات گزارنے کے لئے کیوں نہ میں ہی کچھ بکواس کروں۔ ویسے بڑی کارآمد بکواس کروں گا۔ آپ لوگ کتنا آگے جانا چاہتے ہیں۔ براہ کرم مجھے بتایئے۔"

"بس زیادہ دور نہیں۔ ہمیں اب واپسی کا سفر کرنا ہے۔" آسٹر نے کچھ سوچ کر کہا۔

"میں نے بہترین فیصلہ کیا تھا۔ آپ بے حد شریف انسان ہیں مسٹر آسٹر۔ اپنی زندگی کو خطرہ لاحق ہونے کے باوجود دوسروں کی زندگی نہیں لینا چاہتے۔ اگر آپ خشکی کے راستے سفر کرتے تو یقین کریں شدید مشکلات کا شکار ہوجاتے۔ دریا کے راستے آپ نے بہت کچھ دیکھ لیا۔ خشکی کے راستے اتنا نہ دیکھ پاتے۔ میں نے یہ آپ کو پہلے ہی بتادیا تھا کہ وہ اپنی سرزمین پر کسی غیر کو نہیں برداشت کرتے۔ آپ کسی طرح اس سرزمین پر قدم نہیں رکھ پائیں گے اور یہ کوشش کی تو شاید چند گھنٹے بھی زندہ نہ رہ سکیں۔"

"اس کا اندازہ تو ہوگیا ہے باتو۔"

"کوئی اور ارادہ تو نہیں ہے آپ کا؟"

"نہیں۔ بس اب ہم واپس چلتے ہیں۔"

"آپ یہ الفاظ مسلسل غلط استعمال کررہے ہیں۔ واپسی سے آپ کی کیا مراد ہے۔"

"ہمیں کشتی کا رخ بدلنا ہوگا!"

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کی مہم جوئی کی زندگی میں کبھی کوئی دریائی سفر شامل نہیں

ہے۔"

"مجھے اعتراف ہے لیکن تم کیا کہنا چاہتے ہو!"

"اول تو یہ کوئی بادبانی کشتی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ آپ سمندر میں سفر نہیں کررہے۔ واپسی کے سفر کا مطلب ہے کہ آپ اسی راستے پر جانا چاہتے ہیں جدھر سے آئے ہیں۔ کیا آپ دریا کے بہاؤ کے خلاف کشتی چلائیں گے۔"

ایک لمحے میں آسٹر کو احساس ہوگیا کہ اس نے یہ بہت اہم بات نہیں سوچی تھی۔ بے شک دریا کا بہاؤ بہت سست تھا لیکن بہاؤ کی مخالف سمت سفر ناممکن تھا۔ وہ حیرت سے منہ کھول کر باتو کو دیکھنے لگا۔ تب باتو نے کہا۔

"لیکن یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ آگے جاکر یہ دریا برہم پتر سے مل جاتا ہے۔ کھنٹالوں کے علاقے سے نکل جانے کے بعد آپ کو چھوٹی چھوٹی آبادیاں مل جائیں گی جہاں سے آپ خشکی کا سفر کرسکتے ہیں۔"

"گویا تمہارے خیال میں ہمیں اس بہاؤ پر سفر کرتے رہنا چاہئے۔"

"ہاں گرانڈ ماسٹر۔ یہی ممکن بھی ہے۔ یا تو ہم کھنٹالوں کے علاقے میں اترنے کی کوشش کرتے اور چھپ کر ہی سہی' ان کا طرز زندگی دیکھتے لیکن یہ اسی شکل میں ممکن تھا کہ تم انسانی زندگی کو بے وقعت سمجھتے۔ کسی کو قتل کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ تم دوسری قسم کے انسان ہو۔ اس لئے تمہارا تو زمین پر قدم رکھنا ہی خطرناک ہے۔"

"ہاں باتو۔ میں قتل و غارت گری سے نفرت کرتا ہوں۔"

"میرے دل میں اس بات کی قدر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمہاری کوئی بات مجھے بری نہیں لگی۔"

"تم نے کہا تھا کہ ان کی سرحد ختم ہوگئی۔"

"ہاں۔ ان کے علاقے ہوتے ہیں۔ جس علاقے کے لوگوں نے تمہیں دیکھا تھا انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی اور وہ تمہارے پیچھے لگ گئے لیکن تمہارا تعاقب کرتے ہوئے وہ دوسروں کے علاقے میں کبھی داخل نہیں ہوں گے۔"

"اور دوسرے علاقے والے؟" آسٹر نے فوراً پوچھا۔

"ہوسکتا ہے انہیں دریا سے کسی کے گزرنے کی خبر ہی نہ ہو۔"

"اسی لئے تم نے کہا تھا کہ ممکن ہے کل کا دن خطرناک نہ ہو۔"

"بالکل اسی لئے کہا تھا۔"

"باتو۔ تم بے حد پُراسرار انسان ہو۔ اس سے پہلے تم نے کہا تھا کہ ادھر کی کہانیاں کیا ہیں' کوئی نہیں جانتا۔"

"ہاں' میں نے کہا تھا۔"

"تو پھر تمہیں اتنی تفصیل کہاں سے معلوم ہوگئی؟" آسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ کب کہا تھا گرانڈ ماسٹر کہ میں بھی یہ کہانیاں نہیں جانتا!" باتو نے کہا اور سب حیران رہ گئے۔

"تو تمہیں ان کی اندرونی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہیں۔" لیزا تعجب سے بولی۔

"تھوڑی بہت مسز آسٹر.....!"

"کیسے؟"

"یہ ایک ایسی کہانی ہے جو کسی کو سنائی نہیں جاسکتی لیکن میں نے بڑی مشکل سے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔"

"کہیں تم بھی کھنتالی تو نہیں ہو؟" لیزا نے کہا۔

"نہیں مسز آسٹر۔ بالکل نہیں۔ ہاں ان کا دشمن ضرور ہوں۔ میری دلی خواہش تھی کہ ایک بار کھنتالیوں کے علاقے میں جاؤں اور وہاں......"

"ہاں...... رک کیوں گئے....؟"

"رکنا ضروری ہے مسز آسٹر۔" باتو نے گہرے سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ سب اسے دیکھتے رہے۔ باتو مضمحل سے انداز میں خاموش ہوگیا تھا۔ جب دیر تک اس نے کچھ نہ کہا تو آسٹر بولا۔

"تمہاری یہ خواہش پوری ہوگئی؟"

"ہاں۔ پوری ہوگئی ہے۔"

"لیکن پہلے تو تم نے یہاں آنے کے لئے کسی گرمجوشی کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ بعد میں تیار ہوئے تھے۔"

"یہ سب ایسی باتیں ہیں مسز آسٹر۔ جو میں بتا نہیں سکتا......!"

"لیکن تمہیں یہاں سے گزرتے ہوئے تو کچھ حاصل نہیں ہوا باتو۔ جس طرح ہم نے دور سے انہیں دیکھا، تم نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔"

"ہاں گرانڈ ماسٹر.... ابھی مجھے کیا حاصل ہوا لیکن تمہارے لئے میری دوستانہ تجویز ہے اس سے زیادہ کچھ نہ کرنا جتنا کرچکے ہو۔ بس دریا کے بہاؤ پر چلے جاؤ۔ آگے تمہیں دریا کا بہاؤ ملے گا وہیں تمہیں ایسی بستیاں مل جائیں گی جہاں سے تم کسی مناسب جگہ جاسکو!"

"اور تم..... تمہارا کیا ارادہ ہے؟" معاً آسٹر کو احساس ہوا جیسے باتو ان سے کچھ مختلف پروگرام رکھتا ہو۔

"میرا ارادہ یہ ہے گرانڈ ماسٹر کہ تم سے باتیں کرتے ہوئے میں اس طرح اٹھ کھڑا ہوں" باتو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "اس طرح آگے بڑھوں۔" وہ کشتی کے سرے کی طرف بڑھا۔ "اور اس طرح پانی میں کود پڑوں۔" اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی..........!

سب وحشت زدہ ہو کر کھڑے ہوگئے۔ آسٹر نے دوڑ کر کنارے سے اسے دیکھا اور چیخ چیخ کر اسے آوازیں دینے لگا لیکن باتو نے تیرنا شروع کردیا تھا۔ وہ کسی مگرمچھ کی طرح سیدھی لکیر بناتا ہوا دریا کے کنارے کی طرف جارہا تھا۔

"او پاگل...... او دیوانے...... یہ کیا حماقت ہے۔ باتو..... واپس آجاؤ۔ مارے جاؤ گے...... باتو......" آسٹر چیختا رہا۔ باقی سب سکتے کے عالم میں کھڑے تھے۔ کچھ ہی دیر کے بعد باتو نظروں میں گم ہوگیا۔

O.....O.....O

میاں نے سارا دن اور پوری رات بلند ٹیلے پر گزاری تھی۔ قبیلے والوں نے اسے سرداری کے نشان کے پاس کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔ مدھم آوازوں میں سرگوشیاں بھی کی تھیں۔ وہ اتنا جان چکے تھے کہ شہ بدان ان بچیوں کے ساتھ کہیں چلی گئی ہے لیکن اس سے زیادہ کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ سالانو نے البتہ چند افراد کے سامنے بلند آواز سے کہا تھا۔

"میاں لائی کا رویہ بہتر نہیں ہے۔ ہم نے ہمیشہ اس سے وفاداری کی ہے اور اس کا ساتھ دیا ہے۔ ہوتا بھی یوں ہے کہ جب کوئی مشکل آئے تو سردار تجربہ کاروں سے مشورہ کرے اور بہتر مشورے پر عمل کرے لیکن اس نے کسی سے کچھ نہیں پوچھا۔"

"یہ قبیلے کا مسئلہ نہیں' اس کی ذاتی پریشانی ہے۔" میاں لائی کے ایک جاں نثار نے کہا۔

"ہمیں اس کی ہر مشکل کا ساتھ دینا ہے تاکہ وہ خوشدلی سے ہمارا سردار' ہمارا سرپرست رہے۔"

میاں فیصلے کررہا تھا۔ آنے والے وقت کے لئے خود کو تیار کررہا تھا۔ شہ بدان سے چھٹکارا حاصل کرکے وہ غیر مطمئن نہیں تھا۔ اس کے خیال میں شہ بدان نے اس سے ہمیشہ غداری کی تھی۔ اس سے پیچھا چھڑا لینا ہی بہتر ہوا۔ البتہ وہ روزال کے لئے پریشان تھا۔ روزال واپس کیوں نہیں آیا۔ اسے اتنی دیر تو نہیں لگنی چاہئے تھی۔ بالآخر وہ عقابوں کے ٹیلے سے نیچے اتر آیا۔ قبیلے کے لوگ اب بھی جمع تھے۔ وہ خاموشی سے میاں کو دیکھ رہے تھے۔ میاں ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس نے ایک کڑی نگاہ ان سب پر ڈالی اور بولا۔

"شہ بدان دروغ گو تھی۔ تسمورا کے جنگلات میں اس نے قاصدوں کے ذریعہ مجھے پیغام دیا کہ اس نے بیٹے کو جنم دیا ہے اور جب میں فاصلے طے کرکے غاروں میں پہنچا تو مجھے علم ہوا کہ اس نے مجھے اپنی پانچویں بیٹی کا باپ بنادیا ہے۔ میں نے اسے اس بدترین جھوٹ کی سزا دے دی ہے۔ اب وہ یہاں نہیں آئے گی۔ عقابوں کو وارث چاہئے اور مجھے شادی کرنی ہوگی۔ ایک ایسی لڑکی سے جس کی پہلی اولاد بیٹا ہو لیکن اس نے بیٹی کو جنم دیا تو وہ میری بیوی نہ رہے گی۔ قبیلے والو...... میاں سے رشتہ جوڑنا چاہتے ہو تو جوڑ سکتے ہو۔"

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں سردار لائی......!" سولانو نے آگے بڑھ کر کہا اور میاں کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئیں۔ "آسمانوں سے زمین پر اتاری جانے والی روحوں کا فیصلہ روشنی والا کرتا ہے اور اس کے فیصلے کوئی نہیں بدل سکتا۔ البتہ اس کے فیصلوں سے بغاوت نقصان پہنچاتی ہے۔ تو نے بہتر نہیں کیا میاں۔ یہ اچھا نہیں کیا تو نے۔"

"مجھے وارث چاہئے تھا......!" میاں غرا کر بولا۔

"اس کے لئے پہاڑوں کا قانون موجود ہے تو شوالا رکھ سکتا تھا۔ ایک دن کے بچے کو شوالا رکھ سکتا تھا۔ وہ تیرا دست راست ہوتا۔"

"غیر خون کو میں اپنی طاقت سے حاصل کی ہوئی سرداری نہیں دے سکتا تھا۔ مجھے اپنا بیٹا چاہئے تھا۔"

"پہاڑوں میں ایسا ہوتا ہے۔ بوڑھے سردار بھی اگر اپنی سرداری برقرار رکھنے کے خواہش مند ہوں تو شوالا تلاش کرلیتے ہیں۔" سولانو نے کہا۔

"میں بوڑھا سردار نہیں ہوں۔ کوئی بھی جیالا مجھ سے مبارغہ طلب کرسکتا ہے۔ میں اسے شکست دے کر اپنی سرداری قائم رکھوں گا۔ پھر میں اپنے ہی خون کو وارث کیوں نہ بناؤں۔" اس کے بعد سولانو کچھ نہیں کہہ سکا۔ وہ جتنا کہہ گیا تھا' دوسرے اس کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔

میاں کو سب سے زیادہ روزال کی پریشانی تھی۔ روزال آخر کہاں گیا؟ رہ رہ کر مختلف خیالات دل میں آئے تھے۔ روزال اور وفاشعاری ایک ہی چیز کا نام تھا۔ اس سے حکم عدولی کا تصور بھی محال تھا۔ پھر کیا ہوا۔ وہ واپس کیوں نہیں آیا۔

رات کی تاریکی میں الخت بانغہ نے اس کے کوستے میں حاضری دی۔ "میں اپنی بیٹی کو تیری زوجیت میں دینا چاہتا ہوں میان لائی۔ وہ خوبصورت ہے دراز قامت ہے۔ ہر طرح تیرے لائق ہے۔"

"عقابوں کے قبیلے میں تیری دلیری ضرب المثال ہے الخت بانغہ اور تو وہ ہے جس کا میں احترام کرتا ہوں۔ میں نے سومایہ کو دیکھا بھی ہے لیکن میرے محترم نہا تھی۔ میری شرط اپنی جگہ ہے اور میں اس میں ترمیم نہیں کروں گا۔"

"بیٹے کی پیدائش کی شرط.....؟"

"ہاں!"

"مجھے منظور ہے۔ ممکن ہے روشنی والا میری بیٹی کی قسمت جگادے۔"

"تب میں تیری بزرگی کے سائے میں بخوشی آنے کے لئے تیار ہوں۔"

دوسرے دن قبیلے میں اعلان ہوگیا۔ میاں کو اس کے علاوہ اور کوئی پریشانی نہیں تھی کہ روزال واپس آجائے لیکن مزید کئی دن انتظار کے بعد اس نے سومایہ سے شادی رچالی۔

دراز قامت سومایہ جو بے حد خوبصورت تھی' میاں سے بولی۔ "میرے باپ نے مجھے تیری شرط بتادی ہے میاں اور مجھے اس کی تکمیل کرنے کی ہدایت کردی ہے لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔ اس کی پابندی میری وفاداری سے مشروط ہے۔"

میاں نے مسکرا کر پوچھا۔ "وہ کیا ہے؟"

"میاں..... میں تجھے بیٹا دوں گی۔ ایسا نہ ہوسکا تو تیری شرط قبول کرتے ہوئے تیری زندگی سے نکل جاؤں گی اور اس کے بعد کسی اور کے لئے زندہ نہیں رہوں گی۔ تجھے اختیار دیتی ہوں کہ اپنے ہاتھوں نے مجھے زندگی سے محروم کردینا لیکن شہ بدان کو کبھی دوبارہ تیرے قرب میں جگہ نہیں ملنی چاہئے۔ اس کی اولادوں کو عقابوں میں واپسی کا کوئی حق حاصل نہ ہو۔"

"ایسا کبھی نہیں ہوگا..... تو نے ایک ایسی بات کہی ہے جو میرے لئے بڑی طمانیت بخش ہے اور اس سے میری روح کی پیاس بجھتی ہے۔ آہ یہ الفاظ فرحت کے حامل ہیں۔ اپنی اس تشنگی کو میں آج تک نہیں سمجھ سکا تھا۔ تیرے چند لفظوں نے مجھے خود سے روشناس کردیا ہے۔ میری پیاس بجھادی ہے۔"

"میں سمجھی نہیں......!" سومایہ بولی۔

"شہ بدان میرے قابل نہیں تھی۔ وہ ایک معمولی چرواہے کی محبت میں گرفتار تھی اور اس کی ہونے والی تھی کہ میں نے اسے پسند کیا اور مبارغہ کرکے حاصل کرلیا۔ اس نے کہا کہ وہ میرے لئے کبھی نہ مسکرائے گی اور اس نے اپنا قول نبھادیا۔ ہاں وہ اس وقت میری بے بسی پر ضرور مسکراتی تھی جب میں ایک اور بیٹی کا باپ بن جاتا تھا۔ اس کے قریب رہ کر میں نے ہمیشہ خود کو ظالم محسوس کیا۔ شاید میں اسے کبھی اپنی بیوی نہ سمجھ سکا۔ اس کے برعکس تو کہتی ہے کہ اگر تو مجھے بیٹا نہ دے سکی اور میں نے تجھے نکال دیا تو' تو کسی اور کے لئے زندہ نہ رہے گی۔ گویا کوئی اور تیرے لئے میرے سوا قابل قبول نہیں۔"

"ہاں۔ تو میری روح کا مالک ہے۔" سومایہ نے کہا۔

O.....O.....O

شہ بدان سفر کررہی تھی۔ دن اور رات خود سے گزار رہی تھی۔ چاند چمکتا تو ٹھہر جاتی' سورج روشن ہوتا تو چل پڑتی۔ بستیاں راستے میں آتیں تو ان سے فاصلہ اختیار کرلیتی کوئی راہ گزر ہوتی تو اس سے دور ہوجاتی مبادا کوئی راہ گیر نہ مل جائے۔ سب سے بڑی بیٹی فوہا نے کہا۔

"ہم تھک گئے ہیں ماں' کہیں تو آرام کرو.....!"

"زندگی کا بہت طویل سفر طے کرنا ہے تمہیں۔ تھکن کا نام اپنے دماغ سے خارج کردو۔ تھکن صرف موت کا دوسرا نام ہے اور تمہیں جینا ہے۔"

"ہمارا کوستہ دوبارہ نہیں بنے گا۔"

"ضرور بنے گا' لیکن وہاں جہاں رشتوں کا گزر نہ ہو۔ جہاں ہمیں نر کی نسل نظر نہ آئے۔"

"ایسی جگہ کہاں ہے ماں؟"

"ہے۔ ہمیں نظر آئے گی اور بس۔ وہاں ہم کوستہ بنالیں گے۔ اگر وہ نہ ہوتی تو ہم کبھی اس کے بارے میں نہ سوچتے۔"

"وہاں بابا کبھی نہ آئے گا؟"

"اسے یاد کروگی فوہا۔ اب بھی اس کے بارے میں سوچوگی!" شہ بدان نے کہا..... اور فوہا سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"نہیں یاد کروں گی۔ نہیں سوچوں گی۔ وہ بہت بُرا تھا۔ اچھا ہوا اس نے ہمیں نکال دیا۔ اچھا ہوا ہم اس سے دور چلے آئے۔"

آبادیوں سے بہت دور' گزرگاہوں سے بالکل ہٹ کر' گھنے درختوں کے اس طرف' بلند و بالا پہاڑ سے گرتے ہوئے جھرنے کے پاس شہ بدان رک گئی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا اور مسکرادی۔ "یہی وہ جگہ ہے فوہا۔ کیسی ہے؟"

"یہ تو بہت اچھی ہے ماں۔ وہ دیکھو' رنگین پرندے ندی کنارے بیٹھے ہوئے ہیں اور پہاڑی بکرے ہیں۔ کیا یہاں لوگ نہیں رہتے؟"

"یہاں آبادی نہیں ہونی چاہئے' لیکن اگر ہوئی تو ہمیں کوئی اور جگہ تلاش کرنی ہوگی۔"

بہت گھنے درخت کے قریب جس کی شاخیں جڑی ہوئی تھیں اور جس کی وسعتیں برسوں میں دراز ہوئی ہوں گی شہ بدان نے قیام کیا اور اس نے فضاء میں خوبانیوں کی مہک محسوس کرلی تھی بچیوں کو وہاں ہوشیار رہنے کی ہدایت کرکے اس نے خوبانیوں کے درخت تلاش کئے جو ایک پہاڑی رخنے سے گزر کر عقبی ڈھلانوں میں دور تک پھیلے ہوئے تھے ناریل کے اونچے درختوں نے ان کا

احاطہ کیا ہوا تھا ڈھلانوں کے اختتام پر سوکھی خوبانیوں اور ناریل کے انبار لگے ہوئے تھے یہ نظ
قدرت تھا کہ ٹوٹے ہوئے پھل سپاٹ ڈھلانوں سے گزر کر گہرائیوں میں چلے جاتے تھے اور وہا
قدرتی عمل سے گزر رہے تھے۔ اس سے یہ اندازہ بھی ہو رہا تھا کہ یہاں انسانی قدم نہیں پہنچے ور
یہ اشیاء ان علاقوں میں قیمتی سمجھی جاتی تھیں اور اتنے بڑے ذخیرے کو حاصل کرنے کیلئے جنگیں بھ
ہو سکتی تھیں۔ دونوں پھل ایسے تھے جو سوکھ کر بھی ضائع نہیں ہوتے تھے اور پہاڑوں والے ان
افادیت سے واقف تھے۔

تازہ خوبانیاں اور کچے ناریل لے کر شہ بدان بچیوں کے پاس پہنچ گئی بچیاں بالکل مطم
تھیں۔ شہ بدان نے سب سے چھوٹی بچی سے کہا۔"میری غیر موجودگی سے تمہیں خوف تو نہ
محسوس ہوا۔"

"فوہا کہتی ہے کہ ہمیں اب کسی چیز سے نہیں ڈرنا چاہئے ہمیں بہادری سے رہنا ہوگا۔"

"ہاں میری بچیو یہاں طاقت حکمراں ہوتی ہے قوت والے مبارغے کرتے ہیں اور سردا
حاصل کرتے ہیں ہمیں یہاں کے موسم سے یہاں کے حالات سے مبارغہ کرنا ہے اور اس چھو
سے حصے کو اپنا حق بنانا ہے اس کیلئے تمہیں بہادری سے کام لینا ہوگا روشنی والے نے یہاں تمہ
سب کچھ دیدیا ہے پھلوں کے جنگل' بھورے خرگوش رنگین پرندے جھرنے کا میٹھا پانی کاش یہا
انسان نہ پہنچے ہوں کاش۔"

درخت کی وسیع بلندیوں میں چھپ کر سوتے ہوئے اور ان کی روشنی میں پہاڑی پر چڑھ
دور دور تک نگاہیں دوڑا کر انسانوں کو تلاش کرتے چھ سورج چھ چاند گزر گئے تب شہ بدان
اطمینان ہوا کہ یہ علاقہ انسان کی پہنچ سے محفوظ ہے نیز درندے اگر جنگل میں موجود بھی ہیں تو ا
کا رخ نہیں کرتے پہاڑی ٹیلوں میں ایسے چھوٹے سوراخ موجود ہیں جو ضرورت کے وقت ان
چھپا سکتے ہیں یہ جگہ ہر طرح رہنے کے قابل ہے تب اس نے خوبانی کے درختوں سے نرم چھ
اتارنے کا کام شروع کیا اور نوکیلے پتھروں کے جھرنے کے پاس کی زمین میں ایسی جگہ بنائی جہا
چھال کو بھگوئے رکھا جا سکے۔ اس کی بیٹیاں اس کے ساتھ کام کرتی تھیں بہت سی چھال جمع ہو
کے بعد شہ بدان نے اپنے بدن کی قوت سے کام لے کر درختوں سے مناسب لکڑیاں توڑیں
پہاڑی ٹیلے سے دھار دار پتھروں کے ہر سائز کے ٹکڑے لے کر اپنی تمام بچیوں کیلئے کلہاڑے
گئے پتھروں کو لکڑی میں پھنسا کر انہیں چھال سے باندھ دیا گیا پھر انہیں کلہاڑوں کی مدد سے اس
آس پاس کے درختوں کو کاٹ کر لمبی لکڑیاں چھت کرنے والے درخت کی وسیع شاخوں میں چ
کی مدد سے باندھ کر بچیوں کیلئے سونے کے بستر بنائے اور بارش سے بچنے کیلئے ان پر سائبان تیا
آہستہ آہستہ وہ مختلف چیزوں سے جو پتھروں اور لکڑیوں کے علاوہ ناریل کے مضبوط خول پر
تھیں برتن اور ضروریات کی دوسری چیزیں بناتی رہی اور قدرت کے عطا کئے ہوئے وسائل
بہترین دماغی صلاحیتوں سے اس نے زندگی گزارنے کے تمام مسئلے حل کر لئے۔ انسانی عزم و ہمت
بہترین مثال قائم کی تھی اس نے یہاں رات کی تنہائیوں میں جب تاریکی بینائی کی دشمن بن
تھی اس کے ذہن کے روشن خلیوں میں احساسات کی ایک کائنات اتر آتی تھی اس کائنات
ایک ظالم شخص رہتا تھا جس نے اور اس کے ساتھ جو کچھ بھی کیا لیکن سب سے بڑا ظلم اس

وجود کو اس سے جدا کر کے کیا تھا جس کے نقوش اس کے دل پر منجمد تھے اور جسے ایک نگاہ دیکھنے کی
آرزو اسے صدیوں کی زندگی دے سکتی تھی آہ...... میں تو اسے کوئی نام بھی نہ دے سکی کاش میں
اسے کسی نام سے یاد کر سکتی۔ یہ آخری احساس گرم آنسوؤں میں ڈوب جاتا تھا۔

O.....O.....O

کشتی بدستور سست روی سے لہروں پر بہہ رہی تھی اور وہ سب پتھرائے ہوئے کھڑے تھے۔

"کیا وہ پاگل تھا؟" بہت دیر بعد آسٹر کے منہ سے نکلا۔

"آخر اس نے خودکشی کیوں کر لی؟" لیزا بولی۔

"نہیں اس نے خودکشی تو نہیں کی وہ تیرتا ہوا ساحل کی طرف گیا ہے اور یقیناً اب ساحل پر
ہوگا!" بڈ بولا۔

"لیکن دوسروں کو وہاں جانے سے روکنے والا خود وہاں کیوں چلا گیا سراتو وا گا بھی اس بارے
میں کچھ نہیں بتا سکتے آہ کاش ان سے ہی کچھ معلوم کیا جا سکتا۔" آسٹر نے کہا۔

"وہ بے حد پُراسرار انسان تھا اور اس کے سینے میں ضرور کوئی کہانی چھپی ہوئی تھی بار بار یہ
بات اس کی زبان پر آتی تھی لیکن وہ کسی کو اس میں شریک نہیں کرنا چاہتا تھا۔" بڈ نے کہا۔

"پاگل دیوانہ ہمیں مصیبت میں ڈال گیا۔" لیزا غصے سے بولی۔

"نہیں وہ نہ پاگل تھا' نہ دیوانہ بلکہ اس کا ایک کردار تھا جسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے اس
نے کہا تھا کہ وہ پارٹی لیڈر رہے گا اور اس کی شرط قبول کی گئی تھی۔ ہم نے اسے یا اس نے ہمیں
کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ مجھے اس کے آخری الفاظ یاد ہیں جن میں اس نے کہا تھا کہ مسٹر آسٹر
ایک شریف انسان ہیں اس نے اس شرافت کی قدر کی تھی۔"

"کسی خاص وجہ سے کھنٹالیوں کا دشمن تھا نہ جانے وہ کیا وجہ تھی۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بارہا اس کا اظہار کیا تھا کہ وہ کھنٹالیوں کو مارنا چاہتا
ہے۔"

"خیر یہ ساری باتیں اپنی جگہ' لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔؟"

"یہ تو طے شدہ بات ہے مسٹر آسٹر کہ ہمیں دریا کے بہاؤ پر ہی چلنا ہوگا' حالانکہ بڑی سادہ سی
بات تھی' لیکن ہمارے ذہن میں نہیں آئی دریا بے شک سست رفتار ہے لیکن اس کے مخالف سمت
کشتی چلانے کیلئے ہمیں پتوار استعمال کرنا ہوں گے اور کسی طرح بھی یہ ممکن نہیں ہے ویسے باتو نے
ہماری غلط رہنمائی نہیں کی ہوگی دریا کے بہاؤ پر اس علاقے سے نکلنے کے بعد ہمیں یقیناً آبادیاں مل
جائیں گی۔"

"ہاں لیکن میں خوفزدہ ہوں کیونکہ چھوٹے دریا جب بڑے دریاؤں سے ملتے ہیں تو ان کا سنگم
معمولی جگہ نہیں ہوتا بے شک یہ کشتی مضبوط ہے لیکن ہم اس خوفناک منظر کا تصور بھی نہیں کر سکتے
البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی بھی جگہ ہم اسے خشکی کی جانب لے جائیں اور کنارے پر اتر کر باقی سفر
خشکی میں کریں۔"

"یہ بھی ممکن ہے لیکن ابھی ہمارے بیس دن پورے نہیں ہوئے اگر بیس دن پورے ہونے
تک ہمیں کوئی آبادی نظر نہ آئے تو پھر ایسا ہی کرنا ہوگا۔" بڈ نے مشورہ دیا۔

آسٹر نے لیزا کی جانب دیکھا اور لیزا پھیکے سے انداز میں مسکرا کر بولی۔ "اس کے سوا چارۂ کار بھی تو نہیں ہم بڈ کی بات مان لیتے ہیں بیسواں دن بھی پورا ہو جانے دو ویسے میری یہ کتاب اگر چھپ کر بازار تک نہ آئی تو یقین کرو موت کے بعد بھی مجھے غم رہے گا میرے پاس جو ویڈیو فلم موجود ہے میں سمجھتی ہوں اسے بہت بڑی حیثیت حاصل ہے اور اس کے ذریعے تہلکہ مچ جائے گا لیکن کون جانے کہ پُراسرار ایشیا منظر عام پر آسکے گی یا نہیں؟"

آسٹر نے اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "ایک مہم جُو کی زندگی میں اگر ایسے ہی مشکل مرحلے نہ آئیں تو پھر اس میں اور ایک عام انسان میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ ہم آخری حد تک یہ کوشش کریں گے کہ زندہ سلامت رہیں لیکن اگر تقدیر نے انہی علاقوں میں موت لکھی ہے تو اس کے لئے پہلے سے فکر مند ہونا بے معنی ہے۔" سب خاموش ہو گئے کشتی سورج کے ساتھ ساتھ سفر کرتی رہی اور اس نے کافی فاصلہ طے کر لیا دریا ایک ہی انداز میں بہہ رہا تھا ان کی نگاہیں ساحل پر بھی لگی ہوئی تھیں۔ بڑے دلکش اور پُراسرار مناظر تھے لیکن خوش بختی سے انہیں اس کے بعد مشکلیوں کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ شام ڈھلنے لگی اچانک ہی سراتو کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکلنے لگیں اور سب چونک پڑے۔ سراتو کہیں دور نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ وہ کشتی کے ایک کنارے کی جانب متوجہ تھا اور انگلی سے اشارے کر رہا تھا سب اس جگہ پہنچ گئے اور انہوں نے ایک عجیب غریب منظر دیکھا۔

کشتی کے ایک شہتیر میں ایک انسانی جسم پھنسا ہوا تھا غالباً وہ بھی کہیں سے بہہ کر آیا تھا اور نجانے کس وقت اس کا لباس اس کشتی میں الجھ گیا تھا وہ کشتی کے ساتھ ساتھ ہی بہہ رہا تھا۔ آسٹر نے فوراً ہی ہنگامی طور پر انتظامات کئے سراتو واگا اور بڈ نے اس انسانی جسم کو اوپر کھینچ لیا اور جیسے ہی اسے سیدھا کیا سب ہی کے حلق سے چیخیں نکل گئیں اس انسانی جسم سے ایک اور چھوٹی گٹھری لپٹی ہوئی تھی اور اس نے اس طرح اسے بھینچا ہوا تھا جیسے وہ اس کا سرمایۂ حیات ہو اس گٹھری میں ایک ننھی سی معصوم بچی لپٹی ہوئی تھی جس کی آنکھیں بند تھیں اور پانی میں تیرتے ہوئے اس کی کھال سفید پڑ گئی تھی لیزا کے اندر ایک عورت جاگ اٹھی اس نے بے اختیار بچی کو انسانی جسم سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس طرح اس کے سینے سے بھینچی ہوئی تھی کہ لیزا اسے علیحدہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس نے آسٹر سے مدد کی درخواست کی' سراتو اور بڈ دیو ہیکل انسان کے ہاتھوں کو بمشکل تمام بچی سے جدا کیا اور لیزا نے بچی کو اٹھا لیا اور وہ چیخ کر بولی۔ "آسٹر اس کے جسم میں پانی بھرا ہوا ہے۔"

آسٹر نے جلدی سے کہا۔ "تم میڈیکل کورس کر چکی ہو تم اس پر توجہ دو ہم اس شخص کو دیکھتے ہیں۔"

وہ سب اس شخص پر مصروف ہو گئے اور لیزا بچی کو اوندھا لٹا کر وہ کارروائیاں کرنے لگی جو پانی میں ڈوب جانے والے کیلئے کی جاتی ہیں وہ صرف یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ ان جسموں میں زندگی باقی ہے یا نہیں اپنے اس عمل سے گزرنے میں اسے دو ڈھائی منٹ سے زیادہ نہیں لگے ادھر آسٹر کی آواز سنائی دی تھی۔

"مائی گاڈ یہ زندہ ہے یہ زندہ ہے۔" یہ الفاظ غالباً اس نے اس انسانی جسم کے بارے میں

کہے تھے جسے انہوں نے باہر نکالا تھا لیزا نے یہ الفاظ سنے تو سہی لیکن اس کی پوری توجہ بچی کی جانب مبذول تھی اور جب اپنی ابتدائی کارروائی سے گزرنے کے بعد اس نے بغور بچی کو دیکھا تو اس کے حلق سے بھی خوشی کی چیخ نکل گئی۔

"آسٹر یہ بھی زندہ ہے اوہ مائی گاڈ زندہ ہے یہ ...." آسٹر دوڑ کر اس کے قریب پہنچ گیا اس نے بچی کو گود میں لیا اس کے سینے سے کان لگائے اور پھر جلدی سے بولا۔ "لیزا تم اسے بہت سے کپڑوں میں لپیٹ لو اور اسے فیڈ کرو۔"

"بڈ کیا تم میری مدد کرو گے۔" لیزا نے کہا۔

"کیوں نہیں؟" اور اس کے بعد بڈ نے دودھ کے پاؤڈر سے دودھ بنایا اور اسے ایک چھوٹے سے برتن میں لے کر نرم کاٹن تلاش کی پھر کاٹن کی مدد سے بچی کے حلق میں دودھ کے قطرے ٹپکانا شروع کر دیئے ساتھ ساتھ ہی وہ زور زور سے دعائیں مانگتی جا رہی تھی۔

"خدایا اسے زندگی دے دے اوہ بڈ ذرا اس کو غور سے دیکھو ذرا اس کا چہرہ دیکھو کتنی سوئٹ ہے یہ اوہ مائی گاڈ بہت ننھی سی بچی ہے بہت پیاری ہے بڈ ذرا مجھے کچھ اور کپڑے دو غالباً اس پر شدید سردی کے اثرات ہیں نجانے بے چاری کب سے پانی میں سفر کر رہی ہے؟"

ادھر سراتو اور واگا نوجوان پر مصروف تھے اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے پھر واگا کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی۔ آسٹر اور لیزا اس جانب متوجہ ہو گئے پانی میں تیرنے والا شخص دونوں ہاتھ ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

O.....O.....O

میاں لائی نے محسوس کیا کہ سومایہ اور شہ بدان میں بہت فرق تھا۔ شہ بدان بجھی بجھی عورت تھی۔ بے جان' سرد اور کسی بھی خوشی میں ساتھ نہ دینے والی' بات پرانی ہو گئی تھی۔ سالا زور کی ہڈیاں تک گل گئی ہوں گی لیکن میاں نے اسے ہمیشہ شہ بدان کی آنکھوں میں پایا۔ اس کی غم و اندوہ میں ڈوبی آنکھوں میں ہمیشہ سالا زور کی پرچھائیاں نظر آئیں۔ میاں نے اسی اداسی کو اپنی فتح کا نشان بنا لیا تھا۔ وہ ان اداسیوں کو دیکھ کر مسکرا دیتا تھا۔ لیکن اندر سے اسے احساس تھا کہ یہ اس کی مجبوری ہے۔ اس کے سوا وہ کچھ کر نہیں سکتا۔ اس کے برعکس سومایہ زندگی سے بھرپور تھی۔ کھل کر ہنسنے والی بے حال ہو جانے والی اس نے میاں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر کہا۔

"گھوڑے کی پشت پر ابھرتے سورج کا منظر بے حد حسین لگتا ہے۔ اور اس وقت حسین تر' جب زندگی کی سب سے بڑی خوشی بھی مل جائے۔"

"تجھے زندگی کی سب سے بڑی خوشی مل گئی۔"

"ہاں اور کیا؟"

"وہ خوشی کیا ہے۔"

"تو...... ! میاں لائی تو میری سب سے بڑی آرزو تھا سوچ میں عقابوں کی ملکہ ہوں اور تو میرا مالک۔"

میاں نے گھوڑے کو ست روی سے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میرے گھوڑے کو ست دوڑنے کی عادت نہیں ہے لیکن میں اسے تیرے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔"

"نہیں میں زندگی کی ہر دوڑ میں تیرا ساتھ دینا چاہتی ہوں اپنے گھوڑے کو تیز دوڑا' میں تجھ سے صرف چار قدم پیچھے رہوں گی اس لئے کہ تو میرا مالک ہے۔" میاں نے گھوڑے کو ایڑ لگادی اس کا خیال تھا کہ سومایہ اس کا ساتھ نہ دے پائے گی لیکن اس نے اپنا قول نبھادیا اور میاں نے اس کی گھڑ سواری کی تعریف کی۔ سومایہ میاں کا دل ہاتھ میں لے رہی تھی۔ سردار کے کوتے سے اس نے شہ بدان اور اس کی بیٹیوں کا ہر نقش مٹادیا تھا اب اس کے دل سے ان کے نقوش مٹا رہی تھی۔

"مجھے افسوس ہے میری تھوڑی سی ضد نے میری زندگی کے بہت سے قیمتی ماہ و سال چھین لئے۔"

"کیسے؟" سومایہ نے پوچھا۔

"شہ بدان کے ساتھ وقت گزار کر۔ تجھے بہت پہلے میری زندگی میں شامل ہو جانا چاہئے تھا۔"

"اسے اب میرے انداز میں بھی نہ یاد کیا کر میاں سوچ لے کہ اس کا تجھ سے کبھی کوئی تعلق نہیں تھا۔"

اس دن دونوں مشرقی گوشے کی طرف نکل آئے تھے۔ یہ دشوار گزار راستے تھے..... ادھر کم ہی لوگ سفر کرتے تھے۔ سومایہ نے ایک ٹیلے سے دھواں اٹھتے دیکھا تو بولی۔ "کیا وہ گندھک کا پہاڑ ہے۔"

"نہیں وہ بوڑھی طورا کا کوستہ ہے کیا تم طورا کو جانتی ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں وہ دل ہلا دینے والی پیش گوئیاں کرتی ہے لوگ کہتے ہیں اس کی پیش گوئیاں سچ ہوتی ہیں۔"

میاں سوچ میں ڈوب گیا۔ "آ اس سے ملاقات کریں"۔ کچھ دیر کے بعد وہ پہاڑی ٹیلے پتھروں سے چنے ہوئے ایک کوستے کے پاس پہنچ گئے چھوٹے سے پہاڑی غار کے سامنے پتھروں کو جوڑ کر احاطہ بنایا گیا تھا اس احاطے میں سوکھی لکڑیاں انبار تھیں طورا غار میں تھی اس نے غار کے عقبی حصے میں لکڑیاں سلگا رکھی تھی ان دونوں کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر استقبالیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بوڑھی ماں تو کیسی ہے؟"

"تیری سرداری میں ٹھیک ہوں۔"

"بہت دن سے تجھے آبادی میں نہیں دیکھا۔"

"دل گھبراتا ہے تو چلی جاتی ہوں۔"

"تجھے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے......؟" میاں نے پوچھا اور طورا ہنس پڑی۔ "تو آج یوں سمجھ کہ آج میری تمام ضرورتیں پوری ہو گئیں اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"ستاروں سے تیری دوستی چل رہی ہے۔"

"ہاں پچھلی رات انہوں نے مجھ سے بہت سی باتیں کی ہیں۔"

"میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور پوچھ۔"

"کیا سومایہ میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو پوری کردیگی کیا میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا......؟"

"نہیں یہ تجھے بیٹا نہ دے سکے گی۔" بوڑھی طورا نے برجستہ کہا اور میاں لرز گیا' سومایہ پتھرا گئی دونوں پھٹی پھٹی آنکھوں سے بوڑھی طورا کو دیکھنے لگے۔ بوڑھی ان کی کیفیت سے بے نیاز ایک طرف رکھے ہوئے تین پتھروں کی طرف اشارہ کرکے بولی۔ "پچھلی رات ستاروں نے یہی تین پیش گوئیاں کی تھیں میں نے انہیں محفوظ کردیا۔"

"بکواس کرتی ہے یہ پاگل اور جھوٹی ہے ستاروں سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ہے الٹی سیدھی باتیں کرکے یہ بس اپنے پیٹ بھرنے کا سامان کرتی ہے۔" سومایہ نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بوڑھی عورت تو نمک حرام ہے اور میری بدخواہ بھی' میں جانتا ہوں کہ میرے دشمن سارغہ سے تیری بہت دوستی تھی اور تو اس کی بہی خواہ تھی۔ مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ اس کے زوال کے بعد تو نے یہ پہاڑ آباد کئے تھے۔" میاں آتشیں لہجے میں بولا۔

"یہ پہلا پتھر۔ ستاروں کی اس پیش گوئی کا ہے کہ آج تو یہاں آئے گا؟" طورا نے ان کی کیفیت سے بے نیاز' ہاتھ بڑھا کر ایک پتھر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اور میں تیرا انتظار کر رہی تھی۔"

"میاں یہ عورت بدقماش ہے اگر اس نے قبیلے کے لوگوں کے سامنے یہ بکواس کی تو ہمارے لئے مشکلات پیدا ہونگی۔ یہ جینے کے قابل نہیں ہے۔" سومایہ غضب ناک لہجے میں بولی۔

"ستاروں کی بات ہے میرا کیا قصور...... یہ دوسرا پتھر اسی پیش گوئی کا ہے کہ سومایہ بیٹے کو جنم نہ دے سکے گی۔" طورا بے خوف سے بولی۔

"منحوس عورت اپنی ناپاک زبان سے یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد تیری زندگی کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ میں تجھے بستی والوں کے سامنے یہ الفاظ ادا کرنے کیلئے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" میاں نے خنجر نکال لیا۔

"اور یہ تیسری پیش گوئی۔" طورا نے تیسرا پتھر اٹھاتے ہوئے کہا۔ میاں جنونی انداز میں آگے بڑھا اور اس نے بھرپور قوت سے خنجر طورا کے سینے میں بھونک دیا۔ طورا نے اذیت سے ہونٹ بھینچ لئے۔ میاں نے خنجر واپس کھینچ کر اس پر دوسرا وار کردیا اور طورا زمین پر دراز ہوگئی۔

"تیس.... ری پیش گوئی۔ یہی تھی کہ۔ یہ۔ اس دنیا میں میرا۔ یہ آخری دن۔ ہے۔" طورا نے کہا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

خنجر سے طورا کے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ ناتواں جسم میں تھوڑا سا خون تھا جو بہہ گیا۔ میاں نے خنجر اس کے لباس سے صاف کیا اور پٹی میں اڑس لیا۔ پھر اسے سومایہ کا خیال آیا اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا میں نے غلط کیا ہے......؟" میاں نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ اس کی منحوس زبان کو خاموش کرنا بہت ضروری تھا۔"

"یہی میں نے سوچا۔ اسے یہ گندے لفظ منہ سے نہیں ادا کرنے چاہئے تھے۔ بستی والے سے پیش گو سمجھتے ہیں۔ اگر وہ ان کے سامنے زبان کھول دیتی تو وہ چہ میگوئیاں کرتے اور مجھے ان

سے دشمنی مول لینا پڑتی۔"

"آؤ چلیں۔ یہ جگہ منحوس لگ رہی ہے۔" سومایہ نے واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔
گھوڑوں پر بیٹھ کر چل پڑے۔ اس کے بعد انہوں نے بستی ہی کا رخ کیا تھا۔ کوستے میں داخل ہو
سے پہلے میان نے کہا۔

"ہم بستی والوں سے کبھی یہ نہ کہیں گے کہ طورا کو ہم نے زندگی سے محروم کیا ہے؟"

"بھلا ہم کیوں کہیں گے۔" سومایہ نے مسکرا کر کہا لیکن کوستے میں داخل ہو کر دونوں
تکدر کے شکار رہے۔ یہاں تک کہ رات کو بھی میان کروٹیں بدلتا رہا۔ اسے آنکھیں بند کر
سے خوف محسوس ہو رہا تھا کیونکہ بند آنکھوں میں طورا آجاتی تھی جو کہتی تھی کہ میری آخری
گوئی یہی تھی کہ........

"تو کیا وہ سچی پیش گوئیاں کرتی تھی۔" میان کے منہ سے بڑبڑاہٹ نکلی اور سومایہ اپنے
پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"تم کس بارے میں پریشان ہو میان لائی......! اسکی موت پر یا اس کی پیش گوئی پر......"

"مجھے اس کی پیش گوئی زیادہ پریشان کر رہی ہے۔"

"اس بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" سومایہ نے کہا۔

"ہاں کہو۔"

"تم سے زیادہ مجھے پریشان ہونا چاہئے لائی۔ تم مرد ہو اور عقابوں کے سردار ہو۔
صاحب اختیار ہوتے ہیں جبکہ میں تمہاری غلام ہوں۔ تم بے شک مجھ سے محبت کرتے ہو، لیکن
اس عہد کو کبھی نہیں بھولوں گی جو شادی سے پہلے میں نے تم سے کیا ہے۔ اگر میں عقابوں کو وا
نہ دے سکی تو تمہاری بیوی رہنے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے...... لیکن...... میں مطمئن ہوں۔
صرف روشنی والا کرتا ہے۔ کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا اور میں اس سے مطمئن ہوں۔ اگر
والے نے نہ چاہا تو تم سو بیویاں پا کر بھی بیٹے کے باپ نہ بن سکو گے۔"

لائی بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا...... "کیا...... کہا تو نے......!"

"کیا تو یہ کہنا چاہتی ہے کہ میں نے شہ بدان کے ساتھ زیادتی کی ہے......!" میان اے
کر بولا۔ سومایہ کو ایک دم احساس ہو گیا کہ زیادہ ذہانت بعض اوقات کس قدر خطرناک ہو
لیکن اس کی ذہانت مشتبہ نہیں تھی۔ اس نے پورے سکون سے کہا۔

"نہیں۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ ستارے کبھی نہیں بولتے۔ وہ صرف بلندی کی
ہوتے ہیں اور ان میں زمین کی کہانیاں تحریر نہیں ہوتیں۔ زمین کے فیصلے روشنی والا کرتا ہے
فیصلہ بھی اسی کا ہے کہ شہ بدان کے ہاں بیٹا نہ ہو کیونکہ اس نے تجھ سے وفا نہ کی اور تیری
میں سالا زور کو یاد کرتی رہی۔ اگر وہ خلوص سے تیری عورت ہو کر رہتی تو روشنی والا اسے
ضرور نوازتا۔ اس نے جو کچھ کیا اسے اس کا صلہ ملا لیکن میں جب بھی خود پر غور کرتی ہوں
آپ کو مطمئن محسوس کرتی ہوں کہ میرا رواں رواں تیرا غلام ہے۔ میں تجھے عقابوں کا وارث
کر ہمیشہ نظر میں رہوں گی۔ مجھے اس بات پر پورا یقین ہے۔"

"آہ۔ تو نے بالکل درست کہا۔ یہ سچ ہے لیکن میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔"

کہا۔

"آخر کیوں؟" سومایہ بولی۔

"بہت سے پریشان خیالات خواب بن کر آنکھوں میں آجاتے ہیں۔ وہ لڑکیاں میرے خوابوں میں منہ بسورتی ہیں جو میرے نام سے منسوب تھیں۔"

"اگر تو مجھے اجازت دے تو میں اس بارے میں بھی کچھ کہوں......؟" سومایہ نے چالاکی سے کہا۔

"ضرور کہہ۔ تیری باتیں میرے دل پر ٹھنڈے پانی کی بوندوں کی مانند ہوتی ہیں۔"

"ان سب کے دل تجھ سے منحرف تھے۔ کیونکہ ان میں سے کوئی تیرے تصور سے عالم وجود میں نہیں آئی تھی ورنہ وہ بیٹی نہ ہوتیں تیرا بیٹا ہوتیں۔" میان سومایہ کے الفاظ پر غور کرتا رہا اور جب بات اس کی سمجھ میں آئی تو وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

"تو کس قدر زیرک ہے سومایہ۔ کتنی گہری بات کرتی ہے۔ میری دعا ہے کہ تو مجھے عقابوں کا وارث دے کر تا حیات میری رہے۔"

"ایسا یقیناً ہو گا......!" سومایہ نے چمکتی آنکھوں سے میان لائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

O.....O.....O

"اس کے چہرے پر وحشت کے آثار کندہ تھے۔ وہ لکڑی کے سرولوں پر دونوں ہاتھ ٹکائے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اجنبی چہرے اس کی سمجھ میں نہیں آرہے تھے۔ پھر اس نے بہتے ہوئے دریا کو دیکھا اور اسے سب یاد آگیا۔ وہ دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہو گئی۔ اس نے وحشت زدہ نظروں سے ان سب کو دیکھا پھر لیزا کی گود میں اسے بچی نظر آگئی اور وہ عقاب کی طرح اس پر جھپٹا۔ انداز ایسا خوفناک تھا کہ لیزا کے حلق سے چیخ نکل گئی وہ جلدی سے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر بولی۔

"ہاں۔ ہاں، تمہاری ہے۔ لے لو...... لو......!" اس نے بچی لیزا سے چھین لی اور اس طرح چوکنے انداز میں ایک ایک کو دیکھنے لگا جیسے خطرہ بھانپ رہا ہو۔

آسٹر دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "بالکل نہیں دوست، یہ تمہاری بچی ہے۔ اسے کوئی تم سے نہیں چھینے گا۔ نہ...... نہ۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔" آسٹر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ سرا تو آہستہ سے بولا۔ "کھنٹالی۔"

لیزا حسرت بھری نظروں سے بچی کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے انگلی اٹھا کر کہا۔ "ہم نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ بلکہ......"

"نہیں لیزا...... وہ ہماری بات نہیں سمجھ رہا بیکار ہے اس سے کچھ کہنا......" آسٹر بولا۔ اسی وقت بچی نے ہونٹ بسورے اور پھر اس کے رونے کی ایک باریک سی آواز ابھری۔ اس آواز پر لیزا بے اختیار ہو کر آگے بڑھی اور اس نے دودھ اور روئی اسے دکھاتے ہوئے کہا۔

"یہ بھوکی ہے۔ ہم اسے دودھ پلا رہے تھے۔ تم اسے مجھے دے دو میں اس کا پیٹ بھر دوں پھر تم لے لینا......!"

وہ وحشت زدہ انداز میں اتنا پیچھے ہٹا کہ کشتی کے کنارے پر جا کھڑا ہوا۔ لیزا پھر چیخ کر رک

گئی۔

"نہیں لیزا نہیں۔ پلیز اس جانور سے کچھ نہ کہو۔ بیکار ہوگا......"

"وہ کم بخت اسے مارے بغیر نہ چھوڑے گا۔ آہ..... کتنی پیاری بچی ہے۔" لیزا کی آواز کپکپا رہی تھی اور ہونٹ رونے کا زاویہ اختیار کر گئے تھے۔

"لیزا پلیز..... جذباتی نہ ہو۔" آسٹر نے لیزا کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"دیکھو..... دیکھو وہ دریا میں کودنے کی تیاری کر رہا ہے۔ دیکھو وہ دریا میں کود رہا ہے۔"

وحشی انسان نے پھر دریا کا رخ اختیار کر لیا۔ اس نے اپنے بدن کو اس پوزیشن میں کر لیا تھا۔ لیزا کرب زدہ انداز میں بلک پڑی۔ "مر جائیں گے دونوں۔ آہ۔ وہ بھی مر جائے گی..... آسٹر کتن پیاری بچی ہے ڈوب کر مر جائے گی۔" وحشی شخص نے گردن گھما کر لیزا کو دیکھا۔ ایک لمحے دیک رہا۔ پھر اس نے بچی کو دیکھا۔ پھر دریا کو...... اور اس کے بعد وہ منہ اٹھا کر آسمان کو دیکھنے لگا...... پھر آہستہ آہستہ اس کا رخ بدلنے لگا۔ وہ کشتی پر...... دوزانو بیٹھ گیا۔ بچی اس کے سینے سے لگی ہو تھی۔ کچھ لمحے وہ اسی طرح بیٹھا رہا۔ لیزا کے چہرے کی کیفیات لمحہ لمحہ بدل رہی تھیں۔ وہ رو بھی رہ تھی اور اس کے دریا میں کودنے کا ارادہ ترک کر دینے پر ہنس بھی رہی تھی چند لمحات کے بعد ا نے ہاتھ بلند کئے اور بچی کو لیزا کی طرف بڑھا دیا۔

لیزا تیر کی طرح بڑھی اور اس نے بچی کو آغوش میں لے لیا۔ وہ اس کے قریب بیٹھ کر ا سمجھانے لگی کہ وہ بچی کا پیٹ بھرنا چاہتی ہے اور اس کی بچی کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔! آسٹر نے ہ کر بڈ سے کہا۔ "بڈ..... اس جانور کو بھی کچھ کھانے کو دو......!"

"میں ابھی انتظام کرتا ہوں مسٹر آسٹر......!" چند لمحوں کے اندر بڈ نے بسکٹ اور چائے انتظام کیا اور برتن اس کے سامنے کر دیئے۔ نیم وحشی شخص ان چیزوں سے ناواقف نہیں تھا۔ ا نے ایک نگاہ پُرسکون بچی پر ڈالی اور پھر شکر گزار نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے چائے کا بر لے لیا۔

آسٹر گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتے ہوئے تجزیہ کر رہا تھا۔ وحشی شخص نے جس ط چائے کا برتن پکڑا تھا اس سے اظہار ہوتا تھا کہ وہ برتنوں سے ناواقف نہیں ہے اور یہ بھی جانتا کہ اس کے اندر جو شے موجود ہے اسے کس طرح استعمال کیا جائے۔ ویسے بھی چہرے مہرے ا حلیے سے وہ اتنا غیر تہذیب یافتہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ بس پہاڑی رہن سہن اور رسم و رواج کی سے وہ عام انسانوں سے ذرا سا بدلا ہوا تھا۔ اب اس بات میں کوئی شک ہی نہیں تھا کہ یہ پہاڑ کے کھنڈاتی تھے...... لیکن نجانے کیا قصہ ہے' یہ دریا میں کیوں بہہ رہا تھا اور بچی اس طرح اس سینے سے کیوں لپٹی ہوئی تھی' بچی کے بارے میں ایک نگاہ میں اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ نوزائیدہ بھوکے شخص نے بسکٹ بھی کھائے اور اس کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے اس پر غنودگی سی طا ہوتی جا رہی ہے' شاید بہت دیر سے بھوکا تھا اور پیٹ میں پہنچنے والی غذا نے اس پر خمار طاری ک تھا۔ آسٹر نے آہستہ سے بڈ سے کہا......

"اگر یہ سو جائے تو اس کے جسم پر تھوڑے سے گرم کپڑے ڈال دو......"

بڈ ہمیشہ ہی ان دونوں کے حکم پر بغیر چوں چرا گردن خم کر دیا کرتا تھا...... آسٹر کا خیال د

نکلا اس شخص نے وہیں اپنی جگہ دراز ہو کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ تب بڈ لیزا کی جانب متوجہ ہوا۔ لیزا کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا جیسے ان چند ہی لمحات میں اس کی جان اس بچی کے جسم میں چلی گئی ہو۔ ایسا پیار' ایسی مامتا اس کے چہرے پر منجمد ہوگئی تھی کہ یقین نہ آئے۔ آسٹر اسے دیکھتا رہا اور پھر مسکرا دیا پھر وہ لیزا کے پاس بیٹھ گیا اور لیزا نے چونک کر اسے دیکھا' بچی پُرسکون انداز میں آنکھیں بند کئے لیزا کی آغوش کے لمس سے سرشار سو رہی تھی۔ لیزا نے آسٹر کو دیکھا اور کسی قدر جھینپتے ہوئے انداز میں بولی۔ "آسٹر اس کے نقوش تو دیکھو' اس کا مطلب ہے کہ ان علاقوں کے رہنے والے بے حد خوب صورت ہوں گے۔"

"بہت پیاری بچی ہے۔" آسٹر نے لیزا کی دلجوئی کے لئے کہا...... وہ بالکل اس بات کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا کہ لیزا کی بچی سے یہ وابستگی اسے کسی بھی شکل میں ناگوار گزر رہی ہے اور ایسی بات تھی بھی نہیں۔ انوکھے اور دلچسپ حالات میں یہ بچی ان تک پہنچی تھی اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا جو کیا جا رہا تھا۔ آسٹر نے کہا۔ "تمہاری کتاب میں ایک اور خوب صورت باب کا اضافہ ہوگیا ہے۔"

لیزا نے آسٹر کی اس توجہ سے خوداعتمادی حاصل کرتے ہوئے کہا...... "اور ہو سکتا ہے آسٹر اس بات کا اضافہ میری کتاب ہی میں نہیں بلکہ میری زندگی میں بھی ہوگیا ہو بشرطیکہ تم مجھے اس کی اجازت دو......"

آسٹر لیزا کی بات کا مطلب سمجھ گیا...... اس نے کہا۔ "اگر حالات اس کی اجازت دیں تو دو انسانی زندگیاں میرے لئے قابل قدر ہی ہوں گی اور میں انہیں کسی بھی طور ضائع کرنا پسند نہیں کروں گا۔"

"آسٹر تم اس قدر بلند ظرف انسان ہو کہ تمہاری بیوی ہونے کے ناتے ہی نہیں ایک انسان کی حیثیت سے سوچ کر میں تمہاری بے پناہ عزت کرتی ہوں' تم نے وہ کچھ بھی برداشت کیا ہے جس کی مثال ناممکن ہے' میری مراد بڈ سے ہے۔"

آسٹر نے ہنس کر گردن جھٹکتے ہوئے کہا...... "میں تم سے محبت بھی کرتا ہوں لیزا اور تم پر اعتماد بھی کرتا ہوں' اس کے بعد تمام باتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ میرے دل میں آرزو ہے کہ جب تک میں اور تم زندہ ہیں اور ساتھ ہیں مجھ سے جو کچھ بن پڑے میں تمہارے لئے کروں۔"

"میں ان محبت بھرے الفاظ کا صحیح طور سے جواب بھی نہیں دے سکتی آسٹر ویسے کیا خیال ہے تمہارا ان دونوں کے بارے میں......؟"

"سچ بات یہ ہے کہ مہم جوئی کے لاتعداد واقعات میری زندگی سے منسلک ہیں اور تھوڑے بہت تجربے کا دعویٰ بھی کرتا ہوں لیکن یہ جو کچھ ہے سمجھ میں نہیں آیا' البتہ اتنا جانتا ہوں کہ جو شخص کشتی پر آیا ہے وہ ناسمجھ نہیں ہے' بس ہمارے درمیان زبان کی مشکل رہے گی اور اس نے جس انداز میں بچی کو تمہاری آغوش میں دیا ہے اس سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ اس نے اس نئی زندگی کو ہمارے ساتھ قبول کر لیا ہے۔"

لیزا نے پیار بھری نگاہوں سے سوتی ہوئی بچی کو دیکھا اور بولی...... "تو کیا تم مجھے اسے ہمیشہ ہمیشہ رکھنے کی اجازت دو گے......؟"

"یہ اجازت تو میں تمہیں دے چکا ہوں اسی لئے تو یہ بچی تمہارے آغوش میں ہے۔"

"نجانے اس معصوم کی زندگی سے کیا کہانی وابستہ ہے' میرا خیال ہے اسے دنیا میں آئے ہوئے دو تین دن سے زیادہ نہیں گزرے تمہاری کیا رائے ہے......؟"

"یہی اندازہ ہوتا ہے۔" آسٹر لیزا کی بات سے اتفاق کرتا ہوا بولا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد لیزا نے کہا۔ "اب یہ جاگ جائے تو اس کے بارے میں اندازہ ہو کہ یہ آئندہ کیا چاہتا ہے ویسے آسٹر سچ کہوں اب میرا یہاں سے فوراً واپس چلنے کے لئے جی چاہتا ہے۔"

آسٹر لیزا کی بات سن کر ہنس پڑا' اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں بہت زیادہ تجربے کار ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتا' لیکن یہ سچائی ہے کہ فطرت ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتی ہے' چاہے اس کا مزاج کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو......؟"

"ہاں آسٹر' مجھے یہ بچی بہت پیاری لگی ہے اور میری آرزو ہے کہ میں اسے اپنے ساتھ ہی رکھوں......"

بڈ ان تمام معاملات سے لاتعلق اپنے معمولات میں مصروف ہو گیا تھا۔ بہت وقت گزر گیا۔ تب وہ شخص جاگا متوحش انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ دریا میں اپنے آپ کو بہتے ہوئے دیکھا اپنے اطراف میں موجود لوگوں کو اور پھر لیزا کے سینے سے لگی ہوئی بچی کو...... اس کے تاثرات بہت عجیب تھے۔ کچھ دیر وہ ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اپنی جگہ دوزانو بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور آسمان کی جانب دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور مودبانہ انداز میں لیزا کے قریب پہنچ گیا۔ تمام لوگ اس کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔ لیزا ایک لمحے کے لئے خوفزدہ ہو گئی لیکن پھر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر لیزا کو اطمینان ہوا۔ اب ان تاثرات میں وحشت نہیں تھی۔ اس نے لیزا سے کچھ کہا اور لیزا نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھتی رہی۔ آسٹر اور بڈ بھی قریب پہنچ گئے تھے' واگا اور سراتو دور دور سے جائزہ لے رہے تھے اور دریا کی لہروں پر بہتے ہوئے بجرے کا نظام بھی سنبھالے ہوئے تھے۔ لیزا نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" اس نے جیسے لیزا کے الفاظ سمجھ لئے اپنے سینے پر انگلی رکھی اور آہستہ سے بولا۔ "روزال..... روزال....."

آسٹر اور بڈ ایک ساتھ بول پڑے...... "اس کا نام روزال ہے۔" پھر آسٹر نے بچی کے سینے پر انگلی رکھتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ الجھے ہوئے انداز میں سر کھجانے لگا۔ سوچتا رہا اور اس کے بعد اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے بچی کے سینے پر انگلی رکھ کر کہا۔

"زربدان......" یہ نام خود اس کی تخلیق تھا' غالباً شہ بدان اور دوسری بچیوں کو مد نگاہ رکھتے ہوئے اس نے خود ہی اس بے آسرا بچی کا نام رکھ لیا تھا لیکن یہی نام اس بچی کی تقدیر بن گیا۔ اس لمحے وہ زربدان بن گئی تھی لیزا نے بچی کے سینے پر انگلی رکھ کر روزال کی جانب اشارہ کیا اور بولی۔

"روزال...... زربدان......" اس نے واپس روزال کے سینے پر انگلی رکھی' تو اس نے آنکھیں بند کر کے نفی میں گردن ہلا دی۔ وہ ان لوگوں کا تمام مفہوم سمجھ رہا تھا اور اس نے اس بات کی نفی کی تھی کہ وہ بچی اس کی ہے۔ آسٹر اور لیزا نے اس سے کئی سوال کئے لیکن جواب میں اس نے جو کچھ کہا اس کا مفہوم ان کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ تب آسٹر نے کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں' یہ اندازہ ہمیں ہو چکا ہے کہ یہ شخص ہم سے تعاون کرنا چاہتا ہے اور اس نے ہماری مدد قبول کر لی ہے۔" لیزا کے چہرے پر خوشی کے آثار پھیل گئے تھے۔

بیسواں دن بھی پورا ہو گیا...... اور اب صرف یہ تصور تھا ان کے ذہنوں میں کہ کسی طرح انہیں کوئی آبادی نظر آ جائے۔ ایسی جہاں سے وہ اپنی دنیا کا سفر کر سکیں لیکن اکیسویں دن کے آغاز کے بعد بھی جب ایسا نہ ہوا' تو بڈ نے مشورہ دیا۔

"اگر میری بات مناسب سمجھی جائے تو اب ہمیں کشتی کو ساحل کی جانب لے جانا چاہئے اور خشکی کے راستوں پر چل کر اپنے لئے راہیں تلاش کرنی چاہئیں۔"

آسٹر نے لیزا سے مشورہ کیا اور اس کے بعد بڈ سے متفق ہو گیا۔ وہ سب مستعد ہو گئے' سراتو اور واگا کو اشارہ کیا گیا اور اس کے بعد پہلی بار چپو سنبھال لئے گئے۔ صرف لیزا تھی جو بچی میں مگن تھی' ورنہ روزال بھی ان لوگوں کے ساتھ چپو چلانے میں مصروف ہو گیا تھا۔ ویسے بھی وہ ایک مستعد شخص تھا اور اس کے چہرے کے نرم تاثرات بتاتے تھے کہ وہ کسی بھی طور سرکشی کرنے والا نہیں ہے۔ زیادہ مشکل نہ پیش آئی اور یہ بجرہ کنارے سے جا لگا...... بڈ سب سے پہلے خشکی پر کودا' پھر آسٹر...... اور اس کے بعد رسّوں کی مدد سے اس کشتی کو خشکی پر کھینچ لیا گیا۔ ان لوگوں نے سامان کے پیکٹ بنائے' آسٹر کی مہارت کام کر رہی تھی اور بڈ کا تعاون۔ تمام سامان بار کرنے کے بعد ہاتوں کی بنائی ہوئی اس کشتی کو الوداع کہہ دیا گیا اور اس کے بعد یہ لوگ انسانی آبادیوں کی تلاش میں دشوار گزار راستوں پر آگے بڑھنے لگے۔ بڈ کے پروگرام کے مطابق بیس دن کے بعد اس مہم کا سلسلہ ترک کر دیا گیا تھا اور اب انہیں زندگی بچانے کی مہم درپیش تھی۔ روزال مشینی انداز میں ان کے ساتھ چلتا رہا تھا اور انہیں یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ کسی بھی قسم کی کوئی خرابی پیدا نہیں کرے گا...... البتہ یوں لگتا تھا جیسے وہ بچی کو دیکھ دیکھ کر جیتا ہو۔ یہ بات بھی ان کے علم میں آ گئی تھی کہ بچی روزال کی اپنی نہیں ہے اس نے واضح انداز میں اس سے انکار کر دیا تھا۔ پھر وہ کون ہے کیا ہے یہ ایک عجیب معمّہ تھا' جو اسی وقت حل ہو سکتا تھا جب وہ روزال کو اپنی زبان سکھا لیں...... اور لیزا نے عہد کیا تھا کہ یورپ واپس پہنچنے کے بعد وہ اس سلسلے میں محنت کرے گی اور یقیناً روزال کو اپنی زبان سکھا دے گی۔ روزال کو جب پکارا جاتا تو وہ اپنے نام سے مخاطب ہوتا تھا اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ اس کا نام روزال ہے۔

آٹھ دن کی مسلسل مشقت کے بعد انہیں ایک ایسی بستی نظر آ گئی' جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ پہاڑ پار کی بستی نہیں ہے بلکہ یقینی طور پر مہذب آبادیوں میں شمار ہوتی ہے۔ وہ سب دیوانہ وار اس بستی کی جانب دوڑ پڑے تھے اور یہاں پہنچ کر ان کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں رہا تھا چونکہ بستی میں ایسے ذرائع موجود تھے' جن سے کسی ایسی شہر کی جانب رخ کیا جا سکتا تھا' جو انہیں واپسی کی آسانیاں مہیا کر دے۔ لیزا نے اس بستی کے بارے میں اندازہ لگانے کے بعد مسکراتے ہوئے آسٹر سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری کتاب پُراسرار اشیاء یقینی طور پر منظر عام پر آئے گی......؟"

"ہاں اب بھلا اس میں کیا شک ہے' لیکن کیا پُراسرار اشیاء کے یہ دونوں کردار جنہیں یورپ لے جانے کے لئے ہمیں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تمہاری کتاب میں شامل ہوں

گے......؟"

"ہرگز نہیں آسٹر' کیونکہ اس کے بعد' ان کے ہم سے جدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔"

"وہ کیسے......؟"

"بہت سے لوگ ان کی جانب متوجہ ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کوئی ان کے حصول کی کوشش بھی کرے۔ نہیں میں ان کے لئے یہ خطرہ نہیں مول لوں گی۔"

"خاصی سمجھدار ہو۔" آسٹر نے مسکراتے ہوئے لیزا سے اتفاق کرلیا۔

O.....O.....O

باتو کشتی سے دور ہوتا چلا گیا۔ دریا کے ساکن پانی میں تیرنا مشکل نہیں ثابت ہو رہا تھا۔ کشتی سے دور نکلتا چلا آیا۔ اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا کہ کشتی والوں پر کیا گزر البتہ کچھ دور تک اسے آسٹر وغیرہ کی پکار سنائی دیتی رہی تھی' لیکن اس پکار سے بے نیاز وہ ساحل جانب بڑھتا چلا گیا تھا۔ اس نے یہ دیکھنا ہی چھوڑ دیا تھا کہ ساحل کتنے فاصلے پر ہے' بس اس ہاتھ مشینی انداز میں چل رہے تھے۔ پھر اسے محسوس ہوا تو اس نے کنارے کو دیکھا۔ موٹی جھاڑیاں پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں اور انہیں پکڑ کر بآسانی خشکی پر پاؤں جمائے جا سکتے تھے۔ با ایک موٹے ڈنٹھل کو آزمایا اور جب یہ محسوس کرلیا کہ وہ اس کا وزن سنبھال سکے گا تو اسے اس نے اپنے جسم کو اوپر اٹھایا اور کنارے پر پہنچ گیا۔ رات کی تاریکی میں ماحول نمایاں تو نہیں لیکن بدن کے نیچے لمبی نرم گھاس محسوس کی جا سکتی تھی' باتو اتنا طویل فاصلہ تیرنے کی وجہ پھیپھڑوں میں تکلیف محسوس کر رہا تھا چنانچہ تھوڑا سا ہٹ کر وہ گھاس پر سیدھا لیٹ گیا۔ اب نام و نشان بھی نظر نہیں آرہا تھا' وہ لہروں کے دوش پر آگے نکل گئی تھی' باتو کے ہوش درست تھے اور کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جو اس کے لئے نقصان کا باعث بنتی چنانچہ چند کے آرام نے اسے بالکل درست کردیا۔ خاصا طویل تیرنا پڑا تھا اور سیدھے تیرنے کی جدوجہد اسے شدید محنت کرنا پڑی تھی۔ اس نے اٹھ کر چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا کردیا۔ زندگی سے بیزار نہیں تھا' زندگی چاہتا تھا چنانچہ یہ احساس بھی دامن گیر ہوا کہ اطراف درندے نہ ہوں۔ وہ اندر سے کیا تھا۔ یہ بات آسٹر لیزا یا بڈ کو بھی نہیں معلوم ہو سکی تھی اور ستالی بستی میں رہنے والے بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے بس انہیں اتنا ہی معلوم کہ باتو ایک آوارہ گرد شخص ہے' مہم جوؤں کے ساتھ پھولا کھا نچن اور شاہ کانگ کے دشوار علاقوں کی سیر کرتا ہے اور ان سے اتنا حاصل کرلیتا ہے کہ بعد کی زندگی آرام سے گزرے ستالی میں اس کے شناسا ہی بہت کم تھے' سب سے الگ تھلگ زندگی گزارتا تھا' کبھی ان لوگوں درمیان ہوتا اور کبھی غائب ہو جاتا۔ لوگ یہ سمجھتے کہ اس بار کسی مہم جُو کے ساتھ وہ کام پھر یہ علاقہ چھوڑ کر کہیں دور جا نکلا ہے لیکن وہ پھر نمودار ہو جاتا اس طرح وہ ستالی بستی شناساؤں کے درمیان اجنبی تھا۔ پتہ نہیں اس کی زندگی کی داستان کیا تھی۔ ابتداء میں اس آسٹر اور لیزا کو بھی ان علاقوں میں جانے سے منع کیا تھا' لیکن پھر ان کی ثابت قدمی دیکھ کر ان کے ساتھ یہاں تک آنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ البتہ اس کی ذہنی کیفیت ایسی ہی تھی' آسٹر یہ بات تسلیم کرنے کے باوجود کہ وہ پارٹی لیڈر رہے گا اور وہ لوگ اس کی سرکردگی میں ہر کا

گے' بدعہدی کی تھی' نتیجے میں باتو نے انہیں چھوڑ دیا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں اس نے دوسری سمت اختیار کرنے کے بجائے کھنٹالیوں کے علاقے میں آنا پسند کیا تھا اور اب اپنے اندازے کے مطابق وہ کھنٹالی بستیوں سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا' لیکن دونوں پیروں پر چلنے کے بجائے اس نے چوپایوں کی طرح گھٹنوں اور ہتھیلیوں کے بل بہت دور تک کا سفر کیا۔ اس کے حساس کان' آنکھیں اور ناک ہر سرسراہٹ کا جائزہ لے رہے تھے' بارہا اس نے اندازہ لگایا کہ سانپ اس کے آس پاس سے گزرے ہیں' حشرات الارض کی آوازوں کے سوا اسے اور کوئی آواز نہیں سنائی دی تھی' جس کا مطلب تھا کہ درندے اگر یہاں ہیں بھی تو کم از کم اس جگہ موجود نہیں ہیں' حالانکہ اس بات کے امکانات تھے کہ خونخوار درندے دریا کنارے پانی پینے ضرور آتے ہوں گے' پھر جب وہ گھاس اور درختوں کے درمیان سے نکل کر سپاٹ پہاڑی وادی میں پہنچا تو اس نے اطمینان کی گہری سانس لی' یہاں کھلے آسمان کا نظارہ تھا۔ ستارے چھٹکے ہوئے تھے البتہ چاند موجود نہیں تھا لیکن ستاروں کی مدھم روشنی ان میدانوں کو واضح کر رہی تھی جو سنسان اور خاموش تھے۔ اس وسیع و عریض میدان کا سلسلہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں تک جا کر ختم ہو جاتا تھا اور اس طرف بظاہر کوئی آبادی نظر نہیں آرہی تھی۔ کھنٹالیوں کی آبادیاں یقیناً چٹانوں کے اس طرف ہو سکتی تھیں اور باتو راتوں رات کسی ایسی جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں سے کھنٹالیوں کا جائزہ لے سکے۔ سخت زمین پر چوپایوں کی طرح چلنا ممکن نہیں تھا اس لئے یہاں وہ اپنا عمل جاری نہ رکھ سکا اور اسے کھڑے ہو کر چلنا پڑا۔ لیکن بظاہر اتنے طویل نظر نہ آنے والے یہ میدان بہت طویل نکلے۔ اور باتو جب چٹانوں کے پاس پہنچا تو صبح کی روشنی پھیلنے لگی تھی۔

نکیلی چٹانیں عبور کرنا آسان کام نہیں تھا۔ باتو کو بہت دشواری کا سامنا کرنا پڑا لیکن وہ دھن کا پکا تھا' سورج چڑھے تک جدوجہد کے بعد اس نے چٹانیں عبور کرلیں۔ دوسری طرف پھر شاداب سلسلے شروع ہو گئے تھے۔ ناہموار گھاس' خودرو درخت اور سنسان ماحول' باتو یہاں پھر محتاط ہو گیا اس کا خیال تھا کہ کھنٹالی یہاں سے دور نہ ہوں گے چنانچہ اس نے کسی ایسی جگہ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں جہاں چھپ کر وہ اس ماحول کا جائزہ لے سکے۔ درخت زیادہ گھنے نہ تھے' نہ ان کے تنے اور شاخیں اس قدر مضبوط کہ ان پر چڑھا جا سکے۔ گھاس بھی چند انچ سے زیادہ لمبی نہ تھی البتہ کہیں اونچے جھاڑ نظر آرہے تھے جن پر لیموں جیسے پھل لگے ہوئے تھے۔ یہی جھاڑ اسے انسانی نظروں سے محفوظ رکھ سکتے تھے۔ باتو نے دور دور تک نگاہیں دوڑانے کے بعد ایک ایسے جھاڑ کا انتخاب کرلیا جو ایک درخت کے نیچے تھا' اس طرح اسے اس جھاڑ میں چھپ کر درخت کا سایہ بھی مل سکتا تھا' اس نے اپنی منتخب کردہ جگہ کی جانب دوڑ لگادی اور تھکے ہوئے بدن کی تمام تر قوتوں کے ساتھ دوڑ کر وہاں پہنچ گیا۔ درخت کے سائے میں بیٹھ کر اس نے گہری گہری سانسیں لینا شروع کردیں۔ اب انسانی قوت جواب دینے لگی تھی۔ بدن نڈھال ہو رہا تھا' پلکوں کے پپوٹے ایک دوسرے سے جڑے جا رہے تھے' جو شدید محنت اس نے کی تھی اب اس کے اثرات بدن پر نمایاں ہونے لگے تھے' وہ درخت کے تنے سے ٹک کر بیٹھ گیا اسے یقین تھا کہ اب ان گھاس کے میدانوں سے گزرنے والے اسے نہ دیکھ پائیں گے۔ ویسے بھی اگر کسی کو کوئی شبہ نہ ہو جائے تب ہی وہ کسی کی تلاش میں نگاہیں دوڑا سکتا ہے اور باتو کو خوشی تھی کہ ابھی تک کسی انسانی آنکھ نے اسے نہیں

دیکھا تھا۔ آنکھوں میں نیند بھی تھی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اب ایک اور احساس بھی جا
اٹھا تھا، یہ بھوک اور پیاس کا احساس تھا۔ نجانے کتنا وقت گزر چکا تھا۔ اس نے نہ کچھ کھایا تھ
پیا تھا۔ بھوک مٹانے کا کوئی ذریعہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا، کافی دیر تک وہ اسی طرح آنکھ
موندے درخت کے تنے سے ٹکا بیٹھا رہا۔ اس کا ذہن مسلسل کام کررہا تھا اور جو تھکن آنکھ
اور بدن پر طاری ہوئی تھی اس نے ذہن کو شکنجے میں نہیں جکڑا تھا، وہ سوچ رہا تھا کہ اگر غذا کا م
حل نہ ہوا تو بدن بغاوت کردے گا اور اس بغاوت سے نمٹنا ذرا مشکل کام ہوگا اس کے لئے کچ
چاہئے، بظاہر کوئی ایسا ذریعہ نظر نہیں آتا تھا جو اس کی شکم سیری کردے، آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ کر
نے چاروں طرف دیکھا، کوئی ننھا منا جانور بھی نظر نہ آتا تھا جسے شکار کرلیا جائے، جو کچھ اس
کیا تھا اس پر اسے کوئی پشیمانی نہیں تھی۔ ذہن میں نجانے کیا کیا تصورات تھے لیکن جن لوگوں
ساتھ یہاں تک پہنچا تھا وہ ان تصورات کی تکمیل کے لائق نہیں تھے۔ وہ تو نہایت صلح جو
شریف قسم کے لوگ تھے حالانکہ عموماً مہم جُو اتنے نرم دل نہیں ہوتے اور اگر بات اپنی زندگ
آجائے تو پھر وہ ہر قیمت پر اپنی ہی زندگی بچانا پسند کرتے ہیں۔ باتو ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑ
غالباً وہ آسٹرولین کو برا بھلا کہہ رہا تھا جس نے اس کی امیدوں کو پورا نہیں ہونے دیا تھا۔

پھر اچانک ہی اس کی نظر ان پیلے رنگ کے لیموں نما پھلوں پر پڑی جو اتنے قریب تھے ک
بآسانی ہاتھ بڑھا کر انہیں توڑ سکتا تھا، وہ ایک دم چونک کر سنبھل گیا اور اس نے مسکراتے ہو
اپنے گالوں پر تھپڑ لگائے۔

"واہ باتو، اسے کہتے ہیں عقل کا اندھا، پیٹ بھرنے کا سامان زیادہ دور تو نہیں ہے او
بھوکے پیاسے بیٹھے ہوئے ہو، قدرتی پھلوں میں نمی بھی ہوتی ہے اور غذائیت بھی، یہ جو کچھ بھ
کم از کم تمہارے معدے میں وزن تو ڈال سکتا ہے چلو شروع ہوجاؤ۔" صرف ہاتھ بڑھانے ک
تھی دو تین پیلے پیلے چھوٹے پھل اس کے ہاتھ میں آگئے، اس نے انہیں اپنے کپڑوں سے صاف
جن کی نمی اب دور ہوچکی تھی اور اس کے بعد ایک پھل کو دانتوں سے کترا، ہلکی سی ترشی، ہلک
مٹھاس، لیکن اندر سفید سفید گودا جس میں پانی کی آمیزش خاطر خواہ تھی۔ پھل بے مزہ نہیں
اس نے ایک پھل کو چبا ڈالا اور اس کے بعد باقی پھل بھی بدن سے رگڑ رگڑ کر چبانے لگا۔ ا
جھاڑوں کی یہاں بہتات تھی، باتو نے سوچا کہ اگر یہاں سے آگے بڑھنا پڑے اور کھنڈلیوں کا
سے گزر نہ ہو تو ان پھلوں کا ایک ذخیرہ کافی دن تک اس کا ساتھ دے سکتا ہے، بات شکم سیری ک
تو ہے۔ بعد میں یقیناً کہیں نہ کہیں سے کوئی بندوبست ہو ہی جائے گا، تقریباً بارہ تیرہ پھل کھا
بعد اسے اپنے اندر کافی تقویت کا احساس ہوا لیکن ایک خاصیت اس نے محسوس کی تھی، وا
پھل نہ تو بے مزہ تھے نہ غذائیت سے محروم، البتہ منہ میں پہنچنے کے بعد وہ بے حد خشکی پ
کررہے تھے، یہ خشکی منہ میں موجود قدرتی نمی سے صاف کرنے کے بعد باتو نے سوچا کہ اب
یہاں آرام کرلیا جائے، سورج کی تمازت ختم ہوجائے اور رات کے اندھیرے فضاؤں م
آئیں تو یہاں سے آگے کا سفر مناسب رہے گا۔ اس تصور کے تحت اس نے زمین پر لیٹ کر آ
موند لیں، لیکن ابھی چند لمحات ہی گزرے تھے کہ دفعتاً اسے اپنے بدن میں سوزش محسوس
لگی اس کے ساتھ ساتھ ہی حلق اس طرح خشک ہونے لگا جیسے وہ پورے بدن کی نمی سے محرو

ہو۔

اندر آہستہ آہستہ تپش پیدا ہوتی جارہی تھی اور حدت اس تیزی سے بڑھنے لگی تھی کہ باتو کی ساری تھکن ہوا ہوگئی، وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے بدن پر نگاہیں دوڑائیں، بظاہر کوئی ایسی بات نہیں تھی جسے نگاہوں سے دیکھا جائے، لیکن اندر جو کچھ ہورہا تھا اس نے باتو کو بدحواس کردیا، بدن گرم ہوتا جارہا تھا، ناک، کان اور آنکھوں سے جیسے شعلے نکلنے لگے تھے، سر کے بال شدید گرمی محسوس کررہے تھے، باتو کے حلق سے بھرائی ہوئی آواز نکلی۔

"یہ کیا ہے، یہ کیا ہے؟" لیکن نہ کسی سے یہ سوال کیا گیا تھا نہ اس کا جواب کہیں سے مل سکتا تھا۔ البتہ عقل یہ سوچ سکتی تھی کہ یقینی طور پر یہ انہی پھلوں کی خاصیت ہے اور یہ تپش اسی کا رد عمل ہے۔

"اب کیا کروں، اب کیا کروں، کیا کرنا چاہئے مجھے، آہ بدن، جلن، یہ تو بڑھتی ہی جارہی ہے۔"

حلق خشک ہوکر گویا بند ہونے لگا تھا، باتو کو احساس ہوا کہ اگر یہ کیفیت مزید بڑھ گئی تو زندگی کے چند لمحات بھی اسے نہیں مل سکیں گے، وہ حواس باختہ ہوکر چاروں طرف دیکھنے لگا، پورا وجود اب آگ کی طرح سلگنے لگا تھا، بس یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی اس سے شعلے نکلنے لگیں گے وہ اپنے بدن کو ٹٹولنے لگا۔ لیکن آگ اندر سلگ رہی تھی باہر سے کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ وہ دیوانوں کی طرح ناچ ناچ کر اپنے بدن کو رگڑنے لگا۔ کوئی فائدہ نہیں ہورہا تھا۔ حواس ساتھ چھوڑتے جارہے تھے۔ پانی، اگر کہیں سے پانی مل جائے لیکن یہ تصور ہی عجیب تھا۔ دریا چھوڑنے کے بعد سے اب تک اس نے پانی کی صورت تک نہیں دیکھی تھی۔ یہاں پانی کہاں...... آگے چلو، ممکن ہے پانی نظر آجائے اس نے خود سے کہا۔ پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہوں۔ آگ آگ، صرف آگ، بچاؤ...... مجھے اس آگ سے بچاؤ۔ اس نے منہ پھاڑ کر چیخنا چاہا لیکن منہ سے بے معنی آوازوں کے سوا کچھ نہ نکل سکا۔ قوت گویائی بھی اس جلن کا شکار ہوگئی تھی۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔ جلے دماغ سے اس نے سوچا۔

"موت تمہیں یہاں لائی تھی باتو۔ یہ ہے تمہاری زندگی بھر کی جدوجہد کا انجام۔ یہاں وحشت ناک دلدلیں تھیں، خوفناک جنگل پہاڑ اور گھاٹیاں تھیں، ان سب کا خیال رکھا لیکن ایک معمولی سی لغزش کا شکار ہوگئے۔ بھوک پیاس پر تھوڑا سا قابو پالیا ہوتا آگے چل کر کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا...... آہ غلطی ہوگئی۔ ان پھلوں کا تجزیہ کرلینا چاہئے تھا۔ ان پر غور کرلینا چاہئے تھا لیکن بھول گئے سب کچھ بھول گئے اور اب اس طرح چلنا بھی خطرناک ہے۔ کسی بھی لمحے کھنڈالی سامنے آسکتے ہیں، کہیں سے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ پھر وہ کہاں چھوڑیں گے۔ یہ تو کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ دل کی آگ نہ بجھی تو موت کے بعد روح بھی جلتی رہے گی، کبھی قرار نہ مل سکے گا۔ بھاگو باتو، زندگی کی تلاش میں دوڑو......!"

اس نے بھاگنا شروع کردیا ہوائیں ساتھ دے رہی تھیں یا وہ پوشیدہ قوتیں عود کر آئی تھیں جو موت کو قریب پاکر جاگ اٹھتی ہیں۔ وہ اتنی تیز دوڑ رہا تھا کہ زمین آنکھوں سے اوجھل ہوئی

جارہی تھی۔ اسے پانی کی تلاش تھی، بہت دور نکلنے کے بعد ہوا کے ایک جھونکے نے اسے چھوا
اس کی رفتار ست ہوگئی۔ اس جھونکے میں پانی کی نمی تھی۔ باتو نے اس جھونکے کی سمت کا اند
لگایا۔ پھر رخ بدل لیا۔ اس سمت بلند و بالا پہاڑی سلسلے تھے۔ ہمالیہ کی آسمان کو چھوتی ہوئی بر
پوش چوٹیاں سورج کی روشنی سے چمک رہی تھیں۔ وہ دوڑنے کی رفتار بڑھانے لگا پیروں میں
پنکھے لگ گئے تھے۔ ناہموار چٹانیں راستہ روک رہی تھیں لیکن وہ کسی طاقتور گھوڑے کی طرح
رکاوٹوں کو عبور کررہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑی کے دامن میں پہنچ گیا۔ ایک پتلا سا درہ آنکھ
کے سامنے آگیا۔ ہوائیں اس سے گزر کر آرہی تھیں اور ان کی بوجھل نمی بتاتی تھی کہ ادھر
ہے۔ بس ایک تھوڑی سی کوشش اور...... بس ایک تھوڑی سی جدوجہد۔ درے کے نکیلے پتھرو
بھاگتا ہوا وہ اس کے دوسری سمت نکل آیا۔ پانی کا شور آدھے راستے کو عبور کرتے ہوئے سنائی
لگا تھا۔ پھر وہ سامنے آگیا۔ اس کی تندروانی فضاء کو دھواں دھواں کئے ہوئے تھی، چند چھینٹ
ہوئے بدن پر پڑیں تو آب حیات محسوس ہوئیں اور باتو نے آنکھیں بند کرکے اپنی دانست میں
چشمہ حیات میں چھلانگ لگادی اسے یوں محسوس ہوا جیسے شعلے بجھ گئے ہوں۔ لیکن دماغ
سنسناہٹ کا شکار ہوگیا۔ بدن پہلے سے زیادہ تیز رفتار ہوگیا۔ بہتے ہوئے پانی کی رفتار ناقابل
تھی وہ اسے تنکے کی طرح بہائے لے جارہا تھا۔ اس بہاؤ کے سامنے وہ ایک تنکے سے بھی زیادہ
تھا اور پھر دوسرے لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ آسمان کی بلندیوں سے نیچے گر رہا ہے تھوڑے
فاصلے پر یہ تند و تیز بہاؤ آبشار کی شکل میں نیچے گر رہا تھا۔ پانی نے ایک لمحے میں یہ مسافت طے
تھی۔ وہ پانی کی دھار کے ساتھ نیچے گرا اور نہ جانے کتنی بلندی سے گر کر اس کے دونوں پاؤں
پانی سے تراشیدہ گول چٹان سے ٹکرائے، چٹان نے اسے پوری قوت سے اچھال دیا اور وہ خشک
آگرا...... لیکن پاؤں، دونوں پیروں کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوکر کچلے ہوئے گوشت میں بکھر گئیں
ٹخنوں سے گھٹنوں تک کھال گوشت اور ہڈیوں کا ایک ملغوبہ باقی رہ گیا جو گھٹنوں کے اوپر کے گو
اور ہڈیوں سے جڑا رہ گیا تھا...... کسی چیتھڑے کی مانند......

باتو نے حیرت سے اس ماحول کو دیکھا۔ بلندی سے گرنے والے آبشار نے اسے پستیوں
نذر کردیا تھا اور ابھری ہوئی گول چٹان نے باہر اچھال دیا تھا۔ لیکن ان دونوں کے کھیل نے باتو
اس کی ٹانگیں چھین لی تھیں۔ وہ مضبوط ہڈیاں جو گوشت میں لپٹی اس کے پورے بدن کے بوجھ
سنبھالے رہتی تھیں نہ جانے کیسی کیسی شکلیں اختیار کرکے گوشت سے باہر جھانکنے لگی تھیں۔
نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور دہشت زدہ ہوگیا۔ حلق سے کچھ چیخیں نکلیں اور آنکھیں
بند ہوگئیں۔ ذہن نے ماؤف ہوکر کچھ وقت کے لئے اس ناقابل یقین تکلیف سے نجات
جس کی شدت کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ لیکن اس کی بھی ایک حد مقرر
سانسوں کے مدوجزر نے پھر حواس کا جسم سے رشتہ جوڑ دیا۔ نہ جانے کتنی دیر کے بعد
دوبارہ کھل گئیں۔ پورا بدن تیزاب میں ڈوبا ہوا لگ رہا تھا۔ ہر رونگٹا شدت سے چیخ رہا تھا۔

کمال ہے یہ زندگی بھی بعض اوقات کس قدر ڈھیٹ ہوجاتی ہے۔ لوگ تو ہنستے ہنستے مر
ہیں، ایک ٹھوکر انہیں زندگی سے محروم کردیتی ہے اور وہ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد بھی
ہے۔ یہ تو زندگی کا ظلم ہے اب یہ تکلیف کیسی اذیت ناک ہے۔ اصولی طور پر اسے دل پر اثر

ہونا چاہئے اور دل کو گھبرا کر اپنا عمل ترک کردینا چاہئے۔ لیکن دل اور دماغ نے اپنی دنیا الگ بسائی
ہے متاثر دونوں ہیں لیکن انہوں نے بقیہ بدن سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ دل خون کو بدن میں پھینک رہا
ہے اور دماغ سب کچھ سوچ رہا ہے۔ وہ لمحات بھی جب پہلے پھلوں نے بدن میں آگ لگادی تھی۔
آگ...... ؟ باتو نے دماغ سے فائدہ اٹھایا۔ آگ سرد ہوچکی ہے یا تو ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے کرب نے
ان شعلوں کو دبالیا ہے جو بدن سلگا رہے تھے یا پھر ممکن ہے پانی نے انہیں بجھادیا ہو۔ آہ لیکن یہ
تکلیف۔ اس سے کیسے نجات حاصل کروں اس کے لئے کیا کروں۔ کاش کسی طرح دوبارہ اس
آبشار کی بلندیوں تک پہنچ جاؤں۔ یہ دوبارہ مجھے نیچے پھینک دے۔ اور اس بار میں سر کے بل اس
چٹان پر گروں۔ میری گردن سر سمیت پسلیوں کے خول میں اتر جائے۔ سر کی ہڈیاں کرچی کرچی
ہوجائیں۔ پھر دیکھوں زندگی کس طرح اپنا وجود قائم رکھتی ہے لیکن ایسا کیسا ہوسکتا ہے سوال ہی
نہیں پیدا ہوسکتا اپنی جگہ سے کھسکنا بھی مشکل ہے۔ ہت تیری کی ایسا پہلے ہی ہوجاتا...... لیکن نہ
ہوا...... اب...... پھر اب ...... اس نے نفرت بھری آنکھوں سے بے جان ٹانگوں کو دیکھا اور
مایوسی کی گہری سانس لے کر آنکھیں بند کرلیں۔

O......O......O

شہ بدان نے ان ویرانوں سے دل لگالیا تھا۔ دن کے اجالوں میں وہ ہنستی مسکراتی رہتی تھی۔
اپنی بچیوں کی دل جوئی کرتی رہتی تھی لیکن اسے رات کی تاریکیوں کا انتظار رہتا تھا ان تاریکیوں
میں اطمینان سے آنسو بہائے جاسکتے تھے، سسکیاں لی جاسکتی تھیں ابھی دن ہی کتنے گزرے تھے ابھی
تو سالوں سسکنا تھا ایسا نہ ہوتا تو کلیجہ پھٹ جاتا یہ آنسو بھی تو دل کی پیاس بجھاتے تھے۔ اسے
سالا زور سے عشق تھا آج بھی اسے چرواہے کی بانسری کی مغموم تانیں سنائی دیتی تھیں وہ ان سروں
میں سے پکارتا تھا اور شہ بدان اسے جواب دیتی تھی۔

"ایسا مجھے پہلے کرلینا چاہئے تھا سالا زور، تمہاری موت کے ساتھ مجھے بھی مرجانا چاہئے تھا۔
نہ جانے کیوں میں نے اس وقت ہی نہ سوچا۔ اب مجبوری ہے۔ میری معصوم بچیاں تنہا رہ جائیں
گی۔ دیکھو تو ان کا مستقبل کس قدر مخدوش ہے۔ سنگدل میان لائی ان کی صورتیں بھی بھول جائے
گا۔ اپنے قبیلے میں کبھی واپس نہیں جاؤں گی۔ میرے قبیلے والے میان لائی کی اس حرکت کو اپنی
ہتک تصور کریں گے اور انتقام کے جوش میں اندھے ہوجائیں گے۔ قتل و غارت گری ہوگی۔ صرف
میری وجہ سے بہت سے لوگ زندگی سے محروم ہوجائیں گے۔ پھر جو بھی مرے گا وہ میرا ہوگا۔ آہ
میں لائی کو بھی بددعا نہیں دے سکتی۔ وہ میری بچیوں کا باپ ہے کبھی نہ کبھی ان کیلئے مجھے باپ کا
حوالہ درکار ہوگا۔ اس وقت میں کیا کروں گی، نہیں سالا زور میں تیری بانسری کی پکار نہیں سن سکتی۔
مجھے جینا ہے۔ ہاں میری زندگی ضروری ہے، ابھی تو نجانے مجھے کیسے کیسے کٹھن مراحل سے گزرنا ہے
ان بچیوں کی پرورش معمولی بات تو نہیں ہے، انہیں میری ہنسی، میری مسکراہٹ میری جدوجہد
درکار ہے۔ سالا زور رات کی تاریکیوں میں، میں تیری یادوں کو سینے سے لگائے ہوئے ہوں اور میں
نے یادوں کی امانت میں خیانت نہیں کی۔ نجانے کیا کیا سوچتی رہتی تھی وہ، لیکن جب سورج کی
روشنی پھوٹتی تو وہ اپنی تمام کیفیتوں کو بحال کرلیتی اور بچیوں میں مگن ہوجاتی۔ ذمے دار ماں کی
حیثیت سے وہ جانتی تھی کہ کس بچی کو کیا شے درکار ہے ویرانوں میں دل لگانا معمولی بات تو نہیں

ہوتی۔ ان کے لئے تو انسانوں کی شناخت ہی مشکل ہو جائے گی۔ کم از کم ذہنی طور پر اور جسمانی پر اتنی طاقتور تو ہو جائیں کہ اپنا دفاع خود کر سکیں اپنا مستقبل خود تلاش کر سکیں۔ اس کے لئے کی دلجوئی ضروری ہے' قدرت نے اس خطے کو شاید شہ بدان ہی کے لئے محفوظ رکھا تھا اور یہ نگاہوں سے دور رہا تھا۔ ورنہ آبادیوں کے لئے ایسے علاقے سونے کی کان ہوتے ہیں۔ ناریل خوبانیوں کی اتنی بہتات غرض ہر وہ چیز حاصل تھی یہاں جو زندگی کی ضرورت ہو۔ شہ بدان درختوں کی شاخوں پر جو کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ اس کی مثال مشکل ہی سے مل سکتی تھی' درختوں میں پوشیدہ ہو کر وہ دنیا کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکتی تھی' لیکن رفتہ رفتہ اسے احساس کہ یہاں اپنے آپ کو چھپانا ضروری نہیں ہے' دور دور تک کا جائزہ لے لیا تھا اس نے کوئی بھٹکا ہی اسی طرف تقدیر کا شکار ہو کر آ نکلے تو الگ بات ہے ورنہ یہاں کوئی رہگزر نہیں تھی قدم مٹی پر بھی اپنا نشان بنا لیتے ہیں' لیکن یہاں دور دور تک زمین پر انسانی قدموں کا کوئی نشان تھا' اس بات سے مطمئن ہو کر کہ یہاں وہ محفوظ ہے اس نے بچیوں کی تفریح طبع کی خاطر د انتظامات بھی کئے' لکڑی کی چھوٹی چھوٹی شاخیں پتھر کی کلہاڑیوں سے کاٹ کر اس نے بڑے پنجرے درختوں کے دو تنوں کے درمیان بنائے' لکڑی ہی کی میخیں گاڑھ کر اس نے ان پنجر درختوں میں نصب کیا تھا اور اس کے بعد رنگین پرندوں کو پکڑنے کا مشغلہ شروع ہو گیا تھا اور ان درختوں میں بنے ہوئے پنجروں میں لاتعداد رنگین پرندے تھرکتے پھدکتے نظر آتے تھے ان لئے خوراک کا بندوبست بھی کیا گیا تھا اور موسم سے تحفظ کا بھی۔ دوسرے پنجرے جو زم بنا دیئے گئے تھے بھورے خرگوشوں سے بھر گئے تھے' خوشنما رنگ برنگے پرندے' ناریل اور خوبا کے درخت' نوہا سمنانہ غلمانہ اور شیرا یہ اب بہت خوش نظر آنے لگی تھیں۔ انہوں نے اپنے دریافت کر لئے تھے' قدرت اگر کسی کو کچھ محرومیاں دیتی ہے تو اس کے اندر کچھ ایسی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے جو عام نہیں ہوتی' بچیاں حیرت انگیز طور پر ذہین تھیں اور ان کی چھوٹی چھوٹی بھی بعض اوقات ایسی ہوتی تھیں کہ خود شہ بدان بھی حیران رہ جاتی تھی۔ بعد میں وہ اسے ر والے کا عطیہ ہی قرار دیتی تھی۔ اب دل کچھ ٹھہرتا جا رہا تھا' یادیں تو زندگی کا سرمایہ ہوتی رات کی تاریکیوں میں وہ اپنی عمر مختصر کے کسی بھی لمحے کو رہبر بنا لیتی اور پھر اس کے ساتھ پرواز رہتی تھی۔

زندگی اس طرح خاصی پُرسکون ہو گئی تھی' نوہا تو بعض اوقات ایسی باتیں کرنے لگتی شہ بدان حیرانی سے اس کی صورت دیکھتی رہ جاتی تھی' اس دن بھی اس نے ایک بھورے خر کو پکڑا تھا اور اسے دبوچے ہوئے پنجرے کی جانب لا رہی تھی' شہ بدان نے مسکراتے ہوئے دیکھا اور بولی۔ "بھورے خرگوش کو پکڑنے میں تمہیں کافی مہارت حاصل ہو گئی ہے۔"

"ہاں' یہ ہمارے لئے خوراک کا کام بھی دے سکتے ہیں اور دل بہلانے کا سامان بھی ہیں"

"مگر ہم نے انہیں خوراک تو کبھی نہیں بنایا' یہ تصور تمہارے ذہن میں کیسے آیا......؟"

"نہیں میں نے بس یونہی کہہ دیا' ویسے ہم انہیں اپنی خوراک کبھی نہیں بنائیں گے ورنہ درندے ہم میں اور میاں لائی میں کیا فرق رہ جائے گا۔؟" شہ بدان چونک پڑی' اس نے حیران نگاہ نوہا کو دیکھا اور بولی۔ "میاں لائی کا یہاں کیا تذکرہ آ گیا؟"

"بابا جان نے ہمارے ساتھ وہی سلوک تو کیا ہے جو ہم اس خرگوش کے ساتھ کر سکتے ہیں رشتے تو ہر نوعیت کے ہوتے ہیں ماں اور ان رشتوں کو نبھانا بھی پڑتا ہے' ہر جگہ وحشت کی کارگری ہی تو نہیں ہو سکتی۔"

شہ بدان نے آنکھیں پھاڑ کر نوہا کو دیکھا اور بولی۔ "نوہا تو ایسی باتیں سوچ سکتی ہے؟"

"ہمیں سوچنا چاہئے ماں' میں ایسی ہی باتیں سمنانہ اور غلمانہ کو بھی بتاتی ہوں اور وہ بھی مجھ سے اتفاق کرتی ہیں۔ ہمارا کوئی بھائی نہیں ہے ناں؟"

"ہاں' تمہارا کوئی بھائی نہیں ہے۔"

"اور مردوں کی قوت کو عورتوں کا محافظ تصور کیا جاتا ہے ناں۔"

"ارے ارے' ارے' یہ باتیں تو کیا آسمانوں سے سیکھ رہی ہے؟"

"نہیں ماں' یہ خیالات خود بخود میرے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور میں سوچتی ہوں کہ جب ہم ایک ایسے تحفظ سے محروم کر دیئے گئے ہیں تو کیا ہمیں پتھروں سے سر پھوڑ کر مر جانا چاہئے؟"

"ہرگز نہیں۔" شہ بدان تڑپ کر بولی۔ "تو پھر ہمیں ان پتھروں کو اپنے سروں سے پھوڑ دینا چاہئے اور اگر ہم ان پتھروں کو اپنے سروں سے پھوڑنے کی قوت نہ حاصل کر سکے تو جب ہمارے باپ نے ہمیں تحفظ نہ دیا تو پہاڑوں میں رہنے والے دوسرے لوگ بھلا ہمیں کیسے بخشیں گے؟"

"روشنی والا تجھے زندگی دے' تیرا دماغ تو بہت آگے بڑھ گیا ہے۔"

"یہ تحفظ حاصل کرنے کے لئے ماں ہمیں خود پر بھروسہ کرنا ہوگا۔"

"بے شک' بالکل میں یہی چاہتی ہوں۔"

"تو پھر بھورے خرگوش ہی کو نہیں' بلکہ درختوں پر پھدکنے والے پرندے کو بھی قابو میں کرنے کی مشق کرنا ہوگی۔ کیونکہ وہ سرکش ہوتے ہیں۔"

"خوب' میں تجھے اس سے نہیں روکوں گی نوہا۔"

"ہمیں طاقت حاصل کرنی ہے ناں اور تم دیکھنا یہاں ان جنگلوں میں صرف ایک ہمارا ہی کوستہ نہیں ہوگا بلکہ یہاں لاتعداد کوستے ہوں گے' ان میں لوگ رہیں گے اور یہاں ہماری طاقت کی حکمرانی ہوگی' میں ایک مثال قائم کروں گی ماں' تم دیکھ لینا۔" یہ بات سن کر شہ بدان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' یہ منصوبہ اس کے ذہن میں نہیں آیا' اسے بڑی تقویت کا احساس ہوا اس نے حیرت سے سوچا کہ اس نے اپنے آپ کو تنہا کیوں سمجھ لیا ہے' وہ خوف اور وسوسوں کا شکار کیوں ہے' روشنی والے نے مرد کو طاقت بخشی ہے عورت کو بھی تو اس نے وہی جسم دیا ہے' وہی دماغ دیا ہے' وہ بے شک تحفظ کی طالب ہوتی ہے لیکن اگر عدم تحفظ کا شکار ہو جائے تو کیا اپنے طور پر تحفظ کے حصول کے لئے سرگرداں نہیں ہو سکتی تھی' نوہا جس انداز میں سوچ رہی ہے وہ غلط تو نہیں ہے' یہ اندازہ تو ایک خوش آئند مستقبل کا ضامن ہے اور وہ دن شہ بدان کو بڑا پُر تقویت محسوس ہوا تھا' اچانک ہی اس نے اپنے وجود کو ہلکا محسوس کیا تھا اور اس دن وہ بہت خوش رہی تھی۔

شام ڈھلنے میں دیر تھی' اس نے سوچا کہ آج کی شام جھرنے میں بہنے والی مچھلیوں کا شکار کرے اور اپنی بچیوں کے لئے انہیں بھون لے۔ یہ تمام انتظامات اس نے قدرتی وسائل سے کئے تھے اور کئی بار مچھلیوں سے اپنی بیٹیوں کی ضیافت کر چکی تھی۔ جنگلی پرندوں' خرگوشوں وغیرہ

کو اس نے کبھی شکار نہیں کیا تھا اور بچیوں کو بھی اس سے منع کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ انہیں ا
سب کی دوستی درکار ہے۔ شکم سیری کے لئے جو دوسری چیزیں موجود ہیں تو کسی ذی روح کو پریش
نہیں کرنا چاہئے۔ مچھلیوں کی بات مختلف تھی بہرطور انہیں استعمال کیا جاسکتا ہے' چنانچہ وہ آہ
آہستہ جھرنے کی جانب چل پڑی۔ اب یہ علاقے اس کے لئے اجنبی نہیں تھے' اطراف کے
چپے سے واقف ہوچکی تھی ایک ایک پتھر سے شناسائی ہوگئی تھی' کہاں کیا ہے اچھی طرح جانتی
اور کچھ فاصلے پر نظر آنے والا وہ سیاہ دھبہ اسے اجنبی لگا تھا وہ یہاں پہلے موجود نہیں تھا۔ تجسس
سر ابھارا اور اس کے قدم تیزی سے اس جانب بڑھ گئے پھر جب وہ نگاہوں کے زاویئے میں آ
ایک لمحے کے لئے وہ ٹھٹک کر رکی' یقینی طور پر وہ کوئی انسانی وجود تھا۔ یہاں ان ویرانوں میں
اجنبی' لیکن کون' دل نے بہت سے وسوسے نگاہوں کے سامنے لاکھڑے کئے' لیکن سوچنے کے لمح
نہیں تھے آگے بڑھ کر وہ اس کے قریب پہنچ گئی اور اس نے اسے بغور دیکھا۔

ایک عمر رسیدہ شخص تھا' لیکن خون میں ڈوبا ہوا' لاچار اور معذور' شدید زخموں کا شا
ہوش میں تھا اور پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا' شہ بدان اس کے پاس جا کھڑی ہوئی
پھر اس کے منہ سے نکلا۔ "کون ہو تم؟"

اس کے اس سوال پر وہ چند لمحات خاموش رہا تو شہ بدان نے پھر پوچھا۔ "یہاں کیسے
اور کون کون ہے تمہارے ساتھ؟" اب جیسے شہ بدان کے الفاظ زمین پر پڑے ہوئے زخمی
کے ذہن تک پہنچے' اس نے انہیں سمجھا اور سمجھنے کے بعد جواب دینا ضروری سمجھا۔ اس شا
زخمی حالت میں بھی شہ بدان نے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوتے ہوئے دیکھی پھر اس
آواز ابھری۔

"تباہی' بربادی' پریشانیاں اپنے ساتھ لایا ہوں میں اور اب تمہاری اس سکون کی بستی
موت کا گزر ہو رہا ہے بچنا چاہتی ہو اس موت سے' بولو جواب دو' بچنا چاہتی ہو اس موت سے۔

شہ بدان کو اس کے یہ الفاظ بہت عجیب سے لگے' اسے یوں بھی محسوس ہوا جیسے وہ شہ
کی زبان بول ضرور رہا ہو لیکن اس زبان پر عبور نہ رکھتا ہو۔ نجانے کیوں وہ اس طرح بول رہا
اس شخص نے پھر کہا۔ "فیصلہ کر رہی ہو یا میری باتوں کو سمجھ رہی ہو' سنو لڑکی مجھ پر یقین کرلو
جہاں بھی جاتا ہوں میرے جلو میں موت سفر کرتی ہے۔ اگر تم میری نحوست سے بچنا چاہتی
قرب و جوار میں کوئی پتھر تلاش کرو اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سر سے بلند کرو اور میرے
دے مارو' میرا بھیجہ پاش پاش کردو اسی میں تمہاری نجات ہے' آہ جلدی کرو' تمہیں اپنی موت
خوف محسوس نہیں ہوتا۔"

"کیا تم پاگل ہو' یا پھر اپنے آپ کو عجوبہ بنا کر میرے سامنے پیش کر رہے ہو۔ مجھ سے
طلب کرکے تم زندگی چاہتے ہو' میری انسانیت کو جھنجھوڑ کر اپنی بقاء کے خواہش مند ہو۔"

"سمجھدار لگتی ہو' میں سمجھتا تھا کہ تم بیوقوف ہو' لیکن لگتا ہے کہ خاصی چالاک عورت
تم' ارے بیوقوف میری باتوں میں مت آجانا' نہ ان جذبات کو اپنے اوپر مسلّط ہونے دینا
کہہ رہا ہوں تم سے' اس کائنات کا سب سے منحوس انسان ہوں اور اگر تم یہاں اپنی بستی
چاہتی ہو تو مجھے ہلاک کردو' جلدی کرو احمق لڑکی جلدی کرو۔"

"نہیں میرے لئے یہ کسی طور پر ممکن نہیں ہے' حالانکہ میں نہیں چاہتی کہ تم یہاں نظر آؤ۔"

"دیکھو' عقل سے کام لو انسان کو بہت کم زندگی میں ایسا موقع ملتا ہے کہ برائی خود اپنے برے ہونے کا اعلان کرے' میری باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آرہیں۔ تھوڑا سا وقت اور گزرے گا تو تمہارے دل میں میرے لئے ہمدردی پیدا ہوجائے گی۔ اس ہمدردی کے پیدا ہونے سے پہلے اپنی بقاء کا بندوبست کرلو' معمولی سی بات ہے کوئی وزنی سا پتھر اٹھالو' بس ایک تھوڑی سے جنبش اور اس کے بعد سکون' اگر میں جی گیا تو تمہاری بستی میں بڑی کھلبلی مچادوں گا' اے ذلیل لڑکی! میری باتیں تیری کانوں تک نہیں پہنچ رہیں آہ جلدی کر' مجھے اس اذیت سے نجات دلادے جلدی کر' لڑکی جلد کر۔" اس نے تکلیف سے دانت بھینچ لئے اور شہ بدان کے دل میں اس کے لئے واقعی ہمدردی بیدار ہونے لگی اس نے آہستہ سے کہا۔ "تمہیں موت دینا میری لئے ممکن نہیں ہے۔"

"بہت شریف زادی ہے' بہت اچھے خون کا مظاہرہ کررہی ہے' کم بخت تیری ہم نسلوں نے میرا گھرانہ ختم کردیا اور تو مجھ ایک آدمی کو زندگی سے نجات نہیں دلاسکتی' ارے دیکھ میرے دونوں پاؤں ٹوٹے ہوئے ہیں' میں معذور بن کر جینا نہیں چاہتا' یہ تکلیف مجھے لمحہ لمحہ مار رہی ہے' میں ہر لمحے موت کا مزہ چکھ رہا ہوں' اتنا سا کام نہیں کرسکتی تو کہ مجھے ہلاک کردے اور سن اگر تو نے ایسا نہ کیا تو جانتی ہے اس کے بعد کیا ہوگا یقین کر میری زندگی کا مقصد تیرے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے' بہت سوں کو ماروں گا میں اگر زندہ بچ گیا تو تیرے لوگوں کے لئے موت کا سامان مہیا ہوگا' جتنے بھی قتل کرسکوں گا ضرور قتل کروں گا' اس طرف میرے آنے کا مقصد ہی یہ تھا کیا سمجھی' غداری کرے گی اپنی قوم سے اپنے لوگوں سے' تم پہاڑوں کے رہنے والے تو ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہو۔ ارے جلدی کر' اگر تو یہ کام نہیں کرسکتی تو بھاگ کر جا اپنے چند مردوں ہی کو بلالا' وہ تجھ سے زیادہ سمجھدار ثابت ہوں گے اور ایسا کرلیں گے۔"

شہ بدان عجیب سی کیفیت کا شکار تھی' اس شخص کے الفاظ اسے بہت سے احساسات میں مبتلا کررہے تھے' وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی اس نو آباد دنیا میں کسی شیطان کا گزر ہو وہ بھی مرد کا' وہ بوڑھا آدمی در حقیقت اگر جی گیا تو نجانے کیا کرے۔ بہرحال اس وقت وہ قابل رحم ہے اور ایک ایسے نیم مردہ انسان کو ہلاک کرنا کسی طور مناسب نہیں ہے' وہ ایک قدم اور آگے بڑھی اور اس نے جھک کر اس کی پنڈلیوں کو دیکھا پھر لرز کر رہ گئی۔ ہڈیاں چور چور ہوگئی تھیں اور ان کے نوکیلے سرے گوشت کو پھاڑ کر باہر جھانک رہے تھے۔ کسی خنجر ہی کی مانند تھے وہ' بہت اذیت کا شکار ہوگا یہ تعجب کی بات ہے کہ اس شدید تکلیف کے باوجود ہوش و حواس میں ہے اور گفتگو کررہا ہے' ایک لمحے میں اس نے فیصلہ کرلیا' پھر آہستہ سے بولی۔ "انتظار کرو' میں ابھی آتی ہوں۔"

"سن رک جا' رک جا' دیکھ میری بات سن' مجھ سے ہمدردی کی تو نقصان کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا تجھے بس ایک ہی کام کر جلدی سے جا' ایک پتھر اٹھا اور میرے سر پر دے مار' آہ میں مر رہا ہوں' میں شدید اذیت میں مبتلا ہوں۔"

"تم سے میں نے کہا ہے میرا انتظار کرو' میں تمہیں ہلاک نہیں کرسکتی' تم جو کچھ بھی کہہ رہے ہو کہتے رہو' لیکن آخر انسان ہوں اس سے کیوں انکار کرتے ہو' بس میں ابھی آئی' ابھی چند

لمحات کے بعد۔" شہ بدان تیزی سے واپس مڑگئی۔ اس نے اذیت سے تڑپتے ہوئے انسان کو ر
چیختے بھی نہیں دیکھا تھا۔

O......O......O

آسٹرولیمن نے واگا اور سراتو کو اتنا کچھ دے دیا کہ وہ خوشی سے سرشار ہوگئے' زندگی
بہت سے رخ دیکھے تھے آسٹر نے۔ بارہا موت کی قربت کے مزے چکھے تھے انسانوں کی قدر اس
دل میں تھی' باتو نے ایک عجیب سا تاثر چھوڑا تھا۔ ان تمام چیزوں کو حد نگاہ رکھتے ہوئے اس
دل میں جو گداز پیدا ہوا تھا واگا اور سراتو کے لئے بڑا سود مند ثابت ہوا تھا۔

دوسری جانب روزال تھا' جو ہر شے کو دیکھ کر حیرت سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ شہری آبادی
قدم رکھتے ہوئے اس پر شدید کپکپی طاری ہوگئی تھی۔ پہلی گاڑی کو دیکھ کر اس نے بری طرح
لگانے کا ارادہ کیا تھا' متوحش نگاہوں سے لیزا کے شانے سے لگی ہوئی بچی کو دیکھا تھا۔ بڈ اگر اس
بازو نہ پکڑ لیتا' تو شاید وہ دوڑ ہی پڑتا' اس دوران بڈ روزال سے کافی قریب رہا تھا اور اس نے
اور آسٹر سے اجازت لے لی تھی کہ اس جنگلی کو انسان بنانے کی ذمہ داری اس کے سپرد کر
جائے۔ یہ اندازہ تو پہلے ہی روز ہوگیا تھا ان لوگوں کو کہ روزال بہت سمجھدار ہے' ہر بات کو ا
طور پر محسوس کرتا ہے' بس اسے اپنی زبان سکھانے کا مسئلہ تھا' شہر میں اسے سنبھالنا بھی خاصا مشک
ثابت ہو رہا تھا۔ یہ عمارتیں اس کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہی تھیں۔ بڈ کو بچوں کی طرح انگلی پکڑ
اسے چلانا پڑ رہا تھا۔ ہوٹل کی لفٹ میں داخل ہونے اور لفٹ بلندی کی طرف چلی تو روزال
دروازے سے جا ٹکرایا' اگر دروازہ خدانخواستہ کھل جاتا تو روزال کی زندگی محال تھی۔ پھر جب
لفٹ رکی اور دروازہ خود بخود کھلا تو وہ سہم کر بڈ کے بازو سے چمٹ گیا۔ بڈ اسے تسلیاں دیتا ہوا با
لے آیا اور روزال پلٹ پلٹ کر لفٹ کے بند دروازے کو اوپر اٹھتے دیکھتا رہا۔

آسٹر نے فی الحال ایک ہوٹل میں قیام کیا تھا' اور اس کے بعد اسے روزال اور بچی کو سا
لے جانے کی مشکلات میں مبتلا ہونا پڑا تھا اس کے لئے اس نے نجانے کیا کیا پاپڑ بیلے تھے۔ ا
ہوٹل کے کمرے میں روزال تماشا بنا ہوا تھا۔ ایئر کنڈیشنر کی نکلتی ہوا کو دیکھ کر اس نے اپنی جگہ چھ
دی تھی۔ رات کو ٹیلی وژن آن ہوا تو وہ پاگل ہوگیا۔ ایک ایک بات پر بدک رہا تھا۔ بڈ نے ا
اپنے لباس دیئے تھے اور پہلی بار روزال یہ لباس پہننے کے بعد ہنسا تھا پھر جب لیزا کی فرمائش پر آ
بچی کے سائز کے بہت سی فراکیں لے آیا' موزے اور جوتے بھی خرید کرلایا اور لیزا نے پہلی با
کو نہلا دھلا کر سنوارا تو روزال پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا' اس کی آنکھوں سے محبت
سوتے پھوٹ رہے تھے' پھر اس نے شکر گزار نگاہوں سے لیزا کو دیکھا تو لیزا بڈ سے کہنے لگی۔

"وہ کہتا ہے کہ وہ اس بچی کا باپ نہیں ہے تو آخر کون ہے کاش یہ کہانی میرے علم میں آ
کہ وہ اس بچی کو سینے سے چمٹائے اس دریا میں کیوں بہہ رہا تھا۔"

"یہ ایک انتہائی دلچسپ مشغلہ ہے' کسی نوزائیدہ بچے کو پالنا بہت آسان ہوتا ہے اور ا
چیز سمجھانے میں اتنی مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ اس کا ذہن بتدریج قابل عمل ہوتا ہے لیکن ا
سانڈ کو آدمی بنانا خاصا مشکل کام ہے ویسے یہ مجھ سے بھرپور تعاون کر رہا ہے اور بقول باتو
کھنٹالی ہونے کے باوجود اس کے اندر انسانیت ہے۔"

لیزا نے کہا...... "بڈ اگر یہ ہماری زبان بول سکتا' اور ہمیں گھنٹالیوں کی کہانی سنا سکتا تو میری اس کتاب میں جس کی تکمیل میں بہت کم وقت لگے گا مجھے' پہاڑ پار کے ان وحشی قبیلوں کی داستان بھی من وعن ہوتی' جن سے دنیا ابھی ناواقف ہے۔"

"اگر آپ اس کتاب کے ترتیب میں جلدی کریں گی تو کوئی حرج نہیں ہے' کھنٹالیوں کی داستان کے لئے دوسری کتاب بھی تو شائع ہو سکتی ہے۔" بڈ نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس کے بعد اس کتاب کی وہ اہمیت نہیں ہوگی جو پہلی کتاب کی ہو سکتی ہے' خیر اب مجبوریاں تو مجبوریاں ہی ہوتی ہیں۔ دیکھو بچی کو کس طرح دیکھ رہا ہے ویسے میں نے محسوس کیا ہے کہ اس کے اندر بچی کو دیکھ کر ایک باپ کی شفقت کا انداز نہیں ابھرتا بلکہ یوں لگتا ہے جیسے وہ اس بچی سے عقیدت رکھتا ہو۔"

"باتو نے کھنٹالے کا مطلب "نہ سمجھ میں آنے والا" بتایا تھا اور ابھی یہ سچ مچ کھنٹالا ہی ہے' نہ سمجھ میں آنے والا' ہمیں اس کے لئے انتظار کرنا ہوگا۔"

آسٹر ہزار دقتوں کے بعد بالآخر روزال اور بچی کو لندن لے جانے کی کوششوں میں کامیاب ہوگیا' اس نے سفارتی وسائل سے کام لیا تھا۔ جہاز کا سفر بھی لاتعداد دلچسپیوں کا باعث بنا۔ حالانکہ روزال نے اب اپنے آپ کو اپنے سرپرستوں کے انداز میں ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کرلی تھی۔ یہ نئی زندگی اور پہاڑوں کے دوسری جانب رہنے والوں کا انداز اسے اتنا عجیب لگ رہا تھا کہ بعض اوقات اس کی دماغی قوتیں جواب دے جاتی تھیں لیکن اب اس نے اس زندگی کو قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اس کی اندرونی کیفیات نجانے کیا تھیں' فی الحال تو وہ اس نئی دنیا کو سمجھنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔

بالآخر وہ لندن پہنچ گئے اور لیزا نے حتمی لہجے میں کہا کہ اب وہ اس بچی کی پرورش کرے گی اور کسی نئی مہم میں آسٹرولیمن کا ساتھ نہیں دے سکے گی۔

ولیمن ہنس کر بولا۔ "میں اسے خود غرضی کا نام دیتا ہوں لیزا۔"

"نہیں ڈیئر' اب دیکھو نا قدرتی طور پر ایک ذمہ داری ہماری سپرد کردی گئی ہے تو کیا ہم اس سے گریز کریں۔"

"نہیں لیزا میں تو مذاق کر رہا تھا' البتہ بعض چیزیں مجھے بہت دور تک سوچنے پر مجبور کردیتی ہیں۔"

"کیا......؟"

"تم اس بچی کو پروان چڑھاؤ گی اور اس کے بعد اگر تمہاری اپنی اولاد ہوئی تو......"

"تم اس سلسلے میں مجھے ذرا بھی تنگ دل نہیں پاؤ گے آسٹر' میں ٹھوس فطرت کی مالک ہوں کہ بچی کو میں نے سینے سے لگایا ہے تو اسے کسی طور تکلیف نہیں پہنچنے دوں گی۔"

"میں یہی چاہتا ہوں اور ہم بالکل نہیں کہہ سکتے کہ اس کا مستقبل کیا ہوگا اور اس کی کہانی کہاں سے کہاں تک پہنچے گی۔"

"فی الحال تو میں نے یہی سوچا ہے کہ جب اس کے بچپن میں ہی اس کا وطن چھوٹ گیا تو آئندہ اسے اس کے وطن کے بارے میں بتانا بے کار ہی ہوگا۔ اب یہ انسانوں کی طرح انسانوں ہی

میں پرورش پائے گی اور یہیں کے ماحول کو اپنائے گی۔"

"ہاں یہ بھی ایک دلچسپ کہانی ہوگی اور ہم نہیں جانتے کہ کب اور کس وقت یہ کہانی رخ بدلے گی۔ خیر اب یہ موضوع بے کار ہی ہے' تم اپنے طور پر جس طرح چاہو اس کی پر کرو۔"

لیزا در حقیقت بچی کی دیوانی ہوگئی تھی۔ فطرتاً تجسس پسند تھی اور بچی نے اس کے تجسس بے پناہ ابھار دیا تھا۔ ایسے کسی واقعہ کے تحت ملنے والی یہ حسین بچی اس کی تمام تر توجہ کا مرکز گئی پھر اس نے اپنی کتاب کے سلسلے میں کارروائیاں شروع کیں' بچی کے لئے اس نے ایک گ عورت کا تقرر کرلیا تھا۔ لیکن خود بھی اس سے دور نہ رہتی تھی۔ ادھر بڈ' روزال میں مشغول تھا اور روزال کو اپنے ماحول سے روشناس کرا رہا تھا۔ اپنی زبان کا ایک ایک لفظ اسے سکھا اور یہ دیکھ کر مسرور تھا کہ روزال کے اندر سیکھنے کی بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں وہ انسان بنا تھا۔ لیزا کی کتاب کے بارے میں جب اخبارات میں تفصیل آئی تو بہت سے پبلشرز اس تک گئے۔ نایاب تصاویر سے مزین حسین تحریر کی یہ کتاب مہنگی قیمت میں فروخت ہوئی تھی۔ لیزا کھنڈلیوں تک کا ذکر کیا تھا۔ باتو کے بارے میں بتایا تھا۔ لیکن روزال اور زربدان کا کردار کتاب میں شامل نہیں کیا تھا۔ ہاں اس کتاب سے ہونے والی شاندار آمدنی کا اس نے ا اکاؤنٹ ضرور کھلوا دیا تھا اور یہ طے کرلیا تھا کہ یہ زربدان کی پرورش اور اس کی تربیت کے مخصوص ہے۔ اس نے بڈ سے اس بارے میں گفتگو کی تھی اور بڈ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد روزال کو اس دن کے لئے تیار کرے گا' جب روزال خود اپنی کہانی' ان کی اپنی زبان میں ا سنائے۔

"ہاں بڈ' میں ایک نئی داستان کا آغاز کرنا چاہتی ہوں۔"

"آپ مطمئن رہیں میں ایسا ہی کروں گا۔" بڈ نے جواب دیا۔

O......O......O

سوما یہ بے حد زیرک تھی۔ اس نے بڑی ہوشیاری سے میاں لائی کا دل ہاتھ میں لے تھا۔ وہ اس پر گہری نگاہ رکھتی تھی۔ اس کی تمام حرکات سے واقف رہتی تھی' شہ بدان کا کوئی اس نے اپنے کوستے میں نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن آج بھی اسے احساس تھا کہ میاں لائی پوری خوش و خرم نہیں ہے۔ اس کے اندر کوئی شے اب بھی کھٹکتی ہے۔ ممکن ہے شہ بدان اور بیٹیوں کا خیال۔ وہ کوستے سے سارے نشان مٹا سکتی تھی لیکن دل الگ چیز ہے۔ ہاں اس دن کچھ اطمینان اور کچھ بے اطمینانی ہوگئی جس دن میاں لائی کے دو بھائی اس سے ملنے آئے۔ بھائی کوہ بخت نے کہا۔

"تو اتنا سرکش ہوگیا ہے میاں کہ کبھی بھائیوں کی سمت رخ بھی نہیں کرتا۔"

"تیرا احترام اپنی جگہ باغہ۔ لیکن میرے اور تیرے درمیان خوشگوار تعلقات نہیں ہیں میں کھرا انسان ہوں۔"

"سنا ہے تو نے شہ بدان کو نکال کر الخت باغہ کی بیٹی سے شادی کرلی ہے۔ شہ بدان کے اس کی بیٹیاں بھی چلی گئی ہیں۔"

"ہاں۔ ایسا ہوا ہے۔"

"اگر شہ بدان کا قبیلہ اس ہتک کا بدلہ لینے پر تل جائے تو۔"

"تو عقاب والے ان کا نشان مٹا دیں گے۔ اور انہیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

"ہم لوگ بھی تیرے لئے کچھ نہیں کرسکیں گے کیونکہ تو نے کوئی بہتر عمل نہیں کیا۔" سالام نے کہا۔

"میں نے مدد کی بات تم لوگوں سے متعلق ہی کی ہے مجھے تم دونوں میں سے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوگی۔" میاں غمگین لہجے میں بولا۔

"پھر بھی تو نے شہ بدان کے ساتھ اپنی بیٹیوں کو بھی نکال کر بہتر نہیں کیا۔" کوہ بخت نے کہا۔

"میرے دل میں ان کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہی باغہ۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اب انہیں میرے نام کے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔"

"تیرے دل میں کبھی باپ کی شفقت بھی نہیں جاگتی۔"

"چار بیٹیوں کے باپ بن کر مجھ سے یہ سوال کرتے تو میں اس کا جواب ضرور دیتا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بیٹیاں تنی ہوئی گردنیں خم کردیتی ہیں' لیکن یہ بھی قسمت کے کھیل ہیں تو اپنی تقدیر کیسے بدل سکتا ہے۔"

"سوما یہ میرے بیٹے کی ماں بنے گی۔ اور تم یہ خبر ضرور سنو گے۔"

"اگر ایسا نہ ہوسکا تو......"

"تو سوما یہ کا میری زندگی سے کوئی تعلق نہیں رہے گا اور پھر میں ایک اور شادی کروں گا۔"

"ہاں یہ بھی ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔ خیر۔ تم تو اس بارے میں پریشان تھے کہ شہ بدان کی واپسی کے بعد اس کے قبیلے پر کیا رد عمل ہو۔ کہیں وہ مجھ پر چڑھائی کی تیاریاں تو نہیں کر رہے۔" کوہ بخت نے مکاری سے کہا۔

"ہاں مجھے اندازہ ہے یہ سوچتے ہوئے تمہیں یہ خیال ہوگا کہ وہ عقابوں پر حملہ آور ہوئے تو میرے بھائیوں کی حیثیت سے وہ تمہیں بھی اپنا دشمن گردانیں گے۔"

"کیا مطلب ہے تیرا۔" کوہ بخت کو ان الفاظ میں شدید توہین کا احساس ہوا تھا۔

"میرا مطلب ہے میرے بھائیوں کہ میری مدد سے تو تم پہلے ہی انکار کرچکے ہو شاید شہ بدان کے قبیلے سے تمہیں یہی خوف ہوگا کہ اس رشتے کی مناسبت سے کہ تم سب میرے باپ کے بیٹے ہو' کہیں شہ بدان کے قبیلے والے تم سے بھی دشمنی پر آمادہ نہ ہوجائیں۔"

سالام تلملا کر بولا۔ "تو تیرا کیا خیال ہے' کیا ہمارے اندر اپنے دشمنوں سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں ہے۔"

"میں یہ بات نہیں کہہ رہا' تم لوگوں کے خدشات کے جواب دے رہا ہوں۔" میاں لائی کو اس کے تلملانے پر بہت لطف آیا تھا۔ کوہ بخت نے کہا۔ "اور ہم ہمیشہ غلطی کرتے ہیں سالام کہ اس کی خیریت پوچھنے آجاتے ہیں جبکہ یہاں سے ہمیں بد دل ہو کر ہی واپس جانا ہوتا ہے آخر ہم کہاں تک اپنے طرف کو قائم رکھیں۔"

”معافی چاہتا ہوں باغہ‘ لیکن تمہیں یہ احساس ہے کہ نہ تم مجھ سے مخلص ہو اور نہ میں
سے‘ رشتوں کے نام پر تمہیں اتنی مراعات بے شک حاصل ہیں کہ تم براہ راست مجھ پر طنز کر
آجاتے ہو یا میری کسی تکلیف سے لطف اندوز ہونے اس سے زیادہ تمہیں مجھ سے کوئی دلچسپی نہ
ہے۔“

”ٹھیک ہے‘ یہ سچ ہی کہتا ہے ہم اس کی تکلیف پر طنز کرنے آجاتے ہیں‘ یہ ہماری
پریشانی کے بارے میں کبھی معلوم کرنے بھی نہیں آتا۔ اب ان بے مقصد رشتوں کو قائم رکھنے
کیا فائدہ‘ آئندہ ہم یہاں آنے سے گریز کریں گے میاں لائی تو بہت طاقتور ہے‘ اور اپنے
دشمنوں سے نمٹ سکتا ہے آئندہ ہم تجھے کبھی تکلیف نہیں دیں گے۔ چلو سالام واپس چلیں۔“

میاں لائی نے نہ تو معذرت کے کچھ الفاظ کہے اور نہ ہی انہیں روکنے کی کوشش کی
خاموشی سے انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس بات کا تو اسے پہلے ہی اندازہ تھا کہ اس
بھائی صرف اس پر طنز کرنے آتے ہیں۔ انہیں اس بات کا قلق ہے کہ وہ عقابوں کی سرداری
ہے‘ لیکن اس سے زیادہ وہ اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تھے‘ سومایہ کو بھی یہ تمام گفتگو سننے کا مو
تھا اور وہ سوچنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ روشنی والا دنیا میں آنے والوں کے لئے فیصلے کرتا ہے
عورت ہوں گے یا مرد....... لیکن قبیلوں میں بیٹی کی پیدائش پر رنج و غم کا اظہار کیا جاتا تھا حالا
ان سرداروں کی سرداری کسی کی بیٹی کے ذریعے ہی ہوا کرتی تھی۔ سومایہ دعوے سے نہیں کہہ
تھی کہ وہ بیٹی کو جنم دے گی یا بیٹے کو بس ایک اعتماد تھا اسے اپنے اوپر اور اسے قبیلے کی سردار
بڑی آرزو تھی۔ پھر الخت باغہ نے بھی اس سلسلے میں اس کی پذیرائی کی تھی اور الخت باغہ کے
میں جو کچھ تھا اس سے اس نے اپنی بیٹی کو بخوبی آگاہ کردیا تھا۔ ان الفاظ نے سومایہ کو ایک جانب
سکون دلایا کہ اب شہ بدان ان کی بیٹیوں کی واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے اور اگر میاں لائی را
کو جاگتا ہے تو اس کی وجہ بیٹیوں اور بیوی کی یاد نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہی ہے۔ تردد یہ ہوا تھا
کہ اگر وہ بیٹے کی ماں نہ بن سکی تو میاں لائی نے اپنے بھائیوں کے سامنے یہ اعلان کیا ہے کہ
کا اس کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں رہے گا موقع ملتے ہی یہی الفاظ اس نے الخت باغہ سے
الخت باغہ کے گھر پہنچی تھی اور وہاں اس کا بہترین استقبال کیا گیا تھا۔ مکار صورت والے معمر
نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا میں اپنی سردار ملکہ کی تعظیم کروں؟“

”میں پریشان ہوکر آپ کے پاس آئی ہوں باباجان۔“ سومایہ نے کہا۔

الخت باغہ نے چونک کر بیٹی کو دیکھا‘ پھر بولا۔ ”کیا بات ہے۔“

”میاں لائی کے دو بھائی اس سے ملاقات کرنے آئے تھے۔“

”سالام‘ اور کوہ بخت ہمیں معلوم ہے اور ہم بے خبر نہیں ہیں۔“ بوڑھے الخت باغہ نے
کہا۔

”ان کے درمیان ہونے والی گفتگو نے مجھے پریشان کردیا ہے۔ ہرچند کہ مجھے یہ بھی
ہوگیا ہے کہ اب میاں لائی کے دل میں شہ بدان اور اس کی بیٹیوں کے لئے کوئی جگہ نہیں
اس سے مجھے یہ اطمینان ہوگیا ہے کہ وہ کبھی ان سے رجوع نہیں کرے گا۔ لیکن اس نے

لہجے میں یہ بھی کہا ہے اپنے بھائیوں سے کہ اگر وہ سومایہ کے ذریعے باپ نہ بن سکا تو سومایہ کا اس کی
زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔“

”گویا تو اس کا دل ہاتھ میں لینے میں ناکام رہی ہے۔“ الخت باغہ نے کہا۔

”نہیں باباجان‘ وہ میرا غلام ہے۔ لیکن عقابوں کا سردار بھی ہے۔“

”اس کا لہجہ ٹھوس تھا۔“

”ہاں۔“ سومایہ نے پریشانی سے کہا۔ الخت باغہ کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ پھیل
گئی۔ چند لمحے خاموش رہ کر اس نے کہا۔ ”تو فکر نہ کر سومایہ۔ سارغہ بزدل نہ تھا۔ نہ ہی احمق تھا
لیکن دوستی کے جال میں پھنس گیا۔ وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ آستین میں سانپ پل رہا ہے چنانچہ مار کھا گیا۔
لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ایک سانپ میاں کی آستین میں بھی داخل ہوگیا ہے۔ اور جس طرح سارغہ
کے لئے میاں آستین کا سانپ بن گیا تھا اس طرح“....... الخت باغہ نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

”میں کیا کروں باغہ‘ مجھے بتاؤ۔“ سومایہ بدستور پریشان لہجے میں بولی۔

”اپنی زندگی عیش سے گزار۔ تیرے ہاں بیٹا ہی پیدا ہوگا۔“ الخت باغہ نے پُراسرار
مسکراہٹ سے کہا۔

سومایہ پریشان نظروں سے باپ کو دیکھتی رہی۔ لیکن اس سے زیادہ اس سے کچھ اور کہہ بھی
نہیں سکتی تھی۔ الخت باغہ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”اندر جاکر اپنی ماں سے مل اور سن اسے کچھ دیر کے لئے باہر میرے پاس بھیج دے۔“

سومایہ اندر چلی گئی۔ اراسہ نے بیٹی کی آنکھوں کو بوسے دیئے اور بولی۔ ”تو خوش ہے نہ نورعین۔
میاں لائی تیری دلجوئی کرتا ہے نا.......؟“

”باباجان نے تجھے طلب کیا ہے۔ ان کے پاس چلی جا ماں۔ میں یہاں تیرا انتظار کررہی
ہوں۔ بعد میں تجھ سے باتیں کروں گی۔“

”ضرور کوئی خاص بات ہے۔ تو بیٹھ جا‘ میں ابھی آتی ہوں۔“ اراسہ باہر نکل گئی۔ باہر الخت
باغہ اس کا منتظر تھا۔ اراسہ کو دیکھ کر بولا۔ ”اس وقت تجھ سے زیادہ باتیں نہیں کرسکوں گا۔ سومایہ
تیرے پاس آئی ہے۔ اس سے معلوم کر کہ کیا اسے گوہر مراد ملنے والا ہے۔ کیا وہ قول کے مطابق
عقابوں کو ان کا نیا سردار عطا کرسکے گی! یہ بات میں براہ راست اس سے نہیں پوچھ سکتا تھا۔“

”ٹھیک ہے۔“ اراسہ اندر واپس چلی گی۔ پھر وہ بہت دیر تک سومایہ سے باتیں کرتی رہی۔
اس کے بعد سومایہ نے کہا۔

”اب میں واپس جاتی ہوں۔ اس سے زیادہ اپنے کوتے سے دور نہیں رہ سکتی۔“ باہر الخت
باغہ نے خوش دلی سے بیٹی کو رخصت کیا۔ اور بولا۔ ”ہم تیرے لئے زندہ ہیں لخت جگر‘ تیری ہر مشکل
کا حل ہم تجھے دیں گے خود کو متفکر نہ کرنا.......“

”مجھے یقین ہے باباجان.......“

سومایہ کے چلے جانے کے بعد الخت باغہ اندر کوتے میں داخل ہوگیا اور اس نے اراسہ سے
کہا۔ ”جو کچھ میں نے کہا تھا تو نے پوچھ لیا.......؟“

”ہاں...... ابھی سرد موسم ہے موسم گرما کے بعد جب بارش برسے گی تو سومایہ کے ہاں

ولادت متوقع ہے۔"

"آہ مجھے اس کا اندازہ تھا۔ عمر نے مجھے جو تجربہ دیا ہے میں نے ہمیشہ اس سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ کاش سارغہ آنکھیں کھلی رکھتا اور دوستی میں دیوانہ نہ ہو جاتا۔"

"کچھ عجیب باتیں ہیں تیری باغہ...... میں بالکل نہیں سمجھ پارہی۔" ارا سہ نے کہا۔ الخت نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا اور خود کلامی کے انداز میں بولا۔

"اس کے باوجود وہ میرے باپ کی بہن کا بیٹا تھا اور میرے دل میں اس کے لئے نرم گوشے موجود تھے۔ وہ بھی اس سے الفت رکھتا تھا لیکن عقابوں کے سردار نے مجھ سے کچھ فاصلے کرلئے۔ خیر جو گزر گئی اسے دہرانا اب بیکار ہے۔"

"یا تو میں پاگل ہو گئی ہوں یا پھر تیری باتیں سمجھنے کے قابل نہیں رہی ہوں۔"

"اس وقت مجھے سارغہ بہت یاد آرہا ہے۔ تجھے علم ہے کہ وہ بہت اچھا سردار تھا۔ عقاب اس سے خوش تھے اور میاں لائی اس کا دوست تھا۔"

"میں جانتی ہوں۔"

"میاں لائی ہمیشہ دل میں یہ آرزو رکھتا تھا کہ عقابوں کی سرداری اسے ملے۔ تسورا کی شکار گاہ میں ان کے درمیان اچانک دشمنی پیدا ہوئی وہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ اور میاں لائی نے اس سے قبل اس منصوبے کے تمام پہلوؤں پر کام کرلیا تھا۔ وہ تسورا کے جنگلات میں سارغہ کو ایک ایسی بوٹی کھلاتا رہا تھا جو بینائی کی قاتل ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ بینائی زائل کردیتی ہے سارغہ پر اس کے اثرات مرتب ہو رہے تھے اور جب میاں لائی کو یہ اندازہ ہوگیا کہ اس کے منصوبے کے ایک حصے کی تکمیل ہوچکی ہے تو اس نے سارغہ سے دشمنی کا ایک موقع نکال لیا۔ شیر کے شکار میں اس نے ایک شیر شکار کرکے سارغہ سے بدکلامی کی اور کہا کہ اصل میں شیر سارغہ کا شکار تھا لیکن سارغہ نے جان بوجھ کر اس پر گولی نہ چلائی تاکہ میاں لائی شیر کے ہاتھوں ہلاک ہوجائے' تو جانتی ہے ارا سہ میں بھی اس وقت ان لوگوں کے ساتھ تسورا کے جنگلات میں شکار کھیل رہا تھا اور ان کا ساتھی تھا۔ اس وقت بدقسمتی سے میں بھی یہ بات نہیں جانتا تھا کہ جنگلوں میں اگنے والی بوٹیاں کیسے خواص کی حامل ہوتی ہیں۔ وہ تو صرف اتفاق تھا کہ میں اس خوراک میں شریک نہیں ہوسکا جو میاں لائی نے سارغہ کے لئے مہیا کی تھی۔ یہ بات تو تقریباً سب ہی جانتے تھے کہ سارغہ نے اس وقت شیر پر گولی صرف اس لئے نہیں چلائی تھی کہ خود میاں لائی اس کی چلائی ہوئی گولی کی زد میں آسکتا تھا۔ لیکن میاں لائی نے سارغہ کی یہ معذرت قبول نہیں کی اور انہی جنگلات میں اس نے سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ بارہا اس نے محسوس کیا ہے کہ سارغہ اس سے خوفزدہ رہتا ہے۔ اور یقیناً سارغہ کو یہ شک ہے کہ اگر کسی موقع پر میاں لائی نے اس سے مبارغہ طلب کرلیا تو اسے ہزیمت اٹھانا پڑے گی۔ اور سرداری اس کے ہاتھ سے نکل کر میاں لائی کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گی۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس نے سارغہ کے ہوش و حواس قائم نہ رہنے دیئے اور اس نے شدید طیش کے عالم میں بساری کی سرحد پہنچ کر کہا کہ اگر میاں لائی کے دل میں حسرت موجود ہے، تو وہ مبارغہ کی رسم پوری کرے۔ میاں لائی نے فوراً مبارغہ قبول کرلیا۔ بساری سے واپسی پر دونوں کشیدہ ذہن لئے اپنی آبادیوں میں پہنچے تھے۔ لیکن جنگلوں میں سارغہ کے ساتھ

کچھ ہو چکا تھا اس کے اثرات رنگ لائے۔ مبارغہ دو سورج کے درمیان طے ہوتا ہے اور اگر کوئی اس سے گریز کرے تو شکست خوردہ سمجھ لیا جاتا ہے چنانچہ سارغہ کو میدان جنگ میں آنا پڑا۔ لیکن پچھلی ہی رات سے اس نے اپنی آنکھوں کی بینائی میں کمی محسوس کرلی تھی اور بہت ہی افسردگی کے عالم میں اس نے یہ بات اپنے چند خاص دوستوں کو بتائی تھی کہ اس وقت وہ بہتر طور سے دیکھ نہیں سکتا۔ اگر اس بات کا اظہار میدان جنگ میں کرے گا تو اسے اس کی بزدلی سمجھا جائے گا۔ وہ بینائی کی کمی کی وجہ سے بزدل ہوگیا تھا اور اس کا احساس ابتدائی چند لمحات ہی میں ہوگیا سارغہ کے تمام وار اوچھے پڑ رہے تھے' جبکہ میاں لائی کے کلہاڑوں نے اس کے جسم کو ہر بار مناسب جگہ سے چھوا تھا اور لوگوں کو چند ہی لمحات میں اندازہ ہوگیا کہ میاں لائی سارغہ کو پورا پورا موقع دے رہا ہے' ویسے میاں لائی کی طاقت کا سکہ سب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا اور سب ہی جانتے تھے کہ دونوں مد مقابل برابر کے ہیں اور کسی کی بھی فتح اور شکست کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن وہ سب مضطرب تھے۔ جنہیں سارغہ اپنی بینائی کی کمی کے بارے میں بتاچکا تھا وہ سب ہی سوچ میں پڑے ہوئے تھے' تو پھر وہی ہوا' میاں لائی نے سارغہ کو قتل کردیا اور عقابوں کا سردار بن گیا۔ بھلا اس بات سے کون منحرف ہو سکتا تھا' سرعام سارغہ کو قتل کیا گیا تھا۔ کوئی آواز بلند نہیں ہو سکی۔ لیکن بعد میں میاں لائی نے خود کو ایک طاقتور سردار ثابت کردیا اور تمام زبانیں بند ہوگئیں۔ لیکن ارا سہ تجھے معلوم ہے کہ بعد میں اس کا انکشاف ہوگیا کہ غذا میں دی جانے والی بوٹی زہریلی تھی اور بینائی کے لئے انتہائی مضر...... پھر بھلا کس کو مجال تھی کہ عقابوں میں آکر یہ اعلان کرتا کہ سارغہ کے ساتھ دھوکا ہوا ہے سردار کے خلاف اس طرح کا اعلان کرنے والے کو زندگی سے محروم ہونا پڑتا۔ لیکن سارغہ میرا دوست تھا ہر چند کہ وہ اپنی سرداری کے زعم میں تھا۔ لیکن پھر بھی ہمارے بچپن کی معصوم دوستی اپنی ایک بنیاد رکھتی تھی اور میرے دل میں نہ صرف میرے دل میں بلکہ سارغہ کے ان تمام جگری دوستوں کے دلوں میں آج تک میاں لائی کی جانب سے کسک ہے کیونکہ وہ سب جانتے ہیں کہ میاں لائی بے شک طاقتور ہے بہادر ہے لیکن سارغہ کے سلسلے میں اس نے طاقت یا بہادری سے کام نہیں لیا۔ بلکہ مکاری کو اپنایا اور پھر جب طویل ترین وقت گزرنے کے بعد یہ موقع ملا کہ میاں لائی کو شدید صدمے سے دوچار ہونا پڑا اور اس نے اپنی بیوی شہ بدان کو نکال دیا تو کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں کی روشنی کو بلاوجہ ہی میاں لائی کی تحویل میں دے دیا ہے۔"

ارا سہ اس پوری کہانی کے تھوڑے سے حصے سے واقف تھی' اس کے شوہر نے کبھی اسے تفصیل نہیں بتائی تھی وہ ششدر تھی تب اس نے کہا۔ "وہ تو ٹھیک ہے لیکن ایک ایسے شخص کو اپنی بیٹی کا شوہر بنا کر کیا دانشمندی کا ثبوت دیا ہے؟"

"ہاں اس وقت نہ صرف میں نے بلکہ ان تمام دوستوں نے عہد کیا تھا کہ زندگی میں اگر کبھی موقع ملا تو اپنے عزیز کا انتقام لیں گے۔ بالکل اسی طرح جس طرح میاں لائی نے سارغہ کو ضرب لگائی میاں لائی کو بھی ضرب پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں چھوڑا جائے گا اور پھر وہ تو میرے باپ کی بہن کا بیٹا تھا۔ میں اس کا غم زیادہ شدت سے محسوس کرتا ہوں' یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنی ... کو اس کی تحویل میں دے دیا اور اب جب کہ وہ بچہ جو ہمارا ہوگا لائی سے اس کی حکومت چھینے گا ... اسے سردار بنائے گا تو درحقیقت یہ سمجھا جائے گا کہ سارغہ کو اس کی سرداری واپس مل گئی

ہے' یہ بے شک ایک طویل منصوبہ ہے لیکن انسان امیدوں پر ہی جیتا ہے اور ہم بھی اس
زندہ ہیں۔"

ارا سہ نے پریشانی سے کہا...... "لیکن صورت حال تو بہت مختلف ہے اور پھر میاں
شرط...... کہیں ایسا نہ ہو کہ......؟"

"اپنی زبان کو مکمل طور سے قابو میں رکھنا...... سومایہ بیٹے کی ماں ہی بنے گی' چاہ
آسمان اپنی جگہ چھوڑ دیں' اس کا مکمل انتظام کرلیا گیا ہے۔"

ارا سہ نے حیران نگاہوں سے اپنے شوہر کو دیکھا' بھلا یہ انتظام کیسے ہو سکتا ہے' اس
ہی دل میں سوچا...... لیکن جو بات شوہر نہ بتانا چاہے اسے بھلا کس طرح پوچھا جا سکتا ہے' و
خاموش ہو گئی۔

O......O......O

شہ بدان عجیب سی کیفیات میں مبتلا ہو گئی تھی اسے وہ زخمی شخص بڑا حیرت ناک مح
تھا' کون ہے یہ؟ کیسی عجیب باتیں کر رہا ہے؟ چہرے مہرے سے پہاڑی باشندہ تو نہیں لگتا
بولنے کا انداز بھی خاصا بدلا بدلا ہے۔ بے شک شہ بدان کی زبان بول رہا ہے لیکن یوں لگتا
اس زبان سے اسے زیادہ واقفیت نہ ہو۔ مرد کی ذات ہے بلاشبہ قابل نفرت' نجانے اپنی زن
کیا کیا مظالم کر چکا ہوگا' کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کے ساتھ ہمدردی کی جائے
چاہئے۔ اس وقت تو وہ ایک بے ضرر کیچوا ہے اس کے ساتھ ہر سلوک کیا جا سکتا ہے وہ
موت کا طالب ہے۔ کہتا ہے کہ وہ نہایت منحوس انسان ہے جہاں جاتا ہے مصیبتیں سر اٹھا
ہو جاتی ہیں۔ آہ میں تو خود اس قدر مصیبت زدہ ہوں کہ اب مصیبتیں بھی میرے قریب
گھبرائیں گی۔ وہ اپنی موت چاہتا ہے طرح طرح کے مشورے دے رہا ہے مجھے...... کہتا
اٹھا کر اس کے سر پر دے ماروں' بڑی عجیب باتیں کی ہیں اس نے' مجھے برا بھلا بھی کہا ہے
کے یہ الفاظ کتنے انوکھے ہیں کہ میرے ہم نسلوں نے اس کا خاندان تباہ کر دیا۔ اور میں شر
بننے کی کوشش کر رہی ہوں' اس کے اس راز کو جانے بغیر اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ
نہیں کرے گا۔ مگر میں کیا کروں اس کی ٹانگوں کی ہڈیاں کس طرح چور چور ہو گئی ہیں۔ یوں
جیسے بلندیوں سے گرا ہو پتہ نہیں کیا ہوا ہے اسے' آہ مجھے کیا کرنا چاہئے' روشنی والے میر
میری راہنمائی کر' میں عجیب مخمصے میں گرفتار ہو گئی ہوں۔ کسی جیتے جاگتے انسان کو اس ش
حالت میں بے توجہی سے چھوڑ دینا تیری رضا کے مطابق تو نہیں ہے' جواب چاہتی ہوں میں
کی خواہشمند ہوں۔ انہی سوچوں میں گھری ہوئی' وہ اپنے درخت پر بنے ہوئے کوٹھے کے
گئی اس کی چاروں بیٹیاں موجود تھیں اور اپنے اپنے مشاغل میں مصروف تھیں۔ ماں کو
کھڑی ہو گئی۔

"کہاں چلی گئی تھی ماں...... ہم نے تجھے جاتے ہوئے نہیں دیکھا......؟"

"اس وقت ایک عجیب مشکل کا شکار ہوں۔ فوہا تو بہت بڑی بڑی باتیں کرتی ہے
تیری ذہانت درکار ہے مجھے بتا میں کیا کروں......؟"

تمام بچیاں الجھن کا شکار نظر آنے لگیں فوہا نے آگے بڑھ کر کہا۔ "تو بے فکر

کیا بات ہے......!"

"وہاں اس طرف جھرنے کے قریب ایک زخمی عمر رسیدہ مرد پڑا ہوا ہے۔ اس کی ٹانگیں چور چور معلوم ہوتی ہیں اپنی شکل و صورت سے وہ پہاڑوں کے اس طرف کا باشندہ بھی نہیں لگتا' یوں لگتا ہے جیسے ادھر سے آیا ہو۔ لیکن وہ ہماری زبان بولتا ہے' سمجھتا ہے' کہتا ہے میں بے حد منحوس انسان ہوں مجھے موت چاہئے...... آہ شاید وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کسی بستی کے قریب نہیں ہے بلکہ یہاں تو صرف ہم رہتے ہیں۔ وہ ہماری بستی کی تباہی کی بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر ہم اپنی بستی کو تباہی سے بچانا چاہتے ہیں تو اسے ہلاک کر دیں۔ مجھے بتا فوہا انسانی ہمدردی کے تحت میں اسے اٹھا کر یہاں لاؤں یا پھر وہیں پڑا رہنے دوں اور اس کی جانب سے بے پرواہ ہو جاؤں۔"

"تو پھر ہم فوراً اسے اٹھا کر یہاں لے آتے ہیں روشنی والا اس کا خود فیصلہ کرے گا' تنہا انسان ہے ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے۔"

"تو پھر چلو جلدی چلو...... اور ہاں لکڑی کے ایسے لمبے لمبے ٹکڑے لے لو جن پر لٹا کر ہم اسے یہاں لا سکیں' ورنہ اسے یہاں لانا مشکل ہو جائے گا۔"

فوہا ماں کی بات سمجھ گئی تھی کسی زخمی شخص کو جھرنے کے پاس سے یہاں تک اٹھا کر لانا واقعی مشکل امر تھا۔ دو لمبی لمبی لکڑیاں لی گئیں اور درختوں کی چھال سے بنائی ہوئی رسی کے ذریعے ان میں چھوٹی چھوٹی کڑیاں باندھ کر ایک اسٹریچر بنا لیا گیا۔ انسانی عقل ہر حالت میں اپنی ضرورت کے مطابق فیصلے کر لیا کرتی ہے۔ یہ اسٹریچر تھامے ہوئے چار ننھی بچیاں اور ایک عورت تیز رفتاری سے چلتی ہوئی زخمی کے قریب پہنچ گئیں۔ زخمی جانکنی کی سی کیفیت کا شکار تھا۔ اس کے چہرے پر موت کی پرچھائیاں رقصاں تھیں اور وہ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ بچیوں نے متجسس نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر ماں کی طرف دیکھنے لگیں۔

"میرا دل بھی انسانی ہمدردی سے خالی نہیں ہے ہر چند کہ میرے تجربات تلخ ہیں اب یہ لکڑیاں اس کے قریب رکھ دو اسے ان لکڑیوں پر لانا بہت مشکل ہوگا۔" شہ بدان نے کہا۔ اس کی آواز سن کر زخمی نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن وہ کسی پر نگاہ نہیں جما پا رہا تھا بلکہ اس طرح پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے اسے کچھ نظر نہ آ رہا ہو۔ پھر وہ ہذیانی سے انداز میں ہنس پڑا اور بولا۔

"واہ شاید موت آہستہ آہستہ آ رہی ہے' کاش اس میں تیزی آ جائے' میری آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی ہے۔ آغاز یہاں سے ہوا ہے' آہ کاش یہ آغاز دماغ سے ہوا ہوتا پہلے سوچنے سمجھنے کی قوتیں ختم ہوتیں تو کم از کم تکلیف کا یہ احساس تو نہ رہتا...... جلدی کر' اے موت جلدی کر' تجھے مجھ پر رحم آنا چاہئے۔ اتنا آہستہ آہستہ مارے گی تو نجانے کتنی بار مرنا پڑے گا' آہ یہ آوازیں...... کیا یہ موت کے قدموں کی چاپ ہے' کون ہے ہاں' کوئی ہے کیا' ارے مجھے بتاؤ' کیا میرے قریب کوئی موجود ہے......؟"

شہ بدان نے بیٹیوں کو دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔ "چلو اٹھاؤ......"

"کون ہے بولتے کیوں نہیں ہو' ارے کون ہو تم لوگ خدا تمہیں غارت کرے' کیا کر رہے ہو میرے قریب' ایک مرتے ہوئے آدمی پر بھی رحم نہیں کھا سکتے تم...... مجھے میرے حال پر چھوڑ دو خبردار تمہارے الفاظ میں نے سن لئے ہیں' مجھے چھونے کی کوشش بھی نہ کرنا' میں زہر میں ڈوبا ہوا

ہوں' میرا پورا جسم زہریلا ہو رہا ہے' مجھے چھوؤ گے تو یہ زہر تم میں منتقل ہو جائے گا۔ آؤ کر رہے ہو۔ ارے کم بختو' باز آجاؤ اپنی اس حرکت سے' اف میرے شانے نہ ہلاؤ' کون ہے ...... آہ...... آہ......" اس کے حلق سے دھاڑیں نکلنے لگیں۔

لیکن شہ بدان نے دانت کچکچا کر اس کی گردن کے نیچے ہاتھ ڈالے اور اسے گھسیٹ کر لا کے لمبے ٹکڑوں پر بنائے ہوئے اسٹریچر پر کھینچ لیا۔

فوہا بہت دلیر معلوم ہوتی تھی۔ خون میں ڈوبے ہوئے اس شخص کو اسٹریچر پر لٹانے کے لئے اس نے اپنے جسم کی قوتوں سے زیادہ قوت کا مظاہرہ کیا تھا۔ دوسری چھوٹی بچیاں بھی بہن اور کے ساتھ محنت کر رہی تھیں۔ زخمی سے اور کچھ تو نہ ہو سکا اس نے کچکچا کر بچیوں کو نوچنا شر کر دیا۔ لیکن کسی نے اس کی پروا نہیں کی۔ اور اسے اسٹریچر پر گھسیٹ ہی لیا۔ اب زخمی حلق پھاڑ کر چیخ رہا تھا' اس کی کربناک چیخوں نے انہیں دہشت زدہ کر دیا تھا لیکن بہرحال انہیں اپنا کرنا تھا' شہ بدان اور اس کی بچیاں اس اسٹریچر کو تھامے ہوئے کوستے تک کا سفر طے کرنے لگیں اور کچھ دیر کے بعد درخت کے نیچے پہنچ گئیں۔ شہ بدان نے کہا۔

"ہم اسے اوپر کوستے میں نہیں لے جا سکتے' اس لئے نیچے جگہ بنانی ہوگی۔ تم لوگ جلدی اور خشک کی ہوئی چھالوں کے انبار لگا دو یہاں تاکہ بستر تیار کر لیا جائے۔" زخمی کا چیختے چیختے گلا خ ہو گیا تھا اور پھر شاید اس کے حواس سوگئے چیخنے کی آواز مدھم ہوتے ہوتے بالکل خاموش ہو شہ بدان نے چونک کر اسے دیکھا...... قریب آکر اس کے تنفس کا جائزہ لیا سانس کی آمد و ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ موت کا شکار نہیں ہوا' چھال کا بستر تیار کر لیا گیا۔ نرم آرام دہ بستر پر جب اسے منتقل کیا گیا تو وہ پھر جاگ گیا اور اس کے بعد اس کے منہ سے چیخوں مغلظات کے علاوہ کچھ نہ نکلا' وہ نجانے کیسی کیسی گالیاں دے رہا تھا۔ انہیں برا بھلا کہہ رہا تھا بدان اور اس کی بچیاں خاموشی سے اس کی باتیں سن رہی تھیں۔ شہ بدان نے کہا۔

"اب تم اس کے پاس بیٹھو اور اس کی دلجوئی کرو میں اس کی خوراک تیار کرتی ہوں۔"

خوبانیوں کو نرم کر کے ان کا گاڑھا گاڑھا محلول تیار کیا گیا۔ ناریل کے برتن میں رکھ کر نا ہی کی سخت لکڑی سے بنائے ہوئے چمچے کو لے کر شہ بدان اس کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے نرم میں کہا۔

"تم منہ کھولو...... میں تمہارے حلق میں خوراک اتارتی ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ تعاون کرو سے' میں تمہاری زندگی چاہتی ہوں۔"

"اور میں تمہاری موت کا خواہشمند ہوں' کتنے وحشی ہو تم لوگ کہ کسی کو سکون سے بھی نہیں دیتے' اے احمقو' ارے سنو' میں تمہارا دشمن ہوں' دیکھو میں تکلیف سے دیوانہ ہوں' مجھے صرف موت چاہئے' یہ تکلیف میرے لئے ناقابل برداشت ہے' سنو کوئی ہے میرے پاس' مجھے آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آ رہا......"

"میں ہوں تمہارے پاس......"

"پیاری بچی اپنے باپ کو بلاؤ میں اجنبی ہوں میرے پیچھے بہت سے لوگ تمہارے علا میں آ رہے ہیں اور اس کے بعد وہ تم پر حملہ آور ہوں گے' بڑے بڑے آتشیں ہتھیار ہیں ان

پاس' میرا ہی پیچھا کرتے ہوئے وہ یہاں تک پہنچیں گے' اگر میں زندہ نہ رہوں گا تو تم لوگ مصیبتوں سے بچ جاؤ گے ارے کسی مرد کو بلاؤ بے وقوفو...... کیا یہاں کم بخت عورتیں ہی عورتیں مر رہی ہیں ایک بھی مردانہ آواز نہیں سنائی دیتی۔"

شہ بدان نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "منہ کھولو...... میں کہتی ہوں منہ کھولو......"

"نہیں کھولوں گا کوئی غذا نہیں چاہئے مجھے' غذا زندگی بخشتی ہے اور مجھے زندگی سے نفرت ہے۔"

"اگر تم نے منہ نہ کھولا تو میں تمہارے زخمی پیروں پر لکڑیاں ماروں گی۔"

"ہیں ارے کیا بکواس کرتی ہے' ہائے کیسی ظالم عورت ہے' لا کیا کھلا رہی ہے مجھے اور اس کے بعد کیا کرنا چاہتی ہے میرا' جو تیرا دل چاہے سو کر' ٹھیک ہے تیری مرضی ہے۔"

اس نے منہ کھول دیا اور شہ بدان نے مسکراتے ہوئے خوبانیوں کا محلول اس کے منہ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ وہ اب خاموش ہو گیا تھا...... غالباً خوراک کی ضرورت اسے بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ شدت تکلیف نے اسے دیوانہ کر دیا تھا ورنہ شاید وہ ایسی فضول باتیں نہ کرتا۔

شہ بدان نے پیالے کا سارا محلول اس کے معدے میں اتار دیا اور پھر تھوڑا سا پانی آہستہ آہستہ اسے پلایا۔ معمّر شخص عجیب سی کیفیت کا شکار نظر آ رہا تھا اور لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا۔ اس نے دانت بھینچ لئے تھے اذیت اس کے چہرے پر منجمد تھی۔ وہ آہستہ آہستہ کراہ بھی رہا تھا۔

شہ بدان نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور بچیوں کو اشارہ کر کے وہاں سے دور آ گئی۔

"اس کی زندگی مشکل ہے جو کیفیت اس کے پیروں کی ہو گئی ہے ہم اس کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ میں افسردہ ہوں نجانے بے چارے کو موت کیسے آئے گی۔"

فوہا نے ماں کو بغور دیکھا اور آہستہ سے بولی...... "میں اس دوران اس کے بارے میں سوچتی رہی ہوں ماں اور میرے ذہن میں ایک خیال آتا ہے اگر تو مجھے اجازت دے۔"

"بول کیا کہتی ہے اس بارے میں......"

"کیوں نہ ہم اسے ختم کر دیں......"

"فوہا کیسے ختم کرو گی اسے؟"

"اس کی ذمہ داری اگر تو مجھ پر چھوڑ دے ماں اور مجھے میرے کام سے نہ روکے' تو میں اسے ختم کر سکتی ہوں۔"

"اپنی عمر سے بہت بڑی باتیں کرتی ہے تو فوہا...... تیرے ان نازک ہاتھوں میں اتنی قوت کہاں کہ کسی کو زندگی سے محروم کر دے۔"

"مجھ میں یہ قوت ہے بس مجھے تیری اجازت درکار ہے۔" فوہا نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ کسی کی زندگی لینا اچھی بات نہیں ہے مگر یہ زخمی...... آہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔"

"تو پھر مجھے کچھ کرنے دے نا ماں...... جن ہاتھوں کو تو اتنا کمزور سمجھ رہی ہے وہ اتنے کمزور نہیں ہیں ان کی قوت کا مظاہرہ دیکھنا چاہتی ہے تو مجھے اجازت دے دے۔"

"اپنی زبان سے کبھی نہیں کہوں گی فوہا کہ تو اس کم سنی کے عالم میں کسی انسان کی زندگی لے

لے ......" شہ بدان نے کہا اور رخ تبدیل کرلیا۔ مطلب یہ تھا کہ اب وہ فوہا کے معاملے
مداخلت نہیں کرے گی۔ فوہا نے تینوں چھوٹی بہنوں کو ساتھ لیا...... اب اس علاقے کے بارے
اسے جتنا کچھ معلوم تھا اس کے تحت وہ ہر کام کر سکتی تھی' چنانچہ اپنی تینوں بہنوں کے ساتھ ل
ایک ایسا پتھر اٹھا کر لائی جو بہت مضبوط اور اوپر سے دھار دار تھا۔ کافی بڑا پتھر تھا بمشکل تمام
یہاں لایا گیا اور ایک جانب رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد فوہا وہ کلہاڑے اٹھا لائی جو اس کی ما
پتھروں میں دھار لگا کر اور چھال سے لکڑیوں میں باندھ کر تیار کیے تھے۔ ان کلہاڑوں سے
کاٹنے کا کام لیا جاتا تھا۔ ہرچند کہ یہ کام بخوبی نہ ہو پاتا تھا اور خاصی محنت کرنا پڑتی تھی اس
لیکن بہرحال اس سے یہ پورا کوستہ تیار ہوا تھا' جو درخت کے اوپر تھا۔

شہ بدان نے فوہا کی ان حرکات کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں
تھا لیکن اس نے خاموشی ہی اختیار کیے رکھی۔ بچیوں کو وہ مکمل خود اعتمادی دینا چاہتی تھی۔ دیکھ
تھی کہ فوہا بڑی لگن سے اپنا کام کر رہی ہے لیکن یہ نہ سمجھ پائی تھی کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ تینوں
اس کی معاون کار تھیں...... پھر جب فوہا نے زخمی شخص کی ٹانگیں بے دردی سے پکڑ
اٹھائیں اور تینوں بچیوں سے کہا کہ وہ بڑی دھار دار سل ان گھٹنوں کے نیچے رکھ دے تو شہ بدا
سمجھ میں صورت حال کچھ کچھ سمجھ آنے لگی...... وہ حیرانی سے آنکھیں پھاڑے فوہا کی یہ کار
دیکھ رہی تھی۔ ادھر وہ زخمی جانوروں کی طرح ڈکرا رہا تھا۔ ٹانگیں چھونے سے اسے ناقابل
تکلیف ہو رہی تھی۔ اور وہ حلق پھاڑ کر چیخ رہا تھا لیکن فوہا پر اس کی چیخوں کا کوئی اثر نہیں تھا
لڑکیوں کو سل سرکاتے دیکھ رہی تھی اور زخمی کی چیخوں سے بے نیاز انہیں ہدایات دے رہی
پھر جب سل اس کی مرضی کے مطابق درست جگہ رکھ دی تو اس نے آہستہ آہستہ زخمی کے
پاؤں گھٹنوں کے پاس سے سل کی دھار پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے پتھریلی سخت
کلہاڑی اٹھا کر سر سے بلند کرلی۔ کلہاڑی جھکی اور ہڈیوں سے گزر کر نیچے رکھی پتھر کی سل ک
سے ٹکرائی۔ زخمی کی دلخراش چیخ کے ساتھ شہ بدان بھی چیخی اور اس نے دونوں ہاتھ آنکھ
رکھ لئے۔ تینوں بچیاں ماں سے زیادہ بہادر تھیں وہ خاموشی سے فوہا کا عمل دیکھ رہی تھیں۔
دوسری ٹانگ پر بھی وار کردیا۔ ہڈیاں ہموار کٹ گئی تھیں۔ بچی ہوئی کھال کو بھی فوہا
کلہاڑیوں سے کاٹ دیا۔ زخمی دوسری چیخ کے ساتھ ساکت ہو گیا تھا۔ فوہا نے زمین سے بہت
اٹھا کر زخمی کے کٹے ہوئے پیروں پر تھوپ دی۔ پھر چور چور ہڈیوں کو پاؤں سے ایک طرف
زخمی کے کٹے ہوئے پیروں سے اڑنے والی خون کی پھواروں نے اسے بھی سرخ کردیا تھا اور
میں لت پت ہو گئی تھی۔ ایک ماہر ڈاکٹر کی طرح اس نے تینوں نرسوں کو ہدایات جاری کیں
قرب و جوار میں اگی ہوئی چوڑے پتے والی جھاڑیوں سے بہت سے پتے توڑ کر لائے گئے۔
زخموں پر تھوپ کر فوہا نے وہ پتے زخموں پر رکھ کر چھال سے باندھ دیئے۔ پھر سل وغیرہ
ہٹا کر وہ جھرنے کی طرف بڑھ گئی۔ شہ بدان نے کانپتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور دہشت بھ
میں بولی۔ "مر گیا؟"

"ہاں!" غلمانہ نے اطمینان سے کہا اور شہ بدان کا دل رو پڑا ایک انسان کی حیثیت
بہت دکھ ہوا تھا۔ اس نے نمناک آنکھوں سے مرنے والے کو دیکھا۔ پھر اس کے زخموں

ہوئے پتوں کو بھی دیکھا اس کا دل الٹنے لگا اور وہ رک نہ سکی اور وہاں سے دور چلی گئی۔ فوہا واپس
آ گئی اور اس نے تینوں بہنوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے تم ایسے ہی کھڑی ہو۔ یہ ٹانگیں اٹھا کر دور پھینکو...... پتھر کی سل بھی یہاں سے ہٹا کر
اس کی جگہ ڈال دو اور جھرنے پر جا کر ہاتھ پاؤں دھولو...... چلو جلدی کرو......!" تینوں بچیاں اس
کے احکامات کی تعمیل کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

O......O......O

زربدان لیزا کی محبت کے سائے میں پروان چڑھ رہی تھی اس کی گورنس اس کا پورا پورا
خیال رکھتی تھی لیکن معصوم بچی لیزا کے قریب آ کر مسرور ہو جاتی تھی۔ لیزا نے بھی اس بات کو
محسوس کیا تھا اور اس کے دل میں زربدان کی چاہت اور بڑھ گئی تھی۔ اس کا زیادہ وقت زربدان
کے ساتھ ہی گزرتا تھا...... ادھر بڈ کو روزال مل گیا تھا دونوں میں گہری دوستی ہو گئی تھی۔ روزال
بے حد منکسر المزاج تھا ساتھ ہی ذہین بھی تھا۔ بڈ اسے جو کچھ سکھا رہا تھا روزال آسانی سے سیکھ رہا
تھا۔ وہ ہر ایک کی خدمت کرتا تھا اور بہت سے کام کرنا سیکھ گیا تھا۔ فرصت کے اوقات میں دونوں
یکجا رہتے تھے۔ اسی میں ایک شام بڈ نے روزال سے کہا۔ "تم کھنثالی ہو......؟"

"کھنثالی......؟" روزال حیرت سے بولا۔

"کیا تمہیں معلوم تھا کہ جہاں تم رہتے ہو وہاں پہاڑوں کے دوسری طرف بھی تم جیسے لوگ
رہتے ہیں؟"

"ہاں ہمیں معلوم تھا۔"

"تم انہیں کیا کہتے تھے......؟"

"پہاڑ پار کے رہنے والے......"

"اور کوئی نام نہیں تھا ان کا......؟"

"نہیں......"

"وہاں تمہارا گھر ہوگا......؟"

"گھر......؟" روزال سوالیہ انداز میں بولا۔

"ایسی جگہ جہاں ہم لوگ رہتے ہیں۔"

"ادھر ایسی جگہ نہیں تھی۔ ہاں لکڑی اور گھاس کے کوستے ہوتے تھے۔ ہماری زندگی یہاں
سے مختلف ہوتی تھی اور......"

"نہیں میری جان نہیں بس اس سے زیادہ نہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اب تم سوالات کو
سمجھ کر ان کے جواب دے سکتے ہو یا نہیں۔ تمہیں اپنی داستان مادام لیزا کو سنانی ہوگی۔ یہ ان کی
خواہش ہے اور میں نے اسی کے لئے تم پر محنت کی ہے۔"

روزال خاموش ہو گیا۔

آسٹر نے لیزا سے کہا...... "کنشاسا سے لامبو اور دنثال لندن پہنچ گئے ہیں۔ گریس ہاربو اور
کرنل نوکس ٹیم میں شامل ہو گئے ہیں تمہارے کیا ارادہ ہے۔"

"میرے بارے میں تم فیصلہ کرو آسٹر...... جیسا تم چاہو۔" آسٹر مسکرانے لگا پھر بولا۔ "اس

بار مہم میں تم شرکت نہ کرو۔ ویسے بھی ہمیں سرینام اور برازیل کا سفر کرنا ہے۔ مہم مشکل ہوگی زربدان کو ساتھ رکھنا مناسب نہیں ہوگا اس کی دیکھ بھال ہم کسی اور پر نہیں چھوڑ سکتے۔"

"تم ناراض تو نہ ہوگے؟"

"بالکل نہیں میں تمہاری ہر خوشی میں خوش ہوں۔" آسٹر نے فراخ دلی سے کہا۔ اور لیزا گزار نظروں سے دیکھنے لگی۔ "تمہیں زربدان سے بہت محبت ہے لیزا......!" آسٹر نے کہا۔

"تمہیں بھی تو ہے۔"

"ہاں عجیب پرکشش بچی ہے حالانکہ ہمارا اس سے دور کا واسطہ نہیں لیکن اس پر ہمیشہ آتا ہے میرے خیال سے تم اس کی نگہداشت اور تربیت کے فرائض پورے کرو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔"

"ایک بات بار بار میرے ذہن میں آتی ہے آسٹر......"

"کیا......؟" آسٹر نے پوچھا۔

"کیا وہ ہوشمند ہو کر ذہنی طور پر ہمیں قبول کر سکے گی......؟" آسٹر چند لمحات خاموش سوچتا رہا پھر بولا۔ "میں نے کئی بار اس بارے میں سوچا ہے اور مختلف انداز سے سوچا ہے انسانی فطرت یکساں ہوتی ہے خواہ انسان کا تعلق کسی علاقے سے ہو وہ ہمارے ہاتھوں میں پروان چڑھے ہمارے درمیان ہوش سنبھالے گی تو ذہنی طور پر ہماری ہی ہوگی۔ روزال اس کا باپ نہیں ہے اس نے اشاروں میں اس کا اظہار کیا ہے ان دونوں کی کہانی کیا ہے۔ بالآخر معلوم ہو ہی جائے گی کوئی بہت گہرا پس منظر نہیں ہے تو دونوں یہاں ایڈجسٹ ہو جائیں گے خاص طور پر میں بچی کی بات کرتا ہوں اس کے ذہن میں کوئی اور چہرہ کبھی نہیں آئے گا۔"

"روزال نے اگر اسے اس طرف متوجہ کیا تو......؟"

"جن حالات میں وہ ہمیں ملا ہے وہ بتاتے ہیں کہ خود اس کا اپنے علاقے میں گزر نہیں تمہیں یقیناً یاد ہوگا کہ اس نے ہوش سنبھال کر دریا میں کودنا چاہا تھا۔ پھر کشمکش کا شکار ہوگیا اور بچی واپس تمہیں دیدی تھی۔ گویا اس نے نئی زندگی قبول کرلی تھی اور اب وہ جس طرح یہاں نظر آتا ہے اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ماضی اس کے ذہن سے دور ہو گیا ہے۔"

"ہاں یہ اندازہ مجھے بھی ہے۔" لیزا نے کسی قدر مطمئن ہو کر کہا۔

"اوہ پھر لیزا...... ہمارے اپنے بھی تو بچے ہوں گے۔" آسٹر نے کہا اور لیزا ہنس دی۔

آسٹر چلا گیا...... لیزا اداس ہوگئی۔ لیکن زربدان کی معصوم قلقاریوں نے اسے سمولیا۔ زربدان ایک انوکھی کشش کی مالک تھی۔ آسٹر کو گئے ہوئے دو ہفتے گزرے تھے کہ شام جب لیزا زربدان کے ساتھ پارک میں کھیل رہی تھی تو بڈ اور روزال اس کے پاس پہنچ گئے

"ہیلو بڈ...... کہیں جا رہے ہو......؟" لیزا نے پوچھا اور بڈ نے روزال کی طرف دیکھا روزال نے کہا۔

"نہیں مادام مسٹر بڈ مجھے آپ کے پاس لائے ہیں......" لیزا خوشگوار حیرت سے اچھل پڑی

"اومائی گاڈ...... تم اتنی اچھی انگلش بول رہے ہو۔"

"مسٹر بڈ کا شکر گزار ہوں۔"

"کیسا عجیب لگ رہا ہے مجھے۔ بہت اچھا لگ رہا ہے مجھے تو اس دن کا شدید انتظار تھا...... بیٹھو...... بڈ تم بھی بیٹھو...... تم نے روزال سے اس کے بارے میں معلوم کیا......؟"

"آپ اس بارے میں خود معلوم کرنا چاہتی تھیں۔ اس لئے بڈ آپ کی اس خواہش کو کیسے چھین سکتا تھا۔"

"تھینک یو بڈ...... تم بہت اچھے ہو...... روزال کیا تم مجھے اپنے بارے میں بتانا پسند کرو گے۔"

"مجھے اور میری مالکہ کو نئی زندگی دینے والے محسنوں کے ہر حکم کا احترام مجھ پر فرض ہے۔" روزال نے کہا۔

"مالکہ......؟" لیزا حیرت سے بولی...... "تو کیا زربدان تمہاری بچی نہیں ہے؟"

"نہیں مادام۔"

"تو پھر یہ کون ہے؟ مگر ایک منٹ' بڈ تم میرے بیڈ روم سے ٹیپ ریکارڈ اٹھا لاؤ...... آج میری بہت بڑی خواہش پوری ہو رہی ہے۔ میں روزال کی باتیں ریکارڈ کروں گی۔ اور پُراسرار ایشیاء نامی کتاب کا دوسرا حصّہ تیار کروں گی۔ آسٹر کی غیر موجودگی میں میرے لئے یہ دوسرا بہترین مشغلہ ہوگا۔"

بڈ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔ اور لیزا اس کی واپسی تک خاموشی سے زربدان سے کھیلتی رہی۔ بڈ نے ٹیپ ریکارڈ آن کر دیا۔ تب لیزا نے پوچھا۔ "تم کھنتالے ہو۔"

"کھنتالے کوئی نام نہیں ہے۔ ہم پہاڑی لوگ ہیں اور پہاڑوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔"

"تمہارا مذہب کیا ہے؟"

"مجھے زیادہ نہیں معلوم...... بس اتنا پتہ ہے کہ روشنی والا سورج چمکتا ہے تو دن ہوجاتا ہے۔ تارے نکلتا ہے تو رات چھا جاتی ہے بارش ہوتی ہے تو سبزہ زندگی پاتا ہے۔ وہی زندگی دینے اور لینے والا ہے۔"

"گڈ...... ایک بات ہے۔ دوسرے مذہب بھی یہی ہیں۔ تمہارا طرز زندگی کیا ہے۔"

"طاقت سردار ہوتی ہے اور روشنی والا جسے قوت دیتا ہے وہ حکمرانی کرتا ہے۔"

"یہ بچی کون ہے؟" لیزا نے پوچھا اور روزال کے چہرے پر افسردگی پھیل گئی پھر اس نے کہا۔

"نہ یہ منحوس ہے اور نہ بدنصیب' بدنصیب ہوتی تو زندگی نہ پاتی اور ان عیش گاہوں میں نہ پہنچ پاتی۔ لیکن عقاب اسے ضرور منحوس قرار دیتے' اس لئے روشنی والے نے اسے زندہ بھی رکھا اور ایک عالیشان ماحول بھی دیا۔ یہ میری آقا زادی ہے۔ میرے آقا کی بیٹی۔"

"یہ تمہارے ساتھ دریا میں کیسے پہنچ گئی تھی۔ یہ تو نوزائیدہ تھی۔"

"ہاں یہ ایک دلدوز کہانی ہے۔"

"مجھے سناؤ روزال......" لیزا نے کہا...... اور روزال تفصیل سے اسے پہاڑوں کی کہانی سنانے لگا۔ اس نے اپنے آقا میان لائی کے بارے میں بتایا جو شیر نر تھا پھر اس کی چار بیٹیوں کی کہانی سنائی۔ شہ بدان کے بارے میں بتایا اور آخر میں بچی کے ساتھ خودکشی کی داستان سنائی۔ اور اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں ان لوگوں نے اسے پایا تھا۔

لیزا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اسے اس کہانی میں اپنی نئی کتاب مل گئی تھی۔
بہت دیر خاموش رہ کر اس نے کہا۔
"روزال' ہوشمند ہونے پر کیا تم زربدان کو اس کے بارے میں بتاؤ گے؟"
"کیا فائدہ مادام اس سے کیا حاصل ہوگا۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ اسے آپ لوگ گئے۔ میں بوڑھا ہو کر مر کھپ جاؤں گا ہم اس کے لئے کوئی خلش نہیں چھوڑیں۔ ایک ایسی جس سے اسے کچھ نہ حاصل ہوگا۔ اور پھر میں ایک نافرمان کی حیثیت سے کبھی اپنے آقا کے نہیں جاؤں گا۔ وہ میری موت کا یقین کر چکا ہوگا لیکن میری نافرمانی کے بارے میں وہ کبھی نہ سوچے گا۔"
"ویری گڈ...... ہم اس کا نام بھی بدل دیں گے تاکہ اسے یہ نام عجیب نہ محسوس ہو۔"
لیزا نے پُرجوش لہجے میں کہا۔
"آپ کی مرضی مادام" روزال نے کہا۔
اچانک بڈ کے حلق سے غرائی ہوئی آواز نکلی۔ "سوری مادام تمہارے ان الفاظ نے تمہیں میری نظروں سے گرا دیا۔ آج تم نے اپنے بارے میں میرے معیار کا بت گرا دیا ہے۔ تیار کیا؟ اتنے گھٹیا انداز میں بھی سوچ سکتی ہو...... تم اتنی گھٹیا ہو۔ افسوس صد افسوس۔ لیکن ایسا ہونے گا۔ یہ پہاڑوں کی امانت ہے۔ اسے ماں کی آغوش سے چھینا گیا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہے اسے یاد کرتی رہے گی۔ اس کی امانت اسے واپس کی جائے گی۔ بڈ دیوانہ ہے تم جانتی ہو اس کا تمہاری آغوش میں رہنا مناسب نہیں ہے۔" بڈ نے ہاتھ بڑھا کر بچی کو لیزا سے چھین لیا۔
لیزا نے حیران نگاہوں سے بڈ کو دیکھا۔ بچی بڈ کی آغوش میں تھی۔ اسے یقین کرنا پڑا کہ ہی یہ عمل کیا ہے۔ لیزا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ بڈ کسی اہم سے اہم معاملے میں بھی اتنا سخت ہو سکتا ہے۔ اس نے بڑی بے دردی سے بچی کو اس سے چھین لیا تھا اور اب اسے سینے لگائے کھڑا تھا۔
"ہاں مادام! میں نے دنیا کے بارے میں بہت کم غور کیا ہے بہت کم سوچا ہے اور بنیادی وجہ یہ تھی کہ تم مجھے مل گئی تھیں' میں نے اپنی دنیا تم میں محدود کر لی تھی' انسان بہت سے کبھی کو اپنا ایمان بناتا ہے' وہ اپنی ذات کے مرکز کو دنیا کے عام انسانوں سے بہت اونچا ہے' ایک معیار ہوتا ہے ہر شخص کا' خواہ وہ کسی بھی سطح کا انسان ہو' اور وہ اسی معیار کی ہے' تم جانتی ہو' میں نے صرف تمہارے وجود کی پوجا کی ہے' تمہیں انسان کی بجائے ایک سمجھا مگر تمہاری اور اس شخص کی گفتگو نے آج میرے اس احساس کو چکنا چور کر دیا ہے' بالکل عام سی عورت ہو' کوئی خوبی نہیں ہے تمہارے اندر...... اپنی ذات کے لئے تم انسانوں کو بآسانی نظرانداز کر سکتی ہو' عورت ہی کی حیثیت سے سوچا ہوتا اور یہ جو کچھ تم رہے ہو اسے کہتے ہوئے تمہارے دل میں اس عورت کا احساس جاگنا نہیں چاہئے تھا جو اس ہے وہ زندگی کے آخری سانس تک اسے نہیں بھول سکے گی اور اسے یاد کرتی رہے گی مانگتی رہے گی وہ اس کے لئے کہ یہ جہاں بھی ہو زندہ رہے' خوش و خرم رہے۔ روتی رہے گی کے لئے وہ آرزو کرے گی رات کی تنہائیوں میں کہ کاش کوئی ایسا معجزہ پیش آجائے' جس

لی بچی اسے واپس مل جائے۔ تم اتنی بے رحمی سے اس کے بارے میں سوچ رہی ہو؟"
"کیا کہہ رہے ہو بڈ...... میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا......؟"
"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم یقیناً اسے غداری کہو گی۔ نمک حرامی کہو گی۔ تم میرے اس دینے کو جو لفظ دینا چاہو دے لو لیکن میں تمہاری ذات میں اتنا چھوٹا پن برداشت نہیں کر سکتا' جو لئے دوسروں کو نظرانداز کر دیتا ہے وہ بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ بہت خود غرض ہوتا ہے اور میں چھوٹے اور خود غرض انسان کی پوجا نہیں کر سکتا۔ تم نے اس طرح سوچا اس کے بارے میں تم سے کچھ اور توقع رکھتا تھا۔"
"مگر بڈ میں اس سے بہت محبت کرنے لگی ہوں میں اسے خود سے جدا نہیں کرنا چاہتی۔"
"یہ تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ نہ ہی یہ کوئی ڈیکوریشن پیس ہے' نہ جیولری نہ کوئی خوبصورت اس جسے تم نے بھاری رقم دے کر خرید لیا ہے' تم نے اس پر اس کی زندگی بچانے کا احسان کیا ہے پر اس کا اتنا بڑا صلہ وصول کرنا چاہتی ہو تم۔ اسے اپنے آپ سے ناواقف رکھنے کی خواہشمند ہو"
"بڈ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم نے ایسی باتیں تو کبھی نہیں کیں۔ اتنا سخت لہجہ تو تم نے کبھی نہیں"
"میرے پورے وجود پر ضرب پڑی ہے بات بہت دور تک چلی جاتی ہے میں اپنی اس محبت کا کو نہیں کرنا چاہتا جو میں نے تم سے کی ہے' ہاں اگر سوچو تو صرف یہ سوچ سکتی ہو کہ میں نے اس ت کو عبادت کا درجہ دے دیا تھا' کچھ بھی نہیں چاہا تھا اس کے صلے میں تم سے لیکن بہت بڑا تھپڑ ہے اس وقت میرے منہ پر...... اچانک ہی یوں لگا ہے جیسے سوتے سوتے جاگ گیا ہوں۔"
"تم جذباتی ہو رہے ہو بڈ' پلیز اتنے جذباتی نہ ہو مجھے بتاؤ' میں اور کیا کر سکتی ہوں اس کے ے میں۔ یہ ذہنی طور پر دہری شخصیت کی مالک بن جائے گی' ابھی تو یہ اس قدر معصوم ہے کہ اسے اس کے بارے میں کچھ نہ بتایا جائے اور اسے اتنی محبت دی جائے' جتنی کسی انسان کی ب ہو سکتی ہے تو یہ کبھی نہیں سوچے گی کہ اس کا تعلق میری ذات سے نہیں ہے یہ کہیں اور سے ہے اس کا کوئی اور ہے' ذرا غور کرو بڈ' روزال کی کہانی تمہیں یاد ہے' کوئی پرانی بات بھی نہیں اسے دریا میں پھینک دینے کے لئے کہا گیا تھا۔ روزال نے جو کچھ کیا اپنی فطرت کے مطابق کیا اپنے مالک کی ہدایت پر یہ اسے دریا میں پھینک کر مالک کے پاس واپس چلا جاتا تو کیا یہ بچی زندہ رہتی......؟"
"ہمارا ایمان ہے کہ پیدا کرنے والا اور واپس بلانے والا ہم میں سے کوئی نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اسے کس طرح دنیا میں بھیجنا ہے اور کس طرح اس کی واپسی ممکن ہے۔ ہم لوگ تو اپنے اس کا ذمہ دار قرار دے لیتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا' کیسے ہو جاتا یہ' اگر آسمانوں پر کی زندگی لکھی گئی تھی لیکن ہم پر صرف اتنے ہی فرائض عائد نہیں ہوتے کہ ہم کسی پر ایک احسان کریں اور اس کے بعد اس کا صلہ اس انداز میں وصول کریں کہ اس کی پوری زندگی کو پسند کا رخ دے دیں۔ نہیں ہمیں تو وہ فرض بھی پورا کرنا ہوتا ہے جو اوپر سے ہم پر عائد کیا جاتا حالانکہ وہ ہماری پسند کے مطابق نہیں ہوتا اور یہ شخص جو خود کو وفا شعار اور اپنے مالک کا کتا

کہتا ہے درحقیقت کتوں جیسی فطرت ہی رکھتا ہے۔ یہ اپنی زندگی گزارنے اور مرجانے کی ہے' یہ بھی تو ایک زندگی ہے' یہ کیوں کہتا ہے کہ یہ اسے اس کے ماں باپ سے ناواقف نہیں یہ کوئی معیاری انسان نہیں ہے' یہ ایک جھوٹا اور خودغرض انسان ہے روزال تو ایک وفادار انسان ہے اپنے مالک کا کتا' لیکن تیرا مالک پوری کائنات کا حکمران نہیں ہے اسی کے لئے نہیں کرسکتا' اس سے وفاشعاری بھی تیری اپنی ذات میں چھپی ہوئی ایک تسکین کے لئے ہے' یہ انسان ہے روزال اسے انسانوں ہی کا حق ملنا چاہئے۔"

روزال نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ "کیا میں اختیار ہوں مسٹر بڈ' کیا میں یہاں سے واپس جانے کی اہلیت رکھتا ہوں' کیا میں وہ سب ہوں جو مجھے کرنا چاہئے۔ تم خود فیصلہ کرو' میں تو کچھ بھی نہیں جانتا صرف احکامات کی میرا شعار رہا ہے۔ میں بے بس ہوں مسٹر بڈ...... اس بچی کا کوئی نام نہیں تھا۔ میں نے اسے ماں کے نام سے منسوب کیا ہے' شہ بدان ہے اس کی ماں کا نام اور جب مجھ سے پوچھا بچی کا نام کیا ہے تو میں نے شہ بدان ہی کے حوالے سے اس کا نام تم لوگوں کو زربدان بتایا یہاں بھی میرے دل میں اپنے مالک سے وفاداری کا تصور ہے اگر میں اس بچی کے لئے ماحول چاہتا ہوں تو صرف اس بنیاد پر کہ اس کی رگوں میں میرے مالک کا خون ہے' میں اس کی بہتری چاہتا ہوں اور جو کام میں خود نہیں کرسکتا اور جس کے لئے میں دوسروں کا بھلا ان کے حکم سے انحراف کیسے کرسکتا ہوں۔"

بڈ نے سرد نگاہوں سے لیزا کو دیکھا۔ لیزا کی نگاہیں بھی بڈ کا جائزہ لے رہی تھیں' بڑی غیر معمولی شخصیت کا مالک نظر آیا تھا۔ بظاہر دنیا سے لاپروا' لیزا کی ہر بات پر عادی' اپنے اندر بھی ایک انسان رکھتا ہے اور یہ انسان جب جاگ جائے تو بہت عظیم اس کا احساس لیزا کو آج ہی ہوا تھا۔ اچانک ہی اس نے بڈ کے نظریے کے بارے میں اسے احساس ہوا کہ واقعی اس نے خودغرضی کا مظاہرہ کیا ہے اور زربدان پر اپنا بے مقصد ہے صرف اپنے حق کے اختیار کی بنیاد پر۔ بڈ کا احتجاج بالکل درست ہے۔ بڈ اسے بڑا انوکھا لگا اور ناراض ہونے کی بجائے اس کے ہونٹوں پر مدھم مدھم مسکراہٹ پھیلنے لگی اس سے کہا۔

"سوری بڈ' سوری...... لیکن تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے کبھی نہیں سمجھا' کسی معاملے میں اگر میں غلط انداز میں سوچنے لگی تو تمہیں میری رہنمائی کرنا نے اپنے آپ کو مجھ سے الگ رکھ کر سوچا بڈ' کیا یہ اچھی بات ہے......؟"

"تمہیں بہت اچھی بات کرنی چاہئے تھی۔ تم یہ کہتیں کہ روزال اس بچی کو طرح پرورش کرو۔ یہ ایک علاقے کے سردار کی بیٹی ہے۔ یہ معتوب ہے اپنی صنف کی لیکن ان لوگوں کی نفی کردو' جو احمقانہ سوچ رکھتے ہیں اور اپنی سوچ میں انسانی زندگی وقعت کردیتے ہیں۔ اس کی پرورش کرنی چاہئے ہمیں ایک عورت کو دوسری عورت کا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا بچپن وہاں غیر محفوظ ہوگا' ہم اسے پروان چڑھائیں جب یہ خود ایک مضبوط شخصیت بن جائے گی تو اس کا دیس اس کو واپس دے دیں گے

عورت کے پاس لے جائیں گے جو اس کی ماں ہے اس کے حوالے کردیں گے اسے اور اس کے بعد جو واقعات پیش آئیں گے تم اس پر ایک کتاب لکھوگی بالکل نئے واقعات کی کتاب' دنیا کے لئے جو ناقابل یقین ہوں گے لیکن ہم سچ لکھیں گے۔"

"گویا ایک بار پھر وہاں کا سفر کیا جائے گا......؟"

"اگر حالات وہ نہ ہوتے جو ہوگئے ہیں تو ہم یہ ہمت نہ کرپاتے...... لیکن اب اس بچی کی ذمہ داری ہے ہم پر' ہمیں یہ کرنا ہوگا اور اگر تم نے اس مسئلے میں میرا ساتھ نہ دیا تو یہ میں کروں گا......"

"تم......؟"

"ہاں میں۔ مجبوری ہوگی تم سے دور ہونا پڑے گا مجھے' کیونکہ میرا دل کہتا ہے کہ انسانیت کا معیار یہی ہے تم نے مجھے مایوس کیا ہے' جس طرح میں تمہیں چاہتا رہا ہوں' اب اپنے اس مشن کو چاہوں گا' میں اس کی پرورش کروں گا' عشق کروں گا اس سے...... اور تم گواہ رہنا کہ میں بے لوث اور بے غرض انسان ہوں۔"

لیزا مسکراتی رہی پھر اس نے کہا۔ "تو اس نیک کام میں تم مجھے اپنا شریک کیوں نہیں سمجھتے بڈ۔ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ تم نے وہ نہیں کرنا جو ہم نے سوچا ہے بلکہ یہ کرنا ہے جو میں سوچ رہا ہوں۔ بڈ تم غیر تو نہیں ہو کہ میں تم سے اتفاق نہ کروں۔"

"معافی چاہتا ہوں لیکن ہمیں یہ سب کچھ کرنا ہے روزال اسے پہاڑوں کی زبان سکھائے گا اسے اس کے ماحول سے پوری طرح روشناس کرایا جائے گا۔ اسے اس کے ظالم باپ کے بارے میں بتایا جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ ایک وقت اسے اپنے گھر واپس جانا ہے ایک نئی اور طاقتور شخصیت کی حیثیت سے' ایک نئی کہانی جنم لے گی ایک ایسی کہانی جو دنیا کے لئے ناقابل یقین ہوگی لیکن سچ ہوگی۔"

لیزا نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کیں اور گردن ہلاتی ہوئی بولی۔ "ٹھیک ہے بڈ۔ ناراض نہ ہو' غلطی ہوگئی' معافی چاہتی ہوں تم سے' ایسا ہی ہوگا جیسا تم نے سوچا ہے ہم یہی کریں گے بڈ۔ یقیناً ہم یہی کریں گے۔" بڈ سنجیدہ نگاہوں سے لیزا کو دیکھنے لگا۔ روزال سر جھکائے بیٹھا تھا۔

O......O......O

شہ بدان نے بمشکل تمام اپنے آپ کو سنبھالا تھا' نجانے کون بے چارہ تھا' کہاں سے آیا تھا' وہ موت کا خواہشمند تھا' شدت تکلیف نے اسے دیوانہ کردیا تھا اور اس کی ایک ہی آرزو رہ گئی تھی وہ یہ کہ اسے موت آجائے' انسان کتنا بے بس ہوجاتا ہے بعض اوقات وہ اپنے لئے موت بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ بہرحال فوہا نے جو کچھ کر دکھایا تھا وہ ناقابل یقین تھا' شہ بدان اس دوران یہ دیکھتی رہی تھی کہ اس کی چاروں بچیاں غیر معمولی فطرت اختیار کرتی جارہی ہیں۔ عقابوں کی وادی میں جب وہ اپنے باپ کے زیر سایہ پروان چڑھ رہی تھیں تو بالکل عام سی لڑکیاں تھیں کبھی بھی یہ احساس نہ ہوسکا شہ بدان کو کہ ان کے اندر کوئی غیر معمولی سوچ چھپی ہوئی ہے یا وہ اپنے طور پر کسی ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتی ہیں جو ان کی عمر اور ان کی فطرت کے خلاف ہو لیکن باپ کے سائے سے دور لاوارث اور تنہا زندگی نے ان کے اندر کچھ ایسی قوتیں ابھار دی تھیں' جنہیں دیکھ کر

شہ بدان خود حیران رہ جاتی تھی۔

فوہا بڑے ہونے کی حیثیت سے انہیں اپنے زیر احکام رکھتی تھی اور سب اس کا احترام کرتی تھیں' سارے کام چاروں بچیاں مل کر خود ہی کرلیا کرتی تھیں اور شہ بدان کو کچھ نہیں کرنا پڑتا تو بہرطور یہ اس کے لئے ایک خوشگوار بات تھی' محرومیوں کی شکار بچیوں نے اپنے طور پر جینا سیکھ لیا تھا...... اور اس وقت فوہا نے اس شخص کی ٹانگیں اس کے جسم سے جدا کرکے نادانی ہی میں سہی' کچھ کیا تھا وہ عام دل گردے کے لوگوں کا کام نہیں تھا۔ بدقسمت زخمی مرگیا تھا' یہ دوسری بار ہے...... بہرحال اب کم ازکم اس کی لاش کو تو ٹھکانے لگادینا چاہئے۔ بہتر یہ ہوگا کہ اسی لکڑیوں کے بنائے ہوئے بستر پر اسے لٹاکر ذرا دور لے جایا جائے اور جھرنے سے بہنے والی ندی میں ڈال دیا جائے اس کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے اس کے لئے لڑکیوں کی مدد کرنی چاہئے۔ چاروں کی چاروں وہیں موجود تھیں اور نجانے کیا کررہی تھیں' شہ بدان آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کے قریب پہنچ گئی اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

زخمی کی آنکھیں بند تھیں اور وہ ہولے ہولے کراہ رہا تھا...... فوہا پاس بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی کیفیت کا جائزہ لے رہی تھی اور تینوں بچیاں ہوشیار سپاہیوں کی طرح مستعد تھیں' شہ بدان نے شدید حیرت سے کہا۔ "یہ زندہ ہے۔ ارے یہ تو زندہ ہے......؟"

"ہاں...... اور یہ زندہ رہے گا۔" فوہا نے بھرپور اعتماد سے کہا۔

"یہ تم نے اس کے زخموں پر...... اوہ یہ تم نے کیا باندھ دیا ہے......؟"

"کچھ نہیں' بس اس کے زخموں پر مٹی لگادی ہے یہ مٹی سوکھ کر اس کا خون روک دے گی اور یہ پتے مٹی کو جھڑنے نہیں دیں گے اس کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ میں ابھی ان لوگوں سے یہی باتیں کررہی تھی کہ جب مٹی اس کے بدن کا خون روک دے گی تو ہم پانی سے اس کے زخموں کو دھو دیں گے اور پھر زمین پر اگنے والی بہت سی گھاس کچل کر اس کے زخموں پر رکھیں گے اور پتے باندھ دیں گے۔ وہ گھاس اس کے زخموں کو ٹھیک کردے گی۔"

"کیسی عجیب باتیں کررہی ہو فوہا۔ تمہیں کیسے معلوم کہ گھاس اس کے زخموں کو ٹھیک کردے گی......؟"

"بس سب ٹھیک ہوجاتے ہیں ماں' جسے مرنا ہوتا ہے وہ مرجاتا ہے' اور جسے مرنا نہیں ہوتا وہ ٹھیک ہوجاتا' روشنی والا یہی تو کرتا ہے ماں۔ کون کسی کو مارتا ہے اور کون کس کے ہاتھوں سے مرتا ہے' بس جب روشنی والا چاہتا ہے تو ماردیتا ہے اور نہیں چاہتا تو کوئی نہیں مرتا۔"

شہ بدان کا جسم تھرا گیا۔ معصوم زبان سے اتنی مستحکم بات نکلی تھی کہ دلوں کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی ان الفاظ نے نجانے شہ بدان کو کتنی محرومیوں سے نکال لیا۔ اب تک وہ جس غم و اندوہ کا شکار تھی ان کا انداز ایک دم بدل گیا۔ کتنا سچ کہہ رہی ہے فوہا۔ روشنی والے کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ پھر میں کیوں اس بات پر غم زدہ ہوں کہ مجھ سے میرا قبیلہ میرا کوستہ چھن گیا یا میاں لائی نے میرے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک کیا۔ روشنی والے کو کچھ بہتری ہی مقصود ہوگی۔ ایک دم مسکرا اٹھی اور اس نے کہا۔

"تو پھر میں جاتی ہوں۔ اب ہم ایسا کرتے ہیں کہ خوبانیوں کے نرم گودے کو ناریل کے

میں پکا کر اس کا محلول بنائیں گے ہوسکتا ہے اس سے بھی فائدہ ہو۔ گرم محلول بہت فائدہ مند رہے گا۔"

"ٹھیک ہے ماں تم یہ کرو۔" فوہا نے کہا اور شہ بدان سب سے چھوٹی بچی کو ساتھ لے کر اپنے کوستے کی جانب چل پڑی۔ جہاں تمام اشیاء کا ذخیرہ تھا۔ اس نے محلول تیار کیا۔ جھرنے کے کنارے سے حاصل شدہ پتھر کو گھس کر پیالے کی شکل دے لی گئی تھی اور اسے اشیاء کو گرم کرنے کیلئے آگ پر رکھ کر استعمال کیا جاتا تھا اس نے یہ محلول اس پتھر کے پیالے میں گرم کیا اور پھر پتوں پر اسے رکھ کر بچیوں کے پاس پہنچ گئی۔

زخمی کے ہونٹ خشک ہورہے تھے اور وہ بار بار خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا لیکن قطعی طور پر غشی کا شکار تھا اور ہوش و حواس سے دور تھا۔ کبھی کبھی اس کے منہ سے ایک بے معنی سا لفظ نکلنے لگتا تھا لیکن یہ لفظ وہ نہیں سمجھ پارہی تھیں۔ شہ بدان کو ایک دم خیال آیا کہ غشی کے عالم میں شاید وہ پانی مانگ رہا ہے۔ وہ جلدی سے ناریل کے پیالے میں پانی لائی اور زخمی کا منہ کھول کر پانی اس میں ڈالنے کی کوشش کرنے لگی لیکن زخمی نے مضبوطی سے دانت بھینچ لئے تھے' پانی اس کے ہونٹوں کے درمیان سے بہہ کر نیچے گر رہا تھا۔ شہ بدان کی کوشش کامیاب نہیں ہوسکی اس نے بے چینی سے کہا۔

"اسے پانی کیسے پلایا جائے اور اس طرح تو یہ غذا بھی اس کے معدے میں نہیں اتر سکے گی' کیا کرنا چاہئے اس کے لئے......"

فوہا ایک لمحے تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس کے بعد خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی وہ تلاش کرکے لکڑی کا ایک ایسا چھوٹا سا ٹکڑا لائی جو بہت چھوٹا تھا۔ شہ بدان کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا کہ فوہا کیا کرنا چاہتی ہے' پھر فوہا نے زخمی کے قریب پہنچ کر اچانک ہی اس کے زخم پر زور سے ہاتھ مارا اور زخمی حلق پھاڑ کر چیخ پڑا۔ اس کی وحشت زدہ آنکھیں کرب سے کھل گئیں اور اس کے منہ سے مسلسل کراہیں نکلنے لگیں۔ تب فوہا نے لکڑی کا ٹکڑا اس کے دانتوں کے درمیان پھنسا دیا۔ غلانہ اور سمنانہ کو اس نے زخمی کے دونوں بازوؤں پر بٹھادیا تاکہ وہ ہاتھ نہ ہلا سکے پھر ماں کو اطمینان سے اشارہ کیا کہ اسے پانی پلائے۔

شہ بدان ششدر تھی۔ سب کچھ سمجھ میں آگیا تھا لیکن فوہا...... شہ بدان نے کرب سے آنکھیں پھاڑے ہوئے زخمی کے حلق میں آہستہ آہستہ پانی ٹپکایا پھر جب اسے پورا برتن پانی پلادیا تو غذا کی طرف متوجہ ہوئی اور اس سے کہا۔

"دیکھو' ہمت سے کام لو۔ روشنی والے نے تمہیں زندگی دی ہے اسے برقرار رکھنے کے لئے غذا ضروری ہے۔ میں تمہارے منہ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا نکال رہی ہوں۔ اپنے حواس قائم رکھنا۔"

شہ بدان نے لکڑی کا ٹکڑا زخمی کے منہ سے نکال دیا اور زخمی کے منہ سے گالیوں کا طوفان ابل پڑا۔ اس نے نہ جانے کیا کیا کہا' لیکن شدید غصے کے عالم میں وہ یہ گالیاں اپنی زبان میں دے رہا تھا جو ان میں سے کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی تھیں ساتھ ہی ساتھ اس نے غلانہ اور سمنانہ کو اپنے ہاتھوں پر سے دھکیلنے کی کوشش کی لیکن دونوں بچیاں بڑے اطمینان سے آلتی پالتی مارے اس کے بازوؤں پر بیٹھی رہیں۔ کمانڈر کا حکم تھا بھلا ٹل کیسے سکتی تھیں۔ شہ بدان نے نرمی سے کہا۔

"یہ غذا تمہاری زندگی کے لئے بہت ضروری ہے' لو اسے کھالو......" اس نے اپنی تیار کی ہوئی غذا زخمی کی منہ تک لے جاتے ہوئے کہا۔ زخمی کی آنکھوں سے شدید غصے کا اظہار ہو رہا تو… اس وقت شاید وہ حواس مجتمع نہیں کر پا رہا تھا' ورنہ اس نے ان کی زبان بھی بولی تھی۔ گویا وہ اس زبان کو جانتا تھا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بھی قیمت پر اس غذا کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہو' اس نے منہ بند کر کے رخ تبدیل کر لیا تو فوہا نے اپنی ماں سے کہا۔

"میرا خیال ہے میں اس کے زخموں پر مسلسل ضربیں لگاتی رہوں' اس کا منہ کھلے رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔" شہ بدان نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کی آواز زخمی کی دہشت زدہ چیخوں میں دب گئی۔

"مار ڈالوں گا' تجھے جان سے مار ڈالوں گا' ذلیل لڑکی میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا' یہ میرا عہد ہے۔" یہ الفاظ اس نے اس زبان میں کہے تھے جو ان لوگوں کی اپنی زبان تھی فوہا نے اطمینان سے کہا۔

"یہ سب بعد کی باتیں ہیں' اس وقت جب تم تندرست ہو جاؤ گے۔ اس عالم میں تو تم مجھے مار بھی نہیں سکتے اور سنو میں کسی بھی کام میں وقت ضائع کرنے کی عادی نہیں ہوں' کیا میں تمہارے زخموں پر ضربیں لگاؤں۔" زخمی کے چہرے پر بے بسی کے آثار طاری ہو گئے اور اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے فوہا کو دیکھتے ہوئے منہ کھول دیا' شہ بدان اس کے حلق میں غذا ڈالنے لگی' لیکن وہ زخمی کی آنکھوں میں کینہ توزی کے اثرات مسلسل دیکھ رہی تھی اور فوہا اطمینان سے اپنی دونوں بہنوں سے کہہ رہی تھی۔

"اس کے ہاتھوں کو ذرا بھی ڈھیل نہ دینا اگر یہ ہاتھوں کے استعمال کے قابل ہو گیا تو جدوجہد کرے گا اور مجبوراً مجھے اس کے زخم سہلانے پڑیں گے۔" زخمی کے معدے میں غذا اتارتے ہوئے شہ بدان نے فوہا پر غور کیا اور سوچنے لگی کہ اس چھوٹی سی عمر کی لڑکی کے اندر انتہا پسندی کے جذبات بھی ہیں اور یہ بے رحم بھی ہے۔ اس کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد غلمانہ اور سمنانہ' فوہا کے اشارے پر زخمی کے ہاتھوں پر سے اتر گئیں۔ شہ بدان نے خالی برتن ایک سمت رکھ دیا اور زخمی کی پیشانی آہستہ آہستہ سہلانے لگی۔ فوہا بولی۔

"ہم یوں کریں گے ماں کہ اب کے جب یہ بے ہوش ہو جائے گا تو اس کے دونوں ہاتھ رسی سے باندھ دیں گے تاکہ غلمانہ اور سمنانہ کو خطرہ درپیش نہ رہے۔" شہ بدان نے سخت نظروں سے بیٹی کو دیکھ کر کہا۔

"نہیں فوہا۔ اس طرح کسی کو تکلیف نہیں دیا کرتے بری بات ہے۔" زخمی عجیب سی نظروں سے ان لوگوں کو دیکھنے لگا۔ تب شہ بدان نے کہا۔

"دیکھو روشنی والے نے تمہاری تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا تھا' وہ تو ہو گیا اور میں جانتی ہوں تم اپنے بارے میں مسلسل جھوٹ بول رہے ہو کوئی تمہارے ساتھ نہیں ہے جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا وہ روشنی والے کا حکم تھا' ہم تمہاری تیمارداری کر رہے ہیں زندگی روشنی والے کی امانت ہے اور اس کا تحفظ تم پر فرض ہے۔ بہتر ہے کہ ہماری نیک نیتی تسلیم کرو اور ہم سے تعاون کرو۔"

"لیکن اس طرح اس نے میرے دونوں پاؤں کاٹ دیئے اور اس کے بعد میرے زخموں

…ب لگاتی ہے۔ آہ تم لوگ تصور نہیں کر سکتے کہ مجھے اب بھی کتنی تکلیف ہو رہی ہے۔"

"اگر تم ہم سے تعاون کرو تو آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" شہ بدان نے کہا۔ پھر بولی۔ "کیا تم اپنا …بتانا پسند کرو گے۔ اگر تمہارا دل چاہے یہ صرف اس لئے ہے کہ ہم تمہیں کسی نام سے مخاطب کریں۔"

"میرا نام باتو ہے۔" زخمی نے جواب دیا اور آنکھیں بند کر لیں اسے کچھ نقاہت سی محسوس ہو رہی تھی۔ شہ بدان نے فوہا سے کہا۔

"سنو اب اس کے بعد میں تمہیں کسی اور حرکت کی اجازت نہیں دے سکتی...... خیال رکھنا۔" فوہا نے گردن ہلا دی تھی۔

دوسرے دن باتو کو شدید بخار ہو گیا۔ وہ اس عالم میں ہذیان بکتا رہا تھا۔ فوہا کی نگرانی میں باقی دونوں بچیاں اس کی تیمارداری کر رہی تھیں۔ شہ بدان نے اس کا شدید بخار محسوس کر کے کہا کہ …ل کے نرم پتے پانی میں ڈبو کر اس کی پیشانی پر رکھے جائیں اور اس کارروائی پر عمل ہونے لگا۔ …بار باتو کو ہوش آیا تو اس نے جنونی انداز میں سمنانہ کے بال مٹھیوں میں جکڑ لئے اور انہیں زور زور سے جھنجھوڑنے لگا۔ پھر غرا کر بولا۔

"شیطان کی بچیوں۔ میری حالت بہتر ہو جانے دو' تم میں سے ایک ایک کو کتے کی موت نہ ماروں تو میرا نام باتو نہیں۔" سمنانہ کی چیخیں سن کر فوہا آ گئی تھی۔ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے سنبھالنا جانتی ہوں۔ ابھی تمہارے بال چھڑاتی ہوں۔" لیکن فوہا کے کسی عمل سے قبل باتو نے اس کے بال چھوڑ دیئے۔ وہ فوہا سے سخت خوفزدہ نظر آتا تھا۔ پھر اس نے شہ بدان سے کہا۔

"یہ ظالم لڑکی تمہاری پوری قوم کی نمائندہ ہے۔ خدا کے لئے اسے مجھ سے دور رکھا کرو! اس کی صورت دیکھ کر مجھے وحشت ہوتی ہے۔"

شہ بدان نے ناخوشگواری سے فوہا کو دیکھ کر کہا۔ "فوہا کیا تم نے پھر باتو کو تکلیف دی۔"

"ابھی نہیں ماں...... لیکن اس سے کہہ دو جو ضروری ہے وہ ضرور ہوگا۔ یہ میری بات مان لے ورنہ میں مجبوراً اسے تکلیف دوں گی۔"

"تم آئندہ اس کے زخم کو چھونے کی کوشش بھی نہ کرنا سمجھیں۔" شہ بدان نے غصے سے

"ایسا صرف اس وقت ہوگا جب یہ میری بات نہ مانے گا۔"

"میں تمہیں سزا دوں گی۔"

"ٹھیک ہے ماں۔ اس کے بعد میں اس سے اس سزا کا انتقام لوں گی اور رات کو سوتے میں اس کے زخموں پر ضربیں لگاؤں گی۔" فوہا نے چٹانی لہجے میں کہا اور باتو اس طرح کراہنے لگا جیسے اس کے زخموں پر ضربیں پڑ رہی ہوں۔

کئی دن گزر گئے۔ باتو کے زخم ٹھیک ہوتے جا رہے تھے۔ اسے جوں ہی موقع ملتا وہ بچیوں کی …ا کرتا۔ مجبوراً فوہا کو اس کے ہاتھ باندھنے پڑے فوہا کو دیکھ کر اس کی جان نکل جاتی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی حالت سدھرنے لگی اور ایک دن وہ بالکل پُرسکون تھا۔ فوہا اس کے لئے آگ پر

بھونی ہوئی مچھلی لائی تھی۔

"میں نے اس میں سے کانٹے صاف کر لئے ہیں۔ چلو منہ کھولو۔" نوہا نے تحکمانہ
اور باتو اسے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر اس کی آنکھوں میں محبت اتر آئی اور
خاموشی سے منہ کھول دیا۔ نوہا اسے مچھلی کھلاتی رہی۔ باتو کی نگاہیں اس کے چہرے پر جمی
اسی دوران شہ بدان قریب آ گئی۔

"اب تم بہت بہتر نظر آتے ہو۔" اس نے باتو کے پاس بیٹھ کر کہا۔ باتو کچھ نہ بولا تو
نے پھر کہا۔ "اس لڑکی نے تمہیں پھر تو تکلیف نہیں پہنچائی۔"

"یہ لڑکی......" باتو عجیب سے لہجے میں بولا۔ "شیطانوں کی سرزمین پر یہ فرشتہ کہاں
آیا ہے۔"

"فرشتہ...... کون......؟" شہ بدان نے حیرت سے کہا۔

"تم سب...... میں پاگل نہیں ہوں۔ بس تکلیف کی شدت نے مجھ سے حواس
تھے۔"

"اب تم بہتر نظر آتے ہو؟"

"شاید......!" باتو نے کہا پھر بولا۔ "تم یہاں تنہا ہو...... میں نے یہاں تمہارے
بچیوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔"

"ہاں یہاں ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔"

"کیوں......؟"

"بس۔ ایسا ہی ہے۔" شہ بدان آہستہ سے بولی اور باتو اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا
"انسانی نقطۂ نگاہ سے تم نے ایک انسان کی زندگی بچائی ہے اور اپنے طور پر تم نے
کام کیا ہے لیکن کاش تم ایسا نہ کرتیں کاش مجھے زندگی نہ ملتی۔ تم نہیں سمجھتی ہو لڑکی میر
نظریات قتل ہو گئے اور جب انسان کی زندگی کا مقصد ہی فوت ہو جائے تو موت اس کے
سے قیمتی چیز ہوتی ہے' تم نے مل جل کر مجھ سے میری موت چھین لی ہے حالانکہ ان حا
میرے لئے موت زندگی سے زیادہ دلکش ہوتی۔ میرا نظریہ ہی ختم ہو گیا۔ ساری زندگی
ہے میں نے۔ ایک آس قائم تھی کہ شاید کامیابی کا کوئی لمحہ عمر کی کسی منزل میں مل جائے
کو ہمیشہ مجھ سے بیر رہا ہے' تقدیر نے کبھی میرا ساتھ نہیں دیا اور اب تو تابوت میں آخری
گئی ہے۔ آہ تم نہیں سمجھتیں کہ موت کتنی قیمتی تھی میرے لئے۔ دیکھو ایک انسان عام حا
بھی جیتا ہے اور بعض اوقات کچھ نظریات اس کی زندگی بن جاتے ہیں اور اسے زندگی
صرف اس لئے ہوتی ہے کہ اپنے نظریات کی تکمیل کر سکے۔ میرے ساتھ یہ سانحہ پیش آ
ٹانگوں سے معذور ہو گیا۔ میں نے تم سے موت کی درخوست کی تھی' لیکن نہ مانے تم لوگ
سب مل کر مجھے زندگی کی جانب پھر سے کھینچ لائے...... لیکن تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ
زندگی سے زیادہ پسند تھی...... آہ نجانے اب ان تمام حسرتوں کے ساتھ کب تک جینا پڑے
کاش تم نے مجھے مرنے دیا ہوتا۔ کاش۔ کاش......"

"دیکھو زندگی اور موت روشنی والے کا کام ہے اس کائنات میں آنے سے پہلے تم

نہیں کرتے کہ تمہیں دنیا میں بھیجا جائے۔ تم زندگی پاؤ اور اپنی خواہشوں کی تکمیل کرو اور ایسا ہی
موت کے لئے ہوتا ہے جانے سے پہلے تم نہیں جانا چاہتے' لیکن چلے جاتے ہو' جب تمہارا آنا اور
جانا تمہارے بس میں نہیں ہے تو پھر روشنی والے کی رضا کیوں نہیں تسلیم کرتے۔ تم جیو اس وقت
تک جب تک کہ روشنی والا تمہاری زندگی کا فیصلہ نہ کر دے اس سے پہلے موت کی حسرت میں جینا
گناہ ہے بہتر ہے یہ گناہ تم نہ کرو......"

"خواہشیں دل میں زخم بن کر تکلیف دیتی رہیں تو زندگی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔" باتو نے
کرب زدہ لہجے میں کہا۔

شہ بدان نے ہمدرد نگاہوں سے اس معمّر شخص کو دیکھا پھر بولی۔ "کیا تمہارے دل میں کوئی'
یسی خواہش تھی جسے تم زندگی کا ہم پلہ سمجھتے ہو......"

"ہاں ایسی ہی بات ہے' اور اسی خواہش کی تکمیل کے لئے میں نے اپنے آپ کو برقرار رکھا
ہے میں ایک طویل سفر طے کر کے پہاڑوں کی اس سمت سے اس طرف آیا تھا۔ ہزاروں مشکلات
ے گزر کر اور جب میں یہاں پہنچ گیا تو میں نے سوچا کہ شاید اب وہ وقت آ گیا ہے جب میں اپنی
یاسی آرزوؤں کو سیراب کروں لیکن تقدیر نے مجھ پر آخری ضرب لگا دی اور میری اس جدوجہد کا
یشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا...... لڑکی کیا نام ہے تمہارا؟ آج میں شاید اپنے آپ میں لوٹ آیا
دں' نام بھی تو نہیں پوچھا میں نے تمہارا......؟"

"شہ بدان......"

"اور تمہاری بیٹیاں۔ وہ خوفناک لڑکی جس کے بارے میں میرا دل کوئی فیصلہ نہیں کر سکا کہ
ے چاہوں یا اس سے نفرت کروں......"

"وہ نوہا ہے...... باقی میری تینوں بیٹیاں سمنانہ غلمانہ اور شیرایہ ہیں۔"

"اور کوئی نہیں ہے یہاں......؟"

"نہیں...... لیکن مجھ سے میرے بارے میں پوچھنے کی بجائے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری وہ کیا
اہش ہے جس نے تمہیں اتنا بے چین کیا ہے؟"

باتو کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "تمہاری ان آبادیوں میں
غل ہو کر' تمہاری بستیوں کے لوگوں کا قتل عام کرنا چاہتا ہوں میں۔ اتنا خون بہانا چاہتا ہوں ان کا
، تا حد نگاہ خون کی کیچڑ پھیل جائے۔ اعضاء بریدہ جسموں کے انبار لگ جائیں۔ آہ کاش......
ں...... کاش......"

O......O......O

سومایہ نے کئی بار میان لائی کو راتوں کو جاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اس کی بے چینی اچھی طرح
وس کر رہی تھی۔ خود اس کی جو کیفیت تھی اس کا دل ہی جانتا تھا۔ اس کے امتحان کا وقت اب
ہ دور نہیں تھا اور جوں جوں یہ لمحات قریب آ رہے تھے اس کا دل بھی ڈوبتا جا رہا تھا۔ اب کیا
ا۔ اگر...... اگر وہ میان سے کیا ہوا وعدہ پورا نہ کر سکی تو۔

"میان۔ کیا تو مجھے انہیں غاروں میں بھیج دے گا جہاں شہ بدان کو بھیجا تھا۔"

"نہیں۔ وہ منحوس جگہ ہے اور اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تو سب کچھ...... سب

کچھ......"

"اگر میرا وعدہ پورا نہ ہوسکا تو......" سومایہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور میان لائی کے نقو پتھرا گئے۔ اس نے بھاری آواز میں کہا۔ "تو پھر ہمارے راستے بدل جائیں گے۔ میں مجبور ہو پوری بستی کے سامنے میں نے یہ اعلان کیا تھا۔ میں اس سے روگردانی نہ کرسکوں گا۔"

"میان۔ اگر تقدیر نے میرا ساتھ نہ دیا تو ایک بات یاد رکھنا میں صرف موت اپناؤں گ تیرے بغیر زندگی کا تصور محال ہوگا میرے لئے......"

"دیکھ۔ مجھ سے ایسی کوئی بات نہ کر جو مجھے شبہات کا شکار کردے۔ اگر تو مجھے عقابو وارث نہ دے سکی تو...... میرے لئے اجنبی عورت ہوگی اور ایک اجنبی عورت اپنے بارے مے بھی فیصلہ کرے وہ اس کا اپنا فیصلہ ہوگا جس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ آہ کاش روزال میرے پا ہوتا' بہت بڑا سہارا تھا وہ میرے لئے 'اب تو میں تسمورا کے جنگلات کا رخ بھی نہیں کرسکتا ک روزال میرے ساتھ ہے نہ وہاں کا موسم' میں کسی الجھن میں نہیں پڑنا چاہتا سومایہ۔ وعدے وعدے ہوتے ہیں اصول اصول ہوتے ہیں' شہ بدان کا اور میرا طویل عرصے کا ساتھ رہا ہے چاہتا تو اسے رعایت دے سکتا تھا لیکن میں نے اسے اپنی زندگی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ یہ بات میرے دل کے گوشوں میں چھپی ہوئی ہے کہ سزا صرف شہ بدان کو نہیں ملی بلکہ اس ساتھ چار لڑکیاں بھی اس سزا کا شکار ہوئیں اگر تیرے لئے میں کوئی رعایت کروں تو پھر مجھے عقا کا سردار نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ ایک چرواہا ہونا چاہئے جو جنگلوں میں بکریاں چراتا ہے' میں طور پر بہت پریشان ہوں اور اس وقت جب تو اپنے امتحان سے گزر رہی ہوگی' میرا تیرے پاس کسی طور ممکن نہیں ہے میں کہیں دور جاکر بیٹھ جاؤں گا لیکن واپس آؤں تو مجھے بیٹے ہی کی خوشخ ملے۔ اگر اس کے علاوہ کچھ ہوا تو پھر میں تجھ سے معذرت چاہوں گا کہ در گزر کی کوئی گنجائش ہے۔" میان لائی کا پتھریلا چہرہ اور پتھریلی آواز یہ بتاتی تھی کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس میں کوئی رعایت کا حامل نہیں ہوسکتا۔ بہت کٹھن وقت گزر رہا تھا سومایہ پر' قبیلے کی سردار ہوکر اس نے سے عیش کئے تھے اپنی ہر آرزو کی تکمیل کرلی تھی میان لائی سے محبت بھی کی تھی اس نے......

اب اس وقت میان لائی نے جو رویّہ بھی اختیار کیا اس نے سومایہ کے دل کو ایک عجیب سی کیفی شکار کردیا اس نے سوچا کہ یہ شخص صرف سردار ہے' انسان نہیں ہے۔ اس کے اوپر کوئی جذ انداز نہیں ہوتا' یہ محبت کے اس معیار سے خالی ہے ایسے شخص سے اتنی محبت تو نہیں کی چاہئے وہ تو صرف کاروبار کررہا ہے کسی کی زندگی کا مالک بن کر صرف اپنے مقصد کی تکمیل کا خوا ہے۔ نہیں یہ قابل محبت نہیں ہے اگر تقدیر نے مجھے بیٹا دے دیا تب بھی میں اس بات کو بھولوں گی کہ ایک لمحہ ایسا آیا تھا جب اس نے بے دردی سے مجھے زندگی اور موت کے درواز لا کھڑا کیا تھا۔ میان لائی اور کچھ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو تو نے میرے دل پر ایک دھبہ ضرور ڈال دیا اپنی ذات کے لئے۔ اتنا چاہا میں نے تجھے۔ میری محبت کوئی معنی نہیں رکھتی تو ٹھیک ہے۔ دیکھو مستقبل کا کیا فیصلہ کرتا ہے۔

ارارسہ نے سومایہ سے کہا۔ "میں تیرے چہرے پر خوف دیکھتی ہوں۔ کیا تجھے اپنے ماں پا اعتماد نہیں ہے۔"

مجھے تم پر اعتماد ہے ماں' لیکن......"

"لیکن کیا......؟"

"نہ جانے کیوں مجھے تقدیر پر اعتماد نہیں ہے۔"

"اور میان لائی پر......؟"

"اب اس پر مجھے ذرہ بھر اعتماد نہیں ہے۔ وہ انسان نہیں' سردار ہے صرف سردا ر......"

"یہی کہنا چاہتی تھی میں۔ اس کے لئے پاگل نہ ہونا۔ کبھی پاگل نہ ہونا۔ وہ ایک روایتی مرد ایسے لوگوں کو چاہا نہیں جاتا۔ بس ان سے مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔" میاں لائی آگیا تو نے چولا بدل لیا اور مسکرا کر بولی۔ "تجھے مبارک ہو لائی' تیری آرزوؤں کی تکمیل کا وقت لکل قریب ہے۔ تو نے انتظامات تو کرلئے ہیں۔ دایہ کون ہے؟"

"میں نے ابھی معزز بزرگ الخت بانغہ سے ملاقات کی ہے۔ اس نے بتایا کہ تو یہاں آئی تیرا یہاں آجانا بہت بہتر ہے۔ سارے انتظامات تجھے کرنے ہوں گے معزز عورت۔ مجھے اس ے آزاد کردے میں سرحدی پہاڑ کی چوٹی پر جاکر عبادت کروں گا اور بس...... دیکھ...... اگر لئے خوشخبری ہو تو کسی کو پہاڑ پر بھیج دینا۔ اگر میرے لئے خوشی کی خبر نہ ہو تو میرے واپس ے قبل اپنی بیٹی کو...... اس کی بیٹی کے ساتھ خاموشی سے اپنے گھر لے جانا' اور اس وقت مجھے تیرے اہل خاندان میں سے کسی کی شکل نظر نہ آئے جب تک میں اپنے مقصد کے حصول لئے کسی اور عورت کو اپنی زندگی میں شامل نہ کرلوں۔ اس بارے میں کوئی احتجاج نہ ہو۔ تو نے بات سن لی!"

ارارسہ نے معنی خیز انداز میں گردن ہلا دی۔ اس کی آنکھوں میں تمسخرانہ چمک تھی......!

کچھ دیر کے بعد میان لائی وہاں سے چلا گیا۔ سومایہ کا چہرہ دہشت کی تصویر بنا ہوا تھا ارارسہ طرف متوجہ ہوکر بولی۔ "تو نے معزز سردار کی گفتگو سنی۔ کیا اس کے سینے میں انسان کا دل " سومایہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے کے سوا کچھ نہ کرسکی۔ ارارسہ نے کہا۔ "تو خوفزدہ "

"ہاں ماں' میرا دل بیٹھا جارہا ہے۔ نہ جانے کیوں مجھے اپنے کانوں میں سرگوشیاں سی محسوس ہیں۔ جیسے کوئی مجھ سے کہہ رہا ہو کہ میں عقابوں کو وارث نہ دے سکوں گی۔"

"تیری بزدلی تجھے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس وقت تو' تو بزدل نہیں تھی جب تو نے بے شمار کے درمیان کہا تھا کہ تو میان لائی کے بیٹے کی ماں کہلائے گی۔"

"ہاں ماں' اس وقت میں بہت دلیر تھی۔ مجھے اپنے حسن و جمال' اپنی عشوہ طرازیوں پر ناز ہرا خیال تھا کہ میں اپنی عمر سے کہیں زیادہ عمر والے میان لائی کا دل مٹھی میں لے لوں گی۔ اس طرح اپنا دیوانہ بنالوں گی کہ وہ میرے بغیر جینا بھول جائے گا۔ وہ بیٹے سے زیادہ میری کی خواہش کرے گا۔ میں نے شہ بدان کا ایک ایک نقش اس کے دل سے مٹانے کی ہر ں میں کامیابی حاصل کرلی لیکن مستقبل کے خوف کا وہ پہلا دن تھا جب میان لائی نے بوڑھی لو قتل کیا۔"

"کیا۔؟" ارارسہ اچھل پڑی۔

"اس راز کو دل میں رکھنا کیونکہ اسے میرے سوا کوئی نہیں جانتا' میان نے طور میں خنجر گھونپ دیا تھا۔"

"مگر کیوں؟"

"کیونکہ اس نے ہمارے سامنے ایک منحوس پیش گوئی کی تھی۔ اس نے کہا عقابوں کو وارث نہ دے سکوں گی۔ میان لائی نے طیش کھا کر اسے قتل کر دیا تھا۔"

"آہ تو یہ ہے طورا کی موت کا راز۔ جو آج تک حل نہ ہو سکا تھا اور لوگ حیران اس بے ضرر بوڑھی سے کیسے دشمنی ہو سکتی ہے اف میان کتنا سنگ دل ہے۔"

"لیکن کسی کو یہ بات معلوم نہیں ہونی چاہئے ماں...... اس سے مجھے یہ پتہ چلا ک دل میں کیا تھا۔"

"میں طورا کی پیش گوئی کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ اس نے کبھی کوئی غلط پیش کی ہے۔ اس کا مطلب ہے۔"

"میرا خوف بے جا نہیں ہے ماں۔"

"تجھے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ ماں باپ پر بھروسہ رکھ۔" ارا سہ نے کہا۔

"نہ جانے کیا ہوگا۔" سوما یہ کے حلق سے سرگوشی نکلی۔

O......O......O

الخت باغہ شیر ماہ کے کوستے میں داخل ہو گیا۔ بوڑھے شیر ماہ نے اس کا استقبال کیا دیکھتا ہوا بولا۔ "سب خیریت ہے نا باغہ...؟"

"ہاں خیریت تو ہے لیکن وہ لمحات آ گئے ہیں جن کے بارے میں تجھ سے کہا تھا۔"

"تو کیا......؟" شیر ماہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں' ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ لیکن شیر ماہ' میں تیاریاں مکمل رکھنا چاہتا ہوں۔" ال بولا۔

"کیا ابھی' اسی وقت......؟"

"ہاں۔ کیا تو نے اپنی بہو اور بیٹے سے بات کر لی ہے؟"

"ماہ لخت خوشی سے تیار ہے کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ لیکن میری ہدایت پر اس نے اپ سے ابھی بات نہیں کی ہے۔"

"اور تیری بیوی۔"

"سب سے پہلے اس سے بات کی تھی۔"

"اس نے کیا کہا۔"

"تیری اور میری تو صرف دوستی ہے الخت باغہ۔ مگر سارغہ میری بیوی کے ماموں کا بیٹا

"میں جانتا ہوں۔ کیا وہ تیار ہے۔"

"اس کے دل میں انتقام کی آگ ہے اور یہ بہترین موقع ہے۔ وہ خوشی سے تیار ہے۔"

"تب تو کوئی مشکل ہی نہیں ہے۔ اب بتا اس کے لئے اور کیا کرنا ہے۔ میں ماہ لخت بیوی کو بلاتا ہوں۔ ہمیں تیرے ساتھ مل کر اپنی بہو سے بات کرنی ہوگی۔"

"شیر ماہ کا بیٹا ماہ لخت اور بیوی رائیسہ' تمام باتیں سن کر تیار ہو گئے اور پھر الخت باغہ ان ے ساتھ کوستے کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے جہاں عشمہ اپنے نومولود بیٹے کو گود میں لئے تھی۔ اس نے الخت باغہ کو تعظیم دی۔ بیٹے کی محبت سے سرشار تھی۔ سب نے ایک دوسرے صورت دیکھی۔ پھر الخت باغہ نے کہا۔

"عشمہ' اس وقت ہم سب تیرے پاس ایک مشکل کام سے آئے ہیں۔ تو کیا ہماری بات سننا رے گی۔"

عشمہ نے حیرت سے الخت باغہ کو دیکھا پھر بولی۔ "میں معزز باغہ کا باپ ہی کی مانند احترام ہوں۔ اس لئے بھی کہ میں نے اور سوما یہ نے بچپن ساتھ گزارا ہے اور ہم نے ہمیشہ ایک ے سے محبت کی ہے۔"

"یہ اور بہتر بات ہے۔ پھر تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ تیری بچپن کی دوست کو اپنی بقاء کے یری قربانی درکار ہے۔"

"قربانی۔" عشمہ نے گھبرائی ہوئی آنکھوں سے یہاں کھڑے تمام افراد کی صورت دیکھی۔

"جس کام سے باغہ یہاں آئے ہیں ہم سب اس سے اتفاق رکھتے ہیں عشمہ۔ اور ہماری ہے کہ تو باغہ کے حکم کی تعمیل کر۔" ماہ لخت نے بیوی سے کہا۔

"میں' میں کچھ سمجھی نہیں ہوں۔" عشمہ نے بدستور گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"عشمہ' تجھے علم ہے کہ سوما یہ کی شادی سردار میان لائی سے ہوئی ہے اور میان لائی کی شرط اگر سوما یہ نے اسے عقابوں کا وارث نہ دیا اور پہلے بچے کی پیدائش پر اگر وہ لڑکی ہوئی تو میان خود سے جدا کر دے گا اور کسی اور سے شادی کر لے گا۔" الخت باغہ بولا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے۔"

"وہ وقت قریب آ گیا ہے اور یہ تو روشنی والا ہی جانتا ہے کہ وہ سوما یہ کو بیٹا دیتا ہے یا بیٹی۔ سوما یہ پر یہ کٹھن گھڑی ہے اس کی زندگی اس کا وقار' داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اگر اس کے ہاں بیٹا نہ اسے موت کا مزا چکھنا پڑے گا۔ پھر اس کی زندگی ممکن نہ ہوگی۔ کیا تو اپنی اس دوست کی بچا سکتی ہے۔"

"کیسے......؟" عشمہ نے پوچھا۔

"اپنا بیٹا دے کر۔" الخت باغہ نے کہا۔

"کیا......؟" عشمہ پر بجلی گر پڑی۔ اس نے سہم کر اپنے بچے کو سینے میں بھینچ لیا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روشنی والا اسے بیٹا ہی دیدے۔ اگر ایسا ہو گیا تو تیرا بیٹا خاموشی سے اپس کر دیا جائے گا۔ اور تیرے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔" عشمہ نے شدید بے چینی کے عالم میں کہا۔

"یہ ضروری ہے عشمہ۔ اس عمل سے بہت سے جذبات وابستہ ہیں۔ ہو سکتا ہے روشنی والا لو بیٹا نہ دے۔ اگر ایسا ہوا تو میرا بیٹا' ہمارا خون' عقابوں کا سردار بنے گا۔ اور سارغہ کے تو کچھ ہوا ہے' میان کو اس کا صلہ ملے گا اور تو جانتی ہے عشمہ' سارغہ میری ماں کے بھائی کا -" رائیسہ نے کہا۔

”مگر میں اپنی گود کیسے سُونی کر سکتی ہوں۔“ عشمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

”تیری گود سُونی نہ رہے گی‘ سومایہ کی بیٹی تیری آغوش میں پروان چڑھے گی۔“ ا
کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ عشمہ نے روتے ہوئے کہا۔

”بآسانی ہو سکتا ہے‘ عشمہ ..... ذرا سمجھداری سے سوچ۔ تھوڑا سا فاصلہ ہوگا اولادوں کا ایک دوسرے سے۔ تم دو بہنوں کی طرح ایک دوسرے کی اولاد کی پرورش ا خوش نصیب ہے عشمہ کہ یہ منصب تجھے ملا۔ میں نے تین چار جگہ انتظام کیا تھا اور می سے پورے تعاون کے لئے تیار تھے۔ براہن کے گھر بیٹی پیدا ہو گئی۔ اسمولہ کے گھر مردہ چند دوسرے ابھی بامراد نہیں ہوئے۔ یہ سب اس عمل کے لئے تیار تھے لیکن روشنی کے بیٹے کو یہ منصب دینا چاہتا ہے۔“

”آہ‘ ایسا نہ کرو..... روشنی والا سومایہ کو بیٹا دیدے۔ مجھ سے میرے دل کے چھینو۔“ عشمہ نے زار و قطار روتے ہوئے کہا۔

”روشنی والا تیری زبان مبارک کرے۔ اگر تیری دعا سے ایسا ہو گیا تو تیرا بیٹا! کی طرح پروان چڑھے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو..... تجھے ہمیشہ اعلیٰ اور جب تیرا بیٹا سردار بن کر میان سے اقتدار حاصل کر لے گا تو قبیلے والوں کو بتا سارغہ کا خون ایک بار پھر عقابوں کا سردار ہے اور اسی تدابیر سے کام لیا گیا ہے جس نے سارغہ سے سرداری لی تھی۔“

”کیا سومایہ کو یہ بتایا جائے گا کہ اس کا نہیں میرا بیٹا ہے۔؟“

”ہاں عشمہ۔ اولاد ماں کے وجود کا حصّہ ہوتی ہے۔ مجبوری اور مصلحت الگ کے لئے اپنی اولاد دنیا بھر سے پیاری ہوتی ہے سومایہ کو یہ ضرور بتا دیا جائے گا۔ اگر رو اسے اس منصب سے محروم رکھا تو وہ پرورش تیری اولاد کی کرے گی اور اس کی ممتا ہو گی جو تیری آغوش میں پروان چڑھے گی۔ اسی طرح تجھے پورا حق حاصل ہو گا کہ تو میں پروان چڑھنے والے کو اپنی محبت سے نوازے۔ جگہ بدل جائے گی ممتا نہیں چھنی؟

”آہ۔ کیا تم وعدہ کرتے ہو بزرگ باغہ۔“

”ہاں‘ ایک انسان کی حیثیت سے‘ ایک باپ کی حیثیت سے جو اپنی بیٹی کی بقاء؟

”ٹھیک ہے‘ میں تیار ہوں۔“ عشمہ نے سسکتے ہوئے کہا۔

”لا..... اسے میرے حوالے کر دے۔“ الخت باغہ نے بچے کو لینے کے لئے ہا اور عشمہ نے رخ بدل کر بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ ”میں آخری بار تجھے اطمینان تیری ممتا تجھ سے نہ چھینی جائے گی۔“ الخت باغہ نے کہا اور دوسروں کو اشارہ کر کے چھوڑ کر باہر نکل آیا..... باہر نکل کر اس نے کہا۔ ”یہ تیری ذمے داری ہے ماہ سنبھالے رکھے۔ ہم ان کٹھن لمحات سے گزریں۔“

”یہ کام میں کر لوں گا باغہ.....“ ماہ لخت نے کہا۔

”ایک خیال میرے ذہن میں آتا ہے باغہ.....“ شیر ماہ نے کہا۔

”وہ کیا.....؟“

”یہ بچہ پانچ دن کا ہو چکا ہے۔ اور نومولود نہیں لگتا۔ کہیں میان کو شبہ نہ ہو جائے۔“

”میان آسمانی دماغ نہیں رکھتا۔ بیٹے کی خبر ملنے پر وہ اس طرح پاگل ہو جائے گا کہ اس بات پر غور بھی نہ کرے گا۔“

”میں نے فرض دوستی پورا کر دیا ہے باغہ۔“

”ہاں۔ اس احسان کو میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ اس وقت بھی جب روشنی والا اپنا فیصلہ سنا دے گا۔ ہو سکتا ہے تقدیر ہمیں یہ کھیل کھیلنے سے باز ہی رکھے۔“

”میری دعائیں تیرے ساتھ ہیں باغہ.....!“

”میں چلتا ہوں۔“ الخت باغہ نے بچے کو کپڑے میں لپیٹا اور اسے اپنے ڈھیلے لباس میں چھپا کر شیر ماہ کے کوستے سے باہر نکل آیا۔ اسے دنیا کی نگاہوں سے چھپ کر سردار کے کوستے تک پہنچنا تھا۔ اراسہ بے حد چالاک تھی اور میان میدان چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔ اس لئے اس سازش کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ کوستے میں بے حد سناٹا تھا۔ الخت باغہ نے اندر داخل ہو کر اراسہ کو پکارا۔ اور اراسہ باہر نکل آئی۔ اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

”سومایہ کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔“ الخت باغہ کے دل پر گھونسہ سا لگا۔ لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا اور..... بولا۔ ”سومایہ کس حال میں ہے؟“

”وہ بے ہوش ہے۔“

”تو پھر جلدی کر لے اسے سنبھال اور اسے لے آ تاکہ میں دوسرے مرحلے سے گزر جاؤں۔ اور سن ..... ابھی سومایہ کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ اسے ہوش آنے پر یہی بتایا جائے کہ روشنی والے نے اسے عزت بخشی ہے تاکہ وہ میان کو صحیح تاثر دے سکے۔ اگر اسے حقیقت معلوم ہو گئی تو وہ اداس ہو جائے گی اور میان مشکوک ہو جائے گا۔ وہ احمق نہیں ہے۔“

”میں سمجھتی ہوں۔“

”اس کام کی تکمیل کے بعد شور شرابہ کر‘ خوشیوں کا اظہار کر تاکہ دوسرے سب سچ مان جائیں۔“

”ہاں‘ میں ایسا ہی کروں گی۔“ اراسہ نے کہا۔ اور الخت باغہ نے بچہ اس کی گود میں تھما دیا جسے لے کر اراسہ اندر داخل ہو گئی۔ اور پھر اس نے ایک ننھی سی گٹھری لا کر اس کی آغوش میں تھما دی اور الخت باغہ خاموشی سے باہر نکل گیا.....

O.....O.....O

اس کے بعد شہ بدان نے باتو سے کئی سوالات کئے لیکن اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس پر ایک ہیجانی کیفیت طاری ہو گئی ہے اور شاید وہ اب کچھ نہ بتائے۔ شہ بدان کے ہر سوال کے جواب میں وہ اپنی زبان میں کچھ کہنے لگتا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات یہی بتاتے تھے کہ وہ گالی بک رہا ہے۔ شہ بدان نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔ وہ زمانہ شناس تھی‘ دل پر لگی ہوئی چوٹ سے واقف اور یہ اندازہ اسے بخوبی ہو گیا تھا کہ یہ شخص زخم کھائے ہوئے ہے اور شاید پہاڑ والوں سے نفرت کرتا

ہے۔ شہ بدان کو اس کے باوجود اس سے نفرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ تو خود بھی انسانوں ہی سے چو
کھائے ہوئے تھی‘ اس کے دل کی کسک زندگی کی آخری سانس تک ختم نہیں ہو سکتی تھی۔ با
لائی نے اس پر جو ظلم کیا تھا اسے بھلا کیسے بھلایا جاسکتا تھا۔ بہتر یہ ہوتا کہ اگر اس نے شہ بدان
نجات حاصل کرنے کا فیصلہ ہی کر لیا تھا اس کے جگر کا ٹکڑا اسی کے حوالے کر دیتا اور اسے نکال
لیکن اس جرم کے خلاف شہ بدان کی طرف سے ایک بھی لفظ ادا کرنے والا روئے زمین پر ک
نہیں تھا اور آج بھی تنہائیوں میں کچھ بے نام نقوش روتے بسورتے‘ ماں کو یاد کرتے محسوس ہو
تھے اور اس وقت شہ بدان کی آنکھیں آنسوؤں کے دریا بہا دیتی تھیں وہ تو تقدیر نے ساتھ دیا تھا‘
یہ ویران گوشہ مل گیا تھا اور روشنی والے نے اسے زندگی گزارنے کے لوازمات سے آراستہ کر
تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نجانے اسے کہاں پناہ ملتی۔ اس کے علاوہ ان معصوم بچیوں نے جو سر
زادیاں تھیں اور جنہوں نے زندگی کا مختصر سفر بڑے سکون سے طے کیا تھا کچھ اس طرح سے یہا
کے نظام کو سنبھالا تھا کہ یقین نہیں آتا تھا...... فوہا کو یوں لگتا تھا جیسے اپنی عمر سے دس گنا زیادہ ب
ہو گئی ہو۔ ہر کام میں اتنا ٹھہراؤ‘ ہر کام میں اتنی خود اعتمادی کہ اس عمر کی بچی سے تصور بھی نہ
جائے۔ چھوٹی بہنوں کو اس نے مکمل طور سے اپنا مطیع کر لیا تھا اور سب کے درمیان اس قد
یگانگت تھی کہ بعض اوقات شہ بدان خود بھی ششدر رہ جاتی تھی جو کچھ بھی وہ کرتیں...... وہ
ان کے تجربے میں شامل تھا انہیں اس بارے میں کچھ معلوم‘ بس یوں لگتا تھا جیسے روشنی والے
رہنمائی ان کے ساتھ ہو‘ پھر یہ شخص مل گیا تھا جو عجیب سا انسان تھا۔ اصولی طور پر ایک اجنب
پہاڑوں کے درمیان جگہ نہیں دینی چاہئے تھی اور اسے سب سے پہلے زندگی سے محروم کر دینا چا
تھا کیونکہ یہی پہاڑوں کی ریت تھی لیکن یہ رواج بہتر تو نہ تھے‘ انسانوں سے زندگی چھین لینا پہاڑ
میں رہنے والوں کا معمولی سا مشغلہ تھا جب کہ زندگی دینا اس سے کہیں بہتر ہوتا ہے۔ ان پہاڑ
والوں نے شہ بدان کے ساتھ ہی کون سا بہتر سلوک کیا تھا جو وہ ان کے بنائے ہوئے قوانین
پابندی کرے۔ یہ تصور بھی باتو کے حق میں ہی جاتا تھا۔ شہ بدان نے تو اسے مردہ سمجھ لیا تھا لیک
روشنی والا شاید اسے زندگی دینا چاہتا ہے جو اس عالم میں بھی اسے زندہ رکھے ہوئے ہے۔ غرض
کہ فوہا اور اس کی بہنیں باتو کی تیمارداری کرتی رہیں‘ جو کچھ بھی دستیاب ہوتا اسے کسی نہ کسی طر
کھلایا جاتا جو چیز بھی ہاتھ لگ جاتی چاہے اس کی کیفیت کچھ بھی ہو باتو کے زخموں پر باندھ دی جا
اور نجانے کون کون سی جڑی بوٹیوں نے اپنا عمل دکھانا شروع کر دیا باتو کے زخم سوکھنے لگے‘ اس
تکلیف کم ہو گئی‘ بخار بھی اتر گیا اور وہ زندگی کی جانب لوٹنے لگا۔ اب وہ زیادہ تر خاموش رہتا تھ
اور نجانے کیسی کیسی سوچوں میں گم رہتا تھا۔ پھر ایک دن جب اس کے زخموں سے چوڑے پٹے
تو اس کا گوشت اندر کی جانب مڑ چکا تھا اور ان پر کھرنڈ آ گیا تھا۔ باتو نے خود بھی اپنے زخموں
دیکھا۔ پھر عجیب سی نظروں سے آسمان کو اور اس کے منہ سے نکلا۔ ”تیرے کھیل بھی عجیب ہو
ہیں مالک‘ جو زندگی کا خواہشمند ہوتا ہے اسے زندگی سے اتنا دور کر دیا جاتا ہے کہ زندگی اس کے
موت بن جائے۔ اور جسے اس دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی‘ اسے زندگی کی طرف گھسیٹ لا
تو اب کیا فائدہ جینے سے۔ کیا یہ زندہ بے مقصد نہیں ہے‘ لیکن یہ اندازہ ہو گیا کہ تجھ سے انحرا
ممکن نہیں‘ کیا لوگ ہیں یہ‘ پتہ نہیں ان کی کہانی کیا ہے‘ ان ویرانوں میں یہ چار بچیاں اپنی ماں

ساتھ تنہا زندگی کیوں بسر کر رہی ہیں کچھ بتائیں تو علم ہو ورنہ کیسے پتہ چلے...... “ باتو کے دل کے
گوشے ان کے لئے نرم ہونے لگے۔ بے غرض بے مقصد انہوں نے اس کی تیمارداری کی تھی۔ باتو
کو احساس تھا کہ اس نے بچیوں کے ساتھ کتنا بُرا سلوک کیا ہے‘ لیکن کسی کی پیشانی شکن آلود نہیں
ہوئی تھی بلکہ وہ ہنس ہنس کر اس کی تیمارداری ہی کرتی رہی تھیں۔ اور کسی نہ کسی طرح اسے زندگی
کی جانب گھسیٹ لائی تھیں۔ خاص طور سے وہ لڑکی جو ان سب سے بڑی تھی اور جس کا نام فوہا تھا‘
اور جو اس قدر سرکش تھی کہ اپنا ہر کام کر لینا جانتی تھی اصل میں سارا کیا دھرا اسی کا تھا در حقیقت
اس نے اسے ٹوٹی ہوئی ٹانگوں سے نجات دلا کر ہی زندگی بخشی تھی۔ ورنہ اگر اس کی وہ کرچی کرچی
ٹانگیں جسم سے جڑی رہتیں‘ تو وہ اسی کرب و اذیت کا شکار ہو کر مر جاتا مگر روشنی والے کو اس کی
موت منظور نہیں تھی۔

اب باتو کی نگاہیں فوہا کی جانب اٹھتیں تو ان میں محبت کا ایک سمندر موجزن ہوتا...... لیکن
اس نے کبھی اپنی اس محبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بچیوں کو بھی اس نے بے طلب ہی پایا تھا اس کے
سارے کام وہ اس طرح سرانجام دیتی تھیں جیسے وہ ان کا فرض ہوں۔ سب سے چھوٹی سب سے
پیاری بچی سے اس نے پوچھا...... ”شیرا یہ تمہیں مجھ پر غصہ نہیں آتا۔ میں نے تمہیں کتنی تکلیفیں
دی ہیں۔“ شیرانہ ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ ”یہ تو تم سوچتے ہو باتو...... ہمیں تو تمہارا ساتھ بہت اچھا لگتا
ہے ہم تمہارے دوست ہیں۔ تم جو کچھ کرتے ہو بعد میں ہم اسے یاد کر کے خوب ہنستے ہیں اور فوہا
کہتی ہے کہ دیکھو کسی تندرست آدمی کی بات کا بُرا مانا جاسکتا ہے۔ لیکن جسے تکلیف ہو اور وہ کچھ
کہے تو اس کی بات کا بالکل بُرا نہیں ماننا چاہئے۔“

”وہ لڑکی آسمان سے اتری ہے‘ یقیناً وہ تمہاری اس سرزمین کی باشندہ نہیں ہے۔“

یہ تمام باتیں عقب سے شہ بدان بھی سن رہی تھی آہستہ آہستہ قریب آئی اور
بولی...... ”اور یہ سچ ہے باتو کہ روشنی والے نے تمہیں زندگی دے کر ہم پر احسان کیا ہے اور کچھ
نہیں تو تم سے دل کی باتیں کی جاسکتی ہیں اور اگر کسی کو دل کا ہمراز مل جائے تو اس کے لئے وہ کتنا
قیمتی ہوتا ہے یہ کسی تنہا انسان سے پوچھو......؟“ باتو نے گردن گھما کر شہ بدان کو دیکھا اور دیر تک
دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

”ہاں انسان انسان ہی کے سہارے تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ اب میں زمین کا بوجھ ہوں
لیکن تمہاری بات مجھے یہ احساس دلاتی ہے کہ زمین پر اگ آنے والی کانٹوں دار جھاڑیاں بھی کبھی
کبھی کسی کی ضرورت بن جاتی ہیں۔ خیر زخم تو نہ جانے کون کون سے دلوں پر ہوتے ہیں۔ زخمی خود
ہی ان کا درد جانتا ہے لیکن تم لوگوں نے جس طرح میرے لئے یہ سب کچھ کیا ہے یقین کرو میرے
کچھ زخموں کا مداوا ہو گیا ہے۔ آہ تمہیں کیا معلوم میں کتنا دکھی انسان ہوں‘ کیا کہوں تم سے اپنے
بارے میں‘ کیا سناؤں تمہیں اپنے دل کی کہانی کوئی نہ کوئی المناک کہانی تمہاری بھی زندگی سے
وابستہ ہوگی...... میرا دل چاہ رہا ہے کہ آج میں اپنے دل کی کتاب کھول دوں ہو سکتا ہے کہ اس
طرح وہ مواد بہہ جائے جو اب مجھے اور بے چین کئے ہوئے ہے۔ اس تصور کے ساتھ کہ میرا ناکارہ
جو اب اپنے مقصد کی تکمیل نہیں کر سکتا‘ سنو بیٹھ جاؤ‘ سن لو میری داستان...... ہو سکتا ہے یہ مواد
بہہ جانے سے مجھے کچھ سکون مل جائے۔ باتو ہے میرا نام‘ بھرے پرے گھر کا مالک تھا۔ ماں باپ بھی

تھے' بہن بھائی بھی بہت سے تھے نیپال کے باشندے ہیں ہم لوگ۔ بلکہ نیپال کے باشندے
میرا باپ ایک غیور انسان تھا۔ شاید اس دنیا میں غیور انسانوں کی کھپت کم ہی رہی ہے اور ان
ساتھ المناک کہانیاں ہی وابستہ رہی ہیں' پتہ نہیں غیرت کو اتنا بڑا مقام حاصل ہے تو پھر وہ اتنی
وقعت کیوں ہے' شاید میں ایسی باتیں کر رہا ہوں جنہیں سمجھنا تمہارے لئے مشکل ہو' بس ایسا
ہوا تھا۔ شاہ وقت کو میرے باپ کی غیرت مندی پسند نہیں آئی اور ہمیں باغی قرار دے دیا'
ہمارے لئے موت کی سزا تجویز ہوئی۔ میرا غیرت مند باپ مرجانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کی بیوی
اسے اس کے بچوں کا حوالہ دیا اور کہا کہ ابھی یہ معصوم کونپلیں تو ابھی اپنی جڑیں تک مضبوط
کر سکی ہیں ان کی آبیاری اسی نے کی ہے تو ان کے تحفظ کا ضامن بھی وہی ہے اور اگر وہ اپنی
لئے ایسا نہ کرے تو انسانیت کا مجرم قرار پائے۔ تب میرے باپ نے اپنی زمین چھوڑ دی اور
وقت کے آدمی اس کے پیچھے خونخوار کتوں کی طرح دوڑ پڑے' مجھے اچھی طرح یاد ہے ہمارے
سے معرکے ہوئے اور میرے باپ نے ان کے دلوں پر اپنی دلیری کے سکے بٹھا دیئے' لیکن
تعداد بڑھتی چلی گئی اور ہم پھولاں کھا نچن کے نامعلوم خطوں کی طرف دوڑنے لگے۔ ہمیں
معلوم تھا کہ اس طرف بھی بدترین موت' ہماری منتظر ہے' ہم نے اپنے آپ کو شاہ نیپال کی
سے محفوظ کرلیا لیکن پھر کھنتالے ہمارے پیچھے لگ گئے۔ تمہاری بستیوں کے لوگ' ہم ان
بچتے رہے' سرحدیں بدلتی رہیں' لیکن ہر جگہ دشمنوں نے ہی ہمارا استقبال کیا اور ہماری موت
سامان کرتے رہے پھر ہم ان کے قبضے میں آگئے۔ میرے باپ نے گڑگڑا کر ان سے کہا کہ وہ
سرزمین پر رہ کر اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی بچانا چاہتا ہے لیکن یہاں بھی انسانیت کی کمی
میرے بہن بھائیوں اور ماں باپ کو ہلاک کردیا گیا مجھے بھی شدید زخمی کر کے دریا میں پھینک
یہ سوچ کر کہ میں مرچکا ہوں لیکن بدنصیبی نے میری زندگی باقی رکھی میں بہتا ہوا بہت دور جا
وہاں مجھے زندگی مل گئی زندگی پانے کے بعد میرے دل میں انتقام کے زخم کے علاوہ اور کوئی چ
نہیں تھی۔ میں قوت حاصل کرتا رہا اور اس کے بعد میں نے لاتعداد انسانوں سے اپنا انتقا
میں نے اس شاہ کے خاندان کو فنا کردیا۔ جس نے میرے باپ کو باغی قرار دے کر ہم لوگوں
کے منہ سے ڈھکیلا تھا' انتقام کا ایک اور حصہ ان کھنتالیوں کے لئے میرے دل میں موجود
میں اس کے لئے سرگرداں رہا لیکن کھنتالیوں کی طرف جانے کے لئے کوئی معقول راستہ نہ
مجھے۔ نجانے کیا کیا جتن کئے میں نے ...... لوگوں کو ان علاقوں کی طرف راغب کرنے
طرح طرح کی حرکتیں کیں' کچھ لوگ میری سازشوں کے جال میں گرفتار بھی ہوگئے۔
مصنوعی خزانوں کے نقشے بنائے اور مہم جوؤں کو ہتھیاروں سے آراستہ کر کے اس سمت
لیکن پہاڑ پار کے لوگوں نے ہمیشہ انہیں ہلاک کر ڈالا' میری یہ عمر انہی کوششوں میں گزر
پاپڑ بیلے میں نے مگر کامیاب نہیں ہوسکا اور پھر میں مایوسی کا شکار ہوگیا تھا کہ چند اور لوگ
جو اس طرف آنا چاہتے تھے میرے دل میں اور کوئی بات نہیں تھی بس میں ان لوگوں کو
قتل کر کے اپنے انتقام کی آگ بجھانا چاہتا تھا۔ نئے آنے والے بڑے ہی صلح جو قسم کے انسان
کھنتالیوں کا سامنا ہونے کے باوجود انہوں نے ان پر ایک بھی گولی نہیں چلائی۔ البتہ میں
یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن تقدیر ہی کم بخت ساتھ نہیں تھی۔ ایک آبشار سے

ٹانگوں سے محروم ہوگیا۔ اب تم خود بتاؤ شہ بدان' مجھ جیسے شخص کے لئے جینے کا کون سا
موجود ہے۔ کیا میں موت کی خواہش غلط کرتا تھا ان ناکامیوں کے بعد جو معذوری میرے مقدر
ئی' کیا اس کے بعد بھی مجھے زندگی سے پیار ہونا چاہئے۔"

"ہاں...... جب کہا جاتا ہے کہ زندگی دینا اور زندگی لینا روشنی والے کا کام ہے تو پھر ہم لوگ
کے کام میں مداخلت کیوں کرتے ہیں ...... بابا باتو' تم جیئو اس وقت تک جب تک روشنی والا
لئے فیصلہ نہ کردے۔ تم ہمارے لئے جیئو' ہم تمہیں چاہتے ہیں اور سنو تم جنہیں کھنتالے
ہو اور جن کے قتل کے خواہشمند ہو تو اس معذوری کے عالم میں تم پانچ کھنتالیوں کو ختم کر سکتے
میری تینوں بہنیں اور میری ماں ...... اگر تمہیں اس سے تسکین مل جائے تو میں وعدہ کرتی ہوں
تمہیں اس کا موقع فراہم کروں گی اور ہم تمہارے انتقام کی پیاس پوری کردیں گے۔"

یہ الفاظ فوہا کے تھے اور شہ بدان تھرا کر رہ گئی تھی۔ باتو پھٹی پھٹی آنکھوں سے فوہا کو دیکھتا رہ
تھا فوہا کے چہرے پر ایک وقار ایک تمکنت اور ایک ایسا جذبہ تھا جس نے دلوں کو پتوں کی طرح
ہے پر مجبور کردیا تھا۔

باتو کی آنکھیں آہستہ آہستہ جھکیں اور پھر بند ہوگئیں ...... وہ اس وقت نجانے کس کیفیت کا
ہوگیا تھا۔ دیر تک وہ خاموشی سے اسی طرح بیٹھا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول کر فوہا کو دیکھا
لرزتی آواز میں بولا۔

"آہ کاش میں معذور نہ ہوتا' کاش مجھے اس قدر طاقت حاصل ہوجاتی کہ میں کھنتالیوں کی
ی کی پوری بستیاں تباہ کرسکتا۔ کاش کوئی ایسا موقع مجھے حاصل ہوجاتا جب ہزاروں کھنتالے
ہوئے میرے سامنے موت کے منتظر ہوتے۔ میری ایک چھوٹی سی جنبش ان پر موت برسا
...... وہ زندگی سے مایوس ہوتے۔ تب میں تجھے سامنے لاکر کہتا ...... وحشی درندو...... تم صرف
ت کے حقدار ہو۔ موت تمہارا مقدر ہے اور اب کوئی تمہیں اس موت سے نہیں بچا سکتا لیکن
نے تمہاری زمین پر جنم لیا ہے۔ یہ اسی مٹی کی تخلیق ہے۔ اس کے نام پر جیئو۔ اس کے لئے
س معاف کیا جاتا ہے۔ میں نے تمہیں معاف کردیا ہے' کھنتالو' جاؤ۔ فوہا کی شان میں گیت گاؤ جو
اری نجات دہندہ ہے۔ آہ کاش ایسا ہوتا۔ لیکن اب یہ قدرت مجھے حاصل نہیں ہے۔ میں
ور اور بے بس ہوں۔ فوہا تیرے لئے میں نے تیری قوم کو معاف کردیا۔ جا میں نے کھنتالیوں کو
ف کردیا۔"

شہ بدان خوشی سے مسکرا دی۔ فوہا نے آگے بڑھ کر باتو کی گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ اس
مسکراتے ہوئے کہا۔ "اب تم ہمارے ہو باتو بابا...... صرف ہمارے۔ اور کوئی نہیں ہو تم۔
رے بابا ہو......" باتو نے اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لے لیا۔

"ہاں اب میں تمہارا ہوں۔ پرانا باتو آبشار سے گر کر مرچکا ہے۔ میں نیا باتو ہوں۔ اور میں
معذور بھی نہیں ہوں۔ دس ٹانگوں والا عفریت ہوں میں اور میرے ہاتھ بھی ہیں۔ شہ بدان
و میرے ہاتھ بھی ہیں جن سے میں اپنی بچیوں کو چھو سکتا ہوں۔ انہیں اپنے حلقے میں لے کر پیار
سکتا ہوں۔ شہ بدان ...... اپنے باتو کو اب بھی اپنے بارے میں نہ بتاؤ گی۔"

"ماں تمہیں سب کچھ نہ بتا سکے گی باتو...... میں تمہیں بتاؤں گی۔ ماں ہم باتو کو سب کچھ

بتائیں گے۔ یہ تو اب ہمارے بابا ہیں۔ کوئی غیر نہیں ہیں۔"

"ہاں شہ بدان میں اب تمہارا ہوں۔ مجھ سے کچھ چھپانا بیکار ہے۔"

"ہم عقاب ہیں باتو بابا۔ عقابوں کا سردار میان لائی ہمارا باپ ہے مگر اس نے ہم ہمارے کوستے سے نکال دیا کہ ہماری پانچویں بھی بہن تھی۔ بھائی نہ تھا۔ سردار لائی نے سے چھوٹی بہن کو ہلاک کر دیا اور ہمیں عقابوں کی بستی سے نکال دیا۔ ہم دور چلے گئے ا ہم کمزوروں کو جینے دیا جائے۔ اب ہم کمزور یہاں رہتے ہیں۔ یہی ہمارا مسکن ہے۔" شہ بدان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ باتو خاموش تھا۔ پھر اس نے آہستہ اٹھائی۔ اور مدھم لہجے میں بولا۔ "کمزور......"

O......O......O

لیزا نے بڈ سے پورا پورا اتفاق کر لیا تھا۔ بعد میں بڈ نے اس سے کہا۔ "مادام میں الفاظ کہہ دیئے ہیں تم سے جس کی نہ تو تم نے کبھی توقع کی ہو گی اور نہ میں نے کبھی ایسا مجھے معاف کر دینا میں جنگل کا رہنے والا ہوں اور کبھی کبھی جنگل مجھے یاد آ جاتا ہے' ا ایک بالکل جاہل آدمی ہوتا ہوں اور مجھے اپنی زبان پر قابو نہیں رہتا' بارہا مجھ پر یہ دیوانگی ہے لیکن مادام انسان کی فطرت میں اس کے خمیر کے کچھ ذرات باقی رہ جاتے ہیں اور ا بہت زیادہ گستاخیاں نہ کی ہوں تو اس کی ایک آدھ گستاخی کو معاف کیا جا سکتا ہے۔ میں تم مانگنا چاہتا ہوں' کیا اس کے امکانات ہیں کہ تم خلوص دل سے مجھے معاف کر دوں۔"

لیزا کے ہونٹوں پر ایک دلنواز مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔ "میری باتوں مانا بڈ۔ انسان ایسی ہی فطرت کا مالک ہوتا ہے۔ میں آج بھی یہ بات اچھی طرح جانتی ہوں سے محبت کرتے ہو' مجھے چاہتے ہو اور تم نے میرے لئے ایک بے مثال ایثار کیا ہے' بڈ کو وہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے جس کی وہ کسی سے توقع رکھتا ہے تو نجانے کیوں وہ اس اپنا مقدر سمجھ لیتا ہے اور یہ سوچنے لگتا ہے کہ وہ حاصل تو اس کی اپنی ملکیت ہے' بھلا اس گریز کی کیا توقع ہو سکتی ہے' بڈ تم نے اس جذبے کا مظاہرہ کر کے اچانک ہی ایک نیا بڈ سا کیا ہے اور اب اس نئے بڈ کو بھی اپنی محبت میں سرشار دیکھ کر مجھے یوں لگتا ہے جیسے ا خزانہ پھر سے میری جھولی میں آ گرا ہو۔ تم بہت قیمتی ہو بڈ میرے لئے کیونکہ ابھی تمہارے کے اور بھی بہت سے روپ تمہارے اندر چھپے ہوئے ہیں جو قابل قدر ہیں۔ تمہاری اس نے تو تمہیں پھر سے میرے لئے زندہ کیا ہے' بڈ! ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں اگر آسٹر میرے دل کے گوشے گوشے میں نہ چھپی ہوتی تو اس کائنات میں میرے لئے دوسرا انتخاب ہی ہوتا' میں تمہیں اپنی زندگی کا مالک بنا کر خود کو خوش نصیب سمجھتی' مگر آج بھی تم میری شخصیت دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ آسٹر بھی مجھے چاہتا ہے' لیکن تمہاری چاہت کا مجھے حاصل ہے میں اس پر ناز کرتی ہوں اور اپنے آپ کو بہت دولت مند سمجھتی ہوں' بڈ شخصیت کو زندہ رکھو میں نے تم سے اتفاق کر لیا ہے' دیکھو اس بچی کی پرورش کے لئے کوتاہی نہ کرنا اور اپنی اس عبادت میں مجھے بھی شامل رکھنا۔ اس سے بڑی بات اور کیا کہ ہم ایک بے بس ماں کی مقدس امانت کو پرورش کر رہے ہیں۔ اس تصور کے ساتھ کہ

ت ہم واپس لوٹائیں گے۔"

"مادام' سچ بات یہ ہے کہ تم صرف ایک عورت نہیں ہو جسے چاہا جائے اور نہ ہی بڈ اتنا کہ صرف ایک عورت کے لئے اپنے تمام جذبات وقف کر دے' میں نے تمہیں ایک دیوی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ وہ دیوی کوئی عام عورت نہیں ہے۔" لیزا مسکرا کر خاموش ہو گئی' بڈ بدان کی پرورش کی تمام ذمے داریاں قبول کر لی تھیں۔

روزال اسے اسسٹ کرتا تھا' ابھی تو معصوم بچی دنیا سے بے خبر زندگی کے مراحل طے کر رہی ش و حواس سے اس کا دور کا واسطہ نہیں تھا' لیکن اس کی پرورش درحقیقت اس ماحول سے لگ ایک عجیب سے انداز میں ہو رہی تھی اور اس میں روزال کی ہدایات شامل تھیں۔ لیزا تو ی نہیں سکتی تھی کہ انسان کو مٹی میں بھی پروان چڑھایا جاتا ہے' لیکن روزال نے سب کچھ اس نے کہا تھا کہ اگر اس میں پہاڑوں کی خوبی پیدا کرنی ہے تو اسے ایک پہاڑی لڑکی ہی کی دان چڑھانا چاہئے' گندے جوہڑ' غلیظ مٹی گھاس کے پودے' زربدان کی شخصیت بھی دہری جا رہی تھی جب وہ مٹی میں بری طرح لتھڑی ہوئی گھاس پھوس اور اڑنے والے کیڑوں سے ہو کر بسورتی تو لیزا اسے مخمل میں لپیٹ لیتی اور صاف ستھرا کر کے آرام دہ بستر پر لٹا دیتی۔ انے پتھروں میں پال رہا تھا اور اس کے لئے لیزا نے آسٹر کی دیہی رہائش گاہ کو منتخب کر لیا اں یہ لوازمات موجود تھے اور روزال کے ماہرانہ مشورے اس شاندار دیہی رہائش گاہ کے ہمالیہ کی آغوش میں موجود مناظر کے مطابق ترتیب دے رہے تھے۔ لیزا کو یہ دیکھ کر حیرت ں کہ اس کے اس فارم ہاؤس کی شکل ہی بدلتی جا رہی تھی اور اگر نظر شناس اور مہم جو اب ہا رہائش گاہ یا فارم ہاؤس کو بغور دیکھتے تو ان کے ذہن میں ہمالیہ کی ترائیوں کے وہ خاکے تھے' روزال کی شب و روز کی محنت اور بڈ کا تعاون یہاں ایک انوکھی دنیا تخلیق کر رہا تھا اور تمام کاموں میں بے حد دلچسپی لے رہی تھی۔ آسٹر کی غیر موجودگی میں ایک شاندار مشغلہ اس آ گیا تھا۔

یک سمت زربدان کی شخصیت کی دلچسپیاں تھیں تو دوسری سمت آسٹر کا انتظار۔ بڈ بھی اس راب میں شریک تھا۔

"مسٹر آسٹر کو یقیناً کوئی بہت اہم مشغلہ مل گیا ہے۔ اسی میں انہیں دیر لگ گئی ہے۔ ورنہ وہ اتنی دور نہ رہتے۔ وہ خود بھی اپنا کام ختم کر کے واپس آنے کے لئے بے چین ہوں گے۔"

"ہم نے اس بار آسٹر سے لاپروائی نہیں برتی ہے بڈ؟"

"کیسی لاپروائی۔"

"تم بھی اس کے ساتھ نہیں گئے۔"

"آپ فکر مند نہ ہوں وہ بس آنے والے ہوں گے۔"

"مہم جوئی کی زندگی خطرناک ہوتی ہے۔ بس دل میں برے خیالات آنے لگتے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں لیکن مسٹر لیمن آسٹر جیسے انسان آسانی سے کسی جال میں نہیں پھنستے۔ ان بہت بڑی خوبی ہے۔ وہ یہ کہ وہ اعلیٰ ظرف انسان ہیں۔ بے مقصد کسی کو نقصان نہیں اور نقصان پہنچانے والے کو معاف نہیں کرتے۔ ایسا شخص اپنے اندر ایک انسان نہیں

بلکہ ایک فوج کی طاقت رکھتا ہے اور اسے زیر کرنا مشکل ہوتا ہے۔"

"تم نے اتنا پڑھا ہے آسٹر کو؟"

"اس سے کہیں زیادہ......!" بڈ نے کہا۔

"تم بظاہر ہر شے سے لاپروا صرف اپنے اندر رہنے والے انسان ہو بڈ لیکن بعض
اپنی صلاحیتوں سے حیران کردیتے ہو۔"

"اگر انسان ہوش مند ہو تو سوچتا ضرور ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس ک
صلاحیتیں اپنا ایک الگ انداز رکھتی ہوں۔"

آسٹر واپس آگیا۔ لیزا' بڈ اور روزال اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن آسٹر
کوٹ اتارا تو سب کی چیخیں نکل گئیں۔ آسٹر اپنا ایک بازو شانے تک کھوچکا تھا۔ لیزا
نڈھال ہوگئی۔ تب آسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے تو بہت سے بازو ہیں لیزا' صرف ایک ہاتھ میرے شوق کی نذر ہوا ہے
سن کر دکھ ہوگا کہ میرے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان میں سے ایک بھی...... زندہ نہیں رہا

"اوہ مائی گاڈ' لیکن۔"

تب آسٹر نے لیزا کو اپنی خطرناک مہم کی تفصیل بتائی اور اس بات پر شکر ادا کیا کہ
بڈ اس کے ساتھ نہیں تھے اس نے کہا۔ "ہوسکتا ہے تقدیر میری طرح دوسروں کا ساتھ
لوگ مرگئے تو مجھے بھی تمہارے ساتھ مرنا ہوگا...... ارے ہاں' زربدان کہاں ہے۔
موضوع بدل دیا۔

لیزا نے اپنا غم دباتے ہوئے آسٹر کو زربدان کے بارے میں تفصیل بتائی اور آس
نظروں سے دیکھنے لگا۔ "بڈ کی شخصیت میں چھپی عظمت کو میں نے ہمیشہ محسوس کیا ہے
انسان ہے۔ اور بڈ میرے دوست' میں تم سے پورا اتفاق کرتا ہوں اس بار میں نے بہ
بہت ہوچکا۔ اب ان مہمات کا سلسلہ ترک کردوں گا اور لیزا کے ساتھ پرسکون زندگی
لیکن تم نے میرے لئے میری آخری مہم کے امکانات پیدا کردیئے۔ وقت بے شک لگے
ہم اپنی اس سب سے بڑی مہم کے لئے عظیم الشان تیاریاں کریں گے۔ اور یہ مہم ہمار
سب سے یادگار مہم ہوگی کیونکہ اس میں ہمارے لئے ایک مقصد ہوگا۔ ایک بہت بڑے
ہم تیاریاں کریں گے۔ عظیم الشان تیاریاں جن کے لئے ہمارے پاس طویل وقت ہے۔"

○......○......○

میان لائی ساری رات پتھرایا ہوا کھڑا رہا تھا' نجانے کیسے کیسے تصورات سے گز
دل میں چور بھی تھا یاد آنے والے بھلا یاد آنے سے کہاں باز رہتے ہیں' کچھ لمحات ایس
تھے جب اس کے دل میں چند چہروں کو یاد کرکے کچھ کھٹک سی ہوئی تھی۔ لیکن اس نے
نظرانداز کردیا تھا اور صرف ایک ہی تصور کو ذہن پر سوار رکھا تھا۔ کیا فیصلہ ہوتا ہے؟
کا۔ کیا فیصلہ ہونا چاہئے۔ بڑے مشکل لمحات سے گزر رہا تھا وہ' اور اس نے یہ معمہ
کہ اگر سومایہ نے بیٹی کو جنم دیا تو وہ اس طرح اسے اپنے ذہن سے نکال پھینکے گا کہ کبھی
تک دل میں نہیں لائے گا۔ یہ ایک سردار کا اصول ہونا چاہئے' اگر ایسا ہی تھا تو پھر ش

ے جدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آہ کم بخت روزال کو زمین کھا گئی یا آسمان' ایسے موقعوں پر وہ
کتنا بڑا سہارا ثابت ہوتا تھا۔ دل کی ہر بات اس سے کہہ لی جاتی تھی' پتہ نہیں کیا ہوا اس کے
ساتھ' کہاں غائب ہوگیا' کہیں اس نے غداری تو نہیں کی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے اس بچی کو
زندگی دے دی ہو اور اس کے ساتھ کہیں روپوش ہوگیا ہو۔ روزال کے بارے میں اس کا تصور تو
نہیں کیا جاسکتا لیکن انسان کی فطرت بدلتے ہوئے کتنی دیر لگتی ہے۔ انہی خیالات میں گم تھا کہ
کانوں میں شور کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دھماکے ہونے لگے۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں
سے گہرائیوں میں آباد اپنے قبیلے کو دیکھا۔ لوگ خوشیاں منارہے تھے اور بے شمار افراد اس کی
جانب دوڑ رہے تھے۔ میان لائی کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اس نے آسمان کی جانب دیکھا اور
اس کی لرزتی آواز ابھری۔

"روشنی والے' یہ شور شرابہ مجھے ایک دلکش کہانی سنارہا ہے۔ کیا یہ کہانی سچی ہے۔ اگر ہے
تو اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر مجھے پشیمان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تیری تائید
میرے ساتھ شامل ہے یا پھر کوئی اور المناک واقعہ میری زندگی میں زہر گھولنے جارہا ہے۔ کہیں یہ
بھی دھوکا نہ ہو اور جب میں واپس جاؤں تو مجھے لٹکے ہوئے چہرے نظر آئیں اور کوئی یہ کہے کہ میان
لائی ایک اور بیٹی کا باپ بن گیا ہے۔ نہیں روشنی والے اب یہ ہمت نہیں ہے مجھ میں' میں ٹوٹ
جاؤں گا...... میں ریزہ ریزہ ہوجاؤں گا......" میان لائی کی ہمت نہ پڑی کہ وہ پہاڑی سے اتر کر اپنی
جانب دوڑنے والوں کا استقبال کرتا اور ان سے پوچھتا کہ وہ یہ خوشیاں کیوں مناتے چلے آرہے ہیں
یہاں تک کہ لوگ اس کے قریب پہنچ گئے اور ایسے لوگ جو واقعی اس سے مخلص تھے اس کے
قدموں میں بیٹھ گئے ان میں سے ایک نے کہا۔

"عظیم آقا عقابوں کو وارث مل گیا ہے ہمارا نیا سردار اور تو اس کا نام تجویز کر۔ چل ذرا
دیکھ وہ تیرے کوستے میں تیرا منتظر ہے۔"

میان لائی کو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ دل کی حالت بہت عجیب تھی۔ وہ اپنے کوستے میں
پہنچا تو الخت بانہ نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا اور بڑا سا ہار اس کی گردن میں ڈال دیا جو
بڑے پھولوں سے بنا ہوا تھا۔ اس کی ساس نے آگے بڑھ کر میان لائی کے دونوں ہاتھ چومے اور
مسکراتی ہوئی بولی۔

"میری بیٹی نے تجھ سے غلط نہیں کہا تھا میان لائی آج تو عقابوں کے وارث کا باپ ہے۔ آ
چل اپنے کوستے میں چل' اسے دیکھ جو تیری آرزوؤں کا مرکز ہے۔"

اور اب میان لائی کے دل کو ذرا ڈھارس ہونے لگی تھی یہاں وہ ماحول نہیں تھا جو اس نے
ہمیشہ دیکھا تھا۔ اسے سومایہ بھی جاگتی ہوئی ملی۔ مخمور آنکھوں سے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ
رہی تھی۔ ہمت کرکے اپنی جگہ سے اٹھی' ننھے سے وجود کو اپنے قریب سے اٹھایا۔ دونوں ہاتھوں
میں سنبھالا اور کھڑے ہوکر دونوں ہاتھ سامنے کرتے ہوئے بولی۔ "میرے وعدے کی تکمیل۔"

میان لائی نے لرزتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھائے اور اس معصوم سے وجود کو اپنی آغوش میں
لے لیا۔ اس کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں۔ یقین نہیں آرہا تھا کہ جو کچھ سن رہا ہے وہ سچ ہے لیکن
پھر وہ یقین کی منزل سے گزرنے لگا اور جب اس نے ایک ننھے سے نرم وجود کو اپنی توقع کے مطابق

اپنی آغوش میں دیکھا تو اس کے اندر سے خوشی کا ایک طوفان اُمڈ پڑا۔ ایک وحشت ناک آوا
کے حلق سے نکلی جو دیر تک فضاء میں گونجتی رہی اور بچے کو اسی طرح ہاتھوں میں سنبھالے ہو
باہر تک نکل آیا۔ اس کے منہ سے آوازیں نکل رہی تھیں۔

"عقابو! دیکھو تمہارا اپنا سردار...... دیکھو عقابو! یہ ہے تمہارے قبیلے کا وارث...... م
اپنی خواہشات کی تکمیل کرلی ہے' میری تقدیر سے نحوست کے بادل چھٹ گئے ہیں' ہاں قبیلے
منحوس عورت تھی جس سے میں نے اپنی حماقت کی بناء پر رابطے قائم کرلئے تھے اور اس
کرلیا تھا کہ وہ مجھے زندگی کی اس سب سے بڑی خوشی سے محروم کردے گی۔ میں نے اس نح
سے نجات حاصل کرلی ہے۔ میں نے تمہاری تقدیر روشن کردی ہے۔ دیکھو تمہارا وارث
آغوش میں ہے۔"

پھر میاں لائی کے وفادار اس کے گرد جمع ہوگئے میاں لائی اپنے شاندار گھوڑے پر سوا
اس نے گھوڑے کی لگامیں اپنے دانتوں سے پکڑیں اور بچے کو اپنی آغوش میں لے کر آہستہ
قبیلے کی گلیوں' کوچوں اور مکانوں کے درمیان سے گزرنے لگا۔ لوگ اس پر پھول نچھاور کرر
اور میاں لائی کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں تھا۔

بہت دیر تک میاں لائی بچے کو آغوش میں لئے قبیلے کے چکر لگاتا رہا تھا۔ الخت باغ
مسکراتے ہوئے اپنا گھوڑا اس کے گھوڑے کے قریب کرکے کہا۔

"نوزائیدہ کو آرام کی ضرورت ہے اسے ابھی دھوپ اور تھکن سے بچاؤ میاں لائ
اپنے کوستے میں واپس چلو۔"

"معزز الخت باغہ کا حکم مانتے ہوئے میں واپسی اختیار کررہا ہوں' لیکن عقابوں کا وار
کمزور نہیں کہ دھوپ اسے مرجھا دے' پھر بھی میں چلتا ہوں اور ہاں معزز الخت باغہ تم یوں
میرے بھائیوں کے پاس پیغام بھجوا دو اور ان دوستوں کے پاس جو عقابوں کے ہمدرد ہیں۔ ا
کام تم سرانجام دو۔ میں تو خوشی سے دیوانہ ہورہا ہوں۔ اپنی دیوانگی کو فرو کرنے کیلئے مجھے وق
گا۔"

پھر یوں ہوا کہ قبیلے میں سات دن تک چراغاں رہا اور خوشیاں منائی جاتی رہیں۔ میا
مسرت سے پاگل ہورہا تھا...... پھر اس کے وہ تمام بھائی جو رسمیں بنانے کیلئے وہاں پہنچے' پھو
شہد سے بنی ہوئی مٹھائیاں لے کر وہاں آئے۔ کوہ بخت نے البتہ اپنے لہجے میں کوئی تبدیلی نہ
کی تھی۔ میاں لائی سے مل کر اس نے کہا۔

"جس طرح تو نے ہم سے اجتناب برتا تھا میاں لائی اس کے نتیجے میں تو ہماری دشمنی
ہوجانی چاہئے تھی لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے جسموں کا خون یکجا ہے۔ تعجب ہے کہ تیری خ
پوری ہوگئی حالانکہ تو نے ظلم کیا۔ تیرے عمل تو ایسے نہیں ہیں کہ تجھے عقابوں کا وارث ملتا
بہرحال فیصلے روشنی والا کرتا ہے اور اگر اس نے یہ فیصلہ کیا تو بھلا اس میں کسی
مداخلت......!"

میاں لائی نے اس طنز پر ناراض ہونے کی بجائے قہقہے لگائے اور کہنے لگا۔ "اور تم
خیال رکھنا...... عقابوں کا وارث اگر کبھی تسمورا کے جنگلات میں تم سے متصادم ہوجائے تو ا

نے اپنی گردنیں خم کردینا' کہیں یوں نہ ہو کہ وہ تمہارے قبیلوں کا رخ کرے اور تم سے تمہاری
اری چھین لے' خیال رکھنا اس بات کا کیونکہ وہ عقاب ہے۔ میں تو اپنے خون کی بناء پر تم سے
بت برت جاؤں گا...... لیکن عقابوں کا نیا وارث ہوسکتا ہے میری نسبت سخت مزاج ہو......؟"

کوہ بخت کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوگیا' دوسرے بھائی بھی ان الفاظ پر خونخوار نگاہوں
میاں لائی کو دیکھتے رہے۔ پھر بڑے بھائی نے کہا۔

"بہتر یہ ہے کہ اب میاں لائی سے رابطے منقطع کرلو کیونکہ اس کی دیوانگی اب آخری حدود
ہونے لگی ہے کہیں یوں نہ ہو کہ ہم سب کو اپنے خون کی روانی روکنا پڑے۔" اور اس کے بعد
ح طرح کی باتیں بناتے واپس چلے گئے میاں لائی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ مستقبل سے خوفزدہ ہیں حالانکہ میری اولاد ایسا نہیں کرے گی۔ وہ اس بات کا
رکھے گی کہ اس کی رگوں میں میاں لائی کا خون ہے۔" میاں لائی اسی طرح دیوانہ رہا اس کی
ں آخری حدود کو چھو رہی تھیں۔ سو مایہ بھی خوش تھی اور باقی لوگ بھی۔ ہاں حقیقتیں جاننے
ے حقیقت جانتے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو خوشیوں کے اس ماحول میں غمزدہ تھے۔

O......O......O

باتو کی ذہنی کیفیت بالکل بدل گئی تھی' پہلے وہ ایک بدمزاج' چڑچڑا اور دنیا سے بےزار شخص
تا تھا۔ ایک اپاہج کی طرح زمین کے کسی حصّے میں پڑا رہتا تھا لیکن اب وہ نہایت خوش مزاج
تھا۔ بچیوں کے ساتھ ہمیشہ ہنستا بولتا رہتا تھا۔ اپنے ہاتھوں کے بل کھسک کھسک کر جھرنے تک
اتا تھا حالانکہ شہ بدان اسے منع کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اس کی خدمت کیلئے یہ لڑکیاں موجود
وہ اپنے کام ان سے کرایا کرے تو باتو ہنس کر کہتا۔

"نہیں' شہ بدان میں نے ابھی دنیا سے ہار نہیں مانی ہے ایک بار پھر میرے اندر زندگی دوڑ
ہے میں اس کی وجہ نہیں بتاؤں گا کبھی نہیں بتاؤں گا۔" وہ نجانے کیا کیا کچھ کرتا رہتا تھا اس کی
ٹی ٹانگوں کے زخم بالکل ٹھیک ہوگئے تھے اور وہ اپنی دونوں ٹانگوں کے بل کھڑا ہوسکتا تھا لیکن
طرح زمین کی رگڑ سے اس کی کٹی ہوئی ٹانگوں کے سرے زخمی ہوجاتے تھے تب اس نے لکڑی
ند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اکٹھا کئے اور انہیں پتھروں سے گھس گھس کر گول بنانے لگا۔ بچیاں
ت اس کے ساتھ رہا کرتی تھیں اور ہر طرح سے اس کی معاون تھیں ان کا اپنا زندگی کا ایک
عمل تھا۔ خوراک کی تیاری اور بس...... جو کوستہ انہوں نے بنایا تھا اس کا تحفظ۔ البتہ باتو
ان کے کوستے میں نہیں داخل ہوسکا تھا کیونکہ اس کیلئے درخت پر چڑھنا ہوتا تھا وہ درخت کے
ں رہتا تھا اور ان کی حفاظت کرتا تھا کچھ فاصلے پر پھیلے ہوئے جنگل میں طرح طرح کے جانور
تے اور کبھی کبھی یہ محتاط انداز میں جنگل کے سروں کی جانب بھی جانکلتے تھے حالانکہ ابتداء
ناں بہت زیادہ جانور اور خاص طور سے درندوں کا اندازہ نہیں ہوا تھا لیکن پچھلے دنوں شیر کی
بھی سنائی دینے لگی تھی اور شہ بدان محتاط ہوگئی تھی۔ شیر کی آواز کے بعد یہاں ذرا احتیاط
ئی تھی اور شام کے جھٹپٹوں میں عموماً جھرنے کے کنارے جانے سے احتراز کیا جاتا تھا کہ
شیر پانی پینے اس طرف نہ نکل آئے۔ باتو کا تجربہ لامحدود تھا اور وہ خاص طور سے ان تمام
کا خیال رکھتا تھا۔ اس کی آمد سے شہ بدان کو ایک ڈھارس سی مل گئی تھی۔ باتو اس سے دنیا

جہاں کی باتیں کرتا رہتا تھا۔ لڑکیاں اور شہ بدان بڑی دلچسپی سے یہ باتیں سنتی تھیں پھر
کے ان گول ٹکڑوں کو جو اس نے خاص طور سے تیار کئے تھے چھال کی مدد سے اپنی ٹانگ
سروں پر باندھا اس کی ٹانگوں کا توازن بگڑ گیا تھا جس جگہ سے اس کی دونوں ٹانگیں کٹی
ناہموار تھیں ایک اونچی اور ایک نیچی لیکن لکڑی کے موٹے ٹکڑے کو اس نے اپنی چھو
باندھا اور پتلے ٹکڑے کو نیچے کی ٹانگ پر اور کچھ اس طرح اس نے ان کا پیمانہ رکھا کہ
برابر ہو گئیں۔ پھر جب ان ٹانگوں کی مدد سے باتو نے لڑکیوں کو سیدھے چل کر دکھایا تو
اور حیران ہوئیں لیکن فوہا چند ہی لمحات کے بعد سنجیدہ ہو گئی اس نے کہا۔

"باتو تم بہت باہمت انسان ہو۔ میں تمہاری ہمت دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہوں۔ ا
اپنے وزن کو کٹی ہوئی ٹانگوں پر سنبھال کر چلنا آسان کام نہیں ہے۔"

"تو نے ایک دن کہا تھا فوہا کہ کمزور جہاں رہ سکتے ہیں ہم وہیں آ بسے ہیں اور میں
یہ تہیہ کر لیا تھا کہ تو کمزوروں میں نہیں طاقتوروں میں شمار ہو گی۔"

فوہا نے بغور باتو کو دیکھا اور کہنے لگی۔ "تم یقین کرو ہمارے بزرگ کہ میں بھی
تسلیم نہیں کرتی۔ لیکن میری ماں مجھ سے کہتی ہے کہ ہم لڑکیاں ہیں اور مردوں کے مقا
کمزور ہی رہیں گی ہمیں طاقت کبھی نہیں حاصل ہو سکتی۔"

"اس بات پر میں شہ بدان سے شدید اختلاف کروں گا اور یہ ثابت کروں گا ک
کی میراث نہیں ہوتی طاقت کیلئے جسمانی قوت تو درکار ہوتی ہے لیکن عقل بھی اس میں
رکھتی ہے اور بعض جگہ عقل کی طاقت جسم کی طاقت پر حاوی رہتی ہے اس کا عمل
ہے۔"

"باتو بابا ہم تو تمہارے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، تمہاری بتائی ہوئی
عمل کرتے ہیں، تم ہماری رہنمائی کرو۔"

"میں انہی لمحات کا منتظر تھا فوہا کہ میں کم از کم سیدھا چلنے کے قابل ہو جاؤں۔
میں اپنے کٹے ہوئے پیروں سے بہت دور تک سیدھا چلتا رہا ہوں اور جب تم لوگ میر
ہوتیں تو میں اسی کی مشق کرتا رہا ہوں۔ لیکن اب ان لکڑیوں کے چھوٹے ٹکڑوں
مشکل دور کر دی ہے۔ میں تمہیں ان کٹی ہوئی ٹانگوں سے دوڑ کر دکھاؤں گا۔ یہ تم
میرا۔" اور باتو نے اپنا عہد پورا کر دیا۔ لڑکیاں اب اکثر اسے دوڑ لگاتے دیکھتی تھیں
یقین کام تھا لیکن باتو نے اسے سرانجام دیا تھا اور پھر شہ بدان کی غیر موجودگی میں ایک
کو لے کر جنگل کے سرے پر پہنچ گیا اس نے کہا۔

"آج تم میرے ساتھ بیٹھو اور دیکھو جنگل کے جانور کس طرح زندگی گزارتے
دیکھو وہ عقاب ہے ایک شکاری پرندہ اور اس نے کس طرح نیچے زمین پر چلتی ہوئی لو
وزن سے کافی زیادہ ہے اپنے پنجے میں دبا کر پرواز کی ہے کیا تم نے یہ دیکھا کہ عقاب
طرح اپنے شکار کے سر پر مارتا ہے اور کس طرح اسے دبوچ لیتا ہے......"

"ہم نے کبھی غور نہیں کیا۔"

"تو پھر تم چاروں کیلئے میرا پہلا سبق یہی ہے سمنانہ تم ایک پتھر فضاء میں اچھا

کام میں کرتا ہوں اور فوہا تم اپنی جگہ سے اچھل کر عقاب ہی کی مانند اس پتھر کو اپنے پنجے سے دبوچو گی...... دیکھو دیکھو وہ عقاب پھر جھکا...... آہا شاید یہ دوسرا ہے اور دیکھو اس نے اس جانور پر جھپٹا مارا، تم نے غور کیا۔" بچیاں عقاب کو شکار کرتے ہوئے دیکھ رہی تھیں انہوں نے بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھا فوہا نے کہا۔

"ہاں باتو...... میں نے دیکھا کہ وہ کس طرح اپنا پنجہ پھیلا کر اپنے شکار کو دبوچتا ہے اور فضاء میں پرواز کر جاتا ہے۔"

"میں یہ گول پتھر پھینکتا ہوں، تم اچھل کر عقاب ہی کی مانند اسے دبوچو گی۔"

باتو نے ایک گول پتھر منتخب کیا اور سے فوہا کے قد کی مناسبت سے فضاء میں اچھالا۔ پھر یہ دیکھ کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ فوہا نے عقاب ہی کی مانند پتھر کو فضاء میں اچھل کر دبوچ لیا تھا۔ یہ دلچسپ مشغلہ تمام بچیوں کے لئے بہت ہی دلچسپ تھا باتو تو پتھر اچھالتا رہا پھر لڑکیوں نے بھی یہ مشغلہ اپنا لیا اور وہ ساری کی ساری فضاء میں اچھل اچھل کر پتھروں کو دبوچنے لگیں۔ زمین پر گرنے سے ان کے جسموں پر ہلکی ہلکی خراشیں آ بھی جاتی تھیں...... لیکن مشغلہ اتنا دلچسپ تھا کہ انہوں نے اسے کھیل کے طور پر اپنا لیا...... باتو نے کہا۔

"لیکن تمہیں زمین پر اس طرح گر کر زخم نہیں کھانے چاہئیں اس کیلئے ہم کچھ تیاریاں کرتے ہیں، تم میرا ساتھ دو۔"

کھیل تو بچوں کی فطرت ہوتا ہے باتو کا کھیل گو ایک الگ قسم کی تربیت کے طور پر تھا۔ لیکن بچیاں اس کی جانب پوری طرح متوجہ ہو گئیں۔

بڑے بڑے لکڑیوں کے تنے کاٹے گئے ان کی ٹکٹکیاں بنائی گئیں اور انہیں درختوں کی چھالوں سے باندھ کر محفوظ کر دیا گیا اور اس کے بعد لڑکیوں کو جمناسٹک کی تربیت دینے لگا۔ اس نے درختوں پر اچھل کود کرتے ہوئے بندروں کی نشاندہی کی، جن کیلئے اپنے جسم کو لچکدار بنا کر درختوں کی شاخوں پر چڑھ کر ان پر جھولنا اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگانا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ باتو نے کہا۔

"اور یہ بات شاید تم لوگوں کو کسی نے نہ بتائی ہو کہ انسان سے زیادہ جسمانی لچک کسی جانور میں نہیں ہوتی انسان ہر وہ عمل کر سکتا ہے۔ جسے جانور نہیں کر سکتے۔ چنانچہ تم ابھی ارتقاء کی منزل پر ہو تمہارے جسموں میں وہ گنجائش موجود ہے کہ انہیں جس طرح چاہو ڈھال لو پہاڑ پار کی دنیا میں جمناسٹک کے مظاہرے ہوتے ہیں جمناسٹرا ولمپک میں حصّہ لیتے ہیں۔ وہاں تمغے حاصل کرتے ہیں۔ یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی بچیو کہ اولمپک کیا ہوتا ہے، تمغے کیا ہوتے ہیں، جمناسٹر کیا ہوتا ہے لیکن ان بانسوں پر جس طرح میں تمہیں بتاؤں اس طرح اپنے جسموں کو لچکدار بنانے کی کوشش کرو اور یہ مشغلہ بھی کونسا کم دلچسپ تھا۔ ایک دن شہ بدان بچیوں کو بانسوں پر اچھلتے کودتے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ باتو استاد کی حیثیت سے کھڑا ان کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ گر بھی رہی تھیں زخم بھی کھا رہی تھیں لیکن مشغلہ اتنا دلچسپ تھا کہ وہ اس سے دستبردار بھی نہیں ہو سکتی تھیں۔ فوہا آج بھی ان کی کمانڈر تھی اور اس کے اندر واقعی ایسی صلاحیتیں موجود تھیں کہ وہ کسی پوری فوج کو کمانڈ کر سکے۔ باتو اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس کا جائزہ لے رہا تھا اور یہ بات تو آسٹرو لمین نے بھی

تسلیم کی تھی کہ باتو کی پُراسرار شخصیت میں بہت سی ایسی باتیں پوشیدہ ہیں جو بعض اوقات اس کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں۔ شہ بدان نے کہا۔

"باتو یہ بچیاں کیا کر رہی ہیں۔ آہ میں نے اکثر ان کے جسموں پر خراشیں دیکھی ہیں اور ان کے بارے میں سوچتی رہی اب یہ پتہ چلا کہ جنگل کے اس حصّے میں یہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔"

"اور شہ بدان نہ تو انہیں کوئی سرزنش کرے گی اور نہ اس کام سے باز رکھے گی۔ یہ بچیاں ہیں اور انہیں اپنی عمر میں آگے بڑھنا ہے' تو کتنا عرصہ ان کا ساتھ دے سکتی ہے کون جانے تیری عمر کتنی طویل ہے لیکن ان کے سامنے زندگی کا ایک لمبا سفر پڑا ہے' کیا یہ انسانوں کی آبادی سے دور ان ویرانوں میں ہی عمر پوری کرلیں گی۔"

شہ بدان اداس ہو گئی۔ اس نے باتو کو جواب نہ دیا تو باتو خود ہی بولا۔

"کھنٹالے طاقت کی زبان سمجھتے ہیں۔ سرداری اسے ملتی ہے جو طاقتور ہو' تو پھر ان بچیوں کو طاقتور ہونا چاہئے۔ میں انہیں طوفانوں سے زیادہ سرکش اور طاقتور بنادوں گا۔ اتنا طاقتور کہ کوئی بھی ان کا راستہ نہ روک سکیں۔ پھر یہ اپنا حق تلاش کرنے نکلیں گی اور ان تمام سرکش سرداروں کو زیر کرلیں گی جو خود کو طاقتور سمجھ کر دوسروں پر مظالم کرتے ہیں۔"

شہ بدان حیران رہ گئی۔ اس کی آنکھوں میں خواب سے لہرا گئے۔ باتو نے کہا۔ "میرے جینے کا دوسرا راستہ یہی ہے۔ شہ بدان ورنہ سانسوں میں کوئی دلکشی نہیں رہ گئی تھی میرے لئے تو میرا راستہ روکے گی۔"

"نہیں باتو۔" شہ بدان نے جواب دیا۔

یہ عمل اور شدت سے جاری ہو گا اب تو اکثر شہ بدان بھی تربیت کے دوران باتو کے ساتھ ہوتی تھی اور بچیوں کو شدید ترین جسمانی مشقت کرتے دیکھتی تھی۔ باتو انہیں فولاد بنا رہا تھا۔ ان کا رواں رواں ٹھوس ہوتا جا رہا تھا۔ باتو انہیں دکھاتا کہ بندر کس طرح درختوں پر اچھلتے ہیں' شیر کس طرح اپنے سے دس گنا طاقتور اور وزنی بھینسے کو شکار کرلیتا ہے بس یہاں ٹیکنیک ہوتی ہے۔ نیولے کو زہریلے سانپ پر حملہ آور ہوتے دکھاتا اور بتاتا کہ نیولا صرف ٹیکنیک سے جیتتا ہے۔ مختلف جانوروں سے وہ چاروں لڑکیوں کو حملہ کرنے کی صلاحیت اور دشمن سے بچنے کا طریقہ سکھا رہا تھا۔

"ہتھیار......" اس نے شہ بدان سے کہا۔ "ہتھیار بیشک اہمیت رکھتے ہیں لیکن اگر ٹیکنیک استعمال کی جائے تو ایک کمزور نوکیلا تنکا بھی کسی طاقتور ترین دشمن کے خلاف ہتھیار بن سکتا ہے۔"

"وہ کیسے باتو۔" شہ بدان نے پوچھا۔

"یہ ننھا سا تنکا تم اپنے قوی ہیکل دشمن کی آنکھ میں پیوست کردو وہ تمہارے رحم و کرم پر ہو گا۔" باتو نے جواب دیا اور شہ بدان گردن ہلانے لگی۔!!

O......O......O

ننھی سی بچی' عشمہ کی آغوش میں پروان چڑھ رہی تھی اور عشمہ کی آنکھیں دھندلاہٹ اختیار کرتی جارہی تھیں' اس کے دل سے آنسو بہتے رہتے تھے۔ میاں لائی کی ہنگامہ خیزیاں اس نے

بھی اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ ان لمحات میں بھی وہ اپنے کوتے کے باہر کھڑی میاں لائی کے گھوڑے پر سوار اس ننھے سے بچے کو دیکھتی رہی تھی جب میاں لائی اسے لے کر عقابوں سے گلی کوچوں میں پھرا تھا۔ میاں بہت خوش نظر آرہا تھا' لیکن عشمہ کے چہرے پر غم واندوہ کے سائے رقصاں رہتے تھے حالانکہ اس کا باپ شیرماہ اسے بہت سمجھاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا وہ اپنے بیٹے کو سرداروں کی طرح پروان چڑھتے دیکھ کر خوش نہیں ہوتی' کیا اسے یہ احساس نہیں کہ آنے والے وقت میں وہ عقابوں کا سردار ہو گا۔ عشمہ آنسو بھری آواز میں کہتی۔

"لیکن جب وہ مجھے دیکھے گا تو تصور بھی نہ کرپائے گا کہ وہ میرے جسم کا حصّہ ہے۔"

"وقت بہت سے فیصلے خود کرتا ہے عشمہ' تو وقت کے فیصلوں کا انتظار کر اور دیکھ اس بچی سے کبھی گریز نہ کرنا اس معصوم کو تیری آغوش کی ضرورت ہے اسے اپنا بھرپور تعاون دے۔"

"جب یہ میرے سینے کے قریب ہوتی ہے میرے باپ تو میرے دل کی دھڑکنوں میں ایک سرد لہری سی آجاتی ہے' اس کے بدن سے میری خوشبو نہیں اٹھتی اور مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں ایک اجنبی وجود کو اپنی آغوش میں سنبھالے ہوئے ہوں۔"

"اگر تیرا یہی عمل جاری رہا عشمہ' تو ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ مٹی میں مل جائے گا۔ الخت باغہ ہمارا ممنون کرم ہے اور دیکھ اس نے کس طرح ہمارے لئے مراعات کے دروازے کھول دیئے ہیں اس کا مرتبہ بہت بڑھ چکا ہے جو کچھ میں نے کیا ہے اسے ملیامیٹ نہ کر اور اپنے آپ کو سنبھال۔ تیری اولاد تیری ہی رہے گی اور وہ وقت یقیناً آئے گا جب ایک دن تیرے بیٹے کو اس بات کا علم ہوجائے گا کہ اس کی اصل ماں تو ہے لیکن ہر بڑے کام کیلئے صبر کرنا ہوتا ہے اور یہ صبر ہی تجھے تیری منزل تک پہنچائے گا۔" عشمہ کی آنسو بھری آنکھیں بند ہو جاتیں۔ شیرماہ کی بیوی رائیسہ بھی بچی کی بھرپور دیکھ بھال کرتی تھی۔ اس کا بیٹا ماہ لخت ہمیشہ بیوی کی دلجوئی کرتا تھا اور کہتا تھا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روشنی والا تجھے دوسرے بہت سے بیٹوں سے نواز دے۔ یہ تو ایک مقصد ہے ہمارا جس کے لئے ہم نے اپنا جگر گوشہ سردار میاں لائی کے حوالے کیا اور دیکھ وہ احمق کس طرح پورے قبیلے میں سینہ تانے پھرتا ہے بات صرف اتنی سی نہیں ہے عشمہ کہ ہم نے اپنے بیٹے کو سردار بنانے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ ہمارے ذہن میں انتقام بھی پل رہا ہے اور تجھے اس میں ہمارا ساتھ دینا ہو گا۔"

"میں نے اپنے دل کی بات کسی سے بھی تو نہیں کہی۔ ہاں اگر کبھی میری آنکھیں آنسو بہانے لگیں تو اس پر کوئی توجہ نہ دی جائے۔" عشمہ آنسو بھری آواز میں جواب دیتی۔

ادھر الخت باغہ' شیرماہ کے پاس آتا جاتا رہتا تھا تاکہ صورت حال سے باخبر رہے وہ چور نگاہوں سے عشمہ کو دیکھتا اور فوراً ہی احساس کرلیتا کہ عشمہ کا چہرہ غم واندوہ کی تصویر بنا ہوا ہے ایک دن اس نے شیرماہ سے اس موضوع پر گفتگو بھی کی اور کہنے لگا۔

"تیری بیٹی اس بچی کی پرورش تو کررہی ہے لیکن اپنی کیفیات کو نہیں چھپا سکتی۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تو اسے اس سے باز رکھ سکے؟"

"وہ میری اولاد ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے الخت باغہ تجھے اس کی جانب سے بالکل مطمئن رہنا چاہئے۔ بہرطور انسان ہے اور اپنے جگر گوشے کو یاد کرکے آزردہ ہو ہی جاتی ہے لیکن یہ تیرے لئے

فکر کی بات نہیں۔"

الخت باغہ اس وقت تو خاموش ہو گیا لیکن تنہائی میں اس نے میاں لائی کے کوستے میں اپنی بیوی سے اس وقت یہ گفتگو کی جب میاں لائی یہاں موجود نہیں تھا اس نے کہا۔ "ارار بات میں کئی بار محسوس کر چکا ہوں اور اس کے بارے میں غور بھی کرتا رہا ہوں۔ اس کیلئے مشورہ چاہتا ہوں۔ بتا مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"کیا بات ہے۔" ارا سہ نے متفکر انداز میں اپنے شوہر کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہماری سومایہ کس قدر خوش ہے تجھے اس کا اندازہ ہوتا ہو گا۔ میاں لائی عقابوں سامنے سینہ تانے پھرتا ہے کہ اب وہ ایک بیٹے کا باپ ہے اور عقابوں کو ان کا وارث مل گیا لیکن بڑا مشکل مرحلہ شیر ماہ اور اس کے اہل خاندان کا ہے۔"

"تو کیا وہ بد عہدی پر آمادہ ہیں......؟" ارا سہ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، شیر ماہ میرا دوست ہے اس کی بیوی رائیسہ اس بات پر پوری متفق ہے کہ اس کا پوتا عقابوں کا سردار بنے اور میاں لائی نے سارغہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے عرصے کے بعد اسے اپنے کئے کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی شیر ماہ لخت بھی پوری طرح تعاون پر آمادہ ہے لیکن مجھے اصل خدشہ عشمہ سے ہے وہ جب بھی مجھے آتی ہے غمزدہ نظر آتی ہے۔"

"تو کیا وہ ہماری سومایہ کی بیٹی کو مناسب طریقے سے پروان نہیں چڑھا رہی؟"

"ایسا بھی نہیں ہے بچی بہت عیش و عشرت میں ہے۔ ویسے بھی میں نے ان لوگوں کو دے دیا ہے کہ وہ کبھی سر اٹھا کر بات نہیں کر سکتے۔ بچی کی پرورش بہتر طور پر ہو رہی ہے لیکن صرف ایک بات کا خدشہ ہے۔"

"وہ کیا......؟"

"عشمہ اگر کبھی اس بچے کو اپنے قریب پائے گی تو بے اختیار ہو جائے گی وہ اس کی ما اور ماں ہمیشہ دوسرے جذبوں سے بے نیاز ہوتی ہے۔ سومایہ کو تو اس بات کا بالکل علم نہیں اس کی بیٹی کو عشمہ کے بیٹے سے بدل لیا گیا ہے، لیکن عشمہ تو یہ بات اچھی طرح جانتی ہے۔ ان دونوں کی پیدائش ایک ہی دن ہوتی اور جس طرح سومایہ کو آج تک اس بات کا علم نہیں کہ بیٹی کو جنم دینے کے باوجود وہ بیٹے کی ماں بن گئی ہے اسی طرح عشمہ کو بھی یہ نہ پتہ چلتا کہ بزرگ کیا کر چکے ہیں، ایسا ہوتا تو بہت اچھا ہوتا اس طرح ہمیں کوئی خطرہ نہیں رہ پاتا۔"

"مگر اس کا کوئی حل بھی تو نہیں ہے ہمارے پاس سوائے اس کے کہ تم شیر ماہ اس رائیسہ اور بیٹے ماہ الخت سے بات کرو کہ کبھی ایسا نہ ہونے پائے کہ عشمہ کی زبان کھل کے انداز سے کسی کو کوئی شبہ ہو سکے کہ اس کا بیٹا میاں لائی کے بیٹے کی حیثیت سے پروان ہے۔"

"میرے ذہن میں ایک اور ہی بات آتی ہے اگر تو اس سے اتفاق کرے ارا سہ۔" باغہ کے چہرے پر جرم کی سیاہی نمودار ہو گئی تھی۔

"کیا......؟"

"چار افراد ہیں، شیر ماہ، اس کا بیٹا ماہ لخت، بیوی رائیسہ اور بیٹی عشمہ۔ اگر یہ چاروں افراد اپنے کوستے میں مردہ پائے جائیں، انہیں زہریلا سانپ ڈس لے تو کیسا رہے گا۔"

"کیا......؟" ارا سہ شدت خوف سے کانپ گئی۔

"ہاں ارا سہ یہ عمل ہمیں مستقبل کے خدشوں سے بے نیاز کر دے گا۔"

"اور سومایہ کی بیٹی......؟" ارا سہ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ محفوظ رہے گی اسے کچھ نہیں ہو گا ایک ایسے خاندان کو جو اچانک ہی زہریلے سانپ کے شکار ہو کر موت کے آغوش میں جا سویا ہو گا تمام ہی لوگ ہمدردی سے یاد کریں گے اور اس کو کسی بھی جگہ بآسانی پروان چڑھایا جا سکتا ہے بلکہ ہم اس سلسلے میں پہل کریں گے اور اس بچی کو اپنی تحویل میں لے لیں گے تاکہ انسانیت کے نام پر اس کی پرورش کی جا سکے اس سومایہ کی بیٹی اپنے نانا اور نانی کے پاس پروان چڑھے گی اور یہ خدشہ بھی ختم ہو جائے گا کہ کبھی ت کا انکشاف ہو جائے۔" الخت باغہ نے کہا اور ارا سہ سوچ میں ڈوب گئی پھر اس نے پُر لہجے میں کہا۔ "کیا یہ سب کچھ آسانی سے ہو جائے گا۔"

الخت باغہ ہذیانی سے انداز میں ہنسا پھر بولا۔ "آسانی سے کوئی بھی کام نہیں ہوتا ارا سہ اور خطرناک کام، لیکن کرنا پڑے گا جس طرح ہم نے یہ بہت بڑا کام کیا ہے کہ میاں کو بیٹے کا دیا۔ اسی طرح یہ دوسرا کام بھی کرنا پڑے گا۔"

"سوچ لے الخت باغہ۔ ہم نے ان خاندانوں کو بھی اس کام کیلئے آمادہ کیا تھا جن کے ہاں ان ہیں ولادت متوقع تھی وہ ہمارے رازدار ہیں کہیں ان میں سے کسی کو شبہ نہ ہو جائے؟"

"ہیں...... تو کیا تو نے اس میں سے کسی کو حقیقت سے آشنا کر دیا ہے۔"

"ہرگز نہیں تو مجھے اتنا احمق نہ سمجھ، میں نے تو ان سب کا تہ دل سے شکر ادا کیا ہے کہ نے ہماری مشکل میں شریک ہونے کی ہامی بھر لی تھی مگر روشنی والے نے خود ہی سومایہ کو بیٹا راس کی لاج رکھ لی۔ میں ان سب کی مبارکباد بھی وصول کر چکی ہوں۔"

"بات یہی ہے ارا سہ، ہماری خوشیاں تو عروج پر ہیں۔ لیکن دل میں ایک خوف جاگزیں رہتا اگر کہیں سے یہ انکشاف ہو گیا تو سب کچھ خاک میں مل جائے گا۔ میاں ہمیں زندہ نہیں ے گا۔ ہاں اگر یہ لوگ زندہ نہ رہے تو پھر سارے خدشات ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں گے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو باغہ...... مگر یہ کام سخت خطرناک ہو گا۔ زہریلے سانپ کا بندوبست آسان و گا پھر بچی کو اس سے بچانا بھی ضرور ہو گا یہ کام آسان تو نہیں ہو گا۔"

"بچی اگر نہ بھی بچے تو کوئی بات نہیں ہمیں اس کا کیا کرنا ہے۔" الخت باغہ نے کہا وہ لوگ یہ گر ہی رہے تھے کہ دروازے پر ایک سخت وحشت ناک آواز ابھری اور دونوں بری طرح سہم ان کے سانس رک گئے انہوں نے سہمی ہوئی آنکھوں سے دروازے میں کھڑے وجود کو دیکھا کی تمام باتیں سن رہا تھا......!!

ان کے جسم ٹھٹھر گئے۔ دھڑکنیں بے ربط ہو گئیں۔ ایک لمحے کیلئے بینائی اور سماعت تک چھوڑ گئی۔ دھندلائی ہوئی آنکھوں نے دروازے میں نمودار ہونے والے وجود کی شناخت سے ری کا اظہار کیا تو سماعت نے بھی اس وحشت ناک آواز کی پہچان سے انکار کر دیا۔ ان کے دل

میں ایک ہی خیال آیا تھا۔ وہ یہ کہ شاید وہ میان لائی ہے لیکن اندر داخل ہونے والی
شدت غم سے کانپ رہی تھی۔ اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ چہرہ سرخ آنکھیں دہکتی
ہوئی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے ان کے قریب پہنچی اور اس نے ان دونوں کے گریبان
بھینچ لئے۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت بہت سخت تھی۔ الخت باغہ اور اس کی بیوی ارار
کس طرح حواس مجتمع کئے اور اپنی بینائی کو قابل استعمال بنایا' آنکھیں بھینچ بھینچ کر کو
کی آنکھوں میں سامنے نظر آنے والی شکل نمایاں ہوگئی۔ الخت باغہ کو یوں لگا جیسے بینا
دھوکا دے رہی ہو اور میان لائی کی صورت سومایہ جیسی نظر آرہی ہو۔ سومایہ ان کے گر
میں بھینچے بس یک ٹک کھڑی ہوئی انہیں گھور رہی تھی۔ اس کے چہرے سے جذبات گزر
نجانے کیا کیا سوچیں دماغ کا سفر کر رہی تھیں۔ کئی بار اس کی صورت دیکھنے کے بعد ا
بمشکل تمام اس بات پر یقین ہو سکا کہ نگاہوں کے سامنے میان لائی نہیں بلکہ خود ان ک
ہے اور جب یہ یقین مکمل ہوگیا تو اس نے سومایہ کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیکر زور سے
کسی قدر درشت لہجے میں بولا۔ "تیرا ہاتھ میرے گریبان تک کیسے پہنچ گیا سومایہ' کیا ہ
رہی ہے تو مجھے؟"

سومایہ نے ارارسہ کا گریبان چھوڑ دیا۔ دونوں آنکھیں بند کر کے اس نے چہرہ او
گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ الخت باغہ اپنے گریبان کی شکنوں کو دور کر رہا تھا۔ یہ پتہ
کہ آنے والا میان لائی نہیں ہے اس کا اعتماد بحال ہوگیا تھا۔ اور خوف کا اثر جسم سے ز
لگا تھا۔ اس نے سومایہ کو گھور کر دیکھا اور بولا۔

"تو ساری باتیں سن لی ہیں تو نے سومایہ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حر
لیکن مجھے شدت سے یہ احساس ہے کہ بعض اوقات انسان جان بوجھ کر ایسی حماقتیں
جن کی خود اسے اپنے آپ سے توقع نہیں ہوتی۔ اس وقت میں نے ایسی ہی حماقت کی
کیوں میں یہ بھول گیا تھا کہ میں میان لائی کے کوستے میں ہوں۔ یہاں کے در و دیوار تک
دل کی بات چھپانی چاہئے۔ تیری کیفیت یہ بتاتی ہے کہ تو نے سب کچھ سن لیا ہے' آہ کیا
ہے کہ حماقت ہوئی تو وقت نے سنبھال لی۔ تیری جگہ اگر میان لائی ہوتا تو یوں سمجھ
کھیل کا ہم نے آغاز کیا وہ آغاز سے پہلے انجام کو پہنچ جاتا۔"

سومایہ اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی اور جب جذبات قابو
آنکھوں نے پانی اگل دیا۔ اس کی سسکیاں ابھرنے لگیں اور وہ بے اختیار رونے لگی۔
آگے بڑھ کر اسے سنبھالا دیا۔ بیٹی کے آنسو ماں کی بے چینی کیلئے کافی تھے۔ وہ سومایہ
پھیر کر اسے سینے سے لگا کر بولی۔

"روتی کیوں ہے پگلی' کیوں روتی ہے سومایہ پاگل ہوگئی ہے تو اپنے آپ کو سنبھ
ہوں رونے کا کیا جواز ہے؟"

"میری ماں' وہ میرا بیٹا نہیں ہے' آہ وہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ ماں مجھ سے زیادہ تو جا
نہیں جانتی' ہاں مجھ سے زیادہ یقیناً تو جانتی ہوگی کہ ممتا کیا چیز ہے میں تو اس درد سے لہو
ہوئی ہوں۔ تیری برسوں کی شناخت ہے۔ ماں روشنی والے کی قسم' ماں سب کی قسم

ے دل میں اس کا پیار جگہ نہیں پا سکا تھا میرے سینے میں اس کے لئے وہ تڑپ نہیں تھی جو ہونی
ئے تھی۔ ماں میں تنہائی میں سوچتی تھی کہ جو محبت ماں کو اولاد سے ہوتی ہے اس میں شاید وقت
ا ہے' انسان غور کرنے کے بعد اپنے آپ کو اس محبت کا درجہ دیتا ہے۔ میں یہ سوچتی تھی کہ
لہ میرے اور میان لائی کے درمیان ایک خلاء پیدا ہوگیا ہے اس تصور کے ساتھ کہ میان لائی
میری محبت قبول نہیں کی اور بے رحمی سے اپنی شرطیں قائم رکھیں اس کی خواہش اگر نہ پوری
ی تو اس نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ واپسی میں وہ مجھے اپنے کوستے میں نہ پائے۔ اس بچے کو دیکھ کر
ا میرے دل میں یہی احساس اترتا تھا کہ شاید وہ میرے اور میان لائی کے درمیان ایک خلاء ہے
میرا میان لائی سے براہ راست کوئی رشتہ نہیں ہے' بس اپنے ان احساسات کو میں اسی طرح
لین دیدیا کرتی تھی' لیکن ابھی ابھی پتہ چلا ہے مجھے کہ بات اصل میں یہ نہیں ہے' بات کچھ اور
ہے۔"

"احمق لڑکی جو غلطی ہم کر چکے ہیں اب تو اسے دہرا رہی ہے' یہاں اس طرح کوستے میں بیٹھ
باہر سے غفلت برتتے ہوئے ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔"

"میرا سارا وجود بے ربط ہوگیا ہے۔ میرے باپ' میں تو شاید اپنے اس ساکت جسم سے اب
ش بھی نہیں کر سکتی تو ذرا باہر دیکھ لے قرب و جوار میں کوئی موجود تو نہیں ہے' میں تو اپنے اس
ر دل کی ساری داستان بیان کر دینا چاہتی ہوں۔"

الخت باغہ دروازے کی جانب بڑھ گیا' باہر نکل کر اس نے کوستے کے اطراف کا چکر لگایا اور
ر دور تک کسی کو نہ پا کر مطمئن ہو کر اندر آگیا۔ اندر اس نے سومایہ کی آواز سنی۔

"ہاں میں جانتی ہوں میری ماں اور مجھے علم ہے کہ تم دونوں نے جو کچھ کیا ہے میرے ہی لئے
یا ہے۔ مجھے تمہاری اس بے پایاں محبت کا پورا پورا احساس ہے' ماں میں اچھی طرح جانتی ہوں
ہ میان لائی پتھر کی ایک دیوار ہے وہ صرف ایک پہاڑی چٹان ہے جس پر نہ کبھی نمی اثر انداز ہوتی
ہے نہ اس میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا ہے جس سے محبت کی کونپلیں پھوٹ آئیں۔ ہاں ماں تم نے اپنا
ل پورا کر دکھایا ہے اور تو نے بھی میرے باپ' کتنی ناسمجھ تھی میں ان لمحات میں جب میں نے
چا تھا کہ قبیلے کے سردار کی بیوی بن کر اس کائنات پر حکمرانی کرنے لگوں گی' سب کچھ مان لیا تھا
سا نے اپنے الڑپن میں' ماں تو نے اور میرے باپ نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ میری حیثیت کو قائم
کھیں گے مگر میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سوچا تھا' میں تو بس یہ سوچتی تھی کہ بھلا میرے
سن و جمال کا شیدائی میان لائی مجھ سے روگردانی کیسے کر سکتا ہے' وہ تو میرے قدموں کی خاک بن
ائے گا' مگر بڑا بے رحم ہے وہ اس نے میرے پندار کو توڑ دیا' ماں میرے باپ! ایک لمحے کے لئے
یرے ہوش و حواس معطل ہوگئے تھے لیکن میں اب خود کو سنبھال چکی ہوں' مجھے اچھی طرح یہ
لم ناس ہے کہ تم نے یہ سب میرے لئے کیا ہے اور حقیقت ہے کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو اس وقت
ل شاید زمین کی گہرائیوں میں سو رہی ہوتی۔ میں نے خود بھی یہی عہد کر لیا تھا' لیکن میرے باپ یہ
سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود میں تمہاری اس بات کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ میری محسنہ میرے
ر دکی ساتھی اور میری زندگی بچانے والی عشمہ کو یا اس کے اہل خاندان کو ذرہ برابر نقصان پہنچے اور
م کن لو الخت باغہ! کہ جب تک میرے سینے میں سانس باقی ہے میں عشمہ کے قدموں پر اپنا سر

جھکائے رکھوں گی تم نے بہت بُرا سوچا' بہت ہی بُرا سوچا تم نے' آہ تم نہیں جانتے کہ کون
کے ٹکڑے کو جان بوجھ کر خود سے جدا کرتا ہے۔ یہ بچہ جس کے بارے میں کبھی کبھی میرے
یہ احساس ہوتا تھا کہ میں اس کی رہین منت ہوں میرے جی میں جگہ نہیں پاسکا تھا لیکن ا
یہ تھی کہ اس میں میرا یا میاں لائی کا خون شامل نہیں تھا' البتہ جن لوگوں کا خون اس میں
اب وہ میرے لئے اس قدر باعث احترام ہیں کہ ان کی بنیاد پر میں اس بچے کو ماں کی طر
گی' اسے اتنا ہی چاہوں گی جتنے پیار کا یہ حقدار ہے کیونکہ اب یہ میری اولاد نہیں میرا
اپنے دل کے ہر گوشے سے یہ خیال نکال دو کہ شیرماہ اس کے بیٹے ماہ لخت' بہو عشمہ یا پو
بھی کوئی نقصان پہنچے' میں اس خاندان کا محافظ ہوں۔ میں اس کی غلام ہوں جس نے مجھے ز
ہے اور یہ زندگی صرف زندگی نہیں ہے بلکہ ایک معیار ہے ایک مان ہے' ایک ایسے ظ
خلاف جنگ کا آغاز ہے جو انسانیت سے دور ہے' میاں لائی نے مجھے میری حیثیت سے نو
کیا' اس نے مجھے کسی کے واسطے سے زندگی دی ہے اس کا اسے پورا پورا بدلہ چکانا ہوگا۔"

الخت باغہ اور ارا سہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ دونوں کے چہروں
الجھن اور حیرانی تھی۔ سوما یہ نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا تم دونوں خیال رکھنا اگر اس خاندان کو ذرہ برابر کوئی نقصان پہنچ
تمہارے اس احسان کا بدلہ چکائے بغیر تمہیں نقصان پہنچانے پر آمادہ ہوجاؤں گی۔ وہ لوگ
کبھی زبان نہ کھولیں کیونکہ جو ایثار کرتے ہیں وہ جان دے دیتے ہیں' اتنا بڑا ایثار کرنا م
نہیں ہے' ان سب نے تو اپنی جان دیدی ہے اب بھلا وہ کیا کسی کے سامنے زبان کھولیں
اچھی طرح تسلیم کرتی ہوں' عشمہ میری بیٹی کو وہ پیار نہیں دے سکی' لیکن میرے اور ا
درمیان ایک رشتہ قائم ہوگیا ہے اور میں اس رشتہ سے اس سے ملاقات کروں گی۔ میں ا
اس احسان کا شکریہ ادا کروں گی اور اسے ایسے راستے دکھاؤں گی کہ تمہارا یہ خوف
ہوجائے گا۔"

"دیکھو سوما یہ' تو حقیقت جان چکی ہے لیکن ایک بات اور بھی جان لے' میاں لا
نوجوان نہیں ہے بڑا گھاگ اور کائیاں ہے وہ کہیں کسی شبہے کا شکار نہ ہوجائے۔"

"میرے باپ' میں جس شکل میں بھی ہوں تیری تشکیل دی ہوئی ہوں۔ لیکن اب ا
دیکھنے کے بعد میری ایک چھوٹی سی بات بھی سن لے۔ عورت جب مکروفریب پر آجاتی ہے تو
کی کوئی آنکھ اسے نہیں پہچان سکتی' سمجھ سکتا ہے تو میرے ان الفاظ کو سمجھ لے ورنہ اس
میں تجھے کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہوں' ہاں جو کچھ ہے وہ سب تیرے سامنے ہے۔" الخ
نے جلدی سے کہا۔

"باقی تمام باتیں بعد میں طے کرلیں گے' لیکن اس بات کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ
سوچ رہا تھا' واقعی ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے اور ایسا کوئی نقصان انہیں نہ
گا۔"

الخت باغہ کو بعد میں خود بھی احساس ہوا تھا کہ اس کی سوچ انتہا پسندی پر مشتمل تھی
میں اس نے بیوی سے کہا۔

"میں نے ان حالات کے لئے سوما یہ کو اس لئے معاف کردیا ہے کہ خود میری زندگی بچ گئی۔
کہیں اس وقت سوما یہ کی جگہ میاں لائی آگیا ہوتا اور جس طرح سوما یہ نے ہماری گفتگو سن لی تھی
طرح میاں لائی اس گفتگو کو سن لیتا تو اس کے بعد کیا تو تصور کرسکتی ہے کہ اس وقت ہم زندگی
سانسیں لے رہے ہوتے اسے تو سب کچھ ہی پتہ چل چکا ہوتا۔ خیر یہ اچھا ہوا' واقعی سب کچھ اتنا
سان نہ ہوتا لیکن اس خطرے کو ہمیشہ تلوار کی طرح سر پر لٹکتا محسوس کیا جاتا رہے گا۔ تیری بیٹی
الفاظ تو بہت مضبوط تھے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس میں اتنی ذہانت موجود ہے۔ خیر وقت کا
ظار ہی مناسب ہوگا۔" یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔

سوما یہ یہ تمام حالات جاننے کے بعد نجانے کیسی کیسی کیفیات سے گزری تھی لیکن اس
فیات میں بے پناہ شدت نہیں تھی اس نے عورت کی حیثیت سے میاں لائی کے دل پر گرفت نہ
رجو سکی محسوس کی تھی اس نے اس کے اندر کی عورت کو انتقام پر آمادہ کرلیا تھا اور شاید یہاں
عورت ہی کی فطرت نمایاں تھی جو انتقام کے سامنے بہت کچھ بھول جاتی ہے۔ اب نہ اس کے
میں میاں لائی کے لئے وہ جذبے باقی رہے تھے' نہ اولاد کے لئے دیوانگی' بلکہ عشمہ کے بیٹے کو وہ
لئے اور زیادہ چاہنے لگی تھی کہ ایک عورت نے اس کے لئے ایثار کیا تھا۔ اپنی بیٹی کے لئے
کے دل میں محبت کی ہوک جاگی تھی' لیکن احتیاط لازم تھی۔ ذرا سی بے احتیاطی میاں لائی کو
سب کا دشمن بنا سکتی تھی اور اس کے بعد ان خونریز واقعات کو کوئی نہ روک پاتا جو پیش آتے۔
ان لائی کو جیسے پھر سے جوانی مل گئی تھی۔ برسوں کا مرجھایا ہوا سوکھتا درخت ہرا ہوگیا تھا۔ چہرے
سرخیاں اور آنکھوں کی چمک لوٹ آئی تھی' تسمورا کے جنگلوں میں شکار کا موسم آگیا تھا اس نے
تے ہوئے سوما یہ سے کہا۔

"آہ کاش دس بیس سال سمٹ کر لمحوں میں بدل جاتے تو میں اپنے ساتھ گھوڑے پر شمران
کو لے جاتا اور جب واپس لوٹتا تو میرے ساتھ کھالوں کے انبار ہوتے لیکن خیر کچھ وقت سہی۔
میرے بیٹے کا مکمل خیال رکھا جائے۔ ہاں میں لعنت کرتا ہوں اس غلام روزال پر کہ جب
نابوں کے در و دیوار روشن ہوئے تو وہ موجود نہیں تھا۔ تجھے میرے تسمورا جانے پر کوئی اعتراض تو
ہیں ہے؟" سوما یہ نے مسکرا کر کہا۔

"عقابوں کا سردار' اس بار جب بساری کی سرحد پر اپنا خیمہ لگائے گا اس کا نشان سب سے
نچا ہوگا۔ کیونکہ اس کا شوالا میری آغوش میں پرورش پارہا ہے۔"

میاں لائی کی نگاہوں میں محبت کے سوتے پھوٹ پڑے اس نے کہا۔ "ہاں اور تو عقابوں کی
ہے جس نے یہ تحفہ مجھے دیا۔ وہ نشان میں تیرا نام لیکر اپنے خیمے پر نصب کروں گا۔"

سوما یہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ اس مسکراہٹ میں بہت سی کہانیاں رقصاں تھیں اس نے
کہا۔ "تسمورا کب تک روانہ ہو رہے ہو۔"

"انتظامات مکمل ہوچکے ہیں اس بار بہت سے عقاب میرے ساتھ جارہے ہیں۔"

"اپنا پورا خیال رکھنا۔ شکار کرتے ہوئے بے قابو نہ ہوجانا۔ شمران کو تمہاری ضرورت
ہے۔"

"فکر مت کرو' تسمورا کے تیندوے اس بار سخت مشکل کا شکار ہونگے کیونکہ میرے اندر کی

زندگی رواں دواں ہے۔" لائی نے کہا۔ پھر وہ بڑی شان و شوکت سے تسمورا چلا گیا۔
سکون سے انتظار کیا تھا۔ اس کے اندر واقعی حلیمی پیدا ہوگئی تھی وقت نے اسے عجیب حالا
دوچار کیا تھا مگر وہ ان حالات سے مکمل سمجھوتہ کرچکی تھی۔ پھر اس نے بہت سی تیاریاں کیں
تیاریوں میں اس نے نہ اپنی ماں کو شریک کیا تھا نہ باپ کو۔ ننھے شمران کو اس نے بہترین
اور زیور پہنائے۔ بہت سی سوغات ساتھ تھیں اور کسی کو اطلاع دیئے بغیر اچانک شیرماہ
میں پہنچ گئی۔ شیرماہ کوستے کے دروازے پر آیا تو سومایہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسے علم
سومایہ کو حقیقت معلوم ہوچکی ہے۔ عقابوں کی ملکہ کو اس نے حیرت کے باوجود روایتی تعظ
ماہ لخت اور رائیسہ بھی اسے دیکھ کر ششدر رہ گئے تھے۔

"عشمہ کہاں ہے؟" سومایہ نے پوچھا۔

"اندر موجود ہے۔" رائیسہ بولی۔ وہ چور نظروں سے سومایہ کی آغوش میں اپنے
رہی تھی۔

"آؤ' مجھے اس سے ملاؤ۔" سومایہ نے کہا اور اندر چل پڑی سب اس کے ساتھ ان
ہوگئے تھے۔ عشمہ کا ویران چہرہ اس کے دلی جذبات کا آئینہ تھا۔ سومایہ کو دیکھ کر وہ بھی دنگ
تھی پھر اس کی پرشوق نگاہوں نے اس کی گود میں موجود بچے کو دیکھا اور اس کی حالت
لگی۔ سومایہ نے اس کے صبر کا امتحان کرلیا اور آگے بڑھ کر بچے کو اس کی طرف بڑھایا۔
رہ گئے تھے۔ عشمہ نے ہاتھ آگے بڑھے پھر پیچھے ہٹ گئے اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھی
رائیسہ اور ماہ لخت کو دیکھا سومایہ نے کہا۔

"میں خود بھی ماں نہ بنتی تو شاید ماں کے کرب کو نہ سمجھ پاتی لیکن اب ہم دونوں کا
ہے۔ اپنے دل کے ٹکڑے کو پیار کرو عشمہ۔ مجھ بدنصیب نے تو اپنی بچی کو دیکھا بھی نہیں۔
اجازت دوگی؟"

عشمہ نے جذبات سے بے قابو ہوکر بچے کو گود میں لے لیا اور سومایہ بچی کی طرف
اس نے بچی کو اٹھایا۔ اسے دیکھتی رہی اور پھر دیوانہ وار اسے چومنے لگی۔ اس کی آنکھ
آنسو رواں تھے۔ سب کی آنکھیں نمناک ہوگئی تھیں۔ سومایہ نے کہا۔

"ایک مرد کی دیوانگی ان جذبات کو نہیں سمجھ سکتی۔ آہ مجھے اب شہ بدان کا خیال
میں کانپ جاتی ہوں۔ عشمہ شمران تیرا ہے۔ ہمیشہ تیرا رہے گا یہ میرا وعدہ ہے۔ تو مجھے
سمجھ جو اس کی پرورش کررہی ہے۔ میں تیرے بچے کو ہمیشہ گندی ہواؤں سے بچائے رکھوں
اسے ایک لمحے تکلیف نہ ہونے دوں گی۔ تجھے یقین دلاتی ہوں میں۔ بدنصیبی نے ہم پر یہ
دی ہے۔ میری عزت' میری زندگی' میرا وقار اسی جھوٹ سے وابستہ ہے۔ عشمہ اپنی زندگی
مجھے تیری مدد درکار ہے۔ اپنے بچے کو خود سے دور نہ سمجھنا۔ ہم وقت کے فیصلوں کا
گے۔ یہ فیصلہ کبھی ہمارے حق میں ہوا تو میں یہ کہنے سے گریز نہیں کروں گی اور شمران ماہ
ہے۔ تیرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ تیرا بیٹا تجھ سے دور نہ ہوگا عشمہ۔ جب تجھے طلب ہو
اسے پیار کرنا۔ بس احتیاط شرط ہے۔"

عشمہ نے کہا۔ "تیرے الفاظ نے مجھے نئی زندگی دی ہے سومایہ۔ اب مجھے غم

سورت حال ہی بدل گئی ہے تو جس بلند ظرفی کا مظاہرہ کررہی ہے مجھے بھی اس میں پیچھے نہ پائے گی۔
ہم دونوں ایک دوسرے کی امانتوں کے امین ہیں۔ اپنی بچی کے لئے کبھی فکر نہ کرنا۔ میں اسے زندگی
سے زیادہ عزیز رکھوں گی۔" شیرماہ' ماہ لخت اور رائیسہ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

O......O......O

چاروں دراز قامت تھیں۔ چاروں کے نقوش اس قدر دیدہ زیب تھے کہ دیکھنے والوں کی
نگاہیں خیرہ ہوجائیں۔ جنگل کی سخت زندگی نے انہیں بے مثال حسن بخشا تھا اور پہاڑوں کی عورتوں
سے مختلف رنگ و روپ عطا کیا تھا...... لیکن چاروں ہی نسوانیت سے بے نیاز ہوگئی تھیں۔ ان
کے مشاغل جنگجویانہ تھے اور وہ وحشی بلیوں کی مانند قرب و جوار کے جنگلوں میں وندناتی پھرتی تھیں'
اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں تھا کہ جنگلی درندوں نے آبشار کے آس پاس کا علاقہ چھوڑ دیا تھا وہ
اپنے درمیان آجانے والی ان خونخوار بلیوں کا مقابلہ نہیں کرپاتے تھے اور بیشتر موت کا شکار ہوچکے
تھے۔ باتو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ ہولناک درندے ان لڑکیوں کو دیکھ کر راستہ کترا جاتے
تھے۔ جنگلوں پر ان کا راج تھا۔ اب ان کا کوستہ درخت پر نہیں زمین پر تھا اور اس میں ضرورت کی
ہر چیز موجود تھی۔ باتو ان کا اتالیق تھا اور عمر اس پر ٹھہر گئی تھی۔ وہ اکثر کہتا تھا۔

"یہ سچ ہے شہ بدان کہ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصّہ بیکار کھودیا اور جب مجھے زندگی ملی تو
وقت کے آگے بڑھ جانے کا افسوس ہے مجھے۔"

"تم نے انہیں کیا بنا دیا ہے باتو......"

"یہ سب ایک لفظ کا جواب ہے شہ بدان۔ تو نے کہا تھا ہم "کمزور" ہیں۔ اب بول۔ کیا تو
کمزور ہے شہ بدان۔"

"نہیں۔"

"بس اسی جواب کے لئے میں نے محنت کی تھی۔ تو نے کہا تھا کہ یہاں طاقت کی حکمرانی ہوتی
ہے۔ جو طاقتور وہی سردار...... دیکھ تیرے سامنے پہاڑی قبیلوں کے چار سردار موجود ہیں۔"

"ایک اور بھی تھی باتو......" شہ بدان نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"اپنے الفاظ میں تو روشنی والے پر یقین رکھتی ہے نا۔"

"ہاں۔"

"اس سے ہمیشہ دعا کیا کر۔ وہ سب ٹھیک کرلیتا ہے۔"

"میں اس کے لئے دعا کرتی ہوں باتو۔"

"پھر وہ جہاں بھی ہوگی بہتر ہوگی۔ اس بات پر تجھے یقین رکھنا چاہئے۔"

"کیا وہ کبھی مل سکے گی؟"

"ہاں۔ تیری لگن سچی ہے تو وہ تجھے ضرور ملے گی۔ ہم سب اسے تلاش کریں گے۔ وہ ضرور
مل جائے گی۔"

"ہم اسے کہاں تلاش کریں گے۔"

"پہاڑوں میں' چٹانوں میں قبیلوں میں۔ وہ ضرور مل جائے گی اور پانچ لڑکیاں۔ پانچ لڑکیاں
پہاڑوں کی نئی تاریخ ترتیب دیں گی۔ یہ ضرور ہوگا۔ بالکل اسی طرح جیسے میں نے ساری عمر جدوجہد

کی اور جب مایوسیوں کی انتہا تک پہنچ گیا تو کامیابی کا سراغ ملا۔ آج میرے چار جسم ہیں
دس ہاتھ ہیں' جو کھٹالیوں کے خون سے چٹانیں رنگ دیں گے۔ یہ نہ سمجھنا میرے انتقا
سرد ہو گئی۔ یہ آگ بدستور بھڑک رہی ہے۔" باتو کے چہرے کی تپش بتا رہی تھی کہ وہ جو
ہے وہ پہاڑوں کی تقدیر ہے۔

شہ بدان گہری نگاہوں سے باتو کے چہرے پر سلگتی آگ دیکھ رہی تھی۔ بہت دیر خا
کے بعد اس نے کہا۔ "میرا ایک گھر تھا باتو۔ ماں باپ تھے۔ میان لائی نے مجھے اپنے گھر
ہوئے کہا تھا کہ میں اپنے باپ کے گھر چلی جاؤں۔ جب سے وہ مجھے عقابوں کی بستی میں لا
نے کبھی مجھے میرے باپ سے ملنے نہیں جانے دیا۔ حالانکہ سالا زور کی ہڈیاں بھی گل گ
لیکن وہ بہت تنگ دل ہے۔ اس نے کبھی مجھے میری بستی کی ہواؤں کو بھی نہ چھونے دیا۔
ہونے کے بعد میں نے اپنے باپ کی بستی کا رخ اس لئے نہیں کیا کہ کہیں میرے بھائیو
آجائے اور وہ میان سے اپنی بہن کا انتقام لینے نہ نکل پڑیں۔ اب تو میں ان کی صورتیں
گئی ہوں۔ پتہ نہیں میں بھی انہیں یاد ہوں یا نہیں۔ تم نے باتو میرے لئے باپ اور بھا
ادا کیا ہے۔ شاید وہ بھی ان بچیوں کے لئے اتنا کچھ نہ کر پاتے روشنی والے نے تم
نعم البدل بنا کر میرے پاس بھیجا تھا۔"

باتو سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا۔ "تیری بستی کیا کہلاتی ہے؟"

"باگ۔ وہاں کے رہنے والے باگے کہلاتے ہیں۔"

"اور تیرے باپ کا نام کیا ہے۔"

"سلابہ۔ میرے دو بھائی ہالار...... اور جومایہ کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔
نے بتایا اور باتو سوچ میں ڈوب گیا۔ بہت دیر کے بعد اس نے کہا۔

"تو نے اپنے دل کا حال مجھے کبھی نہیں بتایا شہ بدان۔ تو نے کبھی یہ نہیں بتایا کہ
نے تجھے اپنے کوستے سے نکالا تھا تو' تیرا رخ اپنے باپ کے گھر کی سمت کیوں نہ ہوا۔ آ
خونریزی کا خیال تھا جو تیرے بھائیوں کے ذریعے ہوتی تو تیرے دل میں اپنی بیٹیوں
منصوبہ تھا۔"

"کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ بس مجھے انسانوں سے نفرت ہو گئی تھی۔ میں ان سے دو
تھی۔ اپنی بچیوں کو بھی ان سے دور رہ کر پرورش کرنا چاہتی تھی اور کوئی خیال میرے
تھا۔"

"ہمیں باگ بستی بھی تلاش کرنی ہوگی۔ میں تجھے تیرے باپ اور بھائیوں سے
باتو نے کہا اور شہ بدان کی آنکھیں خلاء میں کچھ دیکھنے لگیں۔ شاید اسے اپنے بچپن کی
آ گئی تھیں۔ چاروں لڑکیوں کی آمد نے خیالات کا طلسم توڑ دیا۔ باتو ان تناور درختوں کی
ناقابل تسخیر نظر آتے تھے۔

"بالآخر باتو بابا۔ ہم گھوڑوں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان
گھوڑے ہیں۔ سرکش' تنے ہوئے سینوں اور چمکتے جسموں والے۔ کچھ ایسے بزدل جو
بھاگ جاتے ہیں ان کے رنگ مختلف ہیں۔" فوہا نے بتایا۔

"کہاں ہیں وہ......؟" باتو نے دلچسپی سے پوچھا۔

"جنگلوں کے اس طرف پہاڑ کی بھوری دیواریں ہیں۔ یہ پہاڑ دوسری طرف جانے کا راستہ
کتے ہیں لیکن وسیع و عریض دیوار میں ہم نے چٹانوں میں چھپا ایک ایسا سوراخ دریافت کر لیا ہے
کے دوسری طرف درّہ ہے اور یہ درّہ پہاڑ پار کے جنگلوں تک پہنچا دیتا ہے۔ انہیں جنگلوں میں
ہوڑے پائے جاتے ہیں۔"

"آہ تم بہت دور نکل گئیں۔" شہ بدان نے کہا۔

"کہاں ماں۔ یہ فاصلے تو بہت مختصر ہیں۔" سمانہ نے ہنس کر کہا۔

"ہاں۔ زمین ان کے قدموں میں مختصر ہے۔ فوہا...... نیلے گھوڑے تمہاری سواری کے کام
ں گے اور بزدل گھوڑے باربرداری کے لئے۔ یا پھر ہم بوڑھوں کی سواری کے لئے۔"

"مگر تیز رفتار گھوڑوں کو پکڑنا آسان ہو گا کیا؟" شہ بدان نے کہا۔

"انہیں پکڑ لیا جائے گا اور تم اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھو گی شہ بدان؟" باتو نے کہا۔

اس کے بعد استاد باتو کا عمل شروع ہو گیا۔ درختوں کی چھالوں سے مضبوط رسیاں بنانے کا
بے شک غیر دلچسپ لیکن ضروری تھا جو کافی دن تک جاری رہا۔ پھر کھانے پینے کی اشیاء کے
رسیوں کے ڈھیر پشت پر انبار کئے جنگلوں کے سفر کا آغاز ہو گیا۔ شہ بدان لڑکیوں کو دیکھ کر
ہیں بند کر لیتی تھی' ان کے سراپا پر نگاہ جمانا بہت مشکل لگتا تھا اسے' سرکش' جفاکش' مضبوط
اتنے دلکش جسموں کی مالک کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں' چہروں پر تمتماتی جوانی'
پر اتنا وزن لادے ہوئے کہ صنف نازک کے لئے تصور بھی نہ کیا جا سکے۔ لیکن یوں جیسے پھول
ے چل رہی ہوں۔ باتو نے درحقیقت ایک ایسا کارنامہ انجام دیا تھا جس کا شہ بدان تصور بھی
کر سکتی تھی۔ طویل فاصلے طے کرتے ہوئے اتنی چاق و چوبند کہ یقین نہ آئے' گویا یہ فاصلے ان
لئے بے حقیقت ہیں' اصل میں یہی ہونا بھی چاہئے تھا۔ انہیں زندگی کی ایک طویل مسافت طے
تھی بھلا چہروں پر شکن کا کیا سوال پھر اس سوراخ میں داخلہ ہو گیا جو پہاڑی سلسلہ کا نہایت
و عریض سوراخ تھا لیکن ایسا کہ سامنے سے نظر بھی نہ آئے اور دیکھنے والا یہ بھی نہ سوچ سکے
ان پہاڑوں کو بلندیاں طے کئے بغیر عبور کیا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف کے جنگلات درحقیقت
طرف سے زیادہ خوفناک تھے لیکن وہاں واقعی گھوڑوں کی بہتات تھی' زیبرے بھی نظر آتے
اور سرکش گھوڑے بھی' لیکن باتو نے شہ بدان کو ایک اونچے درخت کی شاخ پر پہنچانا ہی
سب سمجھا تھا کیونکہ اپنی زندگی کے فرائض طے کرنے کے بعد اس کے جسم میں اس قدر جان
تھی کہ وہ زمین پر پیش آنے والے کسی خطرے کا مقابلہ کر سکے۔ البتہ استاد باتو لڑکیوں کو
ش گھوڑوں کو پکڑنے کی ترکیب بتانے لگا۔ موٹی چھال کے رسے جن کے سرے مضبوط درختوں
نوں سے باندھ دیئے گئے تھے اور دوسرے سرے پر ایک خاص قسم کا پھندا بنایا گیا تھا جسے لے
دور تک دوڑا جا سکے' استاد باتو کے اشارے کے مطابق لڑکیوں نے ایسے پھندے جگہ جگہ پھیلا
ئے۔ باتو نے انہیں بتایا کہ کس طرح دوڑتے گھوڑے کی گردن میں رسہ ڈال کر اسے قابو میں کیا
کتا ہے؟ اور پھر پہلا نیلا سرکش گھوڑا ان کی زد میں آیا۔ سب سے چھوٹی بیٹی شیرایہ نے رسی
ا کر بڑا صحیح نشانہ لگایا اور موٹی رسی گھوڑے کی گردن میں جا پڑی۔ گھوڑے نے ایک انوکھی شے

اپنی گردن میں دیکھی تو بدکا اور اس کے بعد اس نے اپنی سرکشی کا مظاہرہ کرنا شروع کر
جسمانی قوت بے مثال تھی جہاں تک وہ رسی کو لے کر دوڑ سکا دوڑا..... لیکن جب پھندا
کسا اور اس کی لمبائی ختم ہوئی تو ٹھوکر کھا کر نیچے گر پڑا لیکن اب اس کی کیفیت نہایت خو
تھی۔ باقی تینوں بہنیں دلچسپی سے تماشا دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھیں، شیرایہ سے آغاز
دیکھنا یہ تھا کہ شیرایہ کس طرح اپنے شکار پر قابو پا سکتی ہے۔

شیرایہ نے رسّی درمیان سے تھام لی اور گھوڑے کو قابو میں کرنے کی کوشش کر
رسی بے شک کمزور نہیں تھی لیکن گھوڑا بے حد طاقتور تھا۔ شیرایہ نے رسّی کو اپنے
گرفت میں لے ضرور رکھا تھا لیکن اس پر طاقت آزمائی نہیں کر رہی تھی جبکہ گھوڑا در
سے اکھاڑنے کی کوشش میں مصروف تھا اور پھر اس کی بے مثال قوت رسّی کی مضبو
آگئی۔ تڑاخا ہوا اور رسّی ٹوٹ گئی، لیکن چونکہ اس کا درمیانی حصّہ شیرایہ کے ہاتھوں میں
عقب سے رسّی ڈھیلی ہوئی، شیرایہ نے یہ حصّہ اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ لیا اور ا
وہ گھوڑے کو مختلف طریقوں سے کھینچ کھینچ کر روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ باتو ہونٹ
نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا گھوڑے کو اب یہ محسوس ہوا کہ اس کا کوئی دشمن ا
فاصلے پر موجود ہے اور اسے جھٹکے دے رہا ہے تو اس نے خونی نگاہوں سے شیرایہ کو دیک
شیرایہ کی جانب چھلانگ لگا دی۔

شہ بدان کے حلق سے تو چیخ نکل گئی تھی۔ کیونکہ گھوڑے کے سفید مضبوط دانت
تھے اور وہ شیرایہ کی جانب اس انداز سے لپکا تھا کہ جیسے اسے گردن سے پکڑ کر چبا لے گا
نے بھی اسی کی گرفت تنگ کر دی تھی۔ وہ خونخوار انداز میں اپنی جانب آگے بڑھتے گھو
رہی تھی۔ پھر گھوڑے نے جیسے ہی اس پر منہ مارا، شیرایہ نے کاوا دے کر اس کی گردن
سمت موڑ دیا گھوڑے کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ کروٹ کے بل گر پڑا لیکن اسے اٹھنے میں
نہیں ہوئی تھی۔ البتہ مدمقابل کی قوت اور پھرتی اس پر حاوی آ رہی تھی جیسے ہی وہ سنبھل
ہوا شیرایہ نے اسے دوسری کروٹ سے گرا دیا اور پھر یوں لگا جیسے وہ طاقتور گھوڑا جس نے
کو توڑ دیا تھا، شیرایہ کی جسمانی قوتوں کے آگے خاصی بے بسی محسوس کر رہا ہے۔ وہ کئی با
کھڑے ہو کر چلتا ہوا شیرایہ کے سر پہ پہنچا اور اس نے اپنے اگلے پاؤں شیرایہ کے سر
کوشش کی لیکن شیرایہ چھلاوا بنی ہوئی تھی، اس نے تھوڑی ہی دیر کے بعد گھوڑے کو تھ
گھوڑا کسی قدر بے بسی کا شکار نظر آنے لگا۔

یہ ناقابل یقین منظر شہ بدان کے بدن پر کپکپی طاری کئے ہوئے تھا..... لیکن ا
خوشی کی لہریں بھی پھوٹ رہی تھیں۔ بھلا کسی سردار کا کوئی شوالا اتنا جاندار کہاں ہو گا کہ
بجائے کسی سرکش گھوڑے کو قابو میں کر لے۔ سالا زور کی زور آوری بھی دیکھی تھ
نے..... جو میان لائی کے سامنے بے بس ہو گیا تھا اور میان لائی اسی سرکش گھوڑے
در پے وار کر کے سالا زور کو زمین بوس کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا، لیکن حقیقت یہ
قوت کے آگے خود میان لائی کی قوت بھی عشر عشیر نہ تھی۔

گھوڑا ہلکان ہو گیا اور پھر یوں لگا جیسے وہ اپنے شکار کے سامنے بے بس ہو کر ا

ملان کر رہا ہو۔ شیرایہ آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گئی اس نے گھوڑے کی پشت پر ہاتھ رکھا
ر گھوڑا اپنے جسم کو ہلکی ہلکی جنبش دینے لگا۔ تب شیرایہ اچھل کر اس کی پشت پر سوار ہو گئی اور
ں نے گھوڑے کو ہلکے ہلکے ہاتھ مارے۔ گھوڑا دوڑنے لگا اور تینوں لڑکیوں کے حلق سے خونخوار
شانہ قہقہے نکل گئے چھوٹی بہن کی کامیابی پر ان کے چہرے مسرت سے دمک اٹھے تھے شیرایہ پہلے
لے گھوڑے کو قابو میں کرنے کے بعد استاد باتو کے سامنے پہنچ گئی۔ اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور اعلیٰ
ل کے انسان باظرف ہوتے ہیں چنانچہ گھوڑے نے ایک بار سر ڈالنے کے بعد پھر سرکشی نہیں کی
ی۔ یہ اس کی اعلیٰ نسبی کا ثبوت تھا شیرایہ اس کی پشت سے اتر گئی اب وہ شیرایہ کے سامنے رام
ہو چکا تھا اس نے اپنے اس طاقتور مدمقابل کو تسلیم کر لیا تھا۔ باتو نے پُرمسرت انداز میں شیرایہ کو
ں کے پہلے شکار کی مبارکباد دی۔ شیرایہ اب گھوڑے سے شانہ ملائے کھڑی ہوئی تھی۔ فوہا نے
کہا۔

"تیری جانب سے اس طرح کی ابتداء نے ہم سب کو حوصلہ دیا ہے اور سورج ڈوبنے سے
پہلے پہلے اگر ہم نے بھی اپنے لئے گھوڑوں کا بندوبست نہیں کیا تو تجھے سردار تسلیم کرنا ہو گا۔"
یرایہ مسکرا دی۔ بڑی بہن کا سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا اس نے اپنے گھوڑے کی رسّی فوہا کی
انب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تیری سرداری کبھی مشکوک نہیں ہو گی فوہا۔ ہم تیرے خادم اور تیرے
ست راست ہیں۔ ہماری موجودگی میں تجھے کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ معزز سردار یہ گھوڑا
یرے سپرد۔"

فوہا نے محبت سے بہن کو دیکھا اور بولی۔ "سرداری کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے کام
ود کرتا رہے۔ ورنہ بقول ماں سردار کو شوالے کی ضرورت ہوتی ہے اور شوالا سردار کا سردار اپنا یہ
ام میں خود کروں گی۔"

باتو نے مسکراتی نگاہوں سے درخت پر بیٹھی شہ بدان کو دیکھا اور شہ بدان کی آنکھوں سے
وشی کے آنسو لڑھک پڑے۔

پہاڑ پار کے جنگلوں سے واپسی کامیابی اور کامرانی کی واپسی تھی۔ چھوٹے گھوڑوں کا غول
در نیلے سرکش گھوڑے ان سب کے ساتھ تھے اور انہوں نے انہیں ٹٹو بنا دیا تھا اس شاندار
کامیابی سے بہت سے شگون نکالے گئے۔ باتو اور شہ بدان خوشیوں کے سمندر میں غوطہ زن تھے،
واپس اپنے کوستے پر پہنچنے کے بعد باتو نے نئے منصوبے ترتیب دیئے اور یہ نئے منصوبے بڑے ہی
جنگجویانہ تھے جن کا آغاز دوسرے ہی دن سے ہو گیا تھا..... لکڑیوں کے چھوٹے چھوٹے تیر بنائے
گئے تھے اور گھوڑوں پر سواری کرتے ہوئے یہ تیر سوار پر برسائے جاتے تھے اور سوار کو اپنی مشق کا
مظاہرہ کرتے ہوئے ہر ممکن طریقے سے اپنے آپ کو ان تیروں سے بچانا ہوتا تھا، کسی بھی سمت سے
آتے ہوئے تیر کی آمد کو محسوس کر کے، جسمانی زاویوں کو بدلنا..... کبھی کروٹ بدل کر اور گھوڑے
کے رخ کو تبدیل کر کے ان تیروں سے بچنے کی مشق کی جا رہی تھی..... اور ایسے موقع پر اگر دیکھنے
والے گھڑسواروں کی مہارت اور جسمانی صلاحیتوں کو دیکھتے تو منہ کھول کر زمین بوس ہو جاتے۔
ایک طرح سے یہ ناقابل یقین منظر ہوتا تھا اور شہ بدان محسوس کر رہی تھی کہ باتو جو سیلاب تیار
کر رہا ہے اس کے آگے واقعی بند نہیں باندھا جا سکتا۔ وہ خوشیوں کے سمندر میں غوطہ زن تھی اور

بار بار سوچتی تھی کہ اگر باتو کا سہارا اس طرح حاصل نہ ہو جاتا تو یہ بچیاں انسانی آباد
جنگلوں میں بے یار و مددگار پڑی رہتیں' اور ان کے مستقبل کے لئے کچھ نہ ہوتا......
ایک روشن مستقبل ان کی گرفت میں تھا اور اس کی ذمہ داری باتو پر ہی آتی تھی۔ ادھر
کیا کیا منصوبے ذہن میں رکھتا تھا۔ خشک خوبانیوں کے انبار کے انبار کوستے کے آس پاس
گئے تھے۔ انہیں محفوظ کرنے کے لئے چھالوں سے چٹائیاں بنائی گئی تھیں اور انکے ایسے
گئے تھے جن کے منہ کسے جا سکیں۔ اس کے علاوہ جنگلی جانوروں کی کھالیں' جن میں
لباس لڑکیوں نے اپنے لئے بنائے تھے پھر ناریلوں کی لڑیاں۔ غرض یہ کہ یہ ساری چیزیں
کی جا رہی تھیں۔ باتو نے شہ بدان کو بتایا۔

"اور اب، یوں ہو گا کہ ہم خوبانی' ناریل اور کھالوں کے تاجر کی حیثیت سے بستیوں
سفر کریں گے' اور یہ چاروں لڑکیاں عقب سے ہماری حفاظت کریں گی۔ ہم سے دور رہ
انہیں اس کی تربیت دے رہا ہوں۔"

"تم جو کچھ کر رہے ہو باتو بابا' مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک پوری فوج تر
گئی ہے اور یہ فوج بالکل مکمل محسوس ہوتی ہے مجھے...... آہ نجانے زندگی میں کون سی
میں نے' جس کی بناء پر روشنی والے نے میرے اردگرد ایسی روشنی بکھیر دی ہے۔'
موقعوں پر خوش ہو کر مسکرا دیا کرتا تھا۔

غرض یہ کہ تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ لڑکیوں نے خوبصورت کھالوں کے بہترین
کے گرد لپیٹے اور انہیں دیکھ کر دل و دماغ پر ہیبت طاری ہونے لگی۔ باتو نے نہایت محنت کر
لکڑیوں سے ایسے زرہ بکتر بنائے تھے جو سامنے کی سمت سے لڑکیوں کے سینوں پر آویزاں
اس سے ان کی جسمانی ہیئت میں تبدیلی بھی رونما ہو اور سامنے سے ہونے والے وار
بچت بھی ممکن ہو سکے۔ چنانچہ جب لڑکیاں کھالوں میں لپٹ کر نیلے گھوڑوں پر سوار ہو
آئیں تو انہیں دیکھ کر خود شہ بدان کو بھی ہیبت محسوس ہونے لگی' باتو نے ان کے چہرے
انتظام کر دیا تھا۔ نجانے اس کے ذہن میں کیا منصوبہ تھا۔ یہ تمام ترتیب مکمل پا گئی' خوبانی
اور کھالوں کے تھیلے چھوٹے گھوڑوں پر بار کر دیئے گئے۔ تب باتو نے شہ بدان سے کہا۔

"اور آج تجھے ایک طویل عرصے کے بعد اپنا یہ کوستہ چھوڑنا پڑ رہا ہے' اسے محفو
ہو سکتا ہے کبھی اس کے گرد ایک طویل آبادی ہو لیکن یہ اس وقت ضروری ہو گا جب ہم
اندرونی بستیوں میں سے کسی بستی کا اقتدار نہ حاصل کر سکیں اور اب میں روشنی والے کا
اس انوکھے سفر کا آغاز کر رہا ہوں جس کے آگے کے واقعات کے بارے میں ہم
جانتے۔"...... باتو اپنی کٹی ہوئی ٹانگوں کو سمیٹ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس
ٹانگیں گھوڑے کی پشت پر بار کر لی تھیں تاکہ جب وہ کسی کے سامنے زمین پر کھڑا ہو تو
دوسروں سے چھوٹا نہ محسوس ہو' پھر سب سے آگے اس کے گھوڑے نے قدم بڑھائے

O......O......O

میاں لائی نے یہ رات پھر اسی پہاڑ کی چوٹی پر گزاری تھی جہاں اس نے شمران
میں آمد کی خبر سنی تھی۔ اسے بہت سے فیصلے کرنے تھے۔ بہت سے برسوں کے بعد ایک با

مشکل وقت آ پڑا تھا دل و دماغ میں شدید کشمکش ہو رہی تھی۔ عقل شناور تھی کہ جو کہا گیا ہے
ہے۔ دل کہتا تھا کہ وہ سزا نہیں دی جا سکتی جس کا شمران حقدار ہے۔ درحقیقت شمران اس کے
رے دور کے تصورات کا قائل تھا۔ وہ اس کی امنگوں سے بالکل مختلف تھا۔ وقت نے میاں کو
باری دی تھی۔ ماضی بے شک داغدار تھا اور یہ داغ بسا اوقات جلتے تھے لیکن گزری بات تھی
وقت کی واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ شمران کی ولادت کے بعد اس کے اندر نمایاں تبدیلیاں ہوئی
ہیں۔ اس نے دردمندی سے شہ بدان کے بارے میں بھی سوچا تھا اور اپنی بیٹیوں کے بارے میں
ی۔ اسے اپنا دوست سارغہ بھی یاد آیا تھا جس سے اس نے بے وفائی کی تھی لیکن وہ ماضی تھا۔
بدان کے بارے میں ہنگا نے اسے بتایا تھا کہ وہ کبھی باگ واپس نہیں گئی باقی پہاڑوں کی وسعتوں
اسے تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔ نہ ہی باگ والوں نے اس سے کبھی رابطہ کیا تھا۔ ان واقعوں کی
ن سے متاثر ہو کر اس نے عقابوں سے اپنے سلوک میں بہتری کر لی تھی تاکہ گناہوں کے احساس
کچھ کمی ہو سکے۔ لیکن...... شمران اس کے گناہوں کی سزا بن گیا تھا۔ اس بیٹے کے لئے اس نے
سانیت کے ہر اصول کو فنا کر دیا تھا اور یہ بیٹا اب اس کے لئے دن رات کی پریشانی بن گیا تھا۔
رکش' وحشی' جنگلی' اوباش دوستوں کی محفل کا رسیا۔ خونخوار...... کسی کو خاطر میں نہ لانے والا۔
ن کی ہوشمندی کی ابتداء ہی ایسی ہوئی تھی۔ انسانوں کو ستانا' جانوروں کو بیدردی سے ہلاک
کر دینا۔

بستی والے خاموش رہ جاتے تھے کہ مستقبل کا سردار تھا...... لیکن اس احساس کا شکار کہ
عقابوں پر آنے والا وقت بہتر نہ ہو گا۔ ہاں اگر کوئی چیز طمانیت بخش تھی تو بس یہ کہ وہ طاقتور تھا۔ نو
مری تھی لیکن ہاتھی جیسی قوت رکھتا تھا۔ اگر کسی کے دماغ میں خنّاس جاگے تو بدترین لمحوں سے
گزرے لیکن سرداری کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ ہرچند کہ پہاڑوں میں عورت کی بڑی
قدری تھی لیکن پھر بھی بیٹیاں اور بہنوں کا تحفظ باپ اور بھائیوں پر ہی ہوتا ہے اور صندالہ کی بیٹی
نگانہ شمران کا شکار ہوئی تھی۔ مرنے سے پہلے اس نے بتا دیا تھا کہ شمران اس کی آبرو کا قاتل ہے۔
بے آبرو ہو کر جینا نہیں چاہتی۔ صندالہ اور اس کے بیٹے نگانہ کی لاش لے کر میاں کے کوستے پر
آ گئے تھے۔

"اس کا فیصلہ کیسے ہو کہ نگانہ نے جو کچھ کہا ٹھیک ہے۔" میاں لائی نے بے چینی سے کہا۔

"جان دینے والا جھوٹ نہیں بولتا۔ میری بیوی گواہ ہے۔ شمران نے اس کے آگے پاؤں
باندھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تھا اور وہ صبح مجھے بے ہوش ملی تھی جبکہ نگانہ نے میرے
بازوؤں میں اپنے بھائیوں کے سامنے یہ الفاظ ادا کر کے جان دی تھی۔"

"گویا گواہ صرف وہ لوگ ہیں جو نگانہ کے باپ ماں اور بھائی ہیں۔" میاں لائی نے کہا۔

"کیا ایسے ناپاک جرم باہر کے لوگوں کے سامنے کئے جاتے ہیں سردار۔" صندالہ نے روتے
ہوئے کہا۔

"مجھے تحقیق کرنی ہو گی صندالہ۔"

"انصاف کرے گا میاں لائی؟"

"ہاں۔ انصاف ہو گا۔ کل صبح کوستے کے سامنے بڑے میدان میں فیصلہ سنایا جائے گا۔"

میان نے جواب دیا۔ کوستے میں اس نے شمران سے پوچھا۔ "تجھ پر جو الزام لگایا گیا
ہے۔"

"آہ کاش۔ مجھ پر یہ الزام نگانہ کی زندگی میں لگایا گیا ہوتا۔" شمران نے مکاری
"تو کیا ہوتا؟"

"پہلے وہ عمل کرتا جو مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ الزام قبول کرلیتا
"جس بے حیائی سے تو اس خواہش کا اظہار کر رہا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا
سب کچھ کر بھی سکتا ہے۔"

"میرے خلاف فیصلہ دے دو میرے باپ۔ تمہیں اختیار ہے۔"

"میرا فیصلہ تیری موت بھی ہو سکتا ہے۔" میان غرایا اور سوایہ درمیان میں آگیا
"جرم ثابت تو نہیں ہوا ہے میان لائی۔ تمہاری تلخی بجا مگر تحقیق تو مکمل کرا
الزام پر غصہ آ ہی جاتا ہے۔"

"ہاں۔ میرا گواہ بزرگ گشتار ہے۔ جب کبھی دل بے چین ہوتا ہے میں اپنے
ساتھ گشتار کی عبادت گاہ چلا جاتا ہوں پچھلے دن بھی ہم عبادت گاہ میں تھے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا تجھے عبادت سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

"نیک جذبوں کا مذاق اڑانے والے گناہ گار کہلاتے ہیں میرے عظیم باپ۔
اولاد ہوں لیکن عبادت گاہوں کا مذاق اڑانا بہتر نہیں۔" شمران نے کہا اور میان خام
لیکن دل قبول نہیں کر رہا تھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے جینے والوں میں نہیں تھا۔ شام کو
ملا..... اور گشتار نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

"روشنی والا چٹانوں میں کونپلیں اگاتا ہے۔ وہ کسے کونسا جذبہ دے کون جانے
عبادت میں مصروف رہے ہیں کیونکہ یہ پورے چاند کی رات تھی۔ وہ نور کے ہالے
خوانی کرتے رہے تھے۔"

"کل صبح میرے کوستے کے سامنے آجانا.....!" میان کہہ کر چلا آیا۔ گشتار
تصدیق کردی تھی لیکن رات کے ویران اندھیرے چیخ رہے تھے کہ کوئی باپ بیٹی کی لاش
طرح مجمع عام میں نہیں آجاتا۔ لاشوں کو ایسے گھناؤنے الفاظ سے منسوب نہیں کیا جا
کے چہرے پر سچائیاں رقم تھیں۔ اگر ان سچائیوں کو قبول کرلیا جائے تو اس کا نتیجہ کیا ہو
کے کوستے میں پھر تاریکی پھیل جائے گی کہ جانے کتنی منتوں مرادوں سے روشن کیا ہوا
بجھ جائے گا۔ نہیں...... ہرگز نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہونے دوں گا میں
میان نے بالآخر فیصلہ کرلیا۔ لیکن وہ احمق نہیں تھا۔ عقابوں کی نگاہیں پہاڑ کی
دیکھ رہی تھیں.... وہ میان کی اس عادت کو جانتے تھے۔ جب وہ مشکل میں ہوتا تو سا
رات اسی پہاڑی کی چوٹی پر گزارتا تھا۔ اگر وہ اس فیصلے سے مطمئن ہو کر اپنے کوستے
لوگ اسے مخلص نہیں سمجھیں گے۔ رات اسی طرح گزار دینی چاہئے۔

صبح کو وہ پہاڑ سے اترا...... اس نے درمیان ہی سے دیکھ لیا تھا کہ اس کے کو
کے میدان میں پوری بستی جمع ہو چکی ہے۔ صندالہ اور اس کے بیٹے بھی آچکے ہیں

اپنے درمیان سے گزرنے کی جگہ دی اور اپنی منصب گاہ پر آگیا۔ لوگ ساکت ہو گئے تھے۔ ہر
چہرہ متجسس تھا۔ تب میان نے کہا۔ "شمران کہاں ہے؟"

"کوستے میں تیری طلبی کا منتظر ہے آقا۔" غلام ہنگا نے جواب دیا۔

"اسے باہر لے آؤ......" میان لائی تحکمانہ لہجے میں بولا اور عقابوں میں بھنبھناہٹ گونجنے
لوگ سرگوشیوں میں تبادلۂ خیال کر رہے تھے۔ میان لائی کے لہجے سے انہوں نے مختلف
قائم کئے تھے۔ شمران کو کوستے کے سامنے لے آیا گیا' اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار
اور شاید اطمینان بھی' نجانے کیوں وہ مطمئن تھا کہ سردار کا کیا ہوا فیصلہ اسے کوئی نقصان نہیں
سکے گا۔ میان لائی نے ایک نگار صندالہ اور اس کے بیٹوں کی جانب دیکھا اور اسی وقت
گشتار کو بھی جو اپنی عبادت گاہ سے نکل آیا تھا اور لاٹھی کے سہارے ان لوگوں کے درمیان
لیا تھا۔ تب میان لائی نے سرد اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صندالہ عقابوں کی بستی میں ایک معزز شخصیت کا نام ہے' میں اس کی بزرگی کا احترام کرتا
اور اس کے ساتھ جو کچھ ہوا' سردار کی حیثیت سے اس کی مذمت کرتا ہوں لیکن یہ بات پایۂ
کو پہنچ چکی ہے کہ صندالہ کو اپنی بیٹی کے سلسلے میں مکمل غلط فہمی ہوئی ہے۔ بات میرے بیٹے کی
ہے ان گواہیوں کی ہے جو کسی کو مجرم قرار دینے میں معاون ہوتی ہیں اور حیران کن بات یہ
کہ اس سلسلے میں بزرگ گشتار نے خاص مداخلت کی ہے۔ بزرگ گشتار جو الزام شمران پر لگایا گیا
اس کی تردید تم کن الفاظ میں کرتے ہو؟"

"میں تجھے پہلے بھی بتا چکا ہوں معزز سردار کہ بچوں میں ایک نیا جذبہ ابھرا ہے اور یہ حیران
بات ہے کہ عقابوں کی نئی نسل روشنی کی جانب راغب ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ روحانی سکون
کو زیادہ پُرلطف بنا دیتا ہے' سو وہ عبادت کرنے آنے لگے ہیں اور جس رات کا یہ تذکرہ ہے وہ
چاند کی رات تھی اور سرشام ہی شمران اور اس کے دوست عبادت گاہ پہنچ گئے تھے۔ میں
کے جذبے سے بہت خوش ہوا تھا اور میں نے اپنے معمولات سے ہٹ کر ساری رات عبادت
ان کا ساتھ دیا تھا اور اگر تم میرے ہاتھوں میں ایک ایسی چیز دے دو' جو بہت تاریک ہو تو میری
اس کا تجزیہ کر کے تمہیں پیش کردے گی۔ سو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ مجھے شمران کے بارے
کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔ ہاں ایک بوڑھا عقاب ہونے کی حیثیت سے میں بھی ان درندہ صفت
کی مذمت کرتا ہوں جنہوں نے صندالہ کی بیٹی کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک کیا۔ لیکن صندالہ
اس کے بیٹوں کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ کم از کم اس رات کی گواہی میں دیتا ہوں۔"
ایک غلغلہ سا مچ گیا تھا۔ بہت مستند گواہی پہنچی تھی۔ صندالہ نے آہستہ سے کہا۔

"گویا میری بیٹی کی زندگی اس طرح ضائع ہو گئی ٹھیک ہے عظیم سردار' ایک آخری بات اور
چاہتا ہوں' پچھلی رات مجھے کچھ دھمکیاں بھی ملی ہیں۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں اپنے خیالات
کی خود ہی کردوں' اور اس احساس کو ملیامیٹ کردوں کہ شمران نے ایسا کوئی عمل کیا ہے۔ ورنہ
کے نتائج مجھے یہاں اور اگر میں اس بستی سے باہر نکل جاؤں تو راستے میں بھگتنا پڑیں گے......
ٹھیک ہے سردار' بستی کی تقدیر کے فیصلے تجھے ہی کرنا ہوتے ہیں' لیکن بعض فیصلے ایسے ہوتے ہیں
جو ہم خود ہی کرلیا کرتے ہیں......"

میاں لائی نے کسی قدر بُرا فروختہ ہو کر کہا۔ "اس نئی بات کا گواہ کون ہے؟"

"اب میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا معزز سردار تیری برتری دل و جان سے قبول کرتا
مجھے واپسی کی اجازت ہے؟"

"ان الفاظ کے ساتھ میں تجھے واپسی کی اجازت دیتا ہوں کہ بات ختم نہیں ہوگی
کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک کرنے والے جو کوئی بھی ہیں انہیں بہت جلد منظر عام پر لے آؤ
انہیں سزا دی جائے گی۔"

"تیرا اقبال بلند ہو۔ ہمیں واپسی کی اجازت دے۔" صندالہ نے کہا اور اپنے
ساتھ اپنے گھر کی جانب لوٹ گیا۔ میاں لائی نے بستی والوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "صندالہ
انصاف قبول نہیں کیا ہے لیکن سچائیوں کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ تم لوگ منتشر ہوسکتے ہو۔
منتشر ہوگئے۔ شمران بھی مسکراتا ہوا ایک جانب بڑھ گیا اور میاں لائی اپنے کوستے میں آ
دراز ہوگیا۔ اس نے سومایہ کے ہونٹوں کی پُراسرار مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔ وہ خام
آنکھیں بند کئے نجانے کب تک اپنے بستر پر پڑا رہا۔ یہاں تک کہ ہنگا نے باریابی کی اجاز
اور اس کے پاس پہنچ گیا۔ "کیا بات ہے غلام ہنگا......؟"

"صندالہ نے ایک جذباتی قدم اٹھایا ہے معزز میاں لائی؟"

"کیا......!" میاں لائی چونک اٹھا۔

"اس نے اپنے کوستے میں خود کو بند کر کے آگ لگالی ہے اور اندازہ یہ ہے کہ وہ
خاندان کے ساتھ خاکستر ہوگیا گویا اس نے سردار کا فیصلہ قبول نہیں کیا اور احتجاج
اپنالی۔"

میاں لائی بستر سے نیچے اتر آیا۔ چند لمحے ہنگا کو دیکھتا رہا اور اس کے بعد کوستے سے
آیا۔ خاصے فاصلے تک اسے پیدل چلنا پڑا اور اس نے بھی آسمان سے باتیں کرتے ہوئے
دیکھ لیا..... اطراف میں مجمع عظیم لگا ہوا تھا اور اندر سے گوشت جلنے کی چرائند اٹھ رہی
کہہ رہے تھے کہ بھلا اس آگ میں کسی کے زندہ بچ جانے کا کیا جواز ہے...... میاں لا
ہوئی آنکھوں سے پہلے بلند اور پھر سرد ہوتی ہوئی آگ کو دیکھتا رہا۔ بھلا خود اپنی زندگی
والوں کے لئے عقابوں کے سردار کا فیصلہ اور کیا ہوسکتا ہے بعد میں اس نے لوگوں سے کہا

"جاتے ہوئے صندالہ نے کہا تھا کہ بعض فیصلے خود بھی کئے جاسکتے ہیں' بستی والو
بہتر نہیں ہوتے' یہ دلوں پر برے نقوش چھوڑ جاتے ہیں ہم صندالہ کو روک سکتے تھے اگر
کا علم ہوتا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ شمران تمہارا ہونے والا سردار ہے اس پر نگاہ رکھ
برائیوں کی جانب راغب نظر آئے تو بہتر ہے کہ مجھے اطلاع دی جائے یہی تم سب کے
ہے چونکہ تم دیکھ چکے ہو کہ پہاڑوں کے قانون میں اتنے ہی طاقتور سردار کی ضرورت ہو
جانے کب کوئی سرپھرا سردار مبارزہ طلب کر بیٹھے اور تم پر مسلّط ہوجائے وہ ایسا بھی ہو
برسوں کے عقابوں سے انتقام لینے کی خواہش ہو۔ خیر میں صندالہ کے لئے افسردہ ہوں
کے لئے بہتر عاقبت کی دعائیں ہی کرسکتے ہیں' جب اس کوستے کی آگ سرد ہوجائے تو جلی
کو مناسب جگہ پہنچا دینا۔"

میاں لائی یہ کہہ کر واپس پلٹ پڑا' جو کچھ ہوا تھا اب بھی اس میں کچھ ایسی بات رہ گئی تھی
کو نہ لگتی تھی۔ ضمیر نجانے کیوں جاگ کر پریشان کررہا تھا اور میاں لائی کو بے سکونی کا
ہورہا تھا۔ رات میں اس نے غلام ہنگا کو طلب کرلیا۔ روزال کا نعم البدل تو نہیں تھا یہ
زیرک اور تجربہ کار تھا.......... اور سب سے بڑی بات یہ کہ قابل اعتماد اور
ار تھا۔
ہنگا نے گردن خم کی ہوئی تھی۔ میاں لائی نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔
"جو کچھ ہوا ہے ہنگا' میں اس سے بہت غیر مطمئن ہوں لیکن تو خود دیکھ بوڑھا گشتار جو کچھ
ہے وہ تو غلط نہیں ہوسکتا۔" ہنگا کا چہرہ بے اختیار اوپر اٹھا' ہونٹ کچھ کہنے کے لئے کھلے پھر
گئے.......... میاں لائی نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
"مجھے تیری وفاداری پر بھی کوئی شک نہیں ہے اور تیری زیرک دماغی پر بھی۔ کوئی ایسی
کہہ جو مجھے روشنی دکھائے۔"

"تیرا غلام ہوں اور تیرے لئے جیتا ہوں آقا۔ تجھے گشتار کا ماضی معلوم ہے نا؟"
"گشتار........" میاں لائی نے چونک کر کہا۔ چند لمحات خاموش رہا' پھر آہستہ سے بولا۔
"گشتار ماضی میں ایک بدقماش اور مجرم انسان رہ چکا ہے لیکن اس وقت کی گفتگو سے گشتار
تعلق؟"

"گشتار کی عبادت گاہ ایک فریب ہے اور گشتار اب بھی اسی مجرم ذہن کا مالک۔ عبادت گاہ
طراف چکنے تنوں والے جو درخت بکھرے ہوئے ہیں ان کا دودھ نشہ آور ہے۔ گشتار نے
رختوں میں ہانڈیاں باندھ رکھی ہیں جن میں وہ دودھ ٹپکتا رہتا ہے۔ صبح سورج نکلنے سے قبل
دودھ پیا جائے تو صحت بخش ہوتا ہے لیکن سورج طلوع ہونے کے بعد اس میں کھٹاس پیدا
تی ہے اور وہ سخت نشہ آور ہوجاتا ہے.......اور سردار........ یہ نوجوان عبادت
........اصل میں وہ پُر سرور دودھ پینے کے لئے عبادت گاہ میں جمع ہوتے ہیں۔"
میاں حیران نگاہوں سے ہنگا کو دیکھتا رہا' اور جب ہنگا کی بات اس کی سمجھ میں آئی تو وہ سخت
ین ہوگیا۔ اس کی آنکھوں میں خوف ابھر آیا تھا۔ پھر وہ سرسراتے لہجے میں بولا۔ "روشنی
کی قسم۔ بڑی عجیب کہانی سنائی ہے تونے۔ میں ان گہرائیوں کو سمجھ رہا ہوں۔"
ہنگا نے کہا........ "میرے مالک' مجھے یہ جرأت کبھی نہیں کرنی چاہئے تھی۔ لیکن میرا
رواں تیری سلامتی کا خواہشمند ہے' میں اپنی اوقات سے بڑھ کر بول رہا ہوں' جب
عقابوں کا سردار بنے گا اور اس کے اطراف بہت سے بھوکے بھیڑیے پھیل جائیں گے۔
شش کریں گے کہ شمران کو نگل لیں۔ عقابوں کو ایک مضبوط سردار کی ضرورت ہوگی۔ لیکن
اور شے ہمارے سردار کو اندر سے کھوکھلا کردے گی......... نا صرف وہ بلکہ اس کے
میں پھیلے ہوئے اس کے ساتھی نوجوان بھی ناکارہ ہوچکے ہوں گے۔ بدنصیب گشتار
ی سے بُرا انسان تھا' نیکیوں کا لبادہ اوڑھ کر اس نے ایک کام تو بے شک کیا وہ یہ کہ
کو کسی مشکل سے بچالیا۔ لیکن اس برائی کو پھیلنا نہیں چاہئے......... کل بستی کے لوگ
حقیقت سے ضرور واقف ہوجائیں گے کہ اصل میں گشتار کی برائیاں اپنی جگہ ہیں اور

صندالہ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہی سچ تھا یہ مشکل آسانی سے ٹلے گی نہیں اور ہمیں نادان
بچانا ہے۔"

"تو نے اپنا فرض بحسن و خوبی پورا کیا ہے ہنگا' مجھے واقعی پریشانی لاحق ہوگئی ہے
سوچ رہا ہوں کہ اب میں کیا کروں........"

"غلام کو جب تو نے اتنا بولنے کا حق دیا ہے تو ایک خیال میرے ذہن میں آیا ہے
تیرے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں........"

"بول ہنگا میں اس وقت تجھے اپنا سب سے بڑا ہمدرد سمجھ رہا ہوں۔"

"گشتار کی اس نیکی کو قائم رکھ اور اس کے منصوبے کو ناکام بنا دے اور یہی بہ
کیونکہ گشتار بدبخت زبان بھی کھول سکتا ہے' اسے اس کے وجود میں قائم رہنے دے
طور پر اس کے منصوبے کو ملیا میٹ بھی کر دے........"

"کیسے آخر کیسے ....؟" میاں لائی نے بے چینی سے سوال کیا۔؟ ہنگا مدھم
میاں لائی کو اپنا منصوبہ بتانے لگا........ میاں لائی بغور اس کی باتیں سن رہا تھا اور
چہرے پر اس قسم کے آثار تھے جس سے یہ اظہار ہو کہ اسے ہنگا کی باتوں میں وزن محسو
ہے۔ پھر کچھ دیر مکمل خاموشی رہی اور اس کے بعد میاں لائی نے کہا۔

"تیرا مشورہ ہر لحاظ سے بے حد مناسب ہے' واقعی اس وقت مجھے تجھ جیسے زیرک
ضرورت تھی۔ ہنگا بالکل سچ کہا تو نے' یہی ایک مناسب طریقہ ہے۔" اور اس کے بعد
نے بڑی خاموشی سے تیاریاں کیں۔ عقابوں کے قبیلے سے بیس طاقتور جوانوں کا انتخ
اور وہ اوزار لے کر میاں لائی کے ساتھ اس علاقے کی جانب چل پڑے جہاں چکنے تو
درخت پھیلے ہوئے تھے اور جہاں گشتار نے اپنی خانقاہ بنائی ہوئی تھی جب یہ بیس جوان
میں پھیلے ہوئے درختوں کو جڑوں سے کاٹنے لگے تو گشتار خانقاہ سے باہر نکل آیا۔ میاں
مسکرا کر اس کا استقبال کیا اور پُر محبت لہجے میں بولا۔

"عقابوں کے روحانی پیشوا........ میں نے دن رات غور کیا' تو نے عقابوں کے
نوجوان کو نیکیوں کی جس راہ پر لگایا ہے وہ قابل ستائش ہے' در حقیقت عبادت گزا
ہوتے ہیں اور نیکو کار بھی........ میں چاہتا ہوں کہ تو اپنی اس تبلیغ کو وسعت دے
علاقے میں ایک وسیع عبادت گاہ قائم ہو جائے' اور اس عظیم عبادت گاہ میں لوگ تیر
رہنمائی میں عبادت کریں اور نوجوانوں کے دلوں میں روشنی پیدا ہو۔ میں یہاں ایک
عبادت گاہ کا احاطہ بنوا رہا ہوں اور اس احاطے میں یہ درخت بے کار ہیں چنانچہ میں
کٹوانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اسی فیصلے پر عملدر آمد ہو رہا ہے' سن گشتار روحانی پیشوا
سے تجھے ایک بڑا مقام حاصل ہوگا اور تیری یہ ذمہ داری ہوگی کہ بستی کے بگڑ
نوجوانوں کو راہ راست پر لائے' تجھے علم ہے کہ صندالہ کا خاندان جذباتی کیفیت کا شکا
ہوگیا کسی نہ کسی نے شمران کے نام پر ہی سہی لیکن یہ درندگی کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
میں نیک جذبے پیدا ہوں اور اس کے لئے مجھے تجھ سے بہتر انسان اور کوئی نظر نہیں آ
گشتار پر جو کچھ بیت رہی تھی اس کا دل ہی جانتا تھا لیکن بات ایسی تھی کہ خامو

وئی چارۂ کار نہیں تھا........ اور کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا جن سے وہ ان قیمتی درختوں کو
ے روک سکتا' جن کی پیداوار بار بار نہیں ہوتی اور جو نا صرف عقابوں کی سرحد میں بلکہ
پاس کے جنگلوں میں بھی کہیں موجود نہیں تھے ان درختوں سے گشتار کو نوجوانوں کی بڑی
حاصل ہونے لگی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اس کی مالی حیثیت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا
......

وہ خون آلود نگاہوں سے زمین بوس ہوتے ہوئے درختوں کو دیکھتا رہا۔ اس کے خیال میں
بڑی دولت ضائع ہو رہی تھی لیکن میاں لائی نے اسی وقت دم لیا جب ایک ایک درخت
کر نیچے نہ گر پڑا۔ جوان بڑی محنت سے کام کر رہے تھے ان درختوں کو ٹکڑے کر کر کے ایک
انبار کر دیا گیا........ اور اس کے بعد خانقاہ کے احاطے کی کھدائی ہونے لگی........
جوان رات تک کام کرتے رہے میاں لائی نے معماروں کو حکم دیا کہ پہاڑی پتھروں کے
ں سے سب سے پہلے خانقاہ کا احاطہ تعمیر کیا جائے اس کے اس حکم پر بھی عمل ہونے لگا۔
تی پتھر لا لا کر جمع کئے جانے لگے۔ عقابوں میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ خاص طور سے ان نوجوانوں
جو درختوں کے سفید دودھ کے عادی ہو گئے تھے۔ گشتار سخت پریشان تھا اور پھر رات کی
لیوں میں لوگ اس وجہ سے اسے چوروں کی طرح عقابوں کی سرحد سے باہر جاتے ہوئے نہ
سکے کہ وہ خانقاہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے جاری تھا اور اس
کم از کم ایک خطرہ ٹل گیا........ عبادت گاہ تو تعمیر ہوگئی لیکن روحانی پیشوا کو شاید آسمان
الیا گیا اس کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ تب ایک معزز اور نیکو کار بزرگ کو اس خانقاہ کا
ل بنا دیا گیا اور یہ ذمہ داری اسے سونپ دی گئی کہ وہ عبادت گزاروں کو اس خانقاہ میں
ت کرائے........

O......O......O

ترتیب یہ رکھی گئی تھی کہ شہ بدان اور باتو خوبانیوں' ناریلوں اور کھالوں کے تاجر کی
ت سے اپنے گھوڑوں پر سفر کریں ان کے ساتھ وہ گھوڑے ہوں جو مال و اسباب سے لدے
ئے تھے اور چاروں لڑکیاں ان سے اتنا فاصلہ رکھیں کہ دیکھنے والوں کو نظر نہ آئیں۔ باتو نے
۔

"جب فوجیں میدان جنگ کی جانب چلتی ہیں تو ان کا ایک ہراول دستہ ہوتا ہے' یہ دستہ
ندی کرتا ہے اور فوجیں عقب سے کمک کے لئے تیار رہتی ہیں' سو ہراول دستے میں ہم دو
ہیں' اصل میں ہم تاجر کہاں بلکہ ہم تو ایک جنگ کے لئے میدان کی جانب نکلے ہیں' وہ
جس کا آغاز سالہا سال قبل کیا گیا تھا وہ اب اپنے شباب پر پہنچنے والی ہے۔"
شہ بدان نے خاموشی ہی اختیار کئے رکھی تھی ہر ایک اپنے اپنے خیالات میں ڈوبا ہوا تھا'
دان کو وہ دور یاد آ رہا تھا' جب وہ چار ننھی معصوم بچیوں کو سمیٹے بے یار و مددگار ان پناہ
ں کی تلاش میں نکلی تھی جہاں وہ پہاڑی شیطانوں کی نگاہوں سے بچ کر زندگی گزار سکے۔
سرحدیں عبور کر لی تھیں اس نے اور تقدیر نے ساتھ ہی دیا تھا' کہ ویرانوں میں اسے دیکھنے
کوئی نہ ملا اور نہ پانچ بچیوں کی ماں ہونے کے باوجود شہ بدان اس قدر دلکش تھی کہ کوئی بھی

بدنگاہ اسے پریشان کرسکتا تھا۔ یہ تمام خیالات اس کے دل میں تھے۔ لیکن شوہر کی
نے دل پر اتنے کاری زخم لگائے تھے کہ وہ ہر چیز سے بے گانہ ہوگئی تھی۔ تقدیر کی ا
تھی......... ٹھکانہ بھی ملا' زندگی گزارنے کا قدرتی سامان بھی اور اس کے بعد باتو
مل گیا بچیوں کے لئے جس نے یہ طوفان جنم دے دیئے تھے۔ آج وہ جن راستوں
تھی وہ اس کے ذہن میں بھی نہیں رہے تھے۔ اتنا طویل عرصہ گزارا تھا اس نے
کنارے کہ اب اس جگہ کے سوا کسی اور جگہ کو نہیں پہچانتی تھی۔ ہاں یہ سفر
نجانے کیا کیا یاد آرہا تھا اسے' ماضی کی تصویریں اس طرح ذہن میں چسپاں ہوجا
سے نجات حاصل کرنا ہی مشکل ہوجائے شہ بدان کو ماضی کا ایک ایک نقش نگاہوں
رقصاں محسوس ہوتا تھا۔ بچپن اس نے بستی باگ میں گزارا ماں باپ کے زیر سایہ
نے ایک سیاہ داغ دل پر لگادیا تھا یہ محبت کا داغ تھا اور یہ داغ ایسا داغ بنا کہ اس
ہی نہ سکا' وہ اپنی مرضی کے خلاف میاں لائی کی ملکیت بن گئی اور پھر میاں لائی نے
طرح دربدر کردیا آج بہت سے لوگ یاد آرہے تھے' جن میں میاں لائی سرفہرست تھا
کے دل میں بس ایک ہی خیال تھا۔ میاں لائی سے محبت تو اب اس کے تصور میں بھ
بھلا ایک ایسے شخص سے کیا محبت کی جاسکتی ہے جس نے اسے زمانے کی ٹھوکروں
دیا۔ لیکن اگر کبھی موقع ملے اور وہ میاں لائی کو اپنے قدموں میں پائے تو یہ سوال اس
کرلے کہ اس کی پانچویں بچی کہاں ہے۔ چشم تصور میں اس نے نجانے کیسی کیسی کہا
لی تھیں اس نے دیکھا تھا کہ میاں لائی اس کے سامنے گڑگڑا رہا ہے تب اس نے میا
کہا کہ اس کا قصور معاف کیا جاسکتا ہے لیکن اس شرط پر کہ اس کی بچی اسے دے د
وہ سب کچھ بھول جائے گی۔ ورنہ اسے عقابوں کی سرداری چھوڑنا پڑے گی۔ بلند
کی چوٹیاں' چھوٹے چھوٹے جوہڑ' گھنے جنگل سبزہ زار میدان اور نجانے کیا کیا.......
یہ سب کچھ جاری رہا......... باتو کی نگاہیں بھی دور دور تک کا جائزہ لے رہی تھیں
کہا۔

"بہت پُرسحر علاقہ ہے جیسا سنا تھا بالکل ویسا ہی پایا اور میں تو اس کی جھلکیاں
ہوں۔ لیکن تعجب ہے اتنا سفر کرنے کے باوجود ہمیں کوئی آبادی نظر نہیں آئی.......

"اس کے لئے ہمیں اس سمت کو کاٹنا ہوگا' میرا خیال ہے اب ہم داہنی
بڑھیں۔" شہ بدان نے کہا اور باتو نے اس سے اتفاق کرلیا۔

دوران سفر گاہے گاہے چاروں لڑکیاں بھی قریب آجاتی تھیں ان کے چہرے خو
نظر آتے تھے۔ فوہا نے کہا۔

"اور یہ تمام زمینیں بھی یہاں موجود تھیں' ہم نے تو ان کا تصور بھی نہیں کیا
آہ یہ سوچ کر ہمارے دل عجیب سے ہوجاتے ہیں کہ ان زمینوں پر ہمارے علاوہ بھی
ہیں۔ کیسا عجیب لگے گا ہمیں ان انسانوں کو دیکھ کر........"

"لیکن تمہیں اپنا منصب برقرار رکھنا ہے فوہا......... کہیں یوں نہ ہو کہ یہ د
شخصیت میں کمزوری بن جائے۔" فوہا نے مسکرا کر باتو کو دیکھا اور کہا۔

"نہیں باتو بابا......... جو کچھ تم نے ہمارے سینوں میں اتار دیا ہے وہی اب ہمارے وجود
جنبش بن چکا ہے تم اس کے لئے مطمئن رہو۔"

کئی رات اور کئی دن اس سفر میں گزر گئے اور پھر ایک چمکدار دوپہر' جب وہ ایک درّے
گزر رہے تھے ان کے لئے زندگی میں ایک نئی تحریک کا باعث بنی۔ درّے کے دونوں جانب
ے پہاڑی ٹیلے بکھرے ہوئے تھے جو دور دور تک پھیلے ہوئے تھے لڑکیاں کافی پیچھے تھیں۔
ل کے مطابق آگے کی سمت میں باتو اور شہ بدان ہی تھے یا پھر ان کے باربردار
ڑے......... اور پھر باتو کے حساس کانوں نے کچھ آوازیں سنیں اور اس نے اپنے
ڑے کی لگامیں کھینچیں گھوڑا اڑنے لگا۔ شہ بدان نے تعجب سے پوچھا۔ "کیا بات ہے باتو۔"
"ہمارے آس پاس کہیں نہ کہیں کوئی موجود ہے میں بخوبی محسوس کررہا ہوں۔"

شہ بدان نے گردن اٹھا کر چاروں طرف دیکھا' چمکدار دن خاموشی کا منظر پیش کررہا تھا۔
نے کہا۔ "ہوسکتا ہے ان سنسان ویرانوں میں عقب سے آنے والی لڑکیوں کے گھوڑوں کی
سنائی دے رہی ہوں۔"

"نہیں......... ہمارا ان سے جتنا فاصلہ ہے اس کا میں تعین کرچکا ہوں اور پھر یہ
زیں......... " لیکن باتو کو اپنا یہ جملہ درمیان میں ہی منقطع کردینا پڑا۔ درّے کے اطراف
پھیلی ہوئی چھوٹی پہاڑیوں کے عقب سے چند گھڑسوار نمودار ہوئے تھے۔ یہ کھنٹالے ہی تھے
ان کی تعداد تیرہ کے قریب تھی۔ سات ایک سمت سے آئے تھے اور چھ دوسری سمت سے
ے کے سارے قوی ہیکل جوان تھے اور شکل و صورت سے بامشقت نظر آتے تھے.........
ن ان کی آنکھوں میں نہ تو نرمی کے آثار تھے اور نہ ہی مفاہمت اور دوستی کے۔ بلکہ انہوں نے
ں طرح اپنے گھوڑوں کو دوڑایا کہ باتو کے باربردار آخری گھوڑے کی پشت تک پھیل گئے
منے سے آنے والے دو قوی ہیکل آدمی ان دونوں کے سامنے پہنچ گئے شہ بدان اور باتو گہری
ہوں سے ان کا جائزہ لے رہے تھے۔ تب ان میں سے ایک نے کہا۔

"بوڑھے شخص اور بوڑھی عورت کون ہو تم اور یہ مال و اسباب لے کر کہاں جارہے
.........؟"

باتو نے نرم لہجے میں کہا۔ "معزز سردار ہم تجھے تعظیم پیش کرتے ہیں' تاجر ہیں ہم اور دیکھ
ے گھوڑوں پر خوبانیاں اور ناریل لدے ہیں اور ہمارے پاس بہترین کھالیں موجود ہیں لیکن
رے ذہنوں میں کسی خاص قبیلے کا کوئی تعین نہیں ہے' جس آبادی میں بھی ہمیں تجارت کا
قع ملے گا ہم اپنا مال و اسباب وہاں اپنی ضروریات کی اشیاء کے عوض فروخت کردیں گے۔"
ب میں قوی ہیکل شخص کے منہ سے بھیانک قہقہہ نکلا۔ اس نے کہا۔

"تو پھر ٹانگوں سے محروم بوڑھے' تجھے ہم سے اچھا تاجر کوئی اور نہیں ملے گا......... واہ یہ
ہترین خوبانیاں ہیں ان کا بھورا رنگ بتاتا ہے اور یقینی طور پر ناریل بھی بے حد قیمتی ہیں پھر
الوں کے یہ انبار۔ تم دونوں بوڑھے لوگ بھلا اس کے عوض حاصل شدہ دولت کا کیا کرو
۔ تمہیں تو ویسے بھی اب زندگی کے آخری سانس گننے چاہئیں۔ خیر کوئی بات نہیں۔ ہم تمہارا
سازو سامان خریدنے کے لئے تیار ہیں بولو کیا قیمت لگاتے ہو ان کی........."

"تم ہمیں اپنی بستی لے چلو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا معزز سردار کہ ہمیں اپنی بستی م
مقام دو اور پھر یہ سودا کرو..........."

"دلچسپ بات تو یہ ہے کہ میں کسی بستی کا سردار نہیں ہوں بلکہ میں توان پہاڑوں
کرتا ہوں اور یہاں سے گزرنے والے تاجروں کے قافلے اپنا مال و اسباب میر
فروخت کرکے زندگی کا سودا کرتے ہیں۔ یہی معاوضہ میں تمہیں بھی پیش کرسکتا ہوں
سامان ہمارے حوالے کرکے اس کے عوض تم اپنی زندگی حاصل کرسکتے ہو۔ اپنے گ
واپس موڑو اور اس سمت چلے جاؤ۔ جدھر سے آئے ہو۔ پھر نئے سرے سے زندگی کا
جب تک تقدیر تمہیں موقع دے۔"

شہ بدان نے ایک قدم اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور بولی........ "گویا تم لٹ
اور لوٹ مار کرتے ہو..........؟"

"عورت زبان کو لگام دے، پہاڑوں کے حکمران کو لٹیرا نہ کہہ۔ ہمارے سردار کا
ہے اور یہ بہت غصہ ور ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہمیں کسی کی پشت پناہی حاصل نہیں ہے۔
جو کہا ہے فوراً اس پر عمل کر اور واپس چلی جا ورنہ کیا فائدہ کہ یہی درّہ تیرا مقتل بن
ان میں سے ایک نے کہا۔

باتو نے اپنے گھوڑے کو شہ بدان کے گھوڑے کے قریب لا کر کہا۔

"یہ سورما سچ کہتا ہے ہمیں اس کی بات مان لینی چاہئے زندگی بے شک قیمتی شے
واپسی کا سفر اختیار کریں۔ آؤ تردد نہ کرو۔" باتو نے اپنے گھوڑے کا رخ تبدیل کرلیا۔
نے خشمناک نگاہوں سے انہیں دیکھا اور پھر اس نے باتو کی ہدایت پر عمل کیا۔ اسے ا
ایک کی آواز سنائی دی۔

"بغیر ٹانگوں والے بوڑھے کو زندگی سے پیار ہے۔" دوسرے اس جملے پر ہنس پڑ
باتو نے اس سمت واپسی اختیار کی تھی جس سمت سے وہ ادھر آئے تھے۔ پھر وہ شہ
ساتھ آخری گھوڑے سے بھی دور نکل آیا۔ کچھ اور دور جاکر اس نے آہستہ سے کہا۔
ہے کہ ان کے پاس آتشیں ہتھیار نہیں ہیں۔ بس یہاں رک جاؤ۔ یہ بہتر جگہ ہے۔"
نے گھوڑا روک لیا اور عقب میں نگاہیں دوڑا کر بولی۔ "لڑکیاں شاید بہت پیچھے رہ گئیں"

"نہیں وہ بہت آگے ہیں۔" باتو نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔"

"اگر وہ موقع شناسی کا مظاہرہ نہ کرتیں تو مجھے تشویش ہو جاتی لیکن میں مسرور
ذہین ہیں اور وہ انہی پہاڑوں میں مورچہ بند ہیں جہاں سے یہ بے وقوف نمودار ہوئے
اپنے کمانڈر کے حکم کی منتظر ہیں۔"

شہ بدان خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔ باتو ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو لوٹ
اسباب کا جائزہ لے کر پھولے نہ سمارہے تھے۔ اچانک باتو کے حلق سے ایک زور
آواز نکلی۔ یہ آواز اتنی زوردار تھی کہ ان لوگوں نے بھی سن لی۔ وہ گردن اٹھا کر
لگے۔ لیکن دو طرفہ پہاڑی سلسلوں سے اچانک ان پر لکڑیوں کی بارش ہو گئی۔ یہ چھو

ت وزنی لکڑیاں تھیں جن کی مسافت آسٹریلین ہتھیار بومرینگ جیسی تھی لیکن یہ واپس نہیں
تی تھی۔ البتہ ان کے نشانے اتنے شاندار تھے کہ ایک بھی اپنے ہدف سے آگے نہ نکلی تھی
ضرب ایسی تھی کہ جس کے وہ لکڑی لگی وہ اپنے گھوڑے پر نہ ٹھہر سکا اور زمین پر آرہا۔ اس
ساتھ ہی پہاڑیوں کے عقب سے نیلے گھوڑے نمودار ہوئے۔ ان پر سواروں نے لگامیں
ں میں دبائی ہوئی تھیں اور دونوں ہاتھوں میں ویسی ہی دوسری لکڑیوں کی کھیپ سنبھالی ہوئی
پہاڑیوں سے اترتے ہوئے انہوں نے جان لیوا ہتھیار دوبارہ ان پر پھینکے اور وہ بری طرح
گے۔ آن کی آن میں سوار ان کے نزدیک آگئے۔ فاصلہ ہی کتنا تھا۔ قریب آتے ہوئے
ں نے اپنی کمر سے بندھے ہوئے ڈنڈے اتار کر ہاتھ میں لے لئے تھے۔ یہ ڈنڈے سنبھالے
ن پر پل پڑے۔ نیچے گرے ہوئے جوانوں کے گھوڑے دہشت زدہ ہو کر سرپٹ ہو گئے تھے اور
یے گرے تھے کہ ایک بھی دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہو سکا۔ ایک نے رخ بدلا تو ڈنڈا اس
چہرے پر پڑا۔ اور اس کا جبڑا چُور چُور ہو گیا۔ دوسرے کے سر پر ڈنڈا پڑا اور اس کی کھوپڑی
خون کے ساتھ بھیجے کے سفید سفید ٹکڑے اگل دیئے۔ سیماب صفت سواروں نے چند لمحوں
فیصلہ کرلیا اور شیر دل جوان زمین پر لمبے لمبے لیٹ گئے۔

"آؤ۔" باتو نے گھوڑے کا رخ تبدیل کر دیا۔ شہ بدان بھی ہیجانی طور پر باتو کے پیچھے چل
۔ باتو نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "بس بس۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔" نیلے گھوڑے گرنے والوں
جسم پھلانگ رہے تھے اور سواروں پر سے گزرتے ہوئے لمبے ڈنڈے برسا رہے تھے۔ باتو
آواز پر وہ رکے اور قطار بنا کر کھڑے ہو گئے۔

باتو اور شہ بدان ان کے قریب پہنچ گئے۔ باتو اپنے معذور بدن کو لکڑیوں پر سنبھال کر نیچے
یا اور ہیگان کے پاس پہنچ کر بولا۔ "غصہ ور جوان۔ بعض اوقات ایسے سودے الٹے بھی
تے ہیں۔ اب ہمارے لئے دوسرا حکم کیا ہے۔"

ہیگان کے منہ سے آواز نہ نکلی۔ وہ سخت کرب کے عالم میں تھا۔ غالباً اس کی کئی ہڈیاں ٹوٹ
یں۔

"چنانچہ جلد بازی اچھی نہیں ہوتی ہر وار سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔" باتو دوبارہ بولا۔ پھر وہ
ے لوگوں کا جائزہ لینے لگا پھر اس کی آواز ابھری۔ "ان میں سے دو تو سدھار گئے۔" شہ
کے منہ سے سسکی سی نکلی تھی۔ "شہ سوار تم گھوڑوں سے نیچے اتر آؤ۔ اب یہاں سے اتنی
ں واپسی تو ممکن نہیں ہے۔ ذرا انہیں سمیٹ کر ایک سمت ڈال دو ان سے کچھ باتیں کریں
۔"

لڑکیوں نے گھوڑوں کی پشت چھوڑ دی۔ باتو سامان بردار گھوڑوں کو ایک سمت کرنے لگا۔
لڑکیوں نے زخمیوں کی ٹانگیں پکڑیں اور انہیں مردہ کتوں کی مانند گھسیٹ کر پہاڑی
کے سہارے لگانے لگیں۔ وہ لوگ کٹے ہوئے بکروں کی طرح چیخ رہے تھے اور شہ بدان نے
بند کرلئے تھے۔ وہ یہ ہولناک درندگی نہ دیکھ پارہی تھی۔ باتو نے اس سے کہا۔
"نہیں شہ بدان تمہیں ایسے مناظر دیکھنے کی ہمت کرنی ہوگی کیونکہ اب یہ مناظر عام ہوں
خیر آؤ ان سے باتیں کریں۔ اپنے گھوڑے سے اتر آؤ۔" سمنانہ نے تمام گھوڑے یکجا

کر دیجئے۔ غلمانہ نے کہا۔

"میں اس بلند پہاڑی پر جا رہی ہوں باتو۔ تاکہ وہاں کے اطراف پر نگاہ رکھ سکوں
نے فخریہ گردن ہلائی اور آہستہ آہستہ ان لوگوں کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"کیا تم ان لڑکیوں کو ہر لحاظ سے مکمل نہیں پاتیں۔ وہ ہر بات کا پورا خیال رکھتی
شہ بدان خاموش اس کے ساتھ چلتی رہی۔ باتو ان کے قریب پہنچ گیا پھر ہیگان سے بولا
عظیم سوداگر' اب تم ہمیں کچھ دوسرے حالات سے آگاہ کرو گے۔ مثلاً یہ راستہ کہاں جا
تمہاری آبادی کہاں ہے؟"

"ہمیں جانے دو۔ جو کچھ ہوا اس کیلئے ہم تم سے معافی چاہتے ہیں۔" ہیگان نے کہا۔

"نہیں دوست جو کچھ ہوا ہے اس کیلئے تو اب ہم تم سے معافی مانگنے کی حالت میں
کونسی بستی سے تعلق ہے تمہارا۔"

"بستی باگ کے رہنے والے ہیں ہم.........." ہیگان نے جواب دیا اور شہ بدان
پڑی۔ باتو نے فوراً کہا۔ "بستی باگ یہاں سے کتنی دور ہے۔"

"اس درّے کو عبور کر کے تمہیں بائیں سمت کے جنگلوں میں داخل ہونا ہوگا
جنگلوں کے دوسری طرف ہے۔"

"کیا باگ کے رہنے والے اب لوٹ مار کرتے ہیں۔" شہ بدان گلوگیر لہجے میں بولی

"اور کیا کریں۔ زمامہ نے ہر چیز پر قبضہ جما لیا ہے۔ اس نے عام لوگوں کیلئے
چھوڑا۔ ہر شے اس کے قبضے میں ہے۔"

"زمامہ.......... مگر باگ پر تو سلابہ کی سرداری ہے۔" شہ بدان بولی۔

"کب کی بات کر رہی ہو۔ یہ تو پرانی بات ہے۔" ہیگان بولا۔

"مگر سرداری سلابہ کے ہاتھ سے کیسے گئی؟"

"مبارغہ ہوا تھا۔"

"تت تو کیا۔ سلابہ مارا گیا۔"

"نہیں.......... وہ اور اس کے بیٹے زمامہ کے قیدی ہیں اور زمامہ ان کی
ہے۔"

"مگر یہ کیسے ہوا؟"

"ہم مر رہے ہیں اور تو کہانیاں سن رہی ہے۔ ان کمبخت شیطانوں نے ہماری
چُور کر دی ہیں۔" ہیگان کربناک لہجے میں بولا باتو نے اپنے سہارے کی لکڑی ہیگان
ہوئے کہا۔

"تم مر رہے ہو' مرے نہیں ہو۔ اس لئے جو کچھ پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب
نے خونی نظروں سے باتو کو گھور کر کہا۔ "کاش میں تجھے ہلاک کر دیتا۔"

"جواب دے۔" باتو نے دھاڑ کر کہا اور اپنی لکڑی ہیگان کی زخمی ٹانگ پر مار
تڑپنے لگا۔ باتو نے دوسری بار لکڑی اٹھائی تو وہ سہم کر بولا۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ سلابہ امن پسند اور صلح جو تھا اور اس کے بیٹے بھی

تھے۔ اس بات کو سبھی جانتے تھے کہ سلابہ اپنی سرداری قائم نہ رکھ سکے گا۔ زمامہ نے
ی سے کام لیا اور سلابہ کے دونوں بیٹوں کو دھوکے سے تسمورا کے جنگلات میں شکار کھیلنے
یا۔ جب وہ چلے گئے تو زمامہ نے سرکشی کی اور سلابہ سے مبارغہ طلب کیا۔ انہوں نے بہت
ہنوا بنائے تھے جنہوں نے فیصلہ دیا کہ مبارغہ فوراً کیا جائے اور سرداری کا فیصلہ کیا جائے۔
نے خاموشی سے پسپائی قبول کر لی پھر تسمورا سے واپسی پر سلابہ کے دونوں بیٹوں کو بھی
ار کر لیا گیا۔"

"ان کی گرفتاری کیوں عمل میں آئی۔" شہ بدان کی آواز آنسوؤں میں گندھی ہوئی تھی۔

"سب کچھ دھوکہ تھا۔ سرکش زمامہ سلابہ سے انتقام لینا چاہتا تھا اس نے دونوں لڑکوں پر
ے الزام لگائے اور اپنی بہن سے تصدیق کرا دی۔"

"آہ۔ میرے بھائی ایسے نہ تھے۔" شہ بدان بے اختیار رو پڑی..........! اور ہیگان کا منہ
ے کھل گیا۔ اس نے تعجب سے شہ بدان کو دیکھا پھر تعجب سے بولا۔

"کیا تو سلابہ کی بیٹی ہے..........؟"

O......O......O

میان لائی چور نگاہوں سے شمران کا جائزہ لے رہا تھا۔ شمران سخت چراغ پا تھا۔ وہ گستار کو
ل دیتا رہتا تھا۔ عموماً اس کا وقت دوستوں کے ساتھ سوچ بچار میں گزرتا تھا۔ مطلوبہ شے نہ
ے وہ سخت پریشان تھا۔ میان نے ہنگا سے کہا۔

"اس پر جنون طاری ہے۔ کوئی ایسا عمل نہ کر بیٹھے جس سے مجھے قبیلے کے سامنے شرمندہ
ڑے۔"

"ایسا ہو سکتا ہے باغہ.......... میرے دماغ میں ایک ترکیب آئی ہے۔"

"بتا..........!"

"تسمورا میں شکار شروع ہو چکا ہے۔ اگر کوئی ترکیب اسے وہاں بھیجنے کی ہو سکے تو.......!"
سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے کہا۔ "ہاں۔ یہ ممکن ہے۔"
اس نے بھری چوپال میں کہا۔ "اس بار تسمورا کے شکاریوں میں ایک نام ابھرے گا۔ ایک
شکاری کا جو تسمورا کے تیندوؤں کو تہس نہس کر دے گا۔"

"وہ کون ہو گا۔؟" کسی نے سوال کیا۔

"میرا بیٹا شمران لائی۔" شمران لائی نے چونک کر باپ کو دیکھا تھا۔
کوتے میں شمران نے خود باپ سے پوچھا۔ "کیا مجھے تسمورا جانے کی اجازت ملے گی؟"

"تو مستقبل میں عقابوں کا سردار بنے گا۔ تجھے ایسے ہی کارنامے سرانجام دینا ہوں گے
گری دھاک بیٹھ جائے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر مجھے بندوقیں کب دی جاتی ہے۔"

"بندوق کوئی عام کھیل نہیں ہے۔ وہ یا تو دشمنوں کے خلاف استعمال ہوتی ہے یا وحشی
وں کے خلاف۔ تسمورا میں تو بندوق ہی سے شکار کھیلے گا۔"

"اور تم مجھے انگلی پکڑ کر شکار کھلاؤ گے.........."

"شکار میں کسی کی انگلی نہیں پکڑی جاتی۔ تجھے آزادی سے شکار کھیلنے کا موقع ملے گا۔"

"تب پھر میں تمہارے قول کو سچا کر دکھاؤں گا لیکن شرط یہ ہوگی کہ میں آزادی سے کھیلوں گا اور میرے آٹھ دوستوں کو بھی بندوقیں دی جائیں گی۔"

"مجھے تیری شرط منظور ہے۔"

"اور میں تنہا جاؤں گا۔" شمران نے کہا۔

"عقابوں کا پرچم لے کر.........؟"

"ہاں۔ میں عقابوں کے نام کو سربلند کروں گا۔" شمران نے خوش ہو کر کہا پھر اس نے یہ خوشخبری اپنے دوستوں کو سنادی۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ ہماری ضرورت تو پھر بھی ہوگی۔" دوستوں نے اداسی سے کہا۔

"احمقو.......... کیا تمہارے خیال میں جنگلوں میں کہیں ان جیسے درخت نہ ہوں گے۔"

"کیا تسورا کے جنگلوں میں۔"

"کہیں بھی۔ پھر غور کرو بندوقیں ہمارے پاس ہوں گی۔ بندوقیں پاس ہوں تو شکار ہاتھ آئے گا۔ اب یہ شکار جنگلوں کے تیندوے ہوں گے یا.........." شمران ہنسا اور دوست بھی ہنس پڑے۔

"گویا آزادی۔"

"پوری آزادی۔" شمران قہقہے لگانے لگا۔

O......O......O

میاں نے بندوقیں شمران اور اس کے دوستوں میں تقسیم کردیں پھر بولا۔ "اور روانگی کے کچھ دن کے بعد میں بھی تسورا پہنچ جاؤں گا۔ بساری میں مجھے تمہارا انتظار کرنے میں دقت نہ ہو۔"

"میں تیری ہدایات کا خیال رکھوں گا عظیم بانغہ۔"

"بساری میں سرکش قبیلے رہتے ہیں۔ خبردار کسی سے جنگ نہ مول لے بیٹھنا۔"

"ہرگز نہیں.........!" شمران نے سعادت مندی سے کہا پھر میاں لائی نے اسے عقابوں کا نشان دے کر روانہ کیا۔ اس کے چہرے پر ایک سنگین خاموشی نظر آرہی تھی۔ دور تک شمران کو جاتے دیکھتا رہا اور پھر خاموشی سے واپس پلٹ گیا لیکن وہ اداس تھا۔ اپنی اداسی کی وجہ اس نے کسی کو نہیں بتائی تھی لیکن رات کو غلام ہنگا نے اسے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے دیکھا۔ سب جانتے تھے کہ میاں نہایت پریشانی کے عالم میں وہاں کا رخ کرتا ہے۔ غلام ہنگا... گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ تب اس نے ایک ناقابل یقین منظر دیکھا جس کا تصور خواب میں بھی نہ کیا جاسکے۔ میاں لائی رو رہا تھا۔ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ ہنگا نے زندگی کی پروانہ کرکے تڑپ کر کہا۔ "آقا.........!"

میاں چونک پڑا۔ اس نے زخمی سانپ کی طرح پلٹ کر ہنگا کو دیکھا۔ پھر بے اختیار

آنسو خشک کیے اور پھر اس کی آنکھیں جذبات سے انگارہ ہو گئیں۔

"تو۔" میاں لائی کی آواز میں غراہٹیں چھپی ہوئی تھیں۔

"ہاں آقا' تیرا غلام تیرے قدموں کی خاک۔" ہنگا جذباتی لہجے میں بولا۔

"تو یہاں کیوں آیا ہے غلام ہنگا' کس نے طلب کیا تھا تجھے تو جانتا ہے کہ پہاڑ کی یہ چوٹی میری سکون گاہ ہے اور جب میں کسی کو اطلاع دیئے بغیر یہاں آتا ہوں تو اس کا مطلب ہوتا ہے یہاں کسی کی موجودگی میں کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔"

"غلام اچھی طرح جانتا ہے آقا' ایک بار تو نے کہا تھا کہ روزال جیسا وفادار اس روئے زمین پر دوسرا نہیں ہوگا' میں نے تجھے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا آقا' لیکن تیری بات سے مجھے شدید اختلاف تھا۔ وفادار خون تو کسی کے جسم میں بھی دوڑ سکتا ہے' مجھے بھی اپنی وفاداری پر ناز ہے اور میں وفاشعاری میں ہمیشہ روزال سے آگے بڑھ جانے کا خواہشمند رہا ہوں' عقابوں کے سردار میں کبھی کسی موقع پر اس کا ثبوت پیش کرنا چاہتا تھا۔ غلام روزال کو تو نے جو ذمہ داری سونپی تھی اس نے اسے انجام دیا یا نہیں یہ وقت جانتا ہے' لیکن اگر اسے موت بھی آنی تھی تو تیرے قدموں میں پہنچ کر ہی آنی چاہئے تھی' اسے یہ بتا کر مرنا چاہئے تھا کہ اس نے تیرے حکم کی تعمیل کردی ہے' آقا یہاں اس کی وفاداری مشکوک ہوجاتی ہے اور وہ اس قدر قابل قدر نہیں رہتا' جتنی قدر اس کی تیرے دل میں ہے' جبکہ تیرا یہ غلام اس وقت تیرے سامنے ہے اور اس نے تجھے روتے ہوئے دیکھا ہے آقا' کاش میرے خون کے قطرے تیری آنکھوں سے آنسو بن کر گرتے' میری زندگی کا اس سے بہتر اختتام اور کوئی نہیں ہوتا اور سن اگر تو اس بات پر برگشتہ ہے کہ میں تیری تنہائی میں مخل ہوا اور میں نے تیرے حلق سے سسکیوں کی آواز اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھے تو گناہ گار میرے اعضاء ہیں۔ یہ آنکھیں جنہوں نے تجھے روتے ہوئے دیکھا یہ کان جنہوں نے تیری سسکیوں کی آواز سنی' آقا بس چند لمحات کی زندگی دے مجھے تاکہ میں تجھ سے دل کی بات کہہ دوں۔ اس کے بعد اپنے خنجر سے میں اپنی دونوں آنکھیں نکال کر تیرے قدموں میں ڈال دوں گا تاکہ یہ آنکھیں کسی سے یہ نہ کہہ سکیں کہ انہوں نے کیا دیکھا۔ میں اپنے کانوں میں تیرے سامنے فولادی سلاخیں ٹھونک لوں گا آقا' تاکہ انہیں تیرے حکم کے خلاف گناہ کی سزا مل جائے اور اسی خنجر سے میں زبان کاٹ کر تیرے سامنے پیش کردوں گا تاکہ تجھے یہ احساس نہ رہے کہ یہ زبان کسی کے سامنے کھل جائے گی۔ مگر میرے آقا میں تجھے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا' یہ سب کچھ کرنے سے پہلے غلام کو بتادے کہ تیرے دل میں یہ غم کیوں بیدار ہوا' جس نے تیری آنکھوں سے آنسو نکال دیئے.........."

میاں لائی کی آنکھوں کی سرخی کم ہونے لگی' غلام ہنگا نے ایک زندگی گزار دی تھی اس کے ساتھ۔ روزال کے بعد وہی اس کا وفادار رہا تھا اور اس کے ہر دکھ سکھ کا ساتھی بھی۔ اسی نے احتیاط سے کام لے کر شمران کے بارے میں اسے تفصیل بتائی تھی۔ اگر یہ رازداں بھی اس کے ساتھ نہ رہا تو بالکل تنہائی کی زندگی اختیار کرنی پڑے گی اسے اور پھر غلام ہنگا کے الفاظ میاں کے دل میں گداز پیدا کر رہے تھے اس نے رخ تبدیل کرلیا اور لرزتے قدموں سے ایک پتھر

پر جا بیٹھا چند لمحات سوچتا رہا پھر مدھم لہجے میں بولا۔

"نہیں غلام ہنگا' تجھے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے تیری زن ہے' میں تیری وفا شعاری کا اعتراف کرتا ہوں' میں جانتا ہوں کہ تو زندگی کی قیمت پ کوئی راز کبھی کسی کے سامنے بیان نہیں کرے گا۔ غلام ہنگا میں پامال ہو گیا ہوں۔ م سوچ میں پس کر رہ گیا ہوں اور اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ میرے فیصلے غلط تھے' م کرنے سے قاصر تھا' اب مجھے رہ رہ کر شہ بدان یاد آتی ہے اپنی بیٹیاں یاد آتی ہیں غلا احساس اب بہت شدت اختیار کر چکا ہے کہ زندگی میں........ میں نے کسی کے ساتھ کیا شاید روشنی والا اس کے لئے مجھے معاف کر دے لیکن شہ بدان وفا شعار تھی اور پیدائش میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا لیکن میں نے اس کے ساتھ بدترین ظلم کیا او والے نے مجھے اسی دنیا میں اس ظلم کی سزا دے دی حالانکہ شہ بدان اگر چاہتی تو اپ پاس واپس جا سکتی تھی' بستی باگ میں پہنچ کر وہ میرے خلاف نفرت پیدا کر سکتی تھی.... کچھ نہ ہوتا تو کم از کم سلابہ اور اسکے بیٹے مجھ سے یہ سوال ضرور کرتے کہ میں نے ان یہ ظلم کیوں کیا........ لیکن جاتے ہوئے اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی بستی واپس نہیں جا۔ اسے نہیں جانا چاہئے تھا ہنگا' کیونکہ میں نے اس پر شرمناک الزام لگائے تھے .... سرداری بے شک چلی جاتی میرے ہاتھ سے لیکن میری بیٹیاں ...... کیا ظلم کیا ہے م پر........ میں نے اپنی غیرت کو دربدر کر دیا ہے اور روشنی والے نے یہ سزا مجھے شمران میں دی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ سومایہ نے اپنا قول نبھا دیا اور اس نے بھی وفادا ساتھ میری زندگی میں شمولیت اختیار کی ہے' مجھے اس سے کبھی شکایت نہیں ہوئی..... شمران' پہلی بار اسے دیکھ کر میرے دل میں خوف جاگا ہے۔ ہاں میں عقابوں کے ہو۔ سردار سے خوفزدہ ہوں........ ہنگا تو یقین کر' مجھے اس سے ڈر لگتا ہے........"

"شمران سے........" ہنگا نے تعجب سے کہا۔

"ہاں ہنگا........ وہ سرکش ہے اس کی کوئی ادا مجھے یہ احساس نہیں دلاتی کہ اس میں میرے لئے باپ جیسا احترام ہے' وہ شاطر بھی ہے اور اس کے چہرے پر میں نے ایسی مکاری دیکھی ہے جس سے مجھے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی بولتا ہے وہ سچ نہ اس کے دل میں کچھ اور ہے اور آنکھوں میں کچھ اور........ وہ طاقتور بھی ہے اور تو کہ عقابوں کی سرداری کے لئے ایسے ہی سرکش ایسے ہی طاقتور سردار کی ضرورت ہ میں بے شک تسلیم کرتا ہوں........ لیکن اگر اس نے مجھ سے مبارغہ طلب کر ہوگا........؟"

ہنگا لرز گیا اور اس کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی........ "تجھ سے مبارغہ......؟"

"ہاں........ یہ بات تو بھی جانتا ہے اور مجھے بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ صند کے ساتھ جو کچھ ہوا اور جس نے کیا وہ شمران کے سوا اور کوئی نہیں تھا........ لیکن م سزا نہیں دے سکا اس لئے کہ وہ میری اولاد تھا اور اس لئے بھی کہ اسے ایک ایسی با نہیں دی جا سکتی تھی جس کے لئے وہ ٹھوس جواز رکھتا تھا۔ وہ مجھ سے مبارغہ طلب کر

بات کا مجھے یقین ہے۔ میں اسے کسی بات پر دباتے ہوئے خوفزدہ رہتا ہوں اور میرے بہت دوست میرے اس سچ کو کبھی شک کی نگاہ سے نہ دیکھنا کہ اگر میں نے اس کی سرکشی کو دبانے کوشش کی تو وہ میرے مدمقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ دیکھ ہنگا' میں مرنے مارنے سے نہیں ا........ ابھی میرے جسم میں اتنی جان ہے کہ میں اپنے مدمقابل سے سخت جنگ کر سکتا ہوں اگر خود شمران بھی میرے مقابل آ جائے تو شاید آسانی سے مجھے شکست نہ دے سکے .... لیکن اگر اس نے مجھ سے مبارغہ طلب کر لیا تو یہ پہاڑوں کے قانون کے مطابق اس کا بنتا ہے۔ میں اس وقت بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکوں گا کیونکہ عقابوں کی سرداری تو اس قدر ہے........ لیکن ہنگا میں اسے زندہ رکھنا چاہتا ہوں' وہ فطرتاً خراب ہے' میں چاہتا ہوں. اسکی اصلاح ہو جائے اور اس کے بعد میں سرداری اس کے حوالے کروں میں نے اسے بار دے کر تسمورا کے جنگلات میں شکار کھیلنے بھیجا ہے لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس تسمورا کی داستان تباہی سے تعبیر ہوگی۔ شمران کے ہاتھ میں ہتھیار ہیں اور وہ طاقتور ہے جو بھی کرے گا وہ بہت برا ہوگا اور اس برائی کو میں اپنی طاقت سے نہیں روک سکتا۔ ہاں اگر رے سردار اس کے مخالف ہو جائیں تو اسے ضرور قید کر لیں گے اور جب وہ مجرم بن کر قید ہائے گا تو کم از کم زندہ تو رہے گا' میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور میں نے اس لئے اسے یار دے کر تنہا بھیجا ہے اس کے اوباش دوست اسے ضرور غلط راستوں پر لے جائیں گے اور ۔ کوئی جرم کر کے وہ گرفتار ہو جائے گا تو میں ان لوگوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اسے ہ میرے حوالے کر دیں' اس کی سزا میری مرضی پر چھوڑ دیں' میں اسے ایمانداری سے ایک ل عرصے قید رکھوں گا۔ ہو سکتا ہے قید خانے میں قید رہ کر وہ اپنے برے دوستوں کی صحبت سے دم ہو جائے اور اس کی اصلاح کا کوئی ذریعہ نکل آئے' اسے تسمورا کے جنگلات بھیجتے ہوئے نے بہت غور کیا ہے اور اسی بنیاد پر میں نے اسے روانہ کیا ہے۔ میں اس لئے رو رہا ہوں ہنگا میں نے اپنے بیٹے کے خلاف بھی ویسی ہی سازش کی ہے' جیسی کبھی میں نے سارغہ کے خلاف کی۔ انسان اپنے گناہ کبھی نہیں بھولتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہ گناہ اس کے سینے میں رش پاتے رہتے ہوں۔ وہ ان گناہوں سے نجات بھی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ دماغ میں وہ یں ہمیشہ محفوظ رہتی ہیں۔ آج میں شہ بدان کے لئے رو رہا ہوں تو اپنے دوست سارغہ کے بھی میری آنکھیں نمناک ہیں جو آنکھیں بند کر کے مجھ پر بھروسہ کرتا تھا اور میں نے اس کے ے کو زخمی کر کے عقابوں کی سرداری حاصل کی تھی۔ سنا غلام ہنگا' اب تجھے علم ہو گیا ہو گا پہاڑ کے پتھر بھی کبھی نم کیسے ہو جاتے ہیں........"

میاں لائی کی آواز گلوگیر ہو گئی اور غلام ہنگا پتھرا گیا۔ وہ ششدر نگاہوں سے میاں لائی کو رہا تھا اسے یہ منصوبہ بہت عجیب لگا تھا۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"مگر آقا اگر شمران نے جرم کیا اور اس کی سزا پائی تو پھر عقابوں کا قبیلہ اسے سردار کی یت سے بھی قبول نہیں کرے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"تو کیا شمران سردار نہیں بنے گا........!"

"میں نے زندگی میں بے شمار گناہ کئے ہیں۔ ان گناہوں کے احساس نے میرا دم
ہے۔ جب اس احساس کی شدت بڑھ جاتی ہے تو مجھے سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔
ستم رسیدہ خاندان کو میں کبھی نہ بھول سکوں گا۔ ایک خاندان نے شمران کے ظلم سے
ہو کر خودکشی کی ہے تو جب شمران سردار بن جائے گا تو اسے کون روکے گا۔ دوسرے
تباہی کا گناہ بھی کیا میرے ہی سر نہ ہو گا۔ اب اور گناہ کرنے کو دل نہیں چاہتا ہنگا۔"

"تو نے ایک بیٹے کی طلب کے لئے کیا نہیں کیا میان لائی میرے آقا۔ کتنی منتوں
سے شمران پیدا ہوا تھا۔"

"ہاں۔ ہم روشنی والے کے سامنے ایسی چیزوں کے لئے بھی ہاتھ پھیلا دیتے ہیں
حصول بھی ایک جرم ہوتا ہے برائی ہوتی ہے لیکن ہم اپنی ضرورتوں کو مدنگاہ رکھتے ہیں
اپنی ضرورتوں کو...... آج مجھے یاد آتا ہے ہنگا۔ شہ بدان بے وفا نہ تھی۔ اس نے میری
بننے کے بعد صرف مجھے نگاہ میں رکھا۔ اس کی پاکبازی کا مجھ سے بڑا گواہ اور کون ہو سکتا
روشنی والے نے اسے بیٹیاں دیں۔ تو خود سوچ ہنگا۔ یہ سب کچھ تو روشنی والا کرتا ہے
نے مجھے صرف بیٹیاں دیں اور میں شہ بدان کو اس کا مجرم قرار دیتا رہا۔ ہر بار وہ شرمندگی سے
آنکھ نہیں اٹھاتی تھی۔ اس نے خود کو مجرم مان لیا تھا جبکہ اس کا کوئی جرم نہیں تھا۔ اور
بار میں نے اس کے جرم کی سزا دے دی اسے۔ اس جرم کی جو اس نے کبھی نہ کیا تھا۔
خود کو مطمئن کر لیا۔ سومایہ سے شادی کی اس سے بھی بیٹا مانگا اور شادی مشروط کر دی
روشنی والا سومایہ کو بھی دربدر نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے سومایہ کا تحفظ کیا اور میری
سزا تجویز کر دی۔ یہ سزا شمران کی شکل میں ہے۔ بول ہنگا ایسا ہے کہ نہیں۔ میرا شوالا
عقابوں کا ہونے والا سردار میرے لئے ہی خوف بن گیا ہے یہ سزا نہیں ہے میرے لئے۔"

"خود کو سنبھال آقا........!" ہنگا نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے خود کو سنبھال لیا ہے۔ اب میں نے خود کو سنبھال لیا ہے۔" میان
لہجہ بدل گیا۔

O......O......O

زربدان بے حد خوش نصیب تھی کہ دل والوں کے ہاتھ لگی تھی۔ آسٹرولمین اور
دوسرے سرپرستوں نے اسی پر اپنی زندگی صرف کر دی تھی۔ پھر اس کی تکمیل کے بعد انہوں
اپنی زندگی کی اس آخری مہم کا آغاز کر دیا۔ سفر کا آغاز ہو گیا اور ایک طویل ہوائی سفر
کے بعد وہ کھٹمنڈو پہنچ گئے۔ آسٹرولمین کا پسندیدہ علاقہ تھا' غیر ملکی سیاحوں کی جنت' نشہ
آور ادویات کے شوقین۔ وہ آوارہ گرد جو زندگی کو ایک نہایت گھٹیا اور معمولی چیز
کھٹمنڈو آ کر بہت زیادہ خوش رہتے تھے یہاں ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں قیام کیا
اس کے بعد آسٹرا اور بڈ آگے کے سفر کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ ذرا بھی جلد بازی
نہیں لیا جا رہا تھا۔ ہر کام ٹھوک بجا کر کیا جا رہا تھا۔ نیپالی زبان بولنے والے ایک ہندوستانی
سے جو اسمگلر تھا معقول معاوضے پر ایسا ہلکا اسلحہ حاصل کر لیا گیا جسے لے کر چلنے میں کوئی
پیش نہ آئے' جو راستے ترتیب دیئے گئے تھے' روزال سے ان کی تصدیق کی گئی' روزال

بدل گیا تھا اور کوئی بھی شخص اسے دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ خود بھی کھنٹالی
ت بدل گیا تھا اور کوئی بھی شخص اسے دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ خود بھی کھنٹالی
گا........ نیپال سے انہیں جن راستوں پر سفر کرنا تھا' ان کے بارے میں محکمۂ سیاحت کے
ری کردہ نقشے حاصل ہو گئے اور بالآخر انہوں نے ایک نہایت بھدی اور کھٹارہ لاری سے
نے اس سفر کا آغاز کیا جس کی سیٹیں نہایت تکلیف دہ اور تنگ تھیں لیکن مہم جوؤں کی زندگی
یا ایسی چیزوں کا کوئی تصور نہیں ہوتا' یہ چرخ چوں سفر جو کئی گھنٹے جاری رہا تھا اتنا تکلیف دہ تھا
کہ اس کے بعد ایک رات کا آرام انتہائی ضروری تھا اور اس آرام کے لئے انہوں نے کسی
اچھے ہوٹل کے بجائے آوارہ گردوں کی کیمپنگ کا انتخاب کیا جہاں رات بھر وہ چرس اور
دوسری نشہ آور ادویات کے دھوئیں میں گھرے رہے۔ ساتھ ہی آوارہ گردوں کی بے ہنگم ہاؤ
.... لیکن یہ چیزیں بھی اپنی جگہ ایک ندرت رکھتی تھیں اور ان کا انداز ان خوش فکروں
سا تھا جو زندگی کی ہر تبدیلی کو دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ یہ رات بڑی دلچسپ گزاری گئی
اور پھر دوسرے دن ذمہ دار افراد آگے کے سفر کی تیاریاں میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ پھولا
ہمالچن کی ایک ایسی دیوار تک رسائی حاصل ہو گئی جس کے بعد آگے جانے کا تصور منقطع
ہو جاتا تھا' یہاں پلاسٹک کی وہ چھوٹی چھولداریاں نصب کر لی گئیں جو تہہ کر کے ایک چھوٹے سے
بیگ میں سما جاتی تھیں۔ پہاڑوں کے دامن میں ان جیسے بہت سے سیاحوں کی ٹولیاں نظر آ رہی
تھیں لیکن یہ وہ تھے جو یہاں آ کر اپنے سفر کا اختتام کر دیتے تھے ان میں شاید ایک بھی ایسا نہیں
ہو گا جس کے دل میں ان پہاڑی علاقوں کے دوسری طرف جانے کا خیال ہو اور یہ قابل غور
بات بھی نہیں تھی بہت سے ملکوں کے سیاح یہاں فوٹوگرافی کر رہے تھے۔ روزال ابھی تک بالکل
مطمئن تھا اس سے پوچھا گیا تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ماسٹر میں اپنے دیس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں ہوائیں مجھے پیغام دے رہی ہیں کہ ایک
طویل عرصے کے بعد میں پھر ان کے درمیان سانس لے رہا ہوں۔ آپ مطمئن رہیں ماسٹر میرا کام
آپ کو کھنٹالیوں کے علاقے تک لے جانے کا ہے اور میں یقیناً ان پہاڑوں میں اپنے لئے جگہ
تلاش کر لوں گا ابھی آپ لوگ میرے ساتھ ان نامعلوم علاقوں تک سفر کریں جہاں عام سیاح
ناپسند نہیں کرتے۔ اور اس کے بعد میں آپ سے مہلت طلب کروں گا اور یقینی طور پر دوسری
طرف جانے کے راستے تلاش کر لوں گا روزال بہرطور قابل اعتماد شخصیت تھی اور اس پر کسی
قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ڈھائی دن تک یہ سفر کیا گیا اور اب وہ انسانوں کی پہنچ سے
دور ایسے علاقے میں نکل آئے تھے جسے دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا کہ یہاں سے زمین انتہائی
ہیئت اور ہیبت ناک شکلیں اختیار کر چکی ہے اور انہی ہیبت ناک راستوں پر مزید سفر کر کے وہ
آخر ایک مقام پر قیام پذیر ہو گئے کیونکہ یہاں سے روزال نے پہاڑوں میں وہ رخنے تلاش
کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا جو انہیں دوسری سمت پہنچا سکیں۔ دلدلوں سے دھواں بلند ہو رہا
تھا۔ درندے بھی موجود نہیں تھے۔ ہاں آزاد فضاؤں کے باسی البتہ غول در غول پرواز کرتے
ہوئے نظر آ جاتے تھے۔ کیونکہ یہاں ان کے زمین پر اترنے کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ روزال
نے اپنے ماتھے پر پیلے رنگ کی ایک پٹی باندھی جسے اس نے نجانے کہاں سے حاصل کیا تھا اور
اس کے بعد اجازت طلب کر کے وہ ابھری ہوئی لاتعداد چٹانوں کے درمیان چل پڑا اور تھوڑی

ہی دیر کے بعد اس چٹانوں میں گم ہوگیا بڈ نے اس کے جانے کے بعد بڑے سنجیدہ
کہا..........

"اور ہمیں اس بات کا تعین کرلینا چاہئے کہ ہم کتنے دن تک روزال کی واپسی
کریں گے اور اگر وہ واپس نہ آیا تو دوبارہ کس طرح اپنے سفر کا آغاز کریں گے ؟"

لیزا بڈ کے یہ الفاظ سن کر دہل گئی تھی اس نے کہا۔ "کیسی باتیں کرتے ہو بڈ بعض
تمہاری باتیں بے حد خوفناک ہوتی ہیں۔"

"بہت عرصے پہلے دریائی سفر کے دوران میں نے ایک بات کہی تھی کہ ہم ایک
وقت تک اپنے اس مشن کے لئے جدوجہد کریں گے اور اس کے بعد واپسی کا راستہ
کرلیں گے آپ نے دیکھا کہ میری یہ تجویز کس قدر سودمند ثابت ہوئی آج بھی میں آپ
عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں کہوں گا وہی مناسب اور موزوں رہے گا میری آرزو
آپ میری یہ بات مان لیجئے گا۔"

"بڈ ٹھیک کہتا ہے لیزا ہم یہ کیوں نہیں سمجھتے ہیں کہ ہر کام ہماری مرضی اور توقع
ہی ہو جائے گا کہیں بھی راستوں کی گڑبڑ ہوسکتی ہے کوئی بھی ایسی غیر متوقع شکل پیش آ
جس کے لئے ہمیں اپنی تجویز میں تبدیلیاں کرنا پڑیں۔" لیزا خاموشی سے آسٹر کی صورت
گئی تھی بہت دیر تک وہ ان الفاظ کی سنسنی خیزی میں کھوئی رہی پھر اس نے پریشان لہجے میں

"گویا اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ روزال واپس نہ آئے۔"

"بڈ نے ایک ایسی بات کہی ہے لیزا جو مہم جوئی کی لغت میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ کہ
ہو جائے ممکن ہے اور جو ہونے والا ہو اسے ممکنات میں شمار نہ کیا جائے۔" آ
کہا..........

"اگر ایسا خیال تھا تو پھر وہی طریقۂ کار اختیار کیوں نہیں کیا گیا جس کے تحت ہم د
کرتے ہوئے کھنتالیوں کی آبادیوں تک پہنچ گئے تھے۔ کم از کم ایک یقینی ذریعۂ سفر تو حا
تھا ہمیں اس بار کھنتالیوں سے بچ کر نکلنا نہیں تھا بلکہ کسی بھی جگہ موقع دیکھ کر اپنی
کنارے سے لگا دینا تھا۔"

"مگر لیزا جو کشتی باتو نے تیار کی تھی ویسی کشتی تیار کرنا بھی ایک ناممکن عمل تھا ہمار
وہ ذرائع کہاں تھے اور ہم میں سے کون ایسی کشتی کا کاریگر تھا۔ وہ ممکن نہیں تھا اور اس
اتنے ہی خطرات تھے جتنے اب ہمیں لاحق ہیں۔" اس پورے سفر کے دوران پہلی بار
نے لب کشائی کی اس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"مجھے پورا پورا اطمینان ہے کہ روزال راستے تلاش کرکے ہی واپس آئے گا"
چونک کر اسے دیکھنے لگے تھے کچھ لمحات خاموشی رہی۔ کسی نے زبردان کے اس اطمینا
بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا پھر بڈ نے کہا........

"اس کے باوجود ہم چار دن کا تعین کرتے ہیں اگر ان چار دنوں میں روزال کی واپسی
ہوئی تو اس کے بعد ہم اپنے طور پر پہاڑوں کے دوسری سمت جانے کے راستے تلاش کریں
راستے جو بے شک پُرخطر ہیں لیکن جن کے بارے میں یہ امید کی جاسکتی ہے کہ بالآخر

کھنتالیوں کی آبادی میں پہنچادیں گے۔"

بڈ کی اس بات پر کسی نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ ان لوگوں نے وہیں ایک مناسب جگہ ڈیرہ
جالیا تھا اور روزال کی واپسی کا انتظار کرتے رہے تھے۔ پہلا دن گزر گیا ان کی نگاہیں پہاڑی
چٹانوں پر لگی ہوئی تھیں اور وہ ایک ایسے ناقابل یقین منظر کا انتظار کررہے تھے جو شاید اس سے
پہلے کسی کے لئے قابل قبول نہ رہا ہو۔ پھولا کھا بچن کی ان ناقابل یقین وسعتوں میں اگر پہاڑوں
کے دوسری سمت جانے کا راستہ مل سکتا تو کیا صدیوں سے اس کی کوشش نہیں ہوسکتی تھی۔ باتو
کی سنائی ہوئی کہانیاں ان کے ذہنوں میں تھیں لشکر کے لشکر فنا ہوگئے تھے۔ یہ پانچ آدمی کیا حیثیت
رکھتے تھے۔ لیکن دوسرے ہی دن دوپہر کا وقت تھا سورج چمک رہا تھا کہ انہوں نے روزال کو
واپس آتے دیکھا اور سب کے منہ سے خوشی کی آوازیں نکل گئیں آسٹرولین نے کہا۔

"روزال کوئی اچھی خبر لایا ہو یا نہ لایا ہو لیکن اس کی واپسی ہم سب کے لئے خوشگوار
ہے۔" انہوں نے آگے بڑھ کر روزال کا استقبال کیا روزال کے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی
تھی اس نے قریب آکر گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں دوسری طرف جانے کا بہتر راستہ مل گیا ہے۔ ہم اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئے
ہیں۔"

روزال کے الفاظ نے ان سب کو اعصاب شکن خاموشی میں مبتلا کردیا۔ کئی لمحے کسی کے
منہ سے آواز نہیں نکل سکی۔ پھر آسٹرولین نے روزال کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"گویا...... گویا تمہیں یقین ہے اور کیا تم اس دوران پہاڑوں کے دوسری طرف پہنچ کر
واپس آئے ہو؟"

"نہیں عظیم آقا" یہ خوفناک پہاڑی راستے تو میں تمہارے ساتھ عبور کروں گا لیکن میری
نگاہوں نے وہ سب کچھ دیکھ لیا ہے جس کا میں خواہشمند تھا اور عظیم آقا یہ سب کچھ میں نے کیا
ہے ایک قدیم روایت کے تحت کیا ہے اور یہ روایت پہاڑوں کے اس سمت کی نہیں بلکہ دوسری
سمت کی ہے جس میں بزرگ کہا کرتے تھے کہ زمین کی وسعتیں کشادہ ہیں اور روشنی والے نے ہر
ذی روح کے لئے دوسرے ذی روح تک جانے کے راستے رکھے ہیں وہاں پابندیاں نہیں ہیں
لیکن بہتر یہ ہے کہ پہاڑوں کے دوسری جانب کی دنیا میں نہ جاؤ........ اور صرف اپنے آپ کو
دیکھو عظیم آقا بہت پہلے میں نے یہ روایت سنی تھی اور بچپن سے بڑے ہونے تک یہ سوچا تھا کہ
پہاڑوں کے دوسری سمت جانے کے راستے کون سے ہوسکتے ہیں۔ یہی روایت میرے ذہن میں
تھی اور میں نے اس روایت کو پالیا۔ بزرگوں کا کہا کبھی جھوٹ تو نہیں ہوتا۔"

بڑی پُراسرار باتیں کررہا تھا روزال لیکن سب سے بڑی خوشی کی خبر یہ تھی کہ وہ ان
راستوں کی کھوج میں کامیاب ہوگیا تھا۔ آسٹرولین نے کہا۔ "ہمیں ان راستوں کی تفصیل بتاؤ
روزال۔"

"چٹانوں میں بنے ہوئے رخنے آگے جانے کا راستہ دیتے ہیں اور پھر کوئی دوسری بڑی چٹان
لیکن یہ راستہ اچانک بند کردیتا ہے اور انسان نفسیاتی طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ وہ
اپنی کوششوں میں ناکام ہوگیا یہ صرف ایک نفسیاتی عمل ہے ماسٹر کیونکہ اس کے ذہن میں صرف

رخنے اور درّے ہوتے ہیں جبکہ وہ چٹان یا ٹیلہ ناقابل عبور نہیں ہوتا ہم اس پر چڑھ
طرف اتر سکتے ہیں۔ میں نے بہت لمبا سفر کیا ہے یوں سمجھ لو ماسٹر کہ ساری رات اور
رکے بغیر سفر کرتا رہا ہوں اور پھر جب ایک بلند و بالا ٹیلے سے دور تک نگاہیں دوڑا
دیکھا تو مجھے کہیں اتنی بلند پہاڑی دیوار نہیں نظر آئی جو ہمارے سفر کا راستہ روک سکے
نے واپسی کا سفر شروع کر دیا۔"

وہ سب حیرانی سے روزال کی بات سن رہے تھے آسٹرولین کے علق سے قہقہہ نکلا
سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ ولمین نے کہا۔ "یہ سچ ہے یہاں اس مثال کی تصدیق
کہ تل کی اوٹ پہاڑ ہوتا ہے۔"

"گویا تم اس طرف سفر سے مطمئن ہو۔" لیزا نے کہا۔

"غیر مطمئن ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ سمجھ میں آتا

"اور تم بڈ........" لیزا نے کہا۔

"اگر صحرائے اعظم افریقہ کے پُر خطر جنگلات میں سفر ہو رہا ہوتا تو میری بات
مستحکم ہوتی۔ قدرت انسان کو جس خطے میں پیدا کرتی ہے وہاں کے امور بھی اسے
ہے۔"

"مجھے تم دونوں ہی مطمئن نظر آتے ہو۔ اور زربدان نے روزال کے واپس آنے
ہی اس کی کامیاب واپسی کی پیش گوئی کر دی تھی۔ چنانچہ تم سب کی بات تسلیم کرنے
اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"ہمیں دن کا یہ بقیہ حصہ اور رات یہاں گزارنی ہوگی کل صبح سورج نکلنے
پہاڑی چٹانوں میں داخل ہو جائیں گے۔" ولمین نے حتمی لہجے میں کہا۔

سب جانتے تھے کہ یہ فیصلہ روزال کی وجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ روزال نے سخت
تھی اور اس کے لئے آرام ضروری تھا چنانچہ کسی نے اس فیصلے کی مخالفت نہیں کی۔
رات کو ولمین خاموشی سے جاگ گیا تھا اور کسی کی مدد کے بغیر اس نے آگے بڑھنے
تیاریاں کر لی تھیں۔ پھر وقت مقررہ پر جب صبح کا ستارہ بھی دھند اور ٹیلوں پر چمکنے لگا تو
سب کو جگا دیا۔ ولمین نے ناشتہ تک تیار کر لیا تھا۔ سب نے شرمندگی کے ساتھ یہ ناشتہ
اور اس کے بعد وہ دھڑکتے دلوں کے ساتھ چٹانوں کی دنیا میں داخل ہو گئے۔

بھوری بدہیئت سرکش چٹانیں فخر سے سربلند اپنی اپنی ہیبت کا اعلان کر رہی تھیں
کے بسنے والے بھی کمزور چیونٹیوں کی مانند ہی سہی ان کے رخنوں میں آگے بڑھنے
تلاش کر رہے تھے روزال کا کہنا درست تھا جہاں چٹانیں رخنوں سے بے نیاز ہو گئیں
کے سروں سے گزر جایا جاتا۔ یوں پورے دن کا سفر نہایت کامیاب گزرا خود ولمین نے کہا

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے قبل اس طرح سفر کے بارے میں نہیں
ورنہ شاید....... اتنی بھیانک دلدلوں سے بچ کر کھنتالیوں کی آبادیوں تک پہنچا جا سکتا تھا

"ادھر کی دنیا کو یہ روایت بھی تو معلوم نہیں تھی۔" لیزا نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں یہ بھی درست ہے۔"

"ایک اور بات بھی ہے ماسٹر..... ان رخنوں سے گزر کر جب مٹھی بھر افراد پہاڑ پار پہنچ بھی
تے تو انہیں اس بڑی مصیبت کا سامنا بھی تو کرنا پڑتا جو ادھر کے باشندوں کی طرف سے نازل
تی۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔" لیزا نے اتفاق کیا۔

رات کے قیام کیلئے جگہ منتخب کر لی گئی اور پورے دن کے تھکے ماندے آرام دہ بستروں
ہونے والے چٹانوں پہ دراز ہو گئے۔ دوسری صبح پھر سفر کا آغاز ہو گیا۔ روزال کی پیش گوئی بالکل
ت ثابت ہو رہی تھی۔ پہاڑ انہیں راستہ دے رہے تھے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ راستے
ت دشوار گزار تھے۔ کہیں نوکیلے پتھر انہیں آگے بڑھنے سے منع کرتے تو کہیں ناگ پھنی کے جنگل
ستہ روک لیتے تھے۔ ایسی جگہوں پر وہ راستہ کاٹ دیتے تھے کیونکہ انہیں اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ
حال میں آگے ہی بڑھ رہے ہیں۔"

سفر کا پانچواں دن تھا جب انہیں حیرت کا ایک جھٹکا برداشت کرنا پڑا۔ یہ ایک لائٹر تھا۔ ایک
پوزا ایبل لائٹر تھا جو دھوپ میں چمک رہا تھا۔ ولمین نے لائٹر اٹھا کر اسے سونگھا پھر خشک ہونٹوں
زبان پھیر کر دوسروں کو دیکھنے لگا۔ سب ہی حیران نظر آ رہے تھے۔

O.....O.....O

شہ بدان نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے، چاروں
لیاں ان ساری کہانیوں سے بے نیاز اطراف کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں، شہ بدان نے باتو
وہاں سے تھوڑا سا ہٹنے کیلئے کہا اور باتو اس کے قریب پہنچ گیا، شہ بدان نے کہا۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہے باتو بابا۔ میرا گھر یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے اور جو کہانی میں نے
نا ہے وہ ایسی ہے جس نے میرا دل ہلا دیا ہے، میں تو بھول کر بھی اپنی بستی کا رخ نہیں کرتی۔ لیکن
یا اب بھی ہم وہاں نہیں جائیں گے........"

باتو نے ایک لمحے سوچا۔ پھر آہستہ سے بولا..... "کیوں نہیں، ہمیں بستی باگ ہی کا رخ کرنا
گا اور جیسا کہ اس گفتگو سے علم ہوا کہ اب تو تیرا باپ وہاں حکمران بھی نہیں ہے بلکہ زندگی کے
ے دن گزار رہا ہے۔ یہی کیفیت تیرے بھائیوں کی ہے تو کیا شہ بدان یہ مناسب نہیں ہوگا کہ وہیں
ے ہم اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں۔"

شہ بدان نے حیران نگاہوں سے باتو کو دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔ "میں سمجھی نہیں۔"

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ میں بعد میں تجھے سمجھاؤں یعنی مجھے جو کچھ کرنا ہے پہلے وہ کروں۔"

"باتو بابا تم ہمارے لئے اتنے قابل احترام ہو کہ میں تمہاری کسی بات سے انحراف کا تصور
ی نہیں کر سکتی، لیکن مجھے بتا تو دو کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو.......؟"

"ان طوفانی قوتوں کو تیرے باپ کی بستی کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں، ہم بستی باگ
ں داخل ہوں گے۔ اور وہاں ان میں سے کوئی بھی لڑکی بستی باگ کے سردار سے مبارزہ طلب
رے گی۔"

"لیکن لڑکیاں مبارزہ نہیں کر سکتیں۔"

"یہ لڑکیاں نہیں ہیں۔ کیا تو انہیں لڑکی سمجھتی ہے؟۔"

"وہ تو ٹھیک ہے باتو بابا...... لیکن......؟"

"نہیں شہ بدان یہ میرا فیصلہ ہے اور میں تجھے مختصر سے الفاظ میں یہ بتادوں کہ جب آخری بار ان پہاڑوں کا رخ کیا تھا تو جن لوگوں کے ساتھ میں اس طرف آیا تھا ان لوگوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ پارٹی لیڈر میں بنوں گا اور میری بات سے انحراف نہ کیا جائے لیکن جب انہوں نے میری بات سے انحراف کیا تو میں نے اپنی زندگی کو جہنم رسید کردیا قسم کا آدمی ہوں اپنے فیصلے سے انحراف پسند نہیں کرتا۔ یوں سمجھ لے کہ اس بارے میں میں کروں گا اس پر عمل در آمد ہوگا۔"

شہ بدان گردن جھکا کر خاموش ہوگئی تھی۔ لڑکیوں نے اپنی جنگجو فطرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سب سے پہلے ان کے ہتھیار اپنے قبضے میں کرلئے تھے اور دلچسپی سے ان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ باتو نے شہ بدان کے پاس سے ہٹ کر لڑکیوں کے قریب پہنچ کر کہا۔

"نہیں لڑکیو۔ انہیں نہ چھیڑو۔ یہ بہتر ہے کہ تمہیں آتشیں ہتھیار بھی مل گئے۔ میں پہلے ان کے استعمال کا طریقہ سکھاؤں گا۔" شہ بدان ٹوٹے پھوٹے گولوں کے نزدیک پڑے لوگوں کے پاس آگئی۔

"اگر تمہاری اجازت ہو باتو بابا تو ان کے زخم دیکھ لئے جائیں۔ ہم سے جو ممکن ہو کریں پھر ان کے گھوڑے پکڑ کر انہیں ان پر سوار کرلیا جائے۔ یہ ہماری رہنمائی کریں گے باتو پُرخیال نظروں سے شہ بدان کو دیکھنے لگا۔ شہ بدان نے کہا۔ "یہ میرے ہم وطن اور زمانہ کے ستائے ہوئے بھی۔ مجھے ان سے ہمدردی محسوس ہورہی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ کام لڑکیاں کرلیں گی۔ ہمیں اپنے گھوڑے درست کرکے پہلے کی طرح بڑھ جانا چاہئے۔ میں لڑکیوں کو کچھ سمجھائے دیتا ہوں۔" باتو نے نرم لہجے میں کہا اور لڑکیوں کو دور لے جاکر انہیں ان کا کام بتانے لگا۔ آتشیں ہتھیار بہت قلیل مقدار میں تھے۔ باتو نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ بار بردار گھوڑوں کی تنظیم کی اور پُر اطمینان انداز میں وہاں سے چل دیا۔ اپنی بستی کو قریب پاکر شہ بدان اس کے خیالوں میں ڈوب گئی تھی۔ وہ باتو کو اپنی بستی کے بارے میں بتارہی تھی۔ اپنے بھائیوں کی شرافت کی کہانیاں سنارہی تھی یہاں تک کہ شام ہو آئی۔ بہت دور سے جنگلوں کے سرے نظر آرہے تھے۔

"یہی وہ جنگل ہیں جن کے اختتام پر بستی نظر آجائے گی۔" شہ بدان نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ وہ بہت متاثر نظر آرہی تھی۔ "لڑکیوں نے اپنا کام شاید مکمل نہیں کیا۔ ہمیں یہیں رک کر ان کا انتظار کرنا چاہئے۔"

"شاید وہ یہاں سے دور نہ ہوں۔" باتو نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور عقب سے آنے والے گھوڑے طوفانی دوڑ لگا کر قریب پہنچ گئے۔ شہ بدان نے دور تک نگاہیں دوڑائیں پھر بولی۔ "وہ سب کہاں ہیں۔ ہمیں بہرحال ان پر نگاہ رکھنا ہوگی۔"

"ہم ان سب کی لاشوں کو راستے سے ہٹا کر دور پھینک دیتے ہیں۔"

فوہا سادگی سے بولی اور شہ بدان کو اپنی سماعت پر شک ہونے لگا۔ اس نے حیرت سے دیکھا باتو کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

شہ بدان نے حیران نظروں سے باتو کو دیکھا پھر اپنی بیٹیوں کو اتنے سارے لوگوں کو انہوں نے اطمینان سے زندگی سے محروم کردیا تھا۔ طویل عرصے کے بعد اس نے اپنے ہم وطنوں کو دیکھا اور اسے ان سے انسیت محسوس ہوئی تھی حالانکہ وہ لٹیروں کے روپ میں ملے تھے اگر لڑکیاں ان قابو میں نہ کرتیں تو کچھ بھی ہوسکتا تھا۔ ممکن تھا کہ وہ انہیں زندگی سے محروم کردیتے اس کے دور شہ بدان کو ان سے محبت محسوس ہوئی تھی اور اب لڑکیوں کے وحشت ناک انکشاف سے اس کے دل کو دھچکا سا لگا تھا۔ اس نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم نے انہیں، انہیں ہلاک کردیا۔"

"ہاں۔" فوہا نے لاپروائی سے کہا۔

"کیوں۔ آخر کیوں۔ تمہیں انہیں ساتھ لانے کی ہدایت کی گئی تھی۔" شہ بدان نے چیخ کر کہا۔

"نہیں شہ بدان یہ ممکن نہیں تھا بلکہ خطرناک تھا وہ ہمارے لئے مستقل خطرہ بنے رہتے اس کمزور بھی نہیں تھے وہ کہ ہمارے اشاروں پر چلتے۔" باتو نے کہا۔

"تم نے انہیں حکم دیا تھا۔" شہ بدان نے باتو کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" باتو سرد لہجے میں بولا۔

"وہ باگ کے رہنے والے تھے وہ میرے اپنے لوگ تھے اگر ان کے خاندانوں کے بارے میں معلوم ہو جاتی تو ضرور وہ ان خاندانوں کے افراد ہوتے جن کا میرے بچپن سے تعلق تھا۔" شہ بدان روتی ہوئی بولی۔

"زمامہ کا تعلق بھی تو بستی باگ سے ہی ہے جس نے تمہارے باپ اور بھائیوں کو قید کر رکھا ہے۔" باتو نے کہا۔

"پھر بھی باتو...... یہ لوگ تو زمامہ کے ستائے ہوئے تھے۔" شہ بدان نڈھال لہجے میں بولی۔

"اور انہوں نے تم سے زمامہ کے خلاف مدد کی درخواست کی تھی اسی لئے یہ تم پر حملہ آور ہوئے تھے۔" باتو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ پھر کسی قدر سرد لہجے میں بولا۔

"شہ بدان تو جانتی ہے کہ میرے سینے میں انتقام کا آتش فشاں کھول رہا ہے۔ کھنتالیوں کی موت سے میرے دل میں ٹھنڈک اترتی ہے۔ ابھی تو اس خونریزی کی ابتداء ہے یہ عروج پر پہنچے گی خون بہاؤں گا میں کھنتالیوں کا کہ میرے سینے کی آگ بجھ جائے۔"

"وہ۔ میری آبادیوں کے لوگ ہیں باتو بابا۔" شہ بدان روتے ہوئے بولی۔

"ان کی زندگی بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔"

"کیا۔"

"رات کو سوتے ہوئے مجھے قتل کردے ایک آدمی کا خون بہا کر تو پہاڑوں میں آباد بیشمار کھنتالیوں کی زندگی بچاسکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔"

"باتو......؟" شہ بدان شکایتی لہجے میں بولی۔ "کیا میں ایسا کرسکتی ہوں؟"

"بڑی عجیب کہانی ہے پہاڑوں میں آخری بار جن لوگوں کے ساتھ داخل ہوا تھا انہوں نے پارٹی لیڈر کا درجہ دیا تھا مگر بعد میں مکر گئے اور میں نے انہیں چھوڑ دیا۔ تو وہی عمل دہرا رہی ہے

شہ بدان۔ سن اب بھی پارٹی لیڈر میں ہی ہوں اگر مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھ سے میرا جارہا ہے تو رات کے کسی تاریک پہر میں اپنا گھوڑا لے کر خاموشی سے نکل جاؤں گا اور کوشش کروں گا اس وقت تک جب تک موت کا آہنی شکنجہ مجھے اپنی گرفت میں نہ کس لے
"مگر باتو بابا۔؟" شہ بدان نے خود کو سنبھال لیا۔
"جی تو چاہتا ہے کہ یہاں زندگی کا نام و نشان مٹا دوں مگر تجھ سے اور ان بچیوں سے ہے اپنے انتقام میں اتنی ہوشمندی شامل کر سکتا ہوں کہ انہیں معاف کر دوں جو بے گناہ لوح ہوں شرافت سے زندگی گزار رہے ہیں بس ان سرکشوں کے سر کچلوں جو دوسروں کھیل سمجھتے ہیں۔ بس اتنا ہی کر سکتا ہوں میں۔ شہ بدان اس کے باوجود تجھے اجازت جب بھی مجھے اپنے لئے مشکل پائے خاموشی سے میری زندگی کا چراغ بجھا دینا۔ میں تجھ معاف کرتا ہوں' شاید تو میرے جذبات کو نہ سمجھ سکے' جینے سے مجھے اتنی سی دلچسپی نہیں کسی شخص کو اپنے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے' میرا تو صرف ایک مقصد تھا اور اس میں بھی کامیابی حاصل ہو جائے جب زندگی ختم ہوتی ہے تو ہر خواہش مٹ جاتی ہے یہ خواہش میری زندگی کے ساتھ ہے اور یہ بھی میں نے تجھے بتا دیا ہے کہ میں زندہ رہ کر صرف اپنے تکمیل کرتا رہوں گا اور کچھ نہیں......؟"
شہ بدان ہراساں نگاہوں سے باتو کو دیکھتی رہی پھر اس نے آنکھیں بند کر کے گردن کچھ دیر خاموش رہ کر اس نے کہا۔
"ایک سوال اور کرنا چاہتی ہوں باتو بابا۔؟" باتو سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تو
"یہ خونخوار لڑکیاں اتنی آسانی سے انسانی خون بہا سکتی ہیں تو پھر ان کے اندر لڑکیوں تو نہ رہے گی یہ تو بس خونخوار وحشی بن کر رہ جائیں گی۔"
"اس کا جواب' اگر اجازت ہو تو میں دوں میری محترم ماں۔" فوہا جو یہ باتیں خاموش رہی تھی اچانک بولی اور شہ بدان کی نگاہیں اس کی جانب اٹھ گئیں؟
"ہاں بول کیا کہنا چاہتی ہے؟"
"میری ماں' ہمارے باپ نے ہمیں بے یار و مددگار ان پہاڑوں میں بھٹکنے کے لئے تھا۔ تیری ان آبادیوں کا ایک بھی شخص ہمارا ہمدرد نہیں رہا تھا یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ہم پاسکتے جس طرح ہمارے باپ نے ہماری چھوٹی بہن کو اس کائنات میں چند لمحے آنکھ آزادی نہیں دی اسی طرح ہم سے بھی زندگی چھینی جا سکتی تھی۔ کسی بھی ہمدرد سے محروم کون جانتا تھا کہ تقدیر ہمیں ایسے ویرانوں کی جانب نہ لے آئے گی جہاں روشنی والے جینے کا بندوبست کیا تھا تو کیا گزرتی ہم پر میری ماں جو کچھ ہمیں دیا گیا ہے اگر وہ ہم پہاڑوں والوں کو واپس کر رہے ہیں تو کونسا گناہ ہے' یہ نفرت یہ وحشت انہی کی عطا کی ہوئی ہے انہی پہ خرچ کر رہے ہیں اور یہ کوئی بری بات نہیں ہے ہاں جیسا ہمارے محترم استاد اور میں ہم پانچوں کے واحد ہمدرد باتو بابا نے کہا ویسی ہی سوچ ہماری ہے اور معزز ماں ہم اس کو تیرے بعد سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ وہ ہمیں اس دنیا کے سامنے جینے کے قابل باعث بنا ہے ہمارے جسم' ہماری طاقت' ہماری وحشت' ہماری مہارت اس کی امانت

امانت میں خیانت نہیں کر سکتے' ہمیں صرف اس کی آنکھ کا اشارہ درکار ہوگا اور ہم اپنی بچیاں اس اشارے پر قربان کر دیں گے۔ یہ ہمارے استاد کا مقام ہے جو کچھ اس کا دیا ہوا ہے وہ اس کی امانت ہے تیری دی ہوئی ماں تا زندگی اور محبت تیرے لئے ہے یوں ہم دو حصوں میں ہم ہیں اور پھر ماں جہاں تک ہماری فطرت کا تعلق ہے تو فطرت تو ہم سے چھینی گئی ہے ہمیں دنیا دور کر کے جب کبھی ہم اس دنیا کو اپنا پائیں گے تو سر جھکا کر تیرے سامنے اطاعت گزاری کا اظہار کریں گے اور اپنے جسم سے وحشت خیزی کا یہ لباس اتار دیں گے یہ تجھ سے ہمارا وعدہ ہے۔"
شہ بدان کے سارے وجود میں حیرت رقصاں تھی اس نے پچھلے ماحول کو بھول کر باتو سے کہا۔
"کیا یہ سب کچھ بھی تم نے اسے سکھایا ہے باتو بابا۔"
"نہیں نہ میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ یہ بچیاں اور جو کچھ میں کہوں گا اس پر یقین کرنا شہ بدان سب کچھ فطرت کا سکھایا ہوا ہے۔ یہ اس وقت تجربے کی زبان بول رہی ہے میری سکھائی ہوئی باتوں کو نہیں دہرا رہی۔"
"تم نے جو کچھ کیا ٹھیک ہی کیا باتو بابا جس طویل عرصے تک انسانی آبادیوں سے دور رہنے کے بعد میں نے انسانوں کو دیکھا تھا اور اتفاق سے ان کا تعلق بستی باگ سے بھی تھا۔ چنانچہ میرا دل ان کے لئے دکھا' شاید میری ہی سوچ غلط تھی مگر اب ہم کریں گے کیا؟"
"وہی جس کے بارے میں تجھے پہلے بتا چکا ہوں اور بہتر یہ ہے کہ اب ہم چند لٹیروں کی موت کی جشن کی تقریب برپا نہ کریں اور یہاں سے آگے بڑھ جائیں کہ ہمیں باگ کی سرحد پر جنگلوں کے سمت بسیرا کرنا ہے اور پھر یہ سوچنا ہے کہ ہمارا داخلہ باگ میں کس طرح ممکن ہوگا۔" شہ بدان گہری سانس لے کر خاموش ہوگئی اور باتو نے مسکرا کر لڑکیوں کو اشارہ کیا اور اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا۔

☆☆............☆☆............☆☆

آئرولین نے آہستہ سے کہا۔ "اس لائٹر نے تو ہمارے تمام خیالات کی تردید کر دی ہے یہ دشوار گزار اور خطرناک راستہ بے شک ہمیں پہاڑوں کے دوسری جانب پہنچا سکتا ہے یہ لائٹر بتاتا ہے کہ یہ راستہ صرف ہماری دریافت نہیں ہے۔"
بڈ نے کہا۔ "لیکن موسیو یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں ہے ہماری طرح ہو سکتا ہے کچھ اور ذہین انسانوں نے بھی اس راستے کو دریافت کر لیا ہو' ہمیں اس معمولی سی بات پر حیرانی کی تقریب منعقد کرنے کی بجائے آگے بڑھنا چاہئے۔"
پھر ایک صبح اچانک جب وہ ایک درّے کی گہرائیوں سے اوپر آئے تو یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ سامنے میدانی وسعتیں اور جنگل بکھرے ہوئے ہیں اور نگاہوں کی حد تک پہاڑی سلسلے موجود نہیں تھے۔ ہاں آخری فاصلے پر وہ سرمئی لکیریں جو آسمان میں مدغم ہو رہی ہیں ممکن ہے پہاڑ ہوں روزال کی وحشت ناک چیخوں نے ان لوگوں کے خیال کی تائید کر دی' روزال نے اعلان کر دیا کہ وہ اپنی آبادیوں میں پہنچ چکا ہے اور یہ پھولا کھا نچن کی وسعتوں کا دوسرا حصہ ہے لہٰذا خوشی سے ناچنے لگا۔ زربدان کی آنکھوں میں سحر اتر آیا تھا وہ سکتے کی سی حالت میں ان وسعتوں کو تک رہی

تھی۔ نجانے اس کے دل میں کیسے کیسے جذبات پنہاں ہوں' ہوسکتا ہے اسے اپنی نادیدہ ماں
باپ اور اپنی بہنیں یاد آ رہی ہوں جن کا تصور اس کے لئے ایک دلکش خواب سے زیادہ
زربدان کے خوابوں کے چہرے خدوخال سے خالی تھے وہ ان نقوش کی ترتیب نہیں کر
جنہیں اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھا تھا۔

آسٹرولین نے روزال کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "بہرحال ہم تمہیں اپنا کولم
کرتے ہیں ڈیئر روزال میں تم سب لوگوں کو اس شاندار مہم کے پہلے مرحلے کی کامیابی کی م
دیتا ہوں۔ اور اب اس دوسرے مرحلے کے آغاز سے پہلے کسی مناسب جگہ کا انتخاب کر کے
قیام کرلیا جائے کہ ہمارے اب تک کے سفر کی ساری تھکن دور ہوجائے۔"

"میں اتفاق کرتی ہوں کیونکہ اس اعصاب شکن سفر نے مجھ سے میری خوداعتماد
ہے۔" لیزا نے کہا بڈ اور روزال نے اپنی رائے محفوظ رکھی تھی زربدان کے انداز میں ایک
کیفیت سب نے محسوس کرلی تھی اس لئے اسے کسی نے نہ چھیڑا تھا وہ لوگ قیام کے
مناسب جگہ تلاش کرنے لگے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پہاڑی دیواروں میں سوراخوں
بچھے ہوئے ہیں یہ تاریک سوراخ لاتعداد غاروں کے دہانے تھے جو اونچے نیچے اور بعض
بلندی پر تھے نہ جانے ایسا کیوں تھا بس لگتا تھا جیسے پہاڑ چھلنی ہوگئے ہوں نیچے دامن میں
کٹاؤ موجود تھے جن پر وسیع سائبان پھیلے ہوئے تھے گویا یہاں قیام کا کوئی مسئلہ نہیں تھا
زربدان کی جذباتی کیفیت کم کرنے کے لئے کہا۔

"تم نے پہاڑوں کا علم حاصل کیا ہے۔ کیا تم پھولا کھا نچن کے جسم پر ان لاتعداد زخمو
بتا سکتی ہو۔"

"نہیں۔" زربدان نے آہستہ سے کہا اور رخ تبدیل کرلیا آسٹر کو اندازہ ہوگیا کہ اس
تنہائی کی خواہاں ہے اس کی یہ کیفیت غیرفطری نہیں تھی چنانچہ آسٹر نے اس کے بعد ا
نہیں کیا کیونکہ یہاں طویل قیام کرنے کا ارادہ نہیں تھا اس لئے بالکل نزدیک نظر آنے وا
پہاڑی سائبان کے نیچے انہوں نے اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ سامنے جنگل پھیلا ہوا تھا جس کے با
ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ کتنا خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ دائیں بائیں وسیع و عریض
علاقہ نظر آرہا تھا جب تمام لوگ سکون سے بیٹھ گئے اور اپنے اپنے طور پر جسم کو آرام د
آسٹرولین نے روزال سے کہا۔

"ڈیئر روزال یہاں آنے کے بعد تم ہمارے رہنما بن چکے ہو اور جیسا کہ تم نے اعلان
پھولا کھا نچن کے دوسری جانب اب تمہاری مملکت میں ہیں تو پھر ساری ذمے داریاں تم پر
ہیں کیا تم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہو کہ ہم اس وقت کونسی آبادی کے قریب ہیں۔"

"یہاں آبادیوں کے باقاعدہ نام نہیں ہوتے مسٹر ولین بلکہ قبیلوں کے نشان ہوتے ہیں
بھی درست ہے کہ ان آبادیوں میں رہنے والے لاتعداد افراد کو علاقے میں پھیلی ہوئی تمام
کا نہ تو علم ہے اور نہ ہی وہ ان کے ناموں سے واقف' البتہ میں پورے یقین کے ساتھ یہ
سکتا ہوں کہ یہ ہے ہمارا ہی علاقہ۔"

ولین خاموش ہوگیا کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے کہا۔

"تم سمت کا تعین کیسے کرو گے ہمیں بالآخر یہ فیصلہ تو کرنا ہوگا کہ ہم کس طرف آگے بڑھیں
۔"

"اس کے لئے بھی میں آپ سے تھوڑی سی مہلت طلب کروں گا اور ان جنگلوں میں داخل
ر یہ جائزہ لوں گا کہ یہ کونسا علاقہ ہوسکتا ہے۔"

"یوں گویا ہمیں یہاں کافی وقت گزارنا ہوگا۔"

"نہیں عظیم آقا بہت زیادہ نہیں بس ان جنگلوں کی وسعت کا اندازہ ہوجائے اگر یہ بہت وسیع
ے تو میں واپس آجاؤں گا اور اس کے بعد آگے کا سفر ہم ساتھ کریں گے۔"

"گویا جنگلوں میں داخلہ ضروری ہے۔"

"ہاں عظیم آقا۔"

"اس کے برعکس اگر ہم جنگلوں کے کنارے کنارے سفر کریں تو کیا مشکل ہوگی۔"

"ہمارے راستے طویل ہوجائیں گے کیونکہ تمام آبادیاں پہاڑی دیوار سے دور ہیں۔"

"اوہ اس کی کوئی خاص وجہ۔"

"ہاں عظیم آقا' پہاڑوں کے رہنے والے اس بات سے واقف ہیں کہ پہاڑوں کے دوسری
ب کی آبادیاں خطرناک ہیں اور ادھر سے اگر کوئی کارروائی کی جائے تو کم از کم فاصلہ ہونے کی
ہے پہاڑوں والے اپنے تحفظ کا بندوبست بھی کرلیں۔" بات آسٹرولین کی سمجھ میں آگئی تھی۔
رفتہ رفتہ شام جھکنے لگی اور اس کے بعد اندھیرا زمین پر اتر آیا روشنی کا انتظام تھا ان کے پاس
ن روزال ہی کے مشورے سے روشنی نہیں جلائی گئی تاکہ اگر آس پاس کوئی موجود ہو تو ان
ں کو نہ دیکھ سکے بڈ نے البتہ رائے پیش کی تھی کہ رات کو پہرہ ضرور دیا جائے ممکن ہے جنگل کے
دے انسانی بو پا کر ادھر کا رخ کریں اور اس کے لئے بڈ نے اپنی ہی خدمات پیش کردی تھیں۔
کھانے پینے کا سلسلہ ہوا اور شدید تھکن کے شکار تمام لوگ سونے کے لئے لیٹ گئے۔
ولین نے مخلصانہ پیش کش کردی تھی کہ خواتین کے علاوہ تینوں مرد وقفے وقفے سے جاگیں گے
بے شک ابتدائی پہرے دار ہے لیکن اس کے بعد وہ ولین کو جگا دے۔ ولین اپنی ڈیوٹی پوری
کے جاگنے کی ذمہ داری روزال کے سپرد کردے اور اس بات پر سمجھوتہ ہوگیا تھا لیکن انسان
ان ہی تھے بڈ ایک جگہ بیٹھ کر جاگتا رہا اور پھر ہواؤں کی خنکی نے اعصاب پر حملہ کیا اور بڈ کی
ھیں بھی بند ہوگئیں اس کے بعد کیسا پہرہ کہاں کا پہرہ۔ سب اپنے عیش و آسائش بھول کر
ریلی زمین پر اس طرح سوئے کہ صبح سورج کی روشنی نے ہی انہیں جگایا سب نے ایک دوسرے
حیران نگاہوں سے دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گئے آسٹرولین نے بڈ سے غیرذمہ داری کا احتساب کرنے
بجائے ایک بھرپور قہقہہ لگا کر کہا۔

"واہ مسٹر بڈ اسے کہتے ہیں پہرے داری لیکن دوست مہم جوئی کی زندگی میں خطرات کو قریب
نا ضروری ہوتا ہے کیونکہ انسان کہاں تک زندگی کے تحفظ کے خوف میں مبتلا رہے اب دیکھو
ایک رات نے کس طرح ہماری حفاظت کی۔" ولین کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ لیزا کی حیرت
ی آواز ابھری اور سب چونک کر اسے دیکھنے لگے لیزا پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ
ی تھی۔ ولین نے حیرانی سے کہا۔ "خیریت لیزا کیا بات ہے؟"

"ہمارا سامان ہمارا سامان۔" لیزا کے حلق سے خوفزدہ سی آواز نکلی تب ہی ان سب ا ہوا کہ ان کی اس قیام گاہ میں کوئی نمایاں تبدیلی ہے اور یہ تبدیلی یہی تھی کہ ان کے سامان بھی تھیلا آس پاس موجود نہیں تھا سب اچھل کر کھڑے ہوگئے تھے اس سے زیادہ حیرت ا اور کوئی نہیں ہوسکتی تھی تھکن کے باعث نیند تو واقعی اتنی ہی گہری آئی تھی کہ شاید کوئی ا اٹھا کر لے جاتا تو انہیں خبر نہیں ہوتی لیکن سامان لے جانے والے کون تھے روزال نے آواز میں کہا۔

"یہ ایک ایسا عمل ہے مسٹرولمین جس پر میں بھی کوئی تبصرہ نہیں کرسکتا میں نے طو یہاں سے دور رہ کر گزارا ہے ہوسکتا ہے ان آبادیوں کا مزاج بدل گیا ہو ورنہ یہ سازو سا زیادہ بیرونی لوگوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔"

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بڈ اپنی جگہ سے آگے بڑھ گیا وہ زمین پر کچھ تلاش کر اچانک وہ جھک گیا پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس کے بعد چوپایوں کی طرح ہاتھوں اور پیرو آگے بڑھنے لگا۔ آسٹر کچھ سوچ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا تمہیں کچھ نشانات ملے ہیں۔"

"ہاں موسیو۔ واضح نشانات جو انسانی قدموں کے نشانات ہیں یہ دیکھو۔" بڈ نے کہا ا بھی جھک گیا پتھریلی زمین پر نشانات دیکھ لینا اتنا آسان بھی نہیں تھا لیکن بغور جائزہ لئے نشانات آسٹر کو بھی نظر آگئے۔

"کیا یہ ترتیب سے مل رہے ہیں؟"

"ہاں موسیو۔" بڈ کچھ اور آگے بڑھ گیا دوسرے لوگ بھی ان کے نزدیک آگئے خاموشی سے مسلسل آگے بڑھ رہا تھا اور وہ سب زمین پر نظریں جمائے اس کے پیچھے پیچھے تھے وہ بہت دور نکل آئے سب اس طرح اس عمل میں منہمک تھے کہ کچھ اور نہیں دیکھ ر ویسا ہی وسیع سائبانی کٹاؤ تھا جیسے کٹاؤ میں انہوں نے آرام کیا تھا نشانات یہاں تک آئے انہیں دیکھتا ہوا مسلسل آگے بڑھ رہا تھا۔

دوسری بار بھی لیزا ہی کی چیخ نے سب کو چونکایا تھا انہوں نے پہلے لیزا کو دیکھا پھر اس نگاہ کو اور سب کے ذہنوں کو بری طرح جھٹکے لگے پہاڑی کٹاؤ میں کسی قدر بلندی پر ا اطمینان سے پالتی مارے ایک چوڑے پتھر پر بیٹھا تمسخرانہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا درمیانے قد اور چھریرے جسم کا مالک جھلسے ہوئے رنگ والا کوئی پینتیس سالہ شخص تھا جس پہ چوڑے چھجے والا ہیٹ پہنا ہوا تھا جسم پر چمڑے کی جیکٹ جو سامنے سے کھلی ہوئی تھی اور پنڈلیوں تک کے جوتے داڑھی اور مونچھوں پر چھدرے بال اگے ہوئے تھے لیکن دا تھا آس پاس کے دوسرے ایسے ہی پتھروں پر دوسرے لوگ بھی بیٹھے نظر آرہے تھے۔ نقوش اور غالباً مختلف نسلوں کے لوگ تھے اس طرح خاموشی سے بیٹھے رہنا بے حد پُراسرا تھا سب اس عجیب وغریب منظر سے ششدر رہ گئے تھے۔

بڈ بے ساختہ کھڑے ہوکر آگے بڑھا تو ایک آدمی نے پستول نکال کر شستہ انگر کہا۔ "فاصلہ رکھو" اور بڈ کے قدم رک گئے آسٹر نے کہا۔

"کون ہو تم......کون ہو......؟"

جھلسے ہوئے چہرے والے شخص نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور پتھر سے نیچے کود آیا۔ "دلچسپ بہت پ تم یہ سوال اس طرح کررہے ہو جیسے ہم تمہارے بیڈ روم میں گھس آئے ہوں۔"

"نہیں مسٹر لیکن۔" آسٹر نے فوراً ہی لہجہ بدل لیا۔

"دراصل جس طرح آپ لوگ ملے ہیں اس سے حیرت ہوئی کیا ہمارا سامان آپ کے قبضے میں

"

"ہاں تمہیں یقیناً صبح کا ناشتہ درکار ہوگا اس کا معقول بندوبست کرلیا گیا ہے خواتین آپ اس نے والے غار میں چلی جایئے وہاں آپ کو چہرے صاف کرنے کے لئے پانی اور دوسری ضروریات جگہ مل جائے گی۔ بے دھڑک چلی جایئے آپ شانگ سٹی کی مہمان ہیں۔" لیزا نے اس کے یہ ظ نے لیکن اپنی جگہ سے نہ ہلی جس پر اس شخص کا چہرہ بگڑ گیا اس نے کہا۔ "میں سب سے زیادہ ت اعتماد نہ کرنے والوں سے کرتا ہوں' جاؤ۔" آخر میں اس کی آواز غراہٹ میں بدل گئی۔ لیزا نے البتہ اس کی آواز کی غراہٹ پر کوئی توجہ نہیں دی تھی اور سوالیہ نگاہوں سے آسٹرولمین کو دیکھا ا۔ آسٹر نے آنکھ سے اشارہ کردیا اور لیزا زربدان کو لے کر اس غار کی جانب بڑھ گئی جس کی سمت اس شخص نے اشارہ کیا تھا وہ سرد نگاہوں سے دونوں کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر ہنستے ہوئے بولا۔

"پرسینلٹی ہی سے تو مار کھا گیا' ورنہ بہت کچھ کرسکتا تھا لوگ میری شخصیت سے مرعوب نہیں تے بلکہ جب میں اپنا کام شروع کردیتا ہوں تو مجھے شیطان کہنے لگتے ہیں خیر مسٹر مہمان نوازی کا ضا ہے کہ پہلے آپ کو ناشتہ کرایا جائے اس کے بعد آپ سے ذرا تعارف رہے گا آپ لوگوں کے لئے وہ دوسرا غار موجود ہے جایئے اور آپ بھی اپنی ضروریات سے فارغ ہولیجئے۔"

آسٹر نے بڈ اور روزال کو اشارہ کیا اور اس غار کی جانب بڑھ گیا لیزا اور زربدان کے لئے یقینی ر پر تینوں ہی فکرمند تھے لیکن ایسے حالات میں دماغ ٹھنڈا رکھنا ہی سودمند ثابت ہوتا ہے غار میں بے شک ان کی ضروریات کا سامان موجود تھا بڑی عجیب سی ترتیب تھی اور انسانی زندگی کے لئے وہ ب کچھ مہیا کرلیا گیا تھا جس کا تعلق عارضی ضروریات سے ہوتا ہے لکڑی کی بنی ہوئی بڑی بڑی ٹیوں میں جگہ جگہ پانی رکھا ہوا تھا اس کے علاوہ دیواروں میں لکڑی ہی سے بنے ہوئے بڑے ے ڈبے رکھ دیئے گئے تھے جن میں نل لگائے گئے تھے اور نیچے ایسے انتظامات تھے کہ پانی جسم کو راب نہ کرے' چند لمحات کے بعد تینوں باہر نکل آئے انہوں نے آپس میں کوئی گفتگو نہیں کی تھی ا اور زربدان کو دیکھ کر آسٹر اور دوسرے لوگوں کو اطمینان ہوا تھا پھر ان کے سامنے واقعی نفیس شتہ پیش کیا گیا جسے دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی تھی گرم چائے نے تو اتنا لطف دیا تھا کہ آسٹرولمین اس کا ممنون ہوگیا تھا وہ سب ان کی نگرانی کررہے تھے مکروہ چہرے والے شخص نے کہا۔

"اگر ناشتہ پسند آیا ہو تو اس کا اظہار ضرور کردینا۔"

"اصولی طور پر جس طرح ہمارا سامان آپ لوگوں نے اپنے قبضے میں لیا تھا اس سے ہمارے دل ں آپ کے لئے اختلاف پیدا ہوگیا تھا لیکن خصوصاً اس گرم چائے کے عوض میں نے آپ سے یک لمحے میں تمام اختلافات ختم کردیئے اس کا بے حد شکریہ۔" جواب میں اس شخص نے قہقہے ئے تھے پھر ناشتے سے فراغت حاصل ہونے کے بعد اس نے کہا۔

"اور اب تعارف کی رسم ادا ہو جائے' سب سے پہلے مجھ سے ملئے میرا نام شانگ
اس لحاظ سے میں نے اس جگہ کو شانگ سٹی کے نام سے متعارف کرایا ہے میری اس
ابھی بہت تھوڑے سے افراد ہیں لیکن میں نے پھندے لگائے ہوئے ہیں جال پھیلائے
چڑیا آئیں گی یا پھنسیں گی اور یہاں کی آبادیاں بڑھتی جائیں گی آپ لوگ دیکھیں گے کہ
ایک باقاعدہ شہر آباد ہے اس شہر کی آبادی کو زیادہ وقت نہیں گزرا اس لئے ابھی آپ کو
کم افراد ملیں گے اور وہ بھی ابھی منظر عام پر نہیں ہیں اس سے زیادہ تفصیل ابھی نہیں
جائے گی آپ کو' اب آپ لوگ اپنا اپنا تعارف کرا دیجئے یہ اندازہ تو مجھے ہو گیا ہے کہ آپ
مختلف ممالک سے ہے آپ غالباً برٹش معلوم ہوتے ہیں یہ شخص لازمی طور پر افریقی
بارے میں..... میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا تعلق کہاں سے ہے اور غالباً آپ کی یہ
بھی...... او ہو۔ ہو سکتا ہے اس کا تعلق اسپین سے ہو۔" زربدان کو زیادہ تر لوگ اسپینش
تھے۔ آسٹر نے مسکرا کر کہا۔

"آپ کے اندازے قابل قدر ہیں یہ ہمارا ایک گروپ ہے جو پھولا کھانچن کی بلندیوں
نہیں کر سکا لیکن اس کی چوٹیوں کو عبور کر کے یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔"

"ان علاقوں کے بارے میں کچھ معلومات ہیں؟"

"کیوں نہیں اس طرف کی آبادیاں ایسے وحشی لوگوں کی آبادیاں ہیں جو بیرونی دنیا
سے نفرت کرتے ہیں اور اپنے علاقوں میں کسی دوسری نسل کے لوگوں کو برداشت نہیں کر
آسٹر نے جواب دیا۔

"گڈ..... اس کے باوجود تم لوگوں نے ادھر کا رخ کیا۔"

"ہم چوری چھپے یہاں کا جائزہ لینا چاہتے تھے اسی لئے ہم نے اپنی تعداد بے حد مخت
میری بیوی لیزا ہے میرا نام آسٹر ہے یہ مسٹر بڈ اور یہ ایک اسٹوڈنٹس لڑکی ڈیزی ہے۔" آ
ذہانت سے گفتگو کر رہا تھا۔

"ہوں۔" وہ پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا۔ "بقیہ باتیں بعد میں ہوں گی
ہدایات ذہن میں رکھو یہاں سے فرار کی کوشش نہ کرنا۔ دو طرفہ خطرات میں گھر جاؤ گے
اپنے شکاری کتے چھوڑ دوں گا ان سے بچ گئے تو پہاڑیوں کے شکار بن جاؤ گے کیونکہ کوئی
نہ تلاش کر پاؤ گے۔"

"مسٹر شانگ جو۔" آسٹر نے کہا لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "نہیں چانسلر کا حکم آخری
اس کا خیال رکھنا۔" پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "انہیں مہمان نمبر ایک کا درجہ
مسلح افراد نے ان کے قریب آ کر انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تھا۔

☆☆.....................☆☆.....................☆☆

شمران اپنے چنیدہ ساتھیوں کے ہمراہ عقابوں کی آبادی سے نکل آیا تھا۔ ابتداء
نے وہی راستہ اپنایا جو تسمورا کی طرف جاتا تھا بعد میں اسے تبدیل کر دیا۔

"میں اپنے چالاک باپ کی ذہانت کو سمجھتا ہوں لیکن میرے خیال میں اس نے مجھ
ہے جو اس کی سب سے بڑی بے وقوفی ہے اب میدان صاف ہے تم لوگ سمت کا تعین کر

"تو کیا چاہتا ہے شمران۔" شمران کے ایک دوست نے پوچھا۔

"آہ میری سب سے بڑی طلب وہ درخت ہیں جن سے زندگی ٹپکتی ہے ظالم میان لائی نے اپنی
کا سب سے بڑا کام یہی کیا ہے کہ آب حیات برسانے والے درختوں سے ہمیں محروم کر دیا
نے بڑی چالاکی سے اپنا یہ کام سرانجام دیا ہے کیونکہ وہ حقیقت سمجھ گیا تھا۔"

"تیری وجہ سے ہماری جان بچ گئی شمران ورنہ حقیقت سے آشنا ہو کر میان ہمیں کبھی معاف نہ
۔"

"میرے دوستوں کو نقصان پہنچانا آسان کام نہیں میان اگر اپنی شفقت کے دروازے بند
تو اسے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔"

ان کے گھوڑے مختلف سمتوں میں دوڑتے رہے لیکن انہیں مطلوبہ درخت کہیں نظر نہ آئے
پھر وہ اس تلاش سے مایوس ہو گئے شمران نے نفرت سے کہا۔

"بدبخت گشتار بھی نہ جانے کہاں مر گیا ورنہ وہ ہماری رہنمائی کرتا یوں لگتا ہے جیسے پہاڑوں
میں بھی ان جیسے دوسرے درخت موجود نہیں۔"

"اب کیا کریں شمران۔"

"تسمورا جانا بھی ضروری ہے ہم اس تلاش میں بہت وقت ضائع کر چکے ہیں یقیناً میان لائی خود
سورا روانہ ہو چکا ہو گا ہمیں وہاں پہنچ کر شکار شروع کر دینا چاہئے۔" شمران نے مایوسی سے

"وہ شاید کوئی بستی ہے۔" شمران کے ایک دوست نے گہرائیوں میں آباد ایک بستی کی طرف
کرتے ہوئے کہا۔

"آہ۔ میں نے تو اسے دیکھا ہی نہ تھا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔" شمران پرخیال نظروں سے اس
دیکھ کر بولا کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "چلو کچھ تو ہوا......"
نے آہستہ سے کہا اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی پھر جب پہاڑوں میں رات
تو تمام گھوڑے اس بستی کی جانب چل پڑے۔ پرسکون بستی نیند کی آغوش میں جا چکی تھی
لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے کہ اچانک کچھ گھروں سے چیخ و پکار کی آوازیں ابھریں چند
پر وحشی درندے حملہ آور ہو گئے تھے چیخنے والی ہر آواز کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا نرم و
معصوم سسکیاں ابھریں اور معدوم ہو گئیں چند گھنٹوں میں تباہی اور بربادی کی ایسی تاریخ رقم
بستی میں رہنے والے کبھی فراموش نہیں کر سکتے تھے۔ سورج طلوع ہونے سے قبل یہ تمام
بستی سے باہر نکل گئے تھے۔

☆☆.....................☆☆.....................☆☆

وستانہ کے سردار سالام کے فرشتوں کو بھی گمان نہیں تھا کہ اس کی پرسکون آبادی میں راتوں
کوئی ایسی تباہی پھیلی ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ معمول کے مطابق وہ اپنے کوستے
ہر نکلا تھا اور باہر نکلتے ہی اس نے بستی کے لاتعداد افراد کو اپنے کوستے کی جانب آتے ہوئے
تھا۔ یہ لوگ اپنے ہاتھوں پر انسانی لاشے اٹھائے ہوئے تھے اور ان کی آہ و بکا کی آوازیں
کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ سالام بے اختیار ان کی جانب دوڑ پڑا اور وحشت زدہ لہجے

میں بولا۔ "کیا ہے یہ سب کچھ آہ یہ کیا ہوا' یہ کیسے ہوگیا؟"

"تباہی نازل ہوئی تھی سردار۔ راتوں رات اس بستی کی تاریخ میں ایک ایسا المیہ ہے جو صدیوں میں کبھی رونما نہیں ہوا تھا۔"

"مگر..... مگر یہ کیسے ہوا' کس نے کیا یہ' مجھے اب تک خبر کیوں نہ ہوئی؟"

"سب کچھ اس خاموشی سے ہوا سردار کہ آس پاس والوں کو بھی پتہ نہ چل سکا اچانک گھڑ سوار بستی میں داخل ہوئے اور بستی کے سرے پر واقع ان مکانات پر حملہ آور ہوئے کے مکینوں نے چیخنے کی کوشش کی تو انہیں زندگی سے محروم کردیا گیا اور ان گھروں کی عزت کردیا گیا یہ لاشیں تو تیرے سامنے لے آئی گئی ہیں لیکن چند ایسی لاشیں بھی ہیں جو ان ابھی تک سسک رہی ہیں ہماری عزت ہماری آبرو۔ وہ نوخیز بچیاں جو تیرے زیر سایہ اپنی آبرو کو محفوظ سمجھتی تھی اب اپنی آبرو سے محروم ہوگئی ہیں۔" سالام سکتے میں رہ گیا آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"آہ کون تھے وہ؟ کیا تم میں سے کوئی انہیں پہچان سکا کیا وہ بوستانہ ہی کے باشندے ہمارے ہاں یہاں تو کبھی ایسا نہیں ہوا کیا تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو انہیں پہچانتے ہوں
بوڑھا ارزل آگے بڑھ آیا اس کے چہرے پر سنگین خاموشی طاری تھی۔ سالام نے ہوئے کہا۔

"بزرگ ارزل' کیا' کیا تو نے انہیں دیکھا؟"

"ہاں معزز سردار' میں ان بدنصیبوں میں سے ہوں جس پر وار کیا گیا لیکن زندگی کم گئی میں ایک پتھر سے ٹکرایا اور گر کر بے ہوش ہوگیا وہ سمجھے کہ میں بھی مرگیا ہوں آہ میری آبرو بھی لٹ گئی ہے میں صرف اس لئے زندہ ہوں سردار کہ تیرے سامنے حقیقت بیان کے بعد میرے لئے موت کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔"

"بولتا کیوں نہیں بزرگ ارزل' روشنی والے کی قسم وہ جو کوئی بھی ہیں میں انہیں آخری طبق میں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا کون ہیں وہ کیا ہماری بستی کے لوگ؟"

"نہیں عظیم باغہ وہ اپنے پیچھے ایک ایسا ثبوت چھوڑ گئے ہیں جو ناقابل تردید ہے اور آنکھیں۔ تو نے ہمیشہ مجھے عزت سے اپنے ساتھ رکھا ہے اور ابھی تھوڑے عرصے کی بات تو عقابوں کی بستی اپنے بھائی سے ملنے گیا تھا اس وقت میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا تھا تصویر میرے وجود میں ایک کربناک شکل میں بسی ہوئی ہے وہ ناقابل تردید ثبوت جو میں تم پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے......"

بوڑھے ارزل نے اپنے ڈھیلے ڈھالے لباس سے ایک چوڑی سی کھال نکال کر سامنے پھیلا دی اس کھال پر عقابوں کا نشان بنا ہوا تھا۔ یہ نشان عقابوں کے مسکن والے کے نشان کے طور پر استعمال کرتے تھے ارزل نے کہا۔

"صرف اتنا ہی نہیں سالام' میں نے اپنی ان آنکھوں سے شمران کو دیکھا بھی نے اسی شیطان نے....." بوڑھا ارزل جملہ ادھورا چھوڑ کر سسکنے لگا۔

سالام کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر اس نے سرد لہجے

بوستانہ والو کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اپنے بھائی کے بیٹے سے چشم پوشی کروں گا کیا میں اس لئے اس سے نگاہیں چراؤں گا کہ شمران میاں لائی کا اکلوتا بیٹا ہے۔ روشنی والے کی قسم عقابوں کی بستی تمام کردوں گا زمین سے ان ناپاکوں کا وجود مٹادوں گا جنہوں نے رات کے سناٹوں میں بوستانہ میں ظلم ڈھائے ہیں ایسا انتقام لوں گا ان سے کہ پہاڑ یاد رکھیں گے میں جانتا تھا مجھے علم تھا کہ میاں سلطنت رنگ لائے گی نہ جانے کیا کیا جتن کرکے بالآخر اس نے ایک شیطان تخلیق کر ہی لیا لیکن یہ شیطان اگر عقابوں کے مسکن تک محدود رہتا تو ٹھیک تھا اس نے بوستانہ کو چھیڑا ہے اور وقت آگیا ہے کہ میاں کے خوابوں کی صبح ہوجائے جاؤ بزرگو ان مظلوموں کی آخری رسومات ادا کرو اپنے آپ کو سکون دینے کی کوشش کرو اس اعتماد کے ساتھ کہ تمہارا سردار اس امتحان میں پورا اترے گا۔ جاؤ اس وقت میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

لوگ منتشر ہوگئے سالام نے اپنے مشیروں کو طلب کرلیا اور ان سے مشورے کرنے لگا ایک دانا نے کہا۔ "بہتر یہ ہوگا کہ کوئی قدم اٹھانے سے قبل تو اپنے دوسرے بھائیوں سے مشورہ بھی کرلے سالام تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ تو نے جلد بازی کی۔"

"روشنی والے کی قسم اگر کسی کوہ بخت نے یا سمنانہ نے مجھ سے کہا کہ میاں لائی سے سختی نہ اختیار کروں تو میں ان لوگوں سے بھی اپنے رشتے ختم کرلوں گا۔ آہ ہونا تو یہ چاہئے کہ میں اسی وقت سے اپنے قبیلے کو تیار کرنا شروع کردوں اور پھر عقابوں کے مسکن کا رخ کروں ان کی پوری آبادی کو نذر آتش کردوں لیکن تم ٹھیک کہتے ہو فوراً قاصدوں کو تیار کرو اور انہیں میرا یہ پیغام دے کر کوہ بخت اور سمنانہ کی طرف روانہ کردو کہ میں فوراً ان دونوں سے ملنا چاہتا ہوں جاؤ مجھ میں اب انتظار نہیں میں یہ مجلس مشاورت ختم کرتا ہوں۔" مشیر اپنی جگہوں سے اٹھ گئے تھے۔

سالام کے قاصد بوستانہ سے روانہ ہوکر سب سے پہلے سالام کے بڑے بھائی کوہ بخت کی بستی پہنچے۔ کوہ بخت اپنی آبادیوں میں پرسکون زندگی گزار رہا تھا۔ سالام کے قاصدوں کی آمد کی خبر سن کر اس نے انہیں اپنے پاس بلالیا' یہ ایک عجیب سی بات تھی' حالانکہ چاروں سگے بھائی تھے' لیکن جو یگانگت اور محبت کوہ بخت' سمنانہ اور سالام کے درمیان تھی میاں لائی سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ ایک الگ تھلگ حیثیت رکھتا تھا۔ ابتداء سے ہی یہ کیفیت تھی' میاں سرکش بدگو تھا اور خود بھی ان لوگوں سے رغبت نہیں رکھتا تھا' جس کے نتائج آگے چل کر یہ نکلے کہ تینوں بھائی اس سے متنفر ہوگئے۔ ایک رسم نبھانے کی حد تک تو وہ میاں لائی کو اپنا بھائی کہتے تھے' اس سے زیادہ میاں لائی کے لئے ان کے دل میں اور کوئی کیفیت نہیں جاگی تھی۔ بوستانہ کے قاصدوں نے سالام کا پیغام کوہ بخت کو دیا تو اس نے بے شمار سوالات کرڈالے۔ سالام کی خیریت پوچھی' قرب وجوار کے ماحول کے بارے میں معلومات حاصل کیں' اصل میں وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ سالام نے اس طرح اس کو کیوں طلب کیا ہے۔ قاصد ضرورت سے زیادہ زبان نہیں کھولنا چاہتے تھے' لیکن انہیں یہ ہدایت بھی نہیں کی گئی تھی کہ اصل واقعے پر اپنی زبان بند رکھیں' جب کوہ بخت نے کہا!

"تم جانتے ہو میں سالام کا بڑا بھائی ہوں اور ہر مشکل میں وہ میری ہی مدد طلب کرتا ہے' اب جبکہ میں تم سے یہ سوال کررہا ہوں کہ مجھے اس کی مشکل کے بارے میں بتاؤ تو تم گریز کرکے

میرے غصے کو ہوا دے رہے ہو۔ اصل میں یہ سب کچھ میں اس لئے پوچھنا چاہتا ہوں
سالام کے پاس پہنچوں تو ان تمام تیاریوں کے ساتھ جن کی ضرورت اسے درپیش ہو
جانتے ہو جس کے لئے سالام نے مجھے طلب کیا ہے تو میرے سامنے بیان کرو۔"

"معزز باغہ' بس بات چونکہ تمہارے خاندان کی ہے اس لئے ہم اپنے منہ
ادائیگی پر خوف محسوس کرتے ہیں' لیکن اگر تمہارا حکم ہے تو اس سے سرتابی ہمارے
نہیں ہے۔ ہوا یوں ہے کہ رات کی تاریکی میں بوستانہ کی سرحدوں میں کچھ بیرونی گھ
آئے اور انہوں نے بوستانہ کی تاریخ پر ایک غلیظ دھبّہ لگا دیا۔ بوستانہ کی معصوم بیٹیوں
آنسو رونے پر مجبور کردیا اور صبح کی روشنی ہونے سے پہلے وہ بوستانہ سے نکل بھاگے'
سے بوستانہ میں کہرام مچ گیا اور پھر جب بات سردار سالام کے سامنے آئی تو ایک شرمنا
کا انکشاف ہوا۔ آنے والے عقابوں کی بستی سے آئے تھے اور انہیں پہچان لیا گیا تھا
لائی کا بیٹا شمران تھا' جو اپنے دوستوں کے ساتھ اپنے چچا کی بستی پر حملہ آور ہوا تھا اور
کے نشان چھوڑ گیا۔ سالام چراغ پا ہے اور آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہے۔" کوہ بخت
گیا' دیر تک اس کے منہ سے آواز نہیں نکل سکی' پھر اس نے سرسراتی آواز میں کہا
بات کی تصدیق ہوگئی ہے کہ وہ شمران ہی تھا؟"

"ہاں باغہ' پوری طرح تصدیق ہوگئی ہے۔" کوہ بخت خاموش ہوگیا' کچھ دیر بعد
اس نے کہا۔ "یہاں سے تم سیدھے بوستانہ واپس جاؤ گے؟"

"نہیں سردار' ہمیں سردار سمنانہ کے پاس جانا ہے' دوسرا پیغام ان کے لئے ہے۔"

"یہ سالام کی سعادت مندی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے بغیر کوئی فیصلہ کرنے
ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مشکل کو اپنی مشکل سمجھتے ہیں۔ ٹھیک ہے
پاس روانہ ہو جاؤ اور جب سالام کا پیغام اسے دے دو تو یہ بھی کہنا کہ بوستانہ روانہ ہو
میرے پاس پہنچے تاکہ ہم دونوں ساتھ میں روانہ ہو سکیں۔"

"جو حکم باغہ۔" قاصدوں نے کہا...... کوہ بخت نے ان کی خاطر مدارات کی اور
قاصدوں کو روانہ کردیا' قاصدوں کی یہ ملاقات کوہ بخت کے کوستے ہی میں ہوئی تھی اور
بیوی ان واقعات سے لاعلم نہیں رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی
بخت سے کہا۔

"اور جو کچھ میاں لائی کرتا رہا ہے زندگی بھر اس کی تفصیل بھی ہمارے سامنے
درخت پر کانٹے نہیں اگیں گے تو کیا سیب اگیں گے' اس نے جو کچھ بویا ہے وہی کا
حیرت ہے کہ تم بھائیوں کے خون میں یہ خرابی کہاں سے داخل ہوگئی۔"

"اور مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ عورت آخر ہے کیا چیز' اپنے مطلب کی ہر
طرح سن لیتی ہے' پتہ نہیں اس کائنات میں عورت سے زیادہ تیز کان بھی کسی اور کے
سے اس موضوع پر زیادہ گفتگو نہ کر' میں واقعی اب اس احساس کا شکار ہوں کہ کیا
سب سے برا وقت نہیں آگیا ہے اور اگر ایسا ہے تو اس کا اور عقابوں کا مستقبل کیا ہوگا
گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

O......O......O

باگ کے اس سرے کے جنگل بہت سرسبز و شاداب تھے لیکن باتو وہاں پہنچ کر محتاط ہوگیا۔
اندازہ تھا کہ بستی باگ کے باشندے ان جنگلوں میں ضرور آتے جاتے ہوں گے اور اگر وقت
پہلے سارے راز کھل گئے تو بہتر نہیں ہوگا۔ ویسے باتو نے محسوس کیا تھا کہ شہ بدان بھی اب
اندر مطمئن ہوگئی ہے وہ اضطراب اور بے چینی جو پچھلے وقت میں اس کی شخصیت میں نظر آتی
اب وہ سکون پا گئی تھی۔ اس نے باتو سے زیادہ سوالات بھی نہیں کئے تھے' اس خاموشی کی
وجہ اور بھی تھی شہ بدان بہت زیادہ ذہنی صلاحیتوں کی مالک نہیں تھی۔ اس کی سوچ میں بہت
وہ گہرائیاں نہیں تھیں۔ اپنے باپ اور بھائیوں کے بارے میں سن کر وہ بے شک غمزدہ ہوگئی تھی
کوئی ایسی ترکیب اس کے ذہن میں نہیں آسکی تھی جس سے وہ ان کی مدد کرسکے' البتہ باتو نے
یہ عمل منتخب کرلیا تھا اور شہ بدان سے دور ہٹ کر اس نے اپنی فوج کی کمانڈر فوہا سے تفصیلی
گفتگو کی تھی اور اسے تمام صورت حال سے آگاہ کردیا تھا' جنگلوں کے اس سرے پر زیادہ قیام
نے کا مطلب یہ تھا کہ نقصانات اٹھائے جائیں۔ چنانچہ باتو نے ایک رات گزارنے کے بعد آگے
سفر کا فیصلہ کیا اور جب لڑکیاں رخصت ہونے لگیں تو شہ بدان نے چونک کر ان سے کہا۔

"یہ تم نے مخالف سمت کیوں اختیار کی ہے' کیا تم ہمارے ساتھ اپنے نانا کی بستی میں نہیں
ل ہو رہیں۔؟"

"اس کا فیصلہ ہمارا اتالیق باتو بابا کرے گا ماں' ہم اس کی ہدایت پر مخالف سمت اختیار
رہے ہیں۔" باتو نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں شہ بدان یہی بہتر ہے۔" اور اس کے بعد اس نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا۔ ناریل اور
ی ہوئی خوبانیوں سے لدے ہوئے گھوڑے ان کی تحویل میں بستی باگ کی جانب بڑھنے لگے' باتو
کچھ آگے بڑھ کر کہا۔

"ہمیں ذرا ابتداء میں مشکل حالات درپیش ہوں گے لیکن جب ہماری مڈبھیڑ زمامہ سے ہوگی
شہ بدان تو یہ بات بالکل نہیں چھپائے گی کہ تو سلابہ کی بیٹی ہے۔" شہ بدان نے چونک کر باتو کو
ھا اور بولی۔

"اب جبکہ یہ معلوم ہوچکا ہے کہ باگ پر زمامہ حکمراں ہے تو کیا میرا یہ انکشاف مناسب ہوگا
بابا۔؟"

"عزیزہ مجھے میرا کام کرنے دے' ہاں اگر تو اس میں اپنے لئے بہتری نہ پائے تو تجھے حق
مل ہے کہ مجھ سے علیحدگی اختیار کرلے۔"

"نہیں باتو بابا اب تو زندگی کی آخری سانسیں تمہارے ہی ساتھ گزارنے کا فیصلہ کیا ہے میں
جیسا تم کہو گے ویسا ہی کروں گی اور جب میری بچیاں تم سے اتنی رغبت رکھتی ہیں تو مجھے ان
الگ زندگی تو نہیں گزارنی۔"

"تو پھر اطمینان رکھ' باتو کا بس ایک مشن ہے اگر تو اس کی راہ میں نہ آئی تو سمجھ لے کہ ان
دلوں پر تیرا ایک مقام ہوگا۔ میں مرنے سے پہلے تجھے تیرا مقام دلوا کر جاؤں گا شہ بدان یہ میرا
رہے۔" شہ بدان نے خاموشی اختیار کرلی۔ باتو کا سوچا درست ہی نکلا۔ جنگلوں میں زیادہ دور

تک سفر نہیں کیا گیا تھا کہ انہیں کچھ لوگ متحرک نظر آئے۔ غالباً وہ جنگلوں میں داخل
کا جائزہ لے رہے تھے اور کچھ معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن ا
کی جانب رخ نہیں کیا بلکہ تیزی سے دوڑتے چلے گئے اور نگاہوں سے اوجھل ہو گ
مسکرا کر شہ بدان کو دیکھا اور کہا۔

"چل ٹھیک ہے' تیری بستی میں تیری آمد کی خبر پھیل گئی ہے۔" شہ بدان نے
نہیں دیا' نہ ہی باتو نے اپنے گھوڑوں کو روکا بلکہ وہ آہستہ روی سے آگے بڑھتے چلے گ
کے بعد شہ بدان نے کہا۔

"بستی میں داخل ہونے کے بعد مجھے جو کچھ کرنا ہے باتو بابا' اگر مجھے اس کے
بتادے تو زیادہ بہتر ہوگا تاکہ میں اپنے منہ سے ایسی کوئی بات نہ کہہ دوں جو تیرے
خلاف ہو۔"

باتو نے گہری سانس لے کر گردن ہلادی۔ کچھ دور چل کر وہ آہستہ سے بولی......

"ہو سکتا ہے باتو بابا کہ مجھ سے کہیں لغزش ہو جائے' عورت ہوں اور اتنی طاقتور
جتنا تو مجھے بنانے کی کوشش کر رہا ہے اگر تو مجھے بھی لڑکیوں کی طرح تربیت دیتا تو اس
بہت بدلی ہوئی ہوتی......"

باتو نے شہ بدان کی بات پر توجہ نہیں دی تھی بلکہ اس کے حساس کان کچھ سن ر
اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"اطراف میں لوگ موجود ہیں شہ بدان اور ہم پر نگاہ رکھے ہمارے ساتھ سفر
لیکن کوئی حرج نہیں' یہ سب کچھ ہماری توقع سے مختلف نہیں ہے.........."

کچھ دیر کے بعد جنگلوں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا' باتو کا یہ خیال بھی درست نکلا تھا'
میدانوں میں پہنچے اور انہیں سامنے باگ کی آبادی پھیلی ہوئی نظر آئی۔ اچانک ہی جنگ
سے افراد نکل آئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں میں ہتھیار سنبھالے ہوئے تھے اور ا
انہوں نے گھوڑوں اور ان دونوں گھڑ سواروں کو گھیر لیا۔ وہ سب شرارت پر آمادہ نظ
باتو اور شہ بدان اپنے گھوڑوں پر بیٹھے خاموشی سے انہیں دیکھتے رہے' جب ان کی جا
کارروائی نہیں ہوئی تو ان لوگوں نے گھوڑوں پر رکھے ہوئے سامان کی تلاشی لینا شرو
طرح طرح کی آوازیں منہ سے نکالنے لگے' غالباً وہ اس سامان کے بارے میں گفتگو ک
بات یہیں ختم نہیں ہوئی تھی' بستی باگ کی جانب سے بھی بستی کے رہنے والے آہ
نکل رہے تھے اور اس سمت آرہے تھے۔ یہ دونوں خاموشی سے انہیں دیکھتے رہے۔
آنکھوں میں محبت سمٹی ہوئی تھی اس نے باتو سے کہا۔

"اور اگر ان کے بارے میں معلومات حاصل کی جائے تو ان میں سے بیشتر کا
بچپن سے نکلے گا۔ آہ کیسی بدنصیب ہوں میں' اپنے باپ کی بستی میں داخل ہوئی ہو
اجنبی کی مانند........."

"وہ کون ہے ....؟" باتو سامنے دیکھتے ہوئے بولا اور شہ بدان کی نگاہیں ا
اٹھ گئیں۔ ایک قوی ہیکل شخص گھوڑے پر آرہا تھا۔ عمر رسیدہ آدمی تھا' اس کے دو

افراد موجود تھے اور یہ آٹھوں درحقیقت جسمانی طور پر بہت تندرست اور توانا نظر آتے تھے۔
ے لباس بھی زرق برق تھے' جانوروں کی کھالوں سے یہ لباس بنائے گئے تھے اور ان کی شان و
ت دیکھنے کے قابل تھی' شہ بدان نے آہستہ سے کہا۔

"وہ زمامہ ہے......." باتو خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا' زمامہ قریب آگیا۔ بستی کے بے شمار
بھی ان کے اردگرد آکر پھیل گئے تھے اور میدان میں تل دھرنے کی جگہ نہیں رہی تھی۔
ں نے آنے والوں کو بستی میں داخل ہی نہیں ہونے دیا تھا' پتہ نہیں۔ زمامہ کی کوئی چال تھی یا
اب یہی طریقہ کار رائج ہو چکا تھا' پھر زمامہ نے آگے آکر کہا۔

"کون لوگ ہو تم اور ہماری آبادیوں میں کیوں داخل ہوئے ہو؟" باتو نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ہم تاجر ہیں اور جیسا کہ تم نے دیکھا معزز سردار ہمارے ساتھ یہ ساز و سامان موجود ہے'
دور دراز کی آبادیوں سے آئے ہیں اور اپنے ساتھ ناریل اور خشک خوبانیاں لائے ہیں۔ اگر اس
ان کے بدلے تمہاری بستی سے ہمیں' ہماری ضرورت کی بہتر اشیاء مل سکیں گی تو ہم تم سے
رت کرنا چاہتے ہیں........"

جواب میں زمامہ نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا۔ "روشنی والے کو جب دینا ہوتا ہے اپاہج
ھے تو وہ اسی طرح فریاد کرنے والوں کی فریاد سنتا ہے۔ ہمیں سخت مشکلات کا سامنا ہے اور
رے ہاں اجناس وغیرہ کے ذخیروں میں بے حد کمی واقع ہو گئی ہے۔ بستی والے کئی دن سے
ئیں مانگ رہے تھے کہ ہماری کچھ ضرورتیں پوری ہوں ہماری دعائیں پوری ہوئی ہیں۔ پھر ان
بدلے میں کچھ دینے کا تصور کتنا مضحکہ خیز ہے اور پھر ایک عورت اور ایک مرد تجارت کے لئے
ل پڑے' کیا یہ ایک احمقانہ کارروائی نہیں ہے؟"

"بستی کے باہر ڈاکوؤں کی ایک ٹولی ملی تھی ہمیں' لیکن وہ ہمیں لوٹے بغیر نکل گئی' کیا اب
ی میں داخل ہونے کے بعد ہمیں لوٹا جائے گا معزز سردار......؟"

"تمہیں ان تمام اشیاء کے بدلے تھوڑا بہت دے دیا جائے گا' لیکن تجارت کی بات نہ کرو
رے پاس اس کے بدلے میں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے اور اب اگر تم چاہو تو کچھ وقت یہاں
ز مہمان کی حیثیت اختیار کرو' لیکن یہ اسی شکل میں ممکن ہے جب تم ہمارے کسی عمل سے
راف نہ کرو......"

"اس سے پہلے کبھی بستی باگ میں ایسا نہیں ہوا زمامہ میں تیرے ہاتھوں باپ کی بے حرمتی
داشت نہیں کر پا رہی۔ یہاں میرے باپ کی حکومت تھی اور میرا باپ ایک نیک نفس اور عزت
ر آدمی تھا' یہ باگ کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں کیسے آگئی......؟"

اب تو زمامہ سخت حیران ہوا' بہت سے لوگ شہ بدان کی اس بات پر چونک چونک کر اسے
ھنے لگے۔ زمامہ کچھ اور آگے بڑھا اور اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے شہ بدان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تیرا باپ' کون ہے تو' کیا نام ہے تیرا......؟"

"تیری آنکھیں بینائی کھو چکی ہیں زمامہ تجھے آخر سرداری کس نے سونپ دی' مجھے دیکھ مجھے
چان تو مجھے اچھی طرح جانتا ہے میں شہ بدان ہوں۔ سلابہ کی بیٹی۔ اسی بستی میں میری تخلیق ہوئی
ر اسی میں میری پرورش۔ آہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تو نے میرے باپ سے سرداری چھین لی ہے۔

بستی والو میں باگ کی بیٹی ہوں۔ میں تمہاری شہ بدان ہوں۔ پہچانو مجھے اور مجھے بتاؤ کہ
سردار سلابہ یہاں حکمرانی کرتا تھا تو باہر سے آنے والوں کے ساتھ یہی سلوک کرتا تھا۔
سے لوگوں کے منہ سے آوازیں نکلیں......

"ہاں یہ تو شہ بدان ہی ہے' یہ تو واقعی سلابہ کی بیٹی ہے اوہ۔"

زامہ نے کہا۔ "ٹھیک ہے تو سلابہ کی بیٹی ہی سہی' لیکن سلابہ اب ہمارا قیدی ہے
مقام کھو چکا ہے اس کے اندر سرداری کی قوت نہیں تھی۔ اس کے دونوں بیٹے اس کے
نہ بن سکے' چنانچہ اب قیدی ہے۔"

"میں تجھ سے مبارغہ طلب کرتی ہوں' زامہ' یہ میرا حق ہے مجھ سے مبارغہ کر' مجھے
دیدے' یہ مبارغہ میں اپنے باپ سلابہ کے لئے طلب کرتی ہوں اور بستی والو اگر یہاں
صدیوں سے رائج اس قانون کا تمہاری بستی میں خاتمہ نہیں ہوگیا ہے تو میرے ہم
مبارغہ میرا حق ہے۔"

"مبارغہ ضرور ہونا چاہئے اگر وہ مبارغہ طلب کررہی ہے تو سردار زامہ اس سے ا
کرسکتا........" ایک آواز نے کہا اور اس کے بعد بے شمار آوازیں اس آواز کی ہم آواز
اور ایک طوفان امل پڑا' لوگ زامہ سے خوش نہیں تھے چنانچہ اس وقت اس کے خلاف
آمادہ ہوگئے تھے۔ یہ سوچے سمجھے بغیر کہ بھلا عمر رسیدہ شہ بدان کیا مبارغہ کرسکتی ہے' لیکن
سب نے اس رسم کی حمایت کی تھی۔

O......O......O

خاموشی سے آگے بڑھنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا' وہ لوگ ان کی رہنمائی کرتے
ہوئے تھوڑی سی چڑھائی چڑھنے کے بعد انہیں ایک غار کے دہانے پر لے آئے۔ دہانہ باہر
نہیں تھا۔ انہیں یہاں لانے والے ان کے عقب میں رہے اور ان میں سے ایک نے کہا۔

"آپ لوگ اس غار میں داخل ہوجایئے لیکن ذرا خیال کے ساتھ غار کے دوسری
تھوڑا سا ڈھلان ہے اس سے احتیاط سے اتریئے بعد میں آپ خود دیکھ لیں گے کہ اس کی
ہے۔"

آسٹر ولمین نے سب سے آگے قدم بڑھائے تھے لیکن یہ ڈھلان ایسے نہیں تھے جنہیں
گزار کہا جاسکے۔ بس ایک دس فٹ تک زمین ناہموار اور ڈھلان میں اتر رہی تھی۔ اس
ایک انتہائی وسیع غار نظر آرہا تھا' جس میں اچھی خاصی روشنی تھی۔ یہ روشنی غار کی چھت
موجود چند سوراخوں سے آرہی تھی' ہوا بھی خوب تھی' آسٹر ولمین کے پیچھے لیزا' پھر زربدان
اس کے بعد بڈ اور روزال نیچے اتر گئے۔ آسٹر نے درمیان میں کھڑے ہوکر چاروں طرف
مطمئن لہجے میں بولا۔

"ہمیں مہمان نمبر ایک کا درجہ دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ
ہے........"

انہیں لانے والے ان کے پیچھے اندر نہیں آئے تھے۔ نہ ہی غار کے دہانے پر کوئی ا
کیا گیا تھا جس سے اسے بند کردیا جائے۔ لیکن یہ بات سبھی جانتے تھے کہ باہر مسلح

ولمین نے مسکراتی نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور بولا۔

"کیا آپ لوگ خوفزدہ ہیں؟"

"نہیں مسٹر ولمین بالکل نہیں........"

"اتفاق سے ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو مہم جوئی کے ان خطرات سے ناواقف ہو'
جوئی کہتے ہی اسے ہیں کہ غیر متوقع واقعات پیش آئیں اور ان میں زندہ رہنے کی کوشش کی
ے' ویسے یہ قدرتی غار ہی معلوم ہوتا ہے۔"

غار میں جگہ جگہ پانی کے برتن رکھے ہوئے تھے' شیشے کے گلاس بھی تھے' دوسری ضروریات
بھی بندوبست کردیا گیا تھا' ولمین اطمینان سے ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ لیزا نے
....

"اگر ہم اس جگہ بیٹھ جائیں تو سوراخوں سے آنے والی ہوا سے بھی لطف اندوز
ہیں......" ولمین مسکرا کر بولا......

"نہیں ڈیر سوراخوں کے دوسری طرف سے ہماری آوازیں بھی سنی جاسکتی ہیں ہمیں بہرطور
لائحہ عمل مرتب کرنا ہے' اس لئے یہی جگہ بہتر ہے' روزال' بڈ' تم بھی یہیں آجاؤ......" لیزا
زربدان تو ولمین کے پاس تھیں۔ سب زمین پر بیٹھ گئے آسٹر نے کہا........

"ہاں ڈیر روزال اب اس وقت ہماری نگاہیں تم پر ہیں کہو کیا اس علاقے کے بارے میں تم
نا سکے ہو۔ چند باتیں ایسی ہوئی ہیں جن پر ہمیں حیرانی ہے......"

"میں خود حیران ہوں ماسٹر ویسے پہاڑوں کی بلندیاں عبور کرکے تو باہر کے لوگوں کا اس طرف
پہنچنا ایک مشکل کام تھا' لیکن وہ رخنے جنہیں میں نے ذریعۂ سفر بنایا اب بیرونی دنیا کی نگاہوں سے
ور نہیں رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پہاڑوں کے اس طرف آبادیوں کا وہ انداز نہیں رہا کیا کہا
جاسکتا ہے کہ اس طرف آنے والا یہی شخص اور اس کا گروہ ہے' ممکن ہے کچھ لوگ اندرونی
علاقوں میں بھی داخل ہوگئے ہوں.........."

"کیا پہاڑ والوں نے بیرونی لوگوں کو قبول کرنا شروع کردیا ہے.......؟"

"ممکن تو نہیں ہے ماسٹر لیکن کیا کہا جاسکتا ہے' جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے پہلے بھی
اپنے بارے میں ایسی بات نہیں کہی جس سے آپ کو یہ احساس ہو کہ میں کوئی ذہین یا اعلیٰ کارکردگی
کا مالک شخص ہوں میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ فطری طور پر ایک غلام ہوں اور میں نے ہمیشہ اپنے آقا
کی غلامی کی تھی اس کے ساتھ ہی میں نے جو کچھ دیکھا' دیکھ لیا تھا' باقی میں کچھ نہیں جانتا' یہ آپ
کی عنایت ہے کہ آپ نے مجھے ذہنی طور پر بھی بہت کچھ دیا ہے۔ بہرحال اگر ہمیں موقع مل جائے تو
ے کے راستے تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ یہ اطمینان میں آپ کو دلاتا ہوں کہ اب ہم پہاڑوں کے
ای طرف ہیں جدھر آپ کی زبان میں کھنٹا لے رہتے ہیں' مگر یہ شخص۔"...... روزال پُرخیال
انداز میں خاموش ہوگیا۔ آسٹر ولمین چند لمحات خاموش رہنے کے بعد بولا........

"تم سب ایک بات بغور سن لو وہ شخص بے حد خطرناک ہے' میرا تجربہ یہی کہتا ہے ہمیں
یہاں سے نکلنا ہے مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے ہماری یہ پہاڑی مہم کچھ نئے راستے اختیار کرتی جارہی
ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ ہمیں مکمل طور سے اپنے آپ کو چھپانا ہے اس پر قطعی یہ ظاہر نہ ہونے

پائے کہ ہمارا مشن کیا ہے۔ زربدان کو میں نے ایک نیا نام دیا ہے' زربدان تم ایک اجنبی
حیثیت سے ہی ان لوگوں سے گفتگو کرو گی اور ہم میں سے کوئی یہ ظاہر نہیں ہونے دے گا
علاقے کی زبان جانتے ہیں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے بنیادی طور پر اور کوئی ایک
نہیں' جس کے لئے میں تم لوگوں کو ہدایت کروں' کوئی بھی شخص کسی بھی صورت حال سے
نہ آئے' بس اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ آگے کیا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو فکروں سے آزاد کر
جوئی ہے اور اگر کسی مہم میں ناقابل یقین اور مشکل حالات پیش نہ آئیں تو اسے مہم کہتے
ہنسی آتی ہے۔"

لیزا نے کہا........ "اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا اندازہ ہے ڈیر آسٹرو....
یہ کون معلوم ہوتا ہے؟"

"میں دعوے سے نہیں کہہ سکتا لیکن اس کے خدوخال قدو قامت چینیوں جیسے ہیں
ہے ان ہی علاقوں کا باشندہ ہو' اگر نہیں تو پھر چینی تو ہے ہی۔"

"لیکن تم نے دیکھا اس کے ساتھ سفید نسل کے لوگ بھی ہیں۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔"

"بے کار دماغ لڑانے سے فائدہ نہیں لیزا........"

"اگر اس کے ذہن میں اور کوئی خاص بات نہیں ہے تو میرے خیال میں وہ خود ہم
تعارف کرائے گا۔ یہ میرا اندازہ ہے....... ہو سکتا ہے غلط بھی ہو۔" لیزا نے کوئی جواب
آسٹرو خود ہی کہنے لگا۔

"ویسے ان کے وسائل خاصے پُراسرار معلوم ہوتے ہیں ہمیں جو لائٹر ملا تھا وہ اس
تصدیق کرتا تھا کہ اس طرف آمدورفت شروع ہو چکی ہے اور ناشتے کے طور پر انہوں نے
کچھ دیا اس سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ بیرونی دنیا سے ان کا رابطہ ہے اور وہ ادھر کا
رہتے ہیں۔ ورنہ ان کے پاس اس قدر ترو تازہ سامان نہ ہوتا۔" اس کے بعد ان لو
درمیان اور کوئی اہم گفتگو نہیں ہوئی۔ دن گزر گیا رات کو انہی سوراخوں سے خاص قسم کی
لٹکا دی گئیں جنہوں نے غار میں مدھم اجالا پھیلا دیا تھا۔ لیزا نے حیرانی سے کہا۔

"کم بختوں نے واقعی بڑے مناسب انتظامات کر رکھے ہیں یہاں ایسے علاقوں میں
زیادہ اور کیا کیا جا سکتا تھا۔" آسٹر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی۔ بہت دیر تک یہ لوگ جاگتے رہے تھے اور اس کے
سب سے پہلے زربدان کو ہی نیند آئی تھی اسے سوتے دیکھ کر آسٹر نے کہا۔

"کیا خوب صورت عمر ہوتی ہے فکروں سے بے نیاز' ویسے بھی یہ اس کی سرزمین
میری رائے ہے کہ تمام لوگ سونے کی کوشش کریں اور بہتر ہے سو جائیں تاکہ جسمانی توانا
رہیں۔ ہم بہت جلد یہاں سے نکل پائیں گے۔ میرا یہی اندازہ ہے۔"

بڈ اور روزال نے اس بات کی تصدیق کی پھر انہیں نیند آ ہی گئی اور دوسری صبح
کرنوں نے انہیں جگایا جنہوں نے غار میں اچھی خاصی روشنی پھیلا دی تھی۔ سب لوگ اٹھ
گئے۔ وہ قندیلیں جو سوراخوں سے نیچے لٹکا دی گئی تھیں۔ واپس کھینچ لی گئی تھیں۔ اس کا مطلب
کہ ان لوگوں میں زندگی کا آغاز ہو چکا ہے۔ پھر وہاں موجود پانی سے استفادہ کیا گیا اور ضر

ری کر لی گئیں۔ غالباً ان کے جاگنے کی خبر بھی باہر والوں کو ہو چکی تھی۔ کیونکہ تھوڑی دیر
بعد عمدہ ناشتہ آ گیا۔ اس ناشتے کو دیکھ کر پھر حیرت کا احساس ہوا تھا۔ تازہ ڈبل روٹیاں اور
ے لوازمات' یہ سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ ان کا بندوبست کیسے کر لیا گیا ہے۔ آسٹر نے ایک
کار منتخب کر لیا تھا اس کا اظہار اس نے رات کو بھی کر دیا تھا اور اس وقت بھی اس نے کہا۔

"ان تمام انتظامات کو دیکھ کر سب لوگوں نے یہ اندازہ ضرور لگا لیا ہو گا کہ وہ یہاں مستحکم ہے
اس سے کوئی انحراف فی الحال ہمارے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ زربدان تم نے اس بارے
اپنی رائے نہیں دی؟"

زربدان نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "میری رائے دینے کا ابھی وقت نہیں آیا ہے اور اس
علاوہ میں یہ جانتی ہوں کہ آپ لوگ تمام فیصلے بہتر کریں گے۔"

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ چند افراد اندر داخل ہوئے تھے اور ان میں سے سب سے آگے
گ جو ہی تھا۔

ایک ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے ہوئے پیشانی پر سرخ رنگ کی پٹی باندھے وہ عجیب مضحکہ خیز
یت کا مالک نظر آ رہا تھا۔ اندر آ کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور رکوع کے انداز میں خم ہو گیا
یدھا ہو کر بولا۔ "شان سٹی کے معزز مہمانوں کو صبح کا سلام اور اس کے بعد چانسلر کی طرف سے
سوال۔ آپ لوگوں کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔"

"بالکل نہیں مسٹر شانگ جو بلکہ ہم حیرتوں سے گزر رہے ہیں آپ کی شخصیت نے ہم پر عجیب
ڈالا ہے۔"

شانگ جو مسکرا دیا اور بولا....... "اور آنے والے وقت میں جب آپ یہ سوچیں گے کہ
گ جو آپ سے کس قدر قریب رہا ہے تو آپ لوگوں کو حیرت ہو گی' شان سٹی کا سربراہ ان لوگوں
یشہ اولیت دے گا جو اس کے ساتھیوں میں اول حیثیت کے مالک ہوں گے۔ آپ آیئے آپ کو
اس چھوٹے سے ملک کی سیر کراؤں جس کے دارالحکومت کی باگ ڈور رکھی گئی ہے یوں
میں سنگ بنیاد.........."

سب ہی تیار ہو گئے اور اس کے بعد شانگ جو انہیں ساتھ لئے ہوئے باہر نکل آیا۔ اس کے
ہ آنے والے محافظ سب سے پہلے چل رہے تھے شانگ جو نے کافی فاصلہ طے کیا۔ یہ فاصلہ
وں کی بلندیوں پر پگڈنڈیوں کی شکل میں تھا۔ پیچ در پیچ پگڈنڈیاں جو کہیں کہیں غاروں سے بھی
رتی تھیں۔ بالآخر ایک جگہ ختم ہو گئیں۔ یہ بھی ایک وسیع و عریض غار کا دہانہ تھا۔ اور اس
پر کئی مسلح محافظ کھڑے ہوئے تھے۔ نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں طے کرنا پڑی تھیں اور اس
بعد ایک اور وسیع و عریض غار سامنے آ گیا تھا۔ پھر انہیں ایک عجیب سا احساس ہوا۔ شانگ جو
ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھئے پانی کا ذخیرہ۔" زیر زمین پہاڑوں کے اندر پانی کی ایک جھیل جیسی موجود تھی۔ گو
کی وسعت زیادہ نہیں تھی لیکن ذخیرہ بہت زیادہ بڑا معلوم ہوتا تھا۔ شانگ جو نے کہا۔

"یہ قدرتی انعام ہے ایسی کئی جھیلیں پہاڑوں کے نیچے موجود ہیں آپ انہیں چشمے بھی کہہ
یں۔ ظاہر ہے یہ پانی زمین ہی سے برآمد ہوا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کسی بیرونی ذریعے سے

اس کے آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے ہمیں یہ ذخیرہ آب بہت قیمتی محسوس ہوا ہے کیونکہ زندگی یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ آیئے۔" وہ ایک اور دہانے کی جانب بڑھ گیا۔ جو بائیں سمت نظر آرہا تھا یہاں سے گزرنے کے بعد ہی ایک لمبی سرنگ طے کرنی پڑی۔ لیکن بات یہ تھی کہ کہیں بھی گھٹن نہیں تھی۔ پھر شانگ جو انہیں ایک اور عجیب و غریب جگہ یہاں دیواروں میں برف کے جالے لگے ہوئے تھے لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ ان بے پناہ چمک تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کیا ہے۔ آسٹر نے سوال بھی کر ڈالا لیکن پُراسرار طور پر خاموش رہا۔ وہ ان عجائبات کی دیر تک سیر کراتا رہا اور اس کے بعد ہنس کر

"میں نے آپ کا ناشتہ اچھی طرح ہضم کرا دیا ہے اب آیئے۔"

واپسی کے سفر کے بارے میں بڑی تشویش سے سوچا گیا تھا کہ جتنا فاصلہ طے کر کے گیا ہے اتنا فاصلہ طے کر کے واپس جانا پڑے گا۔ لیکن شانگ جو نے تھوڑا سا سفر طے کرا انہیں باہر کی زمین پر لا کھڑا کیا تھا اور یہ جگہ اس جگہ سے زیادہ دور نہیں تھی جہاں ایک کا مسکن بنایا گیا تھا۔ شانگ جو نے کہا۔

"لنچ کے لئے میں نے آپ لوگوں کے ساتھ ہی بندوبست کیا ہے۔ مہمان نوازی کا لنچ کے بعد ختم ہو جائے گا اور پھر مستقبل کے راستے طے ہوں گے۔ مسٹر آسٹرولین یہ ہے کہ آپ ہی ٹیم کے سربراہ ہیں' لیکن فیصلے کرنے میں احتیاط کیجئے گا۔"

"اصل میں مسٹر شانگ جو مجھے آپ کی شخصیت نے اس قدر متاثر کر دیا ہے کہ کوئی آپ کی مرضی کے خلاف کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔" شانگ جو قہقہہ مار کر ہنس پڑا تھا میں دوپہر کے کھانے کا بندوبست کیا گیا آسٹرولین نے شانگ جو سے پوچھا۔

"ایک بات کا جواب اور دے دیجئے مسٹر شانگ جو.........."

"ہاں ہاں ضرور ضرور...... دوستوں سے دوستانہ انداز میں ہی بات کی جاتی ہے۔"

"تازہ غذاؤں کا بندوبست آپ نے کہاں سے کیا ہے؟"

شانگ جو پھر اسی احمقانہ انداز میں ہنسا اور بولا۔ "تمام انتظامات یہیں پر کئے آہستہ آہستہ آپ کو ان سے روشناس کرا دیا جائے گا۔ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ ابھی ہم نے چھوٹے خوراک کے پلانٹ لگائے ہیں لیکن وسیع پیمانے پر یہ کام بہت جلد شروع ہو گا۔ بڑھتے جائیں گے شان سٹی میں ان کے لئے بندوبست کیا جاتا رہے گا اب دیکھئے نا ہر کام آہستہ ہی ہوتا ہے۔ چلیں چھوڑیں ان باتوں کو حالات سے آپ کو تمام واقفیت حاصل ہو جائے گی ہم اپنے آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے اہم گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔" شانگ جو کے چہرے سنجیدگی پھیلتی چلی گئی اور آسٹرولین نئے انکشافات کا انتظار کرنے لگا۔

O......O......O

میاں لائی نے کچھ وقت انتظار کیا اس کے بعد خود بھی تسمورا جانے کی تیاریاں کر دیں۔ ہنگا نے اسے پریشان ہی دیکھا تھا میاں لائی اب بے سکون انسان تھا۔ اس کا وقت سوچوں میں گزرتا تھا۔ تسمورا جانے کے لئے اس نے دس آدمیوں کا انتخاب کیا تھا۔ روانگی سے قبل ہنگا نے کہا۔ "عقابوں کا نشان لے کر جاؤ گے آقا.......؟"

"وہ نشان تو شمران لے جا چکا ہے اور بساری میں ہمارا مسکن منتخب ہو گیا تھا۔" میاں نے جواب دیا۔ پھر وہ سب عقابوں کے مسکن سے چل پڑے۔ دوران سفر بھی ہنگا نے میاں کو مضطرب پایا۔ اس سے قبل بھی وہ کئی بار میاں لائی کے ساتھ تسمورا آچکا تھا۔ اس وقت میاں لائی کی کیفیت کچھ اور ہوتی تھی۔ لیکن اس بار وہ بڑا بجھا بجھا تھا ہنگا اس کی وجہ جانتا تھا۔ سفر کی پہلی رات قیام میں ہنگا نے کہا۔

"خود کو سنبھالو آقا...... جنگل کے تیندوے انسان کی پریشانیوں سے فائدہ اٹھانا جانتے ہیں۔" میاں لائی نے عجیب سے انداز میں ہنگا کو دیکھا پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تو ہمیشہ دل پر نشانہ لگاتا ہے ہنگا ایک ایسی بات کہہ دی تو نے کہ میں تڑپ گیا ہوں۔"

"غلام شرمسار ہے لیکن میں سمجھا نہیں آقا.........."

"شہ بدان نے آخری بیٹی کی پیدائش پر پیغام بھیجا کہ میں بیٹے کا باپ بن گیا ہوں۔ میں نے اس کے لئے طوفانی سفر کیا۔ پھر جب حقیقت کا انکشاف ہوا تو اس نے تاویل پیش کی کہ میں جنگل کے تیندوں کے مقابل تھا۔ میرے لئے بری خبر بھیج کر وہ میری زندگی کا خطرہ نہیں مول لینا چاہتی تھی۔ میں نے یہ تاویل قبول نہیں کی۔ اور اپنی دیوانگی برقرار رکھی تھی۔ آج وہ الفاظ تو نے ادا کئے ہنگا' تو میری ان کیفیتوں کا راز دار بن چکا ہے جن سے کسی کو بھی آشنائی نہیں حاصل ہوئی۔ تسمورا روانہ ہوتے ہوئے میں ہمیشہ شہ بدان کے اندر ایک اضطراب پاتا تھا۔ وہ بے چین ہوتی تھی کہیں تسمورا کے جنگلات میں مجھے خطرات کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ لیکن میری شیطنت اس کی بے چینی کو ہمیشہ شک کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ میں سوچتا تھا کہ یہ عورت کا جال ہے جس کے ذریعے وہ مرد کو یہ احساس دلاتی رہتی ہے کہ وہ بہت شوہر پرست ہے شہ بدان کی وفاؤں کو میں نے کبھی قبول نہیں کیا تھا اور ہنگا اب میں اس اضطراب کے لئے ترستا ہوں۔ سرمایہ کے اندر میں نے کبھی وہ کیفیت نہیں پائی میرے بیٹے کی ماں بن کر یوں لگتا ہے جیسے وہ تمام فرائض سے فراغت حاصل کر چکی ہے۔ بے شک اب اسے عقابوں میں ایک مقام حاصل ہے ایک انفرادی مقام کہ وہ مستقبل کے سردار کی ماں ہے مجھے اب اس کی وہ توجہ حاصل نہیں رہی ہے بس تیرے ان الفاظ پر یہ خیال دل میں آ گیا تھا۔"

"آقا...... میرے لئے اس کائنات میں تیری ذات سب سے زیادہ محبت کی حامل ہے' میں تیرا غلام ہوں تیرے ہر دکھ کو میں اپنے دل کے زخم کے طور پر محسوس کرتا ہوں۔ تو نے مجھے اپنا رازدان کہہ کر بہت بڑا مقام دے دیا ہے آقا...... اور میں اپنی اوقات سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا رہتا ہوں تیرے غلام کی آرزو ہے آقا کہ اپنے آپ کو سنبھالے رکھ۔ وقت نے جو مشکل ڈالی ہے اس کا کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا۔"

"ہاں میں ٹھیک ہوں ہنگا۔" میاں لائی نے جواب دیا۔ دوسرے لوگ اس گفتگو سے بے نیاز تھے اور اس علاقے کے موسم کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ دوسری صبح پھر سفر کا آغاز ہو گیا۔ دوران سفر اپنے گھوڑے کو ہنگا کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ دوڑاتے ہوئے میاں لائی نے کہا۔

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ تسمورا میں ہمیں نئے ہنگاموں کا سامنا کرنا پڑے۔ اگر شمران وہاں نہیں گیا تب بھی اس کی فطرت کو قرار نہیں۔ ممکن ہے اب تک وہ کسی قبیلے سے دشمنی مول

لے بیٹھا ہو۔"

ہنگا نے کوئی جواب نہیں دیا پھر وہ بساری پہنچ گئے بساری مکمل طور سے آباد ہوچکا
رونقیں وہی ہنگامہ خیزیاں شباب پر تھیں جن کا تعلق بساری کی روایتوں سے تما
سرداروں کے نشان نظر آرہے تھے اور شان سے سینہ تانے پھرتے قبیلوں کے لوگ مو
مصروف تھے بازار لگے ہوئے تھے ہر چیز بالکل پہلے کی مانند تھی۔ میاں لائی اور ہنگا پہ
دامنوں میں عقابوں کا نشان تلاش کرنے لگے جہاں جہاں ڈیرے جمائے جاسکتے تھے وہاں
عقابوں کا نشان تلاش کیا۔ شکاری تسمورا میں داخل ہوگئے تھے لوگ آرہے تھے تمام
ڈھونڈ کر پریشان ہوگئے پھر ایک جگہ جمع ہو کر سب نے بیک آواز کہا۔

"آخر شمران نے عقابوں کا ڈیرہ کہاں جمالیا ہے؟"

"یوں لگتا ہے جیسے وہ یہاں پہنچا ہی نہیں۔" میاں لائی نے آہستہ سے کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے کیا اس بساری میں عقابوں کا نشان نصب نہیں ہوگا؟" کچھ
رتاشہ کا سردار ہمدان کوہی نظر آیا اور مسکراتا ہوا میاں لائی کے پاس پہنچ گیا۔

"کہو میاں لائی اس بار تم بہت دیر سے پہنچے جبکہ تم تو سب سے زیادہ کھالیں جمع کر
شکاری تصور کئے جاتے ہو۔ ارے ہاں میں نے دوران شکار تمہارے بیٹے شمران کو
جنگلات میں دیکھا تھا۔ کیا شمران تم سے پہلے یہاں پہنچ گیا تھا؟" میاں لائی نے چونک کر
سے کہا۔

"کیا وہ جنگلوں میں شکار کھیل رہا ہے۔"

"ہاں میں نے اسے خود دیکھا تھا۔"

"وہ میرے آنے سے قبل یہاں آچکا ہے میں کچھ دیر سے آیا ہوں۔" میاں لائی
دیا۔

"مگر تیرے مسکن کا نشان مجھے نظر نہیں آتا۔" ہمدان کوہی بولا۔

"بہت جلد نظر آئے گا۔" میاں لائی نے مسکرا کر کہا۔ ہمدان کے جانے کے بعد
لہجے میں بولا۔ "ہمیں بے نشان ہی کہیں قیام کرنا ہوگا۔ حالانکہ یہ بدشگونی ہوتی ہے۔ لو
اڑائیں گے۔"

"کیوں نہ ہم جنگلوں میں داخل ہو کر شمران کو تلاش کریں۔ وہ مل جائے تو پہلے
قائم کریں اس کے بعد شکار کا آغاز کیا جائے۔" ایک دوست نے مشورہ دیا۔

"ہر چند کہ یہ مشکل کام ہے لیکن اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے۔" میاں نے
وہ لوگ تسمورا میں داخل ہونے کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوپہر ڈھل چکی تھی شام کے
پر اتر رہے تھے کہ بساری آنے والے راستے پر تین سرداروں کے نشان بیک وقت نظر
گھوڑے ایک ساتھ نظر آرہے تھے۔ پھر وہ بساری میں داخل ہوگئے۔ یہ کوہ بخت سما
تھے۔ ان کی ملاقات بھی پہلے ہمدان کوہی سے ہوئی ہمدان نے مسکرا کر کہا۔

"اس بار بساری زیادہ پُر رونق ہوگئی ہے کیونکہ چار سردار چار بھائی بساری پہنچ
ہیں۔"

"میاں کا مسکن کہاں ہے؟" کوہ بخت نے کہا۔

"ابھی اس نے کوئی مسکن منتخب نہیں کیا۔ لیکن میں نے اسے جبلا کے قریب دیکھا ہے۔ تم
ہو تو میں تمہاری رہنمائی کرسکتا ہوں۔" ہمدان نے پیشکش کی اور کچھ دیر کے بعد اس نے انہیں
ان کے سامنے لا کھڑا کیا۔ میاں خوش ہو کر بولا۔

"آہ میرے بھائی .... اتفاق ہے کیا ہی دلچسپ اتفاق ہے ہم تسمورا کی تاریخ میں پہلی بار
یکجا ہوئے ہیں۔"

"ہاں اور شاید اس بار تسمورا کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوجائے۔" کوہ بخت نے
کہا۔

"کیوں نہیں ہم اپنا مسکن ایک جگہ بنائیں گے۔ چار قبیلے یکجا ہوئے ہیں چار نشان بیک وقت
لہرا کر دشمنوں کو خوف زدہ کریں گے۔"

"تین نشان ہمارے پاس ہیں میاں لائی تیرا نشان کہاں ہے۔" کوہ بخت نے پوچھا اور میاں
چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اب اسے احساس ہوا کہ کوہ بخت کے لہجے میں کوئی خاص بات ہے۔

"میرا نشان۔" میاں لائی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر کسی قدر شرمندگی سے بولا۔ "مجھ
سے قبل شمران تسمورا میں شکار کھیلنے چل پڑا تھا۔ میں نے اسے عقابوں کا نشان دیکر بھیجا تھا لیکن
جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ شمران کو ابھی سرداری کے آداب نہیں آتے' تسمورا پہنچ کر اس نے اپنا
مسکن قائم کرنے کی بجائے شکار کے شوق کے جوش میں تسمورا کے جنگلوں میں داخلہ ضروری سمجھا'
ہمدان کوہی کا کہنا ہے کہ وہ اس وقت جنگلوں میں شکار کھیل رہا ہے۔"

"قبیلوں کے کچھ قانون ہیں میاں لائی' عقابوں کا نشان تمہارے پاس ہی ہونا چاہئے تھا
کیونکہ شمران ابھی سردار نہیں ہے کیا یہ نشان اس قدر بے حقیقت ہوچکا ہے کہ تم نے اسے بچوں
کو کھیلنے کیلئے دے دیا۔"

اب میاں لائی کے انداز میں بھی سنجیدگی پیدا ہوگئی بھائی کا لہجہ بھائیوں جیسا نہیں تھا' اس
نے سرد لہجے میں کہا۔ "کوئی خاص بات کہنا چاہتے ہو باغہ۔"

"بے حد خاص۔ عقابوں کا ہونے والا سردار' سرداری کے قابل نہیں ہے۔" کوہ بخت نے
کہا۔ میاں لائی کی کیفیت اندر سے کچھ اور تھی' لیکن اس نے اپنا سرداری کا انداز برقرار رکھا اور
کسی قدر خشک لہجے میں بولا۔

"یہ فیصلہ کرنا قبیلے کے باہر کے لوگوں کا کام نہیں ہوتا باغہ' تمہیں یہ سب کچھ نہیں کہنا
چاہئے۔"

"یہ سب کچھ میں نہیں کہہ رہا۔ پہاڑوں کا قانون کہتا ہے اور آنے والا وقت اس کی تصدیق
کرے گا تم کہتے ہو کہ شمران عقابوں کا نشان لے کر بساری چل پڑا تھا اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ وہ
تسمورا کے جنگلوں میں شکار کھیل رہا ہے۔ ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن عقابوں کے مسکن سے نکل
کر وہ بوستانہ گیا تھا اور بوستانہ میں اس نے عقابوں کے نشان کا سودا کرلیا ہے وہ یہ نشان بوستانہ کے
بازاروں میں بیچ آیا ہے۔"

میاں لائی نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "یہ جملے بہت سخت ہیں باغہ اور مجھے مجبور کررہے

ہیں کہ میں تمہارا احترام نہ کروں۔ لیکن پھر بھی تم میرے سب سے بڑے بھائی ہو
لفظوں کے استعمال میں احتیاط کرو۔"

"احتیاط کا وقت گزر گیا ہے میاں لائی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تو نے ہمارے
ہونے کا ثبوت بھی نہیں دیا ہم سے الگ الگ رہا اور شاید دل میں ہم سے دشمنی بھی رکھ
تجھے یہ جرأت نہیں ہوئی کہ ہماری بستیوں کی جانب پیش قدمی کر لے ہاں اب تو نے ایک
پایا تو تیرے ارادوں کو مہمیز ملی اور تو نے ان برائیوں کا آغاز کر دیا جو تیری فطرت میں پو
لیکن یہ تیری غلط فہمی ہے میاں لائی' ایک شوالا یا مستقبل کا ہونے والا سردار اتنا طاقتو
کہ اس کا مقابل بھی نہ پیدا ہو۔ سن میاں لائی' شمران نے سردار بننے سے پہلے اپنی
راستے بند کر دیئے ہیں۔ اول تو پہاڑوں کا قانون موجود ہے' ہم اپنی اپنی بستیوں میں
ذمہ دار ہوتے ہیں اور کسی باہر کے آدمی کو اندر کے معاملے میں مداخلت کی اجازت نہ
لیکن جب برائیاں گھر سے باہر نکل جائیں تو پہاڑوں کے سردار وقت سے لڑنے کا فیصلہ کر
یہ تیرا نشان ہے۔" کوہ بخت نے عقابوں کا نشان نکال کر سامنے کر دیا اور میاں لائی سر دنگ
اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"ہاں...... اور میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔"

"اس سوال کا جواب میں تجھے دیتا ہوں میاں لائی۔" سالام نے آگے بڑھ کر کہا
باغہ نے جو کچھ کہا ہے کہ اس کی حقیقت پہاڑوں کی طرح بلند ہے۔ تیرا بیٹا شمران رات کی
میں بوستانہ کی سرحدوں میں داخل ہوا اور اس نے وہاں غلاظت پھیلائی' بوستانہ کی
داغدار کیا اور رات کی تاریکیوں ہی میں نکل بھاگا۔ اسے وہاں دیکھا گیا پہچان لیا گیا اور شا
کالی تقدیر نے اسے اس نشان کی حفاظت سے لاپروا کر دیا۔ برائیاں پھیلانے کے بعد جب
یہ نشان وہیں چھوڑ گیا' ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ میں اپنے قبیلے کو لے کر سیدھا عقابوں پر حملہ
اور اپنی بستی میں پھیلائی ہوئی اس گندگی کا بھرپور انتقام لیتا لیکن بدقسمتی سے ہم ایک ہی
اولادیں ہیں۔ بڑے باغہ اس بات پر ناراض ہوتے کہ ان سے مشورہ کیوں نہ کیا گیا چنانچ
یہ معاملہ ان کے سپرد کر دیا۔"

"اور ہم یہاں کسی بھائی چارے کا مظاہرہ نہیں کریں گے' کیونکہ اگر ہم نے ایسا کیا
میں نئی روایتوں کا اضافہ ہو جائے گا ہم اس بات کا تجھ سے جواب چاہتے ہیں میاں لائی۔
تیری بستی پہنچے تو ہمیں علم ہوا کہ تو تسمورا کی جانب روانہ ہو گیا ہے سو ہم وہیں سے تسمورا
چل پڑے۔ یہاں چار بھائیوں کے نشان یکجا نہیں ہوئے بلکہ ہم تین بھائی تین قبیلے تجھ سے
کرنے آئے ہیں کہ کیا تو نے عقابوں کے نشان کا سودا کر دیا ہے' کیا سرداری بیچ دی ہے تو
اب اس طرح عقابوں کا نشان غیر بستی کی زمینوں پر پڑا ملتا ہے؟" سمنانہ نے کہا۔

میاں لائی بپھر گیا اس نے اپنے کلہاڑے کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"نشانوں کے سودے میدان میں ہوتے ہیں سمنانہ تو اپنی اوقات سے بڑھ کر بول
بات بوستانہ کی ہے لیکن اگر تو بھی چاہے تو مبارغہ طلب کر سکتا ہے۔ میاں لائی ابھی کسی
محتاج نہیں ہے' اگر عقابوں کے مسکن کی بات ہوتی ہے تو میاں لائی کا کلہاڑا ہر منہ زور

سکتا ہے۔ بڑے باغہ میں تیری عزت کرتا ہوں لیکن جب تو نے یہ کہہ دیا کہ اس
کیلئے اٹھ سکتا ہے۔
چار بھائی بساری میں یکجا نہیں ہوئے ہیں بلکہ پہاڑوں کے قانون کے محافظ ایک برائی کا جواب
کرنے آئے ہیں تو پھر اس زبان میں بات کی جائے اور اگر یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ بیٹے کی سزا
کو دی جائے اور اسے عقابوں کے مسکن سے منسلک کر دیا جائے تو میں ہر شخص کا مبارغہ قبول
نے کو تیار ہوں۔ نشانوں کے سودے اس طرح نہیں ہوتے کہ کسی بچے کی مجرمانہ کارروائی باپ
دی جائے۔" میاں لائی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور یہ حقیقت بھی تھی کہ یہ تینوں بھائی جو ساتھ
تھے میاں لائی کے اب بھی مدمقابل نہیں تھے اور اگر ان کے شوالے بھی سامنے آتے تو
اس جوش کا بڑا نقصان اٹھانا پڑتا۔
کوہ بخت اس حقیقت سے واقف تھا اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میرے بھائیوں تم
مجھے بڑے کی حیثیت سے ساتھ لائے ہو نا کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ گفتگو کرنے میں مجھے ہی
دی جائے اگر تم خود کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہو تو بہتر ہے کہ مجھے واپسی کی اجازت دو۔"
سمنانہ اور سالام نے گردنیں خم کر دیں۔ کوہ بخت نے انہیں دیکھا اور پھر میاں لائی سے

"مجھے خوشی ہے کہ تیرے اندر ابھی جوش باقی ہے اور جب دل میں جوش ہوتا ہے تو
بھی ساتھ ساتھ ہی ہوتی ہے میں خود تجھ سے سوال کرتا ہوں میاں لائی کہ اگر عقابوں کی
میں.....؟"

"بڑے باغہ اس سے آگے کچھ نہ کہہ۔ میں اسے سننے کی تاب نہیں رکھتا اور نا ہی شمران کے
عمل کو درگزر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں' ہمارے ہاں عورت کو جو اہمیت دی جاتی ہے اس میں یہ
بس نہیں ہے کہ وہ عورت اپنے قبیلے کی ہے یا غیر قبیلے کی' اس کے ساتھ وحشت خیزی کی
ت پہاڑوں میں رہنے والے کسی بھی شخص کو نہیں ہے' چاہے وہ کسی قبیلے کا سردار ہو یا سردار
ا۔ شمران نے اگر ایسا کیا ہے تو وہ مجرم ہے اسے اس جرم کی سزا دی جائے گی۔"

"سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کیا وہ مستقبل میں عقابوں کا سردار بنے گا اگر ایسا ہے تو پھر
وں کے سرداروں کو سر جوڑ کر بیٹھنا پڑے گا کیونکہ جب کسی کی ابتداء یہ ہو تو طاقت ہاتھ میں
نے کے بعد اس کا کیا عمل ہو گا ہمیں اس کا فیصلہ بھی کرنا ہے میاں لائی۔" سالام نے کہا۔

"تم لوگ مجھ سے بھائی چارہ منقطع کرنے کا اعلان کر چکے ہو اس لئے میں بھی اس کی پروا
کرتا۔ لیکن پہاڑوں کا سردار ہونے کے باعث میں خود بھی ان کے قانون سے منحرف نہیں
۔ ایسا آدمی سردار نہیں بنایا جا سکتا اس نے اپنے آپ کو سرداری کیلئے نا قابل ثابت کر دیا
۔"

میاں لائی کے ان الفاظ نے ان لوگوں کے غصے کچھ ٹھنڈے کر دیئے۔ کوہ بخت نے کہا۔

"اپنی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کو گرم نہ کرو' آؤ تسمورا کے جنگلات میں مجرم کی تلاش
تے ہیں اور اسے گرفتار کر کے سالام کے حوالے کرتے ہیں' اس کا اب کسی سے کوئی رشتہ نہیں
رہا اور اس کے ساتھ اس مکروہ عمل میں حصّہ لینے والے تمام لوگ سالام کے مجرم ہیں اور ان
کا فیصلہ سالام ہی کرے گا۔"

"ہرگز نہیں' بالکل نہیں کوہ بخت' وہ مجرم ہونے کے باوجود میرا بیٹا بھی ہے میں ا
کر کے کسی کے حوالے نہیں کر سکتا۔ میں اسے عقابوں کے مسکن لے جاؤں گا اس با
کروں گا کہ مجرم کون کون ہے اور اس کے بعد اس کی سزا کا فیصلہ بھی میں ہی کروں گا۔ ہاں ا
چاہو تو اپنے ہرکاروں کو عقابوں کے مسکن بھیج کر اس بات کا پتہ چلا سکتے ہو کہ میں نے ا
نہیں اور اگر اس کے سوا کسی کے دماغ میں کوئی سودا سمایا ہوا ہے تو بساری کے میدان
جنگ بن سکتے ہیں' عقابوں کی سرحدوں پر بھی شکروں کا استقبال کیا جا سکتا ہے۔ یہاں م
ہے میرا یہ فیصلہ آخری ہے۔"

کوہ بخت نے موقع کی نزاکت کو دیکھا پھر کہا۔ "ٹھیک ہے میں تم سب کے بڑے
سے اس مسئلے کو اسی جگہ روک دیتا ہوں۔ لیکن اتنا ضرور تجھ سے کہہ سکتا ہوں میاں لا
میں داخل ہو اور تیندوؤں کا شکار کھیلنے کی بجائے مجرم شمران کو تلاش کر کے لا اور اگر
کیا پھر پہاڑوں کے سردار' عقابوں کے مسکن پہنچیں گے اور تجھ سے جواب طلب کریں۔

"میں اس کی تلاش میں نکل رہا ہوں باغہ۔ میں اب بھی تیرا احترام کرتے ہوئے
کہ اس کا یہ جرم شرمناک ہے اور میں اسے مستقبل کا سردار نہ بنانے کا فیصلہ کر چکا ہو
سزا دی جائے گی جو پہاڑوں میں رائج ہے۔"

کوہ بخت نے اپنے بھائیوں کی جانب دیکھا اور کچھ کہے بغیر انہیں واپسی کا اشارہ
ایک لمحہ بھی تسمورا میں رکنے کیلئے تیار نہیں تھا۔ چنانچہ تمام گھوڑے واپسی کا سفر طے کر

غلام ہنگا خاموش نگاہوں سے میاں لائی کو دیکھ رہا تھا۔ جو کچھ ہوا تھا اس میں
اسے معلوم تھا گویا اس کے مالک کی پیش گوئی بالکل درست تھی۔

O......O......O

زمامہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بستی کے لوگ اس سے خوش نہیں ہیں اس نے
سرداری مخصوص رکھا تھا' عجیب فطرت کا آدمی تھا' انتظامی امور سنبھالنے کی بجائے ا
کی آسائشوں کا خیال رکھنے کی بجائے اس نے یہ طریقۂ کار اختیار کیا تھا کہ طاقتور لوگوں
بنا لے اور سرداری کرتا رہے۔ وہ بستی میں کسی کو اس قابل نہیں چھوڑنا چاہتا تھا کہ
طاقت حاصل کر کے کوئی اس کی سرداری کو للکارے ہاں وہ طاقتور لوگ جو اس کے اہل
اس کے ہمراہ ہوں اور اسی کے ہم زبان' بستی والے شور مچا رہے تھے' زمامہ نے ہاتھ اٹھا

"بیوقوف لوگو! باگ کے احمق دیوانو! جو کچھ تم اس وقت میرے خلاف کہہ رہ
میں تمہیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی ارے پاگلو یہ تو بتاؤ کہ سلابہ کے بیٹے تو مبارغہ جیت
اپنی برائیوں میں گرفتار ہو کر سرداری کا موقع کھو بیٹھے تو یہ عورت جو اب بڑھاپے کی
داخل ہو چکی ہے کیا مبارغہ کرے گی' ان آٹھ شیروں کو دیکھ رہے ہو میرے ایک اشار
چیر پھاڑ کر پھینک دیں گے' یہ آٹھ شوالے خود بھی شرمائیں گے کہ کسی عورت سے مبار
اس موقع پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں خود ہی اس کا مبارغہ قبول کروں اس کمزور عورت کو
مجھے بھی شرم محسوس ہوگی' سلابہ کی بیٹی! جوش میں آ کر جان دینا عقل کی بات تو نہیں؟
اپنی زندگی نہ کھو اور میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ ممکن ہے تیرے اس مال و اسباب کے

یہ اپنی اشیاء دے دوں جو تیرے اس بڑھاپے کو سنوارنے کیلئے کافی ہو اور مجھے تو اس بات پر
حیرت ہے کہ تو یہاں آ کیسے گئی۔ یہ نہ سمجھ کہ میں تجھ سے واقف نہیں ہوں' بات بے شک
ہے لیکن مجھے یاد ہے کہ عقابوں کا سردار میاں لائی تجھے یہاں سے رخصت کر کے لے گیا تھا'
ہے کہ کیا عقابوں کا قبیلہ ختم ہو گیا ہے' اصل میں اس کا یہاں سے اتنا فاصلہ ہے کہ ہمیں اس
کا علم ہی نہیں ہو سکا اور یہ تو نے تجارت کب سے شروع کر دی اور یہ اپاہج بوڑھا' کہیں یہ
شوالا تو نہیں ہے کہیں تو پہاڑوں والوں سے مذاق کرنے تو نہیں نکلی ہے تاہم اگر تو اپنی دیوانگی
مبارغے کی طلب گار ہے تو ٹھیک ہے ابھی میں تیرے اس ساز و سامان کا حقدار نہیں' پہلے تجھے
تیرے باپ کے پاس پہنچا دوں اور اطمینان رکھ ایک عورت کو قتل کرنا میرے شایان شان نہیں
پھر یہ بتا کہ یہ اپاہج بوڑھا تیرا شوالا ہے اور اب جب تو نے یہ الفاظ کہے ہیں تو میرا جوش
بھی انتہا کو پہنچ رہا ہے۔ جلد بول کیا چاہتی ہے' مبارغہ کون کرے گا' کیا تیرے ساتھ اس
شخص کے علاوہ بھی کوئی اور موجود ہے؟"

اس کا جواب شہ بدان نے نہیں دیا تھا بلکہ اچانک ہی بابو نے اپنی کمر میں لٹکا ہوا قرنا اٹھا کر
سے لگا لیا تھا اور جب قرنے کی بھیانک آواز گونجی تو شور مچانے والے خاموش ہو گئے وہ
چاہتے تھے کہ اس آواز کے جواب میں کون آ رہا ہے اور قرنے کی بھیانک آواز ابھی فضاء میں
گونج رہی تھی کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد چار ہیبت ناک گھڑ سوار
انداز میں چلتے ہوئے بستی میں داخل ہو گئے ان کے گھوڑے بے مثال تھے اور خود گھوڑوں
زیادہ شاندار نظر آ رہے تھے حالانکہ زمامہ باگ میں تھا' اپنی بستی اپنا گھر اور پھر آٹھ طاقتور
لے' لیکن نجانے کیوں ان چار سواروں کو دیکھ کر جن کے چہرے بھی ایک مخصوص ساخت کے
میں چھپے ہوئے تھے اس پر ہیبت سی سوار ہو گئی اس نے سرگوشی کے انداز میں اپنے سب سے
شوالے سے کہا۔

"یوں لگتا ہے جیسے شہ بدان کسی خاص منصوبے کے تحت یہاں پہنچی ہے اور یہ بھی ممکن ہے
اس کے عقب میں عقابوں کا لشکر ہو جبکہ اطلاع دینے والوں نے یہی بتایا تھا کہ وہ صرف دو گھڑ
ہیں جن میں ایک اپاہج بوڑھا ہے اور ایک عورت اور اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے'
لے ان باربردار گھوڑوں کے پھر یہ چار سوار کہاں سے نمودار ہو گئے۔"

"اگر تو حکم دے آقا' تو ہم مبارغہ قبول کرنے سے پہلے ہی ان چاروں سواروں کو ٹھکانے
جنہیں شوالے کی حیثیت سے بلایا گیا ہے۔"

"نہیں میرا تجربہ اس بات کی مخالفت کرتا ہے' اگر یہ باقاعدہ مبارغے کے خواہشمند ہیں تو پھر
میدان میں مبارغے کا موقع دیا جائے اور اس دوران بہت سے گھڑ سواروں کو عقب میں
اور ان سے کہو کہ دور دور تک دیکھیں کیا عقابوں کا لشکر کہیں آس پاس موجود ہے' ہم کل
مبارغے کے میدان میں طلب کر لیتے ہیں۔"

زمامہ کی بات پر سب خاموش ہو گئے' زمامہ نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بستی والوں کی طرف
بولا.........

"باگ کے لوگو! سلابہ کی بیٹی نے مبارغہ طلب کیا ہے اور وہ پہاڑوں کے قانون کے مطابق

اس کا حق رکھتی ہے میں اسے اس حق سے محروم نہیں رکھوں گا اگر اس کے ساتھ یہ ش
ہیں تو میں ان کا خیر مقدم کرتا ہوں' مبارغے کے لئے پہاڑوں کی رسم کے مطابق میدا
بہتر رہتا ہے اگر تم چاہو تو ان کی خاطر مدارت کرو اور میں ان کا یہ سامان بھی اس وق
ان کی تحویل میں رہنے دیتا ہوں جب تک مبارغہ پورا نہ ہوجائے۔ اس کے بعد یہ س
ملکیت ہوگا اور ان دونوں کو قیدی بنالیا جائے گا ان کیلئے کوئی جگہ منتخب کردو۔"

بستی والوں نے اس بات سے اتفاق کرلیا تھا اور اب مجبوری تھی کہ چاروں
ساتھ ہی رہیں لیکن قیام گاہ پہ پورا پورا پہرہ رکھا گیا تھا اور دلچسپ بات یہ تھی کہ پہر
نے لگایا تھا باگ کے لوگوں میں سے کچھ نے شہ بدان کے پاس آنے کی کوشش کی لیکن
سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ بہتر ہے کہ مبارغے کا فیصلہ ہوجائے اس کے بعد تم
ملاقات کرو اس سے پہلے یہ مناسب نہیں ہوگا کہ تم ہم سے ملو۔ البتہ اگر تم سلابہ کے د
شہ بدان کے لئے دل میں جگہ رکھتے ہو تو صرف اتنا کرو کہ ہمارے اطراف میں نگاہ رکھو
ہم پر شب خون نہ مارے۔"

بستی والوں نے اس بات سے اتفاق کرلیا تھا۔ ایک سمت فوہا اور دوسری لڑکیا
سے جاگ رہی تھیں تو دوسری سمت زمامہ کی نیند بھی حرام تھی وہ اپنے خاص مشیروں
کررہا تھا اس نے کہا۔

"یہ عجیب بات ہے کہ اگر عقابوں نے ان چار شہسواروں کو بھیجا ہے تو ان کے
لائی کیوں نہیں ہے اور شہ بدان کیا اپنے باپ کی اسیری کی داستان سن کر یہاں آئی ہ
عرصے کے بعد...... ہوسکتا ہے اسے یہ خبر اب ملی ہو۔ مگر وہ چاروں شہسوار آخر کون ہ
کتنے شاندار ہیں ان کے پاس' لگتے تو جنگجو ہیں۔ میرے شوالے بلاشبہ ان سے مقابلہ ک
ہاں میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ایک پر ایک کا حساب رکھا جائے یا میں آٹھوں شوا
وقت ان پر حملہ کرنے کا حکم دوں۔"

مجلس مشاورت میں سے ایک زیرک سیانے نے کہا۔ "یہ شرط اول رکھنا ہو
تمہارے آٹھ شوالے بیک وقت ان پر حملہ کریں گے اور اگر وہ یہ نہ منظور کریں تو تم
صرف شہ بدان کے ساتھ ہوگا اور یہ مبارغہ تم کروگے ورنہ پھر اگر شوالوں سے شوال
گے تو تمام ایک ساتھ۔"

زمامہ نے اس بات کو منظور کرلیا تھا لیکن اس کے دل میں خلش سی بیدار رہی
کے طلوع ہونے سے قبل زمامہ کے بھیجے ہوئے بے شمار گھڑسوار جو تاحد نگاہ پھیلے ہو
آگئے اور انہوں نے بتایا کہ میدانوں' جنگلوں اور پہاڑوں کی وسعتوں میں کہیں بھی ک
ہے اور یہ خطرہ بے سود ہے کہ عقابوں کا کوئی لشکر آس پاس ہوگا۔ زمامہ نے ٹھنڈی
گردن ہلادی تھی لیکن اس کے دل کے کسی گوشے میں خوف کا احساس ضروری بیدار
سوچ رہا تھا کہ دیکھو مبارغے کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے' سورج جوں جوں بلند ہورہا تھا
گھبراہٹ بڑھتی جارہی تھی۔

○......○......○

شانگ کی شخصیت بدلی بدلی نظر آنے لگی۔ اب وہ زیرک اور سمجھ دار انسان محسوس ہورہا
چند لمحات کے بعد وہ پُرخیال لہجے میں بولا۔

"نام تو میں تمہیں بتاچکا ہوں شانگ جو' دوغلی نسل سے تعلق رکھتا ہوں۔ ماں منگولین تھی
چینی' تیانجن میں میرے باپ کو روحانی پیشوا کی حیثیت حاصل تھی' ہم لوگ کنفیوشیش مذہب
تعلق رکھتے تھے اور میرا باپ تیانجن کے سب سے بڑے پگوڈے میں ایک باعزت رہنما تصور کیا
تھا۔ لیکن دلائی لامہ نے مذہب کی بنیاد پر میرے باپ سے اس کی بادشاہت چھین لی اور اسے
خوار کرکے بالآخر اسے میرے تمام خاندان کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں اس
کینبرا یونیورسٹی میں جیالوجی کے ایک ہونہار طالب علم کی حیثیت سے موجود تھا اور میرا شمار
ترین طالب علموں میں کیا جاتا تھا۔ میرے ذہن میں نجانے کیا کیا منصوبے تھے بات یہیں ختم
ہوئی' مجھے دھوکے سے کینبرا سے تیانجن بلایا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ میرے خلاف گہری
ش کی گئی تھی اس تصور کے ساتھ کہ آنے والے وقت میں ہوسکتا ہے کنفیوشیش مذہب کے
مجھے اپنا روحانی پیشوا بنالیں۔ دلائی لامہ کو یہ گوارا نہیں تھا اور جب مجھے یہ تمام صورتحال
م ہوئی تو میں نے اپنی وہ ذہانتیں دوسری جانب موڑ دیں جن کے تحت ایک عظیم جیالوجسٹ جنم
رہا تھا۔ چنانچہ شانگ جو جیل سے فرار ہوا اور دہشت گرد بن گیا۔ میں نے شنگھائی' بیجنگ'
ٹن' ووھان' شین یانگ' نانجنگ' چون کنگ' اور مہرین میں تباہی اور بربادی کے جھنڈے گاڑ
میں نے اپنے خاندان کا پورا پورا انتقام لیا اور اس کے بعد جب میری یہ انتقامی کیفیت کچھ
پڑی تو میں نے یہ سوچا کہ ان ساری کارروائیوں کے بعد اگر میں اپنی زندگی ان کے سپرد کردیتا
تو یہ تو اس زندگی کا کوئی خاص مقصد نہیں ہوا میں ایک روحانی پیشوا کا بیٹا ہوں' مجھے اسی مقام
نا چاہئے جس مقام پر میرا باپ تھا لیکن میں جانتا تھا کہ میرے راستے بند ہیں مجھے عزت کا کوئی
نہیں مل سکتا چنانچہ میں نے ان علاقوں کا رخ کیا۔ میری اپنی تحقیق میں یہ بات شامل تھی کہ
تن اور پھولا کھا نچن کے ان اطراف میں زمین خزانوں سے مالا مال ہے لوگ ادھر کا رخ
تے ہوئے دہشت زدہ ہوجاتے ہیں کیونکہ پہاڑوں کے اس سمت آباد قبائل شہری علاقے کے
کو اپنے درمیان ایک لمحہ برداشت نہیں کرسکتے۔ پھولا کھا نچن کے دوسری سمت پہنچنے کیلئے
ف دلدلوں' دریاؤں' پہاڑوں' گھاٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے اور ان پہاڑوں کی تاریخ میں انسان
ت نہیں پہنچے۔ میں نے یہ چیلنج قبول کیا اور ایک نیا راستہ دریافت کرکے بالآخر یہاں پہنچ گیا۔
نے ان علاقوں کا جائزہ لیا اور میرے اس خیال کی تصدیق ہوگئی کہ ان زمینوں میں جپسم اور
کے عظیم الشان ذخائر پوشیدہ ہیں۔ اگر یہاں جیالوجیکل سروے کیا جائے تو یہ زمینیں
ت کو اتنا کچھ دیں کہ تصور سے باہر ہو۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد میں نے اپنے ذہن میں ایک
بنایا اور میں واپس انسانی آبادیوں میں پہنچ گیا۔ پھر میں نے اپنے ذرائع سے کام لے کر ایک
وہ بنایا۔ ضروریات زندگی کے تمام سامان لے کر میں اسی خفیہ راستے سے واپس پہنچ گیا' کچھ
یہاں رک کر میں نے ان اطراف کی آبادیوں کا جائزہ لیا ساتھ ہی ساتھ میری مہارت نے ان
ط پہاڑوں میں پانی کی یہ جھیلیں دریافت کیں جن کا پانی قدرتی نمکیات سے مالا مال ہے اور
نے جو تمہیں چونے کے پہاڑ دکھائے' وہ درحقیقت پلاٹینیم کی کانیں ہیں۔ کوئی بھی جیالوجسٹ

ان اوپری اشاروں سے زمین کی گہرائیوں کا اندازہ لگا سکتا ہے۔"

آسٹرولین نہایت سنجیدگی سے شانگ جو کی کہانی سن رہا تھا اور اس کے بارے م
بھی قائم کررہا تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ شانگ جو بہت بڑی شخصیت کا مالک تھا
دوران وہ چند لمحات کے لئے رکا تو آسٹرولین نے کہا۔ "لیکن مسٹر شانگ جو آپ نے یہ نہ
ان آبادیوں کے رہنے والے آپ کے راستے کی رکاوٹ بنیں گے......؟"

شانگ جو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے کہا۔ "میں نے یہاں رہ کر ا
کا بغور جائزہ لیا ہے' موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے والے تندخو اور خ
شک ہیں لیکن ان کے اندر سادگی پائی جاتی ہے۔ انہیں قابو کرنے کے لئے میں نے ایک
ترتیب دیا ہے۔"

"کیا وہ لوگ جانتے ہیں کہ تم ان پہاڑوں میں موجود ہو؟"

"ابھی نہیں میرے دوست ابھی نہیں میں یہاں اپنی تحقیق مکمل کرلینا چاہتا ہوں
کے بعد میں اپنے پروگرام کے دوسرے مرحلے کا آغاز کروں گا۔ ابھی تو مجھے مہذب د
تجربے کار افراد کی ضرورت ہے جو میرے اس کام میں معاون ثابت ہوسکیں۔"

"کیا مطلب۔ کیا آپ نے مسٹر شانگ جو باہر کی دنیا کے لوگوں کو دعوت دی ہے۔؟"

شانگ جو مسٹر آسٹرولین کے اس سوال پر ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "ہاں ایک دلچسپ
اتنی دلچسپ کہ تم سنو گے تو ہنسے بغیر نہ رہ سکو گے۔ میرے ان دوستوں نے جو میرے
آئے۔ میرا بہت کام سنبھال لیا اور میں نے ان ناقابل عبور پہاڑوں کو اپنے قدموں تلے
بے شمار بار میں نے درّے کے راستے مہذب آبادیوں کا رخ کیا اور بے شمار بار میرے د
یہ سب کچھ جو تم یہاں انتظامات دیکھ رہے ہو ہماری انہی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کاوشیں بے مثال ہیں۔ لیکن کیا تم نے ایک
نہیں اٹھایا شانگ جو..........؟"

"زندگی اگر موت سے پنجہ کش نہ ہو تو بے مزہ ہوجاتی ہے مجھے جس راستے پر ڈالا گ
اس پر دوڑ رہا ہوں۔ تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں نے مہذب دنیا کو اپنا ہمنوا بنانے کی
طرح دی..........؟"

"میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں..........؟"

"باہر کی دنیا میں........ میں نے بڑے دلچسپ تجربات کئے میں نے پرانے چمڑے ک
خاص قسم کے نقشے بنائے جنہیں کوئی نقشہ نویس اگر حل کرنے کی کوشش کرے تو ا
ہوجائے کہ یہ نقشے پھولا کھا نچن کے ان ناقابل عبور درّوں کی جانب اشارہ کرتے ہیں
خاص قسم کی قدیم کتابوں کے نسخے حاصل کئے اور ان میں کچھ ایسے اوراق کا اضافہ ک
عظیم الشان خزانوں کا ذکر تھا اور پھر یہ نقشے اور ایسی کتابیں میں نے نہایت خفیہ ذرا
علاقوں میں مہم جوؤں تک پہنچادیں جن کے بارے میں مجھے پہلے سے معلومات حاصل تھ
تم خود غور کرو کہ دفینوں کے شوقین اور پہاڑوں سے دولت حاصل کرنے کے رسیا اس
نہ دوڑتے' ابھی زیادہ افراد یہاں نہیں پہنچے ہیں' لیکن تین خاندانوں کا اضافہ ہوچکا ہے

خاندان جان بوجھ کر کہا ہے کیونکہ وہ سب مختلف ملکوں اور مختلف قبیلوں کے لوگ ہیں
یہاں وہ دشوار گزار درّوں سے گزر کر پہنچے اور میرے مہمان بن گئے۔ اب میں ان کی ذہنی
کررہا ہوں تاکہ وہ میرے ہمنوا بن جائیں اور چوتھے خاندان کا تعلق تم سے ہے مسٹر
لین......"

"اوہو...... لیکن ہم نے.........." آسٹرولین نے کہنا چاہا تو شانگ جو نے ہاتھ اٹھاکر
روک دیا اور بولا۔

"تم نے ابھی کچھ نہیں دیکھا ہے میرے عزیز دوست ابھی تو یہاں دیکھنے کے لئے بہت کچھ
آہستہ آہستہ تم بہت کچھ سمجھو گے میں اپنے بارے میں غالباً تمام تفصیل تمہیں بتاچکا ہوں۔
تمہاری اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ تم کہتے ہو کہ تم کسی نقشے کے تحت یہاں نہیں
ے......"

"ہاں یہ ایک سچ ہے مائی ڈیر...... لیکن اب میں تم سے پورے خلوص کے ساتھ یہ بات کہہ
ہوں کہ میں تمہارے اس منصوبے میں دلچسپی رکھتا ہوں اور میرا خیال ہے میرے یہ ساتھی بھی
ے اختلاف نہیں کریں گے۔ بہرحال یہ بعد کی باتیں ہیں۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتادوں۔
جوئی میری زندگی کا بہت بڑا حصّہ رہی ہے۔ یہ میری بیوی ہے اور یہ تین افراد اپنے شوق میں
ے ساتھ شامل ہوئے ہیں اگر یہ ذاتی طور پر مجھ سے منحرف ہوں تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں
تا ہوں کہ ایک عظیم شخص کے ہمراہ اگر ہم اس کام کو جاری رکھیں اور اس کی مدد کریں تو یہ
شاندار کارنامہ ہوگا۔"

"صرف کارنامہ نہیں۔ بلکہ تم لوگ دیکھو گے کہ آنے والے وقت میں تمہیں کتنی عظمت
ل ہوگی' میرے منصوبے میں یہ بات شامل ہے کہ یہاں اپنا اقتدار قائم کرکے ساری دنیا سے
رت کروں گا اور ان پہاڑوں میں اپنی مملکت قائم کروں گا۔ پہاڑوں کے رہنے والے سادہ دل
با ہوکر میری غلامی کریں گے۔ جس طرح میں ایک ناقابل یقین منصوبے کی تکمیل میں کامیاب
لیا ہوں اب میں نے ان دشوار گزار علاقوں کو بیرونی دنیا کے لئے آسان بنالیا ہے اس طرح میں
ے دعویٰ کرتا ہوں کہ آنے والے وقت میں ان پہاڑوں پر میری حکمرانی ہوگی اور یہاں کے
بنے والے میرے غلام ہوں گے۔ یہ میرا چیلنج ہے اور تم لوگوں کو میرا ساتھ دینا ہوگا۔ آخری
ت تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سامنے جاؤ گے تو موت تمہاری منتظر ہے' پیچھے ہٹو گے تو میں تمہیں
مرہ نہیں چھوڑوں گا۔ بہتر یہ ہے کہ مجھ سے تعاون کرو اور اپنے آپ کو میرے حوالے کردو۔"

"یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا عظیم شانگ جو کہ ہم ذہنی طور پر تم سے کتنے متاثر ہیں
ی الحال ہمیں یہ ہدایات دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

شانگ جو نے مسکرا کر باقی لوگوں کی جانب دیکھا اور بولا........ "کیا تم بھی اس ذہین شخص
مانند سوچ رہے ہو دوستو؟"

"میں تو اپنے شوہر کی سوچ کی شریک ہوں۔ باقی لوگ اپنی بات خود کریں گے۔" لیزا نے
انت سے کہا۔ بڈ کہنے لگا۔

بھلا ہم اس عظیم کام سے کیسے اختلاف کرسکتے ہیں یہ تو ہماری زندگی کا سب سے سنہرا دور

ہو گا۔"

"اور میں بھی مسٹر شانگ جو کا ایک ہمنوا بن کر زندگی گزارنا بہتر سمجھتا ہوں۔"

"اور مسٹر شانگ جو میں آپ کو یہ خوشخبری سناتی ہوں کہ میں خود ایک جیالوجسٹ ہوں۔ میں یہی تعلیم حاصل کر رہی تھی کہ مہم جوئی کا شوق مجھے یہاں لے آیا۔"

زربدان نے کہا۔ ان میں سے ہر شخص نے حسب توفیق اپنی اپنی ذہانت کا مظاہرہ کر کے شانگ جو کو اپنے حق میں مطیع کر لیا۔ شانگ جو نے ایک ایک سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ مجھے ایک بہتر دوست پاؤ گے اور جب مستقبل میں ہم مہذب دنیا سے رابطہ کریں گے تو تم ہی میرے سفیر ہو گے اور تم دیکھو گے کہ میں نے کس طرح حالات پر قابو پایا۔" شانگ جو نے کہا۔

"ہم پانچوں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کرنا فخر سمجھیں گے۔ مسٹر شانگ جو۔"

"بہت اچھے۔ دوستوں کو میں اپنے درمیان خوش آمدید کہتا ہوں۔ ابھی یہاں بہت سی باتوں کے بارے میں تمہیں بتانا بے حد ضروری ہے اور لڑکی اگر تم جیالوجسٹ ہو تو تمہیں اہم کام کرنا ہو گا۔"

"مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے مسٹر شانگ جو......"

"گڈ ویری گڈ' میں یہ سمجھتا ہوں ان چار خاندانوں میں سب سے زیادہ کارآمد ہو۔ مسٹر آسٹرولین سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آپ مجھ پر اعتماد اور اطمینان قائم کریں گے۔"

"مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے مسٹر شانگ جو۔" آسٹرولین نے جواب دیا۔

O.....O.....O

"میں پہاڑوں میں کسی سے نہیں ڈرتا لیکن مصلحت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ ہمارے اصولوں کے مطابق عقابوں کی سرداری مجھے اپنے باپ سے منتقل ہو گی اور میں جانتا ہوں لائی ایک چالاک انسان ہے۔ اس نے عبادت گاہ بنوانے کی آڑ میں دراصل ہمیں ان سے محروم کیا تھا۔ مجھے عقابوں کی سرداری مل جانے دو اس کے بعد میں عقابوں کے مسکن میں انہیں درختوں کی کاشت کراؤں گا پھر میاں مجھے نہ روک سکے گا۔"

"آہ وہ دن کب آئے گا۔ یوں لگتا ہے جیسے کیف و سرور کے خزانے سے مالا مال پورے جنگلوں میں اور کہیں نہیں۔ تسمورا ابھی ان سے خالی ہے۔" شمران کے دوست نے

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔" شمران بولا۔

"کیا......؟" اس نے پوچھا۔

"ممکن ہے میاں لائی اب بساری پہنچ چکا ہو...... ممکن ہے ہم نے جو کچھ کیا خبر عام ہو گئی ہو کیونکہ احمق داہان عقابوں کا نشان اس آبادی میں چھوڑ آیا ہے۔ ہم میاں سے کہیں گے کہ وہ نشان کسی نے چرا لیا ہے اصل میں ہم تو تسمورا میں شکار کھیل رہے تھے۔ پوچھے گا کہ ہم نے کتنے تیندوے شکار کئے تو ہمارے پاس جواب تو ہونا چاہئے۔"

"مگر ہم نے تو اب تک درخت تلاش کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا ہے......!" ایک نے کہا۔

"اب کرنا ہے......!" شمران مسکرا کر بولا۔

"کیا تیندوے گردن جھکائے ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے......!"

"نہیں۔ مگر دوسری آبادیوں کے احمق شکاری ہمارے لئے شکار کھیل رہے ہیں۔ فاصلہ زیادہ نہیں ہے۔ تم نے برساتی نالے کے اس پار ان شکاریوں کو تو دیکھا ہو گا جو کھالوں کے انبار لگا رہے ہیں۔" شمران بدستور مسکراتا ہوا بولا۔

"تو پھر......؟"

"شب خون ماریں گے اور کھالیں ہماری۔" شمران نے کہا اور اس کے دوست حیرت سے اسے دیکھنے لگے..... پھر سب اس بات پر متفق ہو گئے اور جب ابتدائی راتوں کے چاند نے آدھے گھنٹے کے بعد منہ چھپا لیا تو وہ خشک برساتی نالے میں اتر گئے اور بے آواز سفر کرنے لگے۔ مطلوبہ سفر کے بعد انہوں نے شکاریوں کا مسکن دیکھ لیا جہاں نشان کے لئے روشنی کر لی گئی تھی۔ تمام دوست گھات لگانے لگے۔ معاملہ درندوں سے بھرے ہوئے جنگل کا تھا اس لئے دوسری طرف شکاری بھی غافل نہیں تھے۔ البتہ وہ صرف درندوں سے پہریداری کر رہے تھے۔ تسمورا میں انسانوں کو انسانوں سے کوئی خوف نہیں تھا۔ اس لئے جب شمران اور اس کے ساتھی گولیاں چلاتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوئے تو ابتدائی حملے میں شکاری شکار ہو گئے اور درندوں کے قاتل اپنے ہی خون میں نہا گئے ان بیشتر نے بھاگ کر جان بچائی اور کچھ وقت کے لئے میدان خالی ہو گیا۔ ان کے شکار کئے ہوئے درندوں کی کھالوں کے انبار موجود تھے۔ کامرانی کے نشے میں چور شمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ کھالیں سمیٹنے لگے۔ ان میں سے بیشتر نے گدھوں کی ذمے داری سنبھالی اور وزنی کھالیں گدھوں پر لاد کر وہاں سے چل پڑے۔ شمران خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اتنی کھالیں اس کی بے گناہی کا ثبوت ہوں گی اور وہ ضرورت پڑنے پر بہت سی دلیلیں دے سکے گا۔ وہ تیز رفتاری سے خشک نالا عبور کرنے لگے لیکن بھاگ کر جان بچانے والے شکاریوں نے منظم ہو کر اب اس کا پیچھا شروع کر دیا اور بڑی احتیاط سے انہیں نالا عبور کرنے کا موقع دیتے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ جب وہ کھلے میدان میں نکلیں گے تو بہتر جوابی کارروائی ہو سکے گی اس لئے وہ بس ان کا پیچھا کرتے رہے۔ شمران کا فیصلہ تھا کہ نالے میں سفر کرنا ہی سود مند ہے کیونکہ کوئی دوسری شکاری ٹولی بھی نظر آ سکتی ہے کسی مناسب جگہ پہنچ کر نالے سے باہر نکلا جائے گا۔ طویل سفر کے بعد بالآخر وہ نالے کے دوسری سمت نکلے۔ یہ ایک چٹانوں بھرا میدان تھا اور اس میں چھدرے درخت بھی تھے۔ نوخیز صبح مشرق سے جھانک رہی تھی۔ کامیابی کی آخری منزل پر پہنچنے والوں پر اچانک عقب سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ جن لوگوں پر کھالیں لدی ہوئی تھیں وہ تو بچ گئے لیکن دوسرے لوگ فوراً شکار ہو گئے خود شمران کا ایک بازو زخمی ہو گیا تھا لیکن اس نے ایک چٹان کی آڑ لے لی اور اپنی بندوق سنبھال کر فائر کرنے لگا۔ شکاری بھی مورچہ بند ہو گئے اور گولیوں کا طوفانی تبادلہ ہونے لگا۔ شمران کے تھکے ہوئے ساتھی بھی زندگی بچانے کے لئے شکاریوں پر فائر کرنے لگے لیکن بپھرے ہوئے شکاری مستعد تھے اور چٹانوں کی آڑ لے کر جگہیں بدل رہے تھے۔ اچانک شمران کو احساس ہوا کہ قیمتی کارتوس ختم ہو گئے ہیں۔ یہی کیفیت اس کے ساتھیوں کی تھی ان کی بندوقیں خاموش ہو گئیں اور وہ ایک دوسرے کی صورتیں دیکھنے لگے شکاریوں نے صورتحال تاڑ لی اور وہ ان کے گرد گھیرا تنگ کرنے لگے

یہاں تک کہ ان کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ ان کی آنکھیں خون برسا رہی تھیں۔

"کون سے قبیلے کے چور ہو تم لوگ۔ پہاڑوں کے ناسور۔ تم نے تسمورا میں ایک
ڈالی ہے۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔" ایک شکاری نے کہا پھر اپنے ساتھیوں
"انہیں بے لباس کرکے انہی کے لباس سے ان کی مشکیں کس دو......!" شکاریوں کی تو
گیارہ کے قریب تھی۔ ان میں سے چند نے بندوقین سیدھی کرلیں اور باقی شمران اور
ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگے..........!

شمران کو صورتحال کی نزاکت کا پورا احساس ہوگیا تھا' بندوقین خالی ہوگئی تھیں'
تھا' پانچ ساتھی ختم ہوچکے تھے' اب صرف تین ساتھی زندہ تھے اور چوتھا وہ خود تھا۔
شکاریوں کے انداز سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی موت کا انتقام لینے کے لئے
ہورہے ہیں اور ایک ہلکی سی مدافعتی جنبش پر آگ کے دہانے کھولنے سے گریز نہیں کریں
کے ساتھی بھی حواس باختہ تھے' اس لئے اب کوئی جدوجہد اس وقت تک بے سود تھی جب
شکاریوں سے کوئی چوک نہ ہوجائے اور انہیں مدافعت کرنے کا بہترین موقع ہاتھ نہ آجا
بھوکی نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے ایسے کسی لمحے کا منتظر رہا لیکن شکاریوں نے اسے کو
نہیں دیا۔ ان کے اوپری جسموں سے لباس کھینچ لئے گئے اور پھر ان کے ہاتھ ان کی پشت
دیئے گئے۔ شکاریوں کے چہرے آگ کی طرح سرخ ہورہے تھے ان چاروں کو پوری طرح
بعد شکاری ان کے گرد چکر لگانے لگے پھر اس شخص نے جو اب تک اپنے ساتھیوں کو احکا
رہا تھا ٹھوکر مار کر شمران کو نیچے گرا دیا اور اس کے چہرے پر پاؤں رکھ کر اسے مسلتا ہوا بولا۔

"ہاں اب تو بتا بزدل چور تیرا تعلق کونسے قبیلے سے ہے' مگر نہیں تجھ سے ابھی یہ پوچ
سود ہے ان سب کو اٹھاؤ ان کے گھوڑوں کی پشت سے باندھ دو اور اس کے بعد انہیں بسار
چلو' پہاڑوں کے قانون میں یہ گنجائش ہے کہ ایسا گناہ کرنے والے کو تمام قبائل مل کر سزا
جس قبیلے سے ان کا تعلق ہو اس کے سردار کو معزول کرکے وہاں اپنی حکمرانی قائم کریں'
سردار جس کے قبیلے میں ایسے مجرم نوجوان ہوں سرداری کے قابل نہیں ہوتا' ان چورو
ہمارے جتنے آدمیوں کو ہلاک کردیا ہے اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا اس قبیلے کو۔ بولو تم کو
قبیلے سے تعلق رکھتے ہو.........؟" اس شخص نے شمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹھوکریں
ہوئے کہا۔ شمران صبروسکون سے یہ ضربیں اور یہ حالات برداشت کررہا تھا کیا بولتا' کیا کہ
کے لئے کچھ نہیں تھا اس کے پاس ہاں اسے یہ خدشہ تھا کہ اس کے ساتھی اس تشدد کی تا
لاسکیں گے اور یقیناً عقابوں کا نام لے دیں گے اور یہی ہوا' جب ان کی ضربیں شدت
کرگئیں تو شمران کے ساتھی گڑگڑانے لگے۔

"ہمارا کوئی قصور نہیں ہے معزز سردار ہم تو شمران کے حکم کے غلام ہیں' ہمیں معاف
ہم تو صرف اس شخص کے احکامات پر عمل کررہے تھے ہمیں معاف کردو سردار۔"

شمران نے ٹھنڈی سانس لی اور گردن جھٹکنے لگا یہ لوگ ویسے ہی دوست ثابت ہو
جیسے کہانیوں میں وہ اب تک سنتا چلا آیا تھا مصیبت پڑنے پر ساتھ چھوڑ جانے والے پھر ان
سے ایک نے کہا۔

"ہمارا تعلق عقابوں کے مسکن سے ہے اور ہمارا سردار میان لائی ہے اور یہ شخص میان
کا بیٹا شمران ہے۔ معزز سردار ہمیں معاف کردو تمہیں اندازہ ہوچکا ہوگا کہ ہم صرف غلام ہیں
کے حکم کے پابند۔"

وہ انہیں گھورتا رہا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "عقابوں کو عقاب کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے
نکہ وہاں کے لوگ اب چوریاں کرنے لگے ہیں۔ اس جگہ کو اب چوروں کا مسکن کہنا مناسب
اور یہ بات بساری کی سرحد پر تمام قبیلے والوں کو بتائی جائے گی ہم اپنے ساتھیوں کی موت کا
یقین کرلیتے لیکن اس طرح قبیلوں کو یہ کیسے معلوم ہوسکے گا کہ عقابوں کا مسکن اب چوروں
کن بن چکا ہے' چلو اب انہیں گھوڑوں پر کس دو اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھاؤ ان لوگوں سے
نت سے حاصل کی ہوئی کھالیں وصول کرو جن کی لاشیں چٹانوں میں پڑی ہوئی ہیں اور اس کے
سرحد کی جانب چلو۔" حکم دینے والے نے کہا اور تمام شکاری مصروف ہوگئے۔ شمران زخمی تھا
ی ہوتا تو کیا فرق پڑتا تھا اب اس وقت کسی مدافعت کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا البتہ
ے کی پشت پر اوندھا لٹا کر کسنے کا تجربہ اس کی زندگی میں بالکل نیا تھا اب وہ بے بسی سے زمین
ے کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتا تھا۔

تھوڑی دیر میں شکاری اپنے کام سے فارغ ہوگئے' گھوڑوں کی لگامیں دوسرے گھوڑوں کی
ے باندھ دی گئیں اور سست رفتار سے واپسی کا سفر شروع ہوگیا' شمران کے دل میں لاکھوں
ے سر اٹھا رہے تھے موت اور زندگی تو شاید اس کے لئے کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتی تھی
بس یہ خدشہ تھا کہ میان لائی بساری پہنچ چکا ہوگا بس یہی ایک احساس اسے پریشان کئے ہوئے
قریباً کچھ فاصلے پر پہنچنے کے بعد شکاری چوکس ہوگئے۔ شمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی
ڑوں کی آوازیں سنی تھیں غالباً شکاریوں کا کوئی اور گروہ اس طرف آنکلا تھا۔

O......O......O

سورج کی سنہری کرنوں نے پہاڑوں کی اوٹ سے باہر جھانکا اور باگ والے مبارغہ کے
ان کی جانب دوڑ پڑے تاکہ میدان میں انہیں بہتر جگہ حاصل ہوجائے بہت عرصے کے بعد کوئی
کشش سامنے آئی تھی زمامہ نے باگ کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد اب تک کسی مبارغے کا
نا نہیں کیا تھا' سلابہ اور اس کے دونوں بیٹے تو پہلے ہی زمامہ کی قید میں آچکے تھے اور اس کے
کوئی نہ تھا جو زمامہ کی سرداری کو للکارتا چنانچہ باگ والوں کے لئے یہ مبارغہ ایک دلچسپ واقعہ
اور وہ بھی ایسے پُراسرار لوگوں سے جن کا تعلق بظاہر باگ سے نہیں تھا حالانکہ یہ بات بستی
کے علم میں آچکی تھی کہ مبارغہ طلب کرنے والی سلابہ کی بیٹی شہ بدان ہے وہ جو طویل عرصے
میان لائی کی بیوی بن کر عقابوں کے مسکن جاچکی تھی' یہ ایک نیا اور دلچسپ پہلو تھا کہ ایک
ت کی بستی کے سردار کو للکارے پھر زمامہ اپنے آٹھ شوالوں اور بہت سے مشیروں کے ساتھ
غہ کے میدان میں پہنچ گیا اس نے سردار کی حیثیت سے اپنے جسم پر اسلحہ سجایا ہوا تھا۔
میدان میں آکر وہ اپنے گھوڑے کو نصف دائرے کی صورت میں میدان کے آدھے حصے میں
تا رہا۔ مبارغہ طلب کرنے والوں کی آمد کا انتظار تھا تب لوگوں نے ان چھ گھوڑوں کو جگہ دی
ن سے دو پر شہ بدان اور باتو سوار تھے اور عقبی گھوڑوں پر چاروں شہسوار جن کے جسم موٹی

ریچھ کی کھال میں ڈھکے ہوئے تھے انہوں نے اپنے چہروں کو بھی بڑی خوبصورتی سے چھپا
صرف آنکھوں کی جگہ خالی تھی جن سے وہ دشمن کو دیکھ سکتے تھے ان کی شان و شوکت
قابل تھی اور نجانے کیوں باگ والوں کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ آج کا دن کسی خاص اہمیت
ہے پُراسرار گھڑسوار میدان میں پہنچ گئے زمامہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا اس کے آٹھوں شوالے
اور طاقتور جوان تھے کڑی نگاہوں سے اپنے سامنے موجود دشمن کو دیکھ رہے تھے تب
بڑھا اور اس نے حتی الامکان کرخت آواز میں کہا۔

"سلابہ کی بیٹی تو بوڑھی ہو گئی ہے اور تیرا تعلق عقابوں سے ہے لیکن چونکہ تو
سردار نہیں ہے اس لئے پہاڑوں کے اصولوں کے مطابق تجھے عقابوں کی جانب سے
کرنے کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا اور تجھے حق حاصل ہے کہ سلابہ کی بیٹی کی حیثیت
مبارغہ طلب کر سکے لیکن سلابہ بھی خوب ہے بیٹوں کو تو اس قابل بنا نہ سکا کہ وہ اس کے
سکتے اور اس کے لئے سرداری برقرار رکھنے کا باعث بنتے بیٹی سے وہ یہ کام لے رہا ہے
پہاڑوں کے قانون سے منحرف نہیں ہو سکتا لیکن ایک دلچسپ پہلو میرے ذہن میں آیا
اپنے باپ کا شوالا بننا چاہتی ہے تو پھر تو خود ہی مجھ سے مبارغہ کیوں نہیں کرتی' میں تجھ
کے لئے تیار ہوں۔" باتو نے ایک گھن گرج قہقہہ لگایا اور ہزاروں افراد کے اس مجمع میں
قہقہہ باعث حیرت تھا کیونکہ اس کی بلند آہنگی نے سب ہی کو ششدر کر دیا تھا' زمامہ بھی
اسے دیکھنے لگا تھا باتو نے کہا۔

"باگ کا سردار ایک عورت سے جنگ کرنے کا شاید اس لئے خواہشمند ہے کہ
عورت پر قابو پالینے کی امید ہے لیکن باگ والو مبارکباد نہیں دو گے اپنے سردار کو کہ
مرد ہے عورت سے جنگ کرنا چاہتا ہے اگر وہ ایسا تھا اور وہ جنگ کرنے کی صلاحیت رکھتا
اسے شوالے پالنے کی کیا ضرورت تھی؟"

کچھ لوگوں نے قہقہے لگائے کچھ نے زمامہ کی اس للکار پر نفرین کی زمامہ غرا کر پیچھے
اس نے کہا۔

"تو پھر اے اپاہج شخص تو مجھ سے مقابلہ کر' تو...... تو مرد ہے مگر لگتا ہے ایسے ہی
میں تجھے اپنی دونوں ٹانگیں کھونا پڑی ہیں اور اگر تو بھی یہ مقابلہ نہیں کر سکتا تو سن میرے
شوالے بیک وقت جنگ کریں گے تم چھ افراد ہو اگر تو چاہے تو اپنے شوالوں کے ساتھ
شوالوں سے جنگ کر یہ نہیں ہو سکتا کہ چار کے مقابلے میں چار ہی شوالے جنگ کریں"

اب اس کے بعد فوہا سے برداشت نہیں ہو سکتا تھا اس نے دونوں ہاتھ فضاء میں
آگے بڑھ کر باتو اور شہ بدان سے درخواست کی کہ وہ عقب میں جا کر تماشا دیکھیں
ہو جائیں زمامہ نے بھی جب انہیں آگے بڑھتے دیکھا تو اپنے مشیروں کے ساتھ پیچھے ہٹ
آٹھوں شوالے اس کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹے تھے ادھر شہ بدان اور باتو بھی تماشائیوں
جا لگے تب ہی اچانک فوہا کے حلق سے ایک خونخوار دھاڑ نکلی جو نسوانی بے شک تھی
ایک خوفناک کیفیت جھلک رہی تھی اور اس کے بعد نیلے گھوڑے جو اپنے رنگ اور
شوکت کی وجہ سے بھی باگ میں نمایاں تھے طوفانی رفتار سے پوری میدان میں دوڑنے

فوہا کی ہدایت کے مطابق اپنی شہسواری کے مظاہرے شروع کر دیئے اور یہ مظاہرے ناقابل
تھے۔ برق رفتار گھوڑوں پر دوڑتے ہوئے جن کی رفتار اس قدر شدید تھی کہ زمین لرز رہی تھی
ان میں سے کسی ایک پر نگاہیں ٹکانا مشکل ہو رہا تھا وہ زمین پر کودتیں اس طرح کہ ان کا ایک
گھوڑے کی پشت پر ہوتا اور دوسرے لمحے وہ پھر گھوڑے کی پشت پر نظر آتیں اور دوسری جانب
جانب۔ گھوڑے کی دوڑتی ہوئی ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر دوبارہ ان کی پشت پر جمنا اور کبھی
کی گردن کبھی پچھلے حصے سے نیچے اترنا اور دوبارہ ان تک پہنچ جانا خاصا مشکل کام تھا مگر چھلاوے
ہوا کے جھونکے تھے جو مبارغہ والے میدان میں گردش کر رہے تھے اور اس طوفانی بھاگ دوڑ کو
کر باگ والوں کے دل لرز رہے تھے خود شہ بدان نے اپنی بیٹیوں کو اتنا برق رفتار کبھی نہ دیکھا
اس وقت تو جیسے آسمانی بجلیاں کڑک رہی تھیں ہاں اگر ایک فخریہ مسکراہٹ تھی اور ایک پُر
ان چہرہ تھا تو وہ باتو کا چہرہ تھا جو پُرسکون نگاہوں سے لڑکیوں کو دیکھ رہا تھا اور کچھ ایسی ہیبت
ی ہوئی زمامہ کے شوالوں پر کہ ان میں سے دو تو اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے میدان سے نکل
پہلے تو لوگ یہ ہی سمجھے کہ وہ مقابلے کے لئے آگے بڑھے ہیں لیکن جب وہ انسانوں کو روندتے
ے بستی سے نکل بھاگے تو لوگوں نے لعنت ملامت کے نعرے لگائے اور یہ صورتحال دیکھ کر
ہ نے اپنے چھ شوالوں کو حکم دیا کہ مبارغہ طلب کرنے والوں پر حملہ کیا جائے خوفزدہ تو یہ بھی
ئے تھے اور ناقابل یقین نگاہوں سے ان چار شیطانی سواروں کو دیکھ رہے تھے جو گھوڑوں کی پشت
ے کھیل رہے تھے جیسے گھاس کے میدان میں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنے کلہاڑے
ائیں تو کس کے جسم پر وہ جسم تو زد میں آ ہی نہیں سکتے تھے پھر بھی انہوں نے مبارغہ طلب کرنے
لے ان شیطان سواروں پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے لیکن انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ کیا ہو گا
ڑے فضاء میں لہرا کر رہ جاتے اور انہیں گھوڑوں کی پشت پر اپنا وزن سنبھالنا مشکل ہو جاتا جبکہ
مبارغہ طلب کرنے والوں نے تو اپنے ہتھیار نکالے ہی نہیں تھے ایک عجیب و غریب جنگ
ی تھی۔ گھڑسوار ابھی تک تو صرف شہ سواری کا ہی مظاہرہ کر رہے تھے جب کہ شوالے جگہ
ان کا پیچھا کرتے ہوئے ان پر کلہاڑے آزما رہے تھے مزید دو شوالوں نے جب اس طرح اپنی
شوں کو کارآمد نہ پایا تو وزنی کلہاڑے ہی پھینک مارے اور یہاں شہ بدان کے شوالوں نے اپنی
ی مہارت کا مظاہرہ کیا پھینکے ہوئے دونوں کلہاڑے انہوں نے اپنی مٹھی میں جکڑ لئے اور انہیں
میں لہرانے لگے وہ جیسے نشے میں مست ان چھ شوالوں کی موجودگی سے بے نیاز ابھی اپنے بدن
ل رہے تھے شوالے سخت پریشان ہو گئے اور جب یہ پریشانی عروج پر پہنچ گئی تو وہ رک گئے وہ
یہ احتجاج کرنا چاہتے تھے کہ یہ تو کوئی جنگ ہی نہ ہوئی بھلا میدان میں بھاگنا دوڑنا جنگ تو نہیں
ہو جا سکتا لیکن اس سے پہلے کہ وہ احتجاج کرتے اچانک چاروں گھوڑے ساکت ہو گئے پھر ان
شوالوں کے کلہاڑے پکڑنے والوں نے وہ کلہاڑے فضاء میں لہرا کر زمین پر دے مارے اور
کے پھل زمین میں پیوست ہو گئے اب انہوں نے اپنے ہلکے ہتھیار نکالے جو خاص قسم کی مضبوط
ی سے بنائے گئے تھے وزنی کلہاڑوں اور چوڑے کھانڈوں کے مقابلے میں یہ ہتھیار کیا کارآمد
تے لیکن ان کی برق رفتاری نے جو ہیبت دلوں پر بٹھادی تھی اور درحقیقت یہ ہتھیار ان کے لئے
ثابت ہوئے چاروں گھڑسواروں نے ان عجیب و غریب لکڑیوں سے ان پر حملہ کیا' شوالوں

نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن ہتھیار جس کے شانے پر پڑا اس کے شانے
گئی جس کی کمر پر پڑا اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں کسی کی ریڑھ کی ہڈی اور کسی کا سر ان
میں آیا حملے اس قدر مہارت آمیز تھے کہ ان کی صحیح سمت کا اندازہ ہی نہ ہو پایا بس اس
جب جسم مضروب ہو جاتے اور یہ شوالے تو بالکل ہی ناکارہ ثابت ہوئے تھے چند
اپنے گھوڑوں کی پشت سے گر کر زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے تھے اور زمامہ پھٹی پھٹی آنکھو
دیکھ رہا تھا۔

"انہیں اپنے گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند دو...... خبردار ان میں سے ایک بھ
پائے۔" باتو کی وحشت ناک آواز ابھری اور شہ بدان چونک کر باتو کو دیکھنے لگی اس
ایک بار پھر انسانیت نے سر ابھارا تھا غالباً وہ کہنا چاہتی تھی کہ شوالوں کو شکست ہو چکی
کی زندگی لینے سے کوئی فائدہ نہیں لیکن باتو کے چہرے پر نگاہ ڈال کر وہ کانپ گئی یہ چہر
چہرہ نہیں تھا اس وقت اس کے چہرے پر ہیبت ناک درندگی چھائی ہوئی تھی یہی درن
لڑکیوں کی روح میں اگا دی تھی کیونکہ باتو کا جملہ پورا ہوتے ہی فوہا نے زمین پر پڑے
گھوڑے چڑھا دیئے اور وحشی گھوڑے ان کے جسموں کی ہڈیوں کا تیا پانچہ کرنے لگے
چھ جانباز خون میں لتھڑی ہوئی ہڈیوں اور گوشت کے لوتھڑے بن گئے تھے۔

"دو نکل گئے...... آہ...... دو نکل گئے۔" باتو کف افسوس ملتا ہوا بولا شہ بدان
بند کر لی تھیں وحشی لڑکیاں اپنا کام ختم کر کے سعادت مندی سے اپنی ماں اور اتا
آکھڑی ہوئیں اور ہزاروں افراد کے مجمع پر سکوت چھا گیا ایک پُراسرار اور ہولناک سکو

O......O......O

میاں لائی تسمورا کے جنگلات میں داخل ہو گیا اس کے ساتھی دم بخود تھے وہ
تھے۔ صرف غلام ہنگا' میاں لائی کی اندرونی کیفیات سے واقف تھا باقی تمام ساتھی
طاری تھی اور وہ سوچ رہے تھے کہ اب میاں لائی کا طرز عمل کیا ہو گا۔ در حقیقت کو
وغیرہ نے جو کچھ کیا تھا وہ حقیقتوں پر مبنی تھا اپنی اپنی دنیا الگ بنا کر بیٹھنے والے بھی مجبو
ایسے قوانین کے پابند تھے جو ان پہاڑوں میں صدیوں سے رائج تھے اور ان کی پابندی
سردار ہی کیا کرتا تھا انفرادی طور پر یا اپنے قبیلے کی قوتوں کی بنیاد پر جینا بہت مشکل
جھگڑے میں بے شک کوئی بولے یا نہ بولے لیکن جب اجتماعی قانون کی بات آجائے تو
فرض ہو جاتا تھا کہ وہ کسی بھی قانون شکن کو قانون شکنی سے روک دیں اور اس
عمل کریں۔

میاں لائی کے ساتھی جانتے تھے کہ میاں لائی کا بیٹا کتنی ہی امنگوں آرزوؤں
ساتھ پیدا ہوا ہو لیکن جو کچھ اس نے کر ڈالا ہے وہ قابل معافی نہیں ہے اور میاں لائی
کے باوجود اسے وہ سب کچھ کرنا پڑے گا جو پہاڑوں میں رائج ہے اور یہ مرحلہ انا
پریشان کن تھا کہ وہ لوگ میاں لائی سے اس موضوع پر بات بھی نہ کر پا رہے تھے۔
تسمورا کے وسیع و عریض جنگلات میں شکاریوں کی کسی ایک ٹولی کو تلاش کرنا
کام تھا لیکن میاں لائی اس کام میں مصروف تھا اور ہر اس علاقے کا جائزہ لے رہا

تھے یا کہیں ان کے نشانات مل رہے تھے اور اس صبح وہ جس علاقے میں پہنچے وہاں انہوں نے
غریب منظر دیکھا۔
چند افراد تھے جو خاک و خون میں نہائے ہوئے پڑے تھے۔ میاں لائی اور اس کے ساتھی
اتر گئے انہوں نے مرنے والوں کے زخم دیکھے گولیوں کے نشانات تھے یہ یقینی طور پر
دشمنی کا نتیجہ تھا میاں لائی کچھ دیر ان کا جائزہ لیتا رہا یہ اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ وہ کون سے
کے لوگ ہیں بہرحال کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا مرنے والے اب کسی امداد کے ضرورت مند نہیں
تھے میاں لائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا درمیان میں ایک خشک نالہ پڑتا تھا جسے
کرنے کے بعد وہ زیادہ دور آگے نہیں بڑھا تھا کہ اسے پھر ایک شکاری ٹولی نظر آئی جو اس سمت
تھی میاں لائی صرف معلومات کے لئے رکا وہ ان لوگوں سے بھی پہلے لوگوں کی مانند شکاری
کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا ایک ایسی شکاری ٹولی جو اپنے آپ کو عقابوں کا
تھی ظاہر کرے لیکن دور سے آنے والے جب کچھ اور قریب آئے تو میاں لائی کے ساتھ ہی اس
کے تمام ساتھی بھی چونک پڑے انہوں نے چار ایسے گھوڑے دیکھے جن پر کچھ لوگوں کو رسیوں سے
باندھ دیا گیا تھا۔

میاں لائی نے اپنا گھوڑا روک لیا اور آنے والوں کا انتظار کرنے لگا جب وہ قریب پہنچے تو
غلام ہنگا نے سب سے پہلے شمران اور اس کے گھوڑے کو پہچان لیا ہنگا کے چہرے کے عضلات تن
گئے تھے میاں لائی بھی اب اپنے ساتھیوں کو پہچان چکا تھا یہ اسی کے قبیلے کے لوگ تھے اور انہی میں
شمران بھی شامل تھا' شمران کا چہرہ چونکہ زمین کی جانب تھا اور وہ اس طرح کسا ہوا تھا کہ آنے
والوں کو وہ گردن اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا آنے والے بالکل قریب آئے تو میاں لائی نے ہاتھ اٹھا کر
کہا۔

"ٹھہر جاؤ یہ کیا کیا ہے تم نے کون لوگ ہیں یہ جنہیں تم باندھ کر لے جا رہے ہو......؟"
ان میں سے ایک شخص نے خونخوار لہجے میں کہا ہم سولا زری ہیں سولا زری قبیلے کے گروہ کے
افراد...... ہم نے چور پکڑے ہیں ان لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو ہلاک کر کے ہماری جمع کی ہوئی
کھالیں لے جانے کا جرم کیا ہے اگر تم سامنے ہی کی سمت سے آ رہے ہو تو تم نے کچھ بے گور و کفن
لاشوں کو دیکھا ہو گا وہ ہمارے بے گناہ ساتھیوں کی لاشیں ہیں ہم ان سے ایسا انتقام لیں گے کہ ان
کے قبیلے کی نسلیں یاد رکھیں گی تم نے ہمارا موقف جان لیا اب جاؤ اپنا راستہ ناپو ہمیں ہمارا کام
کرنے دو۔"

میاں لائی نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا اب سب ہی شمران کو پہچان چکے تھے میاں لائی
نے آنکھ سے انہیں اشارہ کیا کہ وہ ابھی اپنے آپ کو ظاہر نہ کریں اور انہیں یہ نہ معلوم ہونے دیں
کہ گرفتار شدگان سے ان کا کوئی تعلق ہے اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "واقعی جو کچھ ہوا ہے وہ بہت
افسوسناک ہے تسمورا کے جنگلات میں اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا لیکن اب تم کیا کرو
گے......؟"

شمران گھوڑے کی پشت پر مچل رہا تھا لیکن یہی غنیمت تھا کہ باپ کی آواز پہچاننے کے باوجود
اس نے فوراً ہی کچھ کہنے کی کوشش نہیں کی تھی سولا زری قبیلے کے شخص نے کہا۔ "ہم انہیں

بساری لے جاکر کتے کی موت مار دیں گے ان سے ان کے قبیلے کے بارے میں معلومات حاص
گے اور پھر بتائیں گے کہ دیکھو یہ ہیں بلند پروازیاں کرنے والے عقاب جو عقابوں کے
آئے ہیں لیکن در حقیقت یہ تسمورا کے چور ہیں۔"

میاں لائی کے جبڑے بھنچ گئے اس کا مقصد ہے کہ بزدل شمران نے ان لوگوں کو بتایا
اس کا تعلق عقابوں کے مسکن سے ہے اور یہ بہت بری بات تھی کیونکہ اس کے بعد اوّل تو
جرم بے پناہ ہو جائے گا دوم سولا زری قبیلے سے بری طرح ٹھن جائے گی اور ان چند افراد
کے نتیجے میں جنگ بھی ہو سکتی ہے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جائے گا چنانچہ اس نے
میں کہا۔

"ہم لوگ صرف معلومات کے لئے تم سے یہ سوالات کر رہے تھے ہم خود ان کے
کی مذمت کرتے ہیں جاؤ اپنا کام کرو۔"

میاں لائی کے ساتھیوں کا منہ تعجب سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا لیکن اس سے قبل میا
انہیں اشارہ کر چکا تھا جس کا مطلب تھا کہ میاں نے بات ختم نہیں کی بلکہ اس کے ذہن کے
میں کوئی اور تصور ہے شکاری اپنے مجرموں کو لے کر آگے بڑھ گئے اور میاں لائی نے بظاہر ا
اس طرح آگے بڑھایا جیسے وہ اپنے سفر پر نکلنا چاہتا ہے لیکن اس کے فوراً ہی بعد اس نے
شانے سے بندوق اتاری اور ساتھیوں کو اشارہ کر کے بولا۔

"ان پر نشانہ لگاؤ کہ ایک بھی نشانہ خالی نہ جائے اور انہیں پلٹ کر وار کرنے کا
ملے۔" ساتھی فوراً ہی مستعد ہو گئے سب نے برق رفتاری سے بندوقیں سنبھالیں اور ان
بندوقوں کے خوفناک دھماکوں نے جنگل کے پرندوں کو منتشر کر دیا۔ وہ بھیانک آوازوں
ہوئے اڑنے لگے اور ادھر گھوڑوں پر سوار سولا زری گھوڑوں کی پشت سے نیچے آ رہے۔

میاں لائی تجربے کار سردار تھا اور اس کے ساتھی بہترین نشانہ باز چنانچہ ایک بھی
زندہ نہ بچ پایا اور شمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے گھوڑے قابو کرنا مشکل ہو گئے۔ سولا
کی موت کا یقین ہوتے ہی میاں نے اپنے گھوڑوں کو واپس موڑا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ
بڑھ کر شمران وغیرہ کے گھوڑوں کو سنبھال لیں اور یہ ان کے لئے مشکل نہ ہوا میاں لائی نے
سے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "اور میں جانتا ہوں کہ یہ ایک بدترین عمل تھا لیکن بدبخت اس
مجھے اس کے لئے مجبور کر دیا میں سولا زری قبیلے سے دشمنی مول نہیں لے سکتا تھا اور سنو
کہانی یہیں جنگلوں میں ختم ہو جانی چاہئے کسی کی زبان سے مرتے دم تک نہ نکلے کہ سولا
قاتل کون تھا نہ شمران کا نام کسی کے سامنے آنے پائے اور نہ ہی ہمارا........"

پھر جب شمران وغیرہ کے گھوڑوں کو قابو میں کرنے والے میاں لائی کے پاس پہنچے
نے چیخ کر کہا۔ "ہماری بندشیں تو کھول دی جائیں کیا تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ گھوڑوں
سے بندھے بندھے ہماری ہڈیاں چیخ گئی ہیں آخر اب تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو........"

"ان کے حلق میں اتنا کپڑا ٹھونس دو کہ ان کی آواز نکلنے نہ پائے۔" میاں لائی غرا
آواز میں بولا' یہ حکم صرف حکم نہیں تھا میاں لائی نے عمل کیلئے اپنا گھوڑا روک لیا تھا'
اس کے ساتھی اس بات کی توقع نہیں رکھتے تھے وہ بہت مچلے بہت تڑپے لیکن سردار

کی گئی اور ان لوگوں کے منہ بند کر دیئے گئے۔ میاں لائی کے انداز میں سخت بیدردی تھی
ں گھوڑوں کی لگامیں مضبوطی سے سنبھال لی گئیں اور اس کے بعد میاں لائی کے اشارے پر
ں کی سرحد کا رخ کیا گیا۔

شمران اور اس کے ساتھی نہیں جانتے تھے کہ انہیں سولا زریوں سے بچا لینے کے باوجود
نے یہ سلوک کیوں روا رکھا ہے اس نے ان کی آوازیں بھی بند کر دی تھیں ورنہ شمران یہ
ضرور کرتا میاں لائی کے لئے اس کے دل میں نفرت کا طوفان اٹھ رہا تھا لیکن وہ بے بس تھا۔

O......O......O

"زمانہ قدیم میں میری مراد اس وقت سے ہے جب میں یہاں موجود تھا وقت تو گزرا ہے نا
زریدان جوان ہو گئی ہے' تو میں کہہ رہا تھا کہ اس وقت پہاڑوں کے اس پار کے لوگ اتنے
نہیں تھے سرداروں کے آپس کے تعلقات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں لیکن اس بات پر سب
تھے کہ دوسری طرف کے لوگوں پر خاص نگاہ رکھی جائے لیکن اب......؟" روزال نے مایوسی
کہا۔

"تم یہ تعین نہیں کر سکتے روزال کہ آبادیاں یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں؟" ماسٹر نے کہا۔

"ہاں ماسٹر مجھے یہ اندازہ لگانے میں ناکامی ہوئی ہے تاہم میں اپنے موقف پر قائم ہوں۔ میں
کو بتا چکا ہوں ماسٹر کہ میں نے پوری عمر آقا کی غلامی میں گزاری ہے اس کے حکم پر جنبش کی ہے
اس کے قدم گئے وہیں تک پہنچا ہوں اس نے........"

"ٹھیک ہے روزال' میں کہہ رہا تھا کہ یہی میری آخری مہم ہے ہو سکتا ہے میری زندگی کی
بھی یہیں ہو جائے لیزا میرے ہر لمحے کی ساتھی ہے اس لئے میں اس کی جانب سے مطمئن ہوں'
ارا ساتھی۔ بڈ کیا تمہیں میرے فیصلے سے انحراف ہے......؟"

بڈ ہنس پڑا پھر بولا۔ "کونسا فیصلہ؟"

"میں نے طے کر لیا ہے کہ جس مقصد کے لئے یہاں آیا ہوں اس کی تکمیل میں کامیاب
یا تو ٹھیک ہے ورنہ دوسری شکل کچھ بھی ہو یہاں سے بھاگنے کے بارے میں نہیں سوچوں گا۔"

"بڈ تو آپ کا سایہ ہے موسیو آسٹر...... نہ کبھی آپ کے فیصلوں پر غور کرتا ہے نہ آپ کے
سا پر بس آپ کے نقش قدم پر نگاہ رکھنا اس کا کام ہے۔"

"ہمیں شانگ جو کا ہم آواز رہنا ہے اس کی ہدایات پر مستعدی سے عمل کر کے اس کا زیادہ
زیادہ اعتماد حاصل کرنا ہے اسی میں ہماری کامیابی پوشیدہ ہے۔"

"ہم سب اسی پر عمل کریں گے۔" لیزا نے کہا۔

شانگ جو دلچسپ آدمی تھا ہمیشہ غیر متوقع حرکات کرتا تھا دو دن اور گزر گئے بظاہر یوں لگتا تھا
ان کی طرف سے وہ بے فکر ہو گیا ہو لیکن آسٹر نے پھر بھی خیال رکھا تھا تیسری صبح وہ ان کے
س آیا اور بولا۔ "کیا آپ لوگ اپنی صحت تباہ کرنے پر آمادہ ہیں..........؟"

"کیا مطلب مسٹر جو........؟"

"آپ ان غاروں میں قید ہیں میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہاں دور دور تک آبادی نہیں ہے
ہی ان کی گزرگاہ ہے' وہ اس سمت نظر نہیں آتے ویسے بھی ہم نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ

اگر کوئی پہاڑی باشندہ اطراف میں نظر آئے تو ہمیں اس کے بارے میں اطلاع مل
واقعات صرف دو بار ہوئے ہیں جب کچھ گھڑ سوار ادھر سے گزرے ہیں ایک بار اطلا
بعد ہم نے خود کو پوشیدہ کرلیا تھا اور وہ ہم کو نہیں دیکھ سکے تھے' دوسری بار صرف دو
اتفاق سے اتنے قریب آگئے تھے کہ ہمیں علم نہیں ہوسکا مجبوراً ان دونوں کی واپسی کے
کردیئے گئے' سمجھ رہے ہیں ناں آپ.........؟ پھر وہ اپنی آبادیوں میں واپس نہیں گ
ٹھیک ہوگیا ہے" شانگ جو بولا۔

سب لوگ خاموش ہی رہے یہ سب ٹھیک ہوگیا والی بات سب ہی کی سمجھ میں
شانگ جو نے پھر کہا۔

"آپ لوگ مجھے میری ہی نگاہوں میں ذلیل نہ کریں آپ کو مکمل اختیارات ہیں ک
قطعی اس علاقے کو اپنا علاقہ نہیں کہہ رہا اپنی اس مملکت میں جہاں چاہیں آئیں جائیں
پابندی نہیں ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ آپ اس پورے نظام سے واقفیت حاصل کرلیں۔

"اگر آپ اس حد تک ہم پر اعتماد کرچکے ہیں مسٹر شانگ جو تو پھر براہ کرم ہمیں
ذمہ داری سونپ دیجئے کہ ہمارا دل بھی لگا رہے۔" آسٹرولین نے کہا اور شانگ جو بغو
انہیں دیکھنے لگا پھر ان سے کہا۔

"میڈم لیزا آپ اور مسٹر آسٹرولین آپ...... آپ لوگ اگر مناسب سمجھیں تو
انتظام سنبھال لیں مسٹر یڈ بھی اس بارے میں آپ کی مدد کرسکتے ہیں ہمارے پاس جو ذخا
انڈکس بنالیں ضرورت کی چیزوں کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں تاکہ ان کی فراہمی کا
رہے میرا خیال ہے یہ ایک مناسب مشغلہ ہوگا آپ کے لئے۔"

"ہمارے لئے ہر وہ مشغلہ مناسب ہے مائی ڈیر مسٹر شانگ جو جو آپ کے اس مش
معاون بن سکے۔"

"بس تو پھر ٹھیک ہے یہ بات طے ہوگئی آپ لوگ ابھی میرے ساتھ چلیں گے او
کو متعلقہ افراد سے ملا دوں گا باقی رہا مسٹر روزال اور ڈیزی کا معاملہ تو میں اس وقت ای
ڈیزی کو اپنے ساتھ لے جاؤں یہ بچی میرے لئے بے حد قیمتی ہے میں اسے اپنا تمام نظا
ہوئے اسے اپنی ماتحت کے طور پر اپنے ساتھ رکھوں گا پھر ڈیزی اور میں مل کر سارا نظا
گے تم سمجھ رہی ہو نا بے بی.........؟"

"یس سر اچھی طرح.......!"

"ماتحت کا لفظ شاید میں نے غلط استعمال کرلیا ہے میرا مطلب ہے میری معاون کے
مجھے بہتر مشورے دوگی۔"

"یہی نہیں سر بلکہ آپ مجھ سے اس سلسلے میں پیپر ورک بھی لے سکتے ہیں۔"

"ویری گڈ...... ویری گڈ......" وہ سب کو غاروں سے باہر نکال لایا آسٹر اور لیزا کو
سے ملا کر اس نے انہیں بتادیا کہ اب یہ دونوں ان کے انچارج ہیں اور انہیں تفصیل
اس کے بعد وہ زربدان کو لیکر چل پڑا زربدان پوری خود اعتمادی کے ساتھ اس کا ساتھ
تھی چونکہ اس نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا تھا اس لئے اسے فکر بھی نہ تھی۔

چند ار غاروں میں اس کی دلچسپی بڑھ گئی اس نے تھیوری تو پڑھی تھی لیکن عملی تجربہ اسے
ار ہو رہا تھا اس نے تھیسم اور گرے فائٹ کے مکسچر کے بارے میں اپنے تجربات بیان کئے
ں کی اقسام کے بارے میں بھی اپنی بے پناہ علمی صلاحیتوں سے کام لیکر کچھ انکشافات کئے جن
ب جو ششدر رہ گیا اس نے تحیر خیز لہجے میں کہا۔ "ایک بات بتاؤگی لڑکی......؟"

"ضرور مسٹر جو......!"

"تم لوگوں نے مجھ سے اپنے بارے میں جھوٹ بولا تھا کیا تم اس بات کا اعتراف نہیں کروگی
لوگوں کو اس علاقے کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئی تھیں اور تم اس ریسرچ کے
ہاں آئے تھے۔"

"مسٹر جو اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے احتجاج کرنا چاہتی ہوں۔"

"کس بات پر؟"

"نہ جانے کیوں میں اور میرے ساتھ جو لوگ موجود ہیں آپ کی داستان سننے کے بعد آپ
قیدت محسوس کرنے لگے ہیں ہم آپ سے بے حد متاثر ہوگئے ہیں اور مسٹر آسٹر نے پیش گوئی
ہ کہ آپ مستقبل میں ایک ایسا نام بن کر ابھریں گے جسے پوری دنیا تسلیم کرے گی "پلاٹینیم
" یہ نام ہم نے آپ کو دیا ہے۔ مسٹر آسٹر کا کہنا ہے کہ آپ کے ساتھ کام کرکے ہمیں بھی
ایک بلند مقام حاصل ہوگا اور ہم پلاٹینیم کنٹری کے اہم عہدے دار ہوں گے' ان کا کہنا ہے
سٹر جو کے ہر حکم پر سر جھکا کر عمل کرو بالآخر یہ سر ایک دن عظمت سے اٹھیں گے جن سے
ت ہوگی ہو اس سے جھوٹ نہیں بولا جاتا مسٹر جو...... ہم نے آپ کو جو کچھ بتایا ہے وہی سچ
ر ہم آپ سے جھوٹ بولنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے آپ اگر کسی جگہ ہمیں غلط پائیں تو آپ
ا حاصل ہے کہ پلاٹینیم کنٹری کے غداروں کی حیثیت سے ہمیں صرف سزائے موت دیں براہ
ب تک ہمارا کوئی جھوٹ منظر عام پر نہ آجائے ہمیں اپنے عقیدت مندوں میں مقام دیں اور
ت پر فخر کرنے دیں۔"

شانگ جو پر حیرت و مسرت کا حملہ ہوا تھا زربدان کیا شے تھی اس بارے میں تو کبھی کبھی
ٹر اور لیزا بھی حیران رہ جاتے تھے بظاہر احمق سی نظر آنے والی یہ معصوم صورت لڑکی کبھی کبھی
یکی انوکھی بات کردیتی تھی کہ ان لوگوں کو سمجھنے میں بھی دشواری ہو اور جب وہ اسے سمجھتے
ت وقت حیران رہا کرتے تھے اور کہتے تھے یہ لڑکی ان کی سوچ سے بہت آگے کی چیز ہے اس
اس نے شانگ جو جیسے شیطان کو مٹھی میں جکڑ لیا تھا حالانکہ آسٹر نے نہ کبھی پلاٹینیم کنگ کے
میں سوچا تھا اور نہ ہی پلاٹینیم کنٹری کا نام لیا لیکن یہ دونوں نام شانگ جو کو اس قدر پسند
تھے کہ وہ باقی باتیں بھول گیا متعجبانہ نگاہوں سے زربدان کو دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"پلاٹینیم کنگ' پلاٹینیم کنٹری' آہ...... لڑکی ڈیزی ہے نا تیرا نام اور وہ مسٹر آسٹر درحقیقت
مجھ وہ بہت بڑے لوگ بن گئے اتنے بڑے لوگ کہ شاید دنیا کی تاریخ یہ نام کبھی نہ بھلا سکے' تو
نے اس قلمرو کو میرے اس خطے کو پلاٹینیم کنٹری کا نام دیا ہے یہی نام ہوگا اس علاقے کا یہ تو
ڑا مسئلہ حل کردیا تو نے میرا میری پسند کا ایک ایسا نام جو ہر لحاظ سے معتبر ہے اور میں تیرا
ہ پلاٹینیم کنگ آئی ایم سوری مائی ڈیر ڈیزی میں نے بہت بڑے لوگوں کے بارے میں بہت غلط

انداز میں سوچا ہے آئی ایم ویری سوری آج سے یہ تصور ختم میں تم پر مکمل اعتماد کرتا...
نے یہ بھی سوچا تھا کہ ہوسکتا ہے تجھ جیسی ذہین لڑکی کے علاوہ مسٹر آسٹر اور باقی لوگ...
مہارت رکھتے ہوں میں اس مہارت سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا لیکن تو...... تو ان سب کی
اصل میں تیری اس شاندار مہارت سے میں متحیر ہوگیا تھا اسی لئے میں نے یہ سوال کرلیا...

"نہیں مسٹر شانگ...... ہم نے آپ سے بالکل جھوٹ نہیں بولا۔"

"میں تم سے معذرت کرچکا ہوں۔" شانگ مسکرا کر بولا۔

شانگ نے اسے اشیا مائیکل سے ملایا نیلی آنکھوں اور بے حد شفاف چہرے اور...
کی مالک اشیا کے بارے میں اس نے بتایا یہ "کوئن آف پلاٹینیم کنٹری" ہے میری محبو...
دن ہم ان پہاڑیوں کی سب سے بلند چوٹی پر اپنا فلیگ نصب کریں گے اس دن ایک...
زندگی میں شامل ہوجائیں گے۔"

"ہیلو......!" زبدان نے خوش دلی سے کہا اور اشیا مسکرا دی۔

"یہ ڈیزی ہے...... اب میری دست راست اور اب تمہاری دوست...... ا...
اپنے ساتھ رکھو یہ بہت ذہین اور بڑے کام کی لڑکی ہے۔"

اشیا نفیس لڑکی تھی۔ شانگ ان دونوں کو متعارف کرا کے وہاں سے چلا گیا تھا...
سے بہت سی باتیں کرتی رہی تھی پھر ایک نوجوان اشیا کے پاس آیا دونوں کی شکلوں...
فرق تھا کہ وہ مردانہ انداز رکھتا تھا زبدان اسے دیر تک دیکھتی رہی تھی۔

"یہ فلیش ہے میرا جڑواں بھائی......!"

"صاف ظاہر ہوتا ہے۔"

"یہ ڈیزی ہے فلیش......! لندن سے آئی ہے بہت عجیب بہت پیاری۔"

"ہیلو ڈیزی......" فلیش مسکرا کر بولا۔

"ڈیزی کے بارے میں شانگ کا کہنا ہے کہ وہ ایک بہترین دماغ ہے ایک عظیم...
اس کے کام میں بہترین معاون ہے اور مستقبل میں شانگ کی مملکت کی ایک اہم عہدی...

"ویری گڈ...... اگر شانگ نے یہ کہہ کر تم سے ڈیزی کا تعارف کرایا ہے تو ہم...
ذہین ترین لڑکی کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ آسان کام نہیں ہے۔"

"کیا مطلب مسٹر فلیش......؟" زبدان نے مسکرا کر پوچھا۔

"شیطان بے حد ذہین ہوتا ہے اور کوئی شیطان کو بیوقوف بنانے کی صلاحیت...
کی ذہانت ہر شبہ سے پاک ہوتی ہے۔" فلیش مسکرا کر بولا...... یہ سن کر زبدان کی...
ہوگئی۔ اس نے حیرانی سے اشیا کو دیکھا' اشیا کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا تھا وہ خوف...
کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

زبدان کی بھنویں سکڑی ہوئی تھیں اور وہ فلیش کو دیکھ رہی تھی۔ خوبصورت...
الفاظ بے حد سنسنی خیز تھے جبکہ شانگ نے اشیا کے بارے میں بڑے اہم الفاظ کہے...
اشیا کو مستقبل میں شانگ سٹی کی ملکہ قرار دیا تھا۔ اور اشیا نے تسلیم کیا تھا لیکن ا...
بھائی کے یہ الفاظ بغاوت پر مبنی تھے۔ ایک بار پھر زبدان کی نگاہیں اشیا کے چہر...

...کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ فلیش بول پڑا......

"تمہیں میرے الفاظ پر حیرت ہوئی ہوگی مس ڈیزی لیکن تم نے ان کی حقیقت کا ضرور
...کیا ہوگا' میں تم سے سوال کرسکتا ہوں کہ کیا تم واقعی جیالوجسٹ ہو؟"

"ہاں مسٹر فلیش یہ سچ ہے......"

"تو کیا مجھے اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ اپنے شوق کی تکمیل کے لئے تم نے اسی
...رخ کرنا ضروری سمجھا؟"

"آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں مسٹر فلیش؟"

"اصل میں ہر شخص جینے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ جہاں تک میری نگاہ کام کرتی ہے تم ایک
...لڑکی ہو اتنی حسین کہ کوئی بھی نگاہ اور دل رکھنے والا تمہاری آرزو کرے۔ لیکن شانگ پر قبضہ
...نے کے لئے تم نے اپنے حسن کا جال استعمال نہیں کیا۔ یقیناً تمہیں اس وقت یہ نہیں معلوم
...کہ شانگ اشیا کے لئے کوئی تصور رکھتا ہے۔ میں اشیا سے شدید اختلاف رکھتا ہوں۔ اس
اس دوغلے کتے کی محبوبہ بن کر جینا کیوں پسند کیا؟"

دفعتاً ہی اشیا سسک سسک کر رو پڑی۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑے اور زبدان کے
...نے کرکے بولی...... "خدا کے لئے ڈیزی خدا کے لئے انسانیت کے نام پر میرے اس سرکش سر
...ے بھائی کی زندگی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ دیوانہ ہے اس کے خیالات اگر اسے
...م ہوگئے تو وہ اسے قتل کردے گا۔ مار ڈالے گا وہ اسے خدا کے لئے ڈیزی ہم پر رحم کرو۔ میں
...ے بچاکر اپنی زندگی بچانا چاہتی ہوں۔ یہ اگر اس دنیا میں نہ رہا تو یقین کرو ڈیزی میں ایک لمحہ بھی
...جی سکتی۔"

"میرا بھی یہی حال ہے اشیا' میرا بھی یہی حال ہے صرف اپنے بارے میں سوچتی ہو تم
...ے دل و دماغ کے تار قدرتی طور پر ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ اگر ایک تکلیف میں مبتلا
...ہے تو وہی تکلیف دوسرے کی مجبوری ہے۔ اشیا تم اپنے دل و دماغ کے خلاف جنگ کرکے
...اس کی قربت میں ہوتی ہو تو مجھے بھی اسی اذیت اسی کرب سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہاں اگر تم دل
...سے قبول کرلیتیں تو یقیناً میں بھی مطمئن ہوتا حالانکہ وہ گندا شخص اس قابل نہیں ہے۔"

"خدا کے لئے فلیش خدا کے لئے خاموش ہوجاؤ ڈیزی پلیز ڈیزی......" زبدان نے انگلی
...نرم لہجے میں کہا...... "پہلے تمہیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا اشیا کہ تم مجھ پر اعتماد کرسکتی ہو یا
...ہے"

"میں تمہارے قدموں پر سر رکھ کر تم سے التجا کرنا چاہتی ہوں کہ فلیش جو کچھ کہہ رہا ہے ہم
...بہن بھائیوں کی زندگی بچانے کے لئے اسے کسی قیمت پر شانگ جو کے کانوں تک نہیں پہنچنا
...ئے۔"

"اگر میں تم سے وعدہ کروں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا تو کیا تم اس وعدے پر اعتبار کرلوگی؟"

اشیا' زبدان کا چہرہ دیکھنے لگی۔ چند لمحات خاموشی رہی اور اس کے بعد اس نے اپنے لباس
...آنسو خشک کرلئے۔

"جن کے چہرے حسین ہوتے ہیں ان کے دل بھی برے نہیں ہوتے کم از کم میرا تو یہی تجربہ

ہے۔ ہو سکتا ہے غلط ہو لیکن تم مجھے بہت اچھی لگی ہو ڈیزی آئی ایم سوری تمہیں پہلی
میں ہماری مشکلوں میں گرفتار ہونا پڑا۔"

"تم نے میرے وعدے پر اعتماد کرلیا ہے؟"

"ہاں۔"

"تو پھر بے فکر رہو فلیش نے جو کچھ کہا ہے میں نے سنا ہی نہیں اسے۔"

"مجھے تمہارے ان الفاظ پر اعتراض ہے مس ڈیزی تم نے میری بات سن لی ہے ا
جو کچھ کہا ہے دل سے کہا ہے اب میں تم ہی سے فیصلہ مانگتا ہوں کیا شانگ جو اس قابل
اس کی قربت برداشت کرے وہ اس کے بارے میں لوگوں کو بتائے کہ یہ اس کی ہونے وال
اور یہ خاموش رہے۔"

"اس کا جواب آپ مجھ سے چاہتے ہیں مسٹر فلیش.......؟" زربدان نے پوچھا۔

"ہاں آپ ہی مجھے بتا دیجئے مس ڈیزی' اگر اس کی جگہ آپ ہوتیں تو کیا اس ک
قبول کرلیتیں؟"

"یہ سوال بے مقصد ہے میں غور کرتی اس پر اور اس کے بعد کوئی مناسب فیصلہ ک
اشیا نے اگر اپنی مرضی کے خلاف ان الفاظ کو قبول کیا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے مسٹر فلی
اس کی ذہانت کار فرما نہیں ہے بے شک تم لوگوں سے میری ملاقات وقتی ہے نہ میں
ہوں اور نہ تم مجھے۔ لیکن یہ مختصر سے حالات جو کچھ سمجھا رہے ہیں اسے کوئی نادان فرد
سکتا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ تم لوگ کن حالات کے تحت یہاں پہنچے ہو لیکن اب جو ان
میں میرے سامنے آیا ہے اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اشیا نے بحالت مجبو
تمہاری زندگی بچانے کے لئے یہ مکروہ الفاظ قبول کئے ہیں۔"

"آہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے تم یقین نہیں کرسکتیں کہ جب میں اسے اس کے
ہوں تو مجھ پر ہیجان طاری ہوجاتا ہے بہن ہے یہ میری' میرا خون ہے میرا دل میرا دماغ
قبول نہیں کرتا۔ میں جانتا ہوں اس کی بھی یہی کیفیت ہے لیکن بدترین مجبوری ہے ہم
پھر طرفہ یہ کہ ہمارے پاس مستقبل کا کوئی حل نہیں ہے۔ ہمیں کتوں کی طرح بے بسی کی
باندھ لیا گیا ہے اور ہم اپنی پسند کے خلاف جینے پر مجبور ہیں ۔"

زربدان نے ادھر اُدھر دیکھا پھر کہا۔ "مختصراً مجھے اپنے بارے میں بتانا پسند کر
فلیش؟"

"کچھ نہیں' بس دیوانگی ہمیں اس طرف لے آئی تھی قطعی دیوانگی اور قصور
جس کا قصور تھا وہ شانگ جو کے ہاتھوں مارا گیا اور وہ شخص ہمارا چچا تھا جس کے ہم
دولت کے انبار لگانے کے شوق نے اسے دیوانہ کردیا' وہ شانگ جو کے پھیلائے ہو
گرفتار ہوا اور ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ادھر نکل آیا۔ لیکن شانگ جو سے زندگی ن
اس کی وجہ سے اس جال میں پھنس گئے بس یہ مختصر کہانی ہے ہماری اور اس کے بعد ا
اشیا کو اپنی نگاہوں کا مرکز بنایا اور اشیا نے اپنی یہ حیثیت قبول کرلی۔ لیکن یہ مجھے
ہے میں سوچتا ہوں کہ بالآخر زندگی تو مجھے ویسے بھی نہیں ملے گی کیوں نہ میں بہت

ے نجات دلا دوں' لیکن اشیا یہاں بھی میرے آڑے آتی ہے۔"

"تم احمق ہو فلیش' تم بالکل احمق ہو اس کی موت اتنی آسان نہیں ہوگی جتنی آسانی سے تم
تذکرہ کررہے ہو وہ ہزار آنکھیں رکھتا ہے اس کے بے شمار محافظ ہر اس جگہ موجود ہوتے ہیں
وہ ہو' لیکن ایسی جگہوں پر کہ دوسروں کو نظر نہ آئیں۔ اگر اس پر کوئی پتھر بھی پھینکے تو گولیوں
بھون ڈالا جائے گا اس کے چھپے ہوئے محافظ ہر جگہ اس کے نگراں ہوتے ہیں۔ یہ بات میں
بتا چکی ہوں لیکن تم باز نہیں آتے تم اس پر حملہ آور ہوگے اور کامیاب نہیں ہو پاؤ گے تو پھر
وگا؟"

"وہی جو بعد میں کسی نہ کسی وقت ہونا ہے۔"

"نہیں مسٹر فلیش عقل بھی ایک چیز ہوتی ہے اگر اشیا نے یہ مجبوراً قبول کرکے اپنے آپ کو
وقت میں مبتلا کرلیا ہے تو کم از کم اتنا وقت تو دو اسے کہ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کرسکے۔"
کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اچانک ہی اس نے گردن اٹھائی اور زربدان کو دیکھ کر مسکرانے
اس کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک پیدا ہوگئی تھی۔

"دیکھا آپ نے میڈم' انسان کس طرح ڈس کلوز ہوجاتا ہے۔ آپ نے ہماری ہمدردی میں
ی لیکن آپ کے اندر کی بات بھی کھل کر سامنے آگئی۔"

"کیا مطلب؟" زربدان نے آہستہ سے کہا۔

"اگر آپ ان باتوں کو نظر انداز کردیتی ہیں اور ہمیں محفوظ رکھتی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ
بھی اس سے مخلص نہیں ہیں۔" زربدان چند لمحات سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "آپ کا کیا
ہے مسٹر فلیش کیا ہم لوگ اتنا طویل سفر طے کرکے یہاں اس کی غلامی کے لئے آئے تھے۔ سنئے
فلیش یہ تو ایک عام سی بات ہے اور ہر شخص اسے سوچ سکتا ہے' ہمارے آنے کا مقصد کچھ اور
لیکن ہم اس کے جال میں گرفتار ہوگئے اور کوئی بھی شخص کسی کی قید میں خوش نہیں رہ سکتا۔ میں
کہہ سکتی کہ یہاں اس کے جو ساتھی موجود ہیں ان میں سے کتنے اس سے اتفاق کرتے ہیں اور
مجبوری کے عالم میں اس سے تعاون کررہے ہیں۔ اسے آپ خود بھی سوچ سکتے ہیں۔ بہر حال
میرے بارے میں آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں بھی شانگ کے افکار سے باغی ہوں تو آپ میری
ے اقرار سمجھئے۔ لیکن اب جبکہ ہم دونوں نے بلکہ ہم تینوں نے دل کی بات ایک دوسرے
کہہ دی ہے تو ہمیں آپس میں تعاون بھی کرنا چاہئے اور ایک دوسرے سے ہر مسئلے میں مشورہ
یوں سمجھ لیجئے کہ ہم گہرے دوست ہیں' اشیا کو اس کا کام کرنے دیجئے میں بھی اس میں برابر کا
ب ہوں۔ لیکن آپ ایسا کوئی عمل نہ کیجئے جس سے ہم لوگ مفلوج ہوجائیں آپ کو اگر نقصان
اشیا کچھ بھی نہیں کرسکے گی۔"

فلیش نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے لیکن شاید وہ نہ کہہ پایا جو اچانک ہی اس کے لبوں
یا تھا لیکن زربدان گہری نگاہوں سے اس کا تجزیہ کررہی تھی اور نجانے کیوں فلیش کی آنکھوں
ادا ہونے والے الفاظ محسوس کرکے زربدان کے اندر ایک اجنبی لہر سی دوڑ گئی۔ ایک ایسا
احساس جس سے وہ اس سے قبل آشنا نہیں ہوئی تھی۔

O.....O.....O

زمامہ پتھرا گیا تھا۔ اس کے بدن کی جان نکل گئی تھی نجانے کیوں اس کا دل یہ کہ
اس کا وقت پورا ہو گیا ہے اور اب وہ باگ کا سردار نہ رہ سکے گا۔ چاروں لڑاکوں نے
وہ بہت زیادہ تھا۔ خود بستی کے لوگ بھی ششدر کھڑے ہوئے تھے۔ تب باتو نے یہ کہ
اس نے اپنا گھوڑا آگے لاتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود باگ والوں میں سے ہر شخص کو یہ اجازت ہے کہ زمامہ کی حمایت
نکلے اور جیتنے والوں سے مبارزت طلب کرے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر سلابہ کے ہمدرد
چار افراد منظم طریقے سے باہر آئیں اور پہاڑوں کی روایت کے مطابق شکست کھانے
کو گرفتار کریں۔" چاروں طرف سے لوگ نکل پڑے اور زمامہ کی جانب بڑھے تو باتو نے

"نہیں صرف چار افراد جو اصولوں کے تحت کام کریں۔"

زمامہ کو رسیوں سے باندھ دیا گیا اور اس کے بعد شور و غوغا ہونے لگا' شہ بدان
نعرے لگائے جانے لگے اور بے شمار افراد اس قید خانے کی جانب چل پڑے جہاں سلا
بنا کر رکھا گیا تھا۔ سلابہ کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا۔ وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ
گزار رہا تھا اور یہ یقین کر چکا تھا کہ زندگی کے بقیہ لمحات بھی زمامہ کی قید میں ہی گزر جا
لیکن جوش میں ڈوبے ہوئے لوگوں نے شہ بدان سے پہلے سلابہ تک رسائی حاصل کی اور
کے دونوں بیٹوں کے ساتھ زنجیروں سے آزاد کر دیا۔ ہالار اور جومایہ بھی حیران تھے' سلا
دلانے والوں میں سے ایک سے کہا.........

"آہ آج کچھ انداز بدلا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ مجھے وقت سے پہلے نکالا
ہمیں زنجیروں میں قید کر کے بستی باگ میں گشت کرانے کے وقت میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔"

"نہیں سلابہ' خون ہی خون کے کام آتا ہے تیری بیٹی شہ بدان نے مبارزت کر
شکست دی ہے اور تجھے آزادی دلائی ہے۔"

"شہ بدان......" سلابہ پر غشی سی طاری ہونے لگی اس کے دونوں بیٹے بھی ششد
تھے۔

"ہاں ذمے داری تو ان دونوں کی تھی لیکن یہ بات بھی ہم میں سے بیشتر جانتے
نے جو کچھ کیا تھا مکاری کے ساتھ کیا تھا۔"

"مگر شہ بدان کہاں ہے؟"

"وہ آ رہی ہے......" لوگوں نے اشارہ کیا...... شہ بدان اپنی چاروں بیٹیوں
خانے میں داخل ہو گئی تھی۔ سلابہ' ہالار اور جومایہ سکتے کے عالم میں اسے دیکھتے رہے
ادھر اُدھر ہٹ گئے تھے۔ سلابہ کے بدن میں جیسے بجلیاں دوڑ گئیں وہ تیزی سے آگے بڑھا
ہوئے شہ بدان سے لپٹ گیا۔

"میری بچی میری بیٹی' میری لخت جگر۔" شہ بدان سکتے کے عالم میں کھڑی ہوئی تھی
سلابہ کی گرمجوشی کا کوئی جواب نہیں دیا دونوں بھائی بھی شہ بدان کے قریب آ گئے تھے
کہا۔

"افسوس جو کام ہمیں سرانجام دینا تھا وہ تجھے سرانجام دینا پڑا۔"

"لیکن یہ آسان تو نہ تھا اور یہ کون ہیں جو کھالوں کے نقاب پہنے ہوئے ہیں......" سلابہ نے
کہا۔

"بہتر ہو گا کہ اپنی آرام گاہ چلو اور وہاں سب کچھ معلوم کرو۔" شہ بدان غیر جذباتی لہجے میں
بالآخر یہ قافلہ سرداری رہائش گاہ کی جانب چل پڑا۔ جب ایسے واقعات ہوا کرتے ہیں اور
کے سردار اس قابل نہیں ہوتے کہ لوگوں کی محبتیں حاصل کر سکیں تو ان کی ریخت کے بعد
نام دوسرے ہی کرتے ہیں۔ زمامہ کا خاندان جو سردار کے کوتے میں رہتا تھا۔ ذلیل و خوار کر کے
نکالا گیا اور اسے گرفتار کر کے ایک اور جگہ منتقل کر دیا گیا۔ سلابہ کا بہترین استقبال کیا گیا تھا۔
ی آبادی میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ زمامہ کے ہمدرد بھی کافی تعداد میں تھے لیکن ان لمحات
خاموشی کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا' سلابہ کو سنبھلنے کے لئے بھی وقت درکار تھا۔ اس نے
بیٹی سے کہا۔

"میں تو اب بھی اسی کیفیت کا شکار ہوں جس کیفیت میں ایک طویل وقت گزار چکا ہوں اگر
فتح کے بعد تیرے ذہن میں یہ تصور ہے کہ باگ کی سرداری کرے تو میں تجھے بخوشی اجازت دیتا
ہوں۔ ان حالات کا فیصلہ بھی خود ہی کر جو اب پیش آنے والے ہیں یا اگر تیرے دل میں کچھ اور
ہے تب بھی تجھے ہر طرح کا اختیار ہے۔"

ان لمحات میں شہ بدان نے اپنے بھائی جومایہ کو دیکھا جو دونوں میں بڑا تھا اور پھر کہا۔

"میرے باپ میری عمر اور کمزوری سرداری کا بوجھ سنبھالنے میں رکاوٹ بنے گی میری
خواہش ہے کہ میرا بھائی جومایہ باگ کا سردار بن جائے اگر تیری اجازت ہو......" سلابہ نے
دل سے اجازت دے دی تھی۔ شہ بدان نے ہالار کو دیکھ کر کہا۔

"اور تو یہ نہ سمجھنا ہالار کہ تجھے جومایہ سے کمتر سمجھا گیا۔ جومایہ کا شوالا تو ہی ہو گا۔"

"میں خوشی سے اپنے بھائی کو سردار تسلیم کرتا ہوں حالانکہ یہ اعزاز اب تجھے ملنا چاہئے۔"
بدان نے گردن ہلا کر انکار کیا اور بولی۔ "نہیں بیٹیاں شوالا بن کر سرداریاں حاصل نہیں
کرتیں۔"

بات ختم ہو گئی ابھی تو ہنگامہ خیزیوں ہی سے فرصت نہیں تھی باتو' فوہا اور دوسری لڑکیوں کے
کسی اور گوشے میں چلا گیا تھا اور سلابہ اپنی بیٹی کو سینے سے لگائے اس سے اس کے حالات
رہا تھا اور غمزدہ ہوتا رہا تھا لیکن باگ کے حالات ابھی بہتر نہیں ہو سکتے تھے۔ باتو نے برق
اری سے کام لیا' ہو سکتا ہے جومایہ سردار بننے کے بعد نئے احکامات جاری کرے' کام اس سے
ہی ہو جانا چاہئے چنانچہ باگ کے بڑے چوک میں چاروں لڑکیوں کے ساتھ جن کے چہرے اب
منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ باتو نے اعلان کیا۔

"باگ والو! سردار زمامہ اور اس کے ہمدردوں کے لئے موت کے سوا کچھ نہیں ہے اور یہ
اری تمہیں سونپی جاتی ہے چن چن کر انہیں ختم کرو اور سلابہ کے ہر دشمن کو صفحۂ ہستی سے
وں کے پاس جو مال و اسباب ہے وہ تمہارا ہے اور اس خوشی میں حصہ لینے کے لئے ہم بھی
رے لئے سوغات لائے ہیں۔ ان گھوڑوں پر لدے ہوئے ناریل اور خوبانیوں کے انبار آپس میں
کر لو اور خیال رہے کہ سلابہ کا ایک بھی دشمن نہ رہنے پائے۔"

پھر جو قتل و غارتگری بستی باگ میں ہوئی وہ نا قابل یقین تھی۔ پوری باگ میں
تھی اور اس آگ کا پتہ شہ بدان کو بعد میں ہی لگا۔ بے شمار افراد موت کے گھاٹ ا
تھے اور اس قتل و غارتگری میں لوگوں کی اطلاعات کے مطابق وہ چار خطرناک سوار بھی
جنہوں نے زمامہ کے شوالوں کو شکست دی تھی۔ قتل و غارتگری کے یہ مناظر شہ بدا
آنکھوں سے دیکھے تو اسے چکر آیا اور وہ بے ہوش ہوگئی۔

کوتے میں جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنی بیٹیوں کو طلب کیا باتو لڑکیوں کے
شہ بدان نے کہا۔

"اور کیا یہ حکم جومایہ نے دیا تھا کہ باگ کے اتنے لوگوں کو زندگی سے محروم کردیا
نے کہا تھا یہ فوہا' باتو بتا کس نے کہا تھا

"یہ میری تجویز تھی' شہ بدان میں نے کہا تھا یہ۔" باتو نے گردن خم کر کے کہا۔

"باتو کیا یہ مناسب تھا کیا یہ بہتر ہے اور میری لڑکیو! تم مجھے جواب دو کیا ماں کی ا
بغیر یہ سب کچھ کر کے تم نے بہتر کیا فوہا میں تجھ سے سوال کرتی ہوں؟"

تب پہلی بار فوہا نے اپنا چہرہ نقاب سے آزاد کیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری لڑکیا
جن کے بارے میں شہ بدان نے اپنے باپ اور بھائیوں کو سب کچھ بتا دیا تھا۔ فوہا لرزتی
میں بولی۔

"میری ماں تو نے ہمیں یہ دنیا دکھائی ہم تیری آغوش میں پل کر جینے کے قابل ہو۔
تیری امانت ہے اور تجھے اختیار ہے کہ اپنے ہاتھ میں خنجر لے اور ہمارے سینے میں ا
زندگی سے آزاد کر دے کیونکہ ہماری زندگیاں تیری ہیں لیکن اگر حکم کی بات کرتی ہے تو
باتو بابا کا ہوگا اور جب یہ ہمیں حکم دے گا تو ہم کچھ اور نہیں سوچیں گے' یہ ایک ایسا فیصلہ
چاروں کی زندگی پر محیط ہے اور ہم اس سے کبھی منحرف نہیں ہوسکتے حکم ہم باتو بابا ہی کا
سمجھ لے ہماری ماں کہ یہ ہماری مجبوری ہے۔"

شہ بدان نے جلتی نگاہوں سے باتو کو دیکھا اور باتو نے چہرے پر سلگتی ہوئی آگ کی
چوندھیا کر آنکھیں بند کرلیں اب اس سے آگے اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں تھا
چہرے کے تاثرات اس کے ماضی کی کہانی دہرا رہے تھے۔ شہ بدان اس کہانی سے دا
تنہائی میں اس نے باتو سے کہا۔

"وہ کونسا عمل ہے باتو...... جس سے تو نے ان لڑکیوں کو سحر زدہ کر دیا ہے فوہا
میرے سینے میں خنجر کی طرح چبھتے ہیں۔"

"وہ سچ کے سہارے جینے کا فیصلہ کر چکی ہیں میں اگر ساحر ہوتا تو اپنے سحر سے ان
آتش بنا دیتا لیکن میں خوش ہوں کہ چاروں لڑکیاں میری محنت کا صلہ دے رہی ہیں۔"

"باتو...... وہ لڑکیاں ہیں۔"

"تو پھر؟"

"لڑکیوں کا منصب یہ نہیں ہوتا۔ بالآخر انہیں کسی نہ کسی دن ایک کوستہ سنبھالنا

"وہ دن بھی ضرور آئے گا۔"

"کیا وہ اس دن کے قابل رہیں گی۔"

"ہاں...... میں انہیں حکم دوں گا کہ اب عورت بن جاؤ اور وہ نرم و نازک گڑیاں بن جائیں
" باتو نے اعتماد سے کہا۔

O......O......O

میاں لائی بساری آ گیا راستے میں بھی کچھ شکاری ٹولیوں سے ملاقات ہوئی تھی شناساؤں نے
ار حال کیا تھا لیکن میاں لائی کسی کو جواب دیئے بغیر وہاں سے آگے بڑھ آیا۔ بساری میں
ہجوم تھا وہ اگر چاہتا تو اس راستے سے ہٹ کر گزر سکتا تھا لیکن بساری ہی کے راستے واپسی کا
کچھ معنی رکھتا تھا۔ قبیلوں کے لوگوں نے یہ عجیب منظر دیکھا ہمدان کوہی ابھی تک یہیں موجود تھا
نکہ صورتحال بہت سے لوگوں کے علم میں آ گئی تھی اسی لئے ہمدردوں نے میاں لائی کو کوئی بڑا
اٹھانے سے روکنا چاہا۔ خود ہمدان کوہی نے کہا۔

"نوجوان بڑی بڑی حماقتیں کرتے ہیں میاں لائی اور پھر شمران تیرے بھائی کا مجرم ہے کوئی
ی سخت قدم اٹھانے سے پہلے اپنے بھائیوں سے بات ضرور کرلینا۔ ان میں سے کوئی نہیں
ے گا کہ عقابوں سے ان کا وارث چھن جائے بلکہ اگر تو کہے تو میں خود سالام کے پاس بوستان
اس سے بات کروں شاید کوئی بہتر راستہ نکل آئے۔"

میاں لائی نے اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔ "میں جانتا ہوں میرے بھائی سب سے
رہ میرے مخالف ہیں اور میں یہ بالکل نہیں چاہتا کہ ذاتی مفاد کے لئے اپنے قبیلے اور دوسرے
ں کا خون بہاؤں۔ میں منصف ہوں اور انصاف کرنا چاہتا ہوں۔"

ہمدان کوہی نے کہا .... "پھر بھی عقابوں کے لئے بہتر خواہشات رکھتے ہوئے میں
ے فرض کو ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔" میاں لائی انہیں لے کر آگے بڑھ گیا اور تیز رفتاری
، عقابوں کے مسکن کی جانب چل پڑا۔ غلام ہنگا ہی تھا جو میاں سے گفتگو کر سکتا تھا۔ راستے میں
انے عاجزی سے کہا۔

"اور جو کچھ تو نے سوچا ہے میرے آقا وہ میری ناقص عقل سے بہت بلند ہے لیکن میری
زو ہے کہ شمران کو سنبھلنے کا موقع دیا جائے۔ ممکن ہے مستقبل میں وہ تیرا دست راست ثابت
"

میاں نے دکھ بھرے انداز میں ہنگا کو دیکھا اور کہا........ "تو کیا سمجھتا ہے ہنگا کیا میرے دل
اس کے لئے باپ کی شفقت نہیں ہے۔ لیکن اتنے گناہ کر چکا ہوں میں کہ اب خود مجھ میں مزید
او کرنے کی سکت نہیں رہ گئی ہے۔ میں صرف اپنے نام کے لئے عقابوں کو ایک ایسا سردار نہیں
سکتا جو اس قدر بدکردار ہو۔ نہیں ہنگا یہ کسی طور مناسب نہیں رہے گا۔ میں شمران کی زندگی
ل چھین رہا۔ لیکن اسے سرداری کے لئے نا قابل قرار دے کر قید میں رکھوں گا اور اس کا جائزہ
رہوں گا۔ اگر اس نے اپنے آپ کو سدھار لیا تو یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ بالآخر ہر شخص کو
رگی سے شکست قبول کرنا پڑتی ہے اور وہ موت کے ہاتھوں زیر ہو جاتا ہے۔"

ہنگا خاموش ہو گیا۔ عقابوں کو اس بات کا گمان بھی نہیں تھا کہ میاں لائی کے بھائی عقابوں
ے مسکن میں داخل ہو کر جو معلومات حاصل کرنے آئے تھے ان کا پس منظر کیا ہے لیکن جب

شمران اور اس کے ساتھیوں کو اس بدترین حالت میں یہاں لایا گیا تو سب حیرت سے ...
اور ایک دوسرے سے احوال معلوم کرنے لگے۔ میاں لائی کے ساتھی پوری طرح قائل
اور میاں کو ان پر اعتبار تھا کہ وہ کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ شمران اور اس کے ساتھ
قید خانے میں ڈال دیا گیا اور خود میاں نے پہرے داروں کو سخت ہدایت کرتے ہوئے
شمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کوئی رعایت برتی گئی یا ان لوگوں کو کسی طرح نکلنے دیا
گیا تو یوں سمجھ لینا کہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے خاندانوں کو بھی سزا ملے گی۔

متجسس لوگوں کا بہت بڑا مجمع جب میاں لائی کے کوستے کے سامنے جمع ہوا تو میاں
ان سے کہا۔

"میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرا بیٹا شمران بدکار اور مجرم ہے۔ ...
یہاں رہ کر بدقماش گشتار کی سرکردگی میں برائیوں میں حصہ لیا اور کچھ ایسے رونما ہوئے
مجھے اس وقت ہی حقیقتوں کا علم ہو جاتا۔ گشتار بھاگ گیا اور میں حقیقتوں سے ناواقف رہا۔
جب کہ میں نے اسے عقابوں کا نشان دے کر تسمورا روانہ کیا تو اس نے میرے ہی بھائی کو
جا کر گندگی پھیلائی اور انہیں میرا دشمن بنا دیا۔ عقابوں کا تحفظ میری ذمہ داری ہے میں ا...
کو سرداری نہیں دے سکتا جو بدفطرت ہو' چنانچہ شمران کے لئے میں نے یہی سزا سوچی
قید میں رہنے دیا جائے اور سنو میں ایک مجرم کو سردار نہیں بنا سکتا اور ایک سردار کی حیثیت
فرض پورا کر رہا ہوں۔ لیکن میں خود ابھی سردار ہوں اور طویل عرصے تک سرداری
رہوں گا۔ ابھی میں ہر مبارزہ طلب کرنے والے سے جنگ کروں گا اور اپنے مستقبل کے
اب ایک نیا شوالا تیار کرنا ہو گا جس کا انتخاب میں بہت جلد کر لوں گا۔ اور اب میں تم سے
کہتا ہوں کہ خبردار شمران کے لئے مجھ سے رحم مانگنے کوئی نہ آئے ورنہ اسے بھی مجرم قرار دوں
گا۔ عقابوں کے سردار کی حیثیت سے یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

میاں نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی اور لوگ چہ میگوئیاں کرتے ہوئے چل پڑے۔ ...
تھا کہ میاں ایک عظیم سردار ہے اور کچھ بس آنکھوں میں کچھ کہہ رہے تھے نجانے کیا...
خیالات الفاظ میں ڈھلتے تو بات سامنے آتی۔

O......O......O

زندگی کا طویل دور گزر چکا تھا شامہ بھی جوان ہو گئی تھی اور عثمہ نے اسے کبھی
نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ اس کی ماں نہیں ہے۔ لیکن دل کے ٹکڑوں سے کہیں دور رہا جا...
عثمہ چوری چھپے شمران کا جائزہ لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا کرتی تھی تو دوسری جانب
عنایتیں بھی اپنی بیٹی پر حد سے زیادہ تھیں۔ وہ باقاعدہ شیر ماہ کے گھر آتی تھی۔ شامہ
سوغاتیں لاتی تھی اور اسے دیکھ کر ماتا کی آگ ٹھنڈی کرتی تھی۔ الخت باغہ تو تھا ہی زنانہ
اس نے تو یہ بات تک کہہ دی تھی کہ جب کبھی شمران اپنے لئے عورت منتخب کرے گا
کی انتہائی کوشش کی جائے گی کہ شامہ اس کی بیوی بنے۔ ہاں ایک دلچسپ واقعہ ہو گا
اپنی اصل حیثیتوں سے ہٹ کر زندگی گزاریں گے۔ لیکن یہ وعدہ بھی کیا گیا تھا عثمہ
شمران کو مکمل اختیارات حاصل ہو جائیں گے اور میاں لائی روبہ زوال ہو گا تو ماہ لخت کو

حیثیت سے منظر عام پر آنے میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ اس کے لئے شمران کو مٹھی میں رکھنا
پھر میاں لائی اس حقیقت کے انکشافات پر کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔ محبتوں کا یہ عجیب و
میل جاری تھا کہ اچانک ہی یہ انوکھا حادثہ رونما ہو گیا...... شمران کی کہانی بستی کے گھر گھر
گئی اور عثمہ بے قرار ہو گئی۔ وہ روتی ہوئی شیر ماہ کے پاس گئی اور اس نے کہا۔

"تم نے سنا باغہ...... تم نے سنا ہمارے شمران کو سرداری کے منصب سے ہٹا دیا گیا ہے اب
نہیں بن سکے گا اور تم نے یہ بھی سنا کہ اسے سنگی قید خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔ آہ باغہ
میرا بچہ...... میں شاید اس صدمے کو برداشت نہیں کر سکوں گی آہ میں کیا کروں' مجھے بتاؤ۔
شدت غم سے دیوانی ہوئی جا رہی ہوں۔ کہیں یوں نہ ہو کہ اس کے اثرات میری شامہ سے
بھی آ پڑیں۔"

"تمہیں حوصلہ رکھنا چاہئے عثمہ...... میں فوراً ہی سومایہ سے ملتا ہوں اس سے پوچھوں گا
کیا ہوا الخت باغہ اس کا ذمہ دار ہے کہ ہمارے بچے کی حفاظت کرے اور اگر انہوں نے ایسا
پھر ہم میاں لائی سے ملیں گے اسے بتائیں گے کہ دھوکا دہی ہوئی ہے اور ہمیں مجبور کر دیا گیا
رائیسہ بھی اپنے بیٹے ماہ لخت اور بہو عثمہ کو سمجھاتی رہی اس نے کہا۔ "شامہ کے کانوں
میں یہ بات نہیں پہنچنی چاہئے عثمہ تجھے ہمت سے کام لینا ہو گا۔" تب شیر ماہ الخت باغہ کے
پہنچ گیا اور الخت باغہ نے اسے دیکھ کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں شیر ماہ کہ تیری آمد کی وجہ کیا ہے لیکن تجھے بھی علم ہے جو کچھ ہوا ہے اچانک
ہے اور یہ سچ بھی ہے کہ شمران بے حد سرکش اور مختلف فطرت کا مالک نکلا۔"

"یہ تو اس کی پرورش کی بات ہے سردار میاں لائی اسے ایک اچھا نوجوان نہیں بنا سکا لیکن
باغہ تو یہ سوچ کہ میرے بیٹے اور بہو کا کیا ہو گا جنہوں نے ایک عظیم قربانی دی ہے۔"

"مجھے سوچنے دو شیر ماہ اور خبردار جلد بازی نہ ہو اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ اس حقیقت کا
... کر کے تو مجھے سزا دلوا دے گا...... تو اگر تجھے روشنی والے نے عقل دی ہے تو صحیح فیصلہ
ہی کر لینا۔ میری برائی منظر عام پر آئے گی تو تیرا نام بھی اس میں شامل ہو گا اور سزا دونوں ہی
کی۔"

"نہیں الخت باغہ تیرے مشورے کے بغیر تو میں کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ آہ لیکن اس سے
میں اپنے بیٹے اور بہو کو تسلی نہیں دے سکتا' جس مقصد کے لئے انہوں نے زندگی بھر اپنی
پر تالے لگائے رکھے ہیں اگر وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے تو پھر ہمیں کیا ملے گا اسے قید کر دیا گیا
اور میاں لائی نے ایک ٹھوس فیصلہ کر لیا ہے لیکن وہ ہمارا خون ہے ہم اسے اس طرح زندگی
برباد نہیں ہونے دیں گے۔"

"میرا خیال ہے حد سے آگے گفتگو کر کے تو میری سوچ بھٹکا رہا ہے شیر ماہ کہہ چکا ہوں تجھ
سے مجھے سوچنے دے ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات ہو جائے جو سارے معاملات کو ہموار کر دے۔
زبان سے منع کر رہا ہوں تجھے۔ بہتر ہے اپنے گھر کو قابو میں رکھ۔ ورنہ تباہی دونوں گھرانوں کا
بن جائے گی۔"

شیر ماہ نے وعدہ کیا کہ وہ کسی کی زبان سے کچھ نہ نکلنے دے گا اور اس کے بعد وہ واپس کوستے

میں آگیا۔ لیکن الخت بانغہ کے لئے بڑی خوفناک سوچیں چھوڑ آیا اور الخت بانغہ
واقعات سے سخت گھبرایا ہوا تھا فوراً ہی اپنی بیٹی سومایہ کے پاس پہنچ گیا۔ مشکل میں
سومایہ الخت بانغہ سے اور اپنی ماں ارانسہ سے گلے مل کر رو پڑی اور دونوں اسے تسلیاں
میاں لائی اس وقت موجود نہیں تھا الخت بانغہ نے کہا...... "یہ جو کچھ ہوا ہے ہمارے
میں بھی نہیں تھا۔ لیکن میری بچی تو کس کے لئے رو رہی ہے کیا شمران کے لئے؟"

"آہ میرا لخت جگر نہیں ہے لیکن زندگی کا ایک طویل دور میں نے اسی تصور
محبت تو در و دیوار سے بھی ہو جاتی ہے۔"

"لیکن یہ جو کچھ ہو گیا اس کے اثرات بہت دور تک جاتے ہیں خود ہماری
خطرے میں پڑ جائیں گی اور تو بھی محفوظ نہ رہ سکے گی اس کے لئے کیا کیا جائے؟"

"میری عقل خود ماؤف ہو چکی ہے بانغہ' کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں......
میں میاں کا قصور بھی ہے اس نے ہمیشہ شمران کی آزادانہ پرورش کی ہے اور کہتا رہا ہے
کے لئے شیر ہی درکار ہوتا ہے آج یہ شیر اس پر حملہ آور ہوا تو میاں کو انصاف کرنے
میں کہتی ہوں اگر شمران نے کچھ کر بھی ڈالا ہے تو میاں انصاف پسند بننے کی بجائے
مدافعت کیوں نہیں کرتا......؟"

"یہ سوال اس سے کون کرے' یہ تو تو ہی کر سکتی ہے کیا تو نے اس کے لئے کوشش
میاں نے روشنی والے کی قسمیں کھائیں اسے اپنے گناہوں کا اب شدت
ہو رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس کے گناہوں کی سزا ہے جو اسے ملنی چاہئے اور سزا بھی
ہی تجویز کرلی ہے یہی کہ بالآخر وہ بہت جلد عقابوں کی سرداری سے الگ ہو جائے گا اور
باگ ڈور کسی اور مناسب شخص کے ہاتھ میں دے دے گا۔"

"روشنی والے کی قسم یہ ایک ایسا المیہ ہو گا جس کی مثال ملنا مشکل ہو گی۔ ہم
مشکل میں گھر گئے ہیں شیرماہ کہتا ہے یہ اس وعدے کی خلاف ورزی ہے جس پر اب تک
گیا ہے۔"

"ہاں شیرماہ کا کہنا ٹھیک ہی ہے اور میں عشمہ کے لئے غمزدہ ہوں۔" سومایہ نے
"تو احمق ہے سومایہ...... افسوس تو نے اپنی احمقانہ ضد سے ہم پر ایک مشکل
دیا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو بانغہ۔"

"اس وقت اگر تو جذباتی نہ ہوتی تو آج ہمیں اتنی پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا
اگر یہ صورتحال پیش بھی آجاتی تو کچھ مشکل نہیں تھی۔ ان حالات کا مقابلہ کرلیا جاتا
بھی تلاش کرلیا جاتا۔"

"گویا تم کہنا چاہتے ہو بانغہ کہ ان لوگوں کی موت بہتر تھی۔"

"ہاں...... اور اب شیرماہ نے دبی زبان سے کہا ہے کہ اگر شمران کی جان پر بنی
کھولنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے بانغہ؟"

"آہ...... اب حالات مشکل ہو گئے ہیں مگر ہم اس وقت کوئی عمل کرنے کی کوشش کریں تو
بنی میں بھی آسکتے ہیں۔ اب یہ سب ناممکن ہے۔"

"گویا ان کی موت ...." سومایہ لرز کر بولی اور الخت بانغہ بڑا سا منہ بنا کر دوسری طرف
بننے لگا۔ اس نے کہا۔

"سومایہ تو اس کے لئے کوشش نہیں کر سکتی۔"

"میاں دیوانہ ہو گیا ہے بہت عرصہ سے وہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے تائب ہوتا رہتا ہے۔"
سومایہ نے جواب دیا اور الخت بانغہ سوچ میں ڈوب گیا۔ دیر تک خاموشی طاری رہی پھر الخت بانغہ
اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے کوستے سے نکل کر آس پاس دیکھا اور دور تک کسی کو نہ پا کر وہ
واپس آگیا۔ اب اس کا چہرہ کسی اندرونی خیال سے چمک رہا تھا۔

"سنو میرے دماغ میں ایک ترکیب آئی ہے۔" دونوں عورتیں الخت بانغہ کو دیکھنے لگی تھیں
الخت بانغہ نے رازداری سے کہا۔ "اگر میاں لائی ہی اس دنیا میں نہ رہے تو......" عورتیں حیرت
سے اچھل پڑیں۔ سومایہ نے باپ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو بانغہ؟"

"آہ ایک خوبصورت خیال ہے اگر تو تعاون کرے سومایہ تو یہ آسانی سے ہو سکتا ہے شمران
سرکش ہے طاقتور ہے اس کے سوا کون ہے جو عقابوں کی سرداری کر سکے۔ اگر میاں ختم ہو جائے
اور شمران کو آزادی مل جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ ہمیں وہی مل جائے گا جس کے ہم
طلب گار ہیں۔"

"تم کیسی باتیں کر رہے ہو بانغہ وہ میرا شوہر ہے کیسا بھی ہے مجھے اس کی زندگی عزیز ہے۔"

"آہ مشکل گھر میں ہی موجود ہے میں کیا کروں۔" الخت بانغہ نے جھلا کر کہا۔

"میں شیرماہ کے گھر جاتی ہوں اس سے بات کروں گی میں عشمہ کو اطمینان دلاؤں گی کہ اس
کے بیٹے کو ہر طرح محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔"

O......O......O

سومایہ شیرماہ کے کوستے میں داخل ہو گئی اسے احساس ہو گیا کہ وہ لوگ غمزدہ ہیں عشمہ نے
شکایتی نظروں سے سومایہ کو دیکھا اور کہنے لگی۔ "شامہ کہاں ہے؟" سومایہ نے پوچھا۔

"وہ پڑوس کے گھر میں گئی ہے۔"

"عشمہ میں تمہیں اطمینان دلانے آئی ہوں کہ شمران کو کچھ نہیں ہو گا۔ وہ بیشک تمہارا بیٹا
ہے لیکن میاں لائی اسے اپنا ہی بیٹا سمجھتا ہے۔ اس نے شمران کو قید کر دیا ہے اور بس...... اس سے
زیادہ اسے کوئی اور نقصان نہ پہنچے گا۔"

"سومایہ...... میں نے تمہاری بیٹی شامہ کو کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ میری بیٹی نہیں
ہے۔ لیکن تم میرے بیٹے کی حفاظت نہیں کر سکیں۔ تم نے کہا تھا کہ شمران عقابوں کا سردار بنے گا
میں نے اسی وعدے پر اپنا لخت جگر تمہارے حوالے کر کے تمہاری بیٹی کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا
مگر میرا بیٹا......" عشمہ سسکنے لگی۔

"میں تم سب کو اطمینان دلاتی ہوں کہ شمران کو محفوظ رکھنے کے لئے ہم ہر کوشش کریں گے

اسے ہر قیمت پر محفوظ رکھیں گے۔ تم لوگوں کو صبر سے کام لینا ہوگا۔ الخت باغہ نے مجھے بتایا
بزرگ شیرماہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر شمران کو نقصان پہنچا تو
زبان کھول دیں گے بزرگ شیرماہ' ماہ لخت' بزرگ رائیسہ اور عشمہ ہمت کے ساتھ میرا
سب کے لئے تباہی نہ خریدو بالآخر سب ٹھیک ہوجائے گا۔ وقت کا انتظار کرو۔ جلد بازی
برباد کردے گی میں چلتی ہوں کون جانے کب میاں واپس آجائے۔ اور......؟" اچانک سوایہ
گئی اس کی پشت دروازے پر تھی لیکن اسے بھی احساس ہوگیا تھا کہ دروازے پر کوئی آکر
جسے دیکھ کر ان سب کے سانس رک گئے ہیں۔ سومایہ کے بدن میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ بڑی
سے اس نے گردن گھمائی تھی۔

دروازے پر شامہ کھڑی ہوئی تھی۔ حیرانی' غم و اندوہ' اور غصے کے ملے جلے تاثرات
ساتھ اور ان تاثرات سے ایک لمحے میں سب کو اندازہ ہوگیا کہ شامہ نے سب کچھ سن لیا
سب پتھرا گئے تھے۔ شامہ نے دو قدم آگے بڑھ کر لرزتی آواز میں کہا۔

"تو میں عشمہ کی بیٹی نہیں ہوں۔ میرا باپ میاں لائی ہے۔" کسی کے منہ سے آواز
سکی اور وہ سب پھٹی آنکھوں سے شامہ کو دیکھتے رہے۔ شامہ نے سومایہ کو دیکھا اور پھر اسی انداز
بولی۔ "تو ہے میری ماں...... میری ماں تو ہے۔" سومایہ کو ایک دم احساس ہوا کہ یہ سب
خطرناک لمحہ ہے اور اگر اس لمحے کو نہ سنبھالا جاسکا تو پھر تباہی مقدر ہوجائے گی۔ مشکل وقت
ہے' بہت مشکل وقت آپڑا ہے۔ بہت سی ذمہ داریاں ایک دم شانوں پر آگئی ہیں۔ زندگی کے
کے وہ حسین لمحات تو گزر گئے جن کے لئے سومایہ نے یہ سارا کھیل کھیلا تھا' ایک طویل دور
کے عیش و عشرت کا اور یہ سچ تھا کہ اس نے تنہا ہی یہ سب کچھ نہیں کیا تھا۔ سب کے مقدر
دیئے تھے۔ شیرماہ اس کا بیٹا ماہ لخت' بیوی اور ماہ لخت کی بیوی عشمہ نے عیش و آرام سے
گزارا تھا اور پھر سومایہ نے وعدے کے مطابق عشمہ کو کبھی بے دلی کا شکار نہیں ہونے دیا
ابتداء میں وہ خود شمران کو گود میں لے کر عشمہ کے کوستے میں آتی رہی تھی۔ اور جوں جوں
گزرتا رہا تھا اس نے عشمہ کی مامتا ٹھنڈی رکھنے کی کوشش کی تھی۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ
وہ وقت نہیں آیا تھا جب شمران اپنے ہونٹوں سے عشمہ کو ماں کہہ کر پکارے...... لیکن سومایہ
اندر کم از کم عشمہ کے لئے ایک عورت موجود تھی شاید وہ بھی اس لئے کہ عشمہ نے اس کی
دل و جان سے پروان چڑھایا تھا اور اب تو عمر کے ساتھ ساتھ سوچوں کے دھارے بالکل
بدل چکے تھے۔ جبکہ سومایہ کا باپ الخت باغہ ابھی تک اپنی شاطرانہ چالیں چل رہا تھا اور بڑھاپے
عمر کے باوجود اس کی شیطنت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ سومایہ نے موقع کی نزاکت کو سمجھ کر
سے کہا...... "ہاں یہ سچ ہے۔"

"میں دنیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتی سردار ملکہ لیکن تھوڑا بہت مشاہدہ میری
بھی کیا ہے' میں نے ان چڑیوں کو دیکھا ہے جو دن بھر پرواز کرنے کے بعد شام کو اپنی چونچ میں
لاتی ہیں اور اپنی دن بھر کی محنت اپنے بچوں کے سینے میں اتار دیتی ہیں۔ میری ماں کیا ان
محبت ان جانوروں اور پرندوں سے کم ہوتی ہے؟"

"ہرگز نہیں۔" سومایہ نے اب اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"تو پھر تو کیسی ماں ہے کہ تو نے مجھے اپنی آغوش سے دور کردیا۔"

"انسان پرندوں اور چوپاؤں کا فرق سمجھنا چاہتی ہے تو شامہ تو سمجھ۔ پرندے بے شک
گھونسلے بناتے ہیں لیکن تیز ہواؤں کے جھونکے ان گھونسلوں کو چشم زدن میں منتشر کردیتے ہیں اور
معصوم بچے جو پرواز کرنا نہیں جانتے' زمین پر گر کر دم توڑ دیتے ہیں۔ انسان ایسا نہیں کرتا وہ
بچوں کے لئے مضبوط گھر بناتا ہے اس گھر کو آندھیوں اور زلزلوں سے محفوظ رکھنے کی سعی کرتا
ہے کیونکہ وہ عقل رکھتا ہے محبت ہر دل میں اتنی ہی ہوتی ہے شامہ لیکن بعض اوقات کچھ ایسے
وقت بھی آتے ہیں جب خالی محبت کام نہیں آتی اور عقل استعمال کرنا پڑتی ہے۔ جب تو ان
واقعات سے واقف ہوچکی ہے تو تھوڑے سے واقعات اور سن۔ ہوسکتا ہے بستی والوں نے' ہوسکتا
ہے تیری کسی دوست لڑکی کے بزرگ نے ماضی کی کہانیاں سناتے ہوئے تجھے یہ بتایا ہو کہ میاں لائی
عقابوں کا سردار ہے ایک نہایت سنگ دل شخص ہے' اس نے اپنی پانچ بیٹیوں اور ان کی ماں کو
اس لئے گھر سے نکال دیا تھا کہ وہ ہمیشہ بیٹیاں جنم دیتی تھی اور عقابوں کا سردار چاہتا تھا کہ وہ بیٹے کا
باپ بنے جب شہ بدان کو اس نے عقابوں کے قبیلے سے باہر نکال دیا تو اس نے مجھ سے شادی کی اور
منتظر رہا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہو لیکن تقدیر نے مجھے بھی بیٹی ہی سے نوازا اور اس وقت میرے باپ
نے میری زندگی کے تحفظ کے لئے تیرے بہتر مستقبل کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ ماہ لخت اور عشمہ کے
بیٹے کو اس بیٹی سے بدل دیا جائے تاکہ جب جوان ہوکر شمران عقابوں کا سردار بنے اور اسے اختیار
حاصل ہوجائے تو میں اپنی بیٹی شامہ کو واپس لے لوں کیونکہ میں اس وقت اگر سردار ملکہ نہ بھی
ہوتی تو سردار کی ماں ہوتی اور تو اس کی بہن...... عشمہ نے یہ سب کچھ قبول کیا کیونکہ وہ بھی سردار
کی ماں بننا چاہتی تھی۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو ظالم سردار مجھے بھی اسی طرح میرے ماں باپ کے
ساتھ بستی سے نکال دیتا جس طرح شہ بدان اپنی بچیوں کے ساتھ سورج کی طرح غروب ہوچکی ہے
لیکن اس کی طرح طلوع نہیں ہوسکی۔ کون جانے وہ کہاں ہے۔ ہاں شامہ تیرا باپ میاں لائی تجھے
کسی بھی شکل میں قبول نہ کرتا اور اس نے اپنی آخری بیٹی کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ مجھے
تیری زندگی عزیز تھی میری بچی' اور ایک چڑیا کی طرح صرف تیرے منہ میں دانے دے کر میں اپنا
فرض نہیں پورا کرسکتی تھی بلکہ مجھے تیری زندگی بھی عزیز تھی۔ اب تجھے انسان اور پرندوں کا فرق
محسوس ہوا ہوگا اور سردار زادی بات صرف اتنی ہی نہیں ہے جو کچھ میں نے سوچا اسے غلط کہہ اور
مجھے بتا کہ ان لمحات میں مجھے کیا کرنا چاہئے تھا لیکن اگر میں نے غلط نہیں سوچا تو اب جبکہ تجھے یہ
حقیقت وقت سے پہلے معلوم ہوگئی ہے تو ہمارے اس منصوبے کی تکمیل میں اپنا حصہ بھی ادا کر۔ یہ
غم و غصہ یہ جذباتی کیفیت اگر لمحوں کی ہے تو ٹھیک ہے کہ اس کا تعلق انسانی مزاج سے ہے لیکن
اس کے بعد تجھے خود بھی اپنا فرض پورا کرنا ہے' اپنی ماں کے لئے اپنی زبان بند رکھنی ہے سمجھی'
شامہ...... تیری ماں تجھ سے کبھی دور نہیں رہی...... میں نے دل کی بے قراری سے مجبور ہوکر تجھے
سینے سے بھینچ کر اپنی مامتا کی آگ ٹھنڈی کی ہے۔ یہی نہیں میں نے ہمیشہ عشمہ کی آغوش اس کے
بیٹے شمران سے سیراب کردی ہے۔ اگر اس سلسلے میں تیرے دل میں اور دماغ میں میرے لئے کوئی
کدورت ہے تو مجھے بتا ان لمحات میں مجھے کیا کرنا چاہئے تھا؟"

شامہ کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے اس نے کہا۔ "...... آہ میں تو اپنے آپ سے بھی

اجنبی ہو گئی ہوں' نا میں عشمہ کی اولاد ہوں اور نا تیرا پیار مجھے حاصل ہے۔ میں اب کیا کروں
"تنہائی میں بیٹھ' سوچ اور غور کر شامہ کیا یہ بہتر ہوتا کہ میان لائی تیرے اور میرے
میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو اس نے شہ بدان کے لئے کیا؟"

شامہ نے کوئی جواب نہیں دیا' آنسو بہاتی ہوئی ایک جانب بیٹھ گئی۔ تب سومایہ
اور اس کی بیوی سے کہا۔

"اور تم دونوں بزرگ ہو' شامہ کو سمجھاتے رہنا اور عشمہ شمران ہماری ذمہ داری
بالکل مطمئن رہ میں زندگی کی قیمت پر شمران کو بچاؤں گی' میان لائی نے کبھی اپنا وہ کردار
جو ایک شوہر یا باپ کا کردار ہو سکتا ہے یا ایک اچھے انسان کا۔ لیکن میں اس کی زندگی چاہ
میں اسے بھی کوئی نقصان نہیں پہنچنے دینا چاہتی' تاہم اس حد تک میں اس کے ساتھ غدار
کروں گی۔ کیونکہ میں نے سالہا سال ایک جھوٹ کو اس سے چھپائے رکھا ہے۔ شامہ
سے کام لینا کوئی حماقت نہ کرنا۔ میں چلتی ہوں۔" سومایہ واپسی کے لئے پلٹی اور دوسرے
پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ تمام کے تمام اس کے پیچھے باہر نکل آئے تھے' جب کہ شامہ وہیں
رہی تھی' سومایہ نے کہا۔

"سنو شیرماہ بات بہت بگڑ گئی ہے' شامہ بے شک میری بیٹی ہے لیکن میں تمہیں
ہوں کہ اگر وہ جذباتی ہونے لگے اور اگر ضد پر اتر آئے تو تم اس کے ساتھ ہر سخت سلوک
سکتے ہو' یہ ہم سب کی بقاء کا سوال ہے۔"

"آہ مشکلات بہت بڑھ گئی ہیں۔" شیرماہ نے کہا۔

"ہاں مجھے احساس ہے لیکن اس کے باوجود شیرماہ ہمیں وہی کرنا ہے جو ہماری بقا
ضروری ہو۔ اچھا میں اب چلتی ہوں' جو ہدایت میں نے کی ہے اس میں یہ اجازت بھی شامل
شامہ کو ہر قیمت پر سنبھالے رکھا جائے۔"

سب خاموش ہو گئے۔ سومایہ اپنے کوستے کی جانب چل پڑی تھی۔

O......O......O

جومایہ نے باگ کی سرداری سنبھال لی۔ زمامہ کے پورے خاندان کو مٹا دیا گیا تھا
حامیوں سے آبادی خالی ہو گئی تھی۔ کچھ نے چوری چھپے فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔ باگ
عام کے وقت وہ اپنے اہل خاندان کے ہمراہ چھپ گئے تھے۔ اور رات کی تاریکیوں
انہوں نے باگ والوں کو غافل پایا تو بستی سے نکل گئے۔ ایسے کئی خاندان تھے جو موت
چاہتے تھے لیکن بستی سے دور' شیلا درّے کے پاس جو باگ سے فرار ہونے والوں کے
راستہ تھا انہوں نے پانچ گھڑسواروں کو راستہ روکے پایا۔ ان میں ایک کی ٹانگیں کٹی ہوئی
بھوکے بھیڑیے ان پر ٹوٹ پڑے۔ راستے میں وحشت ناک چیخیں ابھریں اور خاموشی
کوئی زندہ نہیں بچا تھا پھر جب جومایہ کا جشن ختم ہوا اور ہوائیں انسانی جسموں کی سڑاند
بستی میں داخل ہوئیں تو ایک تفتیشی گروہ چل پڑا وہ ان بیشمار لاشوں کی خبر لایا تھا جو شیلا
میں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ علم بھی ہو گیا کہ یہ زمامہ کے حامی لوگ تھے۔

"کیا انہیں تمہارے حکم پر ہلاک کیا گیا......" سلابہ نے جومایہ سے پوچھا۔

"مجھے تو ان کے فرار کا علم بھی نہیں......" جومایہ بولا۔

"پھر ان کی ہلاکت کیسے ہوئی؟"

"مجھے بالکل نہیں معلوم۔"

"ہالار کیا تم جانتے ہو۔ اصل میں اب یہ سلسلہ ختم ہو جانا چاہئے۔ یہ ہمارے قبیلے کے لوگ
زمامہ کے ہم نوا ہو گئے تھے لیکن آنے والے کل میں یہ بالآخر ہمارے ہم آواز ہوں گے۔
کل یہ ہلاکت کا بازار گرم رہا تو بستی باگ آبادی کے لحاظ سے بہت مختصر ہو جائے گی اور یہ
اسی طرح
نہ ہوگا۔"

شہ بدان خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ وہ فوہا کے کوستے میں داخل ہو گئی جہاں چاروں
ان یکجا تھیں۔ باتو بھی ایک طرف دراز تھا۔ شہ بدان نے فوہا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"شیلا کے راستے میں ہلاک ہونے والوں کی کہانی کیا ہے؟"

"وہ چوری چھپے یہاں سے فرار ہو رہے تھے۔" فوہا نے کہا۔

"تم نے انہیں ہلاک کر دیا۔"

"یہ ضروری تھا شہ بدان...... وہ فریاد لے کر آبادیوں میں جاتے دوسری آبادیوں کے
سرداروں کو اپنی غمناک داستان سنا کر ورغلاتے اور کوئی سرپھرا سردار اپنے لشکر کو لے کر باگ پر
دوڑتا۔ کیا باگ کا سردار موجودہ حالت میں جنگ کرنے کے قابل ہے......" باتو نے کہا۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو باتو بابا......"

"مضبوط باگ...... خوشحال...... پہاڑوں میں بے مثال قوت کا مالک قبیلہ" باتو مسکرا کر

"لیکن اس کے لئے قتل و غارت گری ضروری نہیں ہے۔"

"جو ضروری ہے وہ ہمیں کرنے دو...... تم لوگ جشن منا رہے ہو مگر میں' فوہا' سمنانہ'
زایہ اور غلمانہ یہاں کے حالات پر غور کر رہے ہیں۔ باگ اس وقت اجڑی ہوئی آبادی ہے۔ اس
کے گرد سوکھے ہوئے کھیت' خزاں رسیدہ باغات اور بے آب و گیاہ پہاڑ بکھرے ہوئے ہیں۔ لوگ
فاقہ زدہ ہیں اور ضروریات زندگی سے محروم نظر آتے ہیں۔ ان کے لئے تم نے کچھ سوچا ہے۔"

"سب کچھ ہوگا باتو بابا...... سب کچھ ہوگا۔"

"بہت دیر میں ہوگا...... اسے جلدی ہونا چاہئے۔ راتوں رات ہونا چاہئے۔ ورنہ عسرت
کے مارے لوگ مرنا شروع ہو جائیں گے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے......" شہ بدان نے کہا۔

"تم اپنا کام کرو...... ہمیں اپنا کام کرنے دو۔ رات کی تاریکیوں میں پانچ طوفانی شہسوار جن
کی پہچان ممکن نہیں ہوگی قبیلوں پر حملہ آور ہوں گے وہاں سے باگ کے لئے حصہ مانگیں گے اور
اناج' لباس ضروریات کی دوسری چیزیں لے کر باگ واپس آ جائیں گے۔"

"ڈاکہ زنی...... تم لوگ ڈاکے ڈالو گے باتو؟" شہ بدان نے دہشت زدہ ہو کر کہا۔

"باگ کے لئے۔" باتو مسکرا کر بولا۔

"نہیں باتو...... نہیں پہاڑوں میں یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔" شہ بدان عاجزی سے بولی۔

"وہ کون تھے شہ بدان...... جنہوں نے ہمارے خوبانیوں اور ناریل کے ذخیروں پر تھا۔" باتو زہریلے لہجے میں بولا۔

"ایسا نہ کرو باتو...... ایسا نہ کرو...... یہ ٹھیک نہیں ہوگا یہ لڑکیاں انسان سے جائیں گی۔ باتو یہ سب کچھ مت کرو۔"

"مستقبل میں چار قبیلوں کے چار سردار جو لڑکیاں ہوں گی لیکن اس سے پہلے کچھ کرنا ہوگا۔ اور شہ بدان ایک بار پھر دہرا رہا ہوں۔ میں نے ان پر جو محنت کی ہے نہیں ہے کہ تو باگ میں آکر انہیں صرف لڑکیاں بنا دے تو خود سوچ یہ اگر یہ نہ ہوتیں تو اسی طرح قید رہتا...... جومایہ سردار نہ بن سکتا۔ تجھے یہ احساس نہیں۔"

"فوبا...... میری بچیو...... اب ایسا نہ کرو...... مان لو میری بات مان جاؤ۔" شہ لڑکیوں سے کہا۔ لیکن لڑکیوں کے چہرے پتھرائے رہے۔ وہ غلمانہ کے پاس پہنچ گئی۔ "میں کو میں نے تم سب کو زندگی سے زیادہ چاہا ہے میری بچیو...... اب بہتر وقت آگیا ہے اب سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"زندگی تمہاری ہے ماں...... احکامات باتو بابا کے مانیں گے۔" غلمانہ نے پتھرلی کہا۔

"مجھے اتنے عرصے کے بعد اجنبی نہ قرار دے شہ بدان۔ میں پھر تجھے سمجھاتا ہوں آئے گا وہ تیرے مرتبے میں اضافہ کرے گا اور اگر تو نے اب بھی میری بات نہ مانی تو آخر رہا ہوں شہ بدان اس کے بعد میں تیرے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

شہ بدان نے گردن جھکالی تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ باگ میں ہر شے کی قلت تھی اس کی زمینیں ویران باغ اجڑے ہوئے تھے' کسی کے پاس کچھ نہیں تھا۔ زمامہ نے بستی والوں کو لوٹ لیا کھیتیاں اگاتے فصل تیار ہوکر زمامہ کی ملکیت بن جاتی۔ باغ پھل دیتے زمامہ سب کو سمیٹ لوگوں نے محنت کرنا چھوڑ دی۔ کھیتیاں خشک ہوگئیں۔ باگ میں کچھ نہ رہا۔ جومایہ کو مشکل سے گزرنا تھا۔

"اتنی جلدی ہم کچھ نہیں کرسکتے۔" ہالار نے کہا۔

"محنت کے علاوہ اور کیا کرسکتے ہیں ہم۔ لوگوں کو اس پر راغب کرو۔"

"بستی میں کھانے پینے کے لئے جو کچھ موجود ہے اسے سرداری تحویل میں لے لیا اس کی تقسیم کے لئے لوگ مقرر کردیئے جائیں۔ سب شدید محنت پر کمربستہ ہو جائیں۔ اناج تلاش کی جائے جو اس وقت تک کے لئے غذا بن جائے جب تک فصلیں نہ تیار ہو جائیں۔"

احکامات صادر ہونے لگے۔ لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کوشش بری نہیں حالات اتنی آسانی سے نہیں سدھر سکتے تھے۔ وہ سب اپنے طور پر مصروف تھے۔ اور کررہا تھا۔ پہلے گھوڑوں پر زین کسی جارہی تھی۔ کھالوں کے وہ مخصوص لباس پہنے جا جنہیں دیکھ کر ہیبت طاری ہوتی تھی۔ اس رات آسمان پر گہری بادل چھٹے ہوئے تھے گھور تاریک تھا جب پانچ گھوڑے آبادی سے نکل کر پہاڑوں کے درمیان بکھری تاریکی

ـئے۔

○......○......○

شمران پتھروں کا قیدی بنادیا گیا تھا۔ تین دوست تھے جنہوں نے ابھی تک خاموشی اختیار کی تھی خود شمران گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔ قید کی پہلی رات گزر گئی شمران کی زندگی میں یہ کی پہلی رات تھی۔ کھدرے پتھروں پر اسے نیند نہیں آرہی تھی وہ کروٹیں بدل رہا تھا۔ طرح کروٹیں بدل بدل کر صبح ہوگئی صبح کو محافظوں نے ناشتہ پیش کیا۔ شمران خونی نظروں سے انہیں گھورتا رہا۔

"تم جانتے ہو میں کون ہوں؟" شمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"ہمیں آپ کے لئے کوئی ہدایت نہیں ملی بانغ...... اور ہدایت کے بغیر ہم کچھ نہیں کرسکتے۔"

"تو میں تمہیں ہدایت دیتا ہوں کہ یہ سب اٹھالے جاؤ۔ اور ہمارے لئے شایان شان ناشتہ لاؤ۔"

"مشکل ہے بانغ۔ ہمیں سزا ملے گی۔"

"حکم عدولی کی جو سزا میں دوں گا وہ تمہارے تصور سے باہر ہوگی۔" شمران غرا کر بولا۔

شمران کے دوست لاگا نے کہا۔ "ناشتہ قبول کرلو شمران...... یہی بہتر ہے۔ ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ ہم ناشتہ کرلیں گے۔" محافظ موقع سے فائدہ اٹھا کر نکل بھاگے۔

"یہ ناشتہ ہمارے لئے ہے۔ یہ اشیاء' یہ برتن۔" شمران خونخوار لہجے میں بولا۔

"خود کو سنبھالو شمران...... سردار کا رویّہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ احتیاط برتو۔ کچھ احتیاط برتو۔"

"کیا کہنا چاہتا ہے تو......؟"

"پہلی بات یہ کہ ناشتہ کرلو۔ معدے میں جب وزن نہیں ہوتا تو دماغ آتش ہو جاتا ہے کوئی ترعمل تلاش کرنے کے لئے ہمیں دماغ ٹھنڈا رکھنا ہوگا۔"

"تم سب ناشتہ کرلو۔ میں ان برتنوں میں یہ غلیظ اشیاء نہیں کھا سکتا۔"

"ہم یہ بالکل نہیں کہیں گے کہ مستقبل کے سردار کے مشیر ہونے کے بجائے ہمیں یہ زندان ملا۔ کیونکہ آنے والا وقت ہمیں وہی دے گا جس کے ہم نے خواب دیکھے ہیں۔ لیکن اگر تقدیروں پر کچھ بھروسہ ہے تو ابھی سے ان کے مشورے مان لے شمران۔"

بمشکل شمران ناشتے پر آمادہ ہوسکا تھا ناشتے کے بعد اس نے لاگا سے کہا۔ "اب بول تو کیا کہنا چاہتا ہے۔"

"پہلے ہمیں ان واقعات پر غور کرنا ہے یہ امر مسلم ہے کہ عقابوں کا جو نشان ہم اس بستی میں بجھا کر آئے اس نے ہماری نشاندہی کردی۔"

"کولان مرچکا ہے ورنہ میں خود اسے اس لاپروائی کی سزا دیتا۔"

"ہم مجرم قرار پاچکے ہیں اس کے علاوہ سولازری قبیلے کے لوگوں کو ہم نے ہلاک کیا اس کی نشاندہی ہوگئی ہے۔ سردار میاں لائی نے یہ بہت اچھا کیا کہ سولازریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا

تاکہ وہ ہماری نشاندہی نہ کرسکیں اب کوئی نہ کہہ سکے گا کہ سولا زریوں کو عقابوں نے ... ہے۔"

"آگے کہہ کیا کہنا چاہتا ہے۔"

"صرف یہ کہ میاں لائی ہمیں کوئی بڑی سزا نہیں دے گا۔"

"لیکن اس نے ہمیں پتھروں میں قید کرکے ہمارے لئے یہ ناشتہ بھجوا کر اپنے ... بڑی سزا کا مستحق بنالیا ہے۔" شمران نفرت سے بولا۔

"یہ بعد کی باتیں ہیں ہمیں اصل میں اس سزا کے بارے میں اندازہ لگانا ہے جو ... دے گا۔"

"اور یہ اندازہ لگانے کے لئے ہمیں مزید وقت اسی جگہ گزارنا ہوگا۔"

"یہ تو ہوگا شمران۔"

"ناممکن...... میں دوسری رات یہاں نہیں گزارنا چاہتا۔"

"کوئی جلد بازی ہمیں نقصان پہنچا دے گی۔"

"پھر بتاؤ کیا کریں۔"

"سکون سے کچھ وقت گزارا جائے' غور کیا جائے پتہ چلے کہ سردار ہمارے ساتھ ... چاہتا ہے۔ آہ شاید محافظ آرہے ہیں۔ تم خاموش رہنا میں ان میں سے کسی سے بات کر... محافظوں نے برتن واپس مانگے تو لاگا نے ہی یہ برتن واپس کئے۔ پھر بولا......"تم میں ... شخص یہاں رکے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" ایک محافظ رک گیا تھا۔ "تمہیں معلوم ہے ... لائی کا بیٹا ہے مستقبل کا ہونے والا سردار...... کیا تم اپنے ہونے والے سردار کے لئے ... گے۔"

"بات ختم ہوگئی باغہ...... لائی نے پوری بستی کو جمع کرکے کہہ دیا ہے کہ شمران نے اسے سرداری کے ناقابل بنادیا ہے۔ اس کی بقیہ عمر قید خانے میں ہی گزرے گی۔ لائی شوالا تیار کرے گا اور بعد میں سرداری اسے دے دے گا۔"

"میاں ایسا کبھی نہ کرسکے گا......" شمران کے منہ سے پھنکاریں نکلنے لگیں۔

لاگا نے محافظ کو دیکھ کر کہا۔

"تیرا کیا نام ہے۔"

"توبان۔"

"یہ قیمتی پتھر تیری دی ہوئی معلومات کا انعام...... اور سن اور کیا کہا ہے ... نے"...... لاگا نے اپنے لباس میں ٹنکا پتھر توڑ کر محافظ کے حوالے کردیا جو اسے پاکر بہت ... تھا۔

"لائی نے کہا ہے کہ اگر کسی نے شمران کے ساتھ کوئی رعایت برتی یا شمران کو ... دیا تو محافظوں کے پورے خاندانوں کو تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"تیرے اہل خاندان میں یہاں کون کون ہے توبان۔" لاگا نے محبت سے پوچھا۔

"میرا کوئی نہیں ہے۔ باپ بچپن میں مرگیا تھا ماں بھی مرگئی میں اکیلا ہوں۔"

"تب پھر تجھے سردار کا مشیر بننے سے کون روک سکتا ہے۔ دوست عزت شہرت بلندی تیری جگمگا رہی ہے۔" لاگا نے کہا یہ سن کر محافظ اپنی پیشانی ٹٹولنے لگا۔

"تو یوں کرنا توبان...... رات کو جب ہمارے لئے کھانا لائے تو تجھے ہمارے پاس رکنا ہوگا۔ تب تجھ سے تفصیل سے باتیں ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے......" توبان نے قیمتی پتھر لباس میں چھپالیا اور واپس چلا گیا۔ شمران کے ساتھی ... رہے تھے۔ اور شمران لاگا کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"سڑتی ہوئی بے شمار لاشوں کی قسم...... میاں کو اپنی زندگی کے بدترین وقت کا سامنا کرنا ... اس نے شمران کو اس کے حق سے محروم کرکے اپنی بربادی کو دعوت دی ہے۔"

"اور شمران کے مشیر شمران کے سردار بننے سے پہلے اسے یہ یقین دلا دیں گے کہ اسے ہم ... مشیر اور نہیں مل سکتے تھے۔" لاگا نے یقین سے کہا اور شمران دانت کچکچانے لگا۔

شمران دیر تک خاموش رہا۔ پھر بولا۔ "میاں خود کو بہت چالاک سمجھتا ہے۔ حالانکہ تسمورا ... نگلات میں اس نے جن سولا زریوں کو قتل کیا ہے ان کے قتل کا کیا جواز ہے۔ کیا میاں مجرم ... ہے۔ اس کے جرم کا انکشاف کرکے کیا اسے سرداری کے لئے نااہل قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

"بھول کر بھی سولا زریوں کے قتل کا نام نہ لینا شمران...... اول تو اس میں ہم بھی ملوث ہیں ... دوسرے قبیلے کا معاملہ ہے سولا زری عقابوں سے کمزور نہیں ہیں۔ وہ انتقام کے لئے جنگ پر ... ہو سکتے ہیں۔"

"اس سے کیا ہوگا۔ سولا زریوں کو منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے۔"

"نہیں شمران...... مستقبل کے مشیروں کو حالات پر ابھی سے نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ میاں نے تو تجھ سے تیری سرداری چھین لی۔ لیکن ہمیں علم ہے کہ طاقتور عقابوں کی عنان شمران کو سنبھالنی ہے۔ ہمیں عقابوں کی طاقت محفوظ رکھنی ہوگی۔ کیونکہ اس کے بعد......" لاگا پُر خیال ... خاموش ہوگیا۔

کچھ دیر انتظار کے بعد شمران نے کہا۔ "آگے کیوں نہیں بولتا۔"

"آہ...... آنے والے وقت کو میں تصور کی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں۔ شمران کا دور پہاڑوں میں ... تبدیلیوں کا دور ہوگا۔ میرے دوست ہماری دوستیوں کو قائم رکھنا ہم جیسے دوست تجھے اور ... ملیں گے۔"

"تو بکواس بہت کرتا ہے لاگا۔ جو کچھ تیرے دل میں ہے مجھے بتا۔ میں غصے سے پاگل ہو رہا ... اس وقت میرے دل کو سنبھالنا ضروری ہے۔"

"پہاڑوں میں لاتعداد قبیلے آباد ہیں۔ ہمارے بہت قریب سب سے زیادہ قریب بوستانہ ہے ... کی بستی۔ ان لاتعداد قبیلوں کو یکجا کرکے صرف ایک قبیلہ کیوں نہ بنایا جائے۔ دور دور پھیلے ہوئے قبیلے صرف عقابستان کیوں نہ کہلائیں۔ تمام قبیلوں کا ایک ہی سردار کیوں نہ ہو۔ جو ... کا شہنشاہ کہلائے۔ شمران اعظم پہاڑوں کا شہنشاہ۔"

"شمران اعظم...... عقابستان' پہاڑوں کا شہنشاہ......" شمران نے زیر لب کہا...... باقی دوستوں نے تحسین آمیز نظروں سے لاگا کو دیکھ کر کہا۔

"تیری ذہنی قوتوں کو ہم نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے لاگا۔ مگر آج تو نے جو عظیم تھ
اس کی مثال ناممکن ہے۔"
"لاگا بڑے دماغ والا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ہو سکے گا لاگا......" شمران نے کہ
"میں کر کے دکھاؤں گا۔ میرا وعدہ ہے شمران۔"
رات کو توبان نے حسب وعدہ وہی سب کیا جو اس سے کہا گیا تھا۔ قیمتی پتھر
تھا۔ توبان نے کہا۔ "اس پتھر کے عوض تو مجھے کم از کم چار نئے لباس اور دوسری ب
سکتی ہیں۔"
"احمق توبان...... یہ تو کچھ بھی نہیں ہے ہم نے تو فیصلہ کیا ہے کہ تجھے ایس
دیں۔ کیا تو پہاڑوں کا امیر ترین آدمی نہیں بننا چاہتا۔"
توبان کا سانس پھولنے لگا۔ اس نے حسرت سے کہا۔
"آہ یہ خواہش کس کے دل میں نہیں ہوتی۔"
"تو یوں سمجھ تیری یہ خواہش پوری ہونے کا وقت آگیا۔"
"مگر کیسے۔"
"دنیا میں کام کرنے سے کچھ ہوتا ہے خود بخود نہیں۔"
"میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔"
"شمران کے پاس ایسے نایاب پتھروں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہ
آپس میں تقسیم کرلیں۔ ان میں اپنا حصہ وصول کرنے کے لئے تجھے کچھ کام کرنے ہو
"کیا......؟"
"یہاں اس وقت کتنے محافظ موجود ہیں؟" توبان نے حساب لگا کر کہا......
"مجھ سمیت نو؟"
"انہیں میں سردار محافظ بھی ہے؟"
"نہیں گولانہ اس وقت اپنے گھر گیا ہے۔ وہ ہم سب کو محتاط رہنے کی ہدایت ک
"بیشک تجھے محتاط رہنا چاہئے اس قید خانے کے دروازے کو کھولنے کے لئ
وقت کون ہے۔"
"کوئی نہیں۔"
"تو پھر تو یوں کر کہ ہم میں سے ایک آدمی کو ساتھ لے کر خاموشی سے چلا جا
اس ذخیرے کو یہاں لے آ۔ لیکن نہایت احتیاط سے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو۔ ہم یہ خ
گے۔ اگر وہ وہاں پڑا رہا تو کسی اور کی نظر میں بھی آسکتا ہے اس طرح ہم اس س
گے۔"
توبان نے کچھ سوچا پھر بولا...... "میرے ساتھ کون جائے گا۔"
"میں۔" لاگا نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"ہم کتنی دیر میں واپس آجائیں گے۔ اصل میں مجھے اس بات کا خوف ہ
چل جائے۔ ہرچند کہ میرے اہل خاندان نہیں ہیں لیکن پھر بھی سب کے ساتھ میر

گی۔"
"تو دیر کر رہا ہے توبان...... اگر تجھے دولت کے حصول سے دلچسپی نہیں تو تیری
" لاگا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔
"نہیں نہیں...... میں اوپر جا کر دروازہ اٹھاتا ہوں تم میں سے ایک باہر نکل آئے۔" توبان
پتھروں کی طرف چل پڑا جو اوپر جانے کا راستہ تھے۔ قید خانے کا وزنی دروازہ چھت سے نیچے تک
تھا۔ غاروں میں بنے اس قید خانے کو بڑی خوبی سے محفوظ کیا گیا تھا۔ اور جب تک اوپر سے
خاص طریقے سے اس وزنی دروازے کو نہ اٹھایا جائے یہ نہیں کھلتا تھا توبان کے نگاہوں سے
اوجھل ہوتے ہی لاگا نے کہا۔
"آہ اگر اس قدر سادہ لوح لوگ دنیا میں نہ ہوں تو ہوشیاروں کی زندگی محال ہو جائے۔
ہوشیار......" دروازہ آہستہ آہستہ اونچا ہو رہا تھا۔ جونہی وہ اتنا اٹھا کہ اس کے نیچے سے نکلا جا سکے
سب سے پہلے لاگا اور اس کے بعد دوسرے تمام لوگ باہر نکل آئے۔ لاگا خاموشی سے ان سب کو
وہیں روک کر اوپر جانے والے راستے کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ شاید توبان کے پاس پہنچ گیا۔
شمران اور دوسرے ساتھی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے لاگا کو واپس آنے میں دیر نہیں
لگی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ نیچے آکر اس نے کہا...... "دراصل اس سے
مجھے اپنا قیمتی پتھر بھی واپس لینا تھا۔"
"آؤ......!" پھر وہ سب بے آواز آگے بڑھ گئے۔

O......O......O

زبردان شانگ جو کے شانہ بشانہ رہتی تھی اور اس نے آسٹرولین کے سامنے اعتراف کرتے
ہوئے کہا تھا۔
"یہ شخص اپنے فن میں یکتا ہے۔ میں نے اس میں کچھ ایسی صلاحیتیں محسوس کی ہیں جن پر
میں انگشت بدنداں رہ جاتی ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ زمین کی گہرائیوں میں رہنے والا سانپ ہو
جسے زمین کی ہر تہہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔ اس نے گندھک کا ایک ایسا ذخیرہ دریافت کیا
ہے جس کے بارے میں نہایت قیمتی آلات ہی سے اندازہ ہو سکتا تھا لیکن وہ کئی دن سے اس علاقے
کو سونگھ رہا تھا اور بڑبڑاتا رہتا تھا آج اس نے حقیقت پا ہی لی۔"
"تم ان دنوں اس کی کچھ زیادہ مدح سرائی کرنے لگی ہو' جبکہ مجھے اس کی منحوس صورت دیکھ
کر ہی اختلاج ہونے لگتا ہے۔" لیزا نے پریشان لہجے میں کہا......
زبردان مسکرا دی پھر اس نے کہا۔ "میں صرف اس کی پُراسرار صلاحیتوں کا تذکرہ کر رہی
ہوں لیکن آنٹی پچھلے دنوں سے میں آپ لوگوں کو زیادہ پریشان کر رہی ہوں۔"
"کیا ہم یہاں زندگی گزارنے آئے ہیں۔ زبردان......"
"لیکن زندگی کا ایک طویل دور ضرور......"
"ایسا بے معنی...... ایسا ہولناک......" لیزا نے کہا آسٹر اور دوسرے لوگ دلچسپی سے ان کی
باتیں سن رہے تھے۔
"آپ اس دور کو بے معنی نہ سمجھیں۔ اور یہ اتنا ہولناک بھی نہیں ہے۔ انکل آپ میری

اس گفتگو میں مدد کریں۔ آپ نے جس مقصد کے لئے یہاں تک کا سفر کیا تھا کیا اس کا حصو
تھا۔ کیا پہاڑ والے میرے استقبال کے لئے تیار بیٹھے تھے ہمیں مشکلات کا سامنا تو کرنا ہی
یہ شخص تو کچھ اور ہی مقاصد رکھتا ہے۔" لیزا نے کہا......

"نہیں آنٹی...... اس شخص نے تو مجھے نئی راہیں دکھائی ہیں یقین کریں اس شخص
سوچ کی راہیں کھولی ہیں۔ آنٹی شاید اس لئے کہ میرا خمیر یہیں کی مٹی سے اٹھا ہے۔ شاید
کہ بچپن سے آپ نے مجھے میرے دیس کی کہانیاں سنائی ہیں مجھے ان پہاڑوں سے پیار ہے۔
کا حسن قائم رکھنا چاہتی ہوں۔ جو کچھ یہ کر رہا ہے اس پر اس کا حق نہیں ہے لیکن اسے
دیں۔ بعد میں ہم اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ سب کچھ ہمارے لئے کر رہا ہے آنٹی
وقت کا فیصلہ مشکل ہے اگر آپ مجھے میرا مقام دینا چاہتی ہیں تو خوشدلی سے انتظار کریں۔ یہ
بہت طویل نہیں ہو گا آنٹی...... پلیز......"

"زربدان۔" آسٹرولین حیرت سے کھڑا ہو گیا۔ "یہ سب کچھ تمہارے ذہن میں پ
تھا؟"

"نہیں انکل...... یہ تو یہاں آ کر معلوم ہوا ہے لیکن اس زمین کی محبت بچپن سے میر
میں ہے۔ انکل میں کس قدر پُرسکون ہوں حالانکہ میں......؟" زربدان خاموش ہو گئی۔ اس
بھر آ گیا تھا۔

"اوہ سوری زربدان...... سوری میری بچی۔ بس میں خوف زدہ نہیں ہوں۔ مجھے اس
سے ڈر لگتا ہے۔" لیزا تڑپ گئی۔ اس نے زربدان کو سینے سے لگا لیا تھا۔

دوسرے دن شانگ جو نے پہاڑوں میں موجود تمام لوگوں کو ایک بڑے غار میں جمع
اس کا موڈ پھر خراب نظر آ رہا تھا۔ تمام لوگ یکجا ہو گئے تھے۔ اور وہ خاموشی سے سب ک
تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "کام کی رفتار بہت سست ہے۔ حالانکہ میں نے جو طریقہ کار اختیار کیا
سے مجھے امید تھی کہ خزانے کے متلاشی لوگ اس علاقے پر ٹوٹ پڑیں گے۔ لیکن...... اب
سوچتا ہوں کہ یہ طریقہ زیادہ کارگر نہیں رہا۔ ہم اتنے تھوڑے سے لوگوں سے شانگ کی
نہیں بنا سکتے۔ میں آپ لوگوں سے اس بارے میں بہتر تجاویز چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے
لوگ مجھے تجویز دیں۔"

"ہمیں غور کرنے کا موقع دیا جائے۔" ایک شخص نے کہا۔

"ضرور...... مجھے خوشی ہو گی۔ میں آپ سب لوگوں پر اعتماد کر رہا ہوں۔ مجھ سے
شانگ کی مملکت سے غداری کی سزا آپ کو خود سمجھ لینی چاہئے۔ لیکن اگر کسی نے کوئی
پیش کی تو اس کا مستقبل بہت تابناک ہو گا۔"

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے مسٹر شانگ۔" فلیش نے کہا اور شانگ کی نظ
طرف اٹھ گئیں۔ انشیا کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ اسے علم تھا کہ فلیش ذہنی طور پر شانگ سے
شاید کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے جس سے اس کی زندگی خطرہ میں پڑ جائے۔

"کیا تجویز ہے......؟" شانگ نے پوچھا۔

"مسٹر شانگ اگر آپ اس طرح لوگوں کا انتظار کرتے رہے تو آپ کو بہت طویل وق

گا۔ میری رائے ہے کہ آپ یہاں موجود لوگوں کے گروپ بنا دیں۔ انہیں مختلف انداز میں
بت دے کر اس کام کا آغاز کر دیں جو آپ شروع کرانا چاہتے ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص کام
رے گا باقی ہمیں لیبر درکار ہو گی۔ اس کے لئے ہم دوسرا طریقۂ کار دریافت کریں گے۔"

"کیا......؟" شانگ نے پوچھا۔

"ہمیں آہستہ آہستہ پہاڑوں کی آبادیوں کے قریب ہونا چاہئے ہم جوان اور طاقتور لوگوں کو
اغواء کریں گے یہاں ان پر کنٹرول قائم کریں گے اور ان سے لیبر کا کام لیں گے۔"

"کیا انہیں اغواء کرنا آسان ہو گا؟"

"ہرگز نہیں...... لیکن ایک ایک دو دو کر کے ہم انہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ خطرہ ہمیں
ج نہیں تو کل مول لینا ہو گا۔"

"تجویز قابل غور ہے۔ غور کیا جا سکتا ہے۔"

"طاقتور اور مستعد جوانوں پر مشتمل ایک گروپ بنایا جائے جو صرف یہ کام کرے۔"

"ہو سکتا ہے...... ہاں ہو سکتا ہے۔ ضرور ہو سکتا ہے۔ تمہاری تجویز اچھی ہے۔" شانگ
نے کہا۔

رات کو بلند چٹان پر مدھم اور ٹھنڈی ہواؤں کے درمیان زربدان نے فلیش سے کہا......

"تمہارے ذہن میں یہ خیال کیسے آیا......؟"

"اس کا محرک تم ہو ڈیزی۔"

"میں......؟" زربدان حیران تھی۔

"ہاں تم...... اس سے پہلے مجھے اس ماحول سے نفرت تھی میں شدید بیزاری محسوس کرتا
تھا۔ لیکن مجھے زندگی سے دلچسپی ہے اب میں جینا چاہتا ہوں جو تجویز میں نے پیش کی ہے وہ شانگ جو
کے زوال کا سبب بنے گی۔ اگر اتنے قلیل لوگوں کے ساتھ وہ پہاڑی باشندوں سے بھڑ جائے تو ان کا
مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور پھر ان لوگوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ شانگ جو کے لئے جان دیں۔ تم دیکھ لینا
کوئی بھی اس کے لئے دل سے نہیں لڑے گا۔"

"مگر لڑائی کس سے ہو گی......؟" زربدان نے پوچھا۔

"پہاڑیوں سے...... یہاں کے خونخوار باشندوں سے شانگ جو ان کی نگاہوں سے اوجھل
ہے۔ وہ ابھی یہاں اس کی موجودگی کے بارے میں نہیں جانتے۔ لیکن انہیں جان لینا چاہئے۔ اس
سے قبل کہ شانگ جو یہاں بہت طاقتور ہو جائے۔ انہیں اس کی یہاں موجودگی کا علم ہو جانا چاہئے۔
اگر شانگ جو کچھ جوانوں کو اغواء کرنے میں کامیاب ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔"

"کیا اچھا ہو......؟" زربدان نے دلچسپی سے پوچھا۔

"وہ انہیں یہاں قید کرے گا اور ہم موقع پا کر انہیں آزاد کر دیں گے انہیں بھگا دیں گے۔ وہ
پہ قبیلے میں جا کر غیر ملکیوں کی آمد کی خبر دیں گے اور قبیلہ ان پر چڑھ دوڑے گا۔"

"شانگ جو مقابلہ کرے گا۔" زربدان نے کہا۔

"اور شکست کھا جائے گا پوچھو کیسے؟"

"بتاؤ......" زربدان نے سوال کیا۔

"اس لئے کہ لڑنے والے ہم ہوں گے نا۔"

"ہاں ہم بھی ہوں گے۔"

"ہم عقب سے شانگ جو اور اس کے ساتھیوں پر گولیاں چلائیں گے۔ اور مہار
آتے ہی یہاں سے نکل بھاگیں گے۔" فلیش نے مسکرا کر کہا اور زربدان اسے دیکھنے لگ
نے مسکرا کر کہا...... "تم اتنا گہرا سوچ سکتے ہو فلیش......"

"اب سوچتا ہوں کیونکہ ...... اب مجھے اپنی نہیں تمہاری فکر ہے ڈیزی...... اب
لئے نہیں تمہارے لئے جینا چاہتا ہوں۔"

O......O......O

ناقابل یقین وسعتوں میں پھیلے ہوئے ان پہاڑوں میں لاتعداد بستیاں آباد تھیں
جن کی کہانیاں الگ الگ ہیں امن و سکون اور کسی نیک دل سردار کی سربراہی میں آباد
کی لطافتوں سے بہرہ ور اور کہیں وحشت و بربریت کا دور دورہ ...... ہر جگہ بے شمار نئی دا
اٹھائے کھڑی دنیا ان سے بے خبر لیکن جو جہاں کے رہنے والے وہاں کی کیفیتوں سے آشنا
ایک دور دراز پہاڑی خطے میں درمانہ بھی آباد تھی۔

خاصی بڑی آبادی پر مشتمل' صدیوں سے مختلف مدارج سے گزرتی ہوئی بو
عورتیں زندگی کے مختلف عوامل سے دوچار...... ہاماس کو اس بستی پر نازل ہوئے پانچ
اس نے سباتہ سے مقابلہ کیا تھا۔ بستی ہی کا آدمی تھا اور اس کی سرکشی کو دیکھتے ہوئے
پیش گوئی کی تھی کہ ہاماس ممکن ہے کبھی درمانہ کا سردار بن جائے۔ سباتہ نیک نفس آ
ہاماس نے اس سے مبارزہ طلب کیا تو اس نے نرم آواز میں کہا۔ "اگر تو سمجھتا ہے کہ
سربراہی مجھ سے بہتر کرسکتا ہے تو میں تیرے لئے راستہ چھوڑنے کو تیار ہوں اور
صلاحیتوں کو کس طرح استعمال کرسکتا ہے اگر بستی والے مطمئن ہوں تو میں ہمیشہ کے
سے دستبردار ہوجاؤں گا۔ لیکن اگر تو یہ منصب نہ سنبھال پائے تو خاموشی سے اپنی زند
میں جو کچھ کرتا ہوں کرتا رہوں گا۔" ہاماس نے نہایت گستاخی سے کہا۔

"بوڑھے سردار تیرے جسم میں اب جان کہاں کہ تو مبارزہ کے لئے میدان
بستی کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد میں جو کچھ کروں گا ایک سردار کی حیثیت سے کرو
اس میں مداخلت کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔ آ اور مجھ سے مبارزہ کر ورنہ اپنے
میں شمار کر' اور تیرا قتل تو میرے لئے نہایت ضروری ہوگا۔"

اس بات پر تو سباتہ کو بھی طیش آگیا اور اس نے مبارزہ منظور کرلیا لیکن ہاماس
نے سباتہ کو قتل کردیا تب سے وہ درمانہ کا سردار بنا لیکن درمانہ والوں نے شاید کوئی ایسا
جن کی بناء پر ایک ظالم سردار ان پر مسلط ہوگیا۔ ہاماس نے ان کے ساتھ بہتر نہ کیا' اور
توڑنے لگا' اس نے دولت کے انبار جمع کرلئے اور اس بستی کی کیفیت بھی بستی باگ
تھی۔ یعنی بستی کے عوام غریب تر ہوتے جارہے تھے۔ اور سردار اور اس کے حواری
تر...... اس کے ساتھ ساتھ ہی ہاماس نے ایک اور کام بھی کیا تھا' اسے بستی کے اہ
سے شناسائی حاصل تھی اور وہ جانتا تھا کہ مستقبل میں کون کون ایسا ہے جو اس

کے لئے اس نے بندوبست کرلیا۔ رات کی تاریکیوں میں اگر ایسا کوئی جوان
ئے گا چنانچہ ان
تنہا چلا جاتا تو پھر اس کی واپسی ممکن نہ ہوتی اس کی لاش مختلف انداز میں مل جاتی۔ یوں
ہوتا جیسے کسی جانور نے حملہ آور ہو کر اسے ہلاک کردیا ہو کہیں وہ گولی کا شکار پایا جاتا' ایسے
جوان اس دنیا سے رخصت ہوچکے تھے۔ لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ ان کی ہلاکت کا باعث
ہے؟

لازل خاندان کے پانچ بیٹے تھے لازل تو مرچکا تھا لیکن اس کی بوڑھی بیوی عقومہ اپنے بچوں
ساتھ زندگی گزار رہی تھی۔ عقومہ کے چاروں بیٹے بے مثال تھے اور ان کی شان و شوکت
کے قابل...... ان میں اتنی یکجہتی تھی کہ ہاماس کو کبھی ان پر ہاتھ ڈالنے کا موقع نہ مل سکا' وہ
ہوشیار بھی تھے۔ اور مشکل ہی سے قابو میں آنے والوں میں شمار کئے جاتے تھے' ہاماس ہمیشہ
نہیں تشویش کی نگاہوں سے دیکھتا تھا اور ابھی تک اسے موقع نہ مل سکا تھا کہ وہ ان چاروں کو یا
ہے کسی ایک دو کو ہی ہلاک کردے۔ اور انتہائی خاص آدمیوں سے وہ اس بارے میں
کرتا رہتا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ ایک رات وہ چاروں اپنی تیار فصلوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنی
وں پر موجود تھے کہ اچانک انہوں نے بستی والوں کو اپنی جانب آتے دیکھا۔ بہت سے لوگ تھے
مل مچاتے ہوئے آرہے تھے۔ سب سے آگے زوغال تھا جس کی آنکھوں سے شعلے اگل رہے
ایک اور بوڑھا آدمی اس کے ساتھ تھا جو کپکپاتا ہوا آرہا تھا زوغال نے کہا۔

"لازل کے بیٹو' بتاؤ میرے بچے کی لاش تم نے کہاں دفن کی ہے بتاؤ لازل کے بیٹو ہم نے کیا
تھا تمہارا' جواب دو تم نے ہمارے گھر کے چراغ کو کیوں بجھا دیا......؟" چاروں بھائی حیران رہ
گئے انہوں نے تعجب سے کہا۔ "بابا زوغال کیا بات ہے ہم تو کچھ سمجھ بھی نہیں پائے روشنی
والے کی قسم تمہاری بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی۔"

"آہ معصوم بننے کی کوشش مت کرو' یہ بتاؤ زوغا کہاں ہے......؟" پھر اس نے اپنے ساتھ
آئے ہوئے بوڑھے شخص سے کہا...... "تو نے کہاں دیکھا...... بول جواب دے۔ ان لوگوں
نے میرے بچے کی لاش کو کہاں زیر زمین کیا......؟" بوڑھے شخص نے کہا۔

"میں اس کی نشاندہی کرتا ہوں......" سب لوگ حیران تھے۔ بوڑھے شخص نے ایک
درخت کے نیچے زمین کھودنے کا اشارہ کیا اور جب زوغال نے چند افراد کی مدد سے درخت کی جڑ
کھودی تو اس میں سے اس کے بیٹے کی لاش برآمد ہوئی۔ تمام لوگ ششدر رہ گئے۔ اور عقوبہ کے
چاروں بیٹے بھی...... وہ اپنی صفائی پیش کرنے لگے۔ لیکن زوغال نے دھاڑیں مار مار کر روتے
ہوئے کہا۔

"روشنی والے کی قسم اگر میرے جسم میں جان ہوتی اگر میں اپنے بچے کا انتقام لے سکتا تو
ان چاروں کو بھی ساتھ ہی یہیں زمین میں دفن کردیتا۔ آہ انہوں نے میرے گھر کا چراغ بجھا دیا۔ آہ
زمانے نے برا کیا۔"

عقوبہ کے چاروں بیٹے گنگ رہ گئے تھے ان کے ہوش و حواس معطل ہوگئے تھے۔ بھلا وہ بے
چارے زوغال کے بیٹے کو قتل کیوں کرتے بلکہ اس سے تو ان کی دوستی تھی۔ ان کے وہم و گمان میں
بھی یہ بات نہیں تھی کہ زوغا انہیں کی زمین پر دفن کردیا گیا ہے۔ بوڑھا زوغال بیٹے کی لاش لے کر

ہاماس کے حضور پہنچا اور ہاماس نے اپنے حواریوں کو مسلح کر کے عقوبہ کے گھر کی جانب
اور مسلح حواریوں نے لازل کے گھر کے اطراف ڈیرہ ڈال دیا۔ سردار ہاماس کے حکم
کو گرفتار کرنے آئے تھے۔ گھر کے اندر بوڑھی عقومہ نے اپنے نیک دل بیٹوں
سوالات کر ڈالے تھے بستی کے اور بھی لوگ جو لازل کے دیرینہ دوست تھے عقومہ کے
اور ان لڑکوں سے سوالات کئے تھے۔ لڑکے خود ششدر تھے اور انہوں نے سب کو
تھا کہ وہ تو زوغا کے دوست تھے بھلا اسے قتل کر کے انہیں کیا حاصل ہوتا۔ انہیں
ہے کہ زوغا کو کب قتل کیا اور کس نے کیا اور کب لاش ان کی زمین میں درخت
گئی۔ انہوں نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"ہم تو زوغا کی موت پر خود بھی اتنے ہی افسردہ ہیں جتنا اس کا باپ آہ وہ تو
تھا۔" سب حیران ہوئے لیکن عقوبہ جہاندیدہ عورت تھی اس نے کہا۔

"سنو میں تمہیں حقیقت بتاتی ہوں آج اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے مجھ پر کہ
شیر دل نوجوان جو اپنی مثال آپ تھے دنیا سے رخصت کیسے ہو گئے۔ آہ یہ حقیقت ہے کہ
سے خوف زدہ تھا اور اس نے انہیں ہلاک کروا دیا تاکہ کبھی کوئی اس سے مبارغہ طلب
درمانہ کی سرداری اس کے ہاتھ میں رہے۔ روشنی والے کی قسم بات اس سے مختلف نہ
یہ بھی اس کی سازش ہے جبکہ ہمیں کبھی سرداری کی ضرورت نہیں تھی آہ میرے بچو
ہاماس بھیڑیا ہے اور تم لوگوں کو اس کا اندازہ ہے۔ دیکھو اب بھی کچھ نہ ہوا تو ایک ایک
کے سارے جوان اسی طرح ہلاک ہو جائیں گے اور یہ بوڑھوں کی بستی رہ جائے گی جن
کے پہاڑ توڑتا رہے گا۔" لیکن کوئی کیا کر سکتا تھا۔ اور پھر جب ہاماس کے حواریوں
دروازے پر دستک دی تو بوڑھی عقومہ ہی باہر آئی۔ ایک شخص نے اس سے کہا۔

"بزرگ عقومہ ہاماس کے حکم پر اپنے چاروں بیٹوں کی گرفتاری پیش کر دے اور
کہہ کہ کوئی مقابلہ نہ کرے ورنہ ہاماس کے حکم پر ہم انہیں قتل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے"

"تو پھر یوں کرو کہ پہلے تم اپنی بندوق کی گولی میرے سینے میں اتار دو اس کے بعد
ہو جاؤ وہ چاروں موجود ہیں۔"

"نہیں بزرگ عقومہ، ہم تیرا احترام کرتے ہیں لیکن براہ کرم ہمیں ہاماس کے حکم
کرنے دے کیونکہ ہم اس کے غلام ہیں۔"

عقومہ کے چاروں بیٹوں نے کہا۔ "اور ہم جانتے ہیں کہ انصاف کرنے والا کوئی
لیکن ہمارے سامنے ہماری ماں کو کوئی نقصان پہنچے، یہ ممکن نہیں ہم چلنے کو تیار ہیں۔"

عقومہ روتی پیٹتی رہ گئی۔ اور چاروں بیٹے آنے والوں کے ساتھ چل پڑے۔ درما
سنگین رات اتر آئی تھی صبح کو ہاماس کا دربار لگا تو پوری بستی وہاں موجود تھی۔ ہاماس
جوانوں کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں نفرت کے نقوش نمایاں ہو گئے۔

"بوڑھے زوغال کے گھر کا چراغ بجھاتے ہوئے تمہیں شرم نہ آئی۔ جب کہ لو
کہ زوغا تمہارا دوست بھی تھا۔ ہاماس کی مملکت میں کسی مظلوم کے قاتل کو کبھی معاف
جا سکتا۔ کیا تم جواب دو گے کہ تم لوگوں نے ایسا کیوں کیا......؟"

عقومہ نے اپنے بیٹوں سے آگے بڑھ کر کہا...... "سن ہاماس ہم نے کبھی تیرا کچھ نہیں
بگاڑا...... اگر تیرے دل میں یہ خیال ہے کہ مستقبل میں میرا کوئی بیٹا تجھ سے مبارغہ طلب کر کے
سرداری مانگے گا تو میں آج پوری بستی کے سامنے تجھے یہ یقین دلاتی ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ ہم
سب جس طرح تیری اطاعت کرتے ہیں اسی طرح ہمیشہ تیری اطاعت کرتے رہیں گے اور سن ہاماس
ان لڑکوں سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں...... انہیں جانے دے ان کے ساتھ کوئی ظلم نہ کر کہ
ظالم کی رسی بے شک دراز ہوتی ہے لیکن ایک دن اسے کھینچ لیا جاتا ہے اور پھر کوئی ایسا نہیں ہوتا
جو ظالم کو روشنی والے کے عتاب سے بچا سکے ہاماس تو نے بستی کے بے شمار جوانوں کو صرف اس
خوف سے موت کے گھاٹ اتروا دیا ہے کہ تیری سرداری تجھ سے نہ چھن جائے، لیکن اپنے بیٹوں
کی جانب سے میں تجھے اطمینان دلاتی ہوں کہ کبھی تجھ سے مبارغہ طلب نہ کریں گے۔"

ہاماس نے طیش کے عالم میں کہا۔ "بوڑھی عقومہ تیرے ان الفاظ کے جواب میں، ان لڑکوں
سے پہلے تیری گردن کٹوا دینا ضروری تھا لیکن افسوس میں کسی بوڑھی عورت کو سزا دے کر درمانہ
کی تاریخ میں کسی ظالم شخص کی حیثیت سے مشہور ہونا نہیں چاہتا۔ تیرا کیا خیال ہے کیا میں اتنا بے
جان ہوں کہ کسی مبارغہ کو قبول نہ کر سکوں۔ اگر یہ لڑکے ایک مظلوم شخص کے بیٹے نہ ہوتے تو میں
خود انہیں اجازت دیتا کہ مجھ سے مبارغہ طلب کریں، اور اپنے انجام کو پہنچیں لیکن یہ رعایت
قاتلوں کے لئے نہیں ہے۔ معزز مشیرو مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟" مشیر جانتے تھے کہ انہیں کیا جواب
دینا ہے انہیں علم تھا کہ زوغا کو کس نے قتل کیا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اصل میں ہاماس کیا
چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیک آواز کہا۔ "قاتلوں کو موت کی سزا دی جائے۔"

"آہ۔ ایسا نہ کہو۔ آہ یوں بیدردی سے میرے ایک ایک لمحے کی کمائی نہ گنواؤ...... تم سب
صاحب اولاد ہو۔ سب جانتے ہو کہ اولاد کو جنم دے کر اپنی ہر خوشی ہر آرام اس پر قربان کر دیا جاتا
ہے۔ میرے ان قیمتی لمحات کو یوں نہ گنواؤ۔ وہ قاتل نہیں ہیں۔"

"زوغال کے بیٹے کے قتل کے جرم میں لازل کے چاروں بیٹوں کو موت کی سزا دی جاتی ہے۔
انہیں درمانہ کے داخلی پہاڑ کے دامن میں سولی پہ لٹکا دیا جائے۔" ہاماس نے فیصلہ کر دیا اور عقومہ
دھاڑیں مارنے لگی۔

سورج ڈھلے داخلی پہاڑ کے دامن میں سولی گھر بنایا گیا اور چار بے گناہ جوان سولی پر لٹکا دیئے
گئے۔ ہزاروں آنکھیں اشکبار تھیں۔ لیکن عقومہ ایک گوشے میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ چند
لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ گھر واپس چلے۔

"کون سے گھر......" عقومہ نے حیرت سے کہا۔

"وہاں جہاں یہ نہ ہوں۔ میں اپنے بچوں کے ساتھ یہیں ٹھیک ہوں۔"

"اب یہاں کیا کرے گی عقومہ......"

"انتظار...... سنو...... آسمانوں سے انتقام لینے والے فرشتے چل پڑے ہیں۔ وہ عنقریب
یہاں پہنچیں گے۔ بس برف باری کا انتظار کرو۔ جب برف کے ریزے زمین تک پہنچیں گے تو وہ ان
پر سوار ہو کر آجائیں گے۔ پھر دیکھنا تماشا۔ وہ تماشا ہو گا کہ زمین روئے گی۔ بس تھوڑے سے وقت
کی بات ہے۔ جاؤ...... میرے گھر میں کیوں گھسے ہوئے ہو تم...... جاؤ اپنے اپنے کام کرو......!"

کوشش کرنے والے عقومہ کو واپس نہیں لاسکے۔

O......O......O

شمران فرار ہوگیا۔ قید خانے کے ایک محافظ توبان کی لاش قید خانے سے دستیاب ہو
عقابوں کے مسکن میں چاروں طرف یہی خبر گردش کررہی تھی۔ قید خانے کے محافظ میاں لائی
حضور حاضر ہوگئے۔

"ہم مجرم ہیں سردار......! لیکن جو کچھ ہوا وہ ناقابل یقین ہے۔ ہم کچھ نہیں بتاسکتے۔؟"

"تمہیں ہدایت کی گئی تھی۔ اور شمران کی طرف سے لاپروائی برتنے کی سزا بھی بتائی
تھی۔"

"ہم قصوروار ہیں۔ کیا کہیں؟" محافظوں کے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ وہ جانتے
کہ موت کے سوا اب ان کے لئے کچھ نہیں ہے۔ میاں نے ان سے پوچھا۔ "اب میں تمہارے
ساتھ کیا سلوک کروں؟"

"اگر گنجائش ہو تو ہمیں تھوڑی سی رعایت دیدے میاں۔"

"کہو........ کیا رعایت چاہتے ہو۔"

"قید خانے کا تحفظ ہماری ذمہ داری تھی۔ ہم اسے سرانجام دینے میں ناکام رہے۔
ہمارے بال بچے اس جرم کے شریک نہیں ہیں۔ ہم ان کی زندگی کی بھیک مانگتے ہیں۔"

میاں کے دل میں رقت پیدا ہوگئی۔ وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا۔ "بد
شیطان ہے۔ اور تم نے شیطان کو آزاد کردیا ہے نہ جانے اب اس کے ہاتھوں کسے کسے نقصان
پہنچے۔ آہ تم نے اس سے لاپروائی برت کر نجانے کیسے کیسے مشکل میں مبتلا کردیا ہے آہ میرا دل
چاہتا اب کہ کسی کو میرے ہاتھوں یا میری زبان سے تکلیف پہنچے، میں بہت گناہ گار ہوں اور
ہوں کہ روشنی والا مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ بہت گناہ گار ہوں میں اور سزا کے عمل سے
رہا ہوں۔ ٹھیک ہے جاؤ میں اپنی انا کے لئے کسی کی زندگی نہیں لے سکتا۔ اب میں اپنی انا
تمہاری زندگی نہیں لے سکتا۔ مظالم کا طویل سلسلہ نجانے کب سے جاری کیا ہوا ہے میں
مظالم کا دور ختم ہوا اور سزا کا دور شروع ہوچکا ہے۔ جاؤ میں نے تم سب کو معاف کیا۔ اپنے
بچوں کے ساتھ گزر بسر کرو، جاؤ اپنی سزائیں میں خود بھگتوں گا۔"

لوگ ششدر رہ گئے لیکن کوئی ایسا نہیں تھا جس نے میاں کی اس فراخدلی کو دل سے
سمجھا ہو، محافظ خود ششدر رہ گئے تھے اور پھر وہ میاں پر نثار ہونے لگے۔

"نہیں نہیں...... میں نے کوئی بڑا کام نہیں کیا ہے جاؤ سب سے بُرا کام تو میں نے
کہ ایک بیٹے کی آرزو کی۔ اپنی نسلوں کو قائم رکھنا چاہا اور اس کے لئے نجانے کیسے کیسے
ڈالے، اب یہ تو گناہوں کی سزا ملنے کا دور ہے، جاؤ تم سب۔"

غلام ہنگا نے بعد میں تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ "جو کچھ ہوا وہ تو بہت بہتر ہے میرے
آقا۔ لیکن مجھے ایک خدشہ ہے تیرے بھائی تیرے اس عمل کو معاف نہیں کریں گے۔
سمجھتا ہے عظیم آقا کہ وہ اس بات کو نظر انداز کردیں گے تو ایسا مشکل ہے آہ وہ بہت
تیرے لئے ہمیشہ بُرا چاہنے والے ہیں۔"

"وقت جو بھی کہے گا، اسے ماننا پڑے گا ہنگا۔ مگر میں اب کسی کی جان نہیں لے سکتا، مجھے
کا کوئی حق نہیں ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

ہنگا کی نگاہیں بہت تیز تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ بات چھپی رہنے کی نہیں ہے اور زیادہ وقت بھی
نہ گا، جب ایک چمکدار دوپہر عقابوں کے مسکن میں خبر ہوگئی کہ کوہ بخت باقی بھائیوں کے ساتھ
اپنے لوگوں کے ہمراہ عقابوں کے مسکن کی سمت آرہا ہے۔ میاں لائی کو خبر ملی تو اس نے فوراً ہی اپنے
ہرکارے دوڑا دیئے اور بستی والوں سے کہا۔

"خبردار اگر میرے بھائی مجھ سے تلخ کلامی کریں، تو کوئی طیش میں نہ آئے اور انہیں ایسا کوئی
جواب نہ دے جس سے عقابوں کے لئے جنگ کا خطرہ مول لینا پڑے۔" اور پھر میاں لائی نے اپنے
بھائیوں کا خیر مقدم کیا اور انہیں تعظیم دی۔ لیکن میاں لائی کے کوتے کے پاس پہنچ کر بھی اپنے
گھوڑوں سے نہ اترے، ان کی آنکھوں میں طنز اور طیش کے آثار تھے۔ کوہ بخت نے کہا۔

"خوب میاں لائی تو نے اچھا کھیل کھیلا۔ لیکن تیرا کیا خیال ہے۔ ہم سب احمق ہیں۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو بانغہ۔"

"صرف یہ کہ اس طرح تیری گلوخلاصی نہیں ہوگی۔ تو نے جو منصوبہ بنایا ہے وہ ناقص ہے۔
تو جانتا تھا کہ تو شمران کو نہ بچاسکے گا چنانچہ تو نے اسے تسمورا سے گرفتار کیا اور بساری میں لوگوں کو
ڈراتا ہوا یہاں لے آیا یہاں تو نے اسے قید خانے میں ڈال دیا اور پھر بیشمار محافظوں میں سے ایک
کو ہلاک کرکے اسے نکال دیا۔ باقی محافظوں کی جاں بخشی کرکے تو نے حساب پورا کردیا اور اب
ایک طویل وقت گزار کر شمران واپس آجائے گا اور اسے سرداری مل جائے گی تیری شفقت پدری
جوش میں آئے گی اور تو اسے معاف کردے گا واہ کیا خوب کہانی ہے۔"

"ایسا نہیں ہے میرے بھائیو۔ میں نے اس کے کبھی سردار نہ بننے کا اعلان کردیا ہے۔"

"اپنے بیٹے کی جان تو بچالی تو نے۔"

"روشنی والا جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔"

"لیکن ہم کچھ نہیں جانتے میاں۔ ہم نہیں چاہتے کہ پہاڑوں میں ایک بری روایت کا آغاز
ہو۔ بھائیوں کے قبیلے آپس میں جنگ کریں تجھے فیصلہ کرنا ہوگا۔"

"فیصلہ تم کروگے بانغہ۔ میں تمہارا چھوٹا بھائی ہوں۔"

"لیکن ایک مجرم بیٹے کا باپ۔ ایک مجرم قبیلے کا سردار۔" کوہ بخت نے کہا۔

"ہاں ایسا ہے۔"

"تو سن۔ جن لوگوں کو نقصان پہنچا ہے تو انہیں تاوان ادا کرے گا۔ ایک بھاری تاوان۔
اس کے علاوہ توبوستانہ کے سردار سالام کو بھی تاوان ادا کرے گا اور یہ تجھ پر لازم ہے کہ اب اگر
شمران عقابوں کے مسکن میں واپس آئے تو اسے دوبارہ گرفتار کرکے ہمیں اطلاع دے۔ اور اس
بار ہمیں اس کی گرفتاری کے لئے مقرر کرے کہ ہم ہی اسے سزا دیں اور اگر شمران ہمارے علاقوں
میں کہیں نظر آیا تو ہم تجھے آگاہ کئے دیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی اور
اسے اس کی جرم کی سزا موت کی شکل میں دی جائے گی۔ بول ہمارے اس فیصلے کو قبول کرتا ہے

"میں تمہارے اس فیصلے کو قبول کرتا ہوں باغہ' تمہارا تعین کردہ تاوان میں ادا
تیار ہوں' آہ بس ایک رعایت کر دینا اگر ممکن ہو سکے تو ایک رعایت کر دینا میرے ساتھ
تمہیں مل جائے تو بے شک اسے زندگی بھر کے لئے قید میں ڈال دینا۔ اسے قتل نہ کرنا باغہ
چھوٹے بھائی کی بڑے بھائی سے درخواست ہے بس اس سے زیادہ میں تم سے اور کچھ نہ کہوں
گا۔"

کوہ بخت نے نخوت سے منہ سکیڑا اور بولا۔ "اس کا فیصلہ بھی سالام ہی کرے گا
کی رقم ادا کرنے کی تیاریاں کر' ہم تجھے اس کے بارے میں بتائے دیتے ہیں۔"

میاں لائی نے خاموشی سے گردن جھکادی تھی اگر اس کا یہ انداز نہ ہوتا تو شاید
میں عقابوں کے مسکن کے لئے ایک بدترین وقت کا آغاز ہو جاتا' چار قبیلوں سے جنگ کر
عقابوں کے لئے اتنا آسان نہ ہوتا یا تو میاں لائی نے فراست سے کام لیا تھا یا پھر وہ ذہنی
نڈھال ہو چکا تھا کہ اب کوئی سخت عمل کرنے کے لئے تیار نہیں تھا بہرحال کوہ بخت اور
تمام بھائی یہ معاملات طے کرنے کے بعد واپس چل پڑے۔ کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا تھا جو
حالات پیدا کر دیتا۔

O.....O.....O
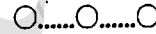
پُراسرار روایتوں کے حامل پہاڑی درّوں' گھاٹیوں اور کھائیوں میں پانچ گھڑسواروں کا
مسلسل جاری تھا معذور باتو ہزاروں غیر معذوروں سے بہتر ثابت ہو رہا تھا عمر اس پر ٹھہر گئی
چار طوفانی شہ سواروں کے مقابلے میں اس کا گھوڑا کبھی پیچھے نہیں رہتا تھا اس بات کی
لڑکیاں بھی قائل تھیں باتو سے کچھ ایسی انسیت ہو گئی تھی انہیں ایک لمحہ اس کا ساتھ چھو
تیار نہیں ہوتی تھیں اور یہ بھی بہت بڑی بات تھی کہ انہوں نے اپنی ماں سے کہہ دیا تھا
اس کی امانت ہے وہ جب چاہے ان سے زندگیاں مانگ سکتی ہے لیکن احکامات استاد اعظم
جائیں گے اور اس کا اظہار بھی انہوں نے بارہا کر دیا تھا۔ باتو بوڑھا ہونے کے باوجود
جوان تھا اور پہاڑی موسموں سے خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔ راستے میں اس نے بہت
کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان پہاڑوں کی طلسمی داستانوں کو بالآخر وہ اپنی نگاہوں سے دیکھ ر
داستانوں کو جاننے کے خواہشمند اپنی بڑی بڑی فوجوں کو یہاں لانے میں ناکام رہے لیکن
بوڑھا ان پہاڑوں میں آزادی سے دندناتا پھر رہا ہے اور کوئی اس کا راستہ روکنے والوں
فوہا اور دوسری لڑکیاں باتو کی معیت میں خوش تھیں' باتو نے انہیں بتادیا تھا کہ انہیں کیا کر
لڑکیاں اس سے متفق تھیں کہ باگ کو ہر طرح سے ناقابل یقین قوتوں کا مالک بنا دیا جائے
رہنے والے اتنے خوشحال ہوں کہ دوسری بستیوں کے لوگ رشک کریں اور اس کے۔
آبادیوں کو لوٹتا تھا۔ دن رات کا یہ سفر جاری رہا اور پھر وہ رات بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھی
لگتا تھا جیسے برف باری کا آغاز ہو جائے گا۔ جب انہوں نے اس مدھم ماحول میں کچھ
جگمگاتی ہوئی پائیں۔ یہ پہلی بستی تھی جو باگ سے نکلنے کے بعد انہیں نظر آئی تھی اور باتو
سے کہا۔ "تو یہ ہے وہ پہلی آبادی' جو باگ کی خوشحالی میں اضافہ کرنے کا باعث بنے گی
احتیاط سے چلیں۔ لگتا ہے پوری بستی گہری نیند سو رہی ہے۔ اور جو گہری نیند سوتے ہیں وہ

والے ہوتے ہیں۔" سب محتاط ہو گئے ان کے گھوڑے آہستہ روی سے بستی کے داخلی پہاڑ
...بڑھ رہے تھے۔ بستی کے محافظ انہیں کہیں نظر نہیں آئے اور وہ بستی کے سرے پر پہنچ
ہلکی ہلکی برفباری شروع ہو چکی تھی اور آسمان سے سفید ذرات اترنے لگے تھے۔ تبھی انہوں
ایک انسانی جسم کو متحرک دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کچھ اشارے کر رہا تھا پھر انہیں ایک
...ہوئی بوڑھی آواز سنائی دی۔

"تم مجھے تلاش کر رہے ہو نا۔ ادھر آ جاؤ میں یہاں ہوں۔ آؤ اس طرف آ جاؤ۔" باتو نے
...اور پانچوں گھوڑے اس طرف چل پڑے۔ قریب پہنچ کر انہوں نے چار انسانی جسموں کو
...ہوئی ٹکٹکیوں پر لٹکے ہوئے دیکھا۔ چار جوان لڑکے جو مرچکے تھے اور ان کے جسموں
تعفن اٹھ رہا تھا۔ بوڑھی عورت کا جسم نقاہت سے کانپ رہا تھا بال بکھرے ہوئے تھے ہونٹ
تھے۔ اس نے فریادی لہجے میں کہا۔

"ہاں یہی چاروں ہیں۔ انہیں پر ظلم کیا گیا۔ تم تو روشنی والے کے فرستادے ہو تمہیں سب
معلوم ہوگا۔ یہ بے گناہ ہیں نا۔ کیوں بے گناہ ہیں نا یہ۔"

وہ سب خاموشی سے بوڑھی عورت کو دیکھ رہے تھے۔ بوڑھی نے پھر کہا۔ "بتادیا تھا میں
...سب کو بتادیا تھا کہ کوئی سنے نہ سنے روشنی والا مجھے کبھی تنہا نہ چھوڑے گا۔ دیکھو میرے بے
...ہوں کا انتقام لینے والے چل پڑے ہیں بس جب برف کے ذرے زمین پر اتریں گے تو وہ ان
ہمراہ ہوں گے۔ جھوٹ سمجھا تھا سب نے۔ اب دیکھ لیں گے۔ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں
...میں چار دن سے اس جگہ دن رات تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ بہت دیر لگادی تم نے۔ خیر کوئی
نہیں۔ تم آتو گئے دیکھو۔ یہ میرے چاروں بیٹے ہیں۔" بوڑھی لٹکتی ہوئی لاشوں کے پاؤں
...لگی۔ "یہ سب سے چھوٹا ہے۔ اور یہ اس سے بڑا۔ بہت پیارے ہیں یہ چاروں۔" وہ انہیں
طرح چومنے لگی۔ باتو نے اپنے بدن کو سنبھالا اور نیچے اتر آیا۔ چاروں لڑکیاں بھی فوراً ہی اپنے
...وں کی پشت سے اتر گئی تھیں۔

باتو خاموش کھڑا بوڑھی عورت کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ بڑی چاہ' بڑے پیار سے تعفن زدہ
...کو چوم رہی تھی۔ چاروں لڑکیاں پُراحترام انداز میں اپنے استاد کے پیچھے کھڑی تھیں۔ باتو نے
...لکی ہوئی ٹانگوں کو متحرک کیا اور آگے بڑھ کر بوڑھی کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے نرم لہجے
...کہا۔

"انہیں کس نے اس حال کو پہنچایا ہے بزرگ عورت؟"

"وہی ظالم' وہی سفاک درندہ۔ ہاماس ہے اس کا نام۔ اس بستی کا سردار ہے۔ سب سمجھتے
...بھی جانتی ہوں۔ ہاماس ان سے ڈرتا تھا۔ یہ بات بھی دوسروں کو معلوم ہے درمانہ کے بہت
...بجھائے ہیں اس نے۔ وہ بہت سے جوان ایسے ہی تو نہیں مرگئے جن کی موت کے راز
...نہیں کھل سکے۔"

"ہاماس ایسا کیوں کرتا ہے؟"

"تاکہ کوئی اس سے مبارغہ طلب نہ کر سکے۔ کہیں اس کی سرداری نہ چھن جائے۔ میں نے
...ے کہا تھا کہ لازل کے بیٹے کبھی اس کے سامنے نہیں آئیں گے مگر...... دیکھ لو...... اس نے

انہیں بھی خاموش کردیا۔ اب یہ کبھی نہیں جاگیں گے۔"

"بستی والوں نے انہیں بچانے کی کوشش نہیں کی؟"

"سب طاقت کا ساتھ دیتے ہیں۔ سب درندے ہیں۔" عقومہ سسکتی ہوئی بولی۔

باتو لڑکیوں کی طرف مڑا۔ اس نے کہا۔ "فوبا اور میری دوسری بیٹیو! تم نے کبھی غرور سے انحراف نہیں کیا جس کے لئے میں تم پر ناز کرتا ہوں' مگر دیکھو...... میرے دل میں اگر انتقام کے دروازے کھلے ہیں تو بس ان لوگوں کے لئے جو ظالم ہیں اور معصوم لوگوں کو ظلم سے نجات دلانا نیکی ہے۔ ہم تمام آبادیوں میں نیکیاں پھیلائیں گے اور اب آغاز کرتے ہیں۔ اس بستی کے لوگ اگر ایک بوڑھی عورت کی داد رسی نہیں کرسکتے تو انہیں خوشحال رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ بزرگ عورت نے ان سے کہا کہ برف کے ذرات کے ساتھ انتقام لینے والے اتریں گے۔ آؤ اس کا قول سچ کر دکھائیں گے۔ بزرگ عورت جا بستی کے ہر گلی کوچے میں اعلان کردے کہ انتقام لینے والے آگئے ہیں۔ ہوشیار ہو جاؤ......"

ناتواں عقومہ نے مسرت سے گردن ہلائی پھر بولی۔ "مگر میرے بچے تنہا رہ جائیں گے۔"

"ہم ان کے پاس موجود ہیں۔ یہاں رک کر ہم تیری واپسی کا انتظار کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جاتی ہوں۔" عقومہ نے کہا' پھر وہ لاشوں کے پاس پہنچ کر بولی۔ "میں ابھی آتی ہوں۔ یہ تمہارے پاس موجود ہیں ۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ یہ تو روشنی والے کے فرستادے ہیں۔ اچھا میں ابھی آتی ہوں۔"

درمانہ خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ بے موسم کی برف باری نے جہاں لوگوں کو حیران کیا تھا وہیں وہ اس سے لطف اندوز بھی ہوئے تھے کچھ بزرگوں نے کہا۔

"یہ کوئی نیک شگون بھی نہیں ہے۔ ایسے واقعات روشنی والے کی طرف سے کچھ اور یاد دلانے کے لئے رونما ہوتے ہیں۔" پُرسکوت تاریکیوں میں گھروں کے دروازوں پر عقومہ کی پُرسوز آواز گونجی۔

"روشنی والے کے عتاب سے منکر لوگو۔ جاگ جاؤ۔ تمہاری غفلت کی نیند ختم ہوگئی۔ ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھانے والو' برف کے ذرات آسمان کے مسافروں کو زمین پر لے آئے اور اب ہیبت ناک گرج گونجے گی اور تمہارے وجود لہو زار ہو جائیں گے۔ بستی کی گلیوں میں خون بہے گا۔ انتقام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سونے والو جاگ جاؤ......"

"آہ یہ عقومہ کی آواز ہے۔"

"بے چاری پاگل ہوگئی ہے۔"

"بھوکی پیاسی ان لاشوں کے پاس پڑی رہتی ہے۔ جابر سردار نے لاشوں کو زمین کی آغوش میں پہنچانے کی اجازت بھی نہیں دی۔"

عقومہ گلی گلی چیختی پھر رہی تھی۔ کچھ دلوں پر لرزے طاری ہوگئے تھے۔ کسی نے کہا۔ "ماحول کا سکوت کسی طوفان کی خبر دے رہا ہے۔ کاش اس مظلوم عورت کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکتا۔ مگر وہ دیوانی ہوچکی ہے۔ مظلوم کی آہیں بے اثر نہیں ہوتیں ۔ ظلم کا بدلہ ہے۔"

"ظالم تو ہاماس ہے۔"

"گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے۔ یہ دنیا کی تاریخ ہے۔"

خاموش ماحول میں پہلی گرج ابھری اور جو لوگ عقومہ کی آواز سن کر نہ جاگے تھے وہ چونک کر جاگ گئے۔ پھر مسلسل دھماکے ہونے لگے اور ان کے ساتھ چیخوں کا طوفان آگیا۔ گھر روشن ہونے لگے لیکن چراغوں سے نہیں مشعلوں سے ہر شے کو چاٹ رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے یہ شعلے روشن ہوتی جارہی تھیں ۔ بدحواس لوگ ایک دوسرے سے سوال کررہے تھے اور کچھ بتا نہیں پا رہے تھے۔

یہ عقومہ کی بددعا ہے۔ آہ ابھی کچھ دیر پہلے اس نے آسمانی عتاب کی خبر دی تھی۔ پوری بستی میں موت گردش کررہی تھی جلتے گھروں سے باہر نکلنے والے گولیوں سے بھونے جارہے تھے دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر آوازیں ابھریں۔

"تھوڑی دیر کے لئے عقومہ کے بیٹوں کے انتقام کا یہ سلسلہ روکا جارہا ہے۔ درمانہ کے گھروں میں رہنے والے باہر نکل آئیں اور پھانسی گھر کے سامنے والے میدان میں جمع ہو جائیں۔ ورنہ کی جائے ورنہ پورے درمانہ کو آتش کدہ بنادیا جائے گا۔" لوگ پاگلوں کی طرح گھروں سے نکل بھاگے۔ پھانسی گھر کے سامنے اژدھام جمع ہوگیا۔ سب بری طرح کانپ رہے تھے رو رہے تھے لاشوں کے پاس عقومہ خاموش کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ پانچ گھڑ سوار یکجا ہوگئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"تمہارے لئے دوسرا حکم ہے کہ ہاماس کے کوشے پر جاؤ اور اسے اس کے ہر شناسا کے ساتھ زمین پر گھسیٹتے ہوئے یہاں لے آؤ...... خبردار کوئی باقی نہ رہے تم جانتے ہو کہ یہ عذاب تم پر ہاماس کی وجہ سے نازل ہوا ہے۔ جاؤ ظالم کو یہاں لے آؤ۔" دہشت کے مارے لوگ دوڑ پڑے اور ہاماس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی اس کے ساتھ یہ سب بھی ہوگا۔ اس کے محافظوں نے بستی کے لوگوں پر خوب گولیاں چلائیں لیکن کتنوں کو مار سکتے تھے بالآخر پکڑے گئے اور بے دردی سے گھسیٹ کر پھانسی گھر کے سامنے لے آئے گئے۔ اس طرح کہ زمین پر گھسیٹنے سے نہ صرف کپڑے پھٹ گئے تھے بلکہ بدن کے بیشتر حصے گھس کر لہو میں نہا گئے تھے۔ ہاماس کے تمام ساتھی بھی اس کے ساتھ لائے گئے تھے۔ باتو نے کہا۔

"ہاماس...... اس بوڑھی عورت کو پہچانتے ہو......!" ہاماس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ باتو عقومہ سے بولا۔

"تو نے ہمیں پکارا تھا بزرگ عورت دیکھ تجھ پر ظلم کرنے والے تیرے سامنے ہیں۔ ان کا فیصلہ کر......!"

"انہیں زمین سے رخصت کردو۔ انہوں نے میرے بچوں کو مجھ سے دور کردیا ہے۔"

"یہ کام بھی ہاماس کی بستی کے لوگ ہی کریں گے۔" باتو نے کہا اور اس کے اشارے پر خوفزدہ لوگوں نے ہاماس اور اس کے تمام ساتھیوں کو پتھروں سے کچل کر ہلاک کردیا۔ یہ خونی کھیل دن نکلنے تک جاری رہا۔ پھر باتو نے بستی والوں کو حکم دیا کہ لکڑیوں پر لٹکتی ہوئی لاشوں کے لئے گڑھا کھودا جائے۔ لاشیں جب گڑھے میں ڈالی گئیں تو عقومہ بھی اسی گڑھے میں لیٹ گئی۔

"نہیں بزرگ عورت۔ انہیں ان کے سفر پر روانہ ہونے دے۔ تجھے ابھی اس دنیا میں رہنا ہے۔"

"نہیں روشنی والے کے فرستادو۔ ایسا نہ کہو۔ میں اپنے بیٹوں سے دور نہیں رہنا چاہتی۔"

"تو زندہ ہے اور یہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔"

"تم غلطی پر ہو۔ میں تو ان کے ساتھ مر چکی ہوں۔ آہ شاید تم ماں کو نہیں جانتے۔ میں ان کی ماں ہوں۔"

"مگر تجھے ان کے ساتھ دفن نہیں کیا جاسکتا۔ کسی زندہ انسان کو ہم گڑھے میں کیسے دبا سکتے ہیں۔"

"تو لو...... میں مرجاتی ہوں۔" بوڑھی نے کہا اور آنکھیں بند کر کے بے جان ہو گئی۔ اس کی سانسیں بند ہو گئی تھیں۔ چند لمحوں میں اس کی موت کی تصدیق ہو گئی تھی باتو نے بھاری آواز میں کہا۔

"آہ اس واقعہ نے دل بوجھل کر دیا ہے۔ بستی والوں سے خراج وصول کرو اور یہاں سے نکل چلو......!" سب کچھ ہاماس کے کوتے میں تھا۔ بے شمار گھوڑوں پر نہایت قیمتی اشیاء اور اجناس کے انبار کئے گئے اور اس کے بعد بستی باگ کا رخ اختیار کیا گیا۔ یہ بے شک کچھ مختلف لیکن باگ کی خوشحالی کے لئے کامیاب کوشش تھی۔

O......O......O

شانگ نے فلیش کی تجویز کی منظوری دے دی۔ فلیش کی خواہش تھی کہ اسے اس گروہ میں جگہ دی جائے لیکن شانگ نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں دوست۔ تجویز تمہاری ہے عمل دوسرے کریں گے کون جانے یہ تجویز پیش کرتے ہوئے تمہارے ذہن میں کیا ہو' لیکن مشورہ چونکہ اچھا ہے اس لئے اس پر عمل کیا جائے گا۔"

فلیش نے مسکرا کر شانے ہلاتے ہوئے کہا۔ "گریٹ شانگ بہتر سمجھتا ہے۔ ہم ہر وہ کام خوشی سے کریں گے جو شانگ ہمارے سپرد کرے گا۔"

"مجھے تعاون کرنے والے ہمیشہ پسند آتے ہیں۔" پسندیدگی اپنی جگہ لیکن شانگ نے گروپ ترتیب دیئے تھے۔ ان کی سربراہی اپنے آدمیوں کو ہی دی تھی۔ تنہائی میں اشیا نے اپنے بھائی سے کہا۔

"اس وقت میں خوف سے کانپ اٹھی تھی جب شانگ نے تمہاری خواہش مسترد کی تھی مگر خدا کا شکر ہے تم نے صبر و سکون سے کام لیا۔ میں تمہارے اندر نمایاں تبدیلیاں پا رہی ہوں فلیش۔"

"ہاں۔ ایسا ہے اشیا۔ تم ٹھیک سمجھی ہو۔"

"کیا اس کی وجہ ڈیزی ہے؟" اشیا مسکرا کر بولی۔

"ہاں سسٹر۔ تمہیں بھی یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی ہے کہ ڈیزی اب میری روح کی گہرائیوں میں داخل ہو چکی ہے۔ میں اسے ہر قیمت پر اس پتھریلے جہنم سے نکال لے جانا چاہتا ہوں۔ اسی لئے میں نے اپنا مزاج بھی بدل لیا ہے مگر وہ شیطان......" فلیش نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"تمہیں ہوشیار کر رہی ہوں فلیش۔ اس کے خلاف جو کچھ بھی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو اس سے مجھے ضرور آگاہ رکھنا۔ تم ڈیزی کو یہاں سے بچا کر لے جانا چاہتے ہو اور میں تمہیں۔ تمہارے سوا دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔" فلیش نے محبت سے کہا۔

"کیا تم یہ جانتے ہو کہ شانگ نے تمہارے بارے میں کیا کہا ہے۔" اشیا بولی۔

"اوہو۔ میرے بارے میں بھی کچھ کہہ چکا ہے وہ؟" فلیش دلچسپی سے بولا۔

"ہاں۔ کہتا ہے کہ اگر میں اس کی محبوبہ نہ بن چکی ہوتی تو اس کی زندگی میں دوسری متاثر کرنے والی لڑکی ڈیزی ہے۔ اس نے کہا کہ تمہارا بھائی اس کی وجہ سے انسان بن گیا ہے۔"

"یہ شانگ نے کہا؟"

"میں تم سے جھوٹ نہیں بول رہی۔ وہ ڈیزی سے بے حد متاثر ہے اس کی بہت تعریف کرتا ہے۔"

"خیر...... میں خیال رکھوں گا۔"

کام شروع ہو گیا۔ کوئی پانچ دن لگے تھے۔ چھٹے دن تمام گروپ واپس آ گئے۔ شانگ کو اطلاع دی گئی کہ کوئی باقاعدہ بستی چھ کلومیٹر تک نہیں نظر آئی۔ لیکن کچھ فاصلے پر جنگلوں کے دوسری طرف چند گھڑسواروں کو دیکھا گیا ہے۔ جو مقامی باشندے ہیں اور جنگل میں قیام کئے ہوئے ہیں۔

"کیا وہ اب بھی وہاں موجود ہوں گے۔"

"ہاں ہم نے کچھ فاصلے سے ان کی حرکات کا جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے اپنے گھوڑوں سے زینیں اتار رکھی ہیں۔"

"تعداد کتنی ہے؟"

"صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔"

"خیر وہ کتنے ہی ہوں۔ انہیں گھیر کر یہاں تک لانا ہے اور میرے پاس اس کا طریقہ موجود ہے۔"

شانگ نے برق رفتاری سے کام کیا۔ کئی رنگین پیکٹ بنائے گئے جن میں قیمتی اشیاء' کچھ نشہ آور الکحل کی بوتلیں جو بے حد خوش ذائقہ تھیں محفوظ کی گئیں۔ بقیہ کام شانگ نے اپنی نگرانی میں کرایا تھا۔ اس نے نہایت محتاط طریقے سے یہ پیکٹ جنگل میں ایسی جگہوں پر پھینک دیئے جہاں سے انہیں دور دور سے دیکھا جا سکے۔ تیز رنگوں کے ریپر میں وہ ایک نگاہ میں کسی کو بھی نظر آ سکتے تھے۔ ان کا فاصلہ اور ترتیب اسی طرح رکھی گئی تھی کہ انہیں دیکھنے والے بالآخر اس سنگی دیوار تک پہنچیں جہاں ان کے لئے جال تیار رکھے تھے۔ شانگ بخوبی تمام کام سرانجام دے کر واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے وہاں موجود لوگوں کو حکم دیا۔

"تمام کام اس وقت تک کے لئے بند کر دیئے جائیں جب تک شکار جال میں نہ آ پھنسیں۔ ہر طرح کی نقل و حرکت بند کر دی جائے۔ تمام لوگ اپنی اقامت گاہوں میں محدود رہیں اور اس پر سختی سے عمل کیا جائے............!"

O......O......O

شمران کے فرار کی خبر ایسی نہیں تھی جو چھپ جاتی۔ باقی کسر میاں کے بھائیوں نے
کردی تھی۔ میاں ان دنوں تاوان کی ادائیگی کی تیاری کر رہا تھا۔ لوگ اس بارے میں
رہے ہوں سب سے زیادہ شیرماہ پریشان تھا۔ اب تو ماہ لخت نے بھی زبان کھول دی تھی۔

"میرے باپ تو نے میرا گھر تاریک کردیا۔ بتا میں عشمہ کو کیسے سمجھاؤں وہ رو رو کر
ہو جائے گی۔"

"ہم سب ہی وقت کی بے وفائی کا شکار ہوئے ہیں۔ ماہ لخت سارا قصور میرا ہی تو نہیں
الخت باغہ نے کہا تھا کہ شمران جوان ہو کر عقابوں کا سردار بنے گا اور اس وقت سب کو بتا
گا کہ دراصل وہ ماہ لخت کا بیٹا ہے۔ ہم اس تصور سے سرشار تھے لیکن افسوس........"

"صرف افسوس سے کیا ہوگا مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟"

"عشمہ کو سمجھا کہ شمران اگر اس حیثیت کا مالک نہ ہوتا اور اسی مزاج کا نوجوان ہوتا
ہمارے خاندان کا کیا حشر ہوتا۔"

"ایسا ہرگز نہ ہوتا۔ ہماری تربیت میں وہ اتنا بُرا نہ بنتا۔ اس کے مزاج میں آوارگی
اسے نہیں روک سکتا تھا ماہ لخت!"

"تو مستقبل کی سزا تو نے اسے بچپن میں دے دی میرے معزز باپ۔" ماہ لخت نے کہا
وقت عشمہ بھی ان کے پاس آگئی۔ اس کے رخسار بھی آنسوؤں سے تر تھے۔

"مجھے میری اولاد سے محروم کردیا گیا ہے۔ تم لوگوں نے اپنی انا کی تسکین کے لئے میری
اجاڑ دی۔ مجھے میرا بیٹا چاہئے۔ وہ جیسا بھی ہے مجھے میرا بیٹا واپس دو۔"

"عشمہ ہوش سے کام لو۔ دیکھو اگر میاں کو اصلیت کا علم ہوگیا تو وہ دیوانہ ہو جائے گا۔
وقت تو وہ ساری بستی سے شرمندہ ہے صرف اس خیال سے کہ اس کا بیٹا شمران مجرم ہے۔ جب
اسے معلوم ہوگا کہ اس کے ساتھ سازش ہوئی ہے تو وہ سازش کرنے والوں کو زندہ نہیں چھوڑے
گا۔"

"اس وقت بھی میں کونسی زندہ ہوں باغہ۔ میرا اکلوتا بیٹا مجھے جانتا بھی نہیں۔ وہ مجھ سے
دور جاچکا ہے کہ اب میں اس کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ تمہیں علم ہے باغہ کہ میاں لائی کے
میاں سے کیا کہہ گئے ہیں۔ وہ کہہ گئے ہیں کہ بات تاوان کی ادائیگی سے ختم نہیں ہو جائے گی
شمران انہیں جہاں بھی مل گیا وہ اسے ہلاک کردیں گے۔ کسی کا کیا بگڑا میری کوکھ اجڑ گئی۔ راز
جانے پر شامہ سومایہ کو مل جائے گی مگر میرا بیٹا۔"

"ہمیں اس مشکل وقت سے گزرنا ہے۔ شامہ کو سنبھالے رکھو۔"

"کیا سنبھالوں اسے۔ اس کی آنکھوں میں میرے لئے نفرت جاگ اٹھی ہے وہ روتی
ہے۔ وہ کہتی ہے تم میری ماں نہیں ہو۔ اس گھر میں کوئی میرا نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ مجھے تمہارے دکھ کا احساس ہے، لیکن شمران بے وقوف نہیں
بہت چالاک ہے ورنہ میاں کے قید خانے سے نکل جانا آسان نہ تھا۔ وہ کسی کے قابو میں نہیں
گا اور اب جب وہ ہمیں دوبارہ ملے گا تو ہم اسے سب کچھ بتادیں گے خود کو سنبھالو عشمہ
شامہ کو میں سمجھاتا ہوں۔ اسے اصل وجہ بتادی جائے تو ممکن ہے اس کی سوچ میں تبدیلی

آؤ عشمہ ایک دوسری پر الزام لگانا اس مشکل وقت میں مناسب نہیں ہے۔ ہم پر جو
آپڑی ہے اسے مل جل کر ہی ٹالا جاسکتا ہے ورنہ نتیجہ صرف مجھے یا الخت باغہ ہی کو نہیں
بھگتنا ہوگا بلکہ ہم سب اس کا شکار ہو جائیں گے۔ ہو سکتا ہے زندگی بچ جائے تو شمران ہمیں مل
جائے...... لیکن اگر ہم نے خود ہی اپنے ہاتھوں اپنی موت کا بندوبست کرلیا تو ہم میں سے کوئی
نہ بچ پائے گا۔ میاں لائی ایک خونخوار آدمی ہے اور اس وقت اس پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے
اس کی وجہ ہم قرار پائے تو بے شک اس نے قید خانے کے محافظوں کو معاف کردیا ہے لیکن ان
ساری برائیوں کی جڑ یعنی ہم اس کے عتاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ آؤ عشمہ ہمت سے کام لو۔"
اس نے اپنے بیٹے کو بہو کو محبت سے سنبھالا دیتے ہوئے کہا اور وہ شامہ کی طرف چل پڑے۔ جس
نے اپنے آپ کو گوشہ نشین کرلیا تھا...... لیکن اس گوشہ نشینی میں ان لوگوں کا ہاتھ بھی شامل تھا۔
انہوں نے اسے کوستے کے بالکل اندرونی حصّے میں رکھا تھا اور ہر فرد کو ہدایت کردی تھی کہ شامہ کو
زینت پر باہر نکلنے سے روکا جائے...... لیکن جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں شامہ تھوڑی دیر پہلے
موجود تھی تو انہوں نے شامہ کو وہاں موجود نہ پایا۔ شیرماہ کا دل دہشت سے دھڑک اٹھا اس نے پھٹی
پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا آہ کیا شامہ، کیا شامہ نکل گئی۔

○......○......○

قید خانے سے باہر نکلنے کے بعد شمران اور اس کے ساتھیوں کو علم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے
رات کی ان تاریکیوں سے فائدہ نہ اٹھانے کا مطلب یہ تھا کہ اس بار کسی قیمت پر وہ زندگی بچانے
میں کامیاب نہ ہو پائیں...... لیکن باہر نکلنے کے لئے انہیں کچھ انتظامات بھی کرنا تھے اور بھلا شمران
یہ نہ جانتا کہ اسے اسلحہ کہاں سے مل سکتا ہے اور گھوڑے کہاں سے۔ باپ کی ملکیت کافی تھی
اور اصطبل کے گھوڑے اس کے شناسا کوئی اجنبی اگر اصطبل میں داخل ہوتا تو گھوڑے یقینی طور پر
اپنے محافظوں کو جگا دیتے، لیکن مالک کی بو پہچانتے تھے۔ شمران نے چار گھوڑے تیار کئے احتیاط
سے ان پر زینیں کسیں اور اس کے بعد اسلحے کا حصول بھی شمران کے لئے مشکل نہ ہوا۔ اسے علم
تھا کہ اسلحہ خانہ کہاں ہے اور اس میں داخل ہونے کے لئے کون سے راستے مناسب۔ رات اپنے
آخری مرحلے میں داخل ہو چکی تھی جب شمران نے عقابوں کی بستی کے آخری سرے پر اپنے
گھوڑے کو روکا۔ بستی کی جانب منہ کیا اور غرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"عقابوں کی بستی والو اس وقت تمہارے درمیان سے جا رہا ہوں، لیکن قسم کھاتا ہوں سڑتی
ہوئی ہزاروں لاشوں کی کہ اس بستی میں واپس آؤں گا اور اگر میاں مجھے جیتا ملا تو تم لوگ اس کا
تماشا دیکھو گے۔ میں دنیا میں کسی رشتے کو نہیں مانتا، رشتہ صرف وہ ہوتا ہے جو اپنے کام
آئے اور جب اس نے میری حیثیت کو نظرانداز کرکے مجھے عام آدمیوں کی مانند سزا دی تو پھر میں
کیوں اس کا پابند نہیں ہوں کہ باپ بیٹے کا رشتہ قائم رکھوں۔ میری ماں بھی میرے لئے کچھ نہ کرسکی پھر ان
سے توقع کو حماقت ہی کا نام دیا جاسکتا ہے مگر میں احمق نہیں ہوں۔ یہ بستی ایک دن میرے قدموں
میں ہوگی۔ چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے اس وقت تک کے لئے میں جا رہا ہوں
میرا انتظار کرنا۔"

اس نے گھوڑے کا رخ بدلا اور اپنے ساتھیوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کردیا۔ چاروں

گھوڑے سرپٹ دوڑنے لگے۔ راستے کا کوئی تعین نہیں کیا گیا تھا۔ اس وقت تو صرف پوشیدگی کے لئے جگہ درکار تھی چنانچہ جدھر منہ اٹھا وہ لوگ چل پڑے۔ جانتے تھے کہ فرار کا علم ہونے بعد میاں اپنے آدمیوں کو ان کی تلاش میں دوڑا دے گا اور ہر وہ ممکن کوشش کرے گا جس انہیں دوبارہ پکڑ سکے۔ چنانچہ روشنی ہونے سے پہلے اتنا سفر کر لینا ضروری تھا کہ شمران کے ز انہیں نہ پا سکیں۔

سورج نے سر ابھارا تو وہ سنگلاخ پہاڑوں کے ایسے درّے پر تھے جس کے دونوں اونچے پہاڑوں کی سنگی دیواریں سیدھی کھڑی تھیں۔ درّہ سرسبز و شاداب تھا۔ سبز گھاس اور پھولوں سے سجا ہوا سنگی دیواروں کے دامن میں پتھر کے انبار تھے۔ شمران نے گھوڑا روک چاروں طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔ ''لاگا یہ کیسی جگہ ہے؟''

''قیام کے لئے بے حد موزوں۔''

''تیری بھی یہی رائے ہے؟''

''ہاں!'' لاگا نے کہا اور گھوڑے سے اتر گیا۔ باقی دوست بھی نیچے اتر آئے تھے۔ گھو سے زینیں وغیرہ اتار کر انہیں گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا اور وہ ایک مناسب جگہ آرام کرنے روانہ ہو گئے۔ سراول نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اور اب ہم برے حالات کا شکار ہیں ہمارے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ ہے اور نہ قرب و جوار میں کوئی آبادی۔''

''ہر بڑے کام کے لئے ابتداء میں مشکلات اٹھانی پڑتی ہیں۔'' لاگا نے فوراً جواب دیا۔

''لاگا ایک اچھا ساتھی ہے۔ باہمت اور ہوشیار...... لیکن لاگا شکم سیری کے لئے ہمیں کرنا ہی ہو گا۔'' شمران نے کہا۔

''ہمیں مستقبل کے لئے ہوشیاری سے منصوبہ بندی کرنی ہو گی۔ تجھے علم ہے کہ ہمارا نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ دشمن صرف میان لائی ہی نہیں بلکہ اس کے بھائی بھی ہیں۔''

''ہاں' میں جانتا ہوں۔''

''ممکن ہے آس پاس کی بستیوں کو ہماری تلاش پر مامور کر دیا جائے۔''

''بالکل ٹھیک کہتا ہے تو......!''

''ان تمام مشکلات کو مدنگاہ رکھ کر ہمیں آگے کا سفر کرنا ہو گا۔''

''تو پھر تیری کیا رائے ہے؟''

''ہمیں آبادیوں کے سائے سے بھی بچنا ہو گا۔''

''اس کے بعد ہمارا طریقہ' کار کیا ہو گا۔'' شمران نے کہا۔

''یوں تو شمران تو بہترین دماغ رکھتا ہے اور تجھے کچھ سمجھانے کی کوشش حماقت کے نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تو عقابوں کی سرزمین میں جو کچھ کہہ کر آیا ہے اسے پورا کرنے ہمیں بڑے سکون اور جانفشانی سے کام کرنا ہو گا۔''

''شمران فولاد ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم کسی ایسی آبادی کو نشانہ بنائیں جو چھوٹی وسیلہ ہو اور وہاں کا سردار زیادہ قوت نہ رکھتا ہو۔ شمران اس سے مبارزت طلب کرے اور شکست دے کر پہلے ہم ہلکا اقتدار حاصل کریں۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اپنی قوت بڑھا

ہو جائیں کہ عقابوں کے مسکن کا رخ کر سکیں۔'' جوہینا نے کہا جو شمران کا دوست تھا۔

''یہ ایک اچھا طریقہ ہے لیکن یہ کام بہت بعد میں شروع ہو سکتا ہے۔ اس وقت جب پہاڑ ہماری تلاش سے مایوس ہو جائیں۔ اس کے لئے ہمیں دور نکلنا ہو گا۔'' شمران نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے۔'' لاگا نے تائید کی۔

''مگر ہم شکم سیری کے لئے کیا کریں گے۔ جس کی فوری ضرورت ہے۔'' شمران کے آخری نے مظلوم لہجے میں کہا اور سب اس کی صورت دیکھ کر ہنس پڑے۔

''اب کے لئے سب سے بڑا مسئلہ شکم سیری ہے۔'' لاگا ہنستا ہوا بولا۔ ''لیکن اس کا کہنا ہے۔ سارے کام معدے کے کام کی تکمیل کے بعد ہی شروع ہوتے ہیں۔ اس کی فکر مت ارب۔ ذرا ان گھوڑوں کی ضرورت پوری ہو جائے اس سے زیادہ ہم یہاں قیام نہیں کریں پھر ہمارا سفر خوراک کی تلاش کے لئے ہو گا اور آگے ایسے جنگل ضرور ملیں گے جن میں جانور درخت ہوتے ہیں۔''

ایسا ہی کیا گیا۔ سورج بلند ہو گیا تھا۔ گھوڑے چاق و چوبند ہو گئے تھے چنانچہ ان پر دوبارہ یں کس لی گئیں اور آگے کا سفر جاری ہو گیا۔ زمین کی بے پناہ وسعتوں میں پھیلے ہوئے پہاڑوں جانداروں کے لئے وہ سب کچھ موجود تھا جس کا قدرت نے وعدہ کیا ہے اور قادر مطلق نے و ثواب کا تعین کر کے انسان کو بتا دیا ہے لیکن اسے اپنی رحمت سے کہیں مایوس نہیں کیا اور نہ فریق کی گئی اچھے اور بروں کے لئے۔ چنانچہ طویل فاصلہ عبور کرنے کے بعد جب وہ ایک بلند ی سلسلے پر سفر کرتے ہوئے ان ڈھلانوں تک پہنچے جن کے اختتام سے سرسبز و شاداب گھنے ان کا سلسلہ شروع ہوتا تھا تو ان کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ قدرت کے لگائے ہوئے وں کے ان سلسلوں میں ایسے درخت بھی نظر آ رہے تھے جن پر پھل لگے ہوئے تھے وہ پھل جو انی زندگی کے لئے کار آمد ہو سکتے ہیں اور جہاں یہ شادابیت ہو وہاں پانی کا حصول بھی مشکل نہیں لیکن ڈھلانوں کو عبور کرتے ہوئے انہیں ایک نیل گائے نظر آئی' جسے حکم دیا گیا تھا کہ چار وں کی شکم سیری کے لئے باہر آ جائے کہ شاید ان میں مزید بھوک کے رہنے کی تاب نہ ہو۔ سو یہی اور شمران کے نشانے ایسے نہیں ہوتے تھے کہ اسے دوسری گولی چلانی پڑے' سو اس کی پہلی ہی سے نیل گائے اوندھے منہ زمین پر آ رہی اور شمران ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

''درحقیقت زندگی کو تعیشات میں قید کر لیا گیا ہے اور جب بھوک عروج پر ہوتی ہے تو یہ ہو جاتا کہ سامنے موجود غذا کو طرح طرح کی نفاستیں بخشی جائیں۔ اصل چیز تو معدے میں ہ وزن ہوتا ہے' جو زندہ رہنے میں مدد دے اور اس وقت ہمارے پاس وہ ذرائع نہیں ہیں کہ ستوں کا اہتمام کریں چنانچہ آؤ گھوڑے چھوڑ دو اور اس مجرب گوشت سے ضیافت اڑاؤ۔''

''لیکن کیا ہم اسے کچا ہی کھا جائیں گے۔'' سراول نے سوال کیا اور لاگا نے قہقہہ لگایا۔

''میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اسے کھانے کا اصل طریقہ کیا ہو گا......''

لاگا نے پتھر کے ایک ایسے تیز دھار ٹکڑے کا انتخاب کیا جس نے نیل گائے کی کھال ایک ے کاٹ دی اور اس کے بعد لاگا کی طاقتور انگلیاں گرم جسم والی نیل گائے کی اس کھال کو اپنی ے ادھیڑنے لگیں اور اس نے اسے کسی چادر کے ٹکڑے کی طرح پھاڑ دیا اور اس کے تیز

مضبوط دانت نیل گائے کے گوشت میں اتر گئے جو ابھی پوری طرح جان بھی نہ دے پائی تھی اس کا جسم جگہ جگہ سے پھڑک رہا تھا۔ لاگا کا خون آلود چہرہ نیل گائے کے گوشت کے بڑے ٹکڑوں کو ادھیڑ کر دانتوں سے چبانے میں مصروف ہوگیا اور روئے زمین پر رہنے والے مہذب اگر اس کی اس وحشت خیزی کو دیکھ لیتے تو یقینی طور پر خوف سے بے ہوش ہوجاتے لیکن اس زندہ رہنے کا ایک طریقہ دریافت کیا تھا اور باقی دوستوں کو بھی اسی طریقے پر عمل کرنا پڑا۔ گوشت ابتداء میں تو ذرا کراہت کا باعث ثابت ہوا لیکن بعد میں اس کا نمکین ذائقہ ان لوگوں پسند آنے لگا اور چار وحشی غیر انسانی حرکات میں مصروف ہوگئے لیکن انہوں نے واقعی شکم حاصل کرلی تھی اور اپنے جسموں میں توانائی محسوس کر رہے تھے۔ سب ایک دوسرے کے چہ دیکھ کر قہقہے لگانے لگے۔ شمران نے اپنے دوستوں سے کہا۔

"اور بہتر ہے' کچا گوشت کھانے کی عادت ڈالو' بے وقوف بزرگوں کا کہنا ہے کہ اس سے میں توانائی پیدا ہوتی ہے اور طبیعت میں جوش بھی' ہمیں عام انسانوں سے اتنا ہی مختلف چاہئے۔ ورنہ ان پہاڑوں کی آبادیوں پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ البتہ یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ہم نیل گائے کے گرد نوحہ کناں ہوجائیں اور بقیہ زندگی اس کے گرد بیٹھ کر گزار دیں۔ بھوک پیاس کا مسئلہ ختم ہوگیا ہے چنانچہ اب آگے کا سفر اختیار کیا جائے......"

اور خون اور گوشت کے ذائقے سے بدمست شمران کے تینوں ساتھیوں نے اس سے اتفاق کرلیا' چنانچہ جنگلوں میں پھر سفر کا آغاز ہوگیا اور وہ آگے بڑھنے لگے۔

دن اور رات۔ رات اور دن۔ شمران کم از کم اپنی ان کوششوں میں کامیاب ہوگیا تھا اگر میان لائی کی درخواست پر قرب و جوار کی بستیوں والے ان چار مفرور مجرموں کو تلاش کر رہے ہوں تو انہیں کامیابی نہ حاصل ہوسکے۔ یہاں تک کہ ان جنگلوں کی وسعتیں ختم ہوگئیں اور کے آخری سرے پر پہنچنے کے بعد انہوں نے معمول کے مطابق ایسے سنگی پہاڑ دیکھے جن کا سلسلہ در تہہ دور تک چلا گیا تھا لیکن یہاں رکنے کے بعد لاگا نے کہا......

"بہتر ہے شمران کہ یہاں ہم کچھ وقت بسر کریں' کیونکہ اس جگہ کو چھوڑ کر آگے کا سفر کرنے سے پہلے ہمیں وہ کام کرلینے چاہئیں جو کم از کم آگے شکم سیری میں ہمارے لئے رکاوٹ نہ بنیں۔"

"تو یہ کہنا چاہتا ہے لاگا کہ یہاں سے ہم خوراک کے ذخائر حاصل کرلیں۔ تیرا کہنا بالکل درست ہے ہم یہاں بہت وقت گزاریں گے اور ان درختوں کے پھل اور ان کے درمیان پھرنے والے جانوروں سے گوشت حاصل کریں گے تاکہ آگے کے سفر میں ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔" یہ جگہ ہر لحاظ سے اس قابل تھی کہ یہاں وقت گزاری کی جاسکے چنانچہ گھوڑوں کی زینیں اتارلی گئیں اور انہیں آزاد چھوڑ دیا گیا۔ درختوں کے نیچے بسیرے کے لئے معقول بندوبست کرلیا گیا تھا۔ یہاں بھی خاصا وقت آرام کرتے ہوئے گزرا۔ آس پاس کا ماحول بہت دلکش تھا۔ ایک روشن صبح جوہیتا نے ماحول میں کچھ تبدیلی دیکھی۔ یہ خوشنما رنگ پہلے اس جگہ موجود نہیں تھا۔ کوئی اجنبی شے تھی جو دور سے نظر آئی تھی۔ جوہیتا تجسس سے آگے بڑھ گیا۔ بالکل ہی نئی شے تھی۔ جوہیتا نے اسے اٹھالیا۔ کچھ دیر اسے الٹتا پلٹتا رہا پھر اس کے مضبوط ہاتھ اس شے کو خراب کرنے لگے اور اس نے اسے پھاڑ دیا۔ اندر سے جو کچھ برآمد ہوا وہ بھی حیرتناک تھا چنانچہ

لئے ہوئے دوسرے دوستوں کے پاس آگیا۔

"یہ کیا ہے؟" شمران نے تعجب سے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ وہ دیکھو یہ اس جگہ سے مجھے دستیاب ہوئی ہے جہاں تم وہ رنگین ڈھیر دیکھ رہے ہو۔"

"مگر اس لمبے برتن میں کیا ہے؟" شمران نے نشہ آور محلول کو ہلا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں......!" جوہیتا بولا۔ شیشے کے برتن کو توڑ کر اس سیال کو چکھا گیا اور شمران بولا۔

"آہ...... یہ تو بہت خوش ذائقہ ہے۔ دیکھ لاگا۔" لاگا نے بھی اسے چکھا اور کہا۔

"اور بے حد سرور بخش......!"

"لیکن یہ آیا کہاں سے۔ ذرا جائزہ لو......!" شمران نے ٹوٹے برتن سے بہہ جانے والے قطروں کو حلق میں انڈیل لیا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "آؤ وہ جگہ دیکھیں۔" سب چل پڑے۔ کچھ دور چلے ہوں گے کہ انہیں ایک اور رنگ نظر آیا اور وہ اس جانب دوڑ پڑے۔ ایک دوسرے ڈبے سے بھی انہیں وہی اشیاء ملیں شمران پُر مسرت لہجے میں بولا۔ "یہ تو ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔ آؤ دوسرے برتن تلاش کریں۔" مشغلہ واقعی دلچسپ ثابت ہوا انہوں نے کافی دور نکل کر ایسے کئی برتن حاصل کرلئے۔ یہ سلسلہ پہاڑی دیوار تک پہنچا تھا اب ان کے پاس کئی ایسے برتن جمع ہوگئے تھے بعد میں یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

"یہ بہت خوش ذائقہ اور سرور بخش مشروب ہے۔ میرا سر گھوم رہا ہے۔ بیٹھ جاؤ اور تم بھی اس کا ذائقہ چکھو۔" شمران لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولا۔ سب وہیں بیٹھ گئے برتنوں سے برآمد ہونے والے مشروب کے ذائقے سے لطف اندوز ہونے لگے۔

"شمران...... یہ شے درختوں سے بہنے والے اس دودھ سے ملتی جلتی نہیں جس سے ہم محروم کردیئے گئے۔"

"اسے پینے سے اس سے کہیں زیادہ سرور۔" شمران نے جھومتے ہوئے کہا لیکن جملہ پورا نہ کرسکا۔ اس کی پلکیں ایک دوسرے سے جڑنے لگی تھیں۔ لاگا نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو شمران۔ واہ بھئی واہ۔" اس سے زیادہ اس کا کچھ کہنے کو جی نہ چاہا اس نے آسودگی سے آنکھیں بند کرلیں جبکہ جوہیتا اور سراول اس سے پہلے ہی لڑھک گئے تھے۔ ان آنکھوں سے بے نیاز جو پہاڑ کی بلندیوں سے جھانک کر دلچسپی سے ان کا جائزہ لے رہی تھیں۔

O......O......O

میان بے حد افسردہ تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر ہر شخص اندازہ لگا سکتا تھا۔ کوہ بخت سالام نکل گئے تھے اور میان اپنے کوستے میں جا بیٹھا تھا۔ دوسرے دن اس کے مشیروں نے اس سے بات کی۔

"تاوان کی ادائیگی کے لئے کیا فیصلہ کیا گیا ہے؟"

"اس کا انتظام میں خود کروں گا۔"

"کیا یہ ہماری تذلیل نہیں ہوگی۔"

"یہ ہماری تقدیر ہے۔"

"کوئی اور حل نہیں ہے میان؟"

"ہے' اور وہ صرف جنگ ہے لیکن میں جنگ نہیں لڑنا چاہتا کیونکہ یہ میری کوتاہی کی بنا ہوگی۔ میں اپنے گناہوں کے نتیجے میں' عقابوں کو نہیں مروانا چاہتا۔"

"سردار کی توہین پورے قبیلے کی توہین ہوتی ہے۔"

"درحقیقت میں سرداری کے قابل نہیں ہوں۔ بہتر ہے تم لوگ مجھ سے بہتر کوئی سر منتخب کرلو۔" مشیر خاموش ہوگئے۔

سومایہ نے کہا۔ "تیرا یہ فیصلہ غلط ہے میان۔ سرداری کسی اور کو دینے کے بعد جو کچھ ہو جانتا ہے۔"

"لوگ مجھ سے انتقام لیں گے' یہی نا......؟"

"ہاں۔ ایسا ضرور ہوتا ہے۔"

"ایک بات بار بار میرے ذہن میں آتی ہے سومایہ۔ تو میرے سوال کا بُرا تو نہیں مانے گی"

"کیا سوال ہے؟"

"تو شمران کی ماں ہے۔ اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے تو اس قدر افسردہ نہیں ہے جتنا میں۔"

سومایہ اس سوال پر پہلے کچھ خوفزدہ سی ہوگئی لیکن اس کے بعد اس نے خود کو فوراً ہی سنبھال لیا اور بولی۔

"شاید میں تجھ سے زیادہ مضبوط اعصاب کی مالک ہوں میان۔ ہاں میں اس وقت پریشان ہوگئی تھی جب تو نے شمران کو گرفتار کرکے مجرم کی حیثیت سے اپنے سامنے طلب کیا مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں تو اسے اس کے جرم کی کوئی کڑی سزا نہ دے دے۔ پھر جب تو نے اسے کی سزا دی تو مجھے اطمینان ہوگیا۔ میان تیری نیک دلی کو بے شک میں دل سے مانتی ہوں ورنہ زادے اور مستقبل کے سردار تو نجانے کیا کیا کرتے ہیں اور تجھے خود بھی یاد ہوگا کہ سرداری حا کرنے کے لئے تو نے کیا کیا تھا۔ میان میرا یہ خیال تھا کہ شمران کو کچھ عرصے قید رکھنے کے بعد تیرے بھائیوں کا جوش کم ہوجائے گا تو اسے آزادی دے دے گا اور سرزنش کرکے دوبارہ حیثیت بحال کردے گا۔ مگر تو نے اعلان کیا کہ وہ کبھی سردار نہیں بنے گا۔ تو مجھے بہت غم ہوا وہ تیرا فیصلہ تھا...... اور میان میں نے تیری ہر بات کو مانا ہے اور ہمیشہ تیری وفاداری کو دو بات سے مقدم سمجھا ہے' سردار کے فیصلے کے خلاف میں احتجاج بھی نہیں کرنا چاہتی تھی میں نے یہی کیا۔ شمران نکل گیا۔ میں تو اب بھی اپنے آپ کو یہی دھوکا دیتی ہوں کہ ہو سکتا اس کے فرار کا بندوبست تو نے ہی کیا ہو۔ تو ایک زیرک آدمی ہے' جس طرح تو نے سارند کو سومایہ نے کہا اور میان غصے سے چلا اٹھا۔

"خاموش رہ بدزبان عورت' بار بار مجھے میرے گناہ کا احساس دلا کر کچوکے کیوں دی نہیں میں نے ایسا نہیں کیا اور میں نے اپنے ماضی میں جو کچھ کیا ہے' اس کی اس سے بھی ملنی چاہئے مجھے۔ آہ تو نے مجھ پر طنز کیا ہے۔ تو نے میرے زخمی دل پر اور زخم لگائے ہیں او آپ کو باوفا کہتی ہے۔ شمران کے وجود میں میرا نہیں تیرا بھی خون شامل ہے۔"

"شاید تو نے میرا مقصد نہیں سمجھا میان۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتی تھی۔" سومایہ پریشانی سے اسے ایک دم احساس ہوا تھا کہ اس نے واقعی اب تک خود کو بہت زیادہ افسردہ نہ ظاہر کرکے غلطی کی ہے۔ "میں تو یہ کہنا چاہتی تھی کہ ہم شمران کے لئے کچھ اور راستے بھی تلاش کرسکتے تھے۔ روشنی والے نے ہمیں کوئی دوسرا بیٹا بھی نہیں دیا۔"

"آہ شاید اس نے یہ احسان ہی کیا ہے مجھ پر۔ ورنہ میرے بدترین گناہوں کی سزا کچھ اور ہو جاتی۔" میان نے کہا اور کوستے سے باہر نکل آیا۔ جب اس کے دل پر زیادہ بوجھ آپڑتا تو بلند پہاڑیاں ہی اس کی سکون گاہ ہوتی تھیں۔ ہنگا نے اس کے ساتھ قدم بڑھائے تو اس نے کہا۔ "نہیں ہنگا۔ میں تنہائی چاہتا ہوں۔"

"تو نے غلام کو غلام کے بجائے دوست کا درجہ دیا ہے آقا۔ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"نہیں ہنگا۔ افسوس اس وقت میں کچھ اور نہ سنوں گا۔" میان نے کہا اور پہاڑیوں کی طرف چل پڑا۔

شام جھک آئی تھی اور فضاء سے اندھیرا اتر رہا تھا۔ میان خاموشی سے اسی چٹان پر جا بیٹھا جو اس کے تمام گناہوں کی گواہ تھی۔ اس کے سامنے میان نے اپنے ہر گناہ کا اعتراف کیا تھا۔ وہ آسمان سے اترے ہوئے اندھیروں کو دیکھ رہا تھا اور یہ اندھیرے اسے اپنی روح میں اترتے محسوس ہو رہے تھے۔ دفعتاً اسے ایک آہٹ سنائی دی اور اس نے ناخوشگواری سے گردن گھمائی۔ اس کا خیال تھا کہ ہنگا نے حکم عدولی کرتے ہوئے اس کا پیچھا کیا ہے' لیکن اسے ہنگا کے بجائے ایک نوجوان لڑکی نظر آئی جو اس کی طرف آرہی تھی۔ میان حیرانی سے اسے دیکھتا رہا۔ جب وہ قریب آگئی تو اس نے پوچھا۔ "کون ہے تو......؟"

"شامہ ہے میرا نام......؟" لڑکی رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"یہاں کیوں آئی ہے۔ کس کی بیٹی ہے تو......؟"

"تیری......!" شامہ نے جواب دیا۔

میان لڑکی کے الفاظ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "ہاں تیری عمر کی لڑکی میری بیٹی ہی ہوسکتی ہے۔ بیشک میرے قبیلے کی ہر لڑکی میرے لئے بیٹی کا درجہ رکھتی ہے بتا کیا تجھے کسی نے پریشان کیا ہے کوئی تجھے ستا رہا ہے کسی کی شکایت کرنا چاہتی ہے تو۔"

"ہاں میں شکایت کرنا چاہتی ہوں۔" شامہ نے سسکی لے کر کہا۔

"دیکھ لڑکی...... یہ جگہ جہاں تو آگئی ہے صرف سرداروں کے لئے مخصوص ہے۔ یہاں کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے لیکن خیر تو نوعمر ہے ممکن ہے تجھے یہ معلوم نہ ہو۔ کوئی اگر سردار سے کسی کی شکایت کرنا چاہتا ہے تو اس کے کوستے میں آتا ہے۔ کیا نام بتایا تو نے۔ شاید شامہ...... تیرے باپ کا نام کیا ہے۔"

"میان لائی...... اور جس کی شکایت میں تجھ سے کرنا چاہتی ہوں وہ میری تقدیر ہے؟"

"کیا بکواس کررہی ہے۔ میان لائی میرا نام ہے اور عقابوں کے قبیلے میں کوئی دوسرا میان لائی نہیں ہے۔" میان جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"روشنی والے کی قسم...... دن کو چمکنے والی آگ اور رات کو روشن کرنے والے چاند کی

قسم...... میں تیری بیٹی ہوں؟"

"میری بیٹی......" میاں گھٹے گھٹے لہجے میں بولا۔ اچانک اس کے بدن کو جھٹکا لگا۔ اس
بے اختیار کہا۔ "کیا تیری ماں کا نام شہ بدان ہے۔ تو فوہا' غلمانہ یا شیرایہ ہے۔ مگر تو اپنا نام
بتاتی ہے آہ میرے خدا...... تو میری سب سے چھوٹی بیٹی تو نہیں ہے۔ کیا تجھے روزال نے تو
نہیں چرھایا۔ روشنی والے کی قسم اگر تو وہ ہے تو تجھے سینے سے لگالوں گا۔ روشنی والے کی قسم
غلام روزال کو موتیوں میں تول دوں گا۔ میں اسے سچے دل سے معاف کردوں گا کیا روزال زندہ
کیا وہ......" میاں لائی خوشی سے کانپنے لگا۔

"نہیں میرے باپ' نہیں غافل سردار...... تو جو کچھ کہہ رہا ہے وہ میری سمجھ میں نہ
آرہا۔ میں وہ بدنصیب بیٹی ہوں جس کے بارے میں اس کا باپ کچھ نہیں جانتا۔"

"تب تو شاید دیوانی ہے۔ کہیں واقعی تو......" میاں اسے غور سے دیکھنے لگا اور شامہ
پر ہاتھ رکھ کر سسکنے لگی۔ میاں اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے دل میں بے قراری کی ایک
اٹھی۔ اس نے ہمدردی سے اس کا بازو پکڑا تو شامہ نے اپنا سر اس کے سینے سے ٹکادیا۔

"روشنی والے کی قسم تو میرا باپ ہے جو کچھ میں کہوں گی سچ کہوں گی یہ سچ مجھے بھی
نہیں تھا۔ بس وہ لوگ آپس میں باتیں کررہے تھے اور میں نے ان کی باتیں سن لیں۔ تب ا
نے مجھے قیدی بنالیا۔ میری نگرانی کرنے لگے۔ میں سوچتی رہی اور آخر میں نے فیصلہ کیا کہ میں
باپ کے پاس آؤں۔"

"یہاں بیٹھ اور مجھے بتا کہ واقعہ کیا ہے۔"

"واقعہ یہ ہے مجھ بدنصیب کے باپ کہ وہ عورت جس نے مجھے جنم دیا۔ الخت باغہ ک
سوء یہ ہے۔ میں اسے ماں کہہ کر نہیں پکاروں گی کیونکہ وہ نہ مخلص بیوی ہے نہ مامتا وا
ماں......"

"سومایہ...... الخت باغہ کی بیٹی......؟"

"اور تیری بیوی...... شمران کو اس نے جنم نہیں دیا تھا۔ شمران اصل میں ماہ لخت کا بی
اور عشمہ اس کی ماں ہے جو دن رات اس کے لئے روتی رہتی ہے اس عورت کو اس کے سر
نے مجبور کیا تھا اور شیرماہ کو الخت باغہ نے جو نہیں چاہتا تھا کہ سومایہ بیٹی کی ماں کہلائے او
پیدائش مجھے عشمہ کی گود میں ڈال دیا گیا اور عشمہ کے بیٹے کو سومایہ نے حاصل کرلیا۔ یہ
جانے کیوں کیا گیا۔ لیکن اصل ظلم میری ماں نے کیا اور مجھے لاوارث کردیا۔"

میاں کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ آنکھیں پھاڑے شامہ کو
تھے۔ شامہ نے کہا۔

"شیرماہ کے کوستے میں اجنبی ہوں میں۔ وہاں نہ میری ماں ہے اور نہ باپ وہ سب ظا
اور...... اب میں ان کے پاس نہیں رہ سکتی۔ تجھے یہ سب کچھ بتا کر میں اب کسی پہاڑ کی بل
سے نیچے کود جاؤں گی۔ میں اس عورت کو کبھی ماں نہیں کہوں گی جسے علم تھا کہ میں اس کی
مگر اس نے کبھی میری پیشانی نہیں چومی۔ میرے سردار میں ہر محبت سے محروم ہوں۔ میری
کسی کے لئے ضروری نہیں ہے میں تنہا نہیں جی سکتی۔" شامہ بلک بلک کررونے لگی۔ میاں

ے عالم میں تھا۔ شامہ دیر تک روتی رہی پھر وہ واپسی کے لئے مڑی تو میاں بے اختیار آگے
اور اس نے شامہ کو پکڑ کر سینے سے لگالیا۔ اس کے ہونٹوں نے شامہ کے سر کو چھوا اور شامہ
بار پھر بے اختیار ہوکر رونے لگی۔

O......O......O

شانگ جو بہت خوش تھا۔ بے ہوش افراد کو اس نے بالکل نہتا کردیا تھا اور اس وقت تمام
ان کا جائزہ لے رہے تھے روزال نے سرگوشی میں آسٹرولین سے کہا۔

"یہ اسی علاقے کے لوگ ہیں پتہ نہیں اس طرف کیسے نکل آئے......" شانگ جو نے ہر
ے مشورہ کیا آسٹرولین نے کہا۔

"لیکن عظیم شانگ ان لوگوں کی زبان کون سمجھے گا ان سے اس طرف کے حالات کیسے
کئے جائیں گے؟" شانگ مسکرادیا پھر اس نے ایک شخص کو آواز دی جس کا نام یو آن لی تھا۔
ن جو اس سے بولا۔

"لی میرے دوست مسٹرولین کا کہنا ہے کہ ان لوگوں سے ان کی زبان میں گفتگو کیسے کی
ہے' تم انہیں جواب دو......" لی نے کہا......

"میں بآسانی ان کی زبان بول سکتا ہوں' کیسے یہ نہ پوچھنا کیونکہ اس کے پس منظر میں ایک
انی ہے اور وہ کہانی میں مسٹر شانگ جو کو سنا چکا ہوں بس اتنا ہی کافی ہے۔"

آسٹرولین نے پُرخیال انداز میں گردن ہلادی' ان لوگوں کو ایک ایسی جگہ رکھا گیا تھا جہاں
ان میں آنے کے بعد ہر متوقع واقعے سے نمٹا جاسکے۔ شانگ بہرحال اس سلسلے میں بہترین منصوبہ
تھا' رفتہ رفتہ وہ ہوش میں آنے لگے۔ وقت بھی اتنا گزر گیا تھا کہ ان پر سے نشہ آور شے کا اثر
ل ہوجائے ان کی کیفیت توقعات سے مختلف نہیں تھی۔ وہ زمین پر پڑے ایک ایک کی صورت
رہے تھے پھر ان کے حواس بحال ہوئے تو وہ دیوانہ وار اٹھ گئے۔ انہوں نے اپنے جسموں کو
اور اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نے کچھ کہا' لی پہلے سے اس کے لئے تیار تھا وہ آگے
کر بولا......

"پہاڑوں کے رہنے والو! تمہیں شانگ کی مملکت میں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔"

"ہم کونسے پاگل خانے میں آپھنسے ہیں اور تم لوگ' تم تو شکل و صورت سے اور اپنے حلیئے
پہاڑوں کے رہنے والے نہیں معلوم ہوتے۔"

"ہاں' ہم پہاڑوں کے اس سمت کے لوگ ہیں لیکن تمہارے ہی علاقے میں ہیں اور تم
ے مہمان کی حیثیت رکھتے ہو کیا تم اپنا نام بتانا پسند کروگے پہاڑی دوست......؟"

"تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم پہاڑ پار کے رہنے والے ہو اور پہاڑوں کے اس طرف سے آکر
گئے ہو......؟"

"کیا بات ہے۔" اس شخص نے عجیب سی نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کو دیکھا' تب ان میں
ک اور شخص جو نوجوان اور خوبصورت تھا لیکن اس کے چہرے پر ایک عجیب سی شیطنت
ی تھی کہنے لگا۔

"میرا نام شمران ہے اور تم سے جو شخص گفتگو کررہا ہے یہ لاگا کے نام سے جانا جاتا ہے باقی

بھی میرے دوست ہیں لیکن ہم یہاں کیسے آگئے اور وہ شے کیا تھی جس نے ہمیں بدمست کردیا۔
"اگر اسے پی کر تمہیں لطف آیا تو سمجھ لو کہ یہاں اس کے ذخائر موجود ہیں اور ہمیں تم
دوستی درکار ہے۔"

شمران نے مسکراتی نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور بولا۔ "لگتا ہے ہم
شاطر لوگ ہم پر قابو پانے میں کامیاب ہوگئے ہیں' لیکن لاگا کیا یہ ایک دلچسپ اور اچھی بات
ہے کہ ہمیں ایسے لمحات میں کام کے لوگ مل گئے جن سے ہماری بات بن سکتی ہے۔"

لاگا کی آنکھیں چمک اٹھیں اس نے کہا۔ "شرط یہ ہے کہ یہ لوگ ہم پر اعتبار کریں۔"

یو آن لی نے کہا"...... ہم خود تمہاری دوستی اور تمہارا اعتبار چاہتے ہیں۔"

"مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم تمہاری گرفت میں کیسے آگئے؟"

"وہ صرف اتفاق تھا ہمارے کچھ احمق ساتھی اس راستے سے گزرتے ہوئے کچھ الجھ
گرا آئے جنہوں نے تمہاری رہنمائی یہاں تک کردی اور چونکہ ہم لوگ ان پہاڑوں میں
اس لئے مجبوراً تمہیں یہاں لانا پڑا۔" یو آن لی نے یہ سب کچھ طے شدہ منصوبے کے تحت کہا
شمران نے اسے قبول کرلیا اور اس کے بعد بولا۔

"ہرچند کہ پہاڑوں کے اس طرف آنے والوں کو ناپسند کیا جاتا ہے اور تمام قبیلے اس
متفق ہیں کہ ان میں آپس میں کتنی ہی چپقلش کیوں نہ ہو' لیکن کسی بیرونی شخص کو دیکھتے ہی
جائے' لیکن میں واحد شخص ہوں اور میرے یہ ساتھی بھی میرے ہی ہم نوا ہیں کہ میں تمہاری
دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتا ہوں اور اس کے پیچھے ایک باقاعدہ مقصد ہے۔"

"تو پھر میرے ذریعے اس عظیم مملکت کے سربراہ سے گفتگو کرو۔" یو آن لی نے ش
شمران اور لاگا سے ہونے والی تمام گفتگو سے آگاہ کیا تو شانگ نے کہا۔

"ہم اس معزز دوست کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اگر اس کے پاس کوئی منصوبہ یا خیال
اس کی پذیرائی کرنے کو تیار......"

یو آن لی کے ذریعے جو گفتگو شمران نے شانگ سے کی اس کا لب لباب یہ تھا کہ
سردار کا بیٹا ہے لیکن سردار نے اسے قبیلہ بدر کردیا ہے اور اب وہ اپنا مقام خود بنانا چاہتا ہے
لی کے ذریعے شمران نے پہاڑوں کے اس طرف کی جو داستانیں سنائیں وہ شانگ کے
دلچسپ تھیں۔ اور شانگ نے اپنے ان دوستوں کے لئے دل کے دروازے فراخ کردیئے
عیاش طبع تھا۔ یہاں اسے جو صورتیں دیکھنے کو ملیں انہوں نے اسے بہت متاثر کیا اس نے
کہا۔

"لاگا پہاڑی عورتیں بھلا ان حسین لڑکیوں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتی ہیں
ایک بہت ہی دلچسپ بات ہے کہ یہ چالاک لوگ یہاں اپنا مسکن بنانے میں کامیاب ہوئے
اتنا ضرور جانتے ہیں کہ اب پہاڑوں کا کوئی قبیلہ ہمیں دوست کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا
ہمارے دشمن ہیں' ایسی حالت میں پہاڑ پار کے ان احمقوں کے ذریعے قوت کیوں نہ حا
جائے؟"

"یہ ایک بہترین عمل ہوا ہے اور ہم آخری بار جس بستی کے قریب سے گزرے

پہاڑوں کی بستی معلوم ہوتی تھی شمران انہیں مشورہ دو کہ پہاڑوں سے آگے قدم بڑھائیں اور اس
بستی کے سربراہ سے مبارغہ طلب کرکے اس کی سربراہی حاصل کرسکتے ہو ان لوگوں کی مدد کے
ذریعے"

شمران سوچ میں ڈوب گیا پھر یہ تجویز شانگ جو کے سامنے رکھ دی گئی تو شانگ جو نے پُر خیال
انداز میں گردن ہلا کر کہا۔

"میرے دوست شمران میں اپنے مترجم کے ذریعے اپنا یہ خیال تم تک پہنچا رہا ہوں مجھے اپنے
ساتھیوں سے مشورہ کرنے کا موقع دو اور ہاں ذرا یو آن لی کو اس بستی کا جائے وقوع بتادو اور
یہ بھی بتادو کہ وہ کتنے فاصلے پر ہے اور ہمیں وہاں تک پہنچنے کے لئے کونسا ذریعۂ سفر اختیار کرنا
ہوگا۔" یو آن لی نے شمران سے اس بارے میں معلومات حاصل کیں اور شانگ جو نے تمام ذہین
لوگوں کو جنہیں وہ اپنا مشیر سمجھتا تھا اور جن پر اعتماد رکھتا تھا جمع کرکے کہا۔

"اور یہ تو ہمارے منصوبے میں شامل تھا کہ ہم یہاں سے قدم آگے بڑھائیں اور اتفاق کی
بات ہے کہ مہذب دنیا کے لئے جو جال میں نے پھیلایا تھا وہ اتنا کارآمد نہیں رہا جتنا میں نے سوچا
تھا لیکن پھر بھی میرے ساتھی اور وہ جواب میرے قابل اعتماد دوستوں میں شامل ہوگئے ہیں اتنی
ذہین ہیں کہ ہم ایک چھوٹی آبادی کو قابو میں کرسکتے ہیں گویا وہاں سے شانگ کی مملکت کا آغاز
ہوجائے گا۔ اور یہ احمق پہاڑی جو اپنے آپ کو سردار بنانا چاہتا ہے اگر ابتدائی طور پر ہمارے
مقاصد کی تکمیل کردے مطلب یہ کہ ہم اسے عارضی طور پر اس بستی کی سربراہی سونپ دیں تو کوئی
حرج نہیں کیونکہ اس کے ذریعے آئندہ کے لئے بہت سے کام نکل سکتے ہیں اور یہ تو بہت ہی اچھا
ہوگا کہ یہیں سے شانگ کی مملکت کا آغاز ہوجائے' ایسی دو چار بستیاں ہمارے قبضے میں
آجائیں تو سمجھ لو کہ ہمیں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہم انہیں اتنا طاقتور بنادیں گے کہ
پہاڑوں کو اس طرف رخ کرنے کی جرأت نہ ہوسکے گی۔ اور اسکے بعد ان پہاڑوں کی گہرائیوں میں
چھپے ہوئے عظیم الشان خزانے شانگ کی مملکت کو جلا بخشیں گے اور میری دوست اور دست راست
لیزا اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ یہ زمینیں ایسی معدنیات سے مالا مال ہیں کہ شانگ کی مملکت
دنیا کی عظیم مملکتوں میں شمار ہوسکتی ہے واہ گویا تقدیر نے میرے حق میں فیصلہ کرہی دیا۔"

اور یہ فیصلہ شمران کو سنایا گیا تو شمران نے انہیں بتایا......"اس بستی کا نام کرشانہ ہے اور
بستی بھی بڑی نہیں ہے ہمیں اس پر حملہ کرکے اسے قبضے میں کرنا ہے اور تم لوگ مطمئن رہو'
پہاڑیوں کی ریت ہے کہ مبارغہ طلب کرنے والے کو کامیابی پر سرداری سونپ دی جاتی ہے اور میں
چونکہ انہیں علاقوں کا باشندہ ہوں اس لئے اس کا حق رکھتا ہوں۔"

چنانچہ منصوبہ تیار ہوگیا' شانگ کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ سو افراد جن میں اس نے آسٹرولین
کے پورے گروپ کو بھی شامل کیا' زربدان کو تو اس نے خود ہی اپنا دست راست بنا رکھا تھا' بس
لیزا کا معاملہ سامنے آیا لیکن لیزا کو ساتھ لینے کی سفارش زربدان نے کردی اور کہا کہ بستی پر
حملہ کرنے والوں میں وہ بھی ایک کارآمد شخصیت ثابت ہوگی۔ کیونکہ وہ آتشیں ہتھیار چلانا جانتی
ہے۔ اور اس کا مظاہرہ بھی لیزا نے کرکے دکھادیا لیکن درحقیقت زربدان' آسٹرولین' روزال' بڈاور
کے درمیان جو خفیہ میٹنگ ہوئی تھی اس میں زربدان نے طے کیا تھا کہ اس بستی کو چھوڑ کر

آگے بڑھ جائیں گے لیزا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ "لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم
جائیں گے؟"

"ڈیر آنٹی یہ بات تو ہمارے درمیان پہلے سے طے تھی کہ ہمیں پہاڑوں میں آگے نکلنا ہے
تو صرف اتفاق تھا کہ ہم یہاں شانگ کے قبضے میں آگئے' اگر ایسا نہ ہوتا تو اپنے منصوبے کے
اس علاقے میں داخل ہونے کے بعد ہم یہاں کے لوگوں کا روپ اختیار کرتے آپ لوگوں نے
منصوبے کے تحت تو ان علاقوں کی زبان سیکھی تھی بات صرف حلیوں کی ہے تو یہ تو بہت اچھا ہے
ہمیں یہاں کے ماحول کا جائزہ لینے کے لئے کچھ وقت مل گیا حلئے بھی تبدیل کر لئے جائیں گے
اس مصیبت سے تو نکلا جائے۔"

آسٹرولین نے لیزا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "اور یوں لگتا ہے ڈیر لیزا کہ تم اصل میں
ہوگئی ہو ورنہ ہمارے پروگرام میں کوئی حیرت ناک تبدیلی نہیں ہوئی ہے سوائے اس احمق
کے جو یہاں اپنی مملکت تعمیر کرنے میں مصروف ہے۔" لیزا نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر
ہلا دی...... چاروں طرف منصوبہ بندیاں تھیں۔ شانگ اپنے طور پر سوچ رہا تھا کہ شمران کو
بنائے' شمران اور اس کے ساتھی اپنے اقتدار کے لئے کوشاں تھے اور آسٹرولین اپنے چھوٹے
گروہ کے ساتھ اس خیال کے تحت مصروف تھا کہ انہیں یہاں سے نکلنے میں مدد مل جائے۔
نے تیاریاں بھی برق رفتاری سے کی تھیں اور منصوبہ بڑی تیزی سے تکمیل کی جانب بڑھ رہا
یہاں تک کہ شانگ نے تمام لوگوں میں ہتھیار تقسیم کر دیئے یو آن لی کی مدد سے نقشہ ترتیب
جس میں شمران نے مخلصانہ رہنمائی کی تھی اور پھر یہاں کے معاملات چند ذمے دار لوگوں
کرنے کے بعد شانگ نے شمران کی رہنمائی میں قدم آگے بڑھا دیئے اور اچھا خاصا لشکر
ساتھ تھا جو بلاشبہ کسی چھوٹے موٹے قبیلے سے جنگ کر سکتا تھا۔

O......O......O

وہ سب حواس باختہ ہوگئے انہوں نے ایک دوسرے کی صورتیں دیکھیں پھر شیرماہ
سے گھٹی گھٹی آواز نکلی "رحم...... روشنی والے رحم...... کیا ہم پر برا وقت آ گیا۔"
شیرماہ کی بیوی نے کہا۔ "ماہ لخت دوڑو...... شیرماہ تم بھی باہر جاؤ ممکن ہے ابھی
زیادہ دور نہ گئی ہو۔ آہ کاش وہ دور نہ گئی ہو اور تمہیں باہر مل جائے۔ ابھی کوئی کچھ نہیں جا
ہر قیمت پر قابو میں کر لینا خواہ اسے زخمی کرنا پڑے۔ بے ہوش کر دینا اسے کہ اس کے منہ
لفظ نہ نکلے ارے خود کو سنبھالو' جلدی کرو...... اور ہاں یہاں سے میان کے کوستے کی طرف
ضرور اسی طرف گئی ہوگی اپنی ماں کے پاس یا......"

شیرماہ اپنے بیٹے کو اشارہ کر کے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر اس نے ماہ لخت سے کہا۔
مختلف سمتیں اختیار کرنی چاہئیں پتہ نہیں وہ کس راستے سے گئی ہو۔" دونوں چل پڑے
حالت بہت خراب تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا
نے اسے دیکھا تو کہا۔

"خیریت تو ہے بزرگ شیرماہ کچھ پریشان نظر آتے ہو۔"

"اس وقت میرا راستہ نہ روک مجھے جلدی ہے۔"

"کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ شاید میں کچھ مدد کر سکوں۔"

"تو بہت جچتی ہے امراس دراصل شامہ ناراض ہو کر کوستے سے نکل گئی ہے وہ بہت جذباتی
غصے میں اپنی زندگی کے لئے کوئی خطرہ نہ مول لے بیٹھے۔"

"شامہ تمہاری پوتی......"

"ہاں!"

"آہ...... یہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کس قدر خود سر ہوگئے ہیں کسی کو خاطر میں ہی نہیں
واقعہ کیا ہوا تھا......؟"

"تیرا دماغ خراب ہے شاید...... بہتر ہے کہ تو بھی اسے تلاش کر مل جائے تو چاہے زبردستی
اسے میرے کوستے پر لے جانا۔"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ میں جاتا ہوں۔" امراس نے کہا۔

"اور سن کسی اور کو اس بارے میں نہ بتانا کہیں تو مجھے رسوا ہی نہ کر دے۔"

"میں تیرا دوست ہوں دشمن نہیں۔" امراس نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ ماہ لخت سے شیرماہ
ات میان کے کوستے کے پاس ہی ہوئی تھی دونوں نے ایک دوسرے کو مایوسی سے دیکھا۔

"وہ اس طرف نہیں آئی......" ماہ لخت نے کہا۔

"آؤ اسے دوسری جگہوں پر تلاش کریں۔" نہ جانے کتنی دیر وہ مارے مارے پھرتے رہے
انگ کے ساتھ کوستے پر واپس لوٹے کہ ممکن ہے شامہ واپس آ گئی ہو لیکن عشمہ اور رائیسہ
ے ناامیدی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔

"آہ اب کیا کریں......" شیرماہ نے کہا۔

"لخت بانغہ کو اطلاع دی؟" رائیسہ نے پوچھا۔

"نہیں...... ابھی نہیں؟"

"اسے بتاؤ اس نے ہمارے لئے مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں۔ آہ اب ہمیں میان
اب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔" رائیسہ پریشانی سے بولی۔

"میں اس کے پاس جاتا ہوں......" شیرماہ نے کہا اور الٹے قدموں واپس چل پڑا۔ اس نے
بانغہ کو یہ خبر سنائی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

"تم دیوانے ہوگئے ہو شیرماہ۔ کیا تمہیں احساس نہیں تھا کہ اس وقت شامہ کی زبان بندی
زندگی کی ضمانت ہے اگر وہ میان تک پہنچ گئی تو ہمیں کتے کی موت مرنے سے کوئی نہیں
گا۔ ارہ یہ کیا خبر سنائی ہے تم نے...... آہ کاش میں وہ کر پاتا جو میں نے سوچا تھا۔ لیکن ارے
کیا دیکھ رہے ہو سب لوگ مل کر اسے تلاش کرو۔ آہ...... تیری بیٹی نے ہمیں موت سے
دیا۔ شیرماہ جاؤ اسے تلاش کرو...... میں سومایہ کے پاس جاتا ہوں...... میں کوشش کرتا
شامہ میان تک نہ پہنچ پائے۔"

سومایہ خود حیرت سے منہ کھول کر رہ گئی۔ دیر تک وہ ماں اور باپ کو دیکھتی رہی پھر اس نے
جانتے ہو کہ میں تمہاری اس سازش میں شریک نہیں تھی لیکن تم نے جو کچھ کیا وہ' میں
آخر وہ کہاں گئی...... مجھے میری بیٹی چاہئے سمجھے تم لوگ۔"

"ہاں ہاں خود غرض لڑکی ہمیں تو قیامت تک جینا ہے نا اگر شمران سردار بن جاتا تو
عمریں بڑھ جاتیں نا۔ وہ مثل صادق ہے کہ اچھا کرو تو واہ...... اور برا ہو جائے تو
دوسرے پر الزام رکھنے کے بجائے اب یہ بتا کہ کیا کریں ہم لوگ' میاں اس وقت کہاں ہوگا؟"
"مجھے نہیں معلوم...... کچھ دیر قبل وہ یہاں سے گیا ہے میرے اور اس کے درمیان
گفتگو ہوئی تھی۔"
"کیوں......؟"
"اس کا خیال تھا کہ میں شمران کے لئے اتنی اب بے تاب نظر نہیں آتی جتنا مجھے
چاہئے۔"
"کیا اسے کوئی شبہ ہو گیا ہے۔"
"نہیں...... یہ اندازہ تو نہیں ہوتا تھا لیکن وہ خود بہت افسردہ ہے۔ اور ہر وقت پریشان
ہے۔"
"روشنی والا ایسا نہ کرے لیکن ان لمحات میں اگر اس پر حقیقتوں کا انکشاف ہو گیا تو
غصہ دو آتشہ ہو جائے گا۔ سن تو حالات سے ہوشیار رہنا رائیسہ تیرے پاس ہے تجھے کوئی خبر
شامہ یہاں آجائے تو مجھے فوراً اطلاع کرانا۔ میں چلتا ہوں۔"
شام کے سائے جھکنے لگے لیکن کسی کو شامہ کی تلاش میں کامیابی نہ حاصل ہو سکی
الخت بانغہ شیرماہ کے پاس پہنچ گیا اس نے نڈھال لہجے میں کہا۔ "کاش شامہ نے دلبرانہ
خود کشی کرلی ہو۔ کاش وہ بددل ہو کر بستی چھوڑ گئی ہو۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا تو کل کا دن
ہماری موت کا دن ہوگا۔ یہ میری پیش گوئی ہے۔"
"لیکن ہم مفروضوں پر تو انحصار نہیں کر سکتے۔" شیرماہ بولا۔
"یہی میں بھی کہنا چاہتا ہوں۔"
"تو پھر ہم کیا کریں بانغہ؟"
"اپنا قیمتی سامان سمیٹ لو اگر آدھی رات تک ہم شامہ کا پتہ چلانے میں کامیاب
ہوتے تو سورج نکلنے سے قبل بستی چھوڑ دیں گے اور منزلیں مارتے ہوئے دور نکل جائیں گے
چاہو تو ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔"
"کیا سومایہ بھی۔"
"ہاں وہ بھی ہمارے ساتھ ہوگی۔ میاں اسے بھی نہیں چھوڑے گا۔"
"ٹھیک ہے بانغہ...... اس کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں۔" شیرماہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔
سومایہ نے باپ کی تجویز سن کر حزنیہ لہجے میں کہا۔ "نہیں بانغہ...... نہیں میرے باپ شمران
بیٹا تھا اسے سزا بھی ہوئی لیکن وہ نکل گیا ممکن ہے وہ کبھی عشمہ کو مل جائے مگر مجھے کیا ملا
نہ شوہر' نہ سردار کی ماں کہلانے کا حق' میں اپنی تقدیر کا فیصلہ یہیں سنوں گی۔"
"ہم تیرے لئے دربدر ہو رہے ہیں۔ تو ہمیں چھوڑ دے گی۔"
"ہاں میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"
"خواہ میاں تجھے قتل کر دے۔"

"میری تقدیر یہی ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔"
"تیری دیوانگی نے یہ دن دکھایا ہے اگر اسی وقت میں اپنی تجویز عمل کر کے شیرماہ کے خاندان
کر دیتا تو ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا اس سے زیادہ ہم تیرے لئے قربانیاں نہیں دے
سکتے۔ اراسہ چل زندگی ہم پر اتنی بھاری بھی نہیں ہے۔ چل اور خبردار تو اس نافرمان بیٹی کے لئے
آنسو بہائے گی۔"
وہ سب آخری کوشش کر کے بھی ہار گئے۔ میاں کے بارے میں تو پتہ چل گیا کہ وہ عبادت
پہاڑ پر موجود ہے لیکن شامہ کا پتہ نہیں چلا تھا۔ شیرماہ نے کہا۔ "ہم بہت دور نہیں جائیں
اپنے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے لیا ہے کچھ فاصلے پر نکل کر پہاڑوں میں چھپ جائیں گے
بعد میں ہم میں سے کوئی ایک چوری چھپے واپس آکر حالات معلوم کرے گا ممکن ہے شامہ
خودکشی کرلے کاش ایسا ہو جائے۔ ہم خاموشی سے واپس آجائیں گے۔"
"ہاں یہ ممکن ہے۔" الخت بانغہ نے کہا آدھی رات کے بعد وہ سفر کے لئے تیار ہو گئے طے یہ
پایا کہ ایک ایک دو دو کر کے سرحد عبور کی جائے اور آخری چٹان کے پاس سب ایک دوسرے کا
انتظار کریں۔ ایسا ہی کیا گیا۔ الخت بانغہ اراسہ کے ساتھ نکلا ماہ لخت عشمہ کے ساتھ اور شیرماہ
سومایہ کے ہمراہ آخری چٹان کے پاس پہنچ گیا۔ رات ایک پہر سے بھی کم رہ گئی تھی اور پہاڑوں کی
چوٹیاں روشن ہونے لگی تھیں۔ سب یکجا ہو کر آگے بڑھنے لگے اور رفتہ رفتہ انہوں نے اپنی رفتار
تیز کر دی۔ اب وہ جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے دور چلے جانا چاہتے تھے۔ لیکن چاند دڑے کے
قریب پہنچ کر اچانک انہوں نے کچھ دیکھا اور ان کے سانس رک گئے وہ آنکھیں مل مل کر دیکھنے
لگے جو کچھ دیکھ رہے تھے وہ حقیقت تھی چودہ گھوڑے اپنے سواروں کے ہمراہ کھڑے ہوئے تھے اور
ان کے آگے میاں لائی تھا جو انہیں گھور رہا تھا۔
روشنی اتنی ضرور ہو گئی تھی کہ انسانی نقوش بآسانی دیکھے جا سکیں چنانچہ کوئی شبہ نہیں تھا۔ وہ
میاں لائی ہی تھا ان کے جسموں کی جان نکل گئی۔ سب پتھرا گئے۔ میاں لائی نے ان سے ملاقات
کے لئے چاند دڑے کا انتخاب بھی بڑی ذہانت سے کیا تھا۔ اور یہاں آکر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ
اتفاقیہ طور پر یہاں آگیا ہے اور پھر اتنے سارے لوگوں کی کسی جگہ اتفاقیہ آمد ویسے بھی ایک احمقانہ
بات تھی۔ میاں خود گھوڑے پر ساکت بیٹھا ہوا تھا اور بالکل خاموش تھا ایک عجیب سا انداز اختیار
کر رکھا تھا اس نے...... پہاڑیوں کے عقب سے سورج کی آمد کا اعلان ہو رہا تھا۔ اور کرنیں ہراول
دستے کی جانب کوچ کر رہی تھیں۔ یہاں تک کہ مکمل روشنی ہو گئی۔ میاں کی اس طرح
موجودگی ان لوگوں کے جسموں کا خون سکھا رہی تھی۔ کسی ایک میں بھی اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ
خود کو متحرک کر سکتا۔ الخت بانغہ' شیرماہ' ماہ لخت اور دوسری عورتیں سب کے سب بتوں کی
طرح کھڑے ہوئے تھے۔ جب روشنی پھیل گئی تو میاں نے آہستہ سے اپنا ایک ہاتھ گھوڑے کی پشت
پر رکھا اور گھوڑے سے نیچے کود آیا۔ ان سب کے جسموں کو اس طرح جھٹکے لگے' جیسے اب تک وہ
کسی وجہ سے ساکت ہوں۔ میاں کا اپنی جانب بڑھتا ہوا ایک ایک قدم انہیں اپنے سینوں پر
محسوس ہو رہا تھا۔ سب سے پہلے میاں نے الخت بانغہ کو دیکھا۔ پھر شیرماہ کو اس کے بعد اس
نے ایک ایک فرد کا جائزہ لیا۔ پھر واپس مڑا اور اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے سرد لہجے میں

بولا......

"ان سب کو باندھ لو......" یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اس کے قر
موجود لوگ اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اور انہوں نے میاں کے حکم کی تعمیل شروع کر دی۔
سکنے لگی تھیں۔ عشمہ بالکل ساکت تھی اور اس کے چہرے سے یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا
طرح گرفتاری پر اسے کوئی خوف محسوس ہوا ہے یا وہ پریشان ہے' جبکہ ارآسہ اور ر
سسکیاں بلند ہونے لگی تھیں۔ وہ موت کے خوف سے رو رہی تھیں۔ تمام لوگ جب ا
رسی کے پھندے میں پرولئے گئے تو میاں لائی نے دوسرا حکم دیا۔

"انہیں بستی کی جانب لے چلو۔" یہ کہہ کر اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا
لوگوں نے قیدیوں کو گھوڑوں کے حصار میں لے کر قدم قدم آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ یہ انتہ
آمیز سلوک تھا جو میاں لائی نے ان لوگوں کے ساتھ روا رکھا۔ لیکن اب بھی کسی کے حلق
لفظ نہیں نکلا تھا' کہتے بھی تو کیا۔ ہاں سوچیں دماغ میں گردش کر رہی تھیں۔ اس کا مطلب
شامہ میاں کے پاس پہنچ گئی اور تمام حقیقتیں منکشف ہو گئیں' سب کچھ معلوم ہو گیا میاں
اور یہ اسی کا ردعمل ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے' جو ہونا تھا ہو گیا اب اس ہونی کو ٹالنا
بس کی بات نہیں تھی۔ بہرحال بُرا ہوا تھا ان سب کے ساتھ۔ بچت کا اب کوئی پہلو نہیں
یہی غنیمت تھا کہ ان لوگوں کو سست رفتاری سے سفر کرایا جا رہا تھا۔ جسموں کی جان تو
گئی تھی۔ اگر گھوڑوں کی رفتار ذرا بھی تیز ہو جاتی تو اس کے سوا اور کچھ نہ ہوتا کہ جب
جسم بستی میں داخل ہوتے تو ان میں زندگی کی کوئی رمق نہ ہوتی ادھر عقابوں کے مسکن میں
آغاز ہو گیا تھا لوگ کسی انوکھے واقعہ سے بے خبر اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے بستی
پر کام کرنے والوں نے اتنی صبح میاں کو کہیں سے آتے ہوئے دیکھا تو تھوڑے سے حیران ہو
اپنے اپنے کام روک کر اسے دیکھنے لگے۔ لیکن اس کے فوراً بعد جب انہوں نے میاں کو
محافظوں کے ساتھ کچھ قیدیوں کو دیکھا تو ان کا تجسس انتہا کو پہنچ گیا۔ اور اس کے بعد بھلا
میں پھیلنے سے کون روک سکتا تھا۔ ایک سے دوسرے کو...... دوسرے سے تیسرے کو خبر
اور تھوڑی ہی دیر کے بعد پوری بستی افواہوں کی لپیٹ میں آگئی۔ لوگ ایک دوسرے کو بڑھ
انوکھی کہانیاں سنا رہے تھے۔ پھر جب میاں کے منادی کرنے والے ہرکارے بستی کے لو
بتانے لگے کہ انہیں میاں کے کوستے کے سامنے پہنچنا ہے تو ساری بستی اپنا تجسس رفع کر
لئے اس جانب دوڑ گئی۔ ہر شخص حقیقت جاننے کا خواہاں تھا اور اب اس کی اجازت مل
چنانچہ حیران لوگ میاں کے کوستے کے سامنے والے میدان میں جمع ہونے لگے۔ سوامیہ کو
معلوم تھا اور وہ کوستے ہی میں تھی۔ میاں کوستے میں واپس نہیں گیا تھا۔ لیکن جب سوامیہ
سے جھانک کر رسیوں سے بندھے ہوئے قیدیوں کو دیکھا تو اس کے پیروں میں اتنی جان نہ
کھڑی رہ سکتی۔ وہ زمین پر بیٹھ گئی تھی اور اس کی آنکھوں کے سامنے موت ناچنے لگی تھی۔
دل میں اس نے سوچا کہ الخت باغہ میرے باپ ایک بے مقصد سازش کی تھی تو نے
سال گزرنے پر بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا بلکہ بالآخر وہ طشت ازبام ہو گئی۔ تو خود بھی بڑھاپے
اور بہت سوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ بھلا اب میاں کسی کو کہاں چھوڑے گا۔ شامہ الخ

ہی تاکہ میاں نے اسے غلام ہنگا کی تحویل میں دے کر کسی ایسی جگہ محفوظ کر دیا تھا جہاں کوئی
نقصان نہ پہنچا سکے۔ پوری بستی جمع ہو گئی' میاں شاید کوستے کے کسی اور حصے میں چلا گیا تھا۔
متعجبانہ انداز میں معزز شخصیتوں کو دیکھ رہے تھے جن میں الخت باغہ سب سے بڑی
لگتا تھا کیونکہ وہ بستی کے سردار کا سسر تھا۔ پھر چند لمحات کے بعد دو محافظ اندر داخل ہوئے
نے سوامیہ سے درخواست کی کہ وہ باہر نکل آئے' یہ میاں لائی کا حکم ہے۔
سوامیہ کا رنگ پیلا پڑا ہوا تھا اس نے کمزور آواز میں محافظوں سے کہا کہ وہ کھڑی نہیں
تب محافظوں نے اسے سہارے کے لئے ہاتھ پیش کئے تو وہ بولی...... "کیا تمہارا سردار یہ
پسند کرے گا کہ تم مجھے ہاتھ لگاؤ......؟"

"نہیں...... لیکن ہمیں حکم ہے کہ تمہیں باہر لایا جائے۔" سوامیہ نے خود ہی کوشش کی اور
ان قدموں سے چلتی ہوئی باہر نکل آئی۔ محافظوں نے اسے بھی قیدیوں کے ساتھ کھڑا کر دیا۔
محافظوں کا اپنا کام نہیں ہو سکتا تھا بلکہ میاں لائی ہی کا حکم ہو گا...... اور یہ حکم سوامیہ کو اپنے
دل کا پتہ دیتا تھا۔

میاں لائی جب کچھ دیر کے بعد نمودار ہوا تو ایک نئے ہی رنگ میں تھا اس کے جسم پر ہتھیار
ہوئے تھے اور اس کا چہرہ جو پچھلے کچھ عرصے سے مردنی کا شکار نظر آتا تھا اس وقت کھلا ہوا تھا
اس پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے اپنے بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل
ہو۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور اس بلند جگہ جا کھڑا ہوا' جہاں سے وہ بستی کے لوگوں سے
کرتا تھا۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "الخت باغہ' شیرماہ' سوامیہ اور یہاں جو کوئی موجود ہے
کے لوگوں کو بتاؤ کہ تمہارا جرم کیا ہے......؟"

یہ الفاظ بھی حیرت ناک تھے' الخت باغہ نے پریشان نگاہوں سے میاں کو دیکھا اور یہ اندازہ
کہ میاں کے چہرے پر اس وقت جو کیفیت چھائی ہوئی ہے اس میں کسی کو معاف کرنے کا کوئی
موجود نہیں ہے۔ پھر جب دو افراد شیر کی دموں سے بنائے ہوئے چابک لے کر سامنے پہنچے تو
باغہ اور شیرماہ کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی چابک جسم پر پڑ جائے تو
ت کاٹتا ہوا ہڈیوں تک پہنچ جائے۔ ان کا یہاں آنا بتاتا تھا کہ اس وقت صرف سچ ہی ان سے
تا ہے۔ میاں لائی نے پھر اسی انداز میں کہا۔ "الخت باغہ تو اپنے جرم کا انکشاف اپنی زبان
ے گا اور تیرا ہی بولنا کافی ہے اور اس کے بعد اگر ایک لمحہ خاموشی اختیار کی گئی تو یہ دونوں
بردار اس وقت تک تم پر چابک برساتے رہیں گے جب تک تم دم نہ توڑ دو؟" "نہیں میاں
تا ہوں بستی کے لوگو' میں اپنا اور ان تمام لوگوں کا جرم بتاتا ہوں جس کی پاداش میں ہم لوگ
ہو کر یہاں تک آئے ہیں...... بہت پرانی بات ہے' اس وقت کی بات جب میاں نے
سے شادی کی تھی...... سوامیہ میری بیٹی جس کے ذہن میں یہ بات میں نے بٹھائی تھی کہ میاں
خواہش کے مطابق وہ یقیناً بیٹے کی ماں بنے گی اور اسے سرفرازی حاصل ہو گی۔ میاں نے یہ
کہی تھی کہ اگر سوامیہ اسے بیٹا نہ دے سکی تو اسے واپس جانا ہو گا۔ بستی والو' بدنصیبی نے
بیٹے کی ماں نہ بنایا بلکہ اس کے ہاں بیٹی ہی پیدا ہوئی۔ لیکن میں نے پہلے سے انتظامات کر
تھے کہ اگر ہماری خواہش کی تکمیل نہ ہو سکی تو ہم کم از کم میاں کو یہی بتائیں گے کہ اس کے

ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور اس کے لئے میں نے شیرماہ کو مجبور کیا کیونکہ اس کے بیٹے ماہ لخت کے
بیٹا پیدا ہوا تھا۔ میں نے خاموشی سے ماہ لخت کے بیٹے کو سومایہ کی آغوش سے پہنچا دیا اور اس کا
بیٹا میاں کے بیٹے کی حیثیت سے پرورش پانے لگا۔ وہ شمران ہے' بستی والو سومایہ کی بیٹی شامہ
لخت کی بیوی عشمہ نے پروان چڑھایا اور یہ بھی ایک سچ ہے کہ میں شیرماہ' ماہ لخت اور شیرماہ
سب اس خیال سے سرشار تھے کہ سومایہ کی آغوش میں پرورش پانے والا شمران بالا آخر
عقابوں کا سردار بنے گا اور جب اقتدار اس کے ہاتھ میں آجائے گا تو ہم لوگ اسے بتائیں
اس وقت میاں کچھ نہ کرپائے گا کیونکہ سردار ہماری مٹھی میں ہوگا۔ لیکن بستی والو' بد نصیبی
ہمارا ساتھ نہیں دیا اور شمران بُرا نکل آیا' شامہ کو یہ معلوم ہوگیا کہ وہ اصل میں سومایہ کی
اور وہ برداشت نہ کرسکی اور اس نے اپنے باپ میاں کو ساری حقیقت بتادی' جب ہم کو
شامہ کی گمشدگی کا احساس ہوا تو ہم نے یہاں سے فرار کا منصوبہ بنایا اور ہمیں عین وقت
ورّے سے گرفتار کرلیا گیا۔ اس جرم کا آغاز میں نے کیا تھا' شیرماہ' ماہ لخت اور اس کی بیوی
نے مجبور کیا تھا بعد میں یہ لوگ میرے جرم میں شریک ہوئے' جب سچائیاں بتانی ہیں تو میں کسی
کو پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتا سومایہ میری بیٹی کو بہت دیر کے بعد یہ حقیقت معلوم ہوئی تھی اور
وقت جب میں نے ان تمام حقیقتوں کو چھپانے کے لئے یہ سوچا تھا کہ شیرماہ اور اس کے خاندان
ختم کردوں اور نیکیوں کا پرچار کرنے کے لئے سومایہ کی بیٹی کو میں خود پروان چڑھاؤں لیکن سومایہ
حقیقتوں سے واقف ہوکر شدت سے اس کی مخالفت کی۔ اس کے علاوہ وہ شیرماہ کا بیٹا ماہ لخت
اس کی بیوی عشمہ اس جرم میں مجبوراً شریک ہوئے میری آرزو ہے کہ سزاؤں کا تعلق بھی
واقعات کی روشنی میں کیا جائے۔ تاکہ جو بے گناہ ہیں انہیں گناہ گار کی نسبت کم سزا ملے۔"

الخت باغہ خاموش ہوگیا' اب ان آخری لمحات میں جب اس نے محسوس کرلیا کہ زندگی
کا کوئی امکان نہیں رہا ہے تو ایک نیکی کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اس نے اور حقیقت کو من وعن
کردیا تھا۔

عقابوں کی بستی والے دنگ رہ گئے' بستی میں اس سے پہلے واقعات تو بہت سے پیش آ
تھے۔ لیکن ایسی کوئی سازش شاید اس وقت بھی نہیں ہوئی تھی جب میاں نے سارغہ کو دھوکہ دے
کر عقابوں کی سرداری حاصل کی تھی۔ میاں نے بہرطور سارغہ سے مبارغہ تو کیا تھا' لیکن یہ الگ
بات ہے کہ اس کا طریقۂ کار مختلف تھا' اور اس طریقۂ کار کے تحت ہر قیمت پر سارغہ کو شکست
تھی کیونکہ وہ اپنے دوست سے اس سازش کی توقع نہیں رکھتا تھا' لیکن الخت باغہ نے جو کچھ
وہ عقابوں کی بستی میں ایک حیران کن کہانی تھی۔ لوگوں کے منہ حیرت سے کھل گئے اور ہر
طرف بھنبھناہٹیں گونج اٹھیں۔ میاں کے روّیے سے اظہار ہورہا تھا کہ وہ سازش کرنے والوں کے
خلاف ہر وہ سنگین کارروائی کرے گا جو ممکن ہوسکے گی۔ لیکن یہ کارروائی کیا ہوگی یہ تجسس
میں تھا......

میاں سرد نگاہوں سے اپنی بستی کے لوگوں کی کیفیات کا جائزہ لے رہا تھا اور اس کی
خاموشی دلوں کو دہشت میں مبتلا کررہی تھی۔ دیر تک ماحول پر سناٹا مسلط رہا۔ پھر میاں نے کہا۔
"میری بستی کے لوگو! تمہیں علم ہوگیا شمران میرا خون نہیں ہے۔ وہ بدکار نوجوان میرا

بیٹا تھا۔ اس نے جو کچھ کیا اپنی حیثیت سے کیا۔ چنانچہ میرا پہلا اعلان یہ ہے کہ اگر عقابوں کو
جو شمران نظر آجائے تو وہ اسے ہلاک کرکے اس کی لاش میرے سامنے لے آئیں۔ میں اس کی
لانے والوں کو بڑے انعامات دوں گا۔ اور سنو' میں عقابوں کا سردار ہوں تمہارے سامنے
یہاں کوئی ایسا جوان ہے جو اسی وقت مجھ سے مبارغہ طلب کرے۔ مجھے شکست دے۔ میں
سرداری اس کے حوالے کردوں گا۔ اسے اس وقت اختیار حاصل ہوجائے گا کہ وہ الخت
کے ساتھ دوسرے مجرموں کی زندگی بچالے۔ الخت باغہ اور شیرماہ کے خاندان کے ہر
فرد کو دعوت دیتا ہوں میں ان کی زندگی بچانے کے لئے آگے آئے اور مجھے شکست دے کر انہیں
لے۔ اور بستی والو سنو...... میں خود بھی گناہ گار ہوں۔ میں نے اپنی بیوی شہ بدان کے ساتھ اور
بیٹوں کے ساتھ بہت ظلم کیا ہے۔ روشنی والے نے مجھے طویل ترین سزا دی ہے۔ آج اس
جب مجھے اپنی بیوی اور بیٹیوں کی شکلیں بھی یاد نہیں۔ میں بیٹے کی موجودگی کا جھوٹا لطف
رہا ہوں۔ پھر مجھے علم ہوا ہے کہ میری تقدیر میں بیٹا تھا ہی نہیں۔ میں اب بھی بیٹی کا باپ ہوں۔
میری اولاد ہے۔ میری آبرو ہے۔ تمہاری بستی کی عزت ہے اور چونکہ سومایہ مجھے بیٹا نہیں
دے سکی۔ اس لئے اب وہ میری بیوی نہیں رہی۔ ابتداء میں وہ نہیں جانتی تھی کہ الخت باغہ نے
بدلا ہے لیکن بعد میں اسے علم ہوگیا تھا کہ کیا سازش کی گئی ہے۔ اس لئے وہ بھی اتنی ہی مجرم ہے
دوسرے۔ میری نگاہ میں ماہ لخت اور اس کی بیوی عشمہ بھی اتنے ہی مجرم ہیں جتنے دوسرے
کیونکہ سردار کے خلاف سازش پر انہوں نے نہ صرف خاموشی اختیار کی بلکہ اس سازش میں
کے شریک رہے۔ میں بستی والوں سے سوال کرتا ہوں کہ مجرموں کو کیا سزا دی جائے؟"

لوگوں نے گردنیں جھکالیں۔ سومایہ نے مردہ نگاہوں سے میاں کو دیکھا اور ایک قدم آگے
بڑھ کر بولی۔ "میں طویل زندگی تیرے ساتھ گزار چکی ہوں...... میاں...... اور اس وقت میں نے
ان لوگوں کا ساتھ نہیں دیا تھا جب یہ یہاں سے فرار ہورہے تھے۔"

"انہوں نے تجھے فرار کی دعوت دی تھی۔"

"ہاں؟"

"کب......؟"

"پچھلی رات......" سومایہ نے جواب دیا اور میاں ہنس پڑا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔
اس کے باوجود تو نے اطلاع نہ دی کہ جرم کرنے والے فرار ہورہے ہیں۔ تیرا جرم تو اور بھی
سنگین ہے۔"

"میں تیری بیوی ہوں میاں......؟"

"نہیں...... تو بدکار عورت ہے۔ اور تو نے مجھے گناہ گار کیا ہے۔ میری بیوی تو اسی وقت نہ
رہی جب تو نے بیٹی کو جنم دیا تھا۔ پیچھے ہٹ اور قیدیوں کے ساتھ کھڑی ہوجا...... بستی
والو تم ان کی سزا کا فیصلہ نہیں کرپا رہے۔ اس لئے یہ فرض میں سرانجام دے رہا ہوں۔
سردار کی حیثیت سے......"

سب کے سانس رک گئے ہر شخص گوش بہ آواز ہوگیا تھا۔

O......O......O

بوزال نے نئے ہی اسلوب تراشے تھے وہ عش کوش تھا۔ ظالم فطرت کا مالک تھا۔
حاصل کرنے کے بعد اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ تمام بوڑھے مشیروں سے نجات
کرلی تھی۔ اس نے کہا تھا۔

"میرے باپ نے سرداری کا بوجھ میرے شانوں پر رکھ دیا ہے اور کرشانہ کو اب ایک
قیادت نے سنبھالا ہے۔ ہم بوڑھوں کے افکار نہیں مانتے۔ وہ ذہنوں کو کند کرتے ہیں۔
کہ پابندیاں قبول کرو۔ رقص و موسیقی بری چیز ہے۔ زندگی کے تھکا دینے والے امور انجام
اگر ہنس بول کر تھوڑی سی فرحت حاصل کرلی جائے تو بری بات نہیں ہے۔ اس سے
کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔"

"لیکن اس سے بے راہ روی پیدا ہوتی ہے۔" اس کے باپ رندال نے کہا۔

"ہرگز نہیں پرانے سردار...... تو میرے دور سرداری کو دیکھنا۔ نوجوان چست
گے۔ زیادہ کام کریں گے۔ جلد کریں گے اس خیال کے تحت کہ شام کو ان کی پسند کی
گی۔"

"تو سردار ہے اب اپنی ذمے داریاں سنبھال۔" دوسرے بزرگ رندال سے کہتے۔

"شاید تو نے بیٹے کی بہتر تربیت نہیں کی۔ یہ کیوں نہ سوچا تو نے کہ تیرے بیٹے کا
ہے۔"

"آہ اس چور نے خود کو چھپائے رکھا تجھے اس کی فطرت کا کبھی اندازہ نہیں ہوسکا۔"

"اس کی بے راہ روی مشکلات لائے گی یہ ہماری پیش گوئی ہے۔" بزرگوں نے غلط
تھا نوجوان محفلیں جمانے لگے تھے۔ ان میں ساز بجائے جاتے، رقص کیا جاتا، اور رات گئے
بستی کے لوگ ان ہنگاموں سے سو نہ پاتے نتیجے میں دن دیر سے ہوتا اور دوسرے کے لئے رقت
جاتا۔ وہ کاہل ہوتے جارہے تھے، فصلیں خراب ہونے لگیں۔ نوجوان دوسری تفریحات کی
راغب ہوگئے۔ پریشانیوں کا آغاز ہوگیا۔ لیکن بوزال خود بھی انہی تفریحات کا رسیا تھا۔ اس
توجہ نہیں دی اور کرشانہ پسماندگی کی طرف بڑھنے لگی۔ اس سال تو پھلوں کی فصل ہوئی
تھی۔ جبکہ کرشانہ کے باشندے پھلوں کے انبار لے کر ہر سال دوسری بستیوں میں جاتے
پھلوں کے عوض ضروریات کی دوسری اشیاء تبادلہ کرکے لے آتے تھے لیکن نوجوانوں نے
نہیں کیا تھا اور پھل پروان نہیں چڑھ پائے تھے چنانچہ اس بار پریشانیاں زیادہ بڑھ گئیں
سی پریشانی بوزال کو بھی ہوئی تھی اور وہ انگوروں کی فصل نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی تھی
انگوروں کا عرق پرانا کرکے اسے پیا جاتا اور اس سے سرور حاصل کیا جاتا تھا۔ انگوروں
عرق کو بوتلوں میں بند کرکے محفوظ کرلیا جاتا جو رقص و سرور کی محفلوں میں قہقہے لگانے پر مجبور
بوزال نے اس بات پر برہمی کا اظہار کیا۔ لیکن تاروب نے پرانے ذخیرے سے نکال کر
سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ ذخیرہ ضرورت پوری کردے گا بشرطیکہ اسے احتیاط سے
جائے۔ یہ سردار کی سوچ تھی۔ بزرگ البتہ اب بھی یہ پیش گوئی کررہے تھے کہ کوئی
ضرور آئے گا جب بوزال اپنے کئے کا نقصان اٹھائے گا اور یہ نہایت مکمل پیش گوئی
اس صبح جب کرشانہ کے بزرگ جاگ رہے تھے اور نوجوان سو رہے تھے اچانک کرشانہ کی

ہو ابھی لوگ اندر داخل ہوئے سب کے سب پیدل لیکن ایسے ہتھیاروں سے مسلح، جو اس
آبادیوں میں کبھی استعمال نہیں ہوئے تھے اور کرشانہ کی سرحدوں سے اندر داخل
پہاڑی ان ہتھیاروں کی آوازیں گونج اٹھیں، جو بے حد بھیانک تھیں۔ عورتیں بچے جاگ گئے۔
ہوگئے کوئی نہ سمجھ پایا کہ کیا ہوا کرشانہ کی ایک الگ حیثیت تھی اور اس پُرامن
کسی قبیلے کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ پھر یہ کون ہوسکتے ہیں۔ آوازیں اتنی شدید تھیں کہ ان کو
باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوئی اور کرشانہ میں داخل ہونے والے چاروں طرف ایسی جگہوں
ہوگئے جہاں سے وہ پوری بستی کی آبادی کو نشانہ بناسکیں۔ پھر ان میں سے چند نے کرشانہ
جگہ سے بندھے ہوئے گھوڑے کھولے اور ان کی پشت پر بیٹھ کر کرشانہ کی پوری آبادی میں
لگے اور ان کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

"کرشانہ کے بے وقوف سردار باہر نکل تجھ سے مبارغہ طلب کیا جاتا ہے۔ بستی میں تیری
کا دور ختم ہوگیا اور اب شمران اس آبادی کی سرداری کرنا چاہتا ہے۔ باہر نکل خود اس
مقابلہ کریا اپنے شوالے کو بھیج۔"

شوالے تو بے شمار تھے لیکن سب کے سب انگور کے عرق سے نڈھال۔ بمشکل تمام بوزال
ہوش و حواس بحال کئے گئے اور وہ اپنا کلہاڑا لے کر باہر نکل آیا۔ مورچوں پر جمے ہوئے لوگوں
نے کرنا بند کردیئے اور بستی کے لوگ آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگے نوجوانوں کو یہ خبر بھی
نے ہی دی تھی کہ پہاڑی قبیلوں میں سے کسی ایک قبیلے کا نوجوان بوزال سے مبارغہ طلب
ہے بوزال آنکھیں پھاڑتا ہوا مقابلے کے میدان میں نکلا، جہاں اس نے اس قوی ہیکل
کو دیکھا جس کے بدن میں بجلیاں تڑپ رہی تھیں اور چونکہ یہ رسم صدیوں پرانا رواج تھی
لئے بوزال کو یا تو دست برداری کا اظہار کردینا چاہئے تھا یا پھر فیصلہ مبارغے کے ذریعے ہوتا۔
وہ پوری طرح سدھ بدھ میں نہیں تھا اس لئے کلہاڑا لے کر نکل آیا تھا اور کلہاڑا لے کر نکل
کا مطلب یہ تھا کہ مبارغہ قبول کرلیا گیا ہے۔ لوگ جمع ہونے لگے سہمے ہوئے رندال نے بیٹے
بیت دیکھی اور اس کے مدمقابل اس نوجوان کو جو پوری طرح توانا نظر آرہا تھا...... رندال نے
طرف نگاہ ڈالی۔ پھر آہستہ سے بولا۔

"آہ اسے کون سمجھائے کہ مدمقابل سے مقابلہ نہ کرے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ وقت سے پہلے
ہے کچھ بھی ہے میرا بیٹا تو ہے۔ اس کا مدمقابل اسے ضرور ہلاک کردے گا۔" بوڑھے رندال
کون سنتا سب کو اپنی پڑی تھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ جس شخص نے خود کو شمران کے نام سے
کرایا ہے کون ہے۔ ہاں بوزال کو سبھی غور سے دیکھ رہے تھے جو ابھی تک حواس میں نہیں
تھا۔

"وہ تو کرشانہ کا سردار ہے؟" اس کے مقابل نے پوچھا۔

"ہاں اور تیری موت۔" بوزال نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا......

"کرشانہ کے لوگ اگر اس کا کوئی شوالہ نہیں ہے تو کم از کم تم میں سے کوئی غیرت مند
اور مجھ سے مقابلہ کرے۔ ورنہ میرے ساتھی میرا مذاق اڑائیں گے کہ میں نے ایک
کی گردن کاٹ دی۔"

"تو خوش نصیب ہے شمران کہ تجھے اتنی آسانی سے سرداری مل رہی ہے ہماری طرف سے
اس خوش نصیبی کی مبارکباد قبول کر۔" شمران کے ساتھی نے کہا۔

"ہے کوئی غیرت مند۔" شمران نے پھر لوگوں کو دیکھا تب ایک بوڑھے شخص نے کہا۔

"نہیں جوان...... تو اپنی رسم پوری کر...... کرشانہ کے جوان اپنی اپنی غیرتوں کو
لئے مدہوشی کی نیند سو رہے ہیں۔"

"اے بزبولے شخص مجھے اتنا کمزور نہ سمجھ اور مجھ سے مقابلہ کر۔" بوزال نے کلہاڑا لہراتے
ہوئے کہا۔ "یہ بوڑھے تو بے وقوف ہیں۔"

اور پھر وہ شمران کے مقابل آگیا۔ اس نے تین بار کلہاڑے سے وار کئے اور شمران نے
دے کر اس کے وار خالی دیئے۔ چوتھا وار شمران نے کیا۔ اور اس کے کلہاڑے نے بوزال کا سر
شانوں سے نیچے گرادی رندال نے ایک دلخراش چیخ ماری اور بیٹے کی طرف دوڑ پڑا۔ شمران
ختم کر کے پیچھے ہٹ گیا اور اس کے ساتھی خوشی سے آتشیں دھماکے کرنے لگے۔ شمران کو
مل گئی تھی اور کرشانہ کا ایک بزرگ رندال سے کہہ رہا تھا۔

"غلطی تیری ہے رندال۔ اولاد کی بہتر تربیت کرنا والدین کی ذمے داری ہے اور
ذمے داری سے گریز کرتے ہیں انہیں اسی طرح جوان اولاد کی لاشیں میدانوں سے اٹھانی
ہیں۔"

کرشانہ کے رہنے والے دم بخود تھے۔ اچانک ہی منظر بدل گیا تھا۔ کل تک یہاں
سرداری تھی اور اب ایک اجنبی شخص کرشانہ کا مالک تھا۔ کرشانہ فتح کرنے والوں نے
کو قبضے میں لے لیا تھا۔ لیکن ان میں سے کسی نے ابھی تک کرشانہ کے کسی شخص کو کوئی
نہیں پہنچایا تھا۔ لوگ سکتے کے عالم میں تھے۔ شدید گھٹن کا شکار تھے جس کی سب سے بڑی
تھی کہ مبارزہ جیت کر سرداری حاصل کرنے والا بالکل اجنبی تھا۔ وہ اس کے بارے میں کچھ
جانتے تھے۔ لیکن انہیں یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ فاتح بے وقوف نہیں ہیں۔ انہوں نے کرشانہ
کو نظرانداز نہیں کیا تھا۔ کرشانہ سے باہر جانے والے راستوں کو انہوں نے محفوظ کر لیا تھا
کی چالاکی کی دلیل تھی۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ وہ لوگ شکلوں اور حلیوں سے بھی اجنبی
آتے تھے۔ سوائے چند افراد کے۔ بزرگوں میں سے کچھ کا خیال تھا کہ یہ پہاڑ پار کے لوگ
چند کے سوا یہ بات اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

ادھر شمران نے سرداری سنبھال لی تھی۔ اس کے دوست اس کے دست راست
اور باقی دوست دندناتے پھر رہے تھے اور کرشانہ کا جائزہ لے رہے تھے۔ بوزال کے بوڑھے
اجازت دیدی گئی تھی کہ وہ بیٹے کی آخری رسومات سرانجام دے لے۔ کسی شخص کو نقصان
پہنچایا گیا تھا۔ شمران نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا۔ "ہمیں اب پہاڑ پار والوں کے
رویئے اختیار کرنا چاہئے۔"

لاگا نے فوراً جواب دیا۔ "ان کی دوستی بہترین ہے۔ ہمیں راتوں رات سرداری
جو اتنی آسان بھی نہیں تھی اس کے علاوہ ان کا جو منصوبہ ہے وہ ہمارے حق میں ہے؟
اقتدار حاصل کرنے کے بعد ہم دوسرے قبیلوں کو بھی دیکھیں گے اور پھر ایک مضبوط

تشکیل دے کر بالآخر اپنے اصل مقصد کے لئے کام شروع کریں گے۔ بظاہر یوں لگتا ہے جیسے یہ
شخص خود اقتدار سے دلچسپی نہیں رکھتا جو پہاڑ پار والوں کا سردار ہے۔ اس کے مقاصد اگر ہماری
راہ نہیں روکتے تو انہیں جاری رہنے دیں گے اور اگر یہ ہمارے لئے کہیں مشکل بنا تو اپنی قوت
بڑھانے کے بعد ہم انہیں ٹھکانے لگادیں گے یہ کام مشکل نہ ہوگا۔"

"مجھے لاگا سے اتفاق ہے۔"

"کرشانہ کے کچھ نوجوانوں سے میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے خیال میں بوزال
ایک اچھا سردار تھا۔ اس نے انگور کے عرق سے ایک مشروب بنانے اور اس کے استعمال کی
اجازت دی تھی جو سرور آور ہوتا ہے۔ ایک جوان نے مجھے ایسے عرق کا تحفہ پیش کیا اور یہ عرق
اس سے مختلف نہیں جو پہاڑ والوں کے پاس ہوتا ہے۔" شمران کے دوسرے دوست نے انکشاف
کیا۔

"یہ تو بڑی خوشخبری ہے اس کا مطلب ہے کہ میرا قبیلہ سمجھدار لوگوں کا قبیلہ ہے۔" شمران
خوش ہو کر بولا۔

"میری رائے ہے شمران کہ ابھی اپنی کسی خواہش کی تکمیل کے بارے میں نہ سوچ۔ کرشانہ
کے لوگ بے ضرر نظر آتے ہیں ان کے سامنے خود کو ان کا وفا شعار ظاہر کر اور ان سے اپنے اقدام
کا مشورہ لے۔ اس طرح تجھے طویل عرصے تک ان کا اعتماد حاصل رکھنا ہوگا جب تک ہمیں کئی
قبیلوں کی سرداری نہیں مل جاتی۔ بعد میں انہیں کے ہتھیاروں سے ہم انہیں مار دیں گے۔"

"تو بہترین مشیر ہے لاگا......" شمران نے اعتراف کیا۔ تب وہ اپنے دوستوں کے ساتھ
شانگ جو کے پاس جا پہنچا جس نے اپنی ذہانت کے گل الگ سے کھلا رکھے تھے۔ مثلاً وہ قبیلے کی
آبادی سے بالکل ہٹا ہوا تھا اور اس نے پہاڑوں کی بلندیوں پر ایسے کارآمد سائبان تلاش کئے تھے
جن کے نیچے ہر طرح آرام تھا۔ ان پلیٹ فارموں سے ایک سمت تو پورے قبیلے کو گولیوں کی زد میں
رکھا جاسکتا تھا اور ان پر نگاہ رکھی جاسکتی تھی۔ تو دوسری طرف بیرونی راستوں کی بھی دور دور تک
نگرانی کی جاسکتی تھی۔ یہاں رہنے سے دو فائدے حاصل کئے تھے۔ پہلی بات تو یہ کہ قبیلے سے دور
رہا جاسکے دوسری یہ کہ کسی بھی سمت سے کوئی گڑبڑ ہو تو اسے یہیں سے سنبھالا جاسکے۔ شمران کو
اس طرف آتے ہوئے دیکھ لیا گیا تھا۔ تین دن کے بعد اس نے شانگ جو کی جانب رخ کیا تھا اور
شانگ جو نے بھی اسے ہر طرح کی آزادی دے رکھی تھی شانگ جو کو اس کے آنے کی خبر پہلے سے
مل گئی تھی اور جب شمران بلندیاں طے کر کے شانگ جو کے سامنے پہنچا تو شانگ جو نے اس کا
پرتپاک خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔

"کرشانہ کے عظیم سردار میں انتظار کر رہا تھا کہ تو اپنی سرداری مستحکم کر لے تو میں تجھ سے
ملاقات کروں۔" یو آن لی نے شانگ کے الفاظ کا ترجمہ کر کے شمران کو سنایا تو شمران نے کہا۔

"قبیلوں میں مقدس روحانی پیشوا ہوتے ہیں جن کا احترام سرداروں پر واجب ہوتا ہے' اور
روح کا مسئلہ یہ ہے کہ جو چیز اسے متاثر کر لے' پہاڑ پار کے عظیم سردار' شمران یہ بات کبھی نہیں
بھول سکتا کہ اس کے وسیع تر منصوبوں کا سنگ بنیاد تو نے رکھا ہے اور تو ہی اس کا روحانی پیشوا
ہے۔ کوئی کام تیری مرضی کے خلاف نہیں ہوگا۔ ہماری رہنمائی کرتا رہ اور ہمیں بتاتا رہ کہ اب

ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہم اس سے سرمو انحراف نہیں کریں گے اور تیری اطاعت گزاری کریں
گے۔" لاگا کے منصوبے کے تحت شمران نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا اور یو آن لی سے شمران
کے جذبات کا اظہار سن کر شانگ نے مسرور انداز میں گردن ہلائی، پھر بولا۔

"تب یوں سمجھ شمران کہ ایک جانب تیرے منصوبے پایۂ تکمیل تک پہنچتے رہیں گے،
دوسری طرف شانگ اپنے مقاصد کی تکمیل کرتا رہے گا۔ ہم کرشانہ میں مضبوطی سے قدم جمانے
کے بعد قریب کو دیکھیں گے اور مجھے یقین ہے کہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد ایک اور قبیلہ کرشانہ
میں ضم ہو جائے گا۔"

"میرا مقصد ایک خاص قبیلے تک پہنچنا ہے جس کی سرداری مجھے ہر قیمت پر حاصل کرنی ہے
لیکن یہ بہت بعد کی بات ہے اب مجھے یہ بتا تین سورج تین چاند گزر چکے ہیں کرشانہ والوں کے
ساتھ میں کیا رویّہ اختیار کروں۔"

"اس دوران تو نے یہاں کے لوگوں کا جائزہ لے لیا ہوگا اور ایک سردار کی حیثیت
سے تجھے یہ کرنا چاہئے تھا...... کیسے لوگ ہیں یہ...... تیری اطاعت گزاری کریں گے یا تجھ سے
سرکشی......"

"پہاڑوں کے دوسرے قبیلوں کی طرح یہاں کے نوجوان احمق نہیں معلوم ہوتے، وہ زندگی
سے لطف اندوز ہونا جانتے ہیں اور مجھے ایسے لوگ پسند ہیں۔"

"تو پھر ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آ، انہیں ہر طرح کی آزادی دے اور ان میں سے کسی
کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ ان پر اپنا اعتماد قائم کر کے انہیں ضروری امور میں مصروف کر دے اور یہ
بہت اچھی بات ہے کہ ابھی آس پاس کے قبیلوں کو یہ پتہ بھی نہ چلے کہ کرشانہ میں کوئی تبدیلی رونما
ہوئی ہے، جہاں تک ہماری ضرورتوں کا تعلق ہے ہمارے پاس ابھی بہت کچھ ہے۔ میں کچھ دن
یہاں قیام کرنے کے بعد واپس پہاڑوں میں چلا جاؤں گا اور نئے منصوبے لے کر آؤں گا تاکہ ہمیں
آگے قدم بڑھانے میں دشواری نہ ہو......"

"ٹھیک ہے میں تجھ سے یہی ہدایات لینے آیا تھا۔" شمران کچھ دیر کے بعد وہاں سے واپس
پلٹ آیا اور اس نے پہلی بار کرشانہ کے لوگوں کے لئے منادی کرائی کہ وہ ایک وسیع میدان میں
جمع ہو جائیں۔ تب کرشانہ والے سہمے سکڑے وہاں پہنچ گئے۔ شمران نے مجمع عظیم کو دیکھ کر کہا۔

"کرشانہ والو! یہ سب کچھ جو ہوا ہے پہاڑوں کے رسم و رواج سے مختلف نہیں ہے، طاقتور
کو سرداری حاصل ہوتی ہے اور بوزال اس قابل نہیں تھا کہ وہ کرشانہ کی سرداری قائم رکھتا
اور اب میں تمہارا اپنا سردار شمران ہوں، سنو کرشانہ کے نوجوانو ایک نوجوان کی قیادت تمہیں
آزادی بخشتی ہے کہ ہنستی مسکراتی زندگی گزارو، کرشانہ کو جہاں غذا اور دوسرے سامان کی ضرورت
ہے وہیں نوجوانوں کی خوشیاں بھی مجھے عزیز ہیں۔ انگور کے پانی کا استعمال میں تمہارے لئے
قرار دیتا ہوں۔ انگور کی زیادہ سے زیادہ کاشت کرو اور اس کا پانی استعمال کر کے سرور حاصل کرو
میں تمہیں رقص و موسیقی کی اجازت بھی دیتا ہوں دن بھر کی محنت کے بعد اگر ناچ گانے کی
سجائی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، میرا حکم ہے کہ اپنی طاقت کو بحال رکھو اور طاقت دو طرح
بحال ہوتی ہے اپنی کفالت خود کرو اور ساتھ ہی ساتھ زندگی سے لطف بھی حاصل کرو۔"

نوجوانوں کے چہرے پہلی بار کھل اٹھے، اتنی آزادی تو بوزال نے بھی نہیں دی تھی۔ لیکن
باہر سے آنے والا تو بہت ہی کشادہ دل تھا چنانچہ نوجوانوں کے نعروں سے پہاڑیاں دہل اٹھیں،
بزرگوں نے ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"اور یہ سب کچھ پہاڑ پار والوں کا قانون ہے۔ اور تم لوگ اب اس بات پر یقین کر لو کہ ان
عظمت پہاڑوں میں صدیوں کی روایتیں دم توڑ رہی ہیں۔ اور اب ان کا زوال قریب آ گیا ہے۔
ورنہ ان پر یہ تباہی نازل نہ ہوتی۔"

اس طرح کرشانہ میں ایک زبردست قسم کے جشن کا آغاز ہو گیا۔ نوجوانوں نے شمران کے
نام سے نعرے لگائے اور بوڑھے گردنیں جھکا کر واپس لوٹ گئے۔

شمران نے ایک کامیاب سرداری نظام کا آغاز کر دیا تھا اور ادھر شانگ جو اس کے ساتھی
بستی میں یہ رنگ رلیاں دیکھ رہے تھے شانگ جو نے مطمئن انداز میں ان تمام کارروائیوں کو دیکھا
اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ایک مرحلہ اطمینان سے پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

پھر اسی جشن کی رات شانگ جو نے اپنے تمام معتمدوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ ایک اہم
نشست کی اس نے کہا۔

"اب تک جو واقعات پیش آئے ہیں اور جس طرح ان پہاڑوں میں یہ بے وقوف شخص
ہمارے ہاتھ لگا ہے ہم اسے اپنے مشن کے لئے ایک نیک شگون سمجھتے ہیں۔ اس بے وقوف کو اپنے
ساتھ لگائے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ پہاڑ والوں میں سے ایک ہے۔ اسے سمجھا جا سکتا
ہے اور ہمارے تعاون سے یہی دوسرے قبیلوں کو قابو میں رکھنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس کے
ذریعے ہمیں قوت حاصل ہوگی۔ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ میں صرف پہاڑوں کی دولت حاصل کر کے
اس کی تجارت کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ میں تم سب کو بتا چکا ہوں کہ حکمرانی میرا حق ہے اور یہ حق
مجھے حاصل ہوگا، لیکن اس وقت جب ہم آس پاس کے چند قبیلوں کو قابو میں کر لیں گے ہمیں ان کا
مضبوط حصار بنانا ہوگا اس دوران ہم ان لوگوں کا مزاج ان کی ہر کیفیت کا جائزہ لے لیں گے اور پھر
یہاں سے ہمیں مزدور حاصل ہوں گے اور یہ مزدور پہاڑوں میں کھدائی کر کے ہماری اس خواہش کی
تکمیل کریں گے جو ہمیں دنیا کے امیر ترین لوگوں میں شامل کر دے گی۔ دوستو کسی بھی بات سے بد
دل نہ ہونا۔ شانگ ایک رحم دل حکمران ہے، لیکن وہ عقل سے حکمرانی کرنا چاہتا ہے جذبات سے
نہیں۔ ہمیں افرادی قوت حاصل ہو جائے گی اور ہمارا کام شروع ہو جائے گا تو ان چند قبیلوں کو ہم
اتنا طاقتور بنا دیں گے کہ پہاڑوں کی وسعتوں میں پھیلا ہوا کوئی بھی قبیلہ اس کی سمت رخ کرنے کی
جرأت نہیں کر پائے گا اور اس وقت جب ہم یہ قوت حاصل کر لیں گے تو پھر بیرون دنیا سے کاروبار کا
آغاز کریں گے۔ شانگ کے عظیم ذہن کو داد دو اور اپنے شاندار مستقبل کے لئے شانگ کے شانہ
بشانہ کام کرو اسی میں تمہاری نجات ہے۔"

وہ لوگ جو شانگ کے اپنے آدمی تھے خوشی سے تالیاں بجانے لگے تو دوسرے بھی بحالت
مجبوری اس میں شامل ہو گئے۔ لیکن ایک خوف ان کے چہروں سے عیاں تھا۔ بہت سے اب تک
اس آس میں جی رہے تھے کہ ہو سکتا ہے کہیں شانگ کا زوال ہو اور وہ یہاں سے نکلنے کی کوشش
کر سکیں۔ لیکن بظاہر تمام راستے مسدود نظر آ رہے تھے۔

○......○......○

میاں کی آواز ابھری۔

"بستی والوان کے جرم کی سزا زیادہ سے زیادہ موت ہو سکتی ہے لیکن میں انہیں موت
نہیں دوں گا۔ موت انہیں ان کے جرم سے بے خبر کر دے گی اور میں ان کے پچھتاوے سے
لطف نہیں اٹھا سکوں گا جو لطف میں اٹھانا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے مجھے بہت بڑی خوشی سے محروم
کیا ہے' اگر زندگی کے اس دور میں مجھے علم ہو جاتا کہ سوما یہ بیٹے کی ماں نہیں ہے تو حسب
اسے مجھ سے علیحدہ ہونا پڑتا اور میں ایک بار پھر اپنے قبیلے کی کسی عورت سے شادی کر کے قسمت
آزمائی کرتا۔ لیکن مجھے محروم کر دیا گیا۔ میں انہیں بھی اس وقت تک اپنی اس محرومی کی سزا دینا
چاہتا ہوں' جب تک ان کی یا میری زندگی باقی رہے چنانچہ میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان سب کو قید کر دیا
جائے' کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہو گی۔ یہ قید خانوں میں بدترین قیدیوں کی حیثیت سے زندگی
گزاریں گے۔ وہاں انہیں انسانوں جیسی کوئی سہولت حاصل نہیں ہو گی۔ چنانچہ میرے اس فیصلے کو
آخری سمجھا جائے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جس طرح شمران قید سے آزاد ہو کر بھاگ گیا ہے اسی طرح
ان میں سے کچھ لوگ یا یہ سب فرار ہو جائیں گے۔ قید خانے کا نظام ہی بدل دیا جائے گا اور کوئی
قیدی موت سے پہلے وہاں سے نہ نکل پائے گا۔ شامہ میری بیٹی ہے' میرے بعد اسے میرے قبیلے میں
سب سے بہتر حیثیت حاصل ہو گی اس کے حکم کو میرا حکم سمجھا جائے گا۔ بے شک وہ میرا شوالا نہیں
بن سکتی' لیکن میں کسی کو شوالا بنانا بھی نہیں چاہتا' جس دن میں نے اپنے آپ کو کمزور محسوس کیا
سرداری سے دست برداری کا اعلان کر دوں گا اور تم لوگوں کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اپنی پسند کے
شخص کو سردار چن لو۔ ایک بار پھر اس کلہاڑے کو ہاتھ میں لے کر کہتا ہوں کہ یہ ہر مبارزت طلب
کرنے والے کے خون کا پیاسا رہے گا اور جس کا جب دل چاہے قسمت آزمائی کرے۔ اب تم
لوگ منتشر ہو سکتے ہو۔"

عقاب منتشر ہو گئے میاں کے سپاہی قیدیوں کو لے کر قید خانے کی طرف چل پڑے۔ میاں
نے انتظامی امور سنبھالنے والے سالار سے کہا۔

"اور سنو قید خانے کو انسانوں کا مدفن بنا دو دیواریں اتنی مضبوط کر دو کہ کوئی وہاں سے نکلنے نہ
پائے' میں وہاں کے نظام کے لئے نیا منصوبہ تمہیں دوں گا۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ کون قیدی باہر
جا سکتا ہے۔"

کچھ دیر کے بعد وہ اپنے کوستے میں واپس آ گیا اور اس نے شامہ سے کہا۔ "میری بیٹی تجھے
ماں کی محبت مل سکی نہ باپ کی شفقت' دونوں چیزیں چھین لی گئی تھیں تجھ سے۔ ماں کا تصور تو تو اس
لئے فراموش کر دے کہ تیری اس حقیقی ماں نے جس نے تجھے جنم دیا تھا اپنے مقصد کی تکمیل کے
لئے تجھے خود سے دور پھینک دیا وہ ایک سچی ماں نہیں تھی کیونکہ ماں کے تصور کے ساتھ پیار کا
احساس جاگتا ہے' وہ اس عورت میں بالکل نہیں تھا۔ نا وہ اچھی بیوی تھی اور نا اچھی ماں۔ باپ کی
محبت اب تجھے حاصل ہو چکی ہے' پورے اعتماد اور سکون سے زندگی بسر کر' تجھے ہر طرح کی آسائش
حاصل ہوں گی۔ باقی لوگ مجرم تھے اور مجرموں کو سزا دے دی گئی ہے۔" پھر سکون کی پہاڑی پر اس
نے غلام ہنگا سے کہا۔

"اور تو ہمیشہ میرا تعاقب کرتا رہتا ہے میں تیرے تفکرات کو سمجھتا ہوں ہنگا' لیکن افسوس
میرے گناہوں کا سمندر بہت وسیع ہے۔ اس میں کوئی جزیرہ نہیں ہے' مجھے اس سمندر میں بھٹکتے
بیتا ہے ہنگا' آہ اور کچھ تھا یا نہیں' لیکن یہ ایک سچائی تھی کہ شہ بدان میری وفادار عورت تھی'
نوجوانی میں اس نے کسی کو چاہا تھا اور میں نے اس کی اس نادانی کو اس کے لئے پوری زندگی کا
روگ بنا دیا۔ میں نے ہمیشہ اس سے زہر میں ڈوبی ہوئی گفتگو کی۔ تقدیر نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔
لیکن ہے اگر وہ بیٹے کی ماں بن جاتی تو میرا دل اس سے صاف ہو جاتا۔ لیکن ہنگا میرے لئے گناہوں
کا دائرہ وسیع ہو رہا تھا۔ میں اس پر ظلم کرتا رہا اور دیکھ لے تقدیر نے مجھ سے بدلہ لیا' ایک طویل
عرصے تک بیٹے کا باپ ہونے کا لطف اٹھانے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری اولاد نہیں تھا۔ ہنگا
اچھا ہوا یا برا میں نہیں جانتا کبھی سوچتا ہوں کہ شمران جیسا بدکار اگر میری ہی اولاد ہوتا تو بہرطور
اس کی سرشت سے مجھے دکھ ہوتا اب ذرا اطمینان ہے اور ہاں اگر ممکن ہو سکے تو چند افراد کو تمام
تفصیل سے آگاہ کر کے کوہ بخت کی جانب روانہ کر دے اور کوہ بخت کو ساری صورت حال سے آگاہ
کرے' اسے میرا یہ پیغام دے کہ میرے تمام بھائیوں کے لئے یہ خوشی کا موقع ہے وہ جشن منائیں
کہ ان کی آرزو پوری ہوئی اور میں کسی بیٹے کا باپ نہیں ہوں۔ انہیں یہ پیغام بھی بھجوا دے ہنگا کہ
اگر شمران ان کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو وہ اس کی سزا میں جتنا اضافہ کر سکتے ہیں' ضرور کریں
اور مجھے اس کے بدلے میں خوشخبری سنائیں کہ یہ میرا حق ہے۔"

غلام ہنگا نے مدھم لہجے میں کہا۔ "آقا ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں میں......؟"

"ہاں غلام ہنگا کہہ دے کیا کہنا چاہتا ہے۔"

"وقت تو بہت گزر چکا عظیم آقا اور بے شک باگ دور ہے' لیکن وہاں تک پہنچنا ناقابل عمل
نہیں۔ جب تو نے شامہ کو اپنے سائے میں جگہ دی ہے تو تیری دوسری بچیاں تجھ سے کیوں دور
ہیں۔ تو بالکل تنہا ہو گیا ہے اور جیسا کہ تو نے لوگوں کے درمیان کہا کہ وہ وقت گزر چکا ہے جب تو
بیٹے کی آرزو کرتا...... تو کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ سلابہ کی بیٹی کو تلاش کیا جائے اور ان سب کو
وہاں لانے کی کوشش کی جائے۔"

"نہیں ہنگا نہیں' یہ تو میں اس وقت نہ کر سکا جب میرے دل میں پہلی بار اپنے گناہ کا احساس
ہوا تھا۔ سردار سلابہ باظرف تھا کہ اس نے صبر و سکون کے ساتھ اپنی بیٹی کی واپسی کو برداشت
کر لیا۔ یا پھر کون جانے شہ بدان جیسی غیور عورت نے اپنے باپ کی بستی کا رخ کیا بھی کہ نہیں۔
اب عمر گزر گئی ہنگا۔ میری بیٹیاں اگر زندہ ہوں تو باپ کے چہرے کے نقوش بھی بھول گئی ہوں گی۔
اور اگر انہیں میرے چہرے کے نقوش یاد بھی ہوں گے تو وہ میرے تصور تک پر بھی تھوکتی ہوں گی
انہیں یہی کرنا چاہئے۔ اب کوئی فائدہ نہیں۔ مجھے میری آگ میں جلنے دے ہو سکتا ہے یہ آگ
کسی دن خود بجھ جائے اور مجھے سکون مل جائے' بس یہی میرا اختتام ہو گا اور اس کے بعد مجھے کچھ
سمجھانے کی کوشش نہ کرنا تو میرا دوست ہے دشمن نہیں......."

ہنگا نے ٹھنڈی سانس لے کر گردن جھکا لی' مزید کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہ تھی جو کہتا۔

○......○......○

باتو کی ذہانت میں کوئی شبہ نہیں تھا اور اس نے بروقت فیصلہ کیا تھا کیونکہ تھوڑے ہی دنوں

کے بعد فوہا اور دوسری لڑکیوں کو پتہ چل گیا کہ قبیلوں نے ان ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے مؤثر پر انتظامات کئے تھے اور یہ کوشش کی تھی کہ ڈاکوؤں کی نقل و حرکت پر جنگلوں ہی میں نظر رکھی جائے اور جس سمت انہیں دیکھا جائے وہاں ان کے لئے جال بچھالئے جائیں۔ اس کا اندازہ بہت جلد فوہا وغیرہ کو ہو گیا تھا' چنانچہ اب رخ تبدیل کرلیا گیا اور دوسری سمت سفر کیا جانے لگا۔ بستی اب خوشحالی کا جھولا جھول رہی تھی۔ وہاں باتو کی ہدایات کے مطابق کام شروع ہو گیا تھا باتو نے لوٹ مار میں ہتھیاروں کے لئے بھی ایک نمایاں مقام رکھا تھا اور جہاں بستیوں سے اجناس' خشک میوے اور ایسی دوسری اشیاء لوٹی جاتی تھیں وہیں ان سے ہتھیار بھی طلب کئے جاتے تھے اور بستی والوں کو ہتھیاروں کے عظیم ذخائر حاصل ہو چکے تھے۔ باتو کی حیثیت بلاشبہ بستی باگ میں ایک عظیم رہنما کی ہو چکی تھی اور شہ بدان نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ خود اس کا باپ اور دونوں بھائی باتو کے عقیدت مندوں میں شامل ہو چکے ہیں اور اب باتو کے خلاف کوئی بات کہنا بے مقصد ہی ہے اور اس سے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو گا۔ لیکن ایک دن اس نے باتو کو تنہائی میں طلب کر کے کہا۔

"باتو بابا مجھے پورا پورا اندازہ ہے کہ تم کیا کر رہے ہو...... لیکن ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ اگر تم نے کبھی بھی بیٹیوں کو باپ کے مقابل لے جا کر کھڑا کیا تو میں ان چاروں لڑکیوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر کے خود کشی کرلوں گی۔ اگر تمہاری یادداشت کمزور ہے تو آج پھر میرے منہ سے اس بستی کا نام سن لو' وہ عقابوں کا مسکن کہلاتی ہے اور اس کے سردار کا نام میاں ہے۔"

باتو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔ "عورت زمین کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتی ہو اس کی سوچ یکساں ہوتی ہے' میں تیری شوہر پرستی کو سلام کرتا ہوں۔ بے فکر رہ میں خود بھی اتنا درندہ نہیں ہوں کہ بیٹیوں کو باپ کا سامنا کرنے پر مجبور کردوں۔ میرا تجھ سے وعدہ ہے کہ ہم میاں کی بستی کی جانب کبھی رخ نہیں کریں گے۔"

شہ بدان خاموش ہو گئی۔ اس سے زیادہ باتو سے کچھ کہنا بے کار تھا۔ وہ باتو کے سامنے زخمی نظر آتی تھی کہنا تو اس سے یہ چاہتی تھی کہ وہ پہاڑوں میں خونریزی بند کردے۔ اب پہاڑوں میں اتنا خون بہا چکا ہے کہ اس کے انتقام کی آگ سرد ہو جانی چاہئے لیکن باتو نے جو کھیل شروع کردیا تھا اسے روکنا بھی اب کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ کیونکہ اب بستی باگ کی بقاء کا معاملہ سامنے آگیا تھا۔ بہرحال باتو اپنی کاوشوں میں کامیابی سے مصروف تھا۔ لڑکیاں اس کے اشاروں پر چلتی تھیں اور انہوں نے باگ کے لئے جو کر دکھایا تھا وہ شاید باگ کے سارے نوجوان بھی مل کر اس برق رفتاری سے باگ کو ترقی کی جانب نہیں لے جا سکتے تھے۔ باتو نے اپنے جو ٹھکانے بنائے تھے اب ان میں لوٹی ہوئی اشیاء کے ذخائر کے انبار تھے۔ بڑی ترتیب سے یہ سامان باگ منتقل ہوتا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں ایک نظام تھا' جو پہاڑ والوں کے ذہن میں نہیں آیا تھا۔ اپنے ٹھکانوں کے تحفظ کے لئے بھی باتو نے ذرا بھی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کیا کیونکہ اب قبیلے ڈاکوؤں کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے تھے۔ بدترین نقصانات اٹھانے کے بعد قبیلوں کے سرداروں نے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا تھا اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ ہر ایک نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا رکھی تھی' کوئی کسی کی سرحدوں سے دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔

جو واقعات پیش آ رہے تھے وہ اس قدر خطرناک تھے کہ اب وہ ایک دوسرے سے مفاہمت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اور جنگلوں اور پہاڑوں میں پہرے کا بندوبست کیا گیا تھا وہ لوگ جو اب سوچ رہے تھے باتو کی سوچ اس سے ہزاروں گنا آگے تھی وہ تہذیب کی دنیا کا باشندہ تھا۔ اور پھر اس کا اپنا ایک ماضی بھی تھا۔ ایک ایک لڑکی کی ذمہ داری لگائی تھی کہ نہایت احتیاط کے ساتھ اپنے اطراف کی نگرانی کرتی رہے تاکہ کبھی اچانک قبیلوں کے جال میں نہ پھنس جایا جائے۔ اس وقت فوہا کی ذمہ داری تھی کہ وہ ایک مخصوص علاقے تک چکر لگا کر یہ چھان بین کر آئے کہ قرب و جوار میں کسی سراغ لگانے والے کا وجود تو نہیں ہے۔

یہ ٹھکانہ نمبر دو تھا جو ایک سرسبز و شاداب جگہ واقع تھا۔ ایک سمت پہاڑ کی بلندی سے آبشار گر رہا تھا اور اس سے بن جانے والا دریا سست روی سے بہہ رہا تھا دریا کی گہرائی بالکل نہیں تھی' بس جہاں آبشار بنتا تھا وہاں گڑھا بن چکا تھا اور اس گڑھے سے پانی ابل کر آہستہ آہستہ چوڑائی میں بہہ رہا تھا' سفید شفاف پانی کے نیچے پتھر نظر آتے تھے۔ اس وقت بھی ماحول بے حد خوشگوار تھا۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور پہاڑ مسکراتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے لیکن فوہا مستعدی سے اپنے طاقتور گھوڑے پر سوار تیز نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ جھرنے کے کنارے پڑے ہوئے پتھروں کی بڑی بڑی چٹانیں خاموش اور سنسان آسمان کا جائزہ لے رہی تھیں کہ کب بارش کے قطرے آسمان سے زمین کی جانب چل پڑیں۔ پتہ نہیں فوہا کی اندرونی کیفیات کیا تھیں لیکن وہ اپنے جنگی لباس میں ملبوس تھی اور اس لباس میں آنے کے بعد ذہن پر صرف جنگجویانہ کیفیت سوار رہتی تھی۔

گولی کی آواز انہی چٹانوں کی جانب سے ابھری تھی' جو دریا کے کنارے کنارے پھیلی ہوئی تھیں۔ فوہا نے گھوڑے کو جھکائی دی اور گھوڑے کی پشت خالی کردی۔

نشانہ بڑا شاندار تھا۔ کیونکہ سنسناتی ہوئی گولی عین اس جگہ سے گزری تھی' جہاں فوہا گھوڑے کی پشت پر سوار تھی۔ بالکل ٹھیک نشانہ لیا گیا تھا۔ لیکن اگر نشانہ لگانے والا ادھر دیکھ رہا ہو گا تو یقیناً عش عش کر اٹھا ہو گا کیونکہ اتنی برق رفتاری سے ماحول کو سمجھنا' اپنی جگہ خالی کردینا اور واپس گھوڑے کی پشت پر آجانا' انسانی بس کی بات تو نہیں تھی' لیکن ہوا تھا اور گھوڑے نے ایک زقند بھری تھی۔ دوسری گولی بھی چلی لیکن اس بار رخ بدلا ہوا تھا۔ اب اسے کیا کہا جا سکتا کہ باتو نے لڑکیوں کو جو تربیت دی تھی وہ صرف اعصابی تھی۔ سارا نظام اعصابی کردیا تھا۔ ہلکی سی سرسراہٹ' فائر کی آواز کانوں تک پہنچے اور اعصاب کام کرنا شروع کردیں۔ سوچ سمجھ کر ایسے کام نہیں کئے جا سکتے تھے...... دوسرا نشانہ بھی خالی گیا لیکن اس کے ساتھ ہی سمت کا صحیح اندازہ بھی ہو گیا اور برق رفتار گھوڑے نے کئی لمبی لمبی چھلانگیں لگائیں' وہ مرکز کی جانب جا رہا تھا جہاں سے گولی چلائی گئی تھی۔ مدمقابل کو سنبھلنے کا موقع نہ دے کر اس کے سر پر پہنچ جانا ہی کامیابی کی دلیل ہوتا ہے۔ ایک لمحے کے اندر اندر فوہا کا گھوڑا دوڑتا ہوا چٹان کے پاس پہنچ گیا اور اگر گولی چلانے والا کے پاس مزید کارتوس بھی تھے تو اسے یہ کارتوس اپنی بندوق میں ڈالنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ چٹان کے عقب سے ایک شخص نمودار ہوا جس نے بندوق تھامی ہوئی تھی۔ دیو ہیکل نوجوان جس کے جسم پر قبائلیوں کا لباس تھا خون خوار نگاہوں سے فوہا کو دیکھ رہا تھا۔ فوہا نے گھوڑے کی پشت پر ہتھیلی رکھ کر

اپنے بدن کو تولا اور نیچے کود گئی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ مدمقابل کی بندوق میں اب گولیاں نہیں ہیں۔ سوچنے کی کوئی خاص بات نہیں تھی اتنے قریب سے بھی وہ اپنا دفاع کر سکتی تھی، لیکن مدمقابل نے بندوق پھینک دی اور کمر کے قریب لٹکا ہوا چوڑے پھل والا کلہاڑا نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کی تند و تیز نگاہیں فوہا کا جائزہ لے رہی تھیں اور اس نے بار بار پینترے بدل کر ایک ساز... جگہ منتخب کر لی تھی جہاں اس کا پاؤں کسی پتھر میں نہ الجھ سکے۔ فوہا نے ابھی تک اپنا کلہاڑا نہیں نکالا تھا وہ ہلکی سی جھکی ہوئی دونوں ہاتھ پھیلائے قوی ہیکل نوجوان کو پینترے بدلتی دیکھ رہی تھی۔ ابھی تک اس نے اس کے خدوخال پر کوئی غور نہیں کیا تھا۔ مدمقابل صرف دشمن ہوتا ہے دشمن کو ہے یہ دیکھنا ایک بے مقصد بات ہوتی ہے۔ صرف اس کی حرکات کا جائزہ لیا جائے۔

نوجوان نے اچانک ہی اپنے جسم کو گھمایا داہنی جانب جھکائی دے کر بائیں سمت سے اس نے کلہاڑے کا بھرپور وار فوہا کی گردن پر کیا۔ فوہا نے اطمینان سے اپنے جسم کو تھوڑی سی جنبش دے کر اس کا یہ وار خالی کر دیا اور نوجوان اپنی قوت میں جھول گیا۔ لیکن اس نے ایک بار پھر کمال کی پھرتی سے کام لیتے ہوئے کلہاڑے کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کیا اور ایک اور شدید وار فوہا پر کر ڈالا۔ فوہا فضاء میں اچھلی اور کلہاڑا اس کے پیروں کے نیچے سے نکل گیا۔ اتنا اونچا اچھلی تھی کہ خود حملہ کرنے والا بھی ایک لمحے کے لئے حیران رہ گیا۔ فوہا اگر چاہتی تو اس طرح اچھل کر اس کے جسم پر دونوں پیروں سے وار بھی کر سکتی تھی لیکن ابھی اس کی نوبت نہیں آئی تھی۔ اگر مدمقابل بہت زیادہ خطرناک ثابت ہوا، تو پھر وہ حربے آزمائے جاتے جن سے اسے ہر قیمت پر زیر کیا جاتا۔ یہ تو ایک تفریحی مشغلہ تھا البتہ فوہا کی زیرک نگاہوں نے یہ جائزہ لے لیا تھا کہ نوجوان یہاں اکیلا ہے اور آس پاس بھی یہاں کوئی موجود نہیں ہے۔ یہ اندازہ لگانے کے بعد ایک شخص سے کھیلنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ حالانکہ نوجوان بھی کافی پھرتیلا معلوم ہوتا تھا اس نے اب تک جتنے وار کئے تھے ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ جنگ و جدل کا ماہر ہے۔ اس کے قدم مضبوطی سے زمین پر جمے ہوئے تھے۔ ایک بار پھر اس نے فوہا پر ایک ایسا وار کیا جو فوہا کو کافی خطرناک محسوس ہوا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ گویا اب یہ انفرادی جنگ خطرناک لمحات میں داخل ہوتی جا رہی تھی۔ اب اسے کچھ کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس بار وہ پیچھے ہٹ گئی اور اس نے مدمقابل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو تین وار کر چکا ہے اس کے بعد میری باری ہے۔" اس نے اپنی کمر سے کلہاڑا نکال لیا...... نوجوان کلہاڑا تانے کھڑا تھا لیکن اچانک ہی فوہا نے دیکھا کہ اس کے بائیں شانے کے قریب سے باقاعدہ خون رسنے لگا ہے اور پھر یہی خون اس کی کمر کے پچھلے حصے سے بھی رسنے لگا۔ نوجوان نے ایک لمحے کے لئے نگاہ بدل کر اپنے خون کو دیکھا اور اس کے چہرے پر کرب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اس نے کلہاڑے کو سامنے کر کے دو تین بار ہلایا اور خون کے بہنے کی رفتار بہت تیز ہو گئی... لباس کی سرحدوں کو عبور کر کے باہر آ گیا تھا۔ فوہا نے انداز بدل کر اسے دیکھا۔ دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"تو زخمی ہے غالباً تو شدید زخمی ہے اور تو نے اپنے ان زخموں کو لباس سے ڈھانپ رکھا

ہے کلہاڑا پھینک دے۔ میرا ایک وار تجھے زندگی سے دور کر دے گا عقل رکھتا ہے تو تجھے اس کا اندازہ ہو گا کہ جنگ و جدل میں تو مجھ سے زیادہ ماہر نہیں ہے اس لئے مجھ سے جنگ نہ کر۔ کلہاڑا پھینک دے تجھے معاف کر دیا جائے گا۔"

نوجوان کی آنکھوں میں غصے کے تاثرات ابھر آئے وہ ایک بار پھر کلہاڑا لے کر فوہا کی جانب بڑھا لیکن اس کے قدم لڑکھڑانے لگے۔ اس کے دانت بھنچ گئے اور جبڑوں کے مسلز ابھر آئے پھر آہستہ آہستہ وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا اس نے دونوں گھٹنے زمین پر ٹکا دیئے۔ کلہاڑا اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا وہ کلہاڑے کا سہارا لینے پر مجبور ہو گیا اور اس کا پھل زمین سے ٹکا کر اپنے سر کو زور زور سے جھٹکنے لگا۔ غالباً وہ اپنی کمزوری پر قابو پانا چاہتا تھا۔ لیکن نجانے کتنا زخمی تھا وہ گاڑھے سرخ رنگ کے بہتے ہوئے خون کی مقدار یہی بتا رہی تھی کہ اس کے جسم پر گہرے زخم ہیں۔ فوہا نے گردن جھٹک کر کلہاڑا اپنی پیٹی میں لگا لیا اور نرم لہجے میں بولی۔ "تجھ سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس عالم میں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا مجھے اپنے قریب آنے دے تاکہ تیرے زخم دیکھ سکوں۔"

نوجوان کی آنکھوں سے بے بسی کے آثار نظر آئے۔ وہ اپنی کمزوری سے سخت شرمندہ نظر آتا تھا۔ فوہا بدستور اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ مدمقابل شکست خوردہ تھا۔ پہلے سے کسی مشکل کا شکار تھا چنانچہ فوہا کا جنون ختم ہو گیا۔ دوسری کیفیت میں وہ ایک ہمدرد لڑکی تھی۔ اور اسے نوجوان کی بے بسی سے افسوس ہو رہا تھا۔

نوجوان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "شیر دل جوان اگر میری موت تیرے لئے ضروری ہے تو تجھے اختیار ہے مجھے ہلاک کر دے۔ اگر احسان کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے زیادہ رحم کے مستحق اس ٹیلے کے عقب میں موجود کچھ لوگ ہیں جنہیں اگر تھوڑی دیر اور پانی نہ ملا تو وہ ضرور مر جائیں گے۔ چٹان کے اس طرف پانی کے دو برتن رکھے ہوئے ہیں انہیں ان تک پہنچا دے۔ مجھ پر احسان ہو گا۔"

فوہا نے حیرت سے یہ الفاظ سنے پھر تیزی سے آگے بڑھ کر چٹان کے عقب میں دیکھا پانی سے بھرے دو چھوٹے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اس کا دل ہمدردی سے لبریز ہو گیا۔ اس نے ایک لمحے میں فیصلہ کر لیا۔ گھوڑے کو اشارے سے قریب بلایا نوجوان کو اس پر سوار ہونے میں مدد دی۔ پھر پانی کے برتن ہاتھوں سے سنبھالے اور گھوڑے کی لگامیں بغل میں دبا کر ٹیلے کی جانب چل پڑی۔

O......O......O

"ہمارا تمام منصوبہ ملیا میٹ ہو گیا اب احساس ہوتا ہے کہ ہم نے صرف جذبات سے کام لیا تھا۔ ایک مقصد ہم نے ذہن نشین کر لیا تھا لیکن ایک بہت مشکل کام کو آسان سمجھ لیا گیا تھا۔" ...لین نے مایوسی سے کہا۔

"کام بے حد مشکل ہے انکل لیکن آپ آہنی انسان ہیں اسے انجام دے سکتے ہیں۔" ...ہران نے کہا۔

"یہ کمبخت اگر درمیان میں نہ آتا تو شاید ہمیں اتنی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔"

"آپ نے ایک طویل زندگی میرے لئے وقف کی ہے انکل۔ اب اس مشکل عمل کے ... لمحات ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ آپ ان پہاڑوں میں ایک تاریخ رقم کرنے جا رہے ہیں تو غلط

نہیں ہوگا۔"

"وہ تاریخ شاید یہ ہے کہ ہم ایک شیطان کے لئے مزدوری کر رہے ہیں۔ ہم اس کے
کے آلۂ کار بن گئے ہیں۔" ولیمن بولا۔

"اور اب ایک اور شیطان اس کا ساتھی بن گیا ہے۔" لیزا نے کہا۔

"نہیں آنٹی یہ پہاڑ والوں پر احسان ہے آپ لوگوں کا بہت جلد آپ انہیں اس حقیقت
آشنا کریں گے کہ ان کی صدیوں کی روایت پامال ہو رہی ہے۔ مجرم ان کے درمیان گھر
اور اپنے قدم جما رہے ہیں۔ آنٹی آپ لوگ یہاں ایک نئے نظام کی بنیاد رکھ رہے
ہے انہیں اپنی فرسودہ روایت بھی بدلنا ہوگی۔ انہیں چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹے
بجائے ایک مشترکہ نظام اپنانا ہوگا ورنہ جس طرح کرشانہ پر قبضہ ہوا ہے اسی طرح آہستہ
پورے پہاڑی قبیلے ان کی زیرنگیں ہوں گے۔"

"کمال کرتی ہو تم...... آخر یہ ہم کیسے کر سکیں گے۔" لیزا نے کہا......

"ابھی انکل نے کہا تھا کہ اگر شانگ درمیان میں نہ آتا تو ہمیں اتنی مشکلات کا سامنا
پڑتا۔"

"ہاں..... میں نے کہا تھا۔"

"تو ہم اس کے درمیان سے نکل جاتے ہیں۔ اب یہ مشکل کام نہیں ہے پہاڑوں میں
جہاں اس نے نگرانی کا سخت نظام قائم کیا تھا ہمارے لئے نکلنا بے شک مشکل تھا۔ لیکن
کرشانہ میں ہمیں اس کی آسانی حاصل ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیسے ممکن ہے۔" ولیمن نے کہا۔

"موسیو ولیمن........ میرے خیال میں وہ ٹھیک کہتی ہے۔" بڈ نے گفتگو میں مداخلت کی۔

"میں بے دست و پا ہو کر بیمار ہو جاتا ہوں اپنی مشکلات سے خود نمٹنا میری ہابی ہے۔
اس طرح۔"

"نہیں انکل...... آپ یہ ذمے داری مجھ پر چھوڑ دیں۔ روزال کیا تمہیں اس جگہ
بارے میں کچھ معلوم ہے۔"

"یہ عقابوں کے مسکن سے اتنی دور کی بستی ہے کہ ہم نے کبھی اس کا نام بھی نہیں سنا۔
اگر ہم پہاڑوں میں بھٹکتے رہیں تو بالآخر میں کوئی ایسی جگہ ضرور پالوں گا جہاں سے میں اپنی
نشان تلاش کرلوں۔"

"میں غافل نہیں ہوں۔ میں نے ایسے انتظامات شروع کر دیئے ہیں جن کے تحت ہم
مختصر وقت میں یہاں سے نکل سکیں۔"

پھر اس رات...... زربدان نے فلیش سے ملاقات کی۔ "اثشیا کے سوا اور کوئی تو نہیں
جسے تم اپنے ساتھ لے جانا چاہو۔"

"کیا مطلب......" فلیش چونک کر بولا۔

"ہم یہاں سے فرار ہو رہے ہیں۔"

"کیا مہذب آبادیوں کی سمت۔"

"نہیں یہ ابھی مشکل ہے۔"

"بہرحال اگر ہمیں اس منحوس کے چنگل سے رہائی مل جائے تو باقی سب گوارا ہے۔ اور رہا
ذرا سوال تو اثشیا تمہارے سوا میرا اور کون ہے؟"

"کاش میں دوسروں کی مدد بھی کرسکتی۔ لیکن خیر..... یہ کوشش بعد میں کی جاسکتی ہے سنو
میں فرار کے انتظامات کر چکی ہوں کل آدھی رات کو ہم کرشانہ سے نکل رہے ہیں......"
زربدان نے کہا اور فلیش حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

فلیش کچھ دیر زربدان کا چہرہ دیکھتا رہا۔ پھر بے اختیار مسکرا دیا اس نے کہا۔ "تمہارے اندر
بڑا اعتماد ہے ڈیزی۔ لیکن تم ایک لڑکی ہو۔ ہم سب بعض اوقات غلط فیصلے کر لیتے ہیں اور ہمیں
ان کے خطرناک نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔ مجھے بتاؤ گی یہاں سے فرار کے لئے تم نے کیا طریقہ اختیار
کیا ہے۔"

زربدان نے بھی مسکرا کر کہا۔ "بیشک تمہارا کہنا درست ہے میں کسی ایسے بڑے کام کا دعویٰ
بھی نہیں کروں گی جو میری سکت سے زیادہ ہو۔ جب ایک مرد کی ضرورت سامنے آئے گی تو میں
ہارا سہارا چاہوں گی۔"

"شکریہ ڈیزی میں جاننا چاہتا ہوں؟"

"اصل میں اتنے عرصے ساتھ رہ کر میں نے اس شخص کی فطرت کے بارے میں تھوڑا سا
اندازہ لگایا ہے۔ حالانکہ میں نے ابھی اس سے گفتگو نہیں کی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اسے
ذہنی تیار کرلوں گی کہ وہ ہمیں جانے دے۔"

"یعنی تم اس کے علم میں لا کر یہاں سے نکلو گی؟"

"ہاں۔"

"کیا تم ایک احمقانہ بات نہیں کر رہیں۔" فلیش پریشان تھا۔

O......O......O

زربدان نے شانگ سے بات شروع کی۔ "میرے خیال میں مسٹر شانگ آپ بہت زیادہ
خطرے کام کر رہے ہیں جو خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا ڈیزی۔"

"وہاں پہاڑوں میں بیشک آپ کے اعتماد کے لوگ موجود ہیں لیکن آپ خود تو وہاں نہیں
ہیں۔"

"تو پھر......؟"

"وہاں ہمارا جس قدر قیمتی سرمایہ موجود ہے ہم اتنے عرصے اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ اس کی
حفاظت اور وہاں کے حالات پر کنٹرول ضروری ہے۔"

شانگ نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔ "پھر تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"آپ کو وہاں جانا چاہئے۔" زربدان نے مشورہ دیا۔

"ناممکن ہے میں یہاں کام کر رہا ہوں۔ یہ لوگ مستقبل میں میرے بازو بنیں گے۔ مجھے
ان سے کام لینا ہے چنانچہ ان کی ریڈنگ ضروری ہے اور یہ کام میں کسی اور کے سپرد نہیں کر سکتا

کیونکہ دنیا میں کوئی مجھ سے زیادہ ذہین نہیں ہے۔"

"آپ زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔" زربدان ادب سے بولی۔

"لیکن تمہاری نشاندہی کو میں نے نظرانداز نہیں کیا ہے۔ تمہارا کہنا واقعی درست ہے
وہاں کی خبرگیری ضروری ہے۔ یہ کام تم بھی کرسکتی ہو۔ بلکہ اب یہ ڈیوٹی میں تمہارے سپرد کرتا
ہوں۔ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لے جاؤ ان کا انتخاب کرلو' ویسے بھی اب یہاں غیر ضروری طور پر
رہنا بیکار ہے۔ ہمیں طویل عرصہ یہاں رک کر آئندہ پروگرام کے انتظامات کرنے ہوں گے۔ میں
تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ساتھ لے جانے والوں کو منتخب کرلو اور پہاڑوں میں چلی جاؤ۔"

"مجھے وہاں جاکر کیا کرنا ہوگا؟" زربدان نے پوچھا۔

"لوگوں کے رجحان کا جائزہ لو۔ ان کی کارکردگی کا اندازہ لگاؤ اور پھر مجھے رپورٹ بھیجو۔"

"جو حکم جناب۔!" زربدان نے جواب دیا۔ البتہ اس نے جن لوگوں سے کہا تھا کہ دوسرے
دن آدھی رات کو یہاں سے نکلنا ہے ان سے پروگرام تبدیل ہونے کا تذکرہ کیا اور کہا اب رات کا
انتظار کرنے کے بجائے دن کی روشنی میں کھلے عام یہاں سے نکلنا ہے۔ وہ رخت سفر باندھ لیں۔
اس کے ساتھ اس نے شانگ کے دو خاص آدمیوں کا انتخاب کیا اور ان سے کہہ دیا کہ انہیں
چلنا ہے۔ گھوڑے تیار کرلئے گئے۔ شانگ نے دو الگ گھوڑوں پر کچھ سامان بار کرایا تھا جسے
پہاڑوں میں بھیجنا چاہتا تھا۔ دوپہر کو جب سورج نے ڈھلان کا رخ اختیار کیا تو شانگ نے ان کو
خود کرشانہ کی سرحد سے رخصت کیا تھا۔ اس سفر کی حقیقت سے واقف لوگوں کی جان پر بنی
تھی۔ بے فکر اور آزاد فطرت کے مالک فلیش کے ہونٹوں پر البتہ مسکراہٹ تھی۔ اس نے ایک
آنکھیں بند کرکے تعریفی انداز میں زربدان کو دیکھ کر گردن ہلائی تھی' جیسے اس کی برتری کو تسلیم
کررہا ہو' زربدان بالکل سنجیدہ تھی۔

کرشانہ کی سرحدوں کے کافی دور تک اس نے اپنے آپ کو بالکل مستعد رکھا تھا' کیونکہ اسے معلوم
تھی کہ شانگ کے آدمی اطراف کی بلند چوٹیوں پر موجود ہیں اور وہ حالات پر پوری نگاہ رکھے ہوئے ہیں
اس لئے اتنا فاصلہ ضروری ہے کہ ان کی نگاہوں سے دور ہوجایا جائے اور رخ پہاڑوں کے
علاقے کی جانب رکھا جائے۔ جس طرف سے سفر کرتے ہوئے یہ لوگ کرشانہ پہنچے تھے۔ آخر
اور دوسرے تمام افراد بالکل سنجیدہ تھے اور زربدان کے آئندہ کے پروگرام کے بارے میں
کچھ نہیں معلوم تھا۔ پھر جب زربدان کی منزل آگئی' یعنی وہ جگہ جہاں سے وہ رخ بدلنا چاہتی
اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اپنے شانوں سے لٹکی ہوئی ہلکی رائفل اتارلی۔ یہ رائفل خود
جو نے اسے پیش کی تھی' کسی کو اس کے بارے میں اندازہ نہیں ہوسکا' ہاں جب فضاء میں
ہوئے اور گھوڑے ہنہنا کر الف ہوگئے' تو سب کے سب چونک کر دہشت زدہ نگاہوں سے
طرف دیکھنے لگے۔ پھر ان کی آنکھوں نے شانگ کے دونوں ساتھیوں کے جسموں سے رنے
خون کو دیکھا اور اس کے بعد انہیں گھوڑوں سے گرتے ہوئے۔ تب صورت حال ایک دم
سمجھ میں آگئی۔ زربدان نے پھرتی سے اپنے گھوڑے کی پشت چھوڑ دی اور ان دونوں کے
موجود اسلحہ اتار کر اپنے قبضے میں لے لیا اور اس کے بعد چھلانگ مار کر گھوڑے کی پشت پر
ہوگئی۔ پھر اس نے کہا۔ "دوڑو! اپنے گھوڑوں کی رفتار طوفانی کردو کیونکہ اب اس کے بعد

بقاء کی ضمانت ہے' رخ تبدیل کردو۔" بار بردار گھوڑوں کو البتہ نہیں چھوڑا گیا تھا۔ ہاں ان
گھوڑوں کے حصول کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی تھی جن پر شانگ کے آدمی سوار تھے اور
ناری کا یہ سفر رات تک جاری رہا۔ یہاں تک کے ایک ایسا پہاڑی جنگل نظر آیا جو بلندی پر
اٹھتا چلا گیا لیکن رات کو تاریکیوں میں اس جنگل کو عبور کرنے کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا
گھوڑوں کے لئے یہ ایک سرسبز چراگاہ تھی اور ممکن ہے انسانوں کے لئے بھی وہاں بہت
لیکن رات کی تاریکی میں اس کی تلاش ممکن نہیں تھی زربدان نے پھیکی سی مسکراہٹ کے
اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "دنیا کا سب سے مشکل کام کسی کے اعتماد کو دھوکا دینا ہے' چاہے وہ
کوئی کیوں نہ ہو' میں درحقیقت شانگ جو کے اعتماد کو قتل کرنا' اس کے دونوں آدمیوں کو قتل
کرنے سے زیادہ کربناک سمجھتی ہوں۔" کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

O......O......O

ایک عمر گزر گئی تھی۔ اتنا طویل دور کہ اس کے بعد کسی ناکامی کا تصور بھی ذہن سے مٹ گیا
ہاں اگر تھوڑے بہت متاثر تھے تو صرف شیرماہ کے اہل خاندان' کیونکہ شمران ان سے ہمیشہ
دور رہا تھا' عشمہ کا کلیجہ خاص طور پر پھٹتا تھا اور اس نے کئی بار آنسو بھرے لہجے میں اپنے شوہر ماہ
سے کہا تھا کہ دنیا کی کوئی بھی دولت ماں کی ممتا سے بڑی نہیں ہوتی شمران بے شک عقابوں کا سردار
بن جائے گا' لیکن جو فاصلہ ماں اور بیٹے کے درمیان رہا ہے' کیا وہ کبھی کم ہوسکے گا ماہ لخت بھی
سیدھا سادا انسان تھا۔ بیوی کو صحیح طور سے سمجھا بھی نہیں پایا تھا۔ باقی رہا سومایہ کا مسئلہ تو وہ ہر
بات سے واقف ہوچکی تھی اور اس نے اپنی بقاء اسی میں سمجھی تھی کہ خاموشی اختیار کی جائے۔
اب اتنے طویل عرصے کے بعد زندگی کا ایک وسیع دور گزر جانے کے بعد جب کسی قسم کا کوئی
بے مقصد ہوگیا تھا یہ صورت حال پیش آگئی تھی اور اب وہ سب کف افسوس ملنے کے سوا کچھ
نہیں کر پا رہے تھے۔ قید خانے کے تحفظ کی ذمہ داری ہندان کو دی گئی تھی' جو میان کا دیرینہ وفادار'
ساتھی اور دوست تھا۔ ہندان بڑی مستعدی سے قید خانے کی حفاظت کررہا تھا۔ الخت بانغہ' اس کی
بیٹا اور سومایہ طول ایک گوشے میں بیٹھے رہا کرتے تھے' شیرماہ اپنی بیوی' بیٹے اور بہو کے ساتھ
دوسرے گوشے میں' دونوں نے ابھی تک ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی' لیکن شیرماہ کی
نگاہوں میں الخت بانغہ کے لئے نفرت کے آثار نمایاں تھے اور الخت بانغہ اسے محسوس کررہا تھا۔
اس پر بھی جھلاہٹ طاری ہوگئی اور اس نے شیرماہ سے کہہ ہی دیا۔

"تم مجھے جن نگاہوں سے گھورتے ہو' میں ان کا اچھی طرح تجزیہ کرچکا ہوں اور تم جیسے کم
عقل لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔"

"اگر اس قید خانے میں تم مجھ سے دشمنی چاہتے ہو الخت بانغہ تو یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں
اس لئے اپنی زبان کو لگام دو' میں اب اپنے اور تمہارے درمیان کسی بھی قسم کی مروت کے
رشتے کو تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ میں تمہاری ہی سازش کا شکار رہا ہوں۔"

"بہت آسان ہے یہ سب کچھ کہہ دینا۔ اور انسان جب کسی سے فائدے اٹھاتا ہے تو اسکے
گن گاتا ہے اور جب یہ سلسلہ ترک ہوجاتا ہے تو بُرا بھلا کہنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتا۔ خیر تمام
شکایتیں بے مقصد ہیں' ہم لوگ ایک سودے پر متفق ہوئے تھے' گھاٹا ہوگیا' منصوبہ ختم ہوگیا

لیکن تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ میان جیسے وحشی نے ہمیں زندہ رکھا ہے' حالانکہ جب اس نے ہمیں
فرار ہوتے ہوئے پایا تھا تو میں نے سب سے پہلا لمحہ اپنی موت کا لمحہ سمجھا تھا۔ یہ تعجب کی بات ہے
کہ میان نے ہمیں اپنی گولیوں کا نشانہ نہیں بنایا۔ اس کی جو فطرت تھی اس کے مطابق حالات سے
واقف ہو کر اسے یہی کرنا چاہئے تھا لیکن اس وقت سے لے کر اب تک اس نے جو کچھ کیا ہے
کے پس منظر پر غور کرسکتے ہیں۔"

"کیا ہے اس کا پس منظر؟" سوال کیا گیا۔

"یہی کہ روشنی والے نے ابھی ہماری موت کا وقت متعین نہیں کیا اور ابھی اس نے ہمیں
زندگی عطا کی ہے۔"

"اس زندگی سے موت بدرجہا بہتر ہے جو قید خانے کی سنگین دیواروں میں گزرے' اور پھر
احساسات جن میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہ ہو۔ سومایہ سردار کی بیوی ہونے کا لطف اٹھا چکی
مگر میری بہو اور میرے بیٹے کو کیا ملا سوائے اپنی اولاد کھونے کے۔ آج بھی سومایہ کی بیٹی اپنے
کے پاس محفوظ ہے اور شمران پہاڑوں میں بھٹک رہا ہے۔ جواب دے الخت باغہ' نقصان میرا
ہے۔"

"بوڑھے کہتے رہے ہیں کہ وقت اپنا فیصلہ خود کرتا ہے ہمیں زندگی اس لئے ملی ہے کہ ابھی
وقت کی کچھ کہانی باقی ہے ورنہ کم از کم اس کہانی سے ہمارے کردار الگ ہوجاتے' میرے
دوست شیرماہ انسان زندگی میں جدوجہد کرتا ہے' زمینوں میں ہل چلاتا ہے' بیج بوتا ہے اب
بارش ہی نہ ہو تو انسان کا اپنا کیا قصور۔ خیر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بددل ہونے کی بجائے اور
سے دور بیٹھ کر مجھے کینہ توز نگاہوں سے دیکھنے کی بجائے' کیوں نہ ہم باہم مشورہ کریں کہ
ہمارے اس قید خانے سے نکلنے کا کیا بندوبست ہوسکتا ہے۔ یا وہ ایسا کون سا طریقۂ کار ہے جس
ہم نہ صرف اس قید سے گلو خلاصی حاصل کرلیں بلکہ کچھ فائدہ بھی ہو۔ کیا تیرے ذہن میں ایسا
منصوبہ ہے۔؟"

"نہیں افسوس میں منصوبہ ساز نہیں ہوں' میں تو ایک سیدھا سادا کسان ہوں۔"

"مگر میں منصوبہ ساز بھی ہوں اور کسان بھی نہیں ہوں۔ ایک شخص کو دیکھا ہے میں
یہاں۔ آہ کاش وہ میرے چنگل میں آجائے۔" شیرماہ نے کچھ پوچھنا ہی چاہا تھا کہ قدموں کی
سنائی دی اور الخت باغہ نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کردیا۔ شیرماہ نے خود بھی قید
کے نگراں کو اس طرف آتے دیکھا تھا۔

قوی ہیکل اور لمبے چوڑے آدمی نے ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں اور کسی
حاجت تو نہیں ہے۔ تم اگر کسی اور چیز کے خواہش مند ہو تو مجھے بتاؤ۔؟"

"اگر تیرے پاس مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے کچھ وقت ہے ہندان تو کیا تو وہ وقت مجھے
سکے گا۔" ہندان نے الخت باغہ کو دیکھا اور بولا۔ "میرے ذہن میں کچھ ایسی بات ہے الخت
جس میں تجھ سے رشتے داری کا بھی کچھ تذکرہ ہے۔ لیکن رشتے ناتے سب بعد کی چیز ہوتے
انسان کو اپنی ذمہ داریاں پورا کرنا پڑتی ہیں۔"

"ہیبان کے بیٹے وہ رشتہ میں تجھے بتائے دیتا ہوں' ہم لوگ ایک ہی خاندان سے تعلق

ہیبان میرے دادا کے بھائیوں میں سے ایک کا بیٹا ہے' قبیلے میں ہم لوگ صدیوں سے آباد
ہیں اور شاید تجھے اس بات کا علم ہو کہ ہمارا خاندان سرداروں کا خاندان کہلاتا تھا' پانچ
ہمارے خاندان میں گزر چکے ہیں جن میں آخری سردار سارغہ تھا اور سارغہ کے بارے میں تو
جانتا ہے کہ وہ دوستی کا شکار ہوا اور میان نے اسے دھوکے سے ہلاک کیا۔ ورنہ آج اگر
سارغہ بھی ہوتا تو اس کے خاندان کا کوئی شخص سرداری کا نظام سنبھالے ہوئے ہوتا اور
ایک انوکھی اور دلچسپ بات بتاؤں' سارغہ کئی رشتوں سے گزر کر تیرا ماموں لگتا تھا اور
موجودہ دور کی نسل میں تو وہ فرد واحد کہ اگر سارغہ سے سرداری منتقل ہوتی تو صرف تجھے'
تو اپنے باپ ہیبان سے پوچھنا' اور اگر وہ اس بات کی تصدیق کرے تو پھر مجھ سے
ہندان' بس یہ میری آرزو ہے' تو نے پوچھا کہ مجھے کچھ درکار ہے تو میں تجھے بتا رہا ہوں کہ
ذرا اس بارے میں سوال کرنا۔"

ہندان عجیب سی نگاہوں سے الخت باغہ کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔ "تم بہت دور کی کوڑی
بزرگ باغہ۔"

"ہاں تنہائی ملی' تو نظر آیا تو تیرے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوگیا۔ بس انسان کی سوچ ہی
ہندان اپنے رخسار کو کھجاتا ہوا الخت باغہ کے پاس سے رخصت ہوگیا اور الخت باغہ کی
میں ایک تیز چمک لہرانے لگی۔ وہ مسکرا رہا تھا کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا شیرماہ الخت باغہ کی
دیکھ رہا تھا۔ وہ احمق نہیں تھا کہ الخت باغہ کی چال نہ سمجھ سکتا۔ تاہم اس نے خاموشی ہی
لیکن الخت باغہ سے خاموش نہ رہا گیا۔ وہ مسکرا کر بولا۔

"انسان کو کبھی حالات پر انحصار کرکے خاموش نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ جدوجہد میں زندگی
ہوتی ہے۔"

"اور کبھی کبھی موت بھی۔" شیرماہ نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔ الخت باغہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
"سورج' چاند' دن اور رات زندگی اور موت ہر چیز دہرا رخ رکھتی ہے' لیکن جدوجہد سب پر
ہے تو دیکھتا رہ' شاید میری کاوشوں کا کوئی نتیجہ نکل آئے۔"

O......O......O

زخمی نوجوان کو گھوڑے پر سنبھالے ہوئے ٹیلے کے دوسری جانب پہنچ گئی اور یہاں بھی
کے الفاظ کی تصدیق ہوگئی۔ اس کے الفاظ کی تصدیق تو ان دو برتنوں ہی کو دیکھ کر ہوگئی تھی
بھرے ہوئے رکھے تھے۔ یہاں درحقیقت اس کے اہل خاندان موجود تھے۔ دو نوجوان
ایک بوڑھی عورت' ایک توانا لیکن عمر رسیدہ شخص اور پانچویں شخصیت ایک اور نوجوان
کا سر بوڑھی عورت کی آغوش میں تھا اور باقی افراد اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ سب
نگاہوں سے فوراً اس کے گھوڑے اور گھوڑے پر موجود نوجوان کو دیکھا' معمر شخص بے
ہوگیا۔

کون ہے۔ کون ہے تو' میرا بیٹا' میرا بیٹا۔" وہ گھوڑے کی جانب دوڑا' تبھی نوجوان نے
کا سہارا پیش کردیا اور معمر شخص نے نوجوان کو گھوڑے سے اتار لیا۔

"ٹھیک ہے ناں کاشان' تو ٹھیک ہے نا میرے بیٹے میں نے گولی چلنے کی آواز سنی

تھی......؟"

"ہاں میں ٹھیک ہوں' لیکن میرے زخموں نے منہ کھول دیئے ہیں' مجھے چھوڑو۔ یہ بتاؤ... کا کیا حال ہے؟"

"اس کا جسم شدید گرم ہے اور وہ مسلسل نیم غشی کے عالم میں نجانے کہاں کہاں کی... سنا رہا ہے' آہ دیکھ اس کا چہرہ سیاہ پڑتا جارہا ہے' پتہ نہیں میرا بیٹا بچے گا یا نہیں۔"

معمّر شخص کی آواز میں آنسو گندھے ہوئے تھے پھر اس نے فوراً ہی فوہا کو دیکھ کر کہا۔ "یہ یہ........"

"یہ پانی ہے پہلے تم اس کا استعمال کرو باغہ' اپنا تجسس بعد میں دور کرلینا۔" فوہا نے... پانی کے برتن اس بوڑھے شخص کی جانب بڑھادیئے۔ بوڑھے نے پانی کے برتن لئے اور... آغوش میں سر رکھے ہوئے نوجوان کے قریب پہنچ گیا' اس کے بعد وہ ایک کپڑا بھگو کر نوجوان کی... پیشانی' گردن اور سینے پر رکھنے لگے تب فوہا نے اس دوسرے شخص سے کہا جس کا نام ابھی کاشان لیا گیا تھا۔

"اور تمہارے زخموں سے بہنے والا خون کچھ دیر کے بعد تمہیں بھی نڈھال کردے... انسانی اور پہاڑ کے رشتوں کے زیر تحت میں تمہارے ان زخموں کو صاف کرکے انہیں کر... تمہارے پاس وہ دوائیں نہیں ہیں جن سے زخم ٹھیک ہوتے ہیں؟"

"نہیں میرے پاس وہ سب کچھ نہیں ہے لیکن میرے بہت اچھے دوست تمہارا... مجھے اپنے کسی زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہے یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اگر اس کی حالت بہتر ہو... ہم سب کے زخم خودبخود بھر جائیں گے۔"

"اور بدقسمتی سے یہ جذباتی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں' تمہارے زخم علاج... بھریں گے' اگر تم احمق ہو تو تمہارا ذاتی فعل ہے ویسے میرے پاس تمہارے لئے ایک تجویز..."

"کیا.......؟" نوجوان کاشان نے پوچھا........

"اپنے اس بیمار بھائی کو اس گھوڑے پر لٹادو اور اسے سہارا دیئے رہو' تمہیں میرے... کچھ سفر پیدل طے کرنا ہوگا۔ تم سب چاہو تو میرے ساتھ چل سکتے ہو ایک مخصوص جگہ... تمہاری ساری مشکلات دور ہوجائیں گی کیونکہ وہاں ایک ایسا تجربہ کار شخص موجود ہے جو... کے زخموں کے علاج جانتا ہے' نیز ضرورت کی ہر شے تمہیں وہاں سے مل جائے گی۔"

"آہ کیا آس پاس کوئی بستی ہے' ہم تو ایسی کوئی بستی تلاش کرنے میں ناکام رہے... ویسے بھی........" نوجوان جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگیا۔

فوہا نے کہا۔ "اگر وقت ضائع کرنے کے شوقین ہو تو پھر مجھے اجازت دو ورنہ میرا... عمل کرو......" نوجوان کاشان معمّر شخص کی جانب بڑھ گیا اور اس نے غالباً اسے فوہا... سے آگاہ کیا۔ معمّر شخص کی تشویش زدہ نگاہیں فوہا کا جائزہ لیتی رہیں اور پھر اس نے کہا.....

"پیارے بیٹے کیا تو ہمیں اپنی صورت نہیں دکھائے گا۔ تیرا حلیہ تیرا لباس بے... ہے' لیکن ہم تیری صورت سے ناآشنا ہیں اور تیری یہ آواز بھی ہمیں عجیب سے احساسات... کررہی ہے۔"

"وہ لوگ جو اصل ضرورت سے ہٹ کر اطراف میں بھٹکنے لگتے ہیں ہمیشہ ہی ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو کبھی اپنے مقصد کی تکمیل نہیں کرپاتے' میری صورت اور میری آواز پر تبصرہ کرنے کے بجائے اگر تم لوگ اپنی ضرورت پوری کرنا چاہو تو جلدی فیصلہ کرو ورنہ مجھے اجازت ...."

"ناراض نہ ہو ہم تیرے ممنون کرم ہیں' آہ اگر ایسی کوئی صورت نکل سکتی ہے تو اس وقت مجھے اپنے بیٹے کی زندگی سے زیادہ قیمتی اور کوئی شے نہیں ہے' ہماری مدد کر' روشنی والا تجھے اس کا صلہ دے گا۔"

فوہا نے کاشان کو اشارہ کیا' دونوں لڑکیوں نے بھی مدد کی اور نوجوان کو گھوڑے پر اوندھا لٹادیا گیا اس کے جسم پر بھی لاتعداد زخم تھے جن پر کپڑے کس دیئے گئے تھے' فوہا نے اپنے گھوڑے کو سنبھالا۔ دونوں لڑکیاں معمّر شخص اور عورت گھوڑے کے دائیں بائیں آہستہ آہستہ چل رہے تھے تاکہ غشی کا شکار نوجوان گھوڑے سے نیچے نہ گر پڑے' کاشان اپنے قوی ہیکل جسم کے ساتھ فوہا کے ساتھ قدم بڑھا رہا تھا' اس نے کئی بار کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے تھے لیکن کہہ نہ سکا تھا۔

ادھر فوہا اپنے اندر پر اعتماد تھی اس سے پہلے اگر کبھی ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہوتا اور اس پر کوئی بات ہوچکی ہوتی تو وہ اس وقت اس کی روشنی میں اپنے اقدامات کا فیصلہ کرتی' لیکن یہ پہلا واقعہ تھا ایک بے کسی کا شکار خاندان ان کی اس رہائش گاہ کے قریب تھا تو اس کی مدد کردینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اگر باتو بابا اس سلسلے میں اعتراض کرے گا تو آئندہ خیال رکھا جائے گا' فوہا نے سوچا تھا اور مطمئن ہوگئی تھی۔ وحشی اور جنگجویانہ مزاج رکھنے والی لڑکی اس سے زیادہ کسی اضطراب کو خود پر مسلط نہیں کرسکتی تھی.........

ادھر مصیبت زدہ خاندان گومگو کی کیفیت میں تھا' یہ عجیب وغریب شخص جس کے چہرے کے نقوش بھی واضح نہیں ہیں نجانے کون ہے اور آنے والے وقت میں اس کے لئے کیسا ثابت ہوگا تاہم جن حالات سے وہ دوچار تھے وہی کونسے بہتر تھے اور اب جو ہوگا دیکھا جائے گا' جس جگہ یہ ٹھکانہ بنا ہوا تھا وہ جگہ کسی کی نگاہ میں آسانی سے نہیں آسکتی تھی' اس کے باوجود جب بھی یہ گروہ اپنے کسی ایسے ٹھکانے پر ہوتا تو صرف کسی ایک ہی ذمے داری نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ ماحول پر نگاہ رکھے' باتو کا ہر کام محتاط ہوتا تھا۔ اس وقت بھی پہاڑ کی گہرائیوں میں ہی فوہا کو دیکھ لیا گیا اور اس کے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کو بھی جو سمجھ میں نہیں آئے تھے باتو کو فوراً اطلاع دی گئی اور باتو نے باہر آکر یہ منظر دیکھا۔ پھر باقی تینوں لڑکیوں کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور فوہا کی مدد کریں۔ خود وہ بلندیوں سے آنے والوں کو دیکھنے لگا اور اسے حالات کا تھوڑا بہت اندازہ ہوگیا۔ آنے والے حیران پریشان سے پہاڑی غار کے دہانے پر پہنچ گئے جو نیچے سے نظر بھی نہیں آتا تھا' باقی لڑکیاں اپنی اصل شکل و صورت میں تھیں اور انہیں لڑکیوں کی حیثیت سے ہی شناخت کیا جاسکتا تھا باتو نے فوہا سے کہا۔

"انہیں اندر لے چلو" اور سب کو وسیع وعریض غار میں لے آیا گیا' پھر باتو نے سب سے پہلے زخمی نوجوان کے بارے میں پوچھا تو فوہا نے کہا۔ "اس کا جسم لوہے کی طرح تپ رہا ہے تمہیں اس کی خبر گیری کرنی ہے باتو بابا........"

"اسے آرام سے اس جگہ لٹادو اور جو ہدایت میں کروں اس پر عمل کرو اور تم لوگ اطمینان

سے اس گوشے کو اپنالو' کیونکہ تم فوہا کے مہمان ہو اس لئے تم اپنے آپ کو مکمل طور پر محفوظ سمجھو.........."

فوہا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' دل میں تشویش کی جو تھوڑی بہت لہر تھی باتو کے الفاظ سے دور ہوگئی اور باتو کا احترام اس کے دل میں اور بڑھ گیا۔ پھر اس کے بعد باتو اپنے عمل سے گزرتا رہا فوہا کو ہدایت مل گئی تھی کہ وہ لباس تبدیل کرلے اور غلمانہ اطراف کی نگرانی کے لئے نکل جائے۔ سو اس کے بعد غلمانہ باہر چلی گئی اور فوہا لباس تبدیل کر کے آگئی' جب وہ غار کے اندر سے ہوئے ایک اور غار کے دہانے سے نسوانی لباس میں باہر نکلی تو کاشان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا فوہا نے اس سے کہا..........

"اور اب اگر تم مناسب سمجھو تو اپنے ان زخموں پر مرہم لگوالو' ہمارے پاس مرہم موجود ہے.........."

"گویا میرا اندازہ درست تھا' تم وہی ہو جو ہمیں یہاں تک لائی ہو' مگر روشنی والے کی قسم میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ تم لڑکی ہو' ہاں تمہاری آواز مجھے کچھ عجیب سی لگی تھی لیکن تم نے کہیں بھی اپنے الفاظ سے بھی ظاہر نہ ہونے دیا.........."

"میرے بارے میں متجسس ہونے کے بجائے تم اپنے بارے میں سوچو' بلکہ ٹھہرو یہ خون آلود لباس تبدیل کرلینا ضروری ہے اگر یہ تمہارے زخموں سے چمٹ گیا تو اسے اتارتے ہوئے تمہارے زخم پھر متاثر ہوجائیں گے.........."

"لیکن میرے پاس اور کوئی لباس نہیں ہے.........." کاشان نے کہا۔

"ہمارے پاس ہیں' البتہ تلاش کے لئے کچھ لمحات درکار ہوں گے.........." فوہا نے کاشان کا جائزہ لیا اور اس کے بعد وہاں سے چلی گئی' کاشان سحر زدہ نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا اور اس کا سر چکرا رہا تھا' دل میں شرمندگی کا احساس بھی تھا' اسی لڑکی پر اس نے گولیاں چلائی تھیں اور ان کے نتائج بھی دیکھے تھے' سائے کی طرح گھوڑے کی پشت پر غائب ہونا' زمین پر پاؤں ٹکا کر دوبارہ پشت پر آجانا' گھوڑے کی جگہ تبدیل کرلینا اور اس کے بعد بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی مانند گھوڑا دوڑا کر دشمن کے سر پر پہنچ جانا' کلہاڑے کے خوفناک وار بڑے اعتماد سے ناکام بنا دینا اور پھر یہ کہنا کہ تم مجھ سے مقابلہ نہ کرسکو گے بہتر ہے اپنا خیال کرو' یہ ساری باتیں کاشان کو یاد آئیں اور وہ چکراتے رہنے کے سوا کچھ نہ کرسکا' تبھی وہ ایک عمدہ لباس لے کر کاشان کے پاس پہنچ گئی۔

"باتو بابا ذرا تمہارے بھائی سے فراغت حاصل کرلے پھر وہ تمہارے زخموں پر مرہم لگائے گا۔ میں زخموں پر کسنے کے لئے یہ کپڑا بھی لے آئی ہوں.........."

"اگر تم مرہم مجھے دے دو تو میں تمہیں اس زحمت سے بچالوں گا۔" کاشان نے کہا اور فوہا نے گردن خم کردی۔

باتو سے کاشان کے زخموں کی تفصیل بتا کر اس نے مرہم طلب کیا' یہی مرہم باتو دوسرے نوجوان کے زخموں پر بھی لگا رہا تھا' چنانچہ مرہم لے کر وہ کاشان کے پاس پہنچ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد کاشان نے نیا لباس پہن لیا۔ دونوں نوجوان لڑکیاں' بوڑھا شخص اور عورت سہمے ہوئے بیٹھے تھے ان کی آوازیں بند تھیں' باتو نے اپنے کام سے فراغت حاصل کرکے کہا..........

"یقیناً تم ان بچوں کے ماں اور باپ ہو' میں تمہیں ان کی زندگی اور سلامتی کی خوشخبری دیتا ہوں' زخمی نوجوان اپنے زخموں کی وجہ سے بیماری کا شکار ہے لیکن تھوڑا سا وقت گزرنے دو تم اسے نہایت بہتر حال میں پاؤ گے۔" پھر وہ فوہا سے مخاطب ہوا۔ "ارے ہاں فوہا تم نے ان لوگوں کے لئے کھانے پینے کا کوئی بندوبست نہیں کیا.........."

"نہیں باتو بابا' سمانہ اور شیرابہ انہی تیاریوں میں مصروف ہیں۔" فوہا نے جواب دیا۔

"تب ٹھیک ہے.........." باتو مطمئن ہوکر ان کے سامنے بیٹھ گیا پھر اس نے کہا۔ "سب سے پہلے معزز شخص تم اپنے دل سے خوف و ہراس دور کردو تم کسی بھی کیفیت کا شکار ہوئے ہو یا تم پر بھی مشکل آپڑی ہو یہاں آنے کے بعد وہ ختم ہوگئی ہے۔ تمہارے لئے تمہاری ان لڑکیوں اور بڑے افراد کے لئے یہاں وافر مقدار میں لباس بھی موجود ہیں اور خوراک بھی اور اس کے علاوہ تمہیں ہر طرح کے تحفظ کی ضمانت دی جاتی ہے۔ یہاں اگر کوئی قبیلہ بھی تمہارا دشمن ہے تو سارے کا سارا قبیلہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اس لئے اپنے دلوں کو اطمینان سے بھر لو.........."

معزز شخص نے پہلی بار کہا.......... "اور جب کوئی کسی پر بے غرض احسان کرتا ہے تو لینے والا اسے محبت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور محسن کی عظمت وجود کے گوشے گوشے میں ثابت کرجاتی ہے۔ عظیم باغبہ میرا نام ازلان ہے اور میں بستی میسرہ کا رہنے والا ہوں' تم مجھے میسرہ کا سابق سردار ازلان کہہ سکتے ہو' یہ میرا بیٹا کاشان ہے اور یہ چھوٹا افنان اس عورت کے بارے میں تمہیں اندازہ ہوچکا ہوگا کہ یہ میری بیوی ہے اس کا نام شہروز ہے' یہ میری بیٹی شاہا اور دوسری لڑکی ہے' بس یہ میرا چھوٹا سا خاندان ہے لیکن سارے کا سارا خاندان بد قسمتی کے عتاب کا شکار ہے اور دکھ بھری کہانی ہے میری۔ تمہیں سنانا چاہتا ہوں.........."

"لیکن شکم سیری کے بعد۔" فوہا نے کہا اور واپس دوسرے غار میں چلی گئی تاکہ یہ اندازہ لگائے کہ سمانہ اور شیرابہ نے خوراک کی تیاری کا کیا بندوبست کیا وہ دونوں اپنے کام سے فارغ ہوچکی تھیں' فوہا نے تمام انتظامات کئے اور کھانے کی عمدہ چیزیں لے کر دونوں بہنوں کے ساتھ واپس غار میں آگئی۔ بیمار افنان کے علاوہ اس نے ان سب کو کھانا کھلایا۔ معزز شخص نے جس کا نام ازلان تھا کہا۔

"ہم لوگ جن مشکل لمحات سے گزرے ہیں اس کے بعد روشنی والے کی عطا کی ہوئی اس نعمت سے ایک لمحہ گریز نہیں کرسکتے۔" یہ کہہ کر وہ کھانے میں مصروف ہوگیا تھا۔ فوہا کی نگاہیں کئی بار کاشان کی جانب اٹھی تھیں اور اسے بڑا لطف آیا تھا یہ دیکھ کر کہ انسان جب بھوکا ہو تو کس طرح دنیا سے بے خبر ہوکر کھانے میں مصروف ہوجاتا ہے۔

O.....O.....O

ہندان بھٹک گیا تھا' بوڑھے چالاک شخص نے بڑی ذہانت سے وار کیا تھا۔ بات کسی طرح بھی نہیں تھی حالانکہ میاں لائی کا دوست اچھا خاصا عمر رسیدہ تھا۔ بیوی بچوں والا میاں کے زیر برداروں میں اسے بڑی اچھی حیثیت حاصل تھی' لیکن انسانی فطرت میں لالچ کا عنصر ہمیشہ موجود رہتا ہے اور جو اس سے محفوظ رہ جائے وہ درویشانہ راہ کی جانب چل پڑتا ہے۔ ہندان اپنے

باپ سے ملا۔ ہیبان بوڑھا ہوچکا تھا لیکن اس کی صحت قابل رشک تھی اور ہوش و حواس بھی
نہایت معتدل' تنہائی میں ہندان نے اپنے باپ سے کہا۔ "باغہ ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ
سے........؟"

"کہو..........؟"

"سارغہ ہمارا عزیز تھا' تھوڑی بہت معلومات تو اس کے سلسلے میں مجھے حاصل ہیں لیکن پوری
تفصیل نہیں معلوم۔" تب ہندان کی ماں نے ہندان کو جواب دیا..........۔

"ہاں سارغہ ایک قریب کے رشتے سے میرا بھائی لگتا تھا۔ لیکن اس وقت اس کا نام تیری
زبان پر کیسے آگیا تو تو میان لائی کے دوستوں میں شمار ہوتا ہے اور بات اتنی پرانی ہوگئی ہے کہ اب
جو لوگ سارغہ کی وجہ سے میان لائی سے دشمنی رکھتے تھے وہ بھی اس دشمنی کو بھول گئے ہیں۔"

"معزز باغہ اگر سارغہ اپنی سرداری قائم رکھتا اور یہ لمحات آجاتے کہ اسے اپنی سرداری کو
خیرباد کہنا پڑتا تو کیا اس بات کے امکانات تھے کہ یہ سرداری مجھے ملتی؟"

ہندان کی ماں نے کہا۔ "یہ بات تو میں بہت پہلے تمہارے باپ سے کرچکی ہوں بلاشبہ کیونکہ
سارغہ کی قربت میں ایسا کوئی نہ تھا' وہ بے اولاد تھا اور سرداری اسی طرح خاندان میں منتقل ہوتی
چلی آتی تھی کہیں بھی کوئی ایسی مشکل پیش نہ آئی۔ پانچ سرداروں کے بعد چھٹا سارغہ تھا اور
ساتواں وہ جس نے مبارغہ طلب کرکے سرداری حاصل کی۔ لیکن عقابوں کے مسکن میں ہر شخص
جانتا ہے کہ میان نے سارغہ کے ساتھ غداری کی اور دوست بن کر بغلی گھونسہ مارا' ورنہ شاید
سارغہ جیسے شیردل سے میان اگر مبارغہ طلب کرتا تو اسے کامیابی حاصل نہ ہوتی۔ لیکن اس کے
بعد میان کی زور آوری نے ہر زبان قابو میں کرلی۔ اور کوئی یہ کھل کر کہنے والا نہ رہا کہ میان لائی
نے اپنے دوست سے غداری کی ہے۔ چنانچہ بات ختم ہوگئی' لیکن اب یہ سوال تیرے دماغ میں
کیوں آیا' ہندان۔"

"سرداری کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ ہر انسان کے دل میں ایک بار یہ آرزو تو ابھرتی
ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اس آرزو کی تکمیل نہ کرپائے' لیکن بات خوب ہے میں بھی سرداری
کا حقدار ہوں ماں۔"

"تیرا دماغ خراب ہے ایسی بات سوچ رہا ہے' تو نے طویل عمر میان کی قربت میں گزاری
ہے۔ کیا اب اس سے غداری کرے گا۔" ہیبان نے کہا اور ہندان مسکرانے لگا۔

"یہ تو تاریخ کا کھیل ہے باغہ ابھی تم نے بتایا ہے کہ میان نے سارغہ' اپنے دوست سے
غداری کی تھی اس کے ساتھ سازش کرکے اسے ہلاک کیا تھا۔"

"تو پاگل ہوگیا ہے۔ اول تو میان اب بھی بے حد طاقتور اور حاضر دماغ ہے جبکہ تو جسمانی
طور پر اس سے برتر نہیں ہے اور پھر جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اے بے وقوف کیوں اپنے
آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تو تنہا نہیں ہے' ہم دونوں ہیں جواب اس دنیا سے جنگ نہیں کرسکتے
ہم بڑھاپے کی سرحد عبور کررہے ہیں۔ پھر تیری بیوی ہے' بچے ہیں۔ آخر یہ بات تیرے دماغ میں
کیسے آئی تو تو ہمیشہ ہی میان کے گن گاتا رہا ہے۔" ہیبان شدید بے چینی سے بولا۔

"ضرور کسی نے تیرے کانوں میں یہ سحر پھونکا ہے۔" ہندان کی ماں نے کہا۔

"ہاں باغہ یہ تو سچ ہے' تم سب کو معلوم ہے کہ الخت باغہ اور شیرماہ نے مل کر کیا کھیل کھیلا
اور کیا ہی خوب کھیل تھا۔ درحقیقت میان کو پسینہ ہی آگیا تھا وہ شمران کو قابو کرنے میں ناکام
رہا تھا اور آگے اسے نجانے کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ شاید تقدیر نے ہی اس پر احسان
کیا تھا اور یہ سازش طشت ازبام ہوگئی اب ان دنوں میان نے قید خانے کی نگرانی میرے سپرد کی
ہے یہ بات تو میرے علم میں تھی کہ الخت باغہ اور شیرماہ کا خاندان کہیں دور سے ہمارے
خاندان میں شامل ہوتا ہے کیا ان کا تعلق بھی سارغہ سے تھا؟"

"ہاں یہ ایک قدیم خاندان ہے اور عقابوں کے مسکن میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو
سارغہ کے عزیز تھے جب کہ حیران کن بات یہ ہے کہ خود میان لائی کا خاندان عقابوں کے مسکن
میں موجود نہیں ہے بلکہ اس کے باقی بھائیوں نے بھی اپنے اپنے قبیلے قائم کئے ہوئے ہیں اور وہاں
کے سردار ہیں۔ الخت باغہ' اور شیرماہ ہمارے بہت دور کے رشتے دار ہیں۔"

"ان دنوں وہ لوگ قید خانے میں ہیں۔ میرے ذہن میں کہیں یہ ہلکی سی بات موجود تھی کہ
ان کا تعلق ہمارے خاندان سے ہے اور پھر ویسے بھی میان لائی کا حکم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ کسی
قسم کی سختی برتی جائے چنانچہ میں نے ان سے بہتر رویّہ ہی رکھا اور اس کے بعد الخت باغہ نے مجھے
توجہ کرکے اپنے اس رشتے سے روشناس کرایا اور یہ بات اس نے میرے کانوں میں ڈالی۔"

"میں دوسری بار تجھے بے وقوف کہنا پسند کروں گا۔ تو جانتا ہے کہ الخت باغہ کس قدر سازشی
ذہن کا مالک ہے پہلے اس نے اپنی بیٹی سومایہ کو جس طرح بھی اس کا بن پڑا میان لائی کی زوجیت میں
پہنچایا۔ اس دعوے کے ساتھ کہ وہ میان کے بیٹے کی ماں بنے گی' حالانکہ روشنی والے کے حکم کے
بھلا اس قسم کے فیصلے کیسے کئے جاسکتے ہیں؟ بعد میں جب سومایہ اپنا فرض پورا نہ کرسکی تو الخت
نے یہ کھیل کھیلا۔ وہ چالاک آدمی صرف اس لئے تجھے یہ سب کچھ یاد دلا رہا ہے کہ تو اس کے
ساتھ سازش میں شریک ہوجائے اور انہیں آزاد کروے جس طرح شمران کو قید خانے سے فرار میں
کامیابی حاصل ہوگئی تھی بے وقوف شخص کیا تو ایسا کرے گا؟"

ہندان ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔ "نہ میں ایک بے وقوف باپ کا بیٹا ہوں اور نا ہی اس قدر
نادان کہ ایسا کوئی عمل کر بیٹھوں اگر تم یہ سوچ رہے ہو عظیم باغہ تو یہ تمہاری غلطی ہے..........۔"

"پھر تیری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔" ہندان کے بوڑھے باپ نے کہا۔

"یہ تصدیق ہوگئی کہ اگر کوئی خاص واقعہ نہ پیش آتا تو کسی نہ کسی طرح سرداری مجھے مل سکتی
ہے۔ میں اپنے اس حق کو نہیں چھوڑ سکتا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن کیسے..........؟"

"نہ میں میان سے مبارغہ طلب کروں گا اور نہ الخت باغہ کی پذیرائی کروں گا' لیکن میرے
پاس ایک ایسا راز ہے جس سے میں فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔"

"وہ کیا..........؟"

"سن میرے باپ' اس بار تسمورا جاتے ہوئے میں بھی میان کے ساتھ تھا جبکہ شمران قبیلے
والوں کے ساتھ پہلے روانہ ہوگیا تھا اور اس نے بوستانہ میں شرمناک حرکات کی تھیں پھر وہ
وہاں سے تسمورا پہنچ گیا۔ تسمورا کے جنگلات میں بھی اس نے اپنی فطرت کے مطابق عمل کیا اور

سولا زریوں کے ایک گروہ کے بہت سے افراد ہلاک کرکے ان سے ان کے شکار چھین لئے لیکن بعد میں سولا زریوں کے دوسرے گروہ نے شمران کو قید کرلیا تبھی میان اس جگہ پہنچ گیا اور اس نے سولا زریوں کو ہلاک کردیا تاکہ یہ پتہ نہ چل سکے کہ انہیں کس نے ہلاک کیا.........!"

"عجیب کہانی ہے.........؟"

"لیکن نہایت کار آمد.........!" ہندان مسکرا کر بولا۔

"آخر کیسے.........؟"

"سولا زری سردار......... فولان کو ہی کو جب اصل داستان معلوم ہوگی تو وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکے گا اور انتقام لے گا.........!" ہندان نے ہنس کر کہا۔

"اسے کون بتائے گا.........!"

"میں.........؟" ہندان نے جواب دیا اور ہیبان پریشان ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔ "تجھے اندازہ ہے کہ اس طرح عظیم خونریزی ہوسکتی ہے۔"

"ہاں باغہ......... مجھے اندازہ ہے لیکن اس کے نتیجے میں سرداری مجھے مل سکتی ہے......!" ہندان نے جواب دیا۔

ہیبان نے بے چین نظروں سے بیٹے کو دیکھا۔ پھر پریشان لہجے میں بولا۔ "تو ایک پُرسکون زندگی گزار رہا ہے۔ میان نے تجھے ہر طرح مراعات دی ہیں۔ تو اس کے معتمدوں میں شمار ہے۔ ہر طرح کی آسائشیں تجھے اور تیری وجہ سے ہمیں حاصل ہیں۔ اس کے بعد اپنی زندگی کے لئے مشکلات کیوں خرید رہا ہے؟" جواب میں ہندان نے مسکرا کر کہا۔ "تمہیں اپنے بیٹے کو عقابوں کا سردار دیکھ کر خوشی نہیں ہوگی؟ میں عقابوں کے مسکن میں سردار کے کوستے میں نظر آؤں گا تو تمہارا سینہ فخر سے پھول نہیں جائے گا' اقتدار کا نشہ ہی کچھ اور ہوتا ہے' عظیم باغہ۔"

ہیبان کی پیشانی کی سلوٹوں میں اضافہ ہوگیا۔ اس نے کہا۔ "سرداری کانٹوں کا بستر ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ اقتدار کا سرور انسانی دماغ کو گرفت میں لے لیتا ہے' لیکن ذمہ داریاں سردار پر عائد ہوجاتی ہے ان سے نبرد آزما ہونا مشکل ہوتا ہے۔"

"میں اپنی نسلوں کے لئے جدوجہد کرنا چاہتا ہوں' تاکہ سارغہ کے نام پر نہ سہی' ہیبان کے نام پر میری نسل سرداری کرے۔"

"لیکن یہ اس قدر آسان تو نہیں ہوگا' تجھے اندازہ ہے کہ بہت سال پہلے الخت باغہ نے یہی خواب دیکھا تھا اور اپنی بیٹی سومایہ کو میان کی بیوی بنا کر سرداری حاصل کرنا چاہی تھی لیکن وہ قید خانے میں عمر گزار رہا ہے۔ دیکھ ہندان زندگی میں اگر تمام ضرورتیں پوری ہوجائیں اور مشکل باقی نہ رہے تو اس زندگی کو اپنا لینا زیادہ بہتر ہے' بجائے اس کے کہ بے مقصد جدوجہد کی جائے اور نقصان کی حدوں میں داخل ہوا جائے۔"

"نہیں باغہ یہ سب گزری عمر کی باتیں ہیں۔ میں جو کرنا چاہتا ہوں' مجھے اس میں کامیابی کا پورا بھروسہ ہے۔"

"اندازہ ہورہا ہے مجھے کہ تو باز نہ آئے گا' لیکن مجھے بتا تو سہی تو کرنا کیا چاہتا ہے؟"

"سولا زری سردار فولان کے پاس جاؤں گا اور فولان کو وہ ساری حقیقت بتاؤں گا

کچھ اس طرح گفتگو کروں گا اس سے جیسے وہ لمحات میرے لئے بڑے جان گسل تھے' جب میان نے اپنے بیٹے کی زندگی کے لئے سولا زریوں کو قتل کیا میں اسی وقت سے میان سے برگشتہ تھا' فولان کا قبیلہ اتنے فاصلے پر ہے کہ وہ کبھی عقابوں کی سرداری نہ چاہے گا اور اس وقت میں اس کے سامنے گردن جھکا کر کہوں گا کہ اگر وہ چاہے تو عقابوں کا مسکن میرے حوالے کردے اور میں اس سے ہمیشہ دوستی کا دم بھرتا رہوں گا۔"

"نہیں ہندان' تیرے منہ سے عقل کی بات نہیں نکل رہی' تو نے وقت سے پہلے وہ سب کچھ طے کرلیا جو تیرے دل میں ہے۔ یہ گنجائش نہ چھوڑی کہ وقت کا فیصلہ کیا ہوتا ہے' تجھے وقت سے پہلے یہ یقین کیوں ہے کہ فولان تیری بات پر اعتبار کرے گا اور وہ اس قدر جوش میں آجائے گا کہ عقابوں پر حملہ کردے اور اس کے بعد اسے عقابوں پر فتح حاصل ہوجائے گی اور پھر وہ تیری خواہش پر سرداری تجھے دے دے گا۔ کیا اس پورے منصوبے کا تجھے یقین ہے؟"

ہندان نے بدستور نرم لہجے میں اپنے باپ سے کہا۔ "ہاں باغہ...... انسان کوشش تو کرتا ہے اور اس کے بعد نتیجے کا انتظار کرتا ہے۔"

"لیکن یوں بھی ہوسکتا ہے کہ فولان اس کے لئے تیار نہ ہو' وہ سولا زری جو تسورا میں مارے گئے اس کے لئے اتنی اہمیت نہ رکھتے ہوں کہ وہ ان کا انتقام لینے پر تل جائے اور تجھے ناکامی ہو' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ تیری بات مان کر عقابوں پر حملہ کرے اور میان اس کا بھرپور مقابلہ کرے اور وہ اسے شکست دے کر بھگادے یا ہلاک کردے۔ پھر اس کے بعد تحقیق ہو کہ سولا زریوں کی کہانی اس تک پہنچانے والا کون ہے اور تیرا نام سامنے آجائے پھر؟"

"میں نے کہا نا عظیم باغہ کہ انسان کوششیں کرتا ہے' الخت باغہ اور شیرماہ نے جو کوششیں کی تھیں کامیابی ان کی تقدیر میں نہیں تھی۔ میں کوشش کرنا چاہتا ہوں۔"

"آہ' الخت باغہ اور شیرماہ نے تیرے ذہن کو اتنا خراب کردیا ہے کہ اب تجھے سمجھانا مشکل ہے۔"

"نہیں عظیم باغہ تم میری بات پر یقین کرو ان لوگوں نے مجھے یہ سب کچھ بے شک اس لئے سکھایا ہے کہ ان کی مدد کروں انہیں قید خانے سے نکال کر عقابوں کے مسکن سے فرار کرنے کی کوشش کروں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے ذہن نے ذرا مختلف انداز میں سوچا۔ میں بھول کر بھی انہیں آزادی نہیں دوں گا' تاکہ میان مجھ پر غداری کا شبہ نہ کرے' بلکہ میں خود ہی قید خانے کی نگرانی سے ہاتھ کھینچ لوں گا اور اس کے بعد خفیہ طور پر عقابوں کے مسکن سے نکل جاؤں گا۔"

"اس کے لئے تو کیا طریقہ اختیار کرے گا؟"

"سخت بیمار پڑجاتا ہوں میں۔ لوگ میرے بارے میں میان کو بتائیں گے کہ ہندان کی حالت خراب ہے۔ میان قید خانے کی نگرانی کے لئے کسی اور کا بندوبست کردے گا اور میرا کام بن جائے گا۔"

ہیبان نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلائی اور آہستہ سے بولا۔ "میں تو بس تیرے لئے روشنی سے دعائیں ہی کرسکتا ہوں کہ وہ تیری زندگی کی حفاظت کرے۔" ہندان مسکرا کر باپ کے پاس سے ہٹ گیا تھا۔

O......O......O

سفر جاری تھا۔ راتوں رات کرشانہ سے مخالف سمت کا اتنا راستہ طے کر لیا گیا تھا کہ اب سب کو یقین تھا کہ کرشانہ سے تیز رفتار گھوڑے ان کی تلاش میں نکلیں تو بآسانی انہیں نہ پاسکیں۔ روشنی پھوٹنے لگی تھی اور پہاڑوں کا ایک ایسا سلسلہ ان کی نگاہوں کے سامنے تھا جن میں پیچ در پیچ راستے بنے ہوئے تھے۔ ایسے درّے جو دور سے نظر بھی نہ آئیں اور ان کے درمیان پہنچا جاسکے۔ زربدان نے خود ہی یہاں قیام کا فیصلہ کیا تھا' اس نے اس جگہ کا جائزہ لے کر آسٹرولین سے کہا۔

"انکل میرا خیال ہے ہمارے آرام کے لئے یہ جگہ بہت محفوظ ہے۔ گھوڑوں کو ہم یہیں پتھروں سے باندھے دیتے ہیں' ان کی غذا کا یہاں معقول بندوبست ہے' یہ خشک جھاڑیاں گھوڑوں کی مرغوب غذا ہیں' باقی اس جگہ سے ہم بآسانی دور دور تک جائزہ لے سکتے ہیں۔ اصل میں ہمیں طویل ترین سفر طے کرنے کی بجائے اس محفوظ جگہ رک کر کرشانہ کی جانب سے ہونے والی کارروائیوں کا انتظار کرنا چاہئے...... اور جب وہ لوگ اس سمت سے مایوس ہو جائیں تو یہاں سے آگے بڑھنا چاہئے۔"

ایک مہم جو کی حیثیت سے بے شمار بار آسٹرولین کو ایسے دشمنوں سے سابقہ پڑ چکا تھا جو جنگلوں اور پہاڑوں میں اسے تلاش کر رہے ہوں' چنانچہ اس حکمت عملی سے اس نے پورا اتفاق کیا۔ باقی لوگوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔ زیادہ افراد تھے ہی کہاں' صرف دو اجنبی تھے اشیا اور فلیش۔ اشیا سب سے زیادہ متاثر معلوم ہوتی تھی۔ وہ نیم غشی کی سی کیفیت کا شکار تھی اور اب تک کا سفر اس نے سحر کے سے عالم میں کیا تھا۔ یہاں فوری طور پر انتظامات کئے جانے لگے۔ جن میں بڈ اور روزال پیش پیش تھے اور زربدان کا اس جگہ کے بارے میں اندازہ بہتر تھا۔

پہاڑوں کا یہ پیچیدہ سلسلہ ان کے لئے ایک مضبوط قلعے کی حیثیت رکھتا تھا اور یہاں بآسانی قیام کیا جاسکتا تھا...... بڈ اور روزال دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر تیاریوں میں مصروف ہو گئے اور زربدان نے ہنس کر کہا۔

"آنٹی اشیا کی مدد سے آپ براہ کرم ناشتے کا انتظام کریں' یہ ذمہ داری میری بھی ہے لیکن صرف آج کی صبح مجھے انتظامات کی دیکھ بھال کے لئے بخش دیں' اس کے بعد میں آپ کے ساتھ کاموں میں حصہ بٹاؤں گی۔"

لیزا کسی نہ کسی طرح اٹھی' اشیا کو ساتھ لیا اور ساتھ لائے ہوئے سامان سے صبح کے ناشتے کا بندوبست کرنے لگی۔ اشیا نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"کیا واقعی وہ سب کچھ ہو گیا ہے' جو نگاہوں کے سامنے ہے؟"

"کیا مطلب......؟" لیزا نے پوچھا۔

"آہ میں نے تو آزادی کے خواب دیکھنا بھی چھوڑ دیئے تھے...... میرے ذہن میں اگر کبھی تصور آتا کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب مجھے شانگ جو کی قید سے رہائی مل جائے گی تو میں خود پر ہنسنے لگتی تھی۔ یہ تصور مجھے فریب محسوس ہوتا تھا' لیکن یہ ناقابل یقین عمل سامنے آگیا ہے' کیسے

رہنا......؟"

"کوئی بڑی خوش فہمی دل میں نہ لاؤ اشیا' ہم ابھی ان پہاڑوں میں بھٹک رہے ہیں جن میں زندگی کم اور موت بے پناہ ہے۔ اپنے آپ کو ہر برے وقت کے لئے تیار رکھو۔"

"سب سے برا وقت تو وہ ہوتا تھا مسز ولین جب میں اس قابل نفرت شخص کے ساتھ وقت گزارتی تھی اس کا وجود مجھے اپنی روح پر عذاب محسوس ہوتا تھا۔ روح کی آزادی ہی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ مسز ولین آپ یقین کیجئے یہ جذباتی جملے نہیں ہیں' جسم بعض اوقات بے حقیقت ہو جاتا ہے۔"

لیزا گہری سانس لے کر گردن ہلانے لگی تھی' وہ خود بھی پریشان کن احساسات کا شکار رہتی تھی۔ آسٹرولین اس کے لئے اس کائنات میں محبت کا سب سے بڑا تصور تھا۔ زربدان کا طویل ساتھ بھی اتنی ہی مکمل محبت کا حامل بن گیا تھا' لیکن ایک جذبہ ایک ایثار ذہن میں چل رہا تھا جسے سب نے مل کر پروان چڑھایا تھا' چنانچہ محبت ہی کے رشتے سے وہ لوگ یہ نیک کام کرنے آگئے تھے' لیکن انسان ہی تھے' آسٹرولین کی اندرونی کیفیت کا تو پتہ نہیں چلتا تھا۔ البتہ لیزا یہ سوچتی تھی کہ زندگی کے ان آخری لمحات میں جب سکون سے وقت گزارنا خواہش بن جاتا ہے' اتنی بہت مشقت ذرا کچھ تکلیف دہ ہے۔ پتہ نہیں یہ فیصلہ درست تھا یا غلط؟ بہرحال یہ اشیا اور لیزا کے تاثرات تھے' باقی لوگ بڑی مستعدی سے اپنی اس آزادی کو قائم رکھنے کی فکر میں سرگرداں تھے۔ بڈ اور روزال نے ایسے مورچے دریافت کر لئے تھے' جو بلندی پر تھے' ان میں چھپا جاسکتا تھا اور چھپ کر دور دور تک راستوں کا جائزہ لیا جاسکتا تھا۔

فلیش زربدان کے ساتھ پہاڑوں کے دوسرے حصوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ بہت مسرور نظر آتا تھا اور اس کی کیفیت میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہو گئی تھی۔ اس نے زربدان سے کہا۔

"میں اس ذہنی کرب سے آزاد ہو گیا ہوں۔ ڈیزی جو مجھ پر ہمیشہ طاری رہتا تھا۔ اس تصور کے ساتھ کہ میں موجود ہوں اور میری بہن ایک ایسی مکروہ شخصیت کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہے' جسے کوئی بھی شخص پسند نہیں کرسکتا۔ میں اس کی کوئی مدد کرنے سے قاصر ہوں' بس ڈیر ڈیزی اس تصور سے میں نیم دیوانہ ہو گیا تھا۔ دیکھو میں تم سے اپنے جذبات کا اظہار ہزاروں بار کر چکا ہوں اور میرے پاس نئے الفاظ نہیں ہیں' لیکن ایک بار اور ان کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم نے میری روح پر احسان کیا ہے۔ میں درحقیقت جان کھو کر بھی اپنی بہن کو اس کے چنگل سے نہیں نکال سکتا تھا۔ اب آگے کے حالات کچھ بھی ہوں' لیکن میں خوش ہوں اور تم مجھے ایک مستعد ساتھی پاؤ گی۔ میری ذمہ داریاں مجھے سونپتی رہنا اور ان میں کہیں تکلف سے کام نہ لینا۔"

زربدان نے مسکرا کر گردن ہلائی اور کہا۔ "فلیش ہمیں آگے بہت کچھ کرنا ہے' ابھی تو ایک منصوبہ ہے میرے سامنے' ایک عظیم دور ہے جس کے بارے میں بتانا بھی حماقت سمجھتی ہوں' اس کا آغاز بہت دور ہے۔"

"یہاں بڑا پرسکون وقت گزرا تھا اور یہ ایک دلچسپ تجربہ تھا کہ بجائے اس کے کہ غیر منظم طریقے سے پہاڑوں میں آوارہ گردی کی جائے اور راستے تلاش کئے جائیں' بہتر یہ ہے کہ پہلے رک کر ان کا انتظار کر لیا جائے اور جب یہ یقین ہو جائے کہ اس سے نجات مل گئی ہے تو آگے قدم بڑھائے جائے۔" بہرحال یہ ایک دلچسپ تصور تھا اور اس کے نئے پن کو سب نے محسوس کیا تھا۔

جو سامان ساتھ لایا گیا تھا وہ بے حد کار آمد تھا اور انہیں فی الحال کھانے پینے کی کوئی
نہیں ہو سکتی تھی۔ پہلا دن گزر گیا‘ سب نے آرام کیا تھا۔ بڈ‘ روزال اپنی ڈیوٹیوں پر مستعد
تھے‘ آسٹرولین بھی لیزا کے پاس آرام کر رہا تھا۔ لیزا نے کہا۔

”آسٹر تم نے زندگی میں بے شمار مہمات میں حصّہ لیا اور بالآخر ان کا نشان اپنے جسم پر
کرلیا‘ لیکن سچ بتاؤ کیا تمہاری ذہنی کیفیت اتنی خراب ہوئی جتنی ان واقعات سے خراب ہوئی
ہے......؟“

آسٹر نے مسکرا کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ”ہاں لیزا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ
ہماری زندگی کی سب سے انوکھی مہم ہے‘ ویسے بھی ہم نے اسے آخری مہم قرار دیا تھا۔ دیکھو
اصل میں یہ ہے کہ انسان زندگی میں لاتعداد عمل کرتا ہے‘ لیکن بس ایک عمل ایسا ہوتا ہے
سے اسے روحانی سکون حاصل ہوتا ہے‘ یہ جذبہ ہمارے سینے میں اسی وقت پروان چڑھے گا
جب یہ معصوم سی بچی ہم تک پہنچی تھی اور پھر تم یہ بھی سمجھو کہ بعض اوقات بہت سے فیصلے
کے بالکل خلاف ہوتے ہیں۔ شاید ہم اتنے احمق نہیں تھے کہ صرف ایک جذباتی فیصلہ کر کے
کھونے پر آمادہ ہو جاتے‘ لیکن یہ سب کچھ ہونا تھا‘ زربدان کو اس کی منزل مل جائے۔ اس کے
باپ اسے مل جائیں تو یوں سمجھ لو ہماری جدوجہد کا آخری دن آ جائے۔ اب جب یہ سب کچھ
نکل پڑے ہیں لیزا تو بہتر ہے کہ ہمت نہ ہاری جائے۔“

”زربدان کو دیکھا تم نے...... دو انسانوں کی زندگی اتنی آسانی سے ختم کردی کہ اس
پیشانی تک شکن آلود نہ ہوئی۔ کیا تمہیں اس کے اندر کسی نئی شخصیت کا احساس نہیں
آسٹرولین......؟“

”میں تم سے ہمیشہ سچ بولتا ہوں لہٰذا اس کے اندر اس شخصیت کو تو میں نے ہزاروں
دیکھا...... وہ ابتداء ہی سے دہری شخصیت کی مالک ہے‘ اس کا خمیر یہاں سے اٹھا ہے۔ اس
سے جہاں وحشت اور بربریت کا راج ہے۔ یہ اس کی فطرت کا ایک حصّہ ہے۔ ہماری دنیا میں
ایک مہذب لڑکی تھی‘ لیکن یہاں اس مٹی کی ہواؤں نے اسے وہی ذہنی کیفیت بخش دی ہے
چاہئے تھی۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی آگے وہ بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دے گی۔“

پہلا دن اور دوسری رات گزر گئی۔ تیسرے دن کا آغاز ہو گیا۔ اس علاقے میں انہوں
کسی کو اپنی تلاش میں سرگرداں نہیں دیکھا تھا‘ ویسے بھی یہاں زندگی نظر نہیں آتی تھی۔
آسمان پر اڑنے والے پرندے زندگی کا احساس دلاتے تھے‘ چنانچہ اس طرف سے مطمئن ہو کر
کے سفر کا آغاز کر دیا گیا اور اسکے بعد یہ سفر تھوڑے تھوڑے قیام کے ساتھ گزرتا رہا۔
اتفاق سے انہیں کوئی بستی کوئی آبادی نظر نہیں آئی تھی۔ روزال شدید حیرت سے کہنے لگا
”یقین کرو مسٹرولین مجھے یوں لگتا ہے جیسے یہ میرے پہاڑوں کی دنیا ہی نہ ہو‘ میں اپنے علاقے
وسعتوں کے بارے میں بہت کچھ سن چکا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ عقابوں کے مسکن کے علاوہ
نے چند ہی اور علاقے دیکھے تھے جیسے بساری اور تسمورا...... اس کے ساتھ چند اور بستیاں
لائی کے بھائیوں کی بستیاں تھیں اور بس...... لیکن یہاں تو یہ دنیا ہی نئی ہے‘ یہاں پہاڑ
گئے ہیں اور مجھے صحیح طور پر اندازہ ہی نہیں ہو رہا کہ کون سے راستے سے گزرنے کے بعد ہم

مسکن تک پہنچ سکیں گے؟“

”تلاش جاری رکھو۔ ہمارا سفر اسی مقصد کے لئے ہے۔ زربدان کو عقابوں کے مسکن پہنچانا
جائزہ لینا کہ اس کا باپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ بس یہی ہمارا مسلک ہے‘ اس
زیادہ اور کچھ نہیں۔ پھر دیکھیں گے کہ زندگی آگے کے لئے کیا راستے متعین کرتی ہے۔ یوں سفر
کوئی سولہ دن گزر گئے‘ سترہویں رات تھی۔ ایک انتہائی حسین علاقے میں قیام کیا گیا تھا‘ جہاں
طرف سبزہ زار بکھرے ہوئے تھے۔ دور دور تک فضاؤں میں عجیب سی مہک رچی ہوئی تھی۔
کے جھٹپٹے میں یہ لوگ یہاں پہنچے تھے اور چونکہ تھک گئے تھے‘ اس لئے یہاں قیام کے عادی
ہوئے تھے۔ اب تک کے راستے بھی تکلیف دہ نہ رہے تھے اور وہاں انہیں کھانے پینے کے لئے نئی
ملتی رہی تھیں۔ ایک جھیل بھی پڑی تھی۔ راستے میں جہاں انہوں نے مچھلیوں کا شکار کیا تھا
مچھلیاں بھون بھون کر کھائی تھیں۔ رات کو سب اپنے اپنے معمولات سے فراغت حاصل
کر کے ایک جگہ بیٹھ گئے۔ روزال‘ بڈ وغیرہ اس علاقے کے بارے میں تبصرہ کرتے رہے۔ ان کی
نگاہیں بہت دور دور تک بھٹک رہی تھیں۔ پھر اچانک سب خاموش ہو گئے۔ فاصلہ بہت تھا‘ لیکن
ایسا تھا کہ یقین نہ آئے‘ غالباً وہ پہاڑ کی کوئی چوٹی تھی یا پھر کچھ اور جس سے سبز روشنی خارج
تھی‘ اتنی تیز اتنی خوبصورت کہ آنکھیں خیرہ ہو جائیں‘ سبز روشنی کی یہ شعاعیں اپنی طوالت
جا رہی تھیں اور ایک بہت بڑے علاقے کا احاطہ کر رہی تھیں اور انہی سبز شعاعوں کے
میں انہیں ایک بستی نظر آئی جو اس سے پہلے نگاہوں سے اوجھل تھی۔ وہ سب سحر زدہ سے
اس عجیب و غریب منظر کو دیکھنے لگے۔ آسٹرولین کے منہ سے حیرانی سے نکلا۔

”یہ کیا ہے......؟“

O......O......O

ان لوگوں پر کوئی مشکل وقت تو تھا نہیں۔ باگ کے لئے انہوں نے اتنا کچھ کر لیا تھا کہ اب
والے علاقے کی بستیوں میں امیر ترین لوگ کہے جا سکتے تھے‘ یہ دوسری بات ہے کہ ان کی
کے چرچے ابھی بستی سے باہر نہیں پھیلے تھے۔ اس کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی گئی
وہ لوگ باتو کی ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو فولاد کی شکل میں ڈھالنے میں مصروف تھے‘
اپنے اس پہاڑی ٹھکانے پر باتو بہت پُرسکون وقت گزار رہا تھا‘ حالانکہ فوہا باتو کی اجازت کے
ان لوگوں کو یہاں لے آئی تھی‘ لیکن باتو نے بڑی خوش دلی اور خندہ پیشانی سے ان لوگوں کا
کیا تھا۔ اس طرح وہ فوہا ہی نہیں بلکہ دوسری لڑکیوں کو بھی اعتماد دینا چاہتا تھا۔ ازلان وغیرہ
یہاں آ کر بہت مطمئن تھے‘ خاص طور سے افنان کی حالت بہتر ہو جانے سے ان سب پر بہت
اثرات مرتب ہوئے تھے۔ باتو نے ازلان سے اس کے بارے میں جاننے کی فرمائش بے شک
لیکن اس کے بعد اس نے انہیں وقت دیا تھا‘ تاکہ پہلے وہ ذہنی طور پر بہتر ہو جائیں اور اس
ازلان کی داستان معلوم کی جائے۔ ادھر ان لوگوں کی اپنی کیفیت بھی عجیب سی تھی۔ کاشان
فوہا کا جائزہ لیتا رہا تھا‘ اس کے ذہن میں وہی لمحات منجمد ہو جاتے تھے‘ جن میں اس نے فوہا
سے کی تھی‘ ایک اتنی حسین اس قدر دلکش لڑکی اس طرح جنگجو کیسے ہو سکتی ہے کہ اپنے
کو حیرت میں ڈال دے۔ بالآخر وہ لمحات آ گئے جب ازلان اپنی کہانی سنانے پر آمادہ ہوا‘ اتنا

تو وہ بتا چکا تھا کہ وہ ایک میسرہ کا رہنے والا ہے اور وہاں کا سردار بھی تھا' ازلان نے کہا۔

"بد نصیبی جب انسان پر مسلط ہوتی ہے تو واقعات خود بخود ترتیب پا جاتے ہیں۔ میسرہ کی آبادی مجھ پر جان دیتی تھی اور وہاں میرا مخالف کوئی بھی نہیں تھا۔ ہمارے اطراف پھلوں سے لدے درختوں اور اناج کے کھیتوں سے بھرے ہوئے تھے اور میسرہ کے جوان خوشحال زندگی کا راز جانتے تھے۔ شدید محنت سے حاصل ہونے والا رزق ان کا مطمع نگاہ تھا' لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے جس کا خوابوں میں بھی تصور نہ کیا جائے۔ قصوروار میں ہی ہوں اور اپنے قصور کو تسلیم کرتا ہوں۔ تسمورا کے جنگلات میں موسم کا شکار ہوتا ہے اور وہاں ہونے والا اجتماع کبھی کبھی پہاڑوں میں بڑے بڑے سانحوں کا سبب بن جاتا ہے' بساری جو تسمورا کی سرحد ہے' لاتعداد خونی واقعات کی گواہ ہے۔ ہم تسمورا کے جنگلوں میں شکار کھیل رہے تھے' کاشان اور افنان میرے ساتھ تھے اور ایک انتہائی گہرا دوست جو میری ہی بستی کا رہنے والا تھا اور جس کا نام شاہو تھا' میرے ساتھ تھا۔ ہم لوگوں نے تسمورا میں بہت سے تیندوے مارے تھے۔ بھوری لومڑیوں کی کھالوں کا ایک ڈھیر ہمارے پاس تھا' تبھی ہمیں شکار کے دوران سیگارو ملا' منحوس سیگارو جو تشماش کا سردار ہے' تشماش ایسی آبادی ہے جو آتش فشانوں کے درمیان آباد ہے۔ وہاں کی زمینیں بنجر ہیں اور تشماش کے لوگوں کا ذریعۂ معاش بہت مشکل ہوتا ہے' لیکن بہرطور وہاں بھی زندگی ہے۔ تند خو سیگارو اتفاق سے تسمورا میں شکار سے محروم تھا اور چند کھالوں کے علاوہ اس کے پاس اور کچھ بھی نہیں تھا' دوران شکار ہماری ملاقات ہوئی۔ اس سے پہلے بھی ہم ایک دوسرے کے شناسا تھے۔ میرے دوست شاہو نے سیگارو کے پاس موجود کھالوں کو دیکھ کر قہقہہ لگایا اور کہا۔

"سردار سیگارو لگتا ہے تسمورا کے تیندوؤں سے تمہاری دوستی ہے اور جو تمہارے دوست نہیں ہیں' صرف ان کی کھالیں تمہارے گھوڑے پر موجود ہیں۔"

سیگارو نے شاہو کو دیکھ کر کہا۔ "میں نے ابھی شکار کا آغاز کیا ہے تمہارے گھوڑے پر لدی ہوئی کھالوں کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ شاید تم تسمورا ہی میں زندگی گزارتے ہو۔"

"نہیں سردار سیگارو یہ بات نہیں ہے تم نے ان شیروں کو نہیں دیکھا یہ میسرہ کے شیر ہیں۔ تسمورا کے تیندوے ان کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں۔"

سیگارو کی سرد نگاہیں کاشان اور افنان کی جانب اٹھیں اور اس نے میری طرف رخ کر کے کہا۔

"یہ تیرے بیٹے ہیں ازلان!" مجھ سے پہلے شاہو نے جواب دیا۔

"ہاں' شیروں کی اولاد شیر ہی ہوتی ہے' لیکن وہ بیچارے کیا کریں جو اولاد ہی نہ رکھتے ہوں۔" پتہ نہیں شاہو کو کیا سوجھی تھی جو وہ اتنے سخت الفاظ کہہ گیا' سیگارو بے اولاد تھا' بات اس کے دل کو لگی اور اس نے طیش میں آ کر کہا۔

"تو میری ذات پر کیچڑ اچھال رہا ہے شاہو اور ہم لوگ اسے کبھی نہیں معاف کرتے جو ذاتیات پر کیچڑ اچھالے' اگر میں بے اولاد ہوں تو میرا ذاتی معاملہ ہے اور کسی کو مجھ پر طنز کا حق نہیں ہے' تیرے خیال میں میسرہ شیروں کی آبادی ہے۔ ٹھیک ہے میسرہ میں شیروں کی دھاڑیں گونجیں گی اس وقت کا انتظار کر۔"

سیگارو نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگادی۔ میں ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے تھے' تب میں نے شاہو کو برا بھلا کہا اور اس سے کہا کہ اس نے ایک بے مقصد طور پر سیگارو سے دشمنی مول لے لی ہے۔ تشماش کا تند خو سردار دل پر جو چوٹ لے کر واپس گیا ہے اور یہ چوٹ بالآخر رنگ لائے گی۔" شاہو نے شرمندہ ہو کر کہا کہ وہ تو محض مذاق کر رہا تھا' لیکن سیگارو نے اسے برا محسوس کرلیا۔ میرا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ نجانے کیوں اندر سے یہ احساس ابھر رہا تھا کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے' چنانچہ میں نے شکار چھوڑ کر واپسی کا فیصلہ کیا۔ بعد میں شاہو بھی شرمندہ ہوا کہ اس نے اپنی حماقت سے ایسے الفاظ ادا کر دیئے' بستی پہنچ کر اس نے انتظام کیا کہ وہ تشماش جائے گا اور سیگارو سے اپنے الفاظ کی معافی مانگے گا' بدبخت سے میں نے منع کیا' لیکن وہ نہ مانا اور اپنے چار ساتھیوں کو لے کر تشماش چل پڑا۔ پھر اس کا کوئی نام و نشان نہیں ملا' نہ اس کے ساتھیوں کا۔ افنان اور کاشان بھی پریشان تھے اور ہماری پریشانیاں بے مقصد نہیں تھیں جو احساس تھا اس کی عملی شکل سامنے آ گئی۔ تشماش کے لشکر نے ایک سرد رات بڑی ہی تیز رفتار سفر طے کر کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ میسرہ کے جوان بھی مقابلے پر آ ڈٹے' لیکن آتش فشانوں کی کھردری زمین پر رہنے والے جفاکش میسرہ کے جوانوں پر بھاری پڑ گئے۔ ساری رات قتل عام ہوا اور ہماری تمام کاوشیں بے اثر رہیں۔

دوسری صبح روشنی نمودار ہوئی اور سیگارو نے حکم دیا کہ میسرہ میں عورتوں اور چھوٹی بچیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایسے بوڑھوں کو بھی چھوڑ دیا جائے' جو اپنی عمر گزار چکے ہوں اور جن کی آنکھوں میں زندگی ٹمٹما رہی ہو' باقی ایک ایک جوان اور ان بچوں کو قتل کر دیا جائے' جن کے جوان ہونے کی امید ہو۔ اس کے احکام کی تعمیل ہونا شروع ہو گئی' جنگ میں مقابلے کا فیصلہ تو رات کو ہی ہو گیا تھا' کیونکہ میسرہ کے جتنے جوان مقابلے پر آئے تھے' وہ ہلاک ہو چکے تھے' اب صرف وہ باقی تھے جو جنگ میں شریک نہیں تھے اور باتو تم خود اندازہ کر لو کہ میسرہ پر کیا قیامت ٹوٹی ہو گی' ہم ہر مقصد میں ناکام ہو گئے۔ میں نے لاکھ کوشش کی سیگارو کا سامنا کروں' اسے اس درندگی سے باز رکھوں' لیکن سیگارو اپنی وحشت میں ڈوبا ہوا تھا۔ میسرہ کے ایک ایک نوجوان کو قتل کر دیا گیا۔ کاشان اور افنان بھی زخمی ہوئے' لیکن میں نے بمشکل تمام انہیں اپنی بیوی اور اپنی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لیا اور ایک ایسی سرنگ سے فرار ہونے کی کوشش کی جو خشک پڑی ہوئی تھی اور اس کا کوئی علم کسی کو نہیں تھا' لیکن اس وقت یہ سرنگ ہماری زندگی کی ضامن بنی اور ہم ہزاروں دقتوں کے بعد دوسرے سرے سے نکل آئے۔ آہ سیگارو نے میسرہ کو تباہ و برباد کر دیا۔ بس اس کے بعد سے ہم بھٹک رہے تھے' میرے دونوں بچے شدید زخمی تھے۔ افنان کی حالت زیادہ خراب ہو گئی اور ہم گرتے پڑتے ان پہاڑوں تک آ پہنچے۔ جہاں ایک نئی زندگی ہماری منتظر تھی۔ تم نے میرے بچوں کی زندگی بچا کر مجھ پر جو احسان کیا ہے باتو اس کے لئے وہی الفاظ استعمال کر سکتا ہوں جو عام طور پر کہے جاتے ہیں کاش میرے پاس ایسے کچھ الفاظ ہوتے جو نئے ہوتے اور میں ان سے اپنے جذبات کی صحیح طور پر عکاسی کر سکتا۔

تیرایہ اور علانہ باتو کے ساتھ یہ داستان سن رہی تھیں' ان کے چہروں پر افسوس کے آثار تھے' لیکن جب ان کی نگاہ باتو کے چہرے پر پڑی تو انہوں نے حیرت سے باتو کو مسکراتے ہوئے

دیکھا۔ باتو نے آہستہ سے کہا۔ "بہت دلچسپ بہت پُرلطف مستقبل کے لئے نیا راستہ لڑکیوا ہم ایک ذمہ داری مل گئی ہے' کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟" فوبا اور دونوں لڑکیاں باتو کا چہرہ دیکھ رہی تھیں ادھر ازلان اور کاشان بھی حیران نگاہوں سے اس پُراسرار بوڑھے کو دیکھ رہے تھے۔

O......O......O

کرشانہ میں مکمل امن و امان تھا۔ یہاں کے باشندے پورا تعاون کررہے تھے۔ کر ور سے سرکشی کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ شانگ اپنا کام کررہا تھا۔ وہ کرشانہ کے چپے چپے کا جائزہ لے رہا تھا اور یہاں کے رہنے والوں کا تجزیہ کررہا تھا۔ پھر ایک شام اس نے شمران کو طلب کرلیا اور پھر مترجم لی کے ذریعہ گفتگو کا آغاز ہوگیا۔

"کرشانہ کے سردار...... تو نے یہاں کا نظام خوب سنبھالا اور مجھے تیری صلاحیتوں پر تعجب ہوتا ہے۔ تو درحقیقت سرداری کے لئے پیدا ہوا ہے۔"

"تیرا خیال درست ہے معزز دوست۔ میں ایک سردار کا بیٹا ہوں۔ سرداری میرا حق تھا مجھ سے چھین لیا گیا۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد تو یہی ہے کہ ایک دن میں عقابوں کے مسکن پہنچ کر اپنے سب سے بڑے دشمن کو مبارزہ کے لئے للکاروں۔"

"وہ کون ہے؟"

"میرا باپ۔" شمران نے جواب دیا اور شانگ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔ "یہ بہت قریب ہے' عقابوں کا مسکن یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"وہ بہت فاصلے پر ہے۔" شمران نے کہا۔

"اس کے درمیان کتنی بستیاں ہیں؟"

"بیشمار......!"

"گو پہلے ہمیں ان بیشمار بستیوں کو تسخیر کرنا ہوگا۔ اگر یہ بستیاں تیرے زیر نگیں آگئیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ عقابوں کا سردار خود تیرے سامنے آکر تجھ سے امان مانگے؟"

"ہاں میں اسے امان دوں گا' اسے باقی زندگی اسی قید خانے میں گزارنی ہوگی جس میں اس نے مجھے قید کیا تھا۔"

"ایک فاتح فیصلوں کا حقدار ہوتا ہے' لیکن اس کے لئے ابھی سے کام شروع کردے۔ کرشانہ کے جوانوں کو اپنا ہم آواز کرلیا ہے۔ انہیں جوانی کی ضرورتوں سے دور نہ کرنا ہاں ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر کہ انہیں کرشانہ کی وسعتیں پھیلانی ہیں اور اس کے لئے انہیں جوار کے قبیلوں سے جنگ کرنی ہوگی۔"

"یہ خیال ان کے دلوں میں ڈالا جاچکا ہے اور وہ میرے اشارے پر ہتھیار اٹھانے کو تیار ہیں۔"

"ہتھیار صرف اٹھائے نہیں' چلائے بھی جاتے ہیں۔ جوانوں کو ہتھیار صحیح چلانے کی تربیت دینی ہوگی اور یہ کام میرے آدمی کریں گے۔"

"ہم نے تجھے اپنا رہنما مانا ہے۔ تیرے ہر حکم کی تعمیل ہوگی۔" شمران نے جواب دیا۔

"یہی تعاون مجھے عزیز ہے۔ میں اس کا انتظام کرتا ہوں تو انہیں حکم دے کہ وہ

ہتھیاروں سے تربیت حاصل کریں۔ ہاں کیا تیرے علم میں ہے کہ کرشانہ کی قریب ترین آبادی کون سی ہے؟"

"بزران......!" شمران نے جواب دیا۔

"خوب تو معلوم کرچکا ہے۔"

"ہاں اس کا سردار...... ہارشا ہے۔ کرشانہ کے لوگ اس سے زیادہ نہیں جانتے۔"

"کیا یہ بھی نہیں جانتے کہ کرشانہ کے سابق سردار کے بزران والوں سے کیسے تعلقات تھے؟"

"نہیں۔"

"سمجھ دار لوگوں سے معلوم کر۔ اس کے علاوہ چند ایسے لوگوں کا انتخاب کر جو میرے کچھ ساتھیوں کو لے کر بزران کی سرحدوں تک سفر کرسکیں۔ میرے ساتھی اندازہ لگائیں گے کہ اگر کرشانہ کے جوان بزران پر حملہ آور ہوں تو ان کے لئے کونسے راستے محفوظ رہیں گے۔ اور کس طرح ہم بزران والوں کی لاعلمی میں ان کے سروں تک پہنچ سکتے ہیں۔ تاکہ حملہ کرنے سے پہلے انہیں تیاری کا موقع نہ مل سکے۔"

"لیکن اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہارشا سے مبارزہ طلب کیا جاسکتا ہے اور میرے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ میں ہارشا کو خاک و خون میں ملاسکوں۔"

"سردار...... مجھے تیرے بازوؤں کی قوت پر اتنا ہی بھروسہ ہے جتنا تجھے۔ لیکن عقلمندی یہی ہے جو وقت سے قبل ہر محاذ سنبھال لے۔ کرشانہ کے عیش کوش تیرے مطیع ہوگئے۔ ہوسکتا ہے بزران میں رسہ کشی ہو' لوگ تیری سرداری کو قبول نہ کریں' تیرے گرد کرشانہ کے جوانوں کا حصار ضروری ہوگا۔"

"ہاں ایسا ممکن ہے۔"

"بس تو پوری بات تیری سمجھ میں آگئی ہوگی۔ لیکن یہ کام جلد ہونا چاہئے۔ مجھے آٹھ جوان درکار ہیں جو میرے چار ساتھیوں کے ہمراہ بزران کی سرحد تک جاسکیں۔ انہیں راستوں کا علم ہو۔ اس کے علاوہ جوانوں کی ٹولیاں بنائی جائیں جو ہتھیار چلانے کی تربیت لیں۔"

شانگ جو کے جانے کے بعد لاگا نے شمران سے کہا۔ "مجھے اس شخص کے احکامات پسند نہیں آئے یہ احکامات دیتے ہوئے مجھے یہ احساس ہوا جیسے وہ خود کو ہم سے برتر سمجھتا ہو۔"

"لیکن اس نے جو کچھ کہا ہے اس کی افادیت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا۔" شمران بولا۔

"یہ بات میں مانتا ہوں اور پہاڑوں کی تاریخ میں ایسا اکثر ہوا ہے یہ صورت حال عقابوں کے مسکن میں بھی پیش آسکتی ہے جہاں میان کے پرستار موجود ہیں۔ اور ہمارا ہمنوا کوئی نہیں۔"

"میرا مرکز وہی ہے لاگا۔" شمران نے کہا۔

"یقیناً عقابوں کے مسکن کی سرداری حاصل کرنا ہمارا نصب العین ہے کیونکہ وہ شمران کی کل ملکیت ہے۔ لیکن یہ شخص۔ شمران ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ پہاڑ پار کا شاطر ہے اور پہاڑوں میں اپنے قدم جمانا چاہتا ہے۔ ہوسکتا ہے اپنے مقصد کی تکمیل کے بعد وہ ایک دم چولا بدل لے۔"

شمران نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "میں نے ہمیشہ تیری دانائی کا اعتراف کیا ہے لاگا۔ لیکن پ
تیرا ہی دوست ہوں اس لئے احمق نہیں ہوں۔ اگر اس نے مجھے اپنا آلۂ کار بنایا ہے تو میں نے بُ
یہی کیا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں اس سے مخلص ہوں۔"

"نہیں۔ میں ایسا نہیں سمجھتا۔ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ قوت ہمارے ہاتھ میں رہے اور
اسے بالادستی حاصل نہ ہو۔"

"لاگا میرے دوست۔ اس کی قوت میری مٹھی میں ہے۔ سنو لاگا وہ پہاڑ پار کا رہنے والا ہے
اور ہم پہاڑی باشندے۔ میں کون ہوں کیا ہوں یہ بعد میں سوچا جائے گا ہاں اگر میں پہاڑی قبیلوں
میں جا کر یہ کہوں کہ پہاڑوں میں پہاڑ پار کے لوگ داخل ہو گئے ہیں اور وہ یہاں مذموم مقاصد لے
کر آئے ہیں تو یہ قبیلہ سرکش ہو جائے گا اور پہاڑی قانون کے مطابق سب یکجا ہو کر شانگ پر
ٹوٹ پڑیں گے کیا شانگ جو چند لوگوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کر سکے گا۔ کبھی نہیں لاگا کبھی نہیں۔"

لاگا نے حیرت سے منہ کھول دیا۔ وہ تعجب سے شمران کو دیکھنے لگا پھر اس نے گردن ہلا کر کہا۔

"تو اتنی ذہانت سے سوچ سکتا ہے شمران' روشنی والے کی قسم میں ایسا نہیں سمجھتا تھا۔"

"کرشانہ کا سردار بن کر میرے دماغ کے بہت سے گوشے کھلنے لگے ہیں مجھے پہاڑوں پر
بیشمار قبیلوں کی قیادت کرنی ہے۔"

"تب مجھے اطمینان ہے۔" لاگا نے کہا۔

"چنانچہ ہمیں اس مہذب چوہے کو یہ یقین دلا دینا چاہئے کہ ہم اس کے اشاروں پر ناچ رہے
ہیں اور ہر وہ قدم اٹھانے سے گریز نہیں کریں گے جس کی وہ ہدایت کرے گا۔"

"زندہ باد میرے دوست' میں تیری ذہانت پر فخر کرتا ہوں.........۔"

دوسرے ہی دن سے شانگ کی ہدایت پر عمل ہونے لگا۔ جوانوں کو احکامات دیئے گئے کہ
انگور کے عرق میں ہی غرق نہ ہو جائیں۔ انہیں ایک طاقتور قبیلے کی فوج کا کردار بھی ادا کرنا ہے
چنانچہ جوانوں کی ٹولیوں کی تربیت کی جانے لگی۔ شمران نے کرشانہ کے بزرگوں سے بزران کے
بارے میں پوری تفصیل حاصل کی اور آٹھ ایسے لوگوں کو منتخب کیا جو بزران کی سرحدوں کے
راستوں سے بخوبی واقف تھے۔ پھر وہ ان لوگوں کو لے کر شانگ جو کے پاس پہنچ گیا۔

شانگ کو بھی خبر مل گئی تھی کہ شمران کی مصروفیات کیا ہیں۔ اس نے مسرور لہجے میں کہا
"اور یہ احمق پہاڑی خود کو اس کا اہل ثابت کر رہا ہے کہ میں اسے طویل عرصے تک زیر استعمال
رکھوں۔ ٹھیک ہے اس طرح انہوں نے اپنی زندگی بڑھالی ہے۔"

شمران نے یو آن لی کی مدد سے کہا۔ "تیرے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے باغد۔ جوان جنگ کی
تربیت کے لئے حاضر ہیں اور یہ وہ ہیں جو بزران تک بہترین رہنما ہوں گے۔"

"کل صبح یہ تمام انتظامات کے ساتھ میرے چار آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہو جائیں گے یو آن
لی ان چاروں میں سے ایک ہو گا کیونکہ راستے میں ان کے ساتھ زبان کا رابطہ ضروری ہے۔ ویسے
میں یو آن لی سے کہہ چکا ہوں کہ کچھ ایسے لوگ اور تیار کر لے جو تمہاری زبان سمجھ سکیں اور ا
میں شانگ سر فہرست ہے۔"

سب کچھ بہترین تعاون کے ساتھ ہو رہا تھا۔ بارہ طاقتور گھوڑے سفر کے مناسب انتظامات

تیار کر دیئے گئے۔ ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ ان کے ہمراہ تھا اور انہیں نہایت اہم ہدایات دی
ہیں کہ کسی ٹیڑھے وقت میں انہیں کیا کرنا ہے۔ انہیں ہدایت دی گئی تھی کہ اسلحہ صرف اس
استعمال کریں جب اس کا استعمال ناگزیر ہو جائے ورنہ کسی تصادم کی شکل میں انہیں سیدھے
کا رخ کرنا چاہئے۔ پھر شمران اور شانگ نے مشترکہ طور پر انہیں کرشانہ کی سرحدوں پر
کہا تھا۔ قافلہ روانہ ہو گیا۔ لیکن اس قافلے نے کچھ زیادہ ہی مستعدی کا مظاہرہ کیا تھا۔
سورج چڑھے روانہ ہونے کے بعد وہ سورج ڈھلے واپس کرشانہ آ گیا تھا۔ البتہ یہ لوگ اپنے
لاشیں لائے تھے جو خستہ حال ہو چکی تھیں اور ان میں سے شدید تعفن اٹھ رہا تھا۔ ان کا
شانگ نے وحشت زدہ لہجے میں کہا۔

"آہ...... یہ تو وہ ہیں جو ڈیزی کے ساتھ گئے تھے۔ بیشک یہ وہی ہیں۔" پھر اس نے اسی
کے عالم میں اپنے آدمیوں کے گریبان جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں ڈیزی اشیا اور
لوگوں کی لاشیں دستیاب نہیں ہوئیں۔"

"نہیں شانگ۔ ہم نے دور دور تک کا علاقہ چھان مارا۔" شانگ کے ساتھیوں نے جواب

شانگ کی آنکھیں حیرت سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ وہ ایک ایک کی صورت دیکھ رہا
"اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ "مگر کیوں' ان کی لاشیں ان کے ساتھ کیوں نہیں
انہیں ہلاک کرنے والے کون ہیں' کیا ڈیزی اور...... اور...... یو...... آن...... لی......؟!"
زور سے چیخا کہ اس کی آواز پھٹ گئی۔ پھر دیر تک کھانستا رہا تھا۔ یو آن لی دہشت زدہ
کے سامنے آ کھڑا ہوا......

"یور میجسٹی۔" اس نے گردن خم کر کے کہا۔ شانگ آتش باز نظروں سے اسے گھورنے لگا۔
نظریں جھکائیں تو شانگ جلدی سے بولا۔

"نہیں' ہماری آنکھوں سے آنکھیں ملائے رکھ' تاکہ ہم سچائیوں سے روشناس ہو جائیں۔
کی تھی کہ سب کے ذہنوں سے اپنا ذہن ملائے رکھ' یہ ہدایت تھی تجھے......!"

"ہاں یور میجسٹی۔"

"کتنے لوگوں پر مشتمل تھا وہ گروہ...... آہ مجھے یاد ہے ڈیزی ولیمن اس کی بیوی لیزا اور وہ
کے ساتھ تھے اور...... اور...... فلیش اشیا...... آہ' اشیا بھی...... شانگ امپائر کی
...... نو...... نوا!" وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگا۔ پھر آہستہ سے بولا' "سوری یو آن
...... جاؤ...... تم جاؤ...... سنو...... ان میں سے کوئی غدار تھا......؟ تمہارا کیا خیال
نے غداری کی ہے؟" یو آن لی تھوک نگل کر رہ گیا۔ شانگ نے رخ تبدیل کیا اور
بولا۔ "پہاڑوں کی طرف سفر کی تیاری کرو' جلدی۔"

دیر کے بعد بہت سے گھوڑے کرشانہ سے نکل کر اس طرف دوڑنے لگے جدھر سے
کرشانہ کا رخ کیا تھا۔ شانگ کا گھوڑا زمین سے پیٹ جوڑ کر دوڑ رہا تھا اور دوسروں کو
رہنے میں سخت مشکل پیش آ رہی تھی۔ بار بار شانگ رفتار سست کر کے انہیں تیز
کرتا تھا۔ پھر اس نے گھوڑا روک لیا اور بولا۔ "اب تم آگے چلو اور اس جگہ کی

نشاندہی کرو' جہاں تم نے لاشیں دیکھی تھیں۔"

"وہ جگہ اب بہت قریب ہے' مسٹر شانگ' ادھر اس طرف۔" ان لوگوں نے اشارہ
بتایا جو پہاڑوں کی طرف جانے والے قافلے میں شریک تھے اور شانگ کو اس جگہ لے گئے
سے انہوں نے لاشیں اٹھائی تھیں۔ شانگ گھوڑے سے اتر گیا۔ یہاں بہت سے نشانات تھے
کے دھبے کچھ اشیاء۔ شانگ زمین پر اکڑوں بیٹھا رہا' پھر اس نے زمین دیکھنی شروع کر دی۔ اس
نشانات دیکھے اور پھر چوپایوں کی طرح ادھر سے اُدھر گھومنے لگا۔ بہت سی جگہوں پر اس نے
سے ناک لگا کر اسے سونگھا بھی تھا' پھر معاً اپنے بال نوچتا ہوا بولا۔

"رخ بدل لیا تھا انہوں نے۔ آہ وہ اس طرف گئے ہیں۔ غداری ہوئی ہے' ہوئی ہم
تھی' دھوکا کھا گئے' لمبا دھوکہ کھا گئے۔" وہ لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور مضمحل قدموں سے اپنے گھوڑے
طرف چل پڑا۔ پھر بڑی مشکل سے اس پر سوار ہوا اور مردہ سے لہجے میں بولا۔ "پہاڑوں کی طرف
پہاڑوں کی طرف......!" سب لوگ اس طرف چل پڑے تھے۔

پہاڑوں میں سکون تھا۔ شانگ کے ساتھی یہاں کا مکمل نظام سنبھالے ہوئے تھے۔ ا
نے بلندیوں سے شانگ کو دیکھ لیا اور اس کے استقبال کے لئے جمع ہو گئے۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" شانگ نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"خوشخبری ہے شانگ' چھ گروہ پھنسے ہیں' چالیس افراد کا اضافہ ہوا ہے جن میں آٹھ
ہیں۔"

"پرانے پنچھی؟" شانگ نے پوچھا۔ "سب ٹھیک ہیں۔"

"مستعد ہیں اور سر جھکا کر کام کر رہے ہیں۔" شانگ کے دوسرے ساتھی نے کہا۔

"سب کو وی کول میں جمع کر لو......! ایک ایک کو نکال لاؤ......! ایک ایک کو
گھوڑے سے اتر کر اپنی آرام گاہ کی طرف بڑھ گیا۔ شانگ کے ساتھی دوسروں سے پہاڑوں
پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پوچھنے لگے' لیکن کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شانگ
رد عمل نے سب کو شدید خوفزدہ کر دیا تھا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا کرنا چاہتا
اس کے موڈ کا کوئی اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

وی کول پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع جگہ تھی۔ ہر طرف سے پہاڑوں میں گھری
شانگ کے ساتھیوں نے اس کے حکم کی تعمیل شروع کر دی۔ ہر جگہ سے لوگوں کو نکال کر
نئے آنے والے بھی ان میں شامل تھے۔ لیکن انہیں دوسروں سے الگ رکھا گیا تھا۔ سب
تو شانگ ان کے درمیان آ گیا۔ وی کول کے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر اس نے چاروں طرف د
اپنے آدمیوں سے بولا۔ "لکڑی کی وہ ٹکٹکی یہاں اٹھا لاؤ جس پر بگڑے دماغ والوں کو ٹھیک
ہے۔"

لوگ دوڑ گئے' کچھ بے چارے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ خوفناک ٹکٹکی وی کول کے بیچوں
کر دی گئی۔ اس پر چمڑے کا چابک بھی لٹکا ہوا تھا۔ شانگ نئے آنے والوں کے پاس پہنچ گیا
"خزانوں کی تلاش میں آئے ہو' ملیں گے خزانے ضرور ملیں گے۔ شانگ کی وعدہ
محنت کے بعد شانگ کی وفاداری کے بعد۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ تمہارا بادشاہ مصروف

مجنونانہ انداز میں آگے بڑھ گیا' پھر اس نے اپنی بیلٹ میں اڑسے ہوئے پستول نکال لئے اور خونی
نگاہوں سے وہاں موجود لوگوں کو دیکھنے لگا' پھر اس کی آواز ابھری۔ "شانگ کی قلمرو میں پلنے والے
تم میں سے کون کون غدار ہے؟ بولو کون کون یہاں سے نکل بھاگنا چاہتا ہے؟ جواب دو کون کون
یہاں سے جانے کا شوقین ہے؟ آگے بڑھ کر مردوں کی شان سے بات کرو......!"

"میں جانا چاہتا ہوں شانگ۔ تم وفاداری کی بات کرتے ہو' میرے دل میں تمہارے لئے
نفرت کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

"میں بھی شانگ...... اور میں بھی...... ہم سب تمہاری غلامی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔"
پانچ مرد اور تین عورتیں دلیری سے آگے بڑھ آئیں اور دوسرے لمحے شانگ کے پستول' گولیاں
اگلنے لگے۔ اس نے اندھا دھند فائر کر کے ان آٹھوں کو خون میں ڈبو دیا۔ بہت سی عورتیں' ہسٹریائی
انداز میں چیخنے لگیں' کچھ خوف سے بے ہوش ہو گئیں۔ مرد سہمے ہوئے تھے۔

"دوسری کھیپ......؟" شانگ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سب کو سانپ نے سونگھ
لیا تھا۔ کوئی جنبش تک نہیں کر رہا تھا۔ شانگ گھوم گھوم کر انہیں دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "چالاکی سے
کام لے رہے ہو' بے وقوف بنا رہے ہو شانگ کو' لیکن فکر مت کرو جو ہونا تھا وہ ہو گیا' اب نہیں
ہوگا۔ میں تم سب کو ختم کر دوں گا۔ ایک ایک کو ختم کر دوں گا۔ مجھے اندازہ ہے کہ کون کون غداری
کر سکتا ہے۔ میرا نیا منصوبہ تم سب کو احساس دلا دے گا کہ یہاں سے نکل بھاگنے کا تصور بھی
تمہارے لئے کتنا خوفناک ہوگا اور جو نکل گئے ہیں' وہ کہاں جائیں گے۔ کتوں سے بری موت مریں
گے۔ پہاڑی انہیں کہاں چھوڑیں گے۔ بس نکل بھاگے ہیں منہ اٹھا کر...... مگر قصوروار میں ہوں۔
مجھ سے بے وقوفی ہوئی ہے۔ دو لڑکیوں سے دھوکہ کھایا تم نے' تمہارا قانون تم پر بھی لاگو ہوتا ہے۔
اگر ایک مملکت کی بقاء کا سوال نہ ہوتا تو تمہارے لئے بھی موت کی سزا کے سوا کچھ نہیں تھا' لیکن
برا قانون تمہیں سزا دے گا۔" شانگ اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک پتھر پر جا کھڑا ہوا۔ "مجرم شانگ کو
اس ٹکٹکی پر باندھ کر الٹا لٹکا دیا جائے۔ اسے ساری رات الٹا لٹکا دیا جائے' صبح کو اس کے بارے
میں فیصلہ ہوگا۔" وہ پتھر سے نیچے اترا اور ٹکٹکی کے پاس آ کر زمین پر لیٹ گیا۔ "لوہے کے حلقوں کو
میرے پیروں میں کس دیا جائے۔ پھر ان زنجیروں کو کھینچ کر مجھے الٹا لٹکا دیا جائے......! جیو من' لوک'
اس حکم پر عمل کرو......!" اس نے دو آدمیوں کو حکم دیا۔

"ہم...... مسٹر شانگ......؟!" دونوں کے منہ سے ڈری ڈری آوازیں نکلیں اور شانگ کے
ہاتھوں میں دبے پستول سے دو گولیاں نکل کر ان کے پیروں کے پاس لگیں۔ پتھر کی کرچیاں اڑ کر ان
ان کے جسموں کے کھلے حصوں پر لگیں اور وہ دونوں دہشت زدہ ہو کر دوڑ پڑے۔ کچھ دیر کے بعد
شانگ ٹکٹکی پر الٹا لٹکا ہوا تھا......! حالانکہ یہ نہایت تکلیف دہ عمل تھا۔ فولادی حلقے اس کے ٹخنوں
کے جوڑ کھولے دے رہے ہوں گے' لیکن شانگ الٹا لٹکا ہوا تھا۔ نئے آنے والوں میں سے ایک معمر
شخص مسٹر شائیلاک نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے زری سے سرگوشی کی۔

"میں اس کا ٹائپ سمجھ رہا ہوں' وہ جنون کی ایک نئی اور انوکھی قسم کا حامل ہے' جو اذیت
دہی اور اذیت پسندی کی منازل سے گزر چکا ہوتا ہے۔ ہم بیشک ایک خطرناک جال میں گرفتار
ہیں۔"

شانگ نے لٹکے لٹکے کہا۔ "لوک' میرے دونوں پستول لوڈ کر کے مجھے واپس کر دو۔" لوک نے
فوراً اس کے نئے حکم کی تعمیل کی تھی' شانگ نے پھر کہا۔ "ویلبی کو بلاؤ' وہ کہاں ہے؟" جواب میں
ایک تنومند شخص آگے آ گیا۔ "پندرہ ہنٹر' پندرہ ہنٹر پوری قوت سے میرے جسم پر مارو......!" ویلبی
نے تھوک نگل کر چاروں طرف دیکھا' پھر ٹکٹکی سے ہنٹر اتار لیا۔ وہ شانگ کا مزاج آشنا معلوم ہوتا
تھا' چنانچہ شائیں شائیں کی آوازوں کے ساتھ شانگ کے لباس پر خون کی لکیریں ابھرنے لگیں۔
پندرہ ہنٹر پورے ہو گئے۔ تب شانگ نے سب سے منتشر ہونے کے لئے کہا۔

رات ہو گئی۔ شانگ کے ساتھی اس سے کچھ فاصلے پر موجود تھے' لیکن ساری رات شانگ
اسی طرح لٹکا رہا۔ صبح کو اس نے قید لوگوں کو اشارہ سے قریب بلایا اور بولا۔ "شانگ کا جرم جانتے
ہو کیا ہے؟ بھروسہ...... اعتماد...... غلط لوگوں پر وہ لڑکی اتشیا جس نے محبت کے نام پر اسے بیوقوف
بنایا' لیکن در حقیقت وہ اپنی اور اپنے بھائی کی زندگی کی بقاء چاہتی تھی۔ دوسری لڑکی ڈیزی سب سے
بڑی مجرم جس نے ایک مملکت کے سربراہ کو خچر بنا دیا۔ اس نے کہا تھا مسٹر شانگ' پہاڑوں کو نظر
انداز کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ کا وہاں جانا ضروری ہے اور میں نے کہا کہ آپ ٹھیک کہتی ہیں
مس ڈیزی' آپ وہاں چلی جائیے۔ اس نے کامیاب چال چلی۔ ارے جن لوگوں کو ساتھ لے جانے
کے لئے اس نے منتخب کیا تھا' انہیں پر شانگ کو چونکنا چاہئے تھا۔ سب اس کے ساتھی تھے' سوائے
اتشیا اور فلیش کے' لیکن وہ بھی اس کے ساتھ ہی دیکھے جاتے تھے۔ شانگ بے وقوف بن گیا لیکن
شانگ اب وعدہ کرتا ہے کہ آئندہ اس سے ایسی حماقت کبھی نہ ہو گی۔ وہ اپنی حماقت کی معافی چاہتا
ہے۔" پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ "شانگ کو ٹکٹکی سے اتار دیا جائے۔"

اس کے ساتھی دوڑ پڑے اور اسے بڑی احتیاط سے ٹکٹکی سے نیچے اتار لیا گیا' لیکن اتارنے
کے دوران ہی وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

O......O......O

تسمورا کے وسیع و عریض جنگلات صدیوں سے سیکڑوں روایتوں کے حامل تھے۔ موسم بہار
میں جہاں شکاری ٹولیاں ان میں چاروں طرف بکھر جاتی تھیں' وہیں ان میں نئی داستانوں کا اضافہ
بھی ہو جاتا تھا۔

یہ بیشمار لاشیں فاراب نے دیکھی تھی۔ وہ بھی تسمورا میں شکار کھیل رہا تھا اور اس وقت
اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ادھر سے گزر رہا تھا۔ لاشیں دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا۔

"روشنی والے کی قسم' یہ سولازری ہیں۔" اس نے کہا۔

"آہ یہ تو زنگان ہے۔ سردار اعظم اس کے خیمے پر سولازیہ کا نشان ایستادہ تھا۔"

"زنگان' فولان کا ہی کا بیٹا......؟"

"ہاں اور یہ اس کا دوسرا بیٹا سوراب ہے۔"

"انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔"

"کوئی دشمنی نکالی گئی ہے۔"

"کیا فولان کو ہی بساری میں موجود ہے؟"

"شاید نہیں۔"

"بہت دکھ بھری بات ہے۔ ہم ان لاشوں کو یہاں نہیں چھوڑ سکتے۔ ان کے گھوڑے تلاش
کرو......!" جتنے گھوڑے مل سکے' حاصل کئے گئے ان پر لاشوں کو بار کیا گیا اور پھر یہ سب بساری
چل پڑے۔ فاراب بساری میں داخل ہوا تو کہرام مچ گیا' جتنے لوگوں نے دیکھا سب پیچھے لگ گئے
توران بھی بیٹی تھا' یہ تماریہ کا سردار تھا اور تماریہ سولازیہ کی سب سے قریبی بستی تھی۔ اس کے
سردار فولان کو ہی اور توران گہرے دوست تھے۔ توران دنگ رہ گیا......!

"افسوس فولان تو زندہ درگور ہو گیا یہی دونوں بیٹے تھے' اس کے وہ ان کی موت برداشت
نہیں کر پائے گا۔" اس نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"اب کیا کریں معزز سردار......؟" فاراب نے پوچھا۔

"تم اگر چاہو تو یہ لاشیں میرے حوالے کر دو' میں تسمورا میں اپنی مشغولیات ختم کر کے
سولازیہ چلا جاتا ہوں۔"

"میں تمہارا ساتھ دوں گا سردار...... اب میرے لئے بھی تسمورا کی تفریحات غیر دلکش
ہو گئیں۔" فاراب نے کہا۔ حالانکہ اس کی بستی دور تھی لیکن انسانی رشتے بہت قریب ہوتے ہیں۔
طویل ترین سفر کر کے یہ سب سولازیہ پہنچے۔ سردار فولان کو خبر ہوئی تو اس نے سینہ پیٹ لیا۔

"آہ' کس نے بجھائے ہیں میرے چراغ' آہ کس نے سولازیہ تاریک کر دیا۔ روشنی والے کی
قسم میں اس قبیلے کو مشعل بنا دوں گا۔ یہ مشعل اس وقت تک جلتی رہے گی جب تک وہاں ایک بھی
آواز سنائی دے گی اور جب یہاں تاریکی چھٹے گی تو کبھی روشنی نہ ہو گی۔ کون تھے وہ کون ہیں وہ؟"

لیکن کوئی نہ بتا سکا۔ فاراب نے تسمورا کی کہانی سنائی اور غمزدہ فولان ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اس نے
کہا۔ "سولازیہ تاریک ہو گیا ہے" ایک سال تک کسی گھر میں چراغ نہ جلے۔ ایک سال تک سولازیہ
میں روشنی نہ ہو۔" اس سے زیادہ فولان کچھ نہ کر سکا۔ دشمنوں کا کچھ سراغ ہی نہیں ملا تھا۔ پھر
چند دن کے بعد ایک رات سولازیہ کی سرحد کے پاس روشنی چمکی اور لوگ چونک کر ادھر
دوڑنے لگے۔ سولازیہ کی ریت ہی بدل گئی تھی۔ سرشام سارے کام بند ہو جاتے تھے۔ گھروں کے
چولہے تک دن ہی میں بجھا دیئے جاتے تھے کہ سردار کی حکم عدولی نہ ہو' پھر یہ کون دیوانہ تھا جس نے
اس بھوت نگری میں روشنی جلانے کی ہمت کی تھی۔ سولازیہ کے سپاہی دوڑ پڑے اور انہوں نے
ایک مسافر کو پایا جس کا تھکا ماندہ گھوڑا سر نیہوڑائے کھڑا تھا اور اس نے جھاڑ جھنکار جمع کر کے آگ
روشن کی تھی۔

"احمق شخص اصولی طور پر تیری گردن اڑا دینی چاہئے' لیکن تو کوئی مسافر معلوم ہوتا ہے۔
کس کی بستی سے آیا ہے' کیا تجھے سولازیہ کے سردار کے حکم کے بارے میں معلوم ہے؟"

"کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟" مسافر نے پوچھا۔

"تب واقعی تو بے خبر ہے' لیکن ہم درگزر نہیں کر سکتے' تیری گرفتاری لازمی ہے۔ سولازیہ
میں روشنی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ سردار کا حکم ہے کہ ایک سال تک سولازیہ میں کسی طرح کی
روشنی نہیں ہو گی۔"

"میں ایک ناواقف مسافر ہوں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میں طویل مسافت طے کر کے یہاں
پہنچا ہوں۔ دن کی روشنی میں' سولازیہ کا پتہ پوچھتا ہوا بمشکل یہاں تک آیا' لیکن جیسے ہی رات

ہوئی سولا زیہ گم ہوگیا۔ میں نے سوچا کہ شاید پہاڑوں کی بھول بھلیوں میں راستہ گم کر بیٹھا
بستی کی روشنیاں ضرور نظر آتیں۔ بس صبح کے انتظار میں یہاں بسیرا کیا اور تم لوگ خود دیکھ رہے
کہ موسم سرد ہے۔ ناواقفیت میں آگ روشن کرلی' لیکن کیا تمہارا تعلق سولا زیہ ہی سے
ہے......؟"

"ہاں۔"

"تب بیشک تم مجھے گرفتار کرلو' کیونکہ اس طرح تم مجھے سولا زیہ ہی لے جاؤ گے نا!"

"یقیناً۔"

"میں تیار ہوں' کیونکہ اس طرح مجھے سردار کے سامنے ہی پیش کیا جائے گا۔ میں طویل
طے کرکے سولا زیہ کے سردار ہی سے ملنے آیا ہوں۔"

آگ بجھادی گئی اور سپاہی' مسافر کو لے کر سولا زیہ کی آبادی میں آگئے۔ اسے قیام کے لئے
جگہ دی گئی اور صبح کو اسے سردار کے کوستے کے سامنے لے آیا گیا۔ دن چڑھے فولان باہر آیا۔
بستی میں اور کوئی مقدمہ نہیں تھا' اس لئے مسافر کو فولان کے سامنے پیش کرکے اس کے بارے میں
بتایا گیا۔

"نہیں' یہ مسافر ہے ہم اسے مجرم نہیں قرار دے سکتے' مگر تم کون ہو اور مجھ سے کیوں ملنا
چاہتے ہو؟"

"میرا نام ہندان ہے اور میں عقابوں کے مسکن سے آیا ہوں۔"

"میان لائی وہاں کا سردار ہے؟"

"ہاں۔"

"آگے کہو' کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"عظیم سردار...... میں تسمورا کے جنگلوں کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں سے انوکھے
واقعات رونما ہوتے ہیں۔ بہت سے سانحہ اور بہت سے حادثے ہوتے ہیں۔ کیا سولا زری سردار
آج تک اپنے قبیلے کے ان جوانوں کی گمشدگی کا علم نہیں ہوا جو تسمورا میں شکار کھیلنے گئے تھے۔"

فولان دہل کر رہ گیا۔ اس کے منہ سے آواز نہ نکل سکی' اس کا غم پھر سے تازہ ہوگیا تھا۔
غم آلود نگاہوں سے ہندان کو دیکھتا رہ گیا۔ اس کے ایک مشیر نے اس کی کیفیت محسوس کرکے
ہندان سے کہا۔ "تو ان جوانوں کے بارے میں کیا کہنا چاہتے تھے؟"

"بہت سے جوان تھے۔ ایک ایک کو چن چن کر قتل کردیا گیا تھا۔ میں ان کی ہلاکت کا
دید گواہ ہوں اور چشم دید گواہ ہونے کی وجہ سے مجھے زنداں میں ڈال دیا گیا تھا' کیونکہ وہاں کوئی
جو قاتلوں کی نشاندہی کرسکتا تھا' میرے سوا۔" ہندان نے کمال چالاکی سے اپنے مقصد کا
کردیا۔

اچانک فولان جنون کے عالم میں کھڑا ہوگیا۔ اس نے شدت جوش سے تھر تھر کانپتے ہوئے
کہا۔ "کون تھے ان جوانوں کے قاتل' اگر تو ان کے قتل کا گواہ ہے تو قاتلوں کے بارے میں
ضرور جانتا ہوگا۔ روشنی والے کی قسم' پانچ نامعلوم پہاڑوں کی چوٹیوں کی قسم اگر تو ان قاتلوں کی
نشاندہی کردے تو ہم تجھے منہ مانگا انعام دیں گے' خواہ وہ سولا زیہ کی سرداری کیوں نہ ہو۔"

"میں ان قاتلوں کو بخوبی جانتا ہوں۔"

"تو نام بتا' ہمیں ان کے نام بتا۔ ہم پر زندگی حرام ہے' جب تک ہم اپنے ہونٹوں سے ان
خونیوں کا خون نہ پی لیں۔"

"تفصیل سے بتانا ہوگا سردار......!" ہندان نے کہا' وہ اپنی کامیابی سے خوش تھا۔

"تفصیل سے بتا۔"

"میان لائی کا بیٹا شمران عقابوں کا نشان لے کر بساری کے لئے نکلا' لیکن وہ سرکش اور بدخو
شمران بہت سی غلاظتوں کے نشان چھوڑتا ہوا بالآخر تسمورا پہنچ گیا۔ تسمورا میں اس نے
سولا زری جوانوں سے ان کے شکار چھین لئے' جس کے نتیجے میں جنگ ہوئی اور کچھ سولا زری مارے
گئے لیکن بالآخر سولا زری جوانوں نے شمران پر قابو پالیا اور اسی دوران میان لائی شمران کا باپ
آگیا۔ اس نے سولا زری جوانوں سے بظاہر ہمدردی کا اظہار کیا اور جونہی وہ غافل ہوئے اس نے
گولیوں کی بوچھاڑ کردی اور ہر ایک کو قتل کرکے اس جرم کے نشان چھپادیئے"

"میان لائی......!" فولان کی چٹانی آواز ابھری۔

"تو اس وقت کہاں تھا اے شخص......!" فولان کے مشیر نے پوچھا۔

"میان کے ساتھ' کیونکہ میں عقابوں کے نشیمن میں رہتا ہوں۔"

"تو نے اپنے سردار کا یہ جرم آج ہم پر کیوں ظاہر کیا؟"

"یہ ایک طویل کہانی ہے۔ اس انکشاف کے نتیجے میں نہ تو مجھے کوئی انعام درکار ہے نہ کوئی
صلہ۔ یہ ایک خاندانی معاملہ ہے' یوں سمجھ لو باغنہ اگر میان چور دروازے سے آکر سردار نہ بن
جاتا تو اس وقت عقابوں کا سردار میں ہوتا۔" ہندان نے کہا۔

"کیا تو سارغنہ کے خاندان سے ہے......؟"

"ہاں۔" ہندان نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"سارغنہ کی کہانی میں جانتا ہوں۔ کیا میان نے تجھے زنداں میں ڈال دیا تھا؟"

"ہاں' اسے صرف مجھ سے خطرہ تھا۔ اس نے مجھے ہی نہیں سارغنہ کے خاندان کے کچھ اور
افراد کو بھی زنداں میں ڈال دیا ہے۔ میں بمشکل وہاں سے نکل سکا ہوں۔"

"عظیم فولان۔ ہم غیر دانشمندی سے کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ ہوسکتا ہے یہ شخص اپنی
دشمنی کی بناء پر یہ من گھڑت کہانی لایا ہو۔ اس کی تحقیق کی جاسکتی ہے۔ تفصیل معلوم ہونا
مشکل نہ ہوگا۔" مشیر نے کہا۔

"تفصیل معلوم کرو۔ تادشان سے کہو لشکر کو تیار کرلے۔ اگر میان میرے بچوں کا قاتل ہے
تو روشنی والے کی قسم یا تو عقابوں کے مسکن کو اجاڑ کر واپس آئیں گے یا پھر...... سولا زیہ ختم
ہوجائے گا۔ اس شخص کو معزز مہمان کا درجہ دو......!"

O......O......O

پہاڑوں میں ازلان کے خاندان کی تیمارداری ہورہی تھی۔ لڑکیوں کا ایک دلچسپ مشغلہ تھا۔
ان کی الجھن کوئی مشکل نہیں تھی۔ باگ کے حالات تسلی بخش تھے۔ باتو زیادہ تر ازلان کے ساتھ
مصروف گفتگو رہتا تھا۔ اپنے بارے میں اس نے چاروں لڑکیوں کے سامنے ازلان کو بتایا تھا کہ وہ

بستی باگ کے رہنے والے ہیں اور باتو ان چاروں لڑکیوں کا استاد ہے اور انہیں جنگلوں میں فنون حرب سکھا رہا ہے' تاکہ وہ بہادر لڑکیاں بن جائیں اور باگ کی حفاظت کریں۔ بعد میں لڑکیوں کو سمجھادیا تھا کہ اس سے زیادہ انہیں اور کچھ بتانا مناسب نہیں ہوگا۔ ابھی ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا قبل ازوقت ہے۔ یہ بعد میں سوچیں گے کہ ان کے لئے کیا کرسکتے ہیں۔

کاشان کے زخم تو بھرگئے تھے' لیکن افنان زیادہ زخمی تھا۔ اس کی ایک ٹانگ شدید زخمی تھی' جس کی وجہ سے وہ چل نہیں پاتا تھا۔ دوسرے لوگوں کو چلتے پھرتے دیکھ کراس کے چہرے پر کسی پھیل جاتی تھی۔ اس کی ماں نے اس کی دلجوئی کرتے ہوئے کہا۔

"تو بہت خاموش رہتا ہے افنان' خود کو سنبھال میرے بیٹے تجھے غمزدہ دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔"

"میں معذور ہوچکا ہوں ماں۔ میرا ایک پاؤں بالکل کام نہیں کرتا۔ کیا اس حال میں زندگی گزارنے سے میری موت زیادہ بہتر نہیں تھی؟"

ماں رو پڑی۔ "ایسا نہ کہہ میرے لعل' روشنی والے نے ہمیں نئی زندگی دی ہے۔ تیرے زخم بھرجائیں گے' تو ٹھیک ہوجائے گا۔"

"شاید ایسا کبھی نہ ہو۔" افنان نے غم سے کہا۔ "میں اکتا گیا ہوں' میرا دل گھبرا گیا ہے۔ میں چلنا پھرنا چاہتا ہوں۔ میرا بدن دکھ گیا ہے' بیٹھے بیٹھے۔"

"بس کچھ دن اور صبر کرلے' سب ٹھیک ہوجائے گا۔"

کچھ فاصلے پہ شیرایہ سب کچھ سن رہی تھی۔ عمر رسیدہ عورت کے آنسوؤں اور افنان کی باتوں نے اسے بہت متاثر کیا۔ اسے بچپن یاد تھا۔ باتو کے پاؤں چکنا چور ہوگئے تھے۔ اس نے خاص طرح کی لکڑیاں بناکر ان کے سہارے چلنا سیکھا تھا۔ شیرایہ نے جنگل کے درختوں سے ایسی دو شاخہ لکڑیاں حاصل کیں اور انہیں ایک ناپ دیا اور پھروہ افنان کے پاس پہنچ گئی۔

"انہیں اپنے بازوؤں کے بیچ دباؤ اور ان کے سہارے چلنے کی کوشش کرو۔ میں تمہیں سہارا دے کرباہرلے چلوں گی۔"

"روشنی والا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے بیٹی۔ زمین پر تم ہمارے لئے روشنی والے کی فرشتہ بن گئی ہو۔" ازلان کی بیوی نے ممونیت سے کہا۔

"چلو...... تمہیں ہمت سے کام لینا چاہئے۔" شیرایہ نے افنان سے کہا اور افنان اٹھ گیا۔ شیرایہ نے انسے سہارا دے کر کھڑا کیا۔ پھر بیساکھیاں اس کی بغلوں میں دے کراسے آہستہ آہستہ باہرلے گئی۔ افنان کے چہرے پر خوشیاں بکھرگئی تھیں۔ آبشار کے کنارے پہنچ کراس نے کہا۔

"مجھے یوں لگتا تھا جیسے میں کھلا آسمان کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔ میری آنکھیں تک روشنی سے محروم ہونے لگی تھیں' شیرایہ تم سب نے باتو بابا نے' ہم پر بہت احسان کیا ہے۔"

"باتو بابا کہتا ہے انسان سب کچھ کرسکتا ہے۔ تمہارے زخم تو عارضی ہیں' ٹھیک ہوجائیں گے۔ باتو باباکے تو پاؤں ہی نہیں ہیں۔"

"ہاں وہ بہت بڑا انسان ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم بے بس لوگ تمہارا احسان کیسے اتاریں گے؟"

"اگر تم تھک گئے ہو تو اب بیٹھ جاؤ' دیکھو وہ جگہ کتنی خوبصورت ہے۔"

"میں کچھ اور چلنا چاہتا ہوں۔"

"تو آؤ' ہم آبشار کے دوسری طرف چلیں' وہاں میرے پسندیدہ پھول اُگے ہوئے ہیں' ان کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے۔" افنان آمادہ ہوگیا۔ وہ مطلوبہ جگہ پہنچے تو ایک پتھریلے راستے پر افنان کی بیساکھی پھسل گئی۔ وہ بری طرح گرتا' لیکن شیرایہ نے اس کے پورے بدن کو سنبھال لیا۔ بیساکھیاں گرپڑی تھیں' لیکن شیرایہ نے افنان کو نہ گرنے دیا' وہ اسے سمیٹ کر احتیاط سے زمین پر بیٹھ گئی۔ افنان پر غشی سی طاری ہوگئی۔ یہ زخموں کا کرب نہیں تھا' بلکہ شیرایہ کے وجود کا لمس تھا' جس نے اس کی آنکھیں بند کردی تھیں۔ ادھر شیرایہ کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔ وہ چاہتی تو افنان کو زمین پر لٹا سکتی تھی' لیکن اس وقت وہ خود بھی اپنی چھوٹی سی عمر کے انوکھے جذبے سے دوچار ہو رہی تھی۔ چنانچہ وہ اس وقت تک افنان کو خود میں سمیٹے بیٹھی رہی' جب تک افنان خود ہی نہ کسمسایا۔ بعد میں اس نے سمنانہ اور غلمانہ سے کہا۔

"زخمی نوجوان ساحر معلوم ہوتا ہے؟"

"جادو کرنے والا ہے۔" غلمانہ حیرت سے بولی۔

"ہاں یقیناً تم یوں کرو کہ پہلے اسے زمین پر دھکا دو' جب وہ گرنے لگے تو اسے سنبھال لو' جونہی تم اسے سنبھالو گی یوں لگے گا جیسے تمہارا اپنا بدن بے جان ہونے لگا ہے۔ پہلے سر آہستہ آہستہ چکرائے گا' پھر دل زور زور سے دھڑکے گا اور تم اسے زمین پر بٹھانے کے بجائے اسی طرح سنبھالے رہو گی۔ تم کوشش بھی کرو گی کہ اسے زمین پر لٹادو' لیکن یہ تم سے ہو ہی نہیں سکے گا۔ تمہیں بس یوں لگے گا جیسے تمہاری آنکھوں پر کسی نے بہت سا وزن رکھ دیا ہو۔ کان اور گردن گرم کردی ہو۔"

"یہ تو عجیب بات ہے۔" سمنانہ نے کہا۔

"فوہا کو بتاؤ۔" غلمانہ نے مشورہ دیا اور تینوں بہنوں نے اپنا تجربہ فوہا کو سنایا۔ فوہا پُرخیال لہجے میں بولی۔ "کیا یہ صفت کاشان میں بھی ہے؟"

"اس کے بارے میں تو معلوم نہیں۔"

"تجربہ کرکے دیکھنا ہوگا اور اگر یہ سچ ہے تو باتو بابا کو بتانا ضروری ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر چیز سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔" فوہا نے نہ جانے کب اور کس ترکیب سے کاشان پر تجربہ کرڈالا اور اس نے بہنوں کی مجلس مشاورت طلب کرکے شیرایہ کے بیان کی تصدیق کی اور کہا۔ "شیرایہ نے بالکل درست کہا ہے۔ کاشان بھی بالکل ویسا ہی ساحر ہے۔ اس کا لمس تو ذہن کو مٹھی میں جکڑ لیتا ہے اور شیرایہ کیا تمہارے ہونٹ بھی خشک ہوگئے تھے اور گلا سوکھ گیا تھا؟"

"یہ تو مجھے یاد نہیں۔"

"میرے ہونٹ بالکل خشک ہوگئے تھے۔ آؤ بہتر ہے کہ کوئی نقصان اٹھانے سے پہلے باتو بابا کو حقیقت بتادی جائے۔" چاروں بہنیں باتو کو اپنے رہائشی غار سے بہت دور لے گئی تھیں۔ پھر فوہا نے یہ سنسنی خیز انکشاف بڑی تفصیل سے کیا۔ ان کے چہرے پُرجوش تھے اور آنکھیں چمک رہی تھیں' لیکن باتو پر عجیب رد عمل ہوا۔ پہلے تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کرانہیں دیکھتا رہا' پھر حلق پھاڑ قہقہہ لگایا اور پھر پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگا۔

○.....○.....○

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ روشنی تیز سے تیز تر ہوتی جارہی تھی اور زمین کا چپہ چپہ روشن ہوگیا تھا۔ مناظر اتنے حسین ہوگئے تھے کہ ان پر نگاہ نہ ٹھہرپارہی تھی۔ پھر یہ روشنیاں ان کے سروں سے گزر گئیں۔ وہ سب اس طرح سبز رنگ میں نہا گئے کہ زمرد کے لئے مخصوص ہوں تاہم وہ سحرزدہ تھے۔ کوئی آدھے گھنٹے تک یہ سبز روشنی چمکتی رہی۔ عقب میں وہ اتنی دور چلی گئی تھی کہ اس کی حد کا اندازہ بھی نہ ہو۔ پھر وہ ایک دم بجھ گئی اور سب کے حلق سے تکلیف بھری آوازیں نکل گئیں۔ ہر ایک نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ تاریکیاں آنکھیں پھوڑے دے رہی تھیں اور پتلیوں پر شدید دباؤ پڑ رہا تھا۔

"کوئی آنکھیں نہ کھولے۔" آسٹر نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ کسی نے جواب نہیں دیا تھا۔

"خدا کی پناہ۔" بہت دیر کے بعد لیزا کی آواز سنائی دی۔

"یہ سب کیا ہے مسٹر ولمین......؟" اشیا خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"کوئی سائنسی عمل......!" آسٹر نے جواب دیا۔

"یہاں ان پہاڑوں میں؟"

"میں انکل سے اتفاق کرتی ہوں۔ پہلے میرے ذہن میں کچھ اور خیال ابھر رہا تھا' لیکن تجزیئے نے میرے خیال کی تردید کردی۔" زربدان نے کہا۔

"کیا خیال آیا تھا تمہیں......؟"

"میں نے سوچا تھا انکل شاید یہاں زمرد کے پہاڑ ہوں۔ چاند روشن ہوا تو ہیروں کے پہاڑ چمک اٹھے' بیشک اس وقت چاند خوب چمک رہا تھا اور وہاں اب بھی روشن ہے' لیکن روشنی غائب ہوگئی اور وہ بھی اچانک۔"

"ممکن ہے چاندنی اس مخصوص حصّے سے گزر چکی ہو' جو شعاعوں سے روشن ہوا تھا۔" ولمین نے کہا۔

"اس کے باوجود انکل' چاند اب بھی روشن ہے' کچھ روشنی باقی رہنی چاہئے تھی۔"

"لیکن یہ کیسا سائنسی عمل ہوسکتا ہے۔ تم جیالوجسٹ ہو' کیا یہ کوئی قدرتی سائنسی عمل ہوسکتا ہے۔"

"قدرتی۔" زربدان نے آہستہ سے کہا۔ پھر وہ خاموش ہوگئی۔ ولمین نے بھی خاموشی اختیار کرلی تھی۔ اس کے بعد دن ہونے کا انتظار کیا جانے لگا اور اجالے نے انہیں نئی صورتحال سے دوچار کردیا۔ وہ مقامی لوگ ہی تھے۔ تنومند اور چاق و چوبند' لیکن ان کے نچلے جسموں پر پتلونیں تھیں' چست اور مخصوص طرز کی۔ اوپری جسم برہنہ تھے۔ ہاتھوں میں جدید ساخت کی رائفلیں تھیں' جن سے وہ ان کا نشانہ لئے ہوئے تھے۔

"کوئی اور شانگ۔" آسٹر ولمین کے منہ سے نکلا۔ پھر اس نے ساتھیوں سے کہا۔ "ہاتھ بلند کرو......!" سب نے ہاتھ اوپر اٹھادیئے تھے۔ ان کے اس عمل کا مناسب ردعمل ہوا۔ ان لوگوں کی رائفلیں بھی جھک گئیں اور وہ گھوڑے سے آگے بڑھ کر ان کے پاس آگئے۔ پھر ان میں سے

ایک شخص نے ٹوٹی پھوٹی انگلش میں کہا۔

"تم انگریزی بول سکتے ہو؟"

"ہاں۔" ولمین نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے پاس ہتھیار ہیں؟"

"ہاں۔"

"کہاں ہیں؟"

"وہاں ہمارے سامان میں۔"

"وہ ہتھیار ہمارے حوالے کردو......!"

"ہمیں اعتراض نہیں ہے' تم انہیں لے سکتے ہو۔" ولمین نے موقع کی نزاکت کا اندازہ کرکے کہا۔ کوئی اور راستہ نہیں تھا' چنانچہ ان میں سے کچھ لوگوں نے گھوڑوں سے اتر کر ان کا تمام سامان قبضے میں لے لیا۔ اسی انگریزی داں نے پھر کہا۔

"اب تم ہمارے ساتھ آگے بڑھو......! بہتر تعاون کے بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔ تمہیں چلنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوسکتے ہو۔"

ولمین نے گردن ہلادی۔ پھر سرگوشی میں اپنے ساتھیوں سے بولا۔ "تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

"نہیں' ہم صورتحال محسوس کررہے ہیں۔" فلیش نے جواب دیا۔ وہ سب گھوڑوں پر سوار ہوگئے۔ زربدان نے سرگوشی میں کہا۔

"یہاں ہمیں زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا انکل' کیونکہ مقامی لوگ انگلش بول رہے ہیں۔"

"اس سے ایک اور نتیجہ اخذ ہوتا ہے زربدان' یہ جو کوئی بھی ہیں' شانگ سے زیادہ مضبوط اور شاید زیادہ عرصہ سے یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے مقامی لوگوں کو انگلش سکھادی ہے۔" ولمین نے افسوس سے کہا۔

"یوں لگتا ہے مسٹر ولمین کہ پہاڑوں کا سحر ختم ہوچکا ہے۔ ان پہاڑوں کی صدیوں کی روایت ہے۔ یہاں سب سے زیادہ اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ بدیسی یہاں داخل نہ ہونے پائیں اور ان کے لئے سب سے زیادہ مستعدی کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔ لیکن اب تو چاروں طرف سے ان کی یلغار ہوگئی ہے۔ اب تک جو کچھ نظر آیا ہے' وہ میرے خیال کا ثبوت ہے۔"

"اس کی وجہ بھی سامنے ہے روزال۔" زربدان بولی۔

"وہ کیا آقا زادی......!"

"شمران جیسے غدار جو اقتدار کے لئے ہر طرح کا تسلّط قبول کرلیتے ہیں۔ شمران نے کرشانہ کی ان بدیسیوں کے شانوں پر سوار ہوکر بخوشی قبول کرلی۔ اگر وہ پہاڑوں کا غیور جوان ہوتا تو اپنی طاقت پہلے شانگ کے مقابلے پر صرف کردیتا۔"

"ہاں یہ سچ ہے۔" روزال غم آلود لہجے میں بولا۔

"اپنی ثقافت' اپنے اقدار' اپنی روایات اور تشخص کو زندہ رکھنے کے لئے یکجہتی سب سے

پہلا عمل ہے۔ یہ پہاڑ صدیوں سے آباد ہیں۔ اپنی طاقت کے بل پر انہوں نے سیکڑوں سال تک
غیروں کو یہاں داخل ہونے سے روکے رکھا، لیکن ان میں بنیادی خامی یہ رہی کہ انہوں نے اپنے
اپنے ٹولے الگ بنائے رکھے۔ ایک دوسرے سے مخاصمت کی راہ اپنائے رکھی۔ ان کے جنگجو
حصّے نے بہت عرصے ان کی حفاظت کی، لیکن بالآخر انہیں شکست کھانی پڑی اور اب غیر ملکی ان پر
آہستہ آہستہ تسلط جمارہے ہیں۔"

اس کے بعد گفتگو کا یہ سلسلہ خود منقطع ہوگیا۔ پہاڑوں کا یہ سفر اچانک ختم ہوگیا اور انہوں نے ایک عظیم الشان آبادی دیکھی۔ یہ آبادی شاید پہاڑوں میں سب سے جدید آبادی تھی، جس پر کوستوں کی ترتیب تھی۔ بیشمار افراد باقاعدہ لباس میں نظر آرہے تھے۔ عظیم الشان احاطے بنے ہوئے تھے، جن میں مٹی کے مکانات نظر آرہے تھے۔ انہیں ایک احاطے کے پاس لے جایا گیا اور یہاں انہیں گھوڑوں سے اترنے کے لئے کہا گیا۔ گھوڑے اپنی تحویل میں لے کر انہوں نے انہیں احاطے میں جانے کے لئے کہا۔ پھر اس شخص نے ولیمن سے کہا۔

"عارضی طور پر تمہیں یہاں رہائش اختیار کرنی ہے۔ اپنے لئے بہتر جگہ منتخب کرسکتے ہو لیکن ابھی احاطے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک بار پھر یہ کہنا ضروری ہے کہ بہتر تعاون ہر طرح سود مند رہے گا۔"

"ہماری طرف سے مطمئن رہو، تمہیں شکایت نہیں ہوگی۔"

یہ احاطہ غالباً مہمان خانہ کا درجہ رکھتا تھا۔ پہاڑی پتھروں کو چن کر مٹی کی مدد سے کمرے جیسی جگہیں بنادی گئی تھیں۔ جن میں گھاس پھوس کے گدے پڑے ہوئے تھے۔ یہ گدے جانوروں کی کھال سے بنائے گئے تھے۔ یہاں کی زندگی بہت مختلف نظر آتی تھی۔ وہ سب آرام کی ضرورت محسوس کررہے تھے، چنانچہ یہ جگہ انہیں بہت غنیمت محسوس ہوئی اور ایک بڑی جگہ انہوں نے ڈیرہ جمالیا۔ سب خاموشی سے صورتحال کا جائزہ لے رہے تھے۔ ولیمن مسکرا کر بولا۔

"بیشک یہ میری زندگی کی آخری مہم ہے، لیکن جن واقعات سے سابقہ پڑ رہا ہے، میں انہیں اپنی تمام تر مہماتی زندگی میں سب سے انوکھے واقعات کہہ سکتا ہوں۔"

"اس وقت دنیا جس قدر جدید ہوچکی ہے، اس میں ایسی کسی جگہ کا تصور واقعی ناقابل یقین لگتا ہے۔" فلیش نے کہا۔

"انسان نے اپنے طور پر خود کو زمین پر زمین کے ہر راز سے واقف سمجھ لیا ہے اور اب خلاء میں مصروف ہے۔ لیکن کیا وہ زمین کے ہر راز سے واقف ہے انکل؟"

"ہرگز نہیں۔ ایسے لاتعداد علاقے اب بھی موجود ہیں جہاں کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا۔"

"انکل کیا میں یہاں اپنی زبان دانی سے فائدہ اٹھاؤں؟" زربدان نے پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"مقامی لوگوں سے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کروں؟"

"ایسا کیا جاسکتا ہے، لیکن فلیش اور اشیا پر یہ انوکھا انکشاف ہوگا۔" ولیمن نے کہا۔

"ہم بعد میں ان سے کچھ کہیں گے۔ یوں بھی اب وہ ہمارے ساتھی ہیں، لیکن وہ بے چارے

کچھ نہ کرسکیں گے سوائے زندگی کھونے کے۔"

"کیا انہیں اپنی حقیقت بتادوگی؟"

"ابھی نہیں، لیکن کبھی نہ کبھی بتانی ہوگی۔"

"مجھے اعتراض نہیں ہے۔" ولیمن نے کہا۔ اسی وقت کچھ لوگ انہیں اپنی طرف آتے نظر آئے جو لکڑی سے بنی ہوئی کئی ٹرے اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ شخص سب سے آگے تھا جو انگریزی بولنا جانتا تھا۔ ان کے لئے ناشتہ آیا تھا۔ بہت عمدہ پھل، ڈبل روٹیاں اور ایک خاص قسم کا قہوہ۔ اس نے کہا۔

"ہمیں افسوس ہے کہ ہم تمہیں چائے نہیں پیش کرسکتے، کیونکہ ہمیں دودھ نہیں حاصل ہوسکا، تاہم یہ قہوہ ایک خاص پودے سے بنایا گیا ہے، تمہیں یقیناً پسند آئے گا۔"

"شکریہ، تم پہاڑوں کے باشندے ہو، لیکن یوں لگتا ہے جیسے تمہیں جدید دنیا سے خوب واقفیت ہے؟"

"یہ سب الاتوشیہ کی عنایت ہے۔" اس نے کہا۔

"الاتوشیہ کون ہے؟"

"وہ خود تمہیں خود سے روشناس کرائے گی۔" اس نے کہا اور واپسی کے لئے پلٹ گیا، پھر ایک شخص کی طرف اشارہ کرکے بولا۔ "یہ تمہاری خدمت گزاری میں رہے گا، لیکن افسوس یہ ہماری زبان نہیں بول سکے گا۔ تم اسے اشارہ سے اپنی ضرورت بتاسکتے ہو!" جس شخص کو وہ چھوڑ گئے تھے وہ ایک معصوم صورت مقامی نوجوان تھا۔ سب نے ناشتہ کیا۔ قہوہ واقعی بے مثال تھا۔ ناشتے سے فراغت کے بعد زربدان ٹہلنے والے انداز میں آگے بڑھ گئی۔ خدمتگار احاطے کے دروازے کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسے دیکھ کر جلدی سے کھڑا ہوگیا۔

"نہیں، بیٹھے رہو۔ تم مجھے بے حد شریف انسان معلوم ہوتے ہو۔" زربدان نے مقامی زبان میں کہا اور وہ ہکا بکا رہ گیا۔ پھر بہت خوش نظر آنے لگا۔ اور بولا۔ "تم ہماری زبان بول سکتی ہو؟"

"بول رہی ہوں تم سے۔ تمہاری یہ بستی اور تم سب بہت اچھے ہو، کیا نام ہے تمہاری بستی کا؟"

"پہلے اس کا نام لاسیہ تھا، اب الاتوشیہ ہے۔"

"الاتوشیہ؟ اس کا مطلب ہے آسمان کی بیٹی، یا برکتوں والی!" زربدان نے کہا۔

"ہاں۔ ہم سب مقدس الاتوشیہ کی برکتوں سے سرشار ہیں۔"

"الاتوشیہ کا سردار کون تھا؟"

"زرتوش۔"

"زرتوش کہاں ہے؟"

"اب وہ سبز درویش بن چکا ہے۔ سبز درویش اور توشیہ کے نام خاص ہوتے ہیں۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"ادہا۔"

"ادہا تم مجھے بہت ہی اچھے انسان معلوم ہوتے ہو۔ میرے خیال میں تو تمہیں بھی سبز درویش

ہونا چاہئے تھا۔ تم مجھ سے کتنی محبت سے بات کر رہے ہو۔"

"تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو' کیونکہ تم ہماری زبان بول رہی ہو۔" اوہا نے کہا۔

"آؤ بیٹھو' میرا دل چاہتا ہے تم سے بہت سی باتیں کروں۔ تمہاری اس حسین بستی کے بارے میں۔ آسمان زادی کے بارے میں۔ تم تو بہت ہی اچھے انسان معلوم ہوتے ہو۔" زربدان اس کے پاس بیٹھ گئی۔ دور سے فلیش وغیرہ اسے دیکھ رہے تھے۔ فلیش نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا' ولمین نے اسے روک دیا۔

"نہیں ڈیئر فلیش اسے تھوڑی دیر کے لئے وہاں رہنے دو۔ وہ اہم کام میں مصروف ہے پلیز.....!" فلیش تعجب سے ولمین کی طرف دیکھنے لگا' وہ کچھ نہ سمجھ سکا تھا.....!

اوہا نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اور جب سے الاتوشیہ نے لاسیہ کو الاتوشیہ بنایا ہماری زندگیاں ہی بدل گئیں۔ اصل میں ہم بہت بے کسی اور بے بسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ سردار زرتوش بہت اچھا آدمی تھا' لیکن ہمارے پاس وہ ذرائع نہیں تھے جس سے ہم اپنی بستی کو خوشحالی بخش سکتے۔ ہماری زمینیں سخت پتھریلی اور ناقابل کاشت تھیں' ہم سب فاقہ کشی کی زندگی گزار رہے تھے' بستی میں بھوک سے مرنے والوں کی تعداد بڑھتی جارہی تھی کہ سبز درویشوں کا نزول ہوا۔ پہلے پانچ درویش نمودار ہوئے تھے اور ان کے جسموں سے سبز روشنی پھوٹ رہی تھی۔ انہوں نے بستی کے درمیان کھڑے ہو کر ہم سے کہا کہ الاتوشیہ کا نزول ہونے والا ہے اور اس کے بعد بستی میں خوشحالی پھیلے گی۔ زرتوش نے سردار کی حیثیت سے ان نوواردوں کے خلاف کارروائی کا حکم دیا' کیونکہ قبیلوں میں غیروں کا داخلہ اچھا نہیں سمجھا جاتا' لیکن جب زرتوش کے خاص آدمیوں نے سبز درویشوں پر کمندیں ڈالیں تو یہ کمندیں ان کے جسموں سے گزر گئیں۔ وہ انسانی شکل میں نہیں تھے اور انہیں گرفتار کرنے والے ان کے جسموں کو چھو نہیں سکتے تھے۔ وہ تو روحانی درویش تھے' تب ان پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ دہشت سے بے ہوش ہو گئے۔ ساتھ ہی بستی والوں نے زرتوش کے اس عمل کے خلاف احتجاج کیا اور کہا کہ اگر برکتوں کی دیوی اس برباد بستی کو آباد کرنا چاہتی ہے تو سردار زرتوش کو اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے اور زرتوش نے کہا کہ بستی والے اگر یہ چاہتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو الاتوشیہ کی غلامی میں دیتا ہے اور درویشوں سے معافی طلب کرتا ہے..... تو پھر یوں ہوا کہ برکتوں کے پہاڑ سے الاتوشیہ کا وجود ظاہر ہوا۔ اس رات بستی والے گہری نیند سو رہے تھے کہ ساری بستی سبز روشنی میں نہا گئی۔ آسمان سبز ہو گیا۔ چاند نے سبز روشنی اگلنا شروع کر دی اور بستی کا ایک ایک فرد جاگ اٹھا..... برکتوں کے پہاڑ سے یہ روشنی ابل رہی تھی اور پوری بستی پر احاطہ کئے ہوئے تھی۔ تب پہاڑ پر الاتوشیہ کا سایہ نظر آیا ایک عظیم سایہ زمین سے لے کر آسمان تک قد و قامت رکھنے والی دیوی جو سبز روشنی میں نہائی ہوئی ہمارے درمیان موجود تھی۔ اس نے کہا کہ اگر بستی والے اس کی برتری قبول کریں اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کا وعدہ کریں تو میدان میں جمع ہو کر سجدہ ریز ہو جائیں۔ اس کے بعد وہ انہیں زندگی کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر دے گی اور زرتوش پہلا آدمی تھا جس نے اس کے آگے پیشانی ٹکا دی۔ تب یوں ہوا کہ آسمان پر چیخنے والے پرندوں کا ظہور ہوا۔ یہ پرندے گرجتے ہوئے فضاء میں نمودار ہوئے تھے اور ان کے پیٹ سے کچھ برآمد ہوا وہ ناقابل یقین تھا۔ اجناس

اور کھانے پینے کی اشیاؤں کے ایسے ایسے ذخیرے' جو بستی والوں نے خوابوں میں بھی نہیں دیکھے تھے' وسیع و عریض میدان میں ان کے انبار لگ گئے' تب سبز درویشوں نے کہا۔ "یہ سب الاتوشیہ کی برکت ہے' وہ اس میں سے حساب سے اپنا اپنا حق وصول کر لیں اور یونہی کیا گیا۔ بستی والوں کو بہت کچھ ملا' عظیم الشان ذخائر تھے' گرجتے ہوئے پرندے واپس چلے گئے' لیکن وہ بار بار آتے اور ہر بار بستی والوں کے لئے اتنا کچھ لے کر آتے کہ بستی کا ہر فرد نہال ہو جاتا۔ پیٹ بھر گئے تھے' جسم ڈھک گئے تھے' وہ سب کچھ مل گیا تھا جس سے برسوں کی محرومی تھی۔ پھر بھلا الاتوشیہ کا شکر گزار کون نہ ہوتا اور اس کے احکامات پر عملدر آمد شروع ہو گیا۔ سبز درویشوں نے بستی والوں کو بتایا کہ انہیں کیا کرنا ہے اور بستی والے الاتوشیہ کے احکامات کی تعمیل کرتے رہے۔ یہ ہے ہماری بستی کی کہانی اور اب ہم سب الاتوشیہ کے خادم ہیں۔ اس کا ظہور جب بھی وہ چاہتی ہے ہوتا ہے اور وہ نئے احکامات دیتی ہے' بستی میں اب کوئی شخص بھوکا نہیں ہے' ہم ان قدرتی آسمانی آفات سے بھی محفوظ ہو گئے ہیں' جن کے تحت شدید برف باری میں ہماری ہاں تباہی آتی تھی' اب ہم سب پُرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔"

"الاتوشیہ اور یہاں کیا کیا کرتی ہے؟"

"دیویوں کے کام دیوی ہی جانے' پوری بستی میں امن و امان ہے' کوئی کسی سے جنگ نہیں کرتا' کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا' کیونکہ سب خوشحال ہیں۔"

"ہوں۔ کیا ہم سے پہلے بھی یہاں اور لوگ آئے ہیں اور انہیں ہماری طرح گرفتار کیا گیا ہے؟"

"نہیں یہاں آنے والے صرف الاتوشیہ کے خادم ہوتے ہیں۔ تم لوگ پہلے لوگ ہو جو الاتوشیہ کے خادم نہیں ہو۔"

"اوہا' تمہارے بارے میں جو کچھ میں نے سوچا تھا تم اس سے بھی اچھے انسان نکلے' میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" زربدان نے یہ معلومات اپنے ساتھیوں کو فراہم کیں۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی یاسیت نظر آرہی تھی۔ آسٹرولمین نے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے زربدان الاتوشیہ کے بارے میں.......؟"

"روزال بابا مجھے بتایا کرتا تھا کہ پہاڑوں میں بڑے سخت قوانین رائج ہیں' وہ سب روشنی کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے درمیان باہر کا کوئی شخص کبھی نہیں آسکتا' لیکن آسٹراب میں محسوس کر رہی ہوں کہ زیادہ وقت نہیں گزرنے والا' جب ان پہاڑوں میں غیر ملکیوں کی آمد ہو گی اور اس کے بعد پہاڑوں میں رہنے والے غلام بنا لئے جائیں گے' ان کی زندگی محکومی کی ہو گی' ان کی روایات پامال ہو جائیں گی اور یہ بے بسی اور بے کسی کی زندگی گزاریں گے۔ ہمارے یہ پہاڑ اپنی روایات کی حفاظت کرتے رہے' لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ریشہ دوانیاں تو رہتی ہیں' اگر یکجائیت نہ ہو' یکجہتی نہ ہو تو رفتہ رفتہ بیرونی قوتیں بڑی سے بڑی طاقت کو پامال کر دیتی ہیں۔ یہاں بھی یہی سب کچھ ہو رہا ہے اور اب یہ روبہ زوال ہیں۔" آسٹرولمین معنی خیز نظروں سے زربدان کو دیکھ رہا تھا' فلیش نے کہا۔

"جہنم میں جائیں یہ سب ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے' میرا تو یہ خیال ہے کہ جس

طرح بھی بن پڑے یہاں کے معاملات میں الجھے بغیر یہاں سے نکل جانے کی کوشش کی جائے
ہمارے حق میں بہتر ہے۔"

زربدان تڑپ گئی' اس نے آہستہ سے کہا۔ "نہیں مسٹر فلیش میرا ان پہاڑوں سے ایک
تعلق ہے۔ میں' آج آپ کو یہ بتانے میں حق بجانب ہوں کہ پہاڑ والوں کو اس بے کسی کے عالم
چھوڑنا میرے لئے ممکن نہیں ہے اور اب تو انکل آسٹرولین' آنٹی لیزا' مائی ڈیر اتشیا اور مسٹر ڈ
یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں آپ سے دل کی بات کہہ دوں۔ میں معذرت خواہ ہوں مسٹر ڈ
معصوم بچے کی حیثیت سے آپ کی آغوش میں پہنچی تھی' لیکن مجھے جو کچھ بتایا گیا' جو کچھ سمجھایا
اس نے میرے دل میں بہت گہرائیوں تک جگہ بنالی اور اب میرا سارا وجود میری ذات کا ہر ذرہ
پہاڑوں سے محبت کرتا ہے' میں ہر حال میں ان کی بہتری کی خواہاں ہوں۔ انکل آسٹرولین نے
جو کچھ کیا اس کی نیک نیتی سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ اس میں صرف انسانیت کے جذبے
تھے۔ میں ان جذبوں کو سلام کرتی ہوں اور آپ سے سوال کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیا ڈیر ڈیزی......؟"

"وہ سوال یہ ہے کہ اگر آپ لوگوں کو اپنی دنیا میں واپس جانے کا کوئی ذریعہ مل جائے
میں اس کے لئے کوشش کر سکتی ہوں۔ میری خواہش ہے کہ اب آپ یہاں بہت زیادہ وقت ضائع
نہ کریں۔ میرا مشن بڑھ گیا ہے' اب میں صرف اپنے ماں باپ تک ہی پہنچنا نہیں چاہتی' بلکہ
پہاڑوں میں جو کچھ شروع ہو گیا ہے ان کا تحفظ کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔ میں نے یہ محسوس
ہے کہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں میرا بھی حصہ ہونا چاہئے' مجھے افسوس ہے کہ آج میں
لوگوں سے ہٹ کر یہ بات کہنے پر مجبور ہوئی ہوں۔" آسٹرولین سے پہلے فلیش نے حیرت سے کہا

"تم کیا کہہ رہی ہو ڈیزی۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ میں کچھ بھی نہیں سمجھ پایا۔
ان پہاڑوں سے کیا تعلق ہے.........؟"

"افسوس فلیش میں نے تمہیں اپنی زندگی سے متعلق بے شمار باتیں بتادی ہیں' لیکن
ضروری ہو گیا ہے کہ میں تمہیں وہ بات بھی بتادوں جو صرف میرے سینے میں پل رہی ہے
انکل' مسٹر ڈ آپ لوگ براہ کرم اس بات پر غور کر لیجئے تاکہ آگے جو منصوبہ میرے ذہن میں
میں اس میں اس بات کو مدنگاہ رکھوں........"

آسٹرولین ہنس پڑا پھر بولا۔ "بے وقوف لڑکی' اپنے آپ کو بہت آگے رکھ کر سوچتی
ہم تجھ سے اس موضوع پر گفتگو کریں گے' ابھی کوئی جواب دینا مشکل ہے......؟"

"لیکن مجھے تو بتایا جائے ڈیزی یہ سب کچھ کیا ہے۔" فلیش نے کہا اور زربدان
نگاہوں سے فلیش کو دیکھا پھر بولی۔ "میں تمہیں بتادوں گی فلیش لیکن ابھی اس وقت نہیں"
فلیش نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھتا رہا تھا۔

O......O......O

شانگ بہت مضمحل نظر آرہا تھا۔ اس کا چہرہ اتر گیا تھا اور وہ دو دن تک اپنی قیام گاہ سے
نہیں نکلا تھا۔ اس کے ساتھی اس کے لئے پریشان تھے۔ ویسے بھی دیوانہ سا آدمی تھا لیکن
تھا اس کے ذہن پر اور وہ اس کے تحت ساری کارروائیاں سرانجام دیتا تھا۔ اس۔

میں اس سے کوئی اختلاف نہیں رکھتے تھے اور باقی ابھی پوری طرح مخلص اور وفادار نہیں کے
ہوئے تھے۔ دو دن کے بعد وہ اپنی کمین گاہ سے برآمد ہوا۔ اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ان تمام
لوگوں کو جمع کر کے اس کی رہائش گاہ میں لے آئیں جو اس کے اپنے ساتھ اس عظیم مقصد کے لئے
آئے تھے' کچھ دیر کے بعد وہ تمام افراد وہاں پہنچ گئے۔ شانگ نے انہیں دیکھ کر کہا۔

"دوستو! جو واقعہ پیش آیا ہے' تمہارے علم میں ہے مجھے جو پہلی زک اٹھانی پڑی ہے اس نے
میرے حواس پر بہت بڑا اثر کیا ہے۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ میری یہ کوششیں اپنے
اندر خم رکھتی ہیں۔ شانگ کی مملکت کی تعمیر اتنی آسان نہیں ہے' جتنا میں نے سمجھ لیا تھا۔ یہ پہاڑ
معدنیات سے لبریز ہیں اور جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا اگر ہم ان کا لاکھواں حصہ بھی حاصل
کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ایک ایسی عظیم مملکت تعمیر کر سکتے ہیں جس کا زوال ممکن نہ ہو' لیکن
یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں ہے۔ ہم نے جس انداز میں کام شروع کیا تھا' شاید اس میں کمی ہے۔
اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق بیرونی دنیا سے آنے والوں کی تعداد صرف ایک سو تیرہ ہے' جبکہ
ہمارا خیال تھا کہ ہماری کوششوں سے مہم جوؤں کی ٹولیاں جوق در جوق ادھر آئیں گی اور ہم انہیں
استعمال کریں گے' اس میں ہمیں ناکامی ہوئی ہے' بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو پالنے کے لئے
ہمیں جو جتن کرنے پڑ رہے ہیں وہ ہمارے لئے بہت محنت طلب ہے۔ میں یہ مشورہ کرنا چاہتا ہوں تم
سے کہ اب کیا کیا جائے۔"

"عظیم شانگ' تیری مملکت تعمیر ہوگی۔ تجھے تیرے خوابوں کی تعبیر ملے گی' لیکن کسی بھی کام
کا آغاز اگر بہت بڑے پیمانے پر کیا جائے تو اس میں بے شمار مشکلات شروع ہو جاتی ہیں۔ مقامی
لوگوں کو ایک آبادی کا سردار بنا کر بے شک تو نے ایک عظیم کام کیا ہے' لیکن مزید انتظار غیر مناسب
ہے' میری رائے ہے کہ کام شروع ہو جانا چاہئے۔ ہم بہت زیادہ وقت ضائع کر رہے ہیں' جس کام کا
تو آغاز کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ تو یہاں تک لانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ عظیم شانگ
اسے شروع کردے' جو لوگ تیری تحویل میں آچکے ہیں انہیں استعمال کر۔ ایک طریقۂ کار بنادے
تاکہ کام شروع ہو جائے۔"

"آہ میں چاہتا تھا کہ کمزور بنیادوں پر یہ سب کچھ نہ کیا جائے' لیکن تیری رائے مجھے اس
وقت بہتر محسوس ہوتی ہے۔ کچھ اور مشورہ دے مجھے' میں اس پر غور کر رہا ہوں۔"

"اس شخص کو جسے تو نے اس آبادی کا سردار بنایا ہے' پوری طرح نگاہ میں رکھ۔ وہاں سے
جتنے طاقتور جوان حاصل کر سکتا ہے' انہیں لے کر پہاڑوں میں آجا اور یہاں جتنے لوگ موجود ہیں'
وہ اس سلسلے میں کام کر سکتے ہیں انہیں حکم دے کہ انہیں زندگی اس قیمت پر مل سکتی ہے کہ وہ تیری
ہدایات کے تحت کام کریں' بس اس طرح کام کا آغاز کردے' یہاں سے جو کچھ حاصل ہو ہم اسے
بیرونی دنیا تک لے جائیں اور اس کے سودے کریں' تاکہ وہاں سے ہمیں بہتر ذرائع سے ضروری
اشیاء لانے میں کامیابی حاصل ہو۔"

شانگ نے اپنے ساتھی کی بات سے اتفاق کیا تھا' اس کے بعد اس نے بیرونی دنیا سے آئے
ہوئے لوگوں کو اپنے سامنے طلب کر لیا اور کھل کر ان سے کہہ دیا کہ اگر وہ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو
انہیں محنت کرنا ہوگی' ہر اس شخص کو ختم کر دیا جائے گا جسے نشان زدہ جگہ سے ادھر ادھر دیکھا

گیا۔ فرار ہونے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کو یہ پوچھے بغیر کہ اس کا مقصد کیا تھا
گا۔ چنانچہ اب یہ فیصلہ انہی کے ہاتھ میں ہے کہ ان میں سے کون کون زندہ رہنا چاہتا ہے؟
لوگ خوفزدہ تھے' ہر ایک نے آمادگی کا اظہار کیا اور اس کے بعد شانگ نے اپنی
معلومات سے کام لیتے ہوئے ان تمام لوگوں کو ایک مخصوص ایریا میں کھدائی کرنے پر
وہ پہلی بار اپنے ساتھ لائی ہوئی ان مشینوں کو استعمال کر رہا تھا' جنہیں اس نے اس کا
حاصل کیا تھا۔ پھر وہ کرشانہ کی جانب چل پڑا' تاکہ یہاں سے محنت کش جوان حاصل کرے
اس کے ساتھی محسوس کر رہے تھے کہ شانگ کا دل ٹوٹ گیا ہے' شاید وہ اشیا کی محبت
ہو گیا تھا یا پھر اچانک ہی اس کی ذہنی رو بدل گئی تھی اور اسے احساس ہوا تھا کہ یہ سب
ناپائیدار بنیادوں پر ہو رہا ہے اسے اس کا ٹارگٹ نہیں مل سکا ہے۔ بہرحال شانگ کی فطرت
سبھی واقف تھے' وحشی قسم کا انسان تھا۔ ذہن پر کوئی بھی جنون طاری ہو جائے' اسے انجام
پہنچانے کا خواہشمند ہوتا تھا' خواہ اس کے لئے کتنے ہی نقصانات اٹھانے پڑیں۔

کرشانہ پہنچ کر شانگ نے صورتحال کا جائزہ لیا۔ پھر یو آن لی کے ساتھ شمران کے پاس
گیا' شاید وہ شمران کے بارے میں صحیح تعین نہیں کر سکا تھا' شیطان کسی ایک ہی ذہن پر گزارا
کر لیتا' بلکہ اسے اپنی نسل بڑھانے کا بہت شوق ہے اور وہ اپنے پیروکاروں کی تلاش میں
سرگرداں رہتا ہے۔ زبان کا رشتہ نہ ہونے کی بناء پر اسے شمران کے بارے میں کچھ بھی معلوم
تھا اور وہ یہی سوچ رہا تھا کہ پہاڑوں کا یہ سادہ دل اس کے اشاروں پر ناچتا رہے گا اور جب
اس کی ضرورت رہی' اسے بآسانی استعمال کیا جا سکے گا۔ شمران نے اپنے منصوبے کے
پرتپاک انداز میں شانگ سے ملاقات کی تھی۔ شانگ نے کہا۔

"کرشانہ کے سردار میرے اور تیرے درمیان جو مفاہمت چل رہی ہے' میں اسے
کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور تو بھی یہ جانتا ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اس میں تیری اور میری
کی بھلائی ہے۔ میں ایک فرمائش کرنا چاہتا ہوں تجھ سے' وہ یہ کہ مجھے کرشانہ کے زیادہ
نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ ایسے نوجوان جو طاقتور ہوں' پہاڑوں کا سینہ چیر سکتے ہوں' میں کر
بہتری کے لئے ایک اور قدم اٹھانے کا خواہشمند ہوں۔"

شمران نے لاگا کی جانب دیکھا اور لاگا نے غیر محسوس اشارہ کیا کہ یہاں بھی شانگ کی
کی جائے' چنانچہ یو آن لی کی مدد سے شمران نے وعدہ کیا کہ جتنے بھی جوان شانگ کو درکار
یہاں سے لے جا سکتا ہے' شانگ نے مطمئن انداز میں کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تو انہیں ذہنی طور پر تیار کرے کہ جو کچھ اور جس طرح بتایا جائے
طرح اس پر عملدرآمد کیا جائے' میرا یہ قدم تیری طاقت میں بے پناہ اضافہ کرے گا۔ اس
میں تجھے وقت دیتا ہوں' طاقتور ترین نوجوانوں کا انتخاب کر اور انہیں میرے حکم کے مطابق
کرنے پر آمادہ کر دے۔"

"ایسا ہی ہو گا معزز دوست۔" شمران نے جواب دیا۔

شانگ تو مطمئن ہو گیا' لیکن تنہائی میں لاگا' شمران اور ان ساتھیوں کے درمیان
جو شمران کے ہمراہ عقابوں کے مسکن سے فرار ہوئے تھے۔ لاگا نے کہا۔

"ہم شانگ کے موضوع پر پہلے ہی بہت سی باتیں کر چکے ہیں لیکن شمران راستے اگر الجھے
ہیں تو جس قدر جلد صاف ہو جائیں' بہتر ہے۔ پہاڑ والے کبھی یہ بات نہ چاہیں گے کہ باہر
کے پہاڑوں پر حکمران ہوں اور یہ شخص چہرے ہی سے مکار نظر آتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے شمران
یہاں پہاڑوں میں اس نے بے مقصد بسیرا کیا ہو گا' اپنا وسیع تر مفاد حاصل کرنے کے لئے اس
نے تجھے کرشانہ کا سردار بنایا ہے اور ایک وقت ایسا آ جائے گا جب یہ تجھ سے تیری سرداری چھین
شاید تجھے قتل ہی کر دے۔"

"ممکن ہے کہ ایسا ہو لاگا' لیکن اب تیرا مشورہ کیا ہے' تو مجھے بے دھڑک بتا......؟"

"میں سمجھتا ہوں اب ہمیں اس سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہئے۔ کرشانہ پر تیری گرفت
ہو چکی ہے' یہاں تو اپنی سرداری مستحکم کر کے اپنے آئندہ کے منصوبے پر غور کر۔ تیرے
میں یہی خیال ہے تاکہ تو عقابوں کا سردار ہو یا پھر کرشانہ پر اکتفا کرے گا......؟"

"نہیں وہ میری زندگی کا سب سے اہم مقصد ہے۔"

"تو پھر اس شخص کا محکوم بن کر تو یہ کام کبھی نہیں کر سکے گا۔ سن' بے شک ہمیں طاقتور
جوانوں کا بندوبست کر کے پہاڑوں میں شانگ کی خواہش کے مطابق پہنچانا ہے' لیکن ان جوانوں
پوری طرح یہ سمجھا دے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ یہ پہاڑوں ہی میں ہمارے مقصد کی تکمیل کریں
"

شمران نے اچنبھے کی نگاہوں سے لاگا کو دیکھا اور بولا۔ "وہ کس طرح......؟"
جواب میں لاگا اسے آہستہ آہستہ اپنے منصوبے کی تفصیل سمجھانے لگا۔

O......O......O

فولان کوہی کے مشیروں نے کمال کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ فولان کی خواہش پر وہ چل پڑے
اور اپنے طور پر معلومات جمع کرتے پھر رہے تھے۔ پھر انہوں نے واپسی میں بہت عرصہ نہ لگایا
فولان کے پاس پہنچ گئے۔ مشیروں کے آنے پر فولان نے انہیں اپنی خلوت میں طلب کر لیا اور
کے کوستے کے اندرونی حصے میں مجلس مشاورت ہوئی۔ فولان نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں
تو ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں فولان' ہندان نے جو اطلاعات فراہم کی ہیں وہ حرف بحرف درست ہیں۔ ان سب کی
معلومات میرے پاس منتقل ہوئی ہیں اور میں تجھے اس بارے میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ بدکار شمران
کے جنگلات میں شکار کھیلنے کے لئے نکلا' لیکن اس نے بوستانہ کی جانب رخ کیا اور بوستانہ
اس نے اپنی بدکاری کے جھنڈے گاڑے۔ ہر چند کہ بوستانہ کا سردار میان لائی کا بھائی تھا'
اسے ایسے ثبوت فراہم ہو گئے جن کی بناء پر اسے پتہ چل گیا کہ عقابوں کا ولی عہد اس تباہی کا
ہے۔ اس نے میان لائی سے رابطہ قائم کرنا چاہا' لیکن میان لائی بھی تسورا چل پڑا تھا۔ پھر
کے جنگل میں میان لائی نے شمران کو گرفتار کیا اور اسے گھوڑے سے باندھ کر واپس لایا اور
انہیں کے مسکن لے گیا۔ اس وقت تسورا میں شکار کھیلنے والی جو ٹولیاں موجود تھیں' انہوں نے
تمام باتوں کی تصدیق کی ہے۔ تسورا کے جنگلات سے لاشیں ہی اٹھائی گئی تھیں سولہ زریوں کی۔"

"تباہی بربادی اب عقابوں کا مقدر ہے' لشکر کو تیار کرو۔ طوفان کی طرح عقابوں پر ٹوٹ پڑو'

ہم اس وقت تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ میاں لائی سے سولازیوں کا بدلہ نہ لے لیا جائے' تیاریاں کرو۔" اور فولان کا لشکر تیار ہونے لگا۔

سولازیہ بہت بڑا قبیلہ نہیں تھا' لیکن نوجوان اپنے سردار کے حکم پر جان دینے کو تیار تھے۔ لشکر تیار ہو گیا اور فولان اپنے بیٹوں کا انتقام لینے کے لئے نکل پڑا۔ وہ تمام اقدامات کئے گئے تھے جو ایسی جنگوں کے لئے کئے جاتے ہیں۔ فولان کے دل میں جو نفرت ابل رہی تھی اس نے اسے دیوانہ کیا ہوا تھا۔ ہندان کو اس نے ساتھ رکھا تھا اور ہندان کی کیفیت بہتر نہیں تھی' اسے کوئی شک نہیں تھا کہ وہ ایک مشکل وقت سے گزرنے والا تھا۔ اب اس کی تقدیر فولان سے وابستہ ہو گئی تھی۔ اگر فتح حاصل ہوئی تو اعزاز ملے گا اور اگر شکست ہوئی تو میاں اسے اور اس کے خاندان کو جیتا نہیں چھوڑے گا' کیونکہ یہ بات میاں کو یقیناً معلوم ہو جائے گی کہ اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ یہ لشکر طوفان برق و باد کی مانند عقابوں کے مسکن کی جانب رواں دواں ہو گیا۔ پھر عقابوں کی سرحد سے کچھ فاصلے پر اس نے قیام کیا۔ فولان جانتا تھا کہ قبیلے اتنے بے خبر نہیں ہوتے کہ ایسے لشکروں کی آمد کا پتہ ہی نہ لگ سکے۔ یہ خبر میاں تک یقیناً پہنچ چکی ہو گی اور فولان کا اندازہ درست ہی نکلا' میاں نے دس قاصد بھیجے تھے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس لشکر کا مقصد کیا ہے۔

قاصدں کا ہمیشہ احترام کیا جاتا تھا' فولان کوہی نے ان قاصدوں کو خوش آمدید کہا اور ان کے سوال کے جواب میں انہیں بتایا۔

"تمہارا سردار میاں لائی ایک قاتل اور مجرم ہے' اس نے سولازیہ کے بہت سے جوانوں کو قتل کیا ہے اور مجرمانہ طور پر اس کی پردہ پوشی کی ہے' لیکن اس کے جرم کا راز فاش ہو گیا ہے۔ اب ہم اس سے انتقام چاہتے ہیں۔ اگر وہ اپنے قبیلے کو موت سے بچانا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اپنے اہل خاندان کے ساتھ فولان کے سامنے پیش کرے۔ اسے گرفتار کر کے اس جرم کی سزا دی جائے گی اور عقابوں کو نیا سردار۔"

یہ خبر میاں لائی تک پہنچی تو میاں لائی چند لمحوں کے لئے گنگ رہ گیا۔ پھر اس کے اندر کی فطری کیفیت ابھر آئی اور اس نے ایک بار پھر مشیروں کو بھیجا' اس نے کہا کہ عقابوں کی سرحد سے دور اور لشکر سے اتنے ہی فاصلے پر جتنا فاصلہ عقابوں کی سرحد اور لشکر کے درمیان ہے' فولان بیس ہی بیس آدمیوں کے ساتھ اس سے ملاقات کرے۔ ادھر سے آنے والے بھی بیس ہی ہوں گے۔ کسی بھی قسم کی بدعہدی نہیں کی جائے گی۔ پہاڑوں میں کچھ قوانین رائج تھے اور میاں کا یہ عمل ان قوانین کی حدود میں ہی تھا۔ چنانچہ فولان نے اسے منظور کر لیا اور سخت نگرانی میں یہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے' جہاں انہیں ملاقات کرنا تھی۔

فولان کوہی نے خونی نگاہوں سے میاں لائی کو دیکھا اور کہا۔ "میاں لائی کیا تو اس بات سے انکار کرتا ہے کہ جو کچھ تیرے قاصدوں کو بتایا گیا' تو نے نہیں کیا......؟"

میاں لائی نے پروقار لہجے میں کہا۔ "پہلے میں نے یہی سوچا تھا سولازیہ کے سردار کہ میں اس بات سے منکر ہو جاؤں گا کہ میں نے یہ عمل نہیں کیا ہے' لیکن میں سچ بولنا چاہتا ہوں' یہ عمل مجھ سے سرزد ہوا اور اس کی وجہ ایک ایسا بدکار نوجوان تھا' جس نے مجھے بھی رسوا کر دیا

کیونکہ وہ میری اولاد نہیں ہے' حقیقت میں وہ میری اولاد نہیں تھا اور میں خود بھی ایک برے شکار رہا ہوں۔ میرے بھائی سمنانہ کی بستی میں بھی اس نے تباہی پھیلائی تھی۔ میں نے اس کا تاوان ادا کیا۔ سولازیہ کے سردار میں تجھے بھی تاوان کی ادائیگی کرنا چاہتا ہوں۔ ورنہ جنگ میں تباہی کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں تاوان ادا کر کے تجھ سے اس جنگ کی تباہ کاریوں سے بچنے کی درخواست کرتا ہوں۔"

فولان نے غرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "عقابوں کے سردار بڑی شرمناک بات ہے کسی سردار کے لئے کہ وہ زندگی بچانے کے لئے تاوان کی ادائیگی کی پیشکش کرے' اگر عقابوں میں لڑنے کی ہمت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے آپ کو ہمارے سامنے پیش کر دیں۔ یہ فیصلہ ہم کریں گے کہ آئندہ کیا کرنا ہے۔"

"میری خواہش ہے فولان کہ جنگ سے گریز کر۔"

"اور میری خواہش ہے میاں لائی کہ تو مجھ سے جنگ کر یا پھر اپنے آپ کو اپنے اہل خاندان سمیت جیسا میں نے تیرے قاصدوں سے کہا میری تحویل میں دے دے۔ روشنی والے کی قسم تیرے پورے خاندان کو میں سولازیہ کی سرحد پر موت کی سزا دوں گا اور وہ بھی اس طرح کہ سولازیہ کے خونخوار کتے تیرے اور تیرے اہل خاندان کے جسم کو جھنجھوڑ کر چبا جائیں گے اور اس کے بعد ان لوگوں کی بچی ہوئی ہڈیاں اپنے بیٹوں کے قدموں میں دفن کر دوں گا تاکہ ان کی روح کو بھی سکون حاصل ہو۔" فولان کوہی نے جواب دیا اور میاں لائی سرد نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے تو بے شک ایسا کرنا' لیکن عقابوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد"...... اور اس کے بعد میاں لائی اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ عقابوں کے مسکن واپس چل پڑا...... فولان نے اپنے لشکر کی جانب قدم بڑھا دیئے تھے۔ اگر کوئی اور معاملہ ہوتا تو شاید فولان بھی اتنا سخت دل نہ ہوتا' لیکن جوان بیٹوں کی موت کے بعد اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا کہ انتقام لے کر دل کی آگ بجھائے یا پھر خود بھی فنا ہو جائے۔

O......O......O

لڑکیاں پریشان ہو گئیں۔ باتو کی ہنسی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی' بمشکل وہ خاموش ہوا تو ... نے کہا۔ "جب تم ہنستے ہو باتو بابا تو ہمیں خوشی ہوتی ہے' کیونکہ ہنسنا خوش ہونے کی علامت ہے' لیکن اس وقت تم کس بات سے خوش ہوئے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا تم ہمیں اس سحر کے بارے میں بتاؤ۔"

"یہ سحر فطرت ہے' میری بچیو!"

"سحر فطرت؟ ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے بابا؟"

"تمہاری ماں کا بھی یہی خیال ہے۔ تمہیں دیکھتے ہوئے اس کی پیشانی کی شکنوں میں جو تحریر ابھرتی ہے' میں اسے بآسانی پڑھ لیتا ہوں۔ اس کا خیال ہے کہ میری صحبت میں تم اپنی نسوانیت کھو بیٹھی ہو۔ تمہارے اندر سے عورت گم ہو چکی ہے۔ میرے سینے میں پلنے والے جذبے اپنی جگہ' لیکن تم سے بھی الفت ہے۔ تمہارے سوا اب میری زندگی میں کیا ہے۔ میں تمہارے لئے وہ

سب کچھ چاہتا ہوں جو شہ بدان چاہتی ہے اور اس کا آغاز ہو چکا ہے۔"

فوہا نے لڑکیوں سے کہا۔ "باتو بابا کی باتیں تمہاری سمجھ میں آ گئیں......؟"

"بالکل نہیں۔" سب نے بیک وقت کہا۔

"سنو فوہا، لڑکیوں کی شادیاں ہوتی ہیں، وہ اپنے پسند کے مردوں کی بیویاں بن جاتی ہیں۔ سحر کے بارے میں تم نے بتایا ہے وہ پسندیدگی کا سحر ہے۔ تم کاشان کو اور شیرایہ افنان کو پسند کرنے لگی ہے، چنانچہ مستقبل میں تمہاری شادیاں ان سے کر دی جائیں گی۔ ویسے بھی دونوں لڑکے بڑے اچھے ہیں اور مجھے بھی پسند ہیں۔"

لڑکیاں حیرت زدہ رہ گئیں۔ غلانہ نے معصومیت سے کہا۔ "اور ہم کیا کریں باتو بابا......؟"

اس سوال پر باتو پھر ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔ "دو اور لڑکے کہیں ملیں گے اور تم بھی سحر فطرت کا شکار ہو جاؤ گی، پھر میں تمہاری شادی ان کے ساتھ کر دوں گا۔"

"اوہ، تب ٹھیک ہے۔" سمانہ نے مطمئن ہو کر کہا۔

ازلان، اس کی بیوی، دونوں بیٹیاں اور دونوں بیٹے، صعوبتوں کی وجہ سے جس کیفیت کا شکار ہو گئے تھے، اب وہ دور ہو گئی تھی۔ یہاں انہیں ہر طرح کا سکھ ملا تھا۔ باتو بہترین حکیم تھا، اس نے دونوں بھائیوں کے زخموں کا علاج کیا تھا اور ان کے زخم ٹھیک ہوتے جا رہے تھے۔ ان کا رواں رواں ان بے لوث میزبانوں کا احسان مند تھا، جنہوں نے انہیں موت کی قربت سے کھینچ لیا تھا۔ ازلان نے اپنی بیوی سے کہا۔

"روشنی والے کے فرستادوں کے بارے میں کسی برے انداز میں سوچنا گناہ ہے، لیکن تمہیں ان پر حیرت نہیں ہوتی؟"

"بے پناہ......!" ازلان کی بیوی نے جواب دیا۔

"ویران جنگل، یہ پہاڑی غار، ان میں بھرے ہوئے اجناس اور قیمتی اشیاء کے انبار، یہ سب کیا ہے؟"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا......"

"باتو کہتا ہے کہ وہ باگ کے رہنے والے ہیں، مگر وہ اپنی بستی کیوں نہیں جاتے؟"

"ممکن ہے اپنی بستی سے بددل ہو گئے ہوں۔ کسی نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا ہو اور انہوں نے یہ ویرانے اپنائے ہوں۔"

"ہاں یہ ممکن ہے!"

"کبھی بتایا نہیں اس بارے میں۔"

"نہیں، مجھے پوچھنے کی جرأت بھی نہیں ہوئی۔"

باتو نے لڑکیوں سے کہا۔ "ہم بہت دن سے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچھ کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟"

"یہ فیصلہ ہمیشہ تم کرتے ہو باتو بابا۔" فوہا نے کہا۔

"باگ میں خوشحالی کا دور دورہ ہے۔ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے تسلی بخش ہے۔ البتہ میں تبدیلی کرنا چاہتا ہوں۔ باگ کے جوان فنون حرب میں ماہر ہو گئے ہیں اور وہ ایک جنگجو قبیلہ

چنانچہ وہ ہر طرح اپنا تحفظ کر سکتے ہیں۔ اب انہیں زراعت کی طرف توجہ دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ فوہا کیا تم اس اجڑے ہوئے خاندان کی مدد نہیں کرو گی؟"

"میرا دل چاہتا ہے باتو بابا کہ ان کے لئے کچھ کیا جائے۔"

"لیکن کیا......؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔"

"میں نے ان کے لئے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ ابھی تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا، لیکن بہت جلد۔ اس سے قبل ہمیں باگ چلنا ہے اور یہاں واپسی سے قبل کچھ بستیوں میں بھی کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن کیا تم انہیں بھی باگ لے چلو گے۔"

"نہیں۔" باتو نے جواب دیا۔ پھر اس نے ازلان سے کہا۔ "تمہارے بیٹے اب تندرست ہیں، ازلان سہارے کے بغیر چل سکتا ہے، چنانچہ ازلان تمہیں کچھ وقت ہمارے بغیر گزارنا ہو گا۔"

"میں حاضر ہوں۔ مگر میں کچھ سمجھا نہیں؟"

"میں اپنی بچیوں کے ساتھ باگ جا رہا ہوں۔ واپسی میں بہت سے دن لگ جائیں گے۔ اس دوران تم یہاں قیام کرو گے کچھ ہدایتیں تمہارے لئے ضروری ہیں۔ ہماری غیر موجودگی میں تمہیں احتیاط رکھنی ہے۔ اپنے بچوں کو کہیں دور نہ جانے دینا۔ زیادہ وقت غار میں گزارنا تاکہ کسی کو تمہاری موجودگی کا پتہ نہ چل سکے۔"

"ایسا ہی ہو گا باتو...... لیکن......؟" ازلان نے کہا۔

"ہاں کہو، کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"ہم اپنے مستقبل کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ تم نے ہم پر جو احسانات کئے ہیں ہم ان کا بدلہ کبھی نہیں دے سکیں گے، لیکن ہمیں احساس ہے کہ ہم بہت وقت یہاں گزار چکے ہیں۔"

"مستقبل کے لئے تمہارے ذہن میں کوئی تصور ہے......؟"

"نہیں، لیکن ہمیں اپنا کوئی ٹھکانہ تو بنانا ہو گا۔"

"ضروری نہیں، سنو ازلان میں نے تمہیں اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا ہے۔ تم ہم پر بار نہیں ہو۔ ہم نے تمہیں خوشدلی سے اپنے ساتھ رکھا ہے، اجنبی بن کر نہ سوچو مستقبل کے فیصلے مل کر کئے جائیں گے۔"

باتو لڑکیوں کے ساتھ چل پڑا۔ باگ میں اس کے داخلے پر جشن کا سماں ہوتا تھا۔ باگ والے اسے اپنا نجات دہندہ کہتے تھے۔ اب بھی ایسا ہی ہوا۔ باتو نے دوسرے دن نوجوانوں کو طلب کر لیا اور ان سے اس نے کہا۔

"باگ اب ناقابل تسخیر بن چکا ہے۔ میں تمہاری کارکردگی سے بہت خوش ہوں۔ اب میری خواہش ہے کہ تم باگ کو اناج اور پھلوں کی بستی بنا دو۔ اس کے اطراف میں باغ لہلہائیں اور ان کے ساتھ بھرے بھرے کھیت ایسے ہوں کہ کہیں ان کا تصور نہ کیا جا سکے۔ کیا تم ایسا کر سکو گے؟"

"ہم تیرے ہر حکم کی تعمیل کریں گے، نجات دہندہ......!" نوجوانوں نے جواب دیا۔

دوسرے دن ہی دن بستی خالی ہو گئی۔ جوان بوڑھے یہاں تک کہ بیشمار عورتیں اوزار لے

کر زمینوں کو سنوارنے نکل پڑے۔ جومایہ نے ہنستے ہوئے سلابہ سے کہا۔ "باگ کا اصل سرمایہ ہے۔"

"میں اسے ضرور قتل کردوں گی۔ اس سے زیادہ اسے زندگی نہیں ملنی چاہئے۔" شہ بدان نے کہا۔

"تو پاگل ہے، اسے کوئی نقصان پہنچا تو بستی کے لوگ ہمیں زندہ دفن کردیں گے۔ ہمارے لئے موت نہ بن۔"

"اس نے میری بچیاں مجھ سے چھین لی ہیں۔"

"صرف ماں بن کر نہ سوچ، لڑکیاں اگر خوددار نہ ہوتیں تو یہ سب کچھ کبھی نہ ہوتا جو ہوا ہے۔"

"لیکن میں کیا کروں...... میری بچیاں مجھ سے اتنی دور ہوگئی ہیں کہ اب مجھے ان کی صورتیں یاد کرنی پڑتی ہیں۔"

"اس کا کوئی حل نکل آئے گا لیکن خبردار اپنی ممتا سے مجبور ہو کر کوئی دیوانگی نہ کر بیٹھنا۔" سلابہ نے اسے سمجھایا۔

O......O......O

فوہا نے شیرایہ سے کہا۔ "تجھے افنان یاد آتا ہے......؟"

"ہاں، میں اس کے لئے پریشان ہوں۔"

"اوہ، میں سمجھی تھی کہ شاید یہ الجھن صرف مجھے لاحق ہے، مگر میں کاشان کو یاد کرتی ہوں۔ اس سے قبل ہم نے کبھی کسی کو یاد نہیں کیا تھا، اب ایسا ہر روز ہوتا ہے۔ غلمانہ اور سمنانہ کیا تمہیں بھی وہ دونوں یاد آتے ہیں؟"

"بالکل نہیں۔" دونوں معصومیت سے بولیں۔

"تب پھر ہم دونوں ہی اس کے سحر کا شکار ہوئے ہیں۔ کیا نام بتایا تھا باتو بابا نے اس سحر کا؟"

"سحر فطرت۔" شیرایہ نے بتایا۔

"ہاں اور یہ سحر اس وقت کارگر ہوتا ہے جب کوئی کسی کو چھوئے، وہ گرنے لگے تو اسے سنبھالے رکھے، عجیب سحر ہے......!"

"ہم لوگوں کو احتیاط رکھنی ہوگی۔" غلمانہ نے سمنانہ کو ہوشیار کیا۔

باتو نے اپنے گھوڑے پہ سوار ہو کر شہ بدان، جومایہ اور سلابہ سے کہا۔ "اس بار ہماری واپسی کا عرصہ بہت طویل ہوسکتا ہے۔ کوئی فکر نہ کرنا باگ کے جوان ان زمینوں کو سونے کا بنا دیں گے، مجھے یقین ہے۔ میں چاہتا ہوں اب ان کارروائیوں سے گریز کروں جو کرتا رہا ہوں۔ اس جنگجو قبیلے کو اب خود پر انحصار کرنا ہوگا۔" پھر ان کے گھوڑے اپنے مسکن کی سمت دوڑنے لگے۔ فوہا اور شیرایہ سب سے آگے تھیں اور اپنے گھوڑوں کی رفتار سے مطمئن نظر آتی تھیں۔ ... مسکرا رہا تھا، تب وہ پہاڑوں میں داخل ہوگئے۔ یہاں ازلان باتو کی ہدایت پر پوری طرح عمل پیرا تھا۔ باتو نے ازلان سے کہا۔

"ابھی تمہیں یہی طریقہ کار اختیار کرنا ہے، کیونکہ ہمیں فوراً واپس جانا ہے، ہم یہ جائزہ

لیں گے کہ تم اپنی بہتر نگہداشت کررہے ہو یا نہیں۔"

"ہم تمہاری ہدایات سے سرمو انحراف نہیں کریں گے......!" لڑکیاں باتو کے حکم کو اپنے وجود کا مصرف سمجھتی تھیں۔ انہیں اس کی ہدایت کائنات کی ہر شے سے زیادہ عزیز تھی، چنانچہ باتو نے دوبارہ سفر کا آغاز کردیا۔ پہاڑوں میں پانچ خونریزوں کی خونریزی کچھ عرصہ کے لئے رکی ہوئی تھی۔ اس بار رخ بیشک بدلا ہوا تھا، لیکن کہانیاں مختلف نہیں تھیں۔ ظالموں کو نشانہ بنایا جاتا تھا یا انہیں جو خراج کی ادائیگی سے گریز کرتے۔ باتو نے جب پہاڑوں کا رخ کیا تو اس کے ساتھ گھوڑوں کا ایک لشکر عظیم تھا، جس میں سازوسامان کے انبار لدے ہوئے تھے۔ توانا جوانوں نے خوشی کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ اور عام ذخائر پہاڑوں میں منتقل کئے۔ شیرایہ نے ہنس کر افنان سے کہا۔

"تم بالکل تندرست ہوگئے ہاں ذرا یہ تو بتاؤ کیا تم مجھے یاد کرتے تھے؟"

"ہاں شیرایہ، میں تمہارے بغیر ایک رات بھی سکون سے نہ سو سکا۔"

"عجیب بات ہے، بہت عجیب۔ گویا ساحر خود بھی اپنے سحر کا شکار ہوجاتا ہے۔"

بالآخر باتو نے تمام تیاریاں مکمل کرلیں۔ پھر اس نے ازلان سے کہا۔ "اور اب ہم میسرہ کی طرف سفر کریں گے۔ ممکن ہے تمہاری بستی دوبارہ آباد ہوگئی ہو۔ اگر وہ غیر آباد بھی ہوئی تو ہم اسے آباد کریں گے اور اسے دوبارہ خوشنما بنائیں گے۔"

"آہ کیا سیگارو ایسا ہونے دے گا......؟" ازلان نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیگارو کا برا وقت آچکا ہے، جس طرح اس نے میسرہ کو برباد کیا ہے اسی طرح تشماش پر بھی تباہی نازل ہوگی۔ سرکشوں کو قتل کردیا جائے گا اور جو ہتھیار ڈال دیں گے انہیں غلام بنالیا جائے گا۔ غلاموں میں خود سیگارو بھی شامل ہوگا میرا وعدہ ہے۔"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ کیا باگ کا لشکر ہماری مدد کرے گا؟"

"ہاں، باگ کا لشکر تمہارے ساتھ ہے اور یہ ایک دلچسپ جنگ ہوگی۔ ایسی انوکھی کہ اسے برسوں یاد کیا جائے گا......!" باتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں خون کی سرخی پھیل گئی تھی اور چہرہ مسرت سے سرشار نظر آرہا تھا۔ خون بہانے کا ایک بہترین موقع نصیب ہوا تھا اور یہی اس کا مسلک تھا۔

فوہا اور دوسری لڑکیوں نے اپنے جنگی لباس پہن لئے۔ اس غار میں بھی سازوسامان کے انبار تھے جو گھوڑوں پر بار کردیئے گئے۔ ازلان، کاشان اور افنان بھی آتشیں ہتھیاروں سے لیس تھے۔ بزلہ اور ازلان کی بیوی کے لئے پر آسائش سفر کا انتظام کیا گیا تھا۔ بے پناہ گھوڑے سامان سے لدے ہوئے تھے۔ پھر پہاڑ چھوڑ دیئے گئے۔

بزلہ نے دوران سفر غلمانہ سے کہا۔ "تم لوگوں کو اس شکل میں دیکھ کر دل میں دو احساس ابھرتے ہیں۔"

"کیا......؟" غلمانہ نے مسکرا کر پوچھا۔

"اس لباس میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ تم لڑکی ہو یا کوئی پرکشش نوجوان لڑکا۔ آرزو پیدا ہوتی ہے کاش تم لڑکے ہوتے۔"

"تو کیا ہوتا......؟" غلمانہ نے معصومیت سے پوچھا۔
"تمہارے اوپر مرمٹا جاتا۔ تمہارے عشق میں زندگی قربان کردی جاتی۔ تم اتنی
خوبصورت ہو؟"
"مرمٹا جاتا۔ عشق میں زندگی قربان کردی جاتی۔ میں تمہاری باتیں نہیں سمجھ سکی برزلہ۔"
"تم نے کبھی محبت کی ہے؟"
"پتہ نہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں باتو بابا کے حکم سے کرتے ہیں محبت کے بارے میں باتو بابا
نے ہمیں کچھ نہیں بتایا۔" غلمانہ نے کہا "تم مجھے محبت کے بارے میں بتاؤ......"
اور برزلہ اسے انوکھی کہانیاں سنانے لگی۔ غلمانہ بڑی دلچسپی سے یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ پھر
وہ چونک کر بولی۔ "روشنی والے کی قسم میں سمجھ گئی تم نے ایک مشکل مسئلہ حل کردیا۔ اچھا یہ بتاؤ
محبت کرنے سے پہلے اس نوجوان کو زور سے دھکا دیا جاتا ہے جب وہ گرنے لگے تو اسے سنبھالا
جاتا ہے اور محبت کرلی جاتی ہے۔ اوہ برزلہ فوہا اور شیرابیہ محبت کرچکی ہیں لیکن انہیں اس بارے میں
کچھ معلوم نہیں ہے۔ سنو تم انہیں کچھ نہ بتانا میں ان پر انکشاف کروں گی کہ اصل معاملہ کیا
ہے۔" غلمانہ پرجوش لہجے میں بولی۔
"نہ جانے تم کیا کہہ رہی ہو......؟"
"شیرابیہ اور فوہا نے کاشان اور افنان سے محبت کرلی ہے۔" غلمانہ نے کہا اور ان کی کہانی
سنانے لگی۔ برزلہ بہت خوش ہوئی تھی اس نے کہا۔ "ہاں میرے بھائی اتنے ہی خوبصورت ہیں۔"
"کاش تمہارے دو بھائی اور ہوتے؟"
"تو پھر......؟"
"میں اور سمانہ بھی محبت کرلیتے۔ ویسے تم بتاؤ ایک نوجوان سے ایک لڑکی ہی محبت کرتی
ہے نا......" برزلہ نے غلمانہ کی باتوں پر خوب قہقہے لگائے۔ پھر بولی۔ "دوسرا احساس میرے دل میں
یہ ابھرتا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح دلیر اور جنگجو ہوتی۔ تم سب اس لباس اور اس انداز میں بڑی
پیاری لگتی ہو۔" غلمانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ محبت کے بارے میں غور کرنے لگی تھی۔
ازلان راستوں کا تعین کررہا تھا اور باتو کو بتاتا جارہا تھا کہ وہ فرار ہوکر کون سے راستوں سے
گزرا ہے۔ سفر کی چوتھی صبح انہیں پہاڑی ڈھلانوں سے اترتے ہوئے چار قبیلوں کے مشترکہ
محافظوں کی ایک ٹولی نظر آئی۔ جو نیچے ایک درے کے موڑ سے اچانک نمودار ہوئی تھی۔ یہ لوگ
ڈھلان سے اتنے نیچے اتر چکے تھے کہ واپس جاکر روپوش بھی نہیں ہوسکتے تھے۔ ادھر یہ محافظ بھی
پچیس افراد پر مشتمل سازو سامان سے لدے ہوئے گھوڑوں کی یہ فوج دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے
تھے۔ اس موقع پر باتو بھی گھبرا گیا تھا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ چاروں لڑکیوں نے ایک مشترکہ
منصوبے کے تحت خود کو گھوڑوں کی پشت پر لیٹ کر چھپالیا اور پھر فوراً ہی اپنے گھوڑوں کو سا
سامان سے لدے ہوئے گھوڑوں کے درمیان چھپالیا اس طرح کہ وہ بھی سامان بردار گھوڑے
محسوس ہوں۔ باتو جو گھبرا گیا تھا لڑکیوں کی اس حکمت عملی سے شیر ہوگیا اور آگے کا منصوبہ فوراً
اس کی سمجھ میں آگیا۔ ازلان کا چہرہ بھی اتر گیا تھا۔ اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "نہ جانے یہ کون
ہیں۔ ان کے تیور اچھے نہیں لگتے۔"

"تم میرے قریب آجاؤ۔ کاشان اور افنان کو ساتھ لے لو اور تینوں عورتوں کو اپنے قریب
…۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ آس پاس کی بستی کونسی ہے؟"
"یہاں سے مشرقی سمت لیکن بہت فاصلے پر بستی تیراہ ہے جس کا سردار سانوس ہے اور اس
کے......بلادہ ہے۔" ازلان نے جواب دیا۔
"بس ٹھیک ہے مجھے ان سے باتیں کرنے دینا۔" باتو نے کہا۔ کاشان اور افنان نے اس
عمل کیا پھر کاشان چونک کر بولا۔ "ارے فوہا وغیرہ کہاں گئیں؟"
"انہیں بھول جاؤ۔ اطمینان سے نیچے اترتے رہو۔" سب نے ایسا ہی کیا۔ نیچے رک کر
… کرنے والے اپنے ہتھیاروں کو سنبھالے تیز نگاہوں سے انہیں گھور رہے تھے۔ باتو سب سے
… تھا۔ پھر یہ لوگ ان کے قریب پہنچ گئے۔ ایک قوی ہیکل شخص آگے آگیا اور اس نے کڑی
… سے انہیں گھور کر کہا۔
"تم لوگ کون ہو اور اس عظیم سازو سامان کے ساتھ کہاں جارہے ہو؟"
"روشنی والے کا نام اونچا۔ ہم باگ کے رہنے والے ہیں میرا نام دایان ہے میں باگ کا
ہوں اور نقل مکانی کرکے تیراہ جارہا ہوں تاکہ وہاں اپنے اہل خاندان کے ہمراہ بود و باش
رکھوں۔ سردار سانوس نے مجھے اس کی اجازت دی ہے وہ میرے دوستوں میں سے ہے۔"
"یہ سب سامان تمہارا ہے۔"
"ہاں ہم دونوں بھائیوں کا ہے ہم تمام عمر کی اساس لیکر جارہے ہیں مگر تم کون ہو
......"
"ہمارا تعلق مختلف بستیوں سے ہے مگر ہم جنوبی بستیوں کے رہنے والے ہیں مختلف قبیلوں
کے … جنہیں آبادیوں میں تباہ کاری مچانے والے ڈاکوؤں کی خبرگیری کے لیے بھیجا گیا ہے۔ ہم
بھٹک کر ادھر آگئے ہیں اور ان آبادیوں کے بارے میں نہیں جانتے۔"
"ان ڈھلانوں کو عبور کرکے اوپر چلے جاؤ۔ وہاں سے بائیں سمت اختیار کرنا تم باگ پہنچ جاؤ
… سے تمہاری رہنمائی کردی جائیگی......"
قوی ہیکل شخص نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر خباثت پھیلنے لگی تھی۔
… لوگ بھی مسکرانے لگے۔ پھر اس شخص نے کہا۔
"عظیم باغہ۔ اس رہنمائی کا شکریہ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں تمہاری کچھ اور مدد بھی
… ہے۔"
"بتاؤ۔" باتو نے پوچھا۔
"ہمارے پاس خوراک ختم ہوچکی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا تعلق ایسی چار بستیوں سے ہے
… ظالم ڈاکو لوٹ مار کرچکے ہیں چنانچہ وہاں بھی فقروفاقے کا دور دورہ ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ
… عظیم سرمایہ دیکر ان نادار بستیوں کی کفالت کرو۔"
"گویا تم ہم سے ہمارا مال و اسباب چھیننا چاہتے ہو۔"
"بہتر ہے کہ ہمیں اس کا موقع نہ دو۔"
"حالانکہ تم ڈاکوؤں کی خبرگیری کیلئے نکلے ہو۔ لیکن خود ہم کمزوروں کا اسباب لوٹنا چاہتے

ہو۔"

"یہ مجبوری ہے باغو۔" خبیث شخص نے کہا۔

"اگر ہم اس سے انکار کریں تو......؟"

"تو تمہاری داستان انہیں پہاڑوں میں ختم ہو جائیگی۔"

"تب تو ہم بھی مجبور ہیں۔" باتو نے افسردگی سے کہا۔ اور اچانک دونوں ہاتھ بلند کر دیئے
چار وحشت ناک چیخیں ابھریں۔ پانچویں چیخ باتو کی تھی جس نے ہیجان خیز لہجے میں کہا۔ "جھک کر
اپنے گھوڑوں کی پشت سے چمٹ جاؤ۔" ہیبت ناک نسوانی چیخوں کے ساتھ ہی چار گھوڑے
گھوڑوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھے اور دھائیں دھائیں کی آوازوں سے فضاء گونج اٹھی۔
سے پہلے وہی خبیث شکار ہوئے تھے جن کی نیت سامان دیکھ کر خراب ہو گئی تھی۔ دوسرے
بھی نہ پائے تھے کہ باتو نے خود بھی ان پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ اور اس کا ساتھ کاشان
افنان نے بھی دیا۔ ازلان دم بخود رہ گیا تھا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ لڑکیاں ان
میں گھس گئی تھیں اور گولیاں چلنا بند ہو گئی تھیں لیکن اب وہ کلہاڑوں اور خاص طرح کے
لکڑیوں سے جنگ کر رہی تھیں۔ دوسری طرف کے گھوڑوں کی نشستیں تیزی سے خالی ہو
تھیں۔ کاشان اور افنان بھی گھوڑوں سے کود گئے اور لڑکیوں کا ساتھ دینے لگے۔ کچھ گھڑسوار
نے فرار کی کوشش کی تو باتو نے انہیں نشانہ بنالیا۔ اور چشم زدن میں میدان صاف ہو گیا۔
میں دور تک بکھرے ہوئے پتھر لالہ زار ہو گئے تھے۔ مڑی تڑی لاشیں اور کچھ دم توڑتے زخمی
آخری ہچکیاں لے رہے تھے۔ پھر ان کی کراہیں بھی خاموش ہو گئیں اور فضاء میں ایک ہیبت
سکوت طاری ہو گیا۔ اونچے اونچے پہاڑ خوفزدہ نگاہوں سے اس خونی منظر کو دیکھ رہے تھے۔

باتو گھوڑے سے اتر گیا اور اس نے کہا۔ "احتیاط سے ان گھوڑوں کو قبضے میں لے لو
مرنے والوں کے اس عطیے کا شکر گزار ہونا چاہئے وہ ان کے ہتھیار بھی جوں کے توں ہیں۔
اور افنان۔ تم میرے ساتھ آکر ہتھیار سمیٹو۔ ہمیں ابھی ایسے اور بہت سے ہمدردوں کی ضرورت
ہے جو میسرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے عطیات دیں۔"

ازلان نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا۔ "آہ یہ لڑکیاں کس قدر
ہیں اچانک ہی انہوں نے ایک نئی شکل اختیار کر لی ہے۔"

"وہ کس قدر چالاک بھی ہیں بابا۔ انہوں نے اس طرح اپنے آپ کو گھوڑوں پر جما
خود بھی گھوڑوں پر لدا ساز و سامان محسوس ہوں؟" شاہانے کہا۔

"وہ لوگ بچ سکتے تھے جن کی نیت لوٹ مار کی نہ تھی۔ مگر وہ بھی شکار ہو گئے۔" ازلان کی
بیوی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میسرہ کی تقدیر کے ستارے گردش سے نکل آئے ہیں۔ کیونکہ یہ
ہمارے دوست ہیں۔" ازلان کی آواز خوشی سے لرز رہی تھی۔ "نوبا اور باقی بہنیں اپنے کام
تھیں۔ تمام گھوڑے پکڑ لئے گئے لیکن انہیں خالی نہ رکھا گیا جن گھوڑوں پر زیادہ سامان
سامان ان پر منتقل کر دیا گیا اور کچھ دیر کے بعد آگے کا سفر شروع ہو گیا۔

O......O......O

لاگا شمران کا حقیقی دست راست تھا وہی سب کچھ کر رہا تھا ایک ایک جوان کو چھانٹ چھانٹ
کر منتخب کیا تھا۔ پھر انہیں خفیہ طور پر سمجھایا تھا کہ ان کا اصل کام کیا ہے۔ اس نے انہیں
کہ پہاڑ پار کے لوگ در پردہ کرشانہ پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں ان
سے نجات حاصل نہ کی تو وہ انہیں غلام بنالیں گے۔ پھر ان کی عورتیں بھی ان کی خدمت گاری
پر مجبور ہو جائیں گی۔ لاگا نے چالاکی سے ان بوڑھوں کو بھی اپنا ہمنوا بنالیا جو کرشانہ میں
ہونے والی بیہودگیوں سے سخت نالاں تھے۔ اس نے دل سوزی سے کہا۔

"آپ لوگوں نے ہمیں برا قرار دیا ہے لیکن آپ نہیں جانتے کہ ہم نے کتنا صبر کیا ہے۔
اجنبی پہاڑی حصار توڑ کر داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنا مقام بنالیا لیکن کرشانہ کے سابق
کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کیا ہماری صدیوں کی روایت نہیں ہے کہ ہم آپس میں جو بھی کریں
غیروں کو اپنے درمیان نہ آنے دیں۔ مگر وہ آگئے ہیں ہم صرف پانچ تھے اور وہ بیشمار۔ تب ہم
چالاکی سے کام لیا اور بظاہر ان کے ساتھی بن گئے ایسا نہ کرتے تو کبھی ان سے نجات حاصل نہ
ہم یہاں آئے اور آپ لوگوں کو ناکارہ سردار سے نجات دلائی۔ ہاں کچھ ایسے کام بھی کرنے
جو صرف گورے اجنبیوں کو خوش کرنے کے لئے تھے۔ جیسے عرق انگور کا استعمال۔ مگر وہ صرف
تھی اور اب ہم ان پر ضرب لگانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ہمیں آپ کی مدد درکار ہے؟"

کرشانہ کے بزرگ شرمسار ہو گئے کچھ نے کہا۔ "آہ ہم واقعی یہ حقیقت نہ سمجھ پائے تھے
اب ہم شرمندہ ہیں۔ ذہین جوانوں ہمیں یقین ہے کہ تم پہاڑوں کی تقدیر نہ بگڑنے دوگے۔ ہم
تمہارے ساتھ ہیں۔" یوں ساٹھ افراد تیار کئے گئے جن میں شمران نے اپنے دو ساتھی بھی
کر دیئے جن کے شانوں پر بھاری ذمہ داری ڈالی گئی تھی۔ ان سے کہا گیا تھا کہ پہاڑوں میں
تمام جگہوں پر نظر رکھیں جہاں سے ضرورت کے وقت شانگ کے آدمیوں سے مقابلہ کر سکیں
کے علاوہ سب سے اہم ذمہ داری انہیں یہ سونپی گئی تھی کہ وہ شانگ کے ہتھیاروں کے ذخائر پر
رکھیں تاکہ شانگ انہیں کرشانہ والوں کے خلاف استعمال نہ کر سکے۔ ہر طرح کی ذمہ داریاں
کرنے کے بعد یہ گروہ اس چٹانی دیوار کی جانب روانہ ہو گیا جہاں شانگ کا مسکن تھا۔

شانگ اور اس کے ساتھیوں نے اس گروہ کو خوش دلی سے خوش آمدید کہا تھا شانگ نے
لوگوں سے کہا۔

"تم نے دیکھا میرا جادو کس طرح سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ کرشانہ کا بیوقوف نوجوان میرے
کو اپنے ایمان کا درجہ دیتا ہے اب کام کی رفتار تیز ہو جانی چاہئے کیونکہ ہمیں مضبوط اور
جوانوں کا سہارا مل گیا ہے۔" شانگ کا نظریہ شاید کچھ تبدیل ہو گیا تھا اور وہ یہ محسوس کر رہا
منصوبے کو لیکر وہ پہاڑوں میں داخل ہوا تھا اس کی تکمیل اس طرح ممکن نہیں، ہاں یہ
ہے کہ مستقبل میں نئے طریقہ کار اختیار کر کے وہ زیادہ قوت حاصل کرے اور بھاری اور
جوانوں کا سہارا لیکر اپنے اس کام کا آغاز کرے۔ لیکن جس طرح اس نے یہ موجودہ آغاز کیا
تسلی بخش تھا اور اس کا یہ منصوبہ ناکام رہا تھا۔ جن جوانوں کو کرشانہ سے یہاں بھیجا گیا تھا
پوری طرح سمجھنے کے بعد یہاں تک آئے تھے۔ یو آن لی ان کے درمیان رابطے کا ذریعہ
نے انہیں ہدایات دی تھیں کہ انہیں یہاں کیا کرنا ہے۔

کرشانہ کا ہر جوان حیرت انگیز طریقے سے اپنے نئے سردار کے منصوبے کی تکمیل کیلئے
اور شانگ کو ایک بار پھر خوشیاں حاصل ہوگئی تھیں کیونکہ وہ جس بنیاد پر کام کر رہا تھا اس کے
اسے نظر آنے لگے تھے۔ گرتی دیوار کو سہارا مل گیا تھا اور شانگ نے اپنے انتہائی اہم
اپنے نئے منصوبے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تھا۔

"قیمتی معدنیات کے انبار لیکر ہمیں ایک بار پھر مہذب آبادیوں کی جانب سفر کرنا پڑے گا
معدنیات کے ذریعے ہم دولت حاصل کریں گے اور پھر وہیں رک کر ایسے لاتعداد افراد
بنائیں گے جو یہاں زیادہ موثر اور کار آمد طریقے سے اپنے فرائض سرانجام دے سکے۔ شاید
مملکت ضرور تعمیر ہوگی لیکن یوں لگتا ہے کہ اس کے لئے طویل وقت درکار ہے لیکن میرے ساتھ
بدل نہ ہوتا' بالآخر ایک دن یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔ اور یہ جوان جو کرشانہ سے آئے
نہایت سخت جان ہیں اور خوب محنت سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اور جوانوں کی ضرورت
ہوگی.......؟"

شانگ کو اس کیلئے کرشانہ جاکر دوبارہ شمران کو ہدایت دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی
ایک دن اس کے خاص آدمی نے بتایا "کرشانہ کے تقریباً سو جوان شمران کی رہنمائی میں ادھر آ رہے
ہیں......." شانگ نے پُر مسرت انداز میں کہا۔

"یقیناً یہ دوسرا گروپ ہوگا جسے شمران خود لے کر یہاں آرہا ہے۔ آؤ اس کا استقبال
کریں۔" اور شانگ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑوں کی بلندیوں سے اتر آیا۔

شمران سب سے آگے آگے اپنے گھوڑے پر سوار تھا یو آن لی شانگ کے قریب موجود تھا
تمام ہی افراد جو شانگ کے خاص خاص آدمی تھے۔ شمران کے استقبال کیلئے تیار تھے شمران
ساتھ شانگ کے سامنے گھوڑے سے اتر گیا اور اس نے یو آن لی کو پکارا۔ یو آن لی سامنے آیا
شمران نے اس سے کہا۔

"میرے بہترین دوست اور ہمارے رہنما شانگ کو میرا پیغام دو کہ طاقتور جوانوں کی نئی کھیپ
تحفے کے طور پر میں خود لے کر آیا ہوں اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے جو جوان بھیجے گئے
شانگ کی توقع کے مطابق کام کر رہے ہیں۔" یو آن لی نے ترجمہ کیا اور شانگ مسکرا کر بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کرشانہ کے سردار کہ تیری اور میری دوستی مضبوط سے مضبوط
تر ہوتی جارہی ہے اور وہ وقت دور نہیں ہے جب میں پہاڑوں میں تیرے نام کا ڈنکا بجوا دوں گا
لوگ تجھے ایک طاقتور سردار کی حیثیت دیں گے۔ وہ لوگ بالکل ٹھیک کام کر رہے ہیں اور میں
سوچ ہی رہا تھا کہ کچھ اور لوگوں کے لئے تیرے پاس پیغام بھجواؤں......."

شمران نے ایک ہیبت ناک قہقہہ لگایا اور بولا۔ "لیکن عظیم شانگ پہاڑوں میں ایک عجیب
غریب روایت ہے اور وہ روایت یہ ہے کہ ہم بیرونی دنیا کے لوگوں کو قبول نہیں کرتے۔ ہم
مسائل کا شکار ہوں' کتنی ہی مشکلات میں گرفتار ہوں لیکن اگر پہاڑ پار کے لوگ ہمارے
آجائیں تو ہم اپنے مسائل بھول کر ان پہاڑوں کو ان سے پاک کرنے میں مصروف ہو جاتے
اس میں کوئی شک نہیں عظیم شانگ کہ تو نے کرشانہ کی سرداری مجھے دلانے میں ایک نمایاں
ادا کیا ہے۔ لیکن ہم میں سے کوئی اپنی روایت سے منحرف ہونے کو تیار نہیں ہے۔"

یو آن لی شمران کے الفاظ کا ترجمہ کرتا جارہا تھا اور شانگ کے انداز میں تبدیلیاں پیدا ہوتی
نہیں نہ جانے کیوں اسے ایک لمحے میں یہ احساس ہوا تھا کہ شمران کے لہجے میں مکاری ہے
ہی نہیں
پھر اس نے یو آن لی کی مدد سے کہا۔

"تیری بات میری سمجھ میں نہیں آئی شمران۔"

شمران نے جواب دیا۔ "اصل میں شانگ پہاڑ پار کے لوگوں میں مکاری کی صفت ضرورت
زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن انسان یہاں بھی بستے ہیں اپنے تحفظ کیلئے سب کچھ کرنا جانتے ہیں۔ میں
اپنی فطرت کے خلاف پہاڑوں کی اس روایت کے لئے کام کرتا ہوں اور جو کام کیا ہے وہ ایک
میں تیری نگاہوں کے سامنے آجائیگا۔" شمران نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ بھرا مار کر
اور اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ یہ ایک بڑی سچائی تھی کہ شانگ جیسا شاطر شمران کے
ہاتھوں مات کھا گیا تھا۔ یہ لوگ تو ہتھیار لیکر بھی نہیں آئے تھے کہ کم از کم مدافعت ہی میں کچھ
سکتے' نا ہی ان کی جسمانی قوتیں پہاڑ والوں کے برابر تھیں جبکہ پہاڑی جوان مسلح ہو کر بھی آئے
شانگ کے ساتھیوں کی تکا بوٹی ہوگئی۔ شمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یو آن لی کو محفوظ
رکھا جائے اور چند افراد یو آن لی کو گھسیٹ کر ایک جانب لے گئے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر
ایک جانب ڈال دیا۔ عقب سے شمران کے وہ تمام ساتھی اپنا کام شروع کر چکے تھے جو لوگ
یہ طور پر استقبال کیلئے آنے سے باز رہ گئے تھے انہیں ان کی جگہوں پر ختم کر دیا گیا تھا باقی وہ
سو تیرہ افراد تھے جن کا تعلق شانگ سے نہیں تھا لیکن یہ بھی شمران کی ذہانت تھی کہ ان لوگوں
نقصان نہیں پہنچایا گیا تھا۔ شانگ کو پتھروں سے کچل کچل کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ آخری وقت
چیختا رہا تھا کہ میں ان پہاڑوں کا شہنشاہ ہوں۔ میں یہاں اپنی مملکت قائم کروں گا' یہاں میری
حکومت قائم ہوگی اور اس کے بعد اس کی آواز ویرانوں میں گم ہوگئی تھی۔ شانگ کے تمام ساتھیوں
لاشیں بری حالت میں پڑی ہوئی تھیں اور شمران ہنس رہا تھا۔ پھر اس نے چاروں طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"ہم پہاڑ والے باہر کے لوگوں کو کبھی قبول نہیں کرتے۔ یو آن لی ان لوگوں کو بلاؤ' جو شانگ
کے قیدی ہیں اور مجھ سے زیادہ کون یہ بات جان سکتا ہے کہ یہ لوگ بھی شانگ کے ہاتھوں مجبور
ہوئے تھے......."

یو آن لی نے جب شمران کے الفاظ سفید فاموں کو سنائے تو وہ خوشی سے روتے ہوئے شمران
سامنے آئے اور انہوں نے اپنی بپتا اسے سنائی۔ شمران نے کہا۔

"میں نے اپنی زندگی میں نیکیوں کا تصور نہیں کیا لیکن شاید سردار بننے کے بعد انسان کے
یہ تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں۔ تم لوگ یہاں سے اپنا ساز و سامان اٹھاؤ۔ اگر ان غاروں میں
کچھ اشیاء ہیں جنہیں تم قیمتی سمجھتے ہو تو انہیں اپنے گھوڑوں پر بار کر کے چند لمحوں کے اندر
سے نکل جاؤ' لیکن اس بات کو سب لوگ یاد رکھیں کہ تم لوگوں کے جانے کے بعد یہ درہ ٹوٹی
چٹانوں سے اٹ جائیگا اور اس کے بعد یہاں سے داخلے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہے گا چنانچہ
بہتر ہوگا کہ تم لوگ دوبارہ سے اس سمت آنے کی کوشش نہ کرنا۔ یو آن لی تمہیں بھی میں واپس
جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ خیال رکھنا کہ اگر کوئی اس طرف آنے کی کوشش کرے تو اسے بتا دینا

کہ کرشانہ کی آبادی اب ان پہاڑوں تک ہوگئی ہے جہاں انہیں داخلے کا راستہ نظر آتا تھا۔
ان میں سے ایک شخص بھی ادھر پہنچا تو ہم سب اس کا استقبال کریں گے۔"

ان لوگوں کو تو جیسے زندگی کی خوشخبری مل گئی تھی سارے کے سارے جشن منا رہے
نجانے شمران کی فطرت کا یہ کون سا پہلو سامنے آیا تھا کہ اس نے جانے والوں سے کوئی بدسلوکی
نہیں کی اور وہ شمران کو دعائیں دیتے ہوئے غیر متوقع طور پر زندگی بچا کر موت کے اس دائرے
باہر نکل گئے جس میں وہ غلطی سے آ گئے تھے۔ تب شمران نے لاگا سے کہا۔

"لاگا میں نے غلط نہیں کہا تھا جو کچھ ان پہاڑوں میں ہے اسے کرشانہ منتقل کردو۔ اور اس
کے بعد اپنے ان بیشمار جوانوں کو اس کام پر مصروف کردو کہ وہ پہاڑی چٹانیں توڑ توڑ کر اس
کو پر کردیں اور ادھر سے آنے کا راستہ بند کردیں تم جانتے ہو کہ اب یہ ذمہ داری ہم پر عائد
ہے۔"

"کرشانہ کے سردار کے حکم کی تعمیل ہوگی تم واپس جانا چاہو تو واپس جاسکتے ہو شمران لاگا
جب ادھر آؤ گے تو یہ راستہ بند دیکھو گے۔" لاگا نے جواب دیا اور شمران مسکراتا ہوا اپنے گھوڑے
کی جانب بڑھ گیا شانگ کی مملکت خون میں نہا گئی تھی اور اب وہاں ان لاشوں کے سوا کچھ نہیں
تھا جن کی ضیافت گوشت خور پرندے اڑانے والے تھے۔

○......○......○

عقاب فطرتاً جنگجو تھے حالانکہ طویل عرصے سے ان کی کسی سے قوت آزمائی نہ ہوئی تھی
لیکن میاں کے اشارے پر اتنی برق رفتاری سے جنگ کی تیاریاں ہوئیں کہ خود میاں بھی حیران رہ
گیا۔ غلام ہنگا میاں کا بہترین دست راست ثابت ہورہا تھا۔ اب جب یہ جنگ عقابوں پر مسلط
ہوگئی تھی تو وہ عزت کی جنگ لڑنا چاہتے تھے۔ حملہ آور میاں نہیں تھا بلکہ سولا زیہ والے تھے
ان بیس ساتھیوں نے جن میں سے بے شک کچھ لوگ میاں کے ہمنوا نہیں تھے۔ لیکن جو
میاں نے سولا زری سردار سے کی تھی اس نے انہیں آتش بنا دیا تھا اور ان کی شعلہ بیانی ہی کام
تھی یا پھر ابھی میاں کی تقدیر یا واقعی کچھ ایسی کیفیت پیدا ہوگئی عقابوں میں کہ ہر شخص مرنے پر
نظر آنے لگا۔ ویسے بھی یہ سامنے کی بات تھی کہ سولا زری سردار اپنے بیٹوں کا انتقام' عقابوں
لینا چاہتا تھا اور اگر اسے فتح حاصل ہوگئی تو عقابوں کے مسکن میں کسی سے یہ سوال نہیں کیا جائیگا
وہ میاں کا ہمنوا تھا یا نہیں۔ ہر ایک کے ساتھ ایک ہی سلوک کیا جائیگا اپنے گھروں کو بچانا
مقصود تھا چنانچہ سب کے سب ہر طرح کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر باہر نکل آئے۔ اور اس کے
وہ سولا زری لشکر کی جانب بڑھنے لگے۔

میاں ایک بہادر سردار کی مانند اپنے ساتھی غلام ہنگا کے ہمراہ مردانہ وار اس جنگ میں
سے آگے آگے تھا' سولا زری سردار نے بھی اپنا لشکر تیار کیا اور اس کے بعد خون بہانے کا
جذبہ انسانوں میں منتقل ہوگیا اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی' یہ جنگ شدید ترین تھی اور جو
ہندان بھی اس وقت سولا زری لشکر کے ساتھ تھا چنانچہ بحالت مجبوری جنگ کے لئے نہ سہی
دفاع کے لئے ہی سہی اسے بھی ہتھیار اٹھانے پڑے اور اس نے اپنے دفاع کے لئے جنگ
لیکن عقابوں میں اس کے شناسا بھی موجود تھے اور ابتداء میں وہ یہی سمجھے کہ ہندان عقابوں

لڑ رہا ہے کیونکہ کسی کو ہندان کی گمشدگی کا علم نہیں تھا لیکن جب انہوں نے ہندان کو
لڑتے ہوئے دیکھا تو ششدر رہ گئے بلکہ دو افراد ہندان کے ہاتھوں ہلاک بھی ہوگئے
اس غلط فہمی میں کہ وہ یہ نہ سوچ پائے کہ ہندان ان کے خلاف لڑ رہا ہے۔ اس کے بعد سب
گئے۔

عقاب انتہائی دلیری سے یہ جنگ کررہے تھے اور نتیجہ برق رفتاری سے سامنے آتا جارہا تھا۔
لشکر اس تیزی اور جنگجویانہ مہارت کا مظاہرہ نہیں کرسکا جو عقابوں میں تھی۔ چنانچہ تیزی
قتل ہوتا رہا اور میدان میں لاشوں کے انبار لگ گئے۔ سولا زری سردار کو تھوڑی ہی دیر میں
س ہوگیا تھا کہ وہ عقابوں کی قوت کا غلط اندازہ لگا کر یہاں آیا ہے اور اس نے بہت بڑا دھوکا
ہے۔ تاہم وہ اپنی آگ میں جل رہا تھا اور اس وقت تک وہ لڑتا رہا جب تک کہ سولا زریوں
یار نہ پھینک دیئے اور زمین پر اوندھے منہ نہ لیٹ گئے۔ یہ امان کی طلب تھی۔ پہاڑوں میں
ہالی جنگوں میں ایسے لوگوں پر ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے تھے جو سجدہ ریز ہوں۔

فولان ایک ایک کو غیرت دلا رہا تھا' لیکن اب کوئی جنگ کرنے پر آمادہ نہیں تھا' یہاں تک
ان نے بھی فرار ہونے کی کوشش کی لیکن عقاب دیکھ چکے تھے کہ ان کے قبیلے کا یہ شخص
یوں کی جانب سے لڑ رہا ہے' کچھ لوگوں نے وہ منظر بھی دیکھا تھا جب عقاب دھوکا کھا کر
کے ہاتھوں شکار ہوگئے تھے۔ چنانچہ بے شمار گھوڑے اس کی جانب دوڑے اور کمندیں ڈال
پکڑ لیا گیا۔ ہندان کو موت سامنے نظر آ گئی تھی۔ فولان اب بھی اپنے گھوڑے پر اپنا کلہاڑا
ئے کھڑا ہوا تھا اور اپنے بزدل ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جن کی تعداد اب بھی اتنی تھی کہ اگر وہ
رنے کی کوشش کرتے تو عقابوں سے بہت دیر تک لڑ سکتے تھے۔

ادھر میاں خاموشی سے جنگ کے اس خاتمے کا منظر دیکھ رہا تھا اس کا پورا جسم دشمن کے
ے داغدار تھا اور عقابوں نے اپنے سردار کو جس دلیری سے لڑتے ہوئے دیکھا تھا اس پر ان
نعرے بلند ہوگئے تھے۔

فولان نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور اپنا کلہاڑا
بلا۔ "سولا زری سردار' فولان اور اس کے لشکر کو شکست ہوچکی ہے' میں اپنے بیٹوں اور بے
ں کا انتقام لینے کے لئے جنگ پر آمادہ ہوا تھا اور اس جنگ میں مجھے شکست ہوگئی ہے' روشنی
ہی حکم تھا لیکن ابھی میرے پاس ایک ذریعہ باقی ہے۔ عقابوں کے سردار' قاتل میاں لائی
ئے پہاڑوں کی رسم کے مطابق مبارزہ طلب کرتا ہوں اور یہ میرا حق ہے اگر اس مبارزے
نے مجھے شکست دے دی تو میری موت لازمی ہوجائے گی اور اگر میں نے تجھے شکست دے دی
کے بعد پہاڑوں کے قانون کے مطابق میں عقابوں کا سردار ہوں گا اور اس پورے علاقے
ئے ہر حکم کی تعمیل ہوگی۔ بول میاں لائی کیا تو میرا مبارزہ قبول کرتا ہے؟"

میاں لائی نے رحم بھری نگاہوں سے فولان کو دیکھا اور کہا۔ "معزز فولان' سولا زریوں کے
بڑی آرزو ہے اور یہی میں نے تجھ سے پہلے بھی کہا تھا۔ میں یہ جنگ جیت چکا ہوں لیکن اس
میں چاہتا ہوں کہ تو زندہ رہے' جو ہوا وہ ایک حادثہ تھا اور جو اب ہوا ہے وہ تیری
ستو مبارزے میں مجھ سے جیت نہ پائے گا لیکن میں تیری زندگی چاہتا ہوں اور اس کے علاوہ

تیری ہربات ماننے کے لئے تیار ہوں۔"

"لیکن میں تجھ سے مبارغہ طلب کرتا ہوں اور اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو میرے جوش کی تاب نہ لا سکے گا تب بھی تجھے مبارغہ نہ قبول کرکے اپنی یہ سرداری چھوڑنا ہوگی۔ بول کیا کہتا ہے؟"

عقابوں نے کہا........ "تو اس احمق سردار کا مبارغہ قبول کر میان لائی اور اس قصے کو ہمیشہ کے لئے ختم کردے۔" میان لائی نے آمادگی کا اظہار کردیا اور فولان اس کے مقابلے پر آگیا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ فولان بڑی دلیری سے میان لائی سے لڑا' اس نے اپنے تجربے کا ہر داؤ آزمایا اور میان کو قتل کرنے کی کوشش کی' لیکن عقابوں نے یہ بھی دیکھا کہ میان نے جو دعویٰ کیا تھا وہ غلط نہیں تھا وہ اب بھی شیروں کا شیر تھا اور مبارغہ طلب کرنے والے کو شکست دینے کی اہلیت رکھتا تھا' ایسی خوفناک جنگ ہوئی دونوں کے درمیان کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں بند ہو ہو جاتی تھیں۔ پھر فیصلہ ہوگیا۔ میان کے کلہاڑے نے فولان کے سر کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کردیا' اور فولان اپنے گھوڑے سے گر پڑا' یوں اس جنگ کا خاتمہ ہوگیا' سولازریوں کے لشکر کو جس بدترین ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا زندہ بچ جانے والے اس کا احساس کرکے تھر تھر کانپ رہے تھے ادھر عقابوں نے سولازری لشکر کے ہتھیار ڈالنے والوں کو گھیر لیا تھا۔ قبیلوں کی جنگ میں یہ فیصلہ بھی لمحوں میں ہوجاتا تھا کہ ہتھیار ڈالنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے...... بے شک لوگوں نے جنگ کرکے امان مانگی تھی لیکن شکست خوردگان کی زندگیاں کم ہی بچتی تھیں' میان مبارغے کے بعد اپنے گھوڑے پر کھڑا ایک بار پھر خاموش نگاہوں سے ان ساری کارروائیوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ تب اس کی فوجوں کے سالار نے اس سے کہا........

"عقابوں کے سردار' عظیم میان لائی شکست کھانے والوں کے قتل کا حکم دے تاکہ سورج غروب ہونے سے قبل ہم اس جنگ کو آخری حد تک پہنچادیں۔"

میان نے گردن گھما کر چاروں طرف دیکھا اور پھر پر اعتماد لہجے میں بولا۔ "سولازریو! زندہ بچ جانے والو' میان لائی تمہیں زندگی کی خوشخبری دیتا ہے' جو کچھ اپنے ساتھ لائے تھے اپنے گھوڑوں پر بار کردو اور واپس سولازیہ چلے جاؤ۔ وہاں جاکر اپنے لئے نیا سردار منتخب کرو' میں نے تمہارے سردار سے درخواست کی تھی کہ وہ جنگ نہ کرے لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوا اور بے شمار انسانوں کا خون بہا...... لیکن اب میں تم سے ایک فاتح کی حیثیت سے کوئی انتقام نہیں لوں گا۔ اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو دفن کردو یا ساتھ لے جاؤ یہ تم پر منحصر ہے لیکن خیال رہے کہ اگر ان لاشوں کو ساتھ نہ لے جاسکو تو ان کا قبرستان بنانے سے پہلے واپسی کی نہ سوچنا۔ عقابوں کے شیردل تمہارے اس عمل کی نگرانی کریں گے۔ ہاں تمہیں ہر سہولت دی جائے گی بس اس سے زیادہ میں تمہارے لئے اور کچھ نہیں کرسکتا اور تمام عقابوں کے لئے میرا حکم ہے کہ اب سولازری کے جسم پر ایک ہلکی سی ضرب بھی نہ لگائی جائے۔" تب ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا

"میان لائی ایک شخص کے لئے تو معافی کا اعلان نہ کر' وہ عقابوں کے قبیلے کا غدار ہے۔ بیسان کا بیٹا ہندان جو سولازری لشکر کے ساتھ آیا تھا اور اس نے عقابوں سے جنگ کی ہے' روشنی والے کی قسم ہمارے کئی ساتھی اس کے ہاتھوں صرف اس لئے مارے گئے کہ وہ اسے عقابوں کی طرف سے جنگ کرنے والا سمجھ رہے تھے' یہ غدار ان میں کیسے شامل ہوا' یہ

خود بتائے گا اس کی گرفتاری کی اجازت دے۔"

میان نے حیرانی سے اپنے اس شناسا کو دیکھا اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"آہ روشنی والے کی قسم' میں اس بات پر شدید حیران تھا کہ سولازری سردار کو یہ تمام تفصیلیں کیسے معلوم ہوئیں لیکن یہ راز' راز نہیں رہا۔ ہندان کو گرفتار کرکے عقابوں کے مسکن میں لے جاؤ' لیکن باقی لوگوں کے ساتھ وہی سب کچھ ہونا چاہئے جو میں نے کہا........" پھر میان نے سرد نگاہوں سے اپنے غلام ہنگا کو دیکھا اور آہستہ سے بولا......

"آؤ واپس چلیں' یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس پر میں خوش نہیں افسردہ ہوں۔ آؤ......" اس نے اپنا گھوڑا عقابوں کے مسکن کی جانب واپس موڑ دیا۔

O......O......O

"آخر تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" لیزا نے بے چینی سے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں آنٹی۔ میں صاف صاف کہہ رہی ہوں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ سے منحرف ہوں۔ بچی نہیں ہوں میں۔ ان جذبوں کو سمجھتی ہوں جو انسانیت کا بلند ترین مقام رکھتے ہیں آپ لوگ مجھے اسی سرزمین سے لے گئے تھے۔ آپ نے پوری عمر میری پرورش میری دلجوئی میں بسر کردی۔ روزال نے میری کہانی آپ کو سنائی تو آپ نے ایک ماں کا درد محسوس کیا اور اپنی نیک فطرت کے تحت فیصلہ کیا کہ مجھے واپس میری سرزمین پر پہنچائیں گے' آپ کا مشن پورا ہوچکا ہے۔ میں اپنے ماں باپ کی سرزمین پر آگئی ہوں۔ اب آپ میرے لئے اور کہاں تک پریشان ہوں گے۔ آپ کی واپسی بہتر ہے۔"

"ہاں رشتوں کی اس دنیا میں ہم کب تک بھٹکتے رہیں گے۔ آسٹر میں واپس جانا چاہتی ہوں۔" لیزا نے کہا۔

"ہم میں سے کون واپس نہیں جانا چاہتا لیزا...... لیکن کیا اس کا کوئی ذریعہ دریافت کیا ہے تم نے؟"

"کوشش کرو' خواہ زندگی ختم ہوجائے۔ میں اب ہر قیمت پر یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کریں گے۔"

"اپنے والدین کو تلاش کرنا اب زربدان کی ذمہ داری ہے......!" لیزا نے کہا۔

دن گزر گیا۔ زربدان کی گفتگو کے بعد کچھ عجیب سی فضاء ہوگئی تھی ان کے کھانے پینے کا خیال رکھا گیا تھا۔ حیران کن بات یہ تھی کہ انہیں نہایت جدید خوراک دی گئی تھی۔ بہت اچھے پکی ہوئی اور لذیذ۔ پھر فضاء میں رات کے اندھیرے اتر آئے۔ وہ ڈنر سے فارغ ہوئے تو فلیش نے زربدان سے کہا۔

"ڈیزی...... مجھے تنہائی میں تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"ہاں۔ میں خود بھی یہی کہنے والی تھی۔ آؤ......" زربدان نے کہا اور دونوں الگ الگ گوشے میں جا بیٹھے۔

"تم لوگوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس سے کچھ باتیں میری سمجھ میں آگئی ہیں لیکن وہ

سب غیر مربوط تھیں اور ایسی کہ مشکل سے یقین آئے۔ کیا تم مجھے اس قابل سمجھتی ہو کہ مجھے
کے بارے میں تفصیل سے بتادو۔"

"میں عمر کی اس منزل میں ہوں فلیش کہ فطرت کے ہر جذبے کو سمجھتی ہوں۔ آج میں
اعتراف کرنے سے گریز نہیں کرتی کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں، لیکن تمہیں چاہتے ہوئے
میرے دل میں کبھی یہ تصور نہیں پیدا ہوا کہ میں تمہیں پا بھی لوں گی۔ میں جانتی تھی کہ ایسا کبھی
ممکن نہیں ہوگا لیکن تمہاری چاہت پر مجھے اختیار نہیں تھا۔ آنٹی لیزا نے جو کچھ کہا اس کی تفصیل
یہ ہے کہ میری نمود انہی پہاڑوں میں ہوئی ہے۔ میرے ماں باپ یہیں موجود ہیں...... وہ زندہ ہیں
یا مرگئے میں نہیں جانتی لیکن انکل اور آنٹی مجھے ان کے پاس پہنچانے ہی یہاں آئے تھے۔ یہ کہانی
کہاں سے شروع ہوئی میں بتاتی ہوں۔"

زربدان نے اپنی داستان حیات فلیش کو سنائی پھر بولی۔ "مجھے اپنی زمین سے عشق ہے۔ میں
اس کی روایات سے پیار کرتی ہوں میں ان روایات کی زندگی چاہتی ہوں کیونکہ میں یہ جدید دنیا کے
بھیانک روپ دیکھ چکی ہوں، لیکن اب مجھے یہ روایات پامال ہوتی نظر آرہی ہیں۔ میری آرزو ہے
کہ میں ان کے تحفظ کے لئے کوشش کروں۔ شانگ جیسے لوگوں سے اپنی زمین کو بچاؤں۔ میں یہاں
سے جانے کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔"

فلیش پر دیر تک سکتہ طاری رہا تھا۔ پھر وہ بمشکل بولا۔

"تمہیں یہ احساس نہیں تھا کہ میں بھی تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔"

"ہاں مجھے احساس تھا، ہے...... اور یہ فیصلہ میں نے بڑے کرب سے گزر کر کیا ہے۔"

"اس میں میری وجہ سے تبدیلی ممکن ہے۔"

"نہیں فلیش......!"

"او...... کے۔ میرے خیال میں مجھے اب تمہیں ڈیزی کہہ کر نہیں مخاطب کرنا
چاہئے...... بلکہ مس زربدان کہنا چاہئے۔ مجھے یہ نام جس قدر اجنبی محسوس ہو رہا ہے اسی طرح
تمہاری شخصیت بھی۔ میں اس لڑکی سے محبت کرتا تھا جو ڈیزی تھی۔ اور اب وہ...... وہ نہیں ہے۔
او کے......!"

فلیش اپنی جگہ سے اٹھا ہی تھا کہ دفعتاً تاریک ماحول روشن ہوگیا۔ بلندیوں سے روشنی کی
ایک سبز شعاع نمودار ہوئی۔ آج اس نے چاروں طرف کا احاطہ نہیں کیا تھا بلکہ اس کا سفر ایک ہی
سمت جاری تھا۔ اس طرف جہاں یہ لوگ موجود تھے۔ چند لمحات میں وہ ان کے سروں پر پہنچ گئی اور
وہ سب سبز روشنی میں نہا گئے......!

روشنی اتنی تیز تھی کہ ان کی آنکھیں چندھیائی جارہی تھیں۔ وہ سب پلکیں جھپکنے لگے۔
تب ایک نسوانی آواز ابھری۔ "الاتوشیہ معزز مہمانوں سے مخاطب ہے۔ مجھ سے بات کی جائے۔"
سب ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔ زربدان فلیش کو اشارہ کرکے ولمین کے قریب پہنچ گئی۔
نسوانی آواز نے پھر کہا۔ "میں تم لوگوں کو دیکھ بھی رہی ہوں اور تمہاری آواز بھی سن سکتی ہوں۔
نیلے لباس والے تم مجھ سے بات کرو......!" نیلا لباس آسٹرولمین کا تھا۔

"ہیلو الاتوشیہ۔" ولمین نے خود کو سنبھال کر کہا۔

"یہ اچھی بات ہے کہ تم نے خود چھپانے کی کوشش نہیں کی حالانکہ تم نے مقامی لوگوں کا سا
بہروپ دھار رکھا ہے۔ خیر یہ ان علاقوں میں خود کو محفوظ رکھنے کی کوشش ہوسکتی ہے۔"

"تم سے چھپنا شاید ممکن بھی نہ ہوتا۔ ویسے تم نے بھی ہمیں انگلش میں مخاطب کیا ہے۔"
آسٹر نے کہا اور الاتوشیہ کا ہلکا سا قہقہہ ابھرا پھر اس نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔ مجھ سے کسی کا چھپنا ممکن نہیں ہے لیکن ان پہاڑوں میں تمہیں انگلش
گفتگو عجیب نہیں محسوس ہوئی۔"

"ہم پہاڑوں میں ایک طویل سفر طے کرکے یہاں تک پہنچے ہیں۔ اس علاقے کو دیکھتے ہی
احساس ہوا تھا کہ یہ علاقہ دوسری جگہوں سے بالکل مختلف ہے اور ہم نے یہی سوچا تھا کہ
یہاں پر مہذب دنیا کے کسی ذہین ترین شخص کا سایہ ہے۔" ولمین نے کہا اور الاتوشیہ ہنسی پھر اس نے
کہا۔

"تم لوگ مجھے اچھے لگے۔ یوں کرو میرے پاس آجاؤ۔ میں تم سے براہ راست بات کروں
گی۔ ابھی کچھ دیر کے بعد سبز درویش تمہارے پاس آئیں گے۔ وہ مجھ تک تمہاری رہنمائی کریں
گے۔ تم سب میرے پاس آجاؤ!"

"تیرے حکم کی تعمیل ہوگی۔" ولمین نے کہا۔ سبز روشنی معدوم ہوگئی اور وہ پھر آنکھیں
جھپکانے لگے۔ آسٹر نے جلدی سے کہا۔ "کون جانے وہ کتنی دیر میں یہاں پہنچ جائیں اس سے گفتگو
کرنے کے لئے لائحہ عمل طے کرلیا جائے تو بہتر ہے۔ زربدان تم بتاؤ۔ کیا بات کرنی ہے۔"

"میری رائے ہے کہ اسے سب کچھ بتادیا جائے۔ سوائے میرے مشن کے۔ ہم یہاں صرف
مہم جوئی کے لئے آئے تھے۔" زربدان نے کہا۔

"شانگ کے بارے میں بھی......؟"

"بالکل۔ اس سے اسے یہ اندازہ ہوگا کہ ہم نے اس پر حیرت کا اظہار کیوں نہیں کیا۔"

"عمدہ بات ہے۔ کسی کو کوئی اعتراض......؟" لیکن کوئی کچھ نہیں بولا۔ آسٹر نے درست ہی
کہا جلدی سے بات کرلی کیونکہ کچھ ہی لمحوں میں سبز روشنی میں نہائے ہوئے پانچ افراد اچانک
نمودار ہوگئے تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

"الاتوشیہ نے تمہیں طلب کیا ہے؟"

"ہم حاضر ہیں۔" ولمین نے کہا اور سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ روشن ہیولوں کے ساتھ انہیں
سفر طے کرنا پڑا اور پھر ایک سنگی دیوار کے اندر قدرتی غار کے دہانے میں داخل ہوکر درویش
ایک جگہ جا کھڑے ہوئے۔ وہ سب بھی رک گئے۔ پھر انہیں فوراً ہی خود کو سنبھالنا پڑا کیونکہ ان کے
قدم متحرک ہوگئے تھے۔ ان کے قدموں کے نیچے زمین چل پڑی تھی۔ کچھ لمحات میں انہیں پتہ چل
گیا کہ وہ ایک ٹرالی ٹائپ کی چیز ہے جو یقیناً مشینی عمل سے چل پڑی ہے کوئی کچھ نہیں بولا۔ یہ سفر
چالیس سیکنڈ کا تھا پھر ٹرالی ایک کمرے جیسی چوکور جگہ جارکی اور اچانک اس نے لفٹ کی طرح
اوپر کا سفر شروع کردیا سب دم بخود تھے۔ یہ سائنسی طلسم تھا اور بس انہیں صرف ایک بات کا
احساس تھا کہ جس نے بھی ان خطرناک پہاڑوں میں یہ سب کچھ کرڈالا ہے وہ معمولی شخصیت نہیں
ہے۔ ٹرالی جہاں رکی تھی وہ بھی ایک بے مثال جگہ تھی۔ اس کی وسعتیں بے پناہ تھیں جگہ جگہ

جھروکے بنے ہوئے تھے جن کے دوسری طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی لیکن اندر کی مدھم روشنی میں
وہ نظر آرہے تھے۔ پیروں کے نیچے شفاف زمین تھی جسے ہموار کر کے ایسا بنانا معمولی بات نہ
تھی۔ ایک جگہ نیم دائرے کی شکل میں فرنیچر بچھا ہوا تھا دائرے کے سامنے ایک سفید پلیٹ فارم نظر
آرہا تھا جس پر زرنگار کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ روشنیوں نے اسی سمت رہنمائی کی تھی۔ وہ فرنیچر
کے پاس پہنچ گئے۔

"آپ لوگ بیٹھ جائیے۔" ایک درویش نے کہا اور وہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔ انہوں نے
مکمل خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ چند لمحات کے بعد سامنے والی دیوار سے دو انسانی وجود نمودار
ہوئے اور سب حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔ دیوار میں کوئی دروازہ نہیں تھا، یوں لگ
تھا جیسے بس سپاٹ دیوار نے دو انسان اگل دیئے ہوں۔ ان میں ایک تندرست اور دلکش قامت کی
مالک کوئی بتیس سالہ عورت تھی۔ دوسری دبلے پتلے بدن کی معمّر عورت تھی۔ دونوں نے سفید سلک کے
قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کی چال پُروقار تھی۔ جوان عورت کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ
پھیلی ہوئی تھیں اور وہ چمکدار آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

سب احتراماً کھڑے ہوئے اور دونوں پلیٹ فارم نما جگہ کے عقب میں پہنچ گئیں۔ "معزز
مہمانوں کو خوش آمدید۔ براہ کرم تشریف رکھئے۔" وہ خود بھی بیٹھ گئیں۔ پھر جوان عورت نے کہا۔
"مسٹر آپ ان سب لوگوں اور اپنا مکمل تعارف کرائیے۔" اشارہ آسٹرولین کی طرف تھا۔ آسٹر
دوبارہ کھڑا ہو گیا۔

"تھینک یو میڈم۔ میرا نام آسٹرولین ہے نسلاً برٹش ہوں۔ لندن میں میرے کچھ
کاروباری وسائل ہیں جن سے معاشی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ میں نوجوانی کی عمر سے مہم جوئی
کا شائق رہا ہوں اور دنیا کے بے شمار ممالک میری مہم جوئی کا مرکز رہے ہیں میرا ایک ہاتھ بھی اسی
شوق کا شکار ہو گیا ہے۔ یہ میری بیوی لیزا آسٹر ہے۔ یہ ہمارے خاندان کے قدیم ساتھی مسٹر ڈ......
یہ لندن کے ایک معزز کاروباری مسٹر سڈلر ہیں اور یہ ان کی بھتیجی ڈیزی ہے۔ یہ مسٹر فلیش اور یہ
ان کی بہن اتھیا۔"

"آپ سب سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ پھولا کھا نچن کے اس ناقابل عبور علاقے میں آپ
لوگوں کی آمد کی کوئی خاص وجہ......؟"

"ہاں......!" آسٹر نے جواب دیا۔

"کیا......؟ بتانا پسند کریں گے؟"

"خزانہ......؟"

"جی میڈم۔ دریائے شرتنگ میں بہتے ہوئے ہیرے۔ جن کی تعداد اتنی کہ کوئی حساب نہ
سکے۔"

"لیکن ان علاقوں میں ایسا کوئی دریا نہیں ہے۔"

"یہ ہمیں یہاں آکر معلوم ہوا۔"

"تفصیل بتائیے۔"

"مسٹر سڈلر کو نہایت پُراسرار طریقے سے ایک نقشہ حاصل ہوا جس میں ان علاقوں

ہیروں کے حوالے سے کی گئی تھی۔ یہاں تک داخلے کا راستہ بھی بتایا گیا تھا جو پھولا کھا نچن
کی پہاڑی دیوار کے ایک مشکل درّے سے گزرتا ہے۔ مسٹر سڈلر نے یہ ٹیم بنائی اور ہم نقشے
کے مطابق اندر آگئے۔ درّے کے دوسرے سرے پر ہمارا استقبال رائفلوں سے کیا گیا۔ یہ مہذب
ایک جنونی شخص شانگ جو تھا جو یہاں ایک عظیم مملکت کی داغ بیل ڈال رہا ہے۔ نقشے اس
کے پھیلائے ہوئے تھے اور اس نے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے ایک جال تیار کیا تھا۔ بہت سے
لوگ اس جال میں پھنس چکے ہیں اور مزید پھنس رہے ہیں۔"

"اوہ...... یہ ریمنگٹن کے بیان کی تصدیق ہے۔ تمہیں یاد ہو کہ اس نے ہمیں تفصیلی حوالہ
دیا تھا۔" بوڑھی عورت نے پہلی بار زبان کھولی۔

"بہت دلچسپ۔ یقیناً فنٹاسٹک۔" عورت نے مسکرا کر کہا۔ "اس کے بعد کیا ہوا۔"

"ہم چند افراد شانگ کے اس جال سے نکل بھاگے اور بھٹکتے ہوئے یہاں تک آپہنچے۔"

"شانگ کے بارے میں کچھ اور بتائیے مسٹر ولمین......!" عورت نے کہا اور ولمین نے
ذہانت سے شانگ کی کہانی دہرا دی۔

"بیرونی دنیا کے بہت سے لوگ اب ان علاقوں میں قسمت آزمائی کر رہے ہیں۔ ویسے اس
میں کوئی شک نہیں کہ یہ زمین بے حد قیمتی ہے اور مؤثر کوششوں سے یہاں بہت کچھ مل سکتا ہے۔
مسٹر ولمین آپ نے بڑے خلوص سے سچ بولا ہے اس کی وجہ بتائیں گے۔"

"ایک مہم جو کو آپ احمق نہ سمجھیں گی میڈم۔ آپ نے جس پیمانے پر یہاں خود کو مستحکم کیا
ہے وہ معمولی تو نہیں۔ ہم بیکار جھوٹ بول کر کیا حاصل کر سکتے تھے۔ پھر اب تک ہمارے ساتھ جو
سلوک اختیار کیا گیا ہے ہم اس کے شکرگزار بھی ہیں۔ اس کے بعد ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اس نے
ہمیں احساس دلایا ہے کہ ہم نے سچائی اپنا کر عقلمندی کی ہے۔"

"یہ سب کچھ آپ کو کیسا لگا؟"

"اس نے ہمیں سحرزدہ کر دیا ہے۔ اس سے قبل ہم اسے صرف فلمی کہانیوں اور فینٹیسی
کی حد تک محدود سمجھتے تھے۔"

"جب آپ سبز روشنی کے سائے میں آئے تھے تو آپ نے کیا محسوس کیا تھا؟"

"ہم نے سمجھ لیا تھا کہ یہ ایک سائنسی عمل ہے اور اس کے پس پردہ کوئی عظیم دماغ کام
کر رہا ہے۔ اب اس کی مکمل تصدیق ہو گئی۔" ولمین نے جواب دیا اور انسان کی ازلی کمزوری کو
عورت کے چہرے پر محسوس کیا وہ ان الفاظ سے خوش ہوئی تھی۔

"اس کے بعد ضروری ہے کہ میں اپنا تعارف کرا دوں۔ تم لوگ مجھے الاتوشیہ کے نام سے
جانتے ہو۔ میرا اصل نام ز۔ یمل بی ہارنوس ہے۔ لیجا ہارنوس کا نام سائنس کی دنیا میں اجنبی نہیں
ہم لوگ ڈوینکا کے رہنے والے ہیں۔ ڈوینکا کے کیپٹل روسید میں ہارنوس کو دیوتا کی طرح پوجا
جاتا تھا لیکن میرا باپ کچھ بڑے ملکوں کے حسد کا شکار ہو گیا جو چاہتے تھے کہ عظیم سائنس دان ان
کی شہریت قبول کرلے اور ان کے لئے کام کرے۔ میں اپنے باپ کی چہیتی اور اس کی اسسٹنٹ تھی،
جو کچھ تم لوگ دیکھ رہے ہو میں نے اپنے باپ سے حاصل کیا ہے۔"

"لیکن میڈم...... آپ یہاں کیا کر رہی ہیں......!" ولمین نے سوال کیا۔

"اس جرأت مندانہ سوال سے مجھے خوشی ہوئی۔ آؤ جو کچھ کر رہی ہوں تمہیں دکھاؤں"
اس نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ سب بھی کھڑے ہوگئے تھے۔ اس عظیم الشان پہاڑی ہال کے
مشرقی حصے میں پہنچ کر اس نے دیوار پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا اور ایک دروازہ نمودار ہوگیا
دروازے کے دوسری طرف شیشے کا بنا ہوا چوکور کمرہ تھا جس کی ایک دیوار تاریک تھی۔ اس کے
اشارے پر وہ سب اس کمرے میں داخل ہوگئے۔ خود ز۔یمل بی ہارنوس باہر ہی رہ گئی۔ کمرے
جنبش ہوئی اور وہ سیدھا چل پڑا۔ ان کے چہرے فق ہوگئے وہ اس سائنسی طلسم سے خوفزدہ ہو گئے
تھے۔ کمرے میں مدھم روشنی تھی جو شیشے کی دیواروں سے منعکس ہو رہی تھی۔ پانچ سیکنڈ کے بعد
رک گیا۔ ز۔یمل بی ہارنوس شیشے کے دوسری طرف نظر آ رہی تھی۔ بوڑھی عورت اس کے ساتھ
تھی۔ ہال میں لاتعداد مشینیں نظر آ رہی تھیں جن پر بے شمار لوگ کام کر رہے تھے۔ انہیں ز۔یمل کی
آواز سنائی دی۔

"یہ میرا آپریشن ہال ہے۔ اپنے باپ کی موت کے ذمے داروں کو قتل کرنے کے بعد مجھے
ایک بہتر پناہ گاہ کی ضرورت محسوس ہوئی اس کے علاوہ ایک ایسا ذریعۂ معاش بھی جو مجھے
حیثیت دے بہت سے عوامل میرے ذہن میں یکجا تھے۔ مجھے اپنے باپ کی موت کے ذمے داروں
سے مسلسل انتقام بھی لینا تھا چنانچہ میں نے ان کی نسلوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لئے
ان جگہوں پر ریسرچ شروع کردی۔ دنیا کے بے شمار خطوں کا جائزہ لینے کے بعد بے پناہ خصوصیات
کی بناء پر میں نے اس علاقے کو منتخب کیا اور یہاں اپنے کام کی داغ بیل ڈال دی۔ یہاں کے لوگ
سادہ لوح لیکن ذہین ہیں میں نے انہیں بہترین کارکن پایا بس انہیں متاثر کرنے کے لئے ایک چیز
کا سہارا لیا جو ان کی سمجھ میں نہ آئیں۔ میں نے برکتوں کی دیوی الاتوشیہ کا نام تراشا اور سبز روشنی
کے ذریعہ خود کو ان سے روشناس کرایا۔ یہ سبز روشنی ریڈیٹک ریز ہے جو ایک خاص سائنسی عمل
سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی زد میں آنے والی ہر شے ایک مخصوص جگہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ خاص
بات یہ ہے کہ اس کے ذریعے میں اس کی زد میں آئی ہوئی حشرات الارض کی آوازیں تک سن سکتی
ہوں اور اپنی آواز نشر کر سکتی ہوں یہ میرے عظیم باپ کی دریافت ہے جسے یہ شکل میں نے دی۔
اس پروجیکشن ہال کے علاوہ میری ذاتی تجربہ گاہ بھی انہیں پہاڑوں میں ہے جہاں میں کام کرتی
ہوں۔ کوئی سوال مسٹر ولمین؟"

"جی میڈم...... لیکن ان ساری کاوشوں سے آپ کو کیا حاصل ہے؟" ولمین نے پوچھا۔
"بتاتی ہوں۔" اس نے کہا اور اچانک وہ عجیب لفٹ پھر متحرک ہوگئی۔ اس بار یہ
سیدھی سفر کر رہی تھی کوئی دس سیکنڈ کے سفر کے بعد وہ رکی اور گہرائیوں میں اترنے لگی۔ لیزا
کچھ بولنا چاہا لیکن جیسے ہی اس کے ہونٹ کھلے آسٹرنے پھرتی سے اس کا منہ بھینچ لیا اور
سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ لیزا آنکھیں پھاڑ کر رہ گئی۔ لفٹ رک گئی۔ انہوں نے
کے دوسری طرف دیکھا اور ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ ان کے دوسری طرف گہرائیاں تھیں
میں جگہ جگہ مدھم روشنیاں نظر آ رہی تھیں ایک جگہ کافی وسعت میں بہت سی روشنیاں یکجا
اطراف میں جنگل نظر آ رہا تھا۔ وہ دم سادھے اس جگہ کو دیکھتے رہے۔ پھر ز۔یمل کی آواز ابھری
"یہ میرا سرمایۂ حیات ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں نے اپنے باپ کے قاتلوں

تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ زہریلی گیسیں، کیمیائی ہتھیار، ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور
ہتھیار تو سب ہی تیار کر رہے ہیں۔ میں نے یہ سب کچھ نہیں کیا۔ یہ کھیت جو تم لوگ دیکھ
رہے ہو خاص قسم کے پودوں کے کھیت ہیں۔ میرے لاتعداد کارکن یہاں ان پودوں کی کاشت
کرتے ہیں اور وہ جو فیکٹری نظر آ رہی ہے اس میں میری پروڈکشن ہوتی ہے۔"
"کیا تیار ہوتا ہے وہاں؟" ولمین نے پوچھا۔
"ہیروئن......!" ز۔یمل نے جواب دیا اور وہ سب سکتے میں رہ گئے۔ ز۔یمل بولی۔ "دنیا کی
ہیروئن۔ یہ ہیروئن ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ یہاں سے آس پاس کے علاقوں میں منتقل ہو جاتی
اور وہاں سے میرے کمیشن ایجنٹ اسے دنیا بھر میں پھیلا رہے ہیں۔ بات یہیں ختم نہیں
میں نے مستقبل کے پروگرام بھی بنا رکھے ہیں۔ میری اس تجربہ گاہ میں نشہ آور ادویات پر
ہوتے رہتے ہیں۔ شاید تم نے "ہیرو" کا نام سنا ہوگا۔ ہم نے اسے محدود پیمانے پر متعارف
ہے۔ یہ ہیروئن سے زیادہ مؤثر نشہ ہے لیکن بہت مہنگا، اس سے بھی زیادہ تباہ کن چیز "دفن"
جس پر ابھی تجربات ہو رہے ہیں لیکن اس صدی میں تو ہیروئن کے زوال کے آثار نہیں ہیں۔
ے دو تحفے میں اکیسویں صدی کو دوں گی۔" ز۔یمل کی ہنسی سنائی دی۔ پھر اس نے کہا۔ "میرا
ہے میرا تعارف مکمل ہوگیا۔ اب واپسی کا سفر شروع کرو......!"
واپسی اسی ہال میں ہوئی تھی۔ ز۔یمل وہیں اپنی جگہ موجود تھی لیکن اب بوڑھی عورت اس
ساتھ نہیں تھی۔ وہ سب اپنی جگہ پہنچ گئے۔ ز۔یمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یقیناً یہ سب کچھ
کر تمہیں اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ایک شیطانی عورت انسانی شکل میں تمہارے سامنے موجود
"

کسی نے جواب نہیں دیا۔ وہ پھر بولی۔ "یہاں کے باشندے مجھ سے بہت خوش ہیں کیونکہ
نے انہیں دنیا کی ہر ضرورت سے بے نیاز کر دیا ہے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔"
"نہیں میڈم...... لیکن...... ایک سوال ہمارے ذہن میں آتا ہے۔"
"بولو کیا......؟"
"ہمارا مستقبل کیا ہے؟" جواب میں وہ مسکرائی پھر بولی۔
"اس کے لئے جلدی نہ کرو۔ زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ تمہیں تمہارا مستقبل بتا دیا جائے گا
تم سب سے مل کر خوشی ہوئی۔ اب آرام کرو۔ سبز درویش تمہیں احترام کے ساتھ تمہاری
گاہ پہنچا دیں گے۔ یوں بھی رات زیادہ ہو چکی ہے......!" وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

O......O......O

اجناس، لباس اور ضرورت کی دوسری اشیاء کے انبار لے کر وہ طویل ترین سفر طے کرتے
بالآخر ان بھوری پہاڑیوں کے پاس پہنچ گئے جنہیں دور ہی سے دیکھ کر ازلان نے سرد آہ بھر کر

"آہ۔ انہی پہاڑیوں کے دوسری طرف میری جنت آباد تھی......!" کسی نے جواب نہیں
ڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتے ہی انہیں چند مفلوک الحال عورتیں نظر آئیں جن کی حالت تباہ
تر بے لباس تھیں ان کے ساتھ ننگ دھڑنگ بچے بھی تھے جن کے جسم ڈھانچے بنے

ہوئے تھے وہ انہیں ویران نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔ ازلان نے گھوڑا روک لیا۔ دوسرے لوگ بھی رک گئے تھے۔ ازلان کا چہرہ دردو کرب کی تصویر بن گیا تھا۔

"یہ میسرہ کی عورتیں ہیں۔" کاشان شرم سے بولا۔

"آؤ۔ ان کی مزاج پرسی کریں۔" باتو ہمدردی سے بولا اور اس نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا۔ لڑکیوں نے اس کی تقلید کی تھی وہ عورتوں کے قریب پہنچ گئے۔ باتو گھوڑے سے اتر کر عورتوں کے پاس پہنچ گیا۔ "تم کون ہو بازغہ؟" اس نے ایک عورت سے کہا۔

"آہ اجنبی۔ تم نے ہمیں احترام سے پکارا، تمہارا شکریہ ویسے ہم اس قابل نہیں ہیں۔ ہم پہاڑوں کی سب سے ذلیل مخلوق ہیں۔" عورت نے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"اس لئے کہ ہم بے خانماں، اور کسی سرپرستی کے بغیر ہیں۔ ہمارے مرد قتل ہو چکے ہیں اور ہمارا بزدل سردار جان بچا کر بھاگ گیا ہے۔"

"تمہارے مردوں کو کس نے قتل کیا۔"

"طاقتور اور بہادر سردار سیگارو کے لشکر نے۔"

"تم یہاں پہاڑوں میں کیا کر رہی ہو؟"

"زمین سے بھیک مانگ رہے ہیں۔ زمین کے نیچے کھودنے سے ہمیں کہیں کہیں ایسی جڑیں مل جاتی ہیں جنہیں ہم صاف کر کے چبا لیا کرتے ہیں یا پھر کیڑے مکوڑے دستیاب ہو جاتے ہیں۔"

"کیا تم انہیں بھی غذا بنا لیا کرتے ہو؟"

"ہاں......" عورت کھوکھلے سے لہجے میں ہنسی۔

"اب تمہیں دور تک سانپ بچھو یا دوسرے حشرات الارض نہیں ملیں گے۔ ہم نے سب ہڑپ کر لئے ہیں۔ یہاں تمہیں روئیدگی بھی نہیں ملے گی۔ ہم نے سب کچھ کھا لیا ہے۔"

"زہریلے کیڑے کھانے سے تمہیں نقصان نہیں ہوتا؟"

"بہت سی عورتیں اور بچے مر چکے ہیں لیکن موت تو بھوک سے بھی آجاتی ہے اس طرح از کم معدے میں کچھ سکون حاصل کر کے مر جاتے ہیں۔"

"تمہاری بستی کے دوسرے لوگ کہاں ہیں؟"

"ہماری کوئی بستی ہی نہیں ہے پہلے کبھی ان پہاڑوں میں میسرہ نامی بستی آباد تھی کہ تمہیں اس کے بارے میں بتا چکی ہوں۔ سیگارو نے صرف ان لوگوں کو قتل نہیں کیا تھا جو بوڑھے اور کمزور تھے یا پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا تھا۔ لاغر بوڑھے مر گئے۔ عورتیں اور مارے مارے پھرتے ہیں اور جہاں رات ہو جاتی ہے وہیں زمین پر سو جاتے ہیں۔"

"تم یہاں سے کہیں اور جا کر کیوں نہیں آباد ہو گئے؟"

"ہمیں کون قبول کرے گا کون سیگارو کا عتاب مول لے گا؟"

"تم نے کہا تھا تمہارا بزدل سردار بھاگ گیا۔ ممکن ہے وہ تمہارے لئے زندگی تلاش کر گیا ہو۔"

"نہیں باتو...... وہ ٹھیک کہتی ہے اس کا کیا......" عقب سے ازلان کی گلوگیر آواز

اور باتو غرا کر پلٹا۔ اس نے ازلان کی بات کاٹ کر کہا۔

"غلطی میری ہے میں تمہیں سب سے اہم بات بتانا بھول گیا۔ میں جہاں متحرک ہوتا ہوں پارٹی لیڈر بھی ہوتا ہوں۔ اسی جنون میں زندگی گزاری ہے میں نے۔ بولنے کی اجازت صرف لیڈر کو ہوتی ہے کسی اور کو نہیں۔ براہ کرم صرف مجھے بات کرنے دو......!" ازلان خاموش ہو گیا تھا۔

"عورت...... اسے دیکھو یہ تمہارا سردار ازلان ہے۔ وہ تمہارے لئے زندگی تلاش کرنے گیا تھا اور دیکھ لو وہ تمہارے لئے سب کچھ لے آیا ہے۔ اب تمہاری نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔ اس کے لئے دعا کرو۔ مگر اس سے قبل شکم سیری کرو۔ فوراً ان سب کے جسم ڈھکو اور انہیں ایسی خوراک دے یہ تقسیم کر سکیں اس کام کی تکمیل کے بعد بستی میں آجاؤ۔" باتو نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا۔ کے ساتھ کاشان، افنان اور شیرابہ بھی رک گئے تھے۔ سمنانہ نے شیرابہ سے کہا۔

"ہاں خوش نصیب لڑکیو۔ تم یہاں رکو ہم چلتے ہیں کیونکہ ہمارے ساتھ ہمارے نر نہیں" جوڑوں کی بات انہیں افنان نے بتائی تھی اس نے شیرابہ کو پرندوں کے بارے میں بتایا تھا ہیں نر اور مادہ ہوتے ہیں اور مل کر رہتے ہیں۔ شیرابہ نے سمنانہ کو اور سمنانہ نے غلانہ کو۔ عمر ساتھ فطرت ان کے اندر شوخی اور جذبے بیدار کر رہی تھی۔

شیرابہ مسکرا دی۔ پھر باقی لوگ آگے بڑھ گئے انہوں نے میسرہ کو دیکھا بھوتوں کی نگری معلوم ہوتی جلے ہوئے جھونپڑے۔ ٹوٹے ہوئے گھر۔ دور دور تک بکھرے ہوئے عورتیں اور بچے۔ زندگی سے بیزار، بھوک سے نڈھال۔

"سامان گھوڑوں سے اتار دو۔ کیا یہاں پانی بھی نہیں ہے۔" باتو نے پوچھا۔

"وہ آبشار گر رہا ہے مگر یہ تمہیں بتا چکے ہیں کہ انہوں نے ہر طرح کی روئیدگی کو خوراک بنا لیا ہے۔"

"ان کے اندر بے ہمتی پیدا ہو گئی ہے ورنہ یہ اپنی محنت سے دوبارہ یہ بستی آباد کر سکتے تھے۔"

گھوڑوں سے سامان اتار کر انبار کر لیا گیا۔ اور دور سے عورتیں بچے اس طرف دوڑ پڑے باتو ان کی طرف دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ وہ سب دیوانہ وار یہاں آرہے تھے۔ باتو نے رائفل سیدھی کی اور فائر کرنے لگا۔ دوڑنے والے سہم کر رک گئے۔ لیکن وہ حریص نگاہوں سے اترتے ہوئے سامان کو دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد وہ آگے نہ بڑھے۔ لیکن فائرنگ کی آواز اور بچوں کے شور سے دور دور تک بکھری ہوئی عورتیں بھی بچوں کے ساتھ سمٹ کر ادھر آگئیں۔ وہ سب حیرت سے آنے والوں کو تک رہے تھے۔ سب سے پہلے خوراک نیچے اتار دی گئی تھی۔ باتو نے اپنا گھوڑا سنبھالا اور اس پر چڑھ کر اس عظیم الشان گروہ کی طرف بڑھنے لگا۔ کچھ عورتیں سہم کر واپس بھاگی تھیں۔ لیکن آواز نے ان کے قدم روک دیئے، اس نے کہا۔

"سنو...... تم سب سنو۔ تمہارا سردار ازلان واپس آگیا ہے وہ تمہارے لئے خوراک لایا ہے اب اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر انتظار کرو، سب کو خوراک ملے گی۔ تمہاری پریشانیاں ختم ہو گئیں۔ سردار واپس آگیا ہے۔ سب بیٹھ جاؤ۔ سب بیٹھ کر انتظار کرو...... کوئی جلد بازی نہ کرے۔"

بہرحال ان کے سامنے سے گزرنے لگا بات ان کی سمجھ میں آگئی تھی وہ باتو کی ہدایت کے مطابق

قطاریں بنا کر بیٹھنے لگے۔ ادھر باقی تمام لوگ سامان کے انبار لگا رہے تھے۔ باتو قریب پہنچ گیا۔

"جس قدر برق رفتاری دکھا سکتے ہو ان لوگوں میں خوراک تقسیم کرو۔ آہ یہ تو بہت تباہ حال ہیں۔ فوہا ہمیں ان کے لئے بھاگ سے زیادہ محنت کرنی ہوگی۔" کام شروع ہوگیا بڑے دلدوز مناظر دیکھنے کو مل رہے تھے۔ وہ انسان سے زیادہ جانور لگ رہے تھے خشک اناج چبا رہے تھے جو کچھ مل رہا تھا کھا رہے تھے۔ باقی لوگ بھی آگئے اور کام میں مصروف ہوگئے۔ نیم مردہ انسانوں میں زندگی دوڑنے لگی۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز تھے۔ کسی نے ازلان کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ وہ کسی کو نہیں پہچان رہے تھے۔ پورا دن اور اس کے بعد ساری رات تقسیم کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ لباس سب کیلئے پورے نہیں ہوسکے تھے لیکن انکے بدن کسی نہ کسی طرح ڈھک دیئے گئے تھے۔ البتہ خوراک بے پناہ تھی اور اس وقت یہ بنیادی حیثیت رکھتی تھی۔

دوسرے دن باتو نے ازلان سے کہا۔ "تم خوب غور کر کے مجھے اطراف کی آبادیوں کے بارے میں بتاؤ۔ ان کی حیثیت کیا ہے اور یہاں سے ان کے فاصلے کتنے ہیں؟"

"میری معلومات کے مطابق شمالی پہاڑوں میں دلستاں ہے اور شمال مشرق میں آبادیوں کا طویل سلسلہ ہے وہ سنہری بستیاں کہلاتی ہیں کیونکہ ان کے وسائل بہت ہیں۔"

"ہمیں انہیں سے تو کام ہے۔" باتو نے مسکرا کر کہا۔ ازلان پتھر کے نکیلے ٹکڑے سے زمین پر ان آبادیوں کے راستے کے نقشے بنا کر باتو کو سمجھاتا رہا۔ پھر بقیہ دن باتو میسرہ کے نزدیکی پہاڑوں کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ میسرہ میں چند لاغر بوڑھوں کے علاوہ صرف عورتیں اور بچے تھے۔ شکم سیری کے بعد ان کا عمل صرف یہ تھا کہ وہ اپنے حصے کی بچی ہوئی خوراک چھپانے میں مصروف رہے تھے۔ ازلان نے آنسو بھری آواز میں کہا۔

"یہ سب ایسے نہیں تھے ہنستے بولتے سمجھدار لوگ تھے زندگی میں پوری طرح دلچسپی لیتے تھے کئی ایسی عورتیں میرے سامنے سے گزر رہی ہیں جن کا تعلق میرے دوستوں کے گھرانے سے ہے وہ مجھے اچھی طرح جانتی ہیں لیکن کوئی مجھ سے مخاطب نہیں ہوئی۔ نوجوان لڑکیاں شرم و حیاء کی پتلیاں تھیں لیکن اب وہ اپنے بے لباس جسموں کو چراتی بھی نہیں ہیں۔"

"وہ کائنات کے سب سے بھیانک المیے سے گزرے ہیں بھوک نے ان سے ہر احساس چھین لیا ہے۔ انہیں ہوش میں آنے میں وقت لگے گا۔"

"اب ہمیں کیا کرنا ہے باتو؟"

"ابھی کچھ نہیں۔ پہلے انہیں انسان بن جانے دو...... ہاں...... تشماش یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"بہت فاصلہ ہے اس کا؟"

"تمہارے خیال میں سیگارو نے دوبارہ میسرہ کا رخ کیا ہوگا۔"

"مشکل ہے...... اول تو تشماش کا فاصلہ۔ پھر وہ اپنا کام مکمل کر کے گیا تھا۔ آہ شاہا! تمہاری دوست سائنا ہے نا......" ازلان نے ایک گزرتی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر اپنی بیٹی سے کہا۔

"ہاں...... وہی ہے۔" شاہا نے سسکی لی۔

"ذرا اس سے بات کرو۔ تمہیں پہچان جائے تو اسے یہاں بلا لاؤ۔" ازلان کے حکم پر شاہا

[لڑ]کی کی طرف دوڑ گئی اس نے لڑکی کا راستہ روک لیا تھا۔ ازلان اور باتو ادھر تکتے رہے پھر [انہوں] نے سائنا کو شاہا سے لپٹتے ہوئے دیکھا وہ زار و قطار رو رہی تھی۔ باتو نے مسکرا کر کہا۔

"بالآخر اس نے اپنی دوست کو پہچان لیا۔ میں نے تم سے کہا تھا کچھ وقت بیشک لگے گا لیکن [سب] ٹھیک ہوجائیگا۔" کچھ دیر کے بعد شاہا لڑکی کو لے آئی۔ ازلان کھڑا ہوگیا۔ اس نے لڑکی کے سر [پر] پیار سے ہاتھ پھیر کر کہا۔ "سرایا کی بیٹی' مجھے پہچانتی ہے۔"

"مجھے ان کا حوالہ نہ دو' جو بے وفا تھے۔ جنہوں نے ہم سے تحفظ کا وعدہ کیا اور بے یار و [مدد]گار چھوڑ گئے۔ مجھے صرف میرے نام سے پکارو سردار۔ ہمیں تم سے بہت شکایت ہے۔"

ازلان کی ہچکیاں بندھ گئیں اس نے کہا۔ "ہاں میں تمہارا مجرم ہوں۔" سائنا چیخ مار کر اس [سے] لپٹ گئی۔ اور اس طرح روئی کہ ان کے دل دہل گئے۔ باتو نے آہستہ سے فوہا سے کہا۔ "ان [کے] سینوں میں ماضی کا غبار ہے۔"

بہت دیر کے بعد لڑکی خاموش ہوئی۔ باتو نے کہا۔ "پیاری بیٹی ہمیں گزرے ہوئے واقعات [بتاؤ]۔"

"ہمارے گھر جل گئے۔ سب ہم سے بچھڑ گئے۔ ہم تنہا رہ گئے پہلے روتے رہے پھر بھوک نے [س]ب کچھ بھلا دیا۔ سب پتھروں سے خوراک مانگنے لگے۔ گھاس پھوس کیڑے مکوڑے سب کچھ کھانا [شرو]ع کردیا وہ بھی ختم ہوگیا۔ سب موت کا انتظار کرتے تھے اور جو مرجاتا تھا اس کے بارے میں [سوچ]تے تھے کہ روشنی والے نے اس پر رحم کیا۔"

"سیگارو دوبارہ ادھر آیا۔"

"ہاں ایک بار۔ جلی ہوئی بستی میں گھوڑا دوڑاتا رہا دل کھول کر ہنستا رہا۔ کچھ کوستے دوبارہ [کھ]ڑے کرلئے گئے تھے۔ ادھر' اسی طرف۔ اس نے دوبارہ ان میں آگ لگادی۔ پھر سب سے کہا۔ [اگر] بستی میں ایک بھی کوستہ دوبارہ کھڑا کیا تو سب کو زندہ جلادوں گا۔" یہ دھمکیاں دیکر وہ چلا [گی]ا اور پھر نہیں آیا۔

یہ تفصیل سننے کے بعد باتو نے کہا۔ "ابھی کوئی کوستہ نہ بنایا جائے۔ پہاڑوں میں لاتعداد غار [پڑ]ے ہیں۔ سارا سامان کسی بڑے غار میں منتقل کرو۔ ہر غار کو ان عورتوں اور بچوں سے آباد [کی]ا جائے۔ ہر کام میں ترتیب ہونی چاہیئے۔" بعد کے دن ہر شخص غاروں کی تلاش میں سرگرداں [رہا] اور کئی دن باتو کی ہدایت کے مطابق کام ہوتا رہا۔ ہتھیار احتیاط سے ایک غار میں محفوظ [کر د]یئے گئے۔ میسرہ کی لڑکیاں بھی ہر طرح ساتھ دے رہی تھیں۔ ہر حکم کی تعمیل کررہی تھیں۔ باتو [گ]ھوڑے پر سوار ہو کر دور دور تک کا جائزہ لیتا پھرتا تھا کاشان اور افنان بھی شدید محنت کررہے [تھے پھ]ر ایک دن باتو نے کہا۔

"کل ہم لوگ جارہے ہیں ازلان۔ اب تمہیں ہوشیاری سے یہاں کا نظام سنبھالنا ہے۔"

"جارہے ہو......!" ازلان پر جیسے بجلی گر پڑی۔

"ہاں...... ہماری واپسی جلدی ہوگی۔ ممکن ہے دیر بھی لگ جائے تمہیں یہ بتانے کی [ضرور]ت نہیں ہے کہ بہت ہوشیار رہنا۔"

"لیکن تم کہاں جارہے ہو؟"

"میسرہ کی ان مظلوم عورتوں کیلئے زندہ رہنے کا بندوبست کرنے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"سمجھنا ضروری نہیں ہے۔" باتو نے کہا۔

چاروں لڑکیاں اپنے مخصوص لباس میں آگئیں۔ کاشان نے فوہا سے کہا۔

"اگر ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں تو کیا حرج ہے۔"

"اگر ممکن ہوتا تو باتو بابا تم سے کہتے۔"

"تم کہو۔ اور اگر وہ انکار کریں تو تم بھی جانے سے انکار کردو!"

"سنو۔ اس کے بعد کوئی ایسی بات نہ کہنا جو باتو بابا کے بارے میں ہو ورنہ شاید میں تمہاری طرف رخ کرکے کھڑے ہونا پسند نہ کروں۔" فوہا نے سرد لہجے میں کہا۔

O.....O.....O

سولازریوں کی شکست کو آٹھ روز گزر چکے تھے وہ اپنے ساتھیوں کی لاشیں اسی طرح چھوڑ کر بھاگ گئے تھے بعد میں عقابوں نے انہیں تاریک کنویں کی نذر کردیا تھا۔ میان نے کوئی نیا حکم نہیں دیا تھا وہ ہر شام سوچ کی پہاڑی پر چلا جاتا اور پھر کسی کو اس کی واپسی کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہوتا۔

اس وقت بھی وہ پہاڑی پر موجود تھا اور خاموش کھڑا موت کے تاریک سناٹوں کو گھور رہا تھا دفعتاً اسے قدموں کی چاپ کا احساس ہوا۔ اور وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ غلام ہنگا کے ساتھ شامہ بھی تھی وہ تعجب سے انہیں قریب آتے دیکھتا رہا۔ پھر جب وہ نزدیک آگئے تو اس نے کہا۔ "کیا بات ہے تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو......؟"

"شامہ کچھ کہنا چاہتی ہے آقا......۔"

"یہ جگہ صرف میرے لئے ہے تم جانتے ہو کہ میں یہاں تنہائی کی تلاش میں آتا ہوں۔"

"ہم تیرے وجود سے قائم ہیں آقا۔ تو پریشان ہے تو ہم بھی سکون کھو بیٹھے ہیں۔"

"ہاں...... میں بے سکون ہوں۔ لیکن میری بے سکونی کا حل کسی کے پاس نہیں ہے تمہارا کوئی مشورہ مجھے سکون نہ دے سکے گا۔"

"اس کے باوجود ہم تجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

"کہو......۔" میان بولا۔

"عظیم باغہ...... میرے باپ۔ وہ جس پر میں ناز کرتی ہوں میدان جنگ میں قوی ہیکل سولازری سردار کو تو نے جس مہارت اور دلیری سے شکست دی ہے اس کے چرچے عقابوں کے مسکن میں ہر شخص کر رہا ہے۔ تیرے بھی خواہ فخر کر رہے ہیں اور وہ جو تجھ سے دل میں کدورت رکھتے ہیں اب کہہ رہے ہیں کہ آہ میان توجوں کا توں ہے اس کے بازوؤں میں شیروں جیسی قوت ہے اور اس کے بدن میں چیتوں جیسی پھرتی۔ گزرنے والے وقت نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا۔ مگر تیرے اندر چھپے ہوئے غم سے آشنا ہیں۔ ہمیں تیری ویران تنہائیوں کا احساس ہے۔ اور ہم اس کا حل دریافت کرنا چاہتے ہیں۔"

"اس کا کوئی حل نہیں ہے۔" میان نے کہا۔

"ہے عظیم آقا۔" ہنگا نے کہا۔

"نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں۔"

"ہم نے اس کا حل تلاش کیا ہے باغہ......" شامہ نے کہا اور میان سرد نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا حل تلاش کیا ہے۔"

"ہنگا...... تم بتاؤ۔"

"ایک عورت، عظیم آقا ایک عورت جو تیری زندگی کو نئے سرے سے سنوار لے۔"

"وہ عورت سومایہ ہرگز نہ ہوگی ہرچند کہ میں نے اس کے وجود سے جنم بھی لیا ہے لیکن وہ کبھی مجھے ماں کی صورت میں نظر نہ آئی۔ نہ وہ ممتا کی لاج رکھ سکی اور نہ ایک باوقار بیوی کی۔ قبیلے میں اور عورتیں ہیں جو میان کے قدموں میں آنا فخر سمجھیں گی۔ میں اسے پورے اعتماد سے ماں کہوں گی۔" شامہ نے کہا۔

نہ جانے کیوں میان کو ہنسی آگئی۔ ساتھ ہی شامہ پر پیار بھی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میری عمر پتہ ہے شامہ۔"

"پورا قبیلہ سولازری سردار سے تیری جنگ کا گواہ ہے۔"

"وہ جنگ ہرگز نہ تھی تم لوگ نہیں جانتے۔ آہ، میرے دل پر ایک اور چرکہ لگا ہے اسے قتل کرکے۔ اس کے بیٹے میرے ہاتھوں مارے گئے تھے وہ ان کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ وہ ان کا غم برداشت نہ کرکے موت کو گلے لگانا چاہتا تھا۔ وہ صرف موت کا طلب گار تھا۔ اسے قتل کرکے میں نے غم سے نجات دلائی تھی۔ اور تم جانتے ہو کہ آج تک میں نے ہندان سے بازپرس کیوں نہیں کی۔ جانتے ہو تم یہ بات۔"

"قبیلے کا ہر شخص اس بات پر حیران ہے۔"

"ہاں...... قبیلہ حیران ہوگا۔ لیکن کسی نے غور نہ کیا ہوگا کہ ہر صبح جب میں اپنے کوستے سے باہر نکلتا ہوں تو ہندان کا باپ ہیبان مجھے اس درخت کے نیچے کھڑا نظر آتا ہے جو کوستے سے کچھ فاصلے پر ہے۔ وہ غم آلود نظروں سے مجھے تکتا رہتا ہے۔ نہ وہ کبھی آگے بڑھا نہ اس نے مجھ سے کچھ کہا۔ لیکن مجھے اس کا سارا وجود بولتا نظر آتا ہے۔ وہ اپنے چراغ کی روشنی چاہتا ہے لیکن اس کے گناہ کو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ جس دن میں نے ہندان کا مقدمہ طلب کیا اسے سزائے موت کے سوا کچھ نہ دے سکوں گا۔ میں ایک اور باپ کی آنکھوں کی روشنی ختم کرنے کی ہمت نہیں پا رہا۔ اتنا بزدل، اتنا کمزور ہو چکا ہوں میں اور تم لوگ کسی اور عورت کو میری زندگی میں شامل کرنے کی بات کرتے ہو۔"

"لیکن ہندان قابل سزا ہے اس نے جو کچھ کیا ہے اسے سزا ملنی چاہئے آقا۔" ہنگا نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن ایک اور باپ اس کے ساتھ مرجائیگا۔ میں ہیبان کو موت کی سزا دینا نہیں چاہتا۔ میں آج تک اس کے بارے میں فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں۔"

"لیکن ہم یہ چاہتے ہیں باغہ۔"

"نہیں پیاری بیٹی۔ یہ ممکن نہ ہوگا۔"

"تب ایک اور حل ہے باغہ۔ تو اگر ناراض ہو جائے تو میں ہر سزا کے لئے تیار ہوں۔" شامہ
نے کہا اور میان شامہ کو دیکھنے لگا۔ شامہ نے کہا۔ "ہمیں باگ چلنا ہو گا۔"

"کیا......؟" میان اچھل پڑا۔

"باگ میں ہم شہ بدان سے ملیں گے۔ میں شہ بدان سے معافی مانگوں گی۔ میں اس سے
کہوں گی کہ میرے باپ سے غلطی ہو گئی تھی اب اس غلطی کو معاف کر دیا جائے۔ میں اس سے
کہوں گی کہ میں اس کی پانچویں بیٹی ہوں۔ وہ جسے اس نے غلام روزال کے ہاتھوں ہلاک کرنے کیلئے
روانہ کیا تھا لیکن میں زندہ بچ گئی اور اب اپنی ماں کو واپس لے جانے آئی ہوں۔ مجھے یقین ہے
باغہ۔ میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

میان کے ذہن میں طوفان آگیا تھا۔ وہ شدید ہیجانی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا کتنی عجیب بات کی
ہے شامہ نے۔ کیا ایسا ممکن ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ آہ...... کیا یہ ممکن ہے ہزاروں بار یہ خیال اس
کے دل میں آیا تھا۔ اور ہر بار ماضی بھی اس کے سامنے آجاتا تھا۔ شہ بدان ہمیشہ اس کے انتقام کا
نشانہ رہی تھی اس نے ہر طرح اس پر مشق ستم کی تھی۔ ایک ایک لمحہ اسے یاد تھا ہاں شہ بدان
ہمیشہ ایک باوفا بیوی ثابت ہوئی تھی لیکن میان نے کبھی اسے محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھا تھا یہاں
تک کہ بیٹیوں کی پیدائش بھی اسے شہ بدان کی سازش ہی محسوس ہوئی تھی اور ہر بیٹی کی پیدائش پر
شہ بدان کو شدید ذہنی سزا دی گئی تھی۔ اور اب۔

"اگر تیرا خیال ہے عظیم آقا کہ قبیلے میں یہ جھوٹ کھل جائیگا تو ایسا نہ ہو گا خود شامہ کبھی یہ
قبول نہ کرے گی کہ سومایہ اس کی ماں ہے۔ ہم ایک کہانی گھڑ لیں گے اور یہ ثابت کردیں گے کہ
شامہ، شہ بدان کی بیٹی ہے۔" ہنگا نے کہا۔

"میں اپنے عمل سے ثابت کر دوں گی کہ میں اس کی بیٹی ہوں۔" شامہ نے کہا۔

"تم بہت سادہ لوح ہو۔ بالکل احمق۔ جانتے ہو کتنا وقت گزر گیا۔ وہ سب بچیاں جوان ہو گئی
ہوں گی۔ شہ بدان نے ساری عمر گزاری۔ وہ دیوانی تو نہیں ہے کہ ایک بار پھر میری ذات کے جنم کو
قبول کرے گی۔"

"ہم کوشش کرنا چاہتے ہیں سردار......" ہنگا نے کہا۔

"کون جانے وہ باگ میں ہے بھی یا نہیں۔ کبھی اس کی کوئی خبر بھی نہیں ملی۔"

"ہم تقدیر آزمائیں گے باغہ۔ تو کسی عورت کو اپنے قریب نہیں لانا چاہتا لیکن اگر شہ بدان
دوبارہ تمہارے پاس آجائے تو تمہاری تنہائیاں دور ہو سکتی ہیں۔"

"آہ...... میں اسے بہت یاد کرتا ہوں میں نے اس پر بہت ظلم کیا ہے۔ میں ان مظالم کی سزا
بھگت رہا ہوں۔ آہ میری زندگی کا ہر لمحہ اب اس احساس کے بوجھ تلے دبا ہے کہ میں نے شہ بدان
اور اپنی بچیوں پر بہت ظلم کیا ہے۔ وہ مجھے معاف نہیں کرے گی وہ......" میان نے رخ بدل دیا۔
اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔ وہ اپنے آنسو کسی کو نہیں دکھانا چاہتا تھا۔

"تو عقابوں کا سردار ہے عظیم آقا......) تو نے دوسروں کے فیصلے ہمیشہ کئے ہیں...... ایک
بار۔ صرف ایک بار دوسروں کو اپنا فیصلہ کرنے دے۔ اور اپنے لئے کئے گئے اس فیصلے کو قبول
کرلے۔ ہو سکتا ہے کسی کا کیا گیا یہ فیصلہ تیرے حق میں بہتر ہو۔"

میان کو یہ بات بہت پسند آئی۔ اس نے رخ بدل کر کہا۔ "...... ہاں انوکھی بات ہے۔
انوکھی۔ میں نے ہمیشہ دوسروں کیلئے فیصلے کئے ہیں کوئی میرے لئے فیصلہ کرے۔ ایسا کبھی نہ
ہوا۔ ٹھیک ہے یہ بھی تو ہو۔ ایسا بھی تو ہو۔ ٹھیک ہے ہنگا۔ مجھے تم دونوں کا فیصلہ قبول ہے۔"

ہنگا اور شامہ کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ شامہ مسرت کے عالم میں میان لائی سے لپٹ
گئی۔ اس نے جذباتی لہجے میں کہا۔ "میں شہ بدان کو یقین دلا دوں گی کہ میں اس کی گمشدہ بیٹی ہوں
وہ یہ سب کچھ بھول جائیگی۔ وہ ماضی کے ہر قصے کو فراموش کردی گی۔"

"آہ تو کس قدر باوفا ہے اپنی ماں سے کتنی مختلف۔"

"جب تم مجھے سومایہ کی بیٹی کہتے ہو باغہ تو میرا دل خون ہو جاتا ہے۔ مجھے اس ماں پر شرمندگی
ہوتی ہے جو نہ شوہر سے وفادار رہی نہ اپنی اولاد سے۔ یہ کہنا چھوڑ دو کہ میں سومایہ کی بیٹی ہوں مجھے
صرف اپنی بیٹی کہا کرو۔"

"آئندہ ایسا ہی ہو گا میری روح۔"

"واپس چلو آقا۔ تم جب اداس ہوتے ہو۔ جب پریشان ہوتے ہو تو اس پہاڑی پر آتے ہو۔
ہمارے سامنے ایک تابناک مستقبل ہے جس میں تمہاری خوشیاں ہماری مسرتیں چھپی ہوئی
ہیں تو پھر ہم تمہیں اس پہاڑی پر نہ رہنے دیں گے۔"

"چلو...... آج تم دونوں میرے سردار ہو......" میان نے کہا اور پہاڑی سے واپس چل
پڑا۔ راستے میں وہ دیر تک ان دونوں سے باتیں کرتا رہا۔ آج اس کی اداسی دور ہو گئی تھی۔ رات
گئے تک وہ شامہ سے باتیں کرتا رہا تھا۔ پھر اس نے شامہ سے آرام کرنے کیلئے کہا۔ لیکن باپ بیٹی
دونوں ایک دوسرے کو جاگتا پا رہے تھے۔ یہاں تک کہ صبح کے اجالے نمودار ہو گئے۔ میان نے
مسکرا کر کہا۔ "مجھے علم ہے تم نے بھی پلک نہیں جھپکائی' تم کیوں جاگ رہی تھیں شامہ۔"

"میں سوچ رہی تھی کہ جب شہ بدان کو یہ علم ہو گا کہ میں اس کی بیٹی ہوں تو وہ کتنا خوش
ہو گی۔ وہ...... وہ مجھے اپنی بیٹی سمجھ کر مجھے سینے سے لگا لے گی۔ میں...... میں نہیں جانتی ماں کے سینے
کا لمس کیسا ہوتا ہے۔ عشمہ نے مجھے کبھی سینے سے نہیں لگایا۔ میں نے تو باغہ۔ میں نے تو شفقت کا
لمس اس وقت محسوس کیا تھا جب تم نے مجھے سینے سے لگایا تھا۔ آہ مجھے بہت اچھا لگا تھا۔ بہت
بھلا لگا تھا۔ میرے دل میں ایک اعتماد پیدا ہوا تھا پہلی بار مجھے احساس ہوا تھا کہ اس کائنات میں
میرا بھی کوئی ہے۔"

میان کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ اس نے کہا۔ "آؤ...... نکلتے سورج کو دیکھیں۔ وہ منظر
بہت خوبصورت ہوتا ہے۔"

"چلو باغہ......" شامہ خوشی سے تیار ہو گئی۔ دونوں کوستے سے باہر نکل آئے۔ نرم اجالا سحر
انگیز تھا۔ لیکن دو قدم چل کر میان ٹھٹھک گیا۔ شامہ نے اسے محسوس کیا اور بولی۔ "رک کیوں
گئے باغہ۔" پھر اس کی آنکھوں نے میان کی نظروں کا تعاقب کیا۔ کچھ فاصلے پر درخت کے نیچے
ہیبان کھڑا ہوا تھا۔ شامہ ساکت رہ گئی۔ پچھلی ہی رات میان ہیبان کا تذکرہ کر چکا تھا۔

"آؤ۔" میان نے کہا اور درخت کی جانب قدم بڑھا دیئے۔ دونوں نے محسوس کیا کہ ہیبان
انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہے۔ وہ کچھ دور آگے بڑھے تو ہیبان پیچھے ہٹنے لگا۔ پھر

اس نے فرار ہونے کیلئے رخ بدلا تھا کہ میاں نے اسے پکارا۔ ”ہیبان رک جاؤ۔“ ہیبان لڑکھڑا کر گر پڑا۔ پھر جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اتنی دیر میں دونوں اس کے قریب پہنچ گئے۔ ”ہیبان ادھر یہاں کیوں کھڑے تھے۔“

”معافی چاہتا ہوں باغہ...........“ ہیبان لرزتی آواز میں بولا۔

”تم روز یہاں کھڑے نظر آتے ہو۔“

”ہاں!“ ہیبان مجرمانہ انداز میں بولا۔ میاں نے محسوس کیا کہ اس کی آواز میں نقاہت ہے ہونٹوں پر پپڑی جمی ہوئی ہے۔ وہ بہت لاغر ہو گیا ہے۔ جبکہ پہلے ایسا نہ تھا۔

”کیوں.......؟“ میاں نے کہا۔

”تم سرداری کا دربار صبح کو لگاتے ہو باغہ۔ بہت دن سے تم نے فیصلے نہیں کئے میں یہ دیکھنے آتا ہوں کہ کیا آج تم دربا لگا رہے ہو۔ آج بستی کے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔“

”تمہیں انتظار کیوں ہے؟“

”کیونکہ پہلا فیصلہ......ہندان کے بارے میں ہوگا۔“

میاں لائی بغور ہیبان کا چہرہ دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ ”تیرے بیٹے کو کیا سزا دی جائے ہیبان‘ کیا سزا دی جائے اسے‘ تجھے علم ہے کہ عقابوں پر جنگ اس نے مسلّط کی تھی۔“

”ہاں میں جانتا ہوں........“

”کیا تیرے علم میں تھا ہیبان کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے؟“

”نہیں...... میں نہیں جانتا تھا کہ اس کے ذہن کی گہرائیوں میں یہ سب کچھ ہے‘ اولاد جب جوان ہو جاتی ہے تو ماں باپ کو بچہ سمجھنے لگتی ہے‘ وہ بھی ہمیں بچہ ہی سمجھنے لگا تھا اگر ہمیں علم ہوتا کہ وہ اس دیوانگی کا شکار ہونے جا رہا ہے تب بھی ہم اسے نہیں روک سکتے تھے۔“

”تیری آواز کیوں کانپ رہی ہے۔ کیا بیٹے کی سزا کے خوف سے........“

”ہاں ہم نے فاقہ کشی اختیار کر لی ہے‘ کیونکہ گھر کے چراغ بجھ جانے کے بعد نئے سرے سے سوچنا پڑتا ہے۔“

”کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے تو نے...........“

”ہاں سردار‘ میرا اور میری بیوی کا دل نہیں چاہتا کھانے کیلئے‘ پھر اور بھی بہت احساسات ہوتے ہیں۔ اصل میں ہم ماں باپ ہیں‘ اولاد یہ سب کچھ نہیں سوچتی۔“ ہیبان کوکھلی سی ہنسی ہنس کر بولا۔

”تو جانتا ہے تیرے بیٹے کو کیا سزا ملے گی۔“

”ہاں میں جانتا ہوں‘ اسے موت کی سزا ملے گی اور ملنی چاہئے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے لیکن دیر نہ کر میاں لائی‘ فیصلہ کر دے تو بہتر ہے تاکہ موت کا تعین ہو جائے۔“

میاں لائی نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور آہستہ سے بولا۔

”ٹھیک ہے میں تیری مشکل حل کئے دیتا ہوں۔“ اور اس کے بعد میاں لائی وہاں سے واپس چل پڑا۔ غلام ہنگا کو ہدایت کی کہ بستی والوں کو جمع کر کے کہہ دے کہ ہندان کے بارے میں فیصلہ ہونے والا ہے اور ہنگا اس کی ہدایت پر عمل کرنے نکل کھڑا ہوا۔

بستی کے لوگ جلدی جلدی آکر سردار کے کوستے کے سامنے جمع ہونے لگے یہ معمول کے مطابق تھا۔ ہندان کو قید خانے سے نکال کر لایا گیا اور اس کی حالت بھی بہتر نہ تھی ایک عجیب سی بے بسی اور خوف اس کے چہرے پر طاری تھا۔ میاں لائی نے کہا۔

”ہندان تو میرا بہترین ساتھی تھا۔ تسمورا کے جنگلات میں تو میرے ساتھ تھا۔ سولا زریوں کے ساتھ جو کچھ ہوا جیسے بھی ہوا تو اس کا گواہ تھا۔ وہ کون سا خیال تھا تیرے دل میں جو تجھے سولا زری سردار کے پاس لے گیا جواب دے.........“

”میاں لائی میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا تھا کہ عقابوں کے قبیلے کی سرداری کروں سولا زری سردار کو حملے کی ترغیب دوں اور وہ اپنے بیٹوں کا بدلہ لینے کیلئے عقابوں پر چڑھ دوڑے‘ عقابوں کو زیر کر کے تجھے ہلاک کر دے اور اس کے نتیجے میں سرداری مجھے مل جائے کیونکہ میں نے اس کے بیٹے کے قاتل کی نشاندہی کی تھی۔“

”کیا یہ مجھ سے غداری نہ تھی۔“

”ہاں میاں لائی غدّاری تھی اور اس کے نتیجے میں مجھے عقابوں کی سرداری ملنے والی تھی۔“

”لیکن تو ناکام رہا۔“

”ہاں مجھے میری بری سوچ کی سزا مل گئی۔ ملنی چاہئے تھی میں نے اپنوں سے غدّاری کی تھی.........“

”تو اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہے۔“

”ہاں...... میں نے یہ بھی سوچا تھا کہ سردار بننے کے بعد میں اپنے ماں باپ کو اتنا عیش و آرام دوں گا کہ ایک مثال بن جائے۔“

”دیکھ وہ تیری ماں کھڑی ہے اور وہ تیرا باپ‘ کئی دن سے یہ تیری وجہ سے فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ کیا تجھے اس طرح سوچنا چاہئے تھا۔ کیا اپنے لوگوں کے ساتھ یہی سب کچھ کیا جاتا ہے۔“

”جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب اگر میں شرمندگی یا معذرت کا اظہار کروں گا تو وہ میری بے غیرتی ہوگی۔“

”قبیلے کے لوگو‘ سردار کو وہی فیصلے کرنا ہوتے ہیں جو پہاڑوں کے قانون کے مطابق ہوں اور انصاف پر مبنی ہوں‘ لیکن کبھی کبھی سرداروں کو بھی یہ حق ملنا چاہئے کہ وہ اپنے دل کی آواز پر فیصلے کریں۔ بہت بار ایسا ہوا ہے کہ سرداروں نے اپنے دل کی آواز پر فیصلے کئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں بہت انصاف پسند ہوں یا میں نے تمام فیصلے درست کئے ہیں۔ میرا ایک اور غلط فیصلہ قبول کرو۔ سردار کی حیثیت سے میں تمہارا شکر گزار ہوں گا۔“

لوگوں کو یہ الفاظ کچھ عجیب سے محسوس ہوئے۔ وہ سب خاموش تھے میاں لائی نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہندان بدترین مجرم ہے میں نے اپنے دل میں اسے اس کے جرم کی سزا دے دی ہے‘ وہ اپنی سزا پا چکا ہے اور اب میں اس کی لاش اس کے ماں باپ کے حوالے کر رہا ہوں۔ ہاں ہیبان لے جا اپنے بیٹے کو‘ زندہ سلامت لے جا۔ اسے دیکھ کر خوش ہو‘ خود بھی کھانا کھا‘ اپنی بیوی کو اور اس مردود کو بھی کھلا۔ ہندان عقابوں کو مشکل میں ڈالنے کی بجائے کیا یہ بہتر طریقہ نہیں

تھا کہ تو مجھ سے مبارزت طلب کرتا' اپنی قوت بازو کو آزماتا اور سرداری حاصل کرتا۔ وہ ایک باعزت سرداری ہوتی۔ تعجب ہے عقابوں میں تجھ جیسا بے غیرت انسان کیوں پیدا ہو گیا۔ بیبان اسے لے جا کر اپنے گھر کا چراغ جلا' میں نے اس کا فیصلہ تجھے سنا دیا ہے۔"

ہندان کو آزاد کر کے بیبان کے حوالے کر دیا گیا اور بیبان پاگلوں کی طرح اپنے بیٹے سے چمٹ گیا...... لوگ حیرانی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہے تھے میان نے بڑا عجیب فیصلہ کیا تھا اور اس کے بارے میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں بہرحال سردار کا فیصلہ تھا' قبول کر لیا گیا۔ ایک بزرگ نے کہا۔ "میان لائی نے بے شک اپنا حق استعمال کیا ہے۔ لیکن ہندان کو اب عقابوں میں کبھی عزت کا کوئی مقام حاصل نہیں ہو سکے گا۔ بلاشبہ یہ اس گھرانے کیلئے سزائے موت ہے۔" اور اس کے بعد یہ مجمع منتشر ہو گیا۔ شامہ نے کوستے میں اپنے باپ کے بازو پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

"آہ باغہ میں بیٹی کی حیثیت سے تو تجھ سے محبت اور تیرا احترام کرتی ہی ہوں۔ لیکن آج ایک انسان کی حیثیت سے میرے دل میں تیرا مقام اتنا بلند ہو گیا ہے کہ شاید میں الفاظ میں بیان نہ کر سکوں۔"

"میرے دل میں جو خوشیاں اتر آئی ہیں شامہ۔ اب دل چاہتا ہے کہ کسی کو دکھوں میں مبتلا نہ دیکھوں۔ میں بہت جلد تیاری کر کے باگ کا رخ کرنا چاہتا ہوں اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ مجھے شہ بدان یاد آتی ہے اپنی بیٹیاں یاد آتی ہیں۔ بہت بڑی ہو گئی ہوں گی وہ۔ نجانے کتنی بڑی ہو گئی ہوں گی۔" میان لائی کی آنکھیں سوچ میں ڈوبتی چلی گئیں۔

O......O......O

ان سب کو زیمل بی ہارنوس کی ہدایت پر عزت و احترام کے ساتھ ان کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا گیا پہلے بھی زیمل بی ہارنوس کا رویہ ان کے ساتھ خراب نہیں رہا تھا اور اب اس نے مزید مہربانی کا ثبوت دیا تھا ان لوگوں کے دلوں میں امید کے چراغ روشن ہو گئے تھے۔ لیکن زربدان کا چہرہ بجھا ہوا تھا۔ لیزا نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"وہ جو کوئی بھی ہے لیکن نہایت باکمال عورت ہے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ان پہاڑوں میں کسی نے ذہانت کا ایسا مظاہرہ کیا ہو گا۔ یہ سب کچھ کرنے میں اسے نجانے کیسے کیسے مشکل لمحات سے گزرنا پڑا ہو گا۔ آہ وہ ایک عظیم عورت ہے۔ میں تو ایک اور بات محسوس کر رہی ہوں آسٹرو.........."

آسٹر نے مسکراتی نگاہوں سے اپنی بیوی کو دیکھا اور بولا۔ "کیا؟"

"وہ جس مہربانی سے ہم سے پیش آئی ہے شاید وہ ہمیں یہاں سے نکل جانے کا موقع دے اس کی گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا ہے۔"

"ہاں اس نے بہت نرم رویہ اختیار کیا ہے۔"

"میرا خیال اس سے مختلف ہے مسٹرولین۔" بڈ نے کہا اور لیزا برا سا منہ بنا کر بڈ کو دیکھنے لگی۔

"تم یقیناً کوئی ایسی بات کہو گے جو ہمیں مایوسی کے اندھیروں میں دھکیل دے۔"

"نہیں میں حقیقتوں پر غور کرتا ہوں اور حقیقتوں پر غور کرنا چاہئے۔ آپ کے خیال میں

یہاں سے نکل جانے کی پیشکش کرے گی۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ ہمیں وہ سب کچھ نہ دکھاتی جو پہلے ہے وہ کبھی نہ چاہے گی کہ اس کا راز مہذب دنیا تک پہنچے۔ اگر مہذب دنیا کو یہ معلوم ہو کہ پہاڑوں میں اس طرح ہیروئن کی کاشت ہو رہی ہے اور یہاں سے مہذب دنیا کے لئے وہ مال بھیجا جاتا ہے' جو دنیا کے نوجوانوں کو ختم کر رہا ہے تو میرا تو یہ خیال ہے کہ مشترکہ طور پر ملانے کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اتنا سب کچھ بتانے والی اس قدر احمق تو نہیں ہو گی کہ اپنے راز کو اس طرح باہر نکال دے۔" آسٹرولین پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا لیکن لیزا بے نیازانہ انداز میں بولی۔

"تم فضول باتیں کرتے ہو۔ میں دعوے سے کہتی ہوں کہ وہ ہمیں یہاں نہیں رکھے گی۔ ہم کسی کے کام کے بھی نہیں ہیں اور پھر ہم تو بے ضرر لوگ ہیں کیا وہ اتنی عقلمند نہ ہو گی کہ ہمارے بارے میں اندازہ لگا سکے۔ بلکہ میں تو دعوے سے یہ کہتی ہوں کہ اس ملاقات میں اس نے یہ اندازہ لگا لیا ہو گا اور ہمیں اپنے لئے بے ضرر پایا ہو گا۔ جن ہیلی کاپٹروں کا اس نے ذکر کیا ہے تم دیکھ لینا وہ انہی کے ذریعے واپس بھجوائے گی۔" لیزا نے کہا۔ بڈ خاموش ہو گیا۔ آسٹرولین بولا۔

"اس کے ساتھ وہ بوڑھی عورت کون تھی......؟"

"پتہ نہیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"بہرحال وہ ہمیں ضرور یہاں سے جانے کی اجازت دے دے گی۔" لیزا نے کہا اور پھر زربدان کی جانب دیکھ کر بولی۔

"تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے زربدان۔ بھئی دیکھو ہم تمہاری اس دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے ہم نے اس بات کو دل سے مان لیا ہے کہ ہم تمہیں خلوص دل کے ساتھ یہاں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن زربدان یہاں وہ سب کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو تم چاہتی ہو ہم تو تمہیں بھی یہی مشورہ دیں گے کہ اب تم یہاں سے نکلنے کے بارے میں سوچو۔"

"نہیں آنٹی' میں ایک بار پھر اپنے الفاظ دہراؤں گی۔ قصور میرا تو نہیں ہے آپ نے میرے دل میں ان پہاڑوں کے لئے اس قدر محبت جگا دی ہے کہ اب یہاں غیر ملکیوں کا تسلط دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ اگر میرے بس میں ہوا تو میں آپ کو سب سے پہلے یہاں سے نکل جانے کا موقع فراہم کروں گی۔ میری بات رہنے دیجئے۔ آنٹی' میں اپنے ملک کی بہتری کی جدوجہد کرتے ہوئے یہیں مرجانا چاہتی ہوں۔ ان پہاڑوں کی سربلندی ان کا وقار چاہتا ہے کہ یہاں پہاڑ والوں ہی کی حکومت قائم رہے۔ ورنہ آپ دیکھ لیجئے۔ یہ لوگ میری اس سرزمین کو جرائم کا اڈہ بنانے میں مصروف ہیں کیا کیا کچھ کر ڈالا ہے انہوں نے یہاں۔"

"آہ خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ' تمہیں خدا کا واسطہ' کہیں تمہارے الفاظ نہ سن لئے جائیں ورنہ ہم سب بھی عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔"

"میں اس لئے خاموش تھی آنٹی اور آپ کے حکم کی تعمیل میں اب پھر خاموش ہو جاتی ہوں۔"

فضا پر ایک بوجھل سا سناٹا طاری ہو گیا تھا اور اس کے بعد کسی نے کچھ نہ کہا۔ وہ آرام کے لئے بستر پر لیٹ گئے۔ دوسرا دن معمول کے مطابق تھا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جو قابل ذکر ہوتی۔

سب کے سب خاموشی اور اداسی کا شکار رہے تھے البتہ ان کے لئے کچھ اور آسائشیں فراہم کر دی گئی تھیں۔ لیکن دوسری رات سبز شعاعوں نے ایک بار پھر ان کی جانب سفر کیا اور وہ سبز روشنی میں نہا گئے اب انہیں علم ہو چکا تھا کہ یہ روشنی زیمل بی ہارنوس کو ان سے اس قدر قریب کر دیتی ہے کہ ان کے سانسوں کی آوازیں بھی سنی جا سکیں۔ تب انہیں زیمل کی آواز سنائی دی۔

"الاتوشیہ تم سے مخاطب ہے باہر کے دوستو۔ کل کی ملاقات کے بعد یقیناً تم نے میرے بارے میں بہت سے اندازے لگائے ہوں گے اور مجھ پر تبصرے کئے ہوں گے۔ بہرحال تم اچھے لوگ ہو تم سے ملاقات کرکے خوشی ہوئی۔ اب جو سوال میں تم سے کرنا چاہتی ہوں مجھے غور کرکے اس کا جواب دو کیا تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو۔"

"ہاں ڈیر زیمل بی ہارنوس...... ہاں ہم تمہاری مہربانیوں سے ایک بار پھر زندگی کی جانب دیکھنے لگے ہیں۔" لیزا نے جلدی سے کہا اور جواب میں اس کی ہنسی سنائی دی پھر اس نے کہا۔

"بہتر ہے کہ اب تم مجھے الاتوشیہ کہہ کر ہی مخاطب کرو' کیونکہ یہاں میرا یہی مقام ہے۔ وہ ایک ذاتی ملاقات تھی جو میں نے مہذب دنیا کی ایک عورت ہونے کے ناتے تم سے کی اور تم سے اپنا اصل تعارف کرایا۔"

"سوری مقدس الاتوشیہ ہم نے تجھے اپنے دل کی بات بتا دی۔" لیزا نے کہا۔

"مسٹر آسٹرولین تم ایک شاندار مہم جو ہو مجھے ایسے لوگوں سے مل کر ہمیشہ خوشی ہوتی ہے جنہوں نے اپنی زندگی ایک خوبصورت دفتر میں بیٹھ کر نہیں گزاری ہوتی۔ بلکہ وہ دنیا کے سرد و گرم سے لڑتے ہیں' تمہارے لئے یہ خوشخبری ہے کہ میں تمہیں جانے کی اجازت دیتی ہوں۔"

لیزا کے حلق سے قلقاری نکل گئی تھی۔ آسٹرولین اور بڈ بھی عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگئے تھے الاتوشیہ نے پھر کہا۔ "تمہیں خوراک کے بہتر ذخائر اس طرح پیک کرکے دیئے جائیں گے کہ خراب نہ ہو سکیں اور یہاں سے نکلتے ہوئے تم انہیں استعمال کر سکو اس کے علاوہ ذریعۂ سفر کیلئے میں تمہیں تمہاری تعداد کے مطابق خچر فراہم کر دوں گی۔ یہ پہاڑوں کی بلندیوں کو عبور کرنے میں بڑے معاون ثابت ہوتے ہیں تمہیں ایسے ہتھیار بھی دے دیئے جائیں گے جن سے تم راستے میں پیش آنے والے کسی بھی حادثے سے نمٹ سکو۔"

"کیا یہ نہیں ہو سکتا مقدس الاتوشیہ۔" لیزا نے کہا...... لیکن الاتوشیہ کی آواز ابھری۔

"میری گفتگو ختم ہو جانے دو اس کے بعد میں تمہاری بات سنوں گی۔"

"میں معافی چاہتی ہوں الاتوشیہ' زندگی پانے کی خوشی میں یہ گستاخی ہوگئی تھی۔"

"ٹھیک ہے تو میں کہہ رہی تھی مسٹر آسٹرولین کہ اگر تم یہاں سے نکل جاؤ تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔ یہ تمہاری جدوجہد پر منحصر ہے کہ تم بیرونی دنیا کا راستہ تلاش کر لو۔ لیکن اگر تمہیں یہاں سے نکلنے میں دقت پیش آئے اور تم اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکو تو پھر تمہیں واپس یہیں آنا ہوگا جب تم یہاں آ جاؤ گے تو میں تمہیں الاتوشیہ کے مقدس شہر میں خوش آمدید کہوں گی تمہیں یہاں اپنی خدمات سرانجام دینا ہوں گی۔ اصل میں میرا مقصد اس سے صرف یہ ہے کہ میں اپنی کاوشوں سے باخبر رہنا چاہتی ہوں۔ میں یہ اندازہ لگانا چاہتی ہوں کہ میری مرضی کے بغیر کیا یہاں سے کوئی باہر نکل سکتا ہے۔ کیا میرے خلاف ایسی کوئی سازش ہو سکتی ہے جس سے یہاں

کے رہنے والوں اور رہنے والوں کو آسانی حاصل ہو سکے۔ میں اپنے لئے سازش کے وہ دروازے بند کرنا چاہتی ہوں اور تم جیسے ذہین لوگ مجھے اس راستے سے روشناس کرائیں گے جن سے کوئی میری مرضی کے بغیر یہاں سے نکل سکتا ہو یہ سب کچھ ضرورتیں کل دن کی روشنی میں پوری کر دی جائیں گی اور اس کے بعد تم مشرقی حصے میں سفر کرو گے۔ تم جانتے ہو کہ مغربی حصہ تمہارے لئے مخدوش ہے۔ میں نے تمہیں یہاں ایک پُرسکون رہائش پیش کی ہے۔ لیکن مغربی حصے میں جہاں مقامی قبیلے رہتے ہیں داخل ہونے پر تمہیں صرف موت کی سزا دی جائیگی چنانچہ تمہیں مشرقی حصے سے ہی کوشش کرنا چاہئے۔ ہاں اگر تم اپنے آپ کو بہت زیادہ ذہین سمجھتے ہو اور ان پہاڑیوں کے ہاتھوں مرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گی۔ اتنا میں ضرور بتائے دیتی ہوں تمہیں کہ مہذب دنیا تک جانے کا صحیح راستہ اس سمت ہے چنانچہ کل دوپہر کے بعد تم اپنے سفر کا آغاز کرو گے اور اپنی تمام تر ذہانت کو بروئے کار لاتے ہوئے یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو گے بس مجھے یہی خبر دینی تھی تمہیں۔"

روشنی بجھ گئی' لیکن ان کے ذہنوں میں سناٹے اتر آئے تھے یہ عجیب و غریب پیشکش ان کیلئے ناقابل یقین تھی۔ بہت دیر کے بعد آسٹرولین نے کھوکھلی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"بڈ کا کہنا غلط تو نہیں تھا لیزا۔ میں تو اس وقت بھی اس سے سو فیصدی متفق تھا لیکن تمہاری بات نہیں کاٹنا چاہتا تھا وہ کبھی نہ چاہے گی کہ اس کا راز ان وادیوں سے باہر جائے اور ہم مغربی سمت سفر کرکے کبھی مہذب دنیا تک جانے کا راستہ نہیں پا سکیں گے۔ ہمارے عقب میں بھی موت ہے بہرحال ہمیں اس کی اس ہدایت پر عمل تو کرنا ہی ہوگا۔"

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا' یہ بات سب ہی جانتے تھے کہ وہ اپنی مرضی سے ایک لمحہ یہاں نہیں رک سکتے۔ الاتوشیہ اگر کہتی ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ تو اس کا مقصد نکل جانا ہی ہوگا۔

بڈ نے آہستہ سے کہا۔ "اس کے باوجود مسٹر آسٹرولین ہم کوشش کریں گے کہ یہاں سے نکل جائیں۔ اس نے ہمارا راستہ روکنے کے لئے تو نہیں کہا اس نے تو یہ اجازت دی ہے کہ اگر ہم نکل سکتے ہیں تو ہم یہاں سے نکل جائیں' وہ ایسے مخدوش راستوں سے واقف ہونا چاہتی ہے۔" بڈ یہ الفاظ کہہ کر خود ہی خاموش ہوگیا' کسی نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ الاتوشیہ کے بہتر رویئے سے جو آس بندھی تھی وہ ٹوٹ گئی تھی۔ اور ایک بار پھر وہ اداسیوں میں ڈوب گئے تھے۔

O......O......O

کچھ عجیب نظام تھا ان آبادیوں کا۔ یہاں اقدار تھے' پہاڑوں کے قانون تھے لیکن یکجہتی نہیں تھی انسانی ہمدردی کے وہ جذبے نہیں تھے جن سے انسانیت کو فروغ ملتا ہے۔ بے مقصد دشمنیاں نہیں تھیں لیکن وہ جذبات بھی نہیں تھے جن سے جینے میں آسانی ہوتی ہے۔

سنہری بستیوں کا سلسلہ طویل تھا۔ اور در حقیقت انہیں یہ نام غلط نہیں دیا گیا تھا۔ یہ آبادیاں قدرتی وسائل سے مالا مال تھیں یہاں سر سبز کھیت' پھلوں سے ڈھکے باغات' خوبصورت جنگلات' سب کچھ تھا لوگوں کے چہروں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ خوشحال ہیں لیکن ان خوشحال آبادیوں میں کوئی بھی ایسی نہ تھی جس نے میسرہ کی حالت زار پر توجہ دی ہو۔ کسی نے سیگارو کے ظلم کی مذمت نہیں کی تھی۔ وہ ایسا کیوں کرتے۔ وہ خوشحال تھے۔

چنانچہ پہلی خوشحال بستی کو پہلے حادثے سے دوچار ہونا پڑا۔ جب تاروں بھری رات کے

پرسوز سناٹے کو گولیوں کی آواز سے چھلنی کردیا۔ سردار برزانہ سمجھ بھی نہ پایا تھا کہ یہ کیسی بھاری ہوئی ہے اور گولیاں چلانے والے کون ہیں کہ چند دیو ہیکل افراد اس پر چھا گئے۔

اسے اور اس کے بیوی بچوں کو گردنوں اور بالوں سے پکڑ کر کھلے میدان میں لے آیا گیا۔ جدھر سے مزاحمت ہوئی وہاں لاشیں گریں۔ چند لمحات میں دہشت چھاگئی اور ساری بستی دم بخود ہوگئی۔

"اگر اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی چاہتے ہو تو سو گھوڑے اناج اور پھلوں سے لاد کر ہمارے حوالے کردو۔ دو سو کھالیں اور لباس' پچاس بندوقیں اور یہ کام اتنی جلدی ہو کہ آسمان رنگ نہ بدلنے پائے۔ دیر لگی تو صبح سورج کا رنگ سرخ ہوگا۔" خوفناک آواز نے کہا۔

"حمارس' ایسا ہی کرو......" دہشت زدہ سردار نے کہا۔

اور یہ کام شاید حکم دینے والوں کی توقع سے جلدی کردیا گیا تھا۔ سازو سامان کا جائزہ لیا گیا اور اس کے بعد گھوڑے بستی سے باہر ہنکائے جانے لگے۔ لیکن لوٹ مار کرنے والے احمق نہ تھے۔ ایک گھوڑے پر برزانہ کو بھی سوار کرالیا گیا تھا۔ اس سے کہا گیا تھا کہ بستی کی سرحد سے آگے نکلنے کے بعد اسے واپسی کی اجازت دیدی جائیگی تاکہ عقب سے کوئی بدمعاملگی نہ ہو۔ سردار نے برزانہ سے کہا۔

"ایک بھی شخص پیچھے آنے کی کوشش نہ کرے۔ حمارس اس کی نگرانی کرنا۔"

وعدے کی پابندی کی گئی۔ اور برزانہ خیریت سے بستی واپس آگیا لیکن دوسری صبح ساری بستی کے کام معطل ہوگئے ہر شخص حیران تھا کہ یہ کیا ہوا۔ وہ کون تھے۔ دشمن بستیوں پر غور کیا گیا۔ تحقیقات کے فیصلے کئے گئے۔ لیکن شمارا خود ویسی ہی مصیبت سے گزری تھی وہی انداز...... وہی طریقۂ کار...... سو گھوڑے اناج' دو سو کھالیں اور لباس' پچاس بندوقیں مع کارتوس۔ چنانچہ برزانہ کا یہ خیال تو باطل ہوگیا کہ یہ حرکت شمارا کے سردار ابریسا کی تھی البتہ دوسری بستیوں کو ہوشیار کرنے کی ضرورت کسی نے نہ محسوس کی جس حادثے سے وہ گزرے ہیں دوسرے کیوں نہ گزریں۔ وہ بھی اس نقصان سے کیوں نہ گزریں۔ کون کسی کا نقصان پورا کردے گا۔ چنانچہ خاموشی ہی اختیار کی گئی اور یکے بعد دیگرے سات بستیاں اسی طرح لٹ گئیں اب صورتحال کی سنگینی کو محسوس کیا جانے لگا تھا لیکن کام کرنے والوں کا کام بن گیا تھا۔ اس سے زیادہ سازو سامان کو نہ تو سنبھالا جاسکتا تھا نہ ان گھوڑوں کو قابو میں رکھا جاسکتا جو مسلسل مشقت کررہے تھے۔ چنانچہ باتو نے واپسی کا سفر اختیار کیا اور بے شمار لشکر جرار جو پانچ انسانوں کے علاوہ سات سو گھوڑوں پر مشتمل تھا اتنا سازو سامان سنبھالے ہوئے تھا کہ سفر کرنا مشکل ہوجائے۔ میسرہ کی سرحد میں داخل ہوگیا۔ تباہ شدہ بستیاں جوں کی توں تھی البتہ ازلان نے ایک بار پھر وہاں کی آبادیوں کو زندگی کی جانب متوجہ کردیا تھا۔ بے شک باتو کی ہدایت کے مطابق ابھی ساری آبادی میسرہ کے اطراف میں قدرتی مکانات تک محدود تھی۔ لیکن اب ذرا ان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی جارہی تھی۔ جس قدر لباس تقسیم کئے جاسکتے کردیئے گئے جو ذخیرہ باتو لیکر آیا تھا وہ بھی ابھی اتنا تھا کہ کافی عرصے ساتھ دے سکے۔ کاشان اور افنان اپنی نئی دنیا تعمیر کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن چہروں کی اداسی ابھی دور نہیں کی جاسکی تھی وہ جانتے تھے کہ عورتوں کی اس آبادی میں مردوں کا فقدان ہے۔ اور وہ سب اپنے اپنوں کو زندگی

بھول پائیں گے جو سیگارو کے ظلم کا شکار ہوئے تھے اور بھی بہت سے ایسے عوامل تھے جو ...کے سامنے آرہے تھے لیکن ان سے چشم پوشی اختیار کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں ...جب پہاڑ کی بلندیوں سے کسی نے گھوڑوں کے اس سمندر کو میسرہ کی جانب بہتے ہوئے ...فوراً ہی ازلان کو اطلاع دی گئی اور ازلان نے بھی بلندیوں سے وہ سب کچھ دیکھا اور چکرا کر ...تھا بھلا ان شہسواروں کو وہ کیسے نہ پہچان سکتا تھا جن کی تعداد پانچ تھی اور ان کے سوا صرف ...ہی گھوڑے تھے جو بوجھل قدموں سے اس سمت آرہے تھے زندگی کی بدترین مشقت کرنے ...وہ اس طرح تھک گئے تھے کہ انہیں سنبھل کر چلنا مشکل ہورہا تھا۔ لیکن انہیں لانے ...نہایت چابک دست تھے اور جانتے تھے کہ گھوڑوں کو کیسے سفر کرایا جاسکتا ہے۔ ازلان نے ...دونوں بیٹوں کو طلب کرلیا اور لرزتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"آہ وہ اور توشے ہیں۔ برکتوں کے دیوتا اور دیکھو۔ وہ گھوڑوں کی فوج لے آئے ہیں۔ آہ ...سب کچھ ہمارے لئے ہیں۔"

"ان کا استقبال کریں۔" کاشان نے کہا۔

"ہاں چلو۔"

ازلان باتو سے ملا اور کاشان اور افنان شیرایہ اور فوہا سے۔ ازلان نے خوشی سے لرزتی ہوئی ...میں کہا۔ "آسمان سے اترنے والے کاش میسرہ کی تقدیر میں تو اس وقت شامل ہوتا' جب میسرہ ...ما۔"

افنان نے شیرایہ سے کہا۔ "اب اس وقت تو اپنے چہرے کو پوشیدہ نہ رکھو جب تم یہاں آگئی ...میری آنکھوں کی بینائی متاثر ہوگئی ہے۔"

شیرایہ نے کھال کا نقاب اتار کر کہا۔ "کیوں تمہاری بینائی کو کیا ہوا ہے؟"

"ایک عرصہ گزر گیا ہے۔ سورج کی پہلی کرن جب زمین کا رخ کرتی ہے تو میری آرزو ہوتی ...اس کرن کا منہ دیکھنے سے قبل میں تمہارا چہرہ دیکھوں۔ اور میں کسی نہ کسی طرح اس میں ...ب ہوجاتا ہوں۔ لیکن آہ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب خواب ہوگیا ہو۔ میں نے بارہا سوچا کہ ...نا چھوڑ لوں۔ کیونکہ وہ چہرہ ہی کھوگیا تھا۔"

کاشان بے قراری سے کہہ رہا تھا۔ "کیا تم دوبارہ اسی طرح جاؤ گی فوہا۔"

"سب کچھ باتو بابا جانتا ہے۔"

"اگر دوسری بار مجھے ساتھ نہ لیا گیا تو میں اس پہاڑ کی سب سے اونچی بلندی سے کود کر خود کو ...ش کرلوں گا۔"

"میسرہ کیلئے یہ سب کچھ دیکھ کر تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔"

"ہوئی ہے کیونکہ اس کے ساتھ تم بھی ہو۔"

باتو نے گھوڑا آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "نوجوان اور طاقتور لڑکیوں کو مشقت پر آمادہ کرو۔ ...ہمیں بڑے بڑے غاروں میں محفوظ کرنے ہوں گے۔ ان کی تقسیم کا ایک نظام قائم ہونا ...سب سے اہم مسئلہ گھوڑوں کی پرورش کا ہے۔ ان کیلئے سب سے پہلے ہمیں گھاس کی ...فراہمی کرنی ہوگی۔ اور اس سے پہلے ان کے قیام کیلئے مناسب بندوبست فی الحال ان کی خوراک

آس پاس کے جنگلوں سے حاصل کی جائیگی۔" ازلان نے باتو کے احکامات سنے اور گردن خم کر کے
پھر اس کے بعد گھوڑے آگے بڑھائے جانے لگے۔ چاروں طرف سے میسرہ کی عورتیں باہر نکل آئی
تھیں۔ یہ سب کچھ جو آیا تھا۔ ان کے لئے ناقابل یقین تھا۔ باتو کے ساتھ ساتھ لڑکیاں کاشان
افنان اور ازلان بھی مصروف ہوگئے۔ باتو بڑی مہارت سے احکامات دے رہا تھا۔ اس کے اندر
بے شک حکمرانی کی صلاحیتیں تھیں۔ سارا دن کام ہوتا رہا۔ رات کے قیام میں باتو نے ازلان سے
کہا۔

"تمہیں نہایت محنت سے میسرہ کو دوبارہ آباد کرنا ہے ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ میسرہ
کے گرد پہاڑی پتھروں کی ایک بلند و بالا دیوار بنائی جائے اس کے تین دروازے رکھے جائیں۔ اگر
بستی آباد ہونے سے پہلے ہم اسے بری نگاہوں سے محفوظ رکھ سکیں۔"

ازلان نے آہستہ سے کہا۔ "بے شک ایسا ہی ہوگا حالانکہ ہمارے پاس مردوں کی کمی ہے۔"

"میرے ساتھ یہ سب کچھ حاصل کرنے والی چاروں لڑکیاں ہیں اگر تم ان عورتوں کو یہ
احساس دلاؤ گے کہ وہ صرف عورتیں ہیں کمزور اور ناتواں' تو ان کی ناتوانی بڑھ جائیگی۔ وہ اپنے
مردوں سے محروم ہیں اور جینے کی خواہش ہر دل میں ہے۔ ان سے کہو کہ اگر جینا مقصود ہے تو جینے
والوں کی طرح کام کریں۔ ہمیں سختی کرنا ہوگی۔ جو محنت سے گریز کریں انہیں پیلی اور بدنما گھاس کی
طرح کاٹ دو۔ چند عورتیں ہلاک ہوں گی تو دوسری عورتوں کے اندر خودبخود کام کرنے کا جذبہ پیدا
ہوجائیگا۔ یہ حکم نافذ کردو کہ شدید محنت نہ کرنے والے کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں اسے زندگی
سے محروم کردیا جائیگا......" ازلان نے خوف کی نگاہوں سے باتو کو دیکھا اور اس کے لہجے کا کھرا
پن اس بات کا اظہار کرتا تھا کہ اگر خود ازلان اس حکم سے گریز کرے تو اس کے لئے بھی زندگی
مشکل ہوجائے گی۔

O......O......O

مہذب دنیا سے شیطانی ارادے لیکر آنے والا شانگ زندگی ہار چکا تھا۔ اور شمران نے کوئی
نیک جذبے کے تحت نہیں بلکہ اپنی شیطانی فطرت کے تحت ایسا کیا تھا۔ لیکن اس میں کوئی شک
نہیں کہ یہ ایک اچھا کام تھا۔ البتہ اس کام کی انجام دہی کے بعد بھی شمران مطمئن نہیں تھا۔

"لاگا..... کیا تجھے عقابوں کا مسکن یاد آتا ہے۔" شمران نے لاگا سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں پچھلے بہت دنوں سے یہ سوچتا ہوں۔ انسان کی عظمت میں کتنی ہی تبدیلیاں کیوں
نہ رونما ہوجائیں وہ اپنی اصل کبھی نہیں بھولتا۔ ہماری اصل عقابوں کا مسکن ہے۔"

"زمین سے جو رشتہ قائم ہوتا ہے وہ کبھی نہیں ٹوٹتا۔ لیکن ہماری زمین ہمارے لئے خونی
جگہ بنادی گئی ہے اور اس کا محرک صرف میان لائی ہے۔"

لاگا نے مسکراتی نگاہوں سے شمران کو دیکھا اور کہا۔ "کیا تیرے دل میں اس کے لئے
نرم گوشہ موجود ہے۔ بالآخر وہ تیرا باپ ہے شمران......"

"نہیں...... میں دل کی بات تجھ سے کہنے میں کبھی کوئی مشکل محسوس نہیں کرتا لاگا۔ میں
نے جب بھی اس کے بارے میں سوچا اپنے اور اس کے درمیان اجنبیت کا ایک ایسا رشتہ پایا جو
میری سمجھ میں کبھی نہیں آسکا اور اس نے ثبوت بھی ایسے ہی دیئے۔ مجھے بتا کیا اس نے میرے

ساتھ کوئی رعایت برتی کیا اس نے باپ ہونے کے ناتے مجھے کوئی فوقیت دی۔ سردار ہے وہ قبیلے کا۔
اس کے حکم سے کوئی سرتابی نہیں کرسکتا۔ دبنگ ہے طاقتور ہے۔ لیکن جس طرح وہ مجھے تسمورا کے
جنگلات سے گرفتار کرکے لایا اس نے میرے دل میں اپنے لئے ہر جذبے کو فنا کردیا۔ ایک عورت کا
تصور بھی ہے میرے دل میں اور وہ میری ماں ہے لیکن نجانے کیوں' نجانے کیوں لاگا۔ میں نے اس
سے بھی وہ محبت نہیں پائی' میں سوچ اور جذبات سے محروم انسان نہیں ہوں کبھی کبھی کچھ لمحات
ایسے بھی آتے ہیں جب میں مختلف باتوں پر غور کرتا ہوں تب مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میری
زندگی میں ایک خلاء ہے ایک ایسا خلاء جس میں مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔" شمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہم ان لوگوں کی مانند گفتگو کرنے لگے ہیں جو احمقانہ قسم کے جذبات رکھتے
ہیں۔ ہمارا منصب کچھ اور ہے ہماری منزل کچھ اور ہے۔ اب یہ بتا شمران کہ آئندہ کیا کیا جائے۔
شانگ تو اپنی موت مرچکا۔"

"میرا منصوبہ وہی ہے کرشانہ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور یہاں کی سرداری میرے لئے
بے مقصد...... میں یہاں نہیں رہنا چاہتا۔ ہمارے پاس ہتھیاروں کے کافی ذخائر ہیں۔ کرشانہ کے سو
جوانوں کا انتخاب کر اب تو بوڑھے بھی ہمارے ہمنوا ہوگئے ہیں ہم نیک جذبوں کا اظہار کرکے ان
سو تربیت یافتہ جوانوں کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ عقابوں کے مسکن کے اطراف ہمیں اچھی طرح
معلوم ہیں تکونے پہاڑ بآسانی ان لوگوں کو چھپا سکتے ہیں۔ یہ سو مسلح افراد ہمارے نگران اور محافظ کی
حیثیت سے ہمارے ساتھ چلیں اور تکونے پہاڑوں میں جا چھپیں جہاں سے عقابوں کے مسکن کو
بآسانی نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔ اور یہ بات بھی مجھے ایک بار میان لائی نے ہی بتائی تھی کہ یہ پہاڑی
عقابوں کیلئے سب سے مخدوش پہاڑی ہے اور اگر کبھی ہمارے دشمنوں کو ہم پر حملہ کرنے کا خیال
آیا اور ان کا ذہن اس پہاڑی کی جانب متوجہ ہوگیا تو یہ ایک مشکل جگہ بن جائیگی اور وہ جگہ واقعی
عقابوں کے لئے مشکل بن جانی چاہئے۔ پھر یوں ہوگا کہ میں عقابوں کے مسکن میں جاکر میان لائی
سے مبارزہ طلب کروں گا۔ اور اسے مجھ سے جنگ کرنا ہوگی اس مبارزے میں' میں ضرور اسے
شکست دے دوں گا۔ ہاں اگر میان لائی درمیان میں یہ شوشا چھوڑنے کی کوشش کرے کہ میں ایک
مجرم ہوں اور آبادی کا مفرور...... تو پھر اسے راہ راست پر لانے کیلئے ہمارے یہ سو جوان ایک ایک
شخص کو بھون کر رکھ دیں گے۔ انہیں یہی ہدایت دینا ہوگی اور اس انداز میں ان کی تربیت کرنا
ہوگی۔"

لاگا سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔ "ہاں بہترین منصوبہ ہے۔ لیکن کیا تو کرشانہ کیلئے سردار
منتخب کرکے جائیگا۔"

"یہ سوچنا پڑے گا۔" شمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ سوچنے والی بات ہی نہیں ہے کرشانہ والے بھی فرشتے نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے تو
کسی کو سردار مقرر کردے اور نیا سردار ہمیں سو جوان دینے کیلئے تیار نہ ہو۔ نہیں یہ کسی طور
مناسب نہیں ہے۔ تو سردار کی حیثیت سے ان جوانوں کو تیار کر۔ اور انہیں یہ نہ بتا کہ تیرا مقصد کیا
ہے جس طرح یہ شانگ کیلئے کام کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے اسی طرح اب بھی انہیں تیار کرلے بعد
میں کیا ضروری ہے کہ ہم کرشانہ کے بارے میں سوچیں۔"

"اور اگر وہ جوان کرشانہ واپس آنا چاہیں۔"

"تو وہ واپس آجائیں۔ انہیں انعام و اکرام کے ساتھ واپس آنے دیا جائے۔ بلکہ تو انہی میں سے کسی بہادر کو سردار منتخب کرکے کرشانہ روانہ کردے۔"

"دلچسپ بات ہے وہ ہمارا شکر گزار رہے گا۔" شمران مسکرا کر بولا۔

"ایک اور بات پر تو نے غور نہیں کیا شمران۔" لاگا نے کہا۔

"وہ کیا۔"

"کیا تو میان لائی کو مبارزے میں شکست دے سکے گا۔" لاگا نے کہا اور شمران سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے چہرہ اٹھایا تو اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"ہاں۔ میں ایسا کرسکتا ہوں۔ میری تربیت میان نے ہی کی ہے۔ میں اس کے لڑنے کا انداز جانتا ہوں۔ وہ بوڑھا ہوچکا ہے اور مجھ سے زیادہ پھرتیلا نہیں ہے۔ میں اسے اسی کی تربیت سے شکست دوں گا۔ اس کے علاوہ لاگا۔ اگر میں اپنی زندگی کے اس سب سے بڑے کام کی تکمیل نہ کرسکا تو مجھے جینے کا کوئی حق نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ اس مبارزے میں مجھے فتح حاصل ہوگی۔"

"تو پھر ہمیں تیاریوں میں دیر نہ کرنی چاہئے۔" لاگا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے تیاریاں شروع کردے۔" شمران نے آہستہ سے کہا۔

لاگا نے شمران کی ہدایت کے مطابق کرشانہ کے بہترین جوانوں کا انتخاب شروع کردیا۔ کرشانہ والے شمران سے بہت خوش تھے۔ خاص طور سے اس وقت کے بعد سے جب شمران نے شانگ کو ختم کردیا تھا۔ کرشانہ کے بوڑھے بھی شمران کے گرویدہ ہوگئے تھے۔

"ہمارا سردار جو قدم اٹھائے گا۔ وہ پہاڑوں کی روایات کے تحفظ اور پہاڑ والوں کی بہتری کے لئے ہوگا۔ اس لئے کرشانہ کا ہر جوان سردار شمران کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔"

"مجھے ان لوگوں کی محبت اور تعاون حاصل ہے لاگا۔ لیکن میں اپنے آپ کو ہمیشہ تشنہ محسوس کرتا ہوں۔ میری یہ تشنگی عقابوں کے مسکن جاکر ہی دور ہوگی۔"

"میں سمجھتا ہوں شمران۔ تو ان لوگوں کا جائزہ لے لے جنہیں میں نے منتخب کیا ہے۔"

شمران نے ان طاقتور اور جنگ و جدل میں مشاق جوانوں کو دیکھا اور بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا۔

"ان جوانوں کے ساتھ تو میں اور بھی کئی قبیلوں کی سرداری حاصل کرسکتا ہوں۔"

"یہ تیار ہیں شمران۔ اب صرف تیرے حکم کی ضرورت ہے۔"

"ان جوانوں کو تو نے کیا بتایا ہے؟"

"ان میں سے کسی نے نہیں پوچھا کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ وہ ہم پر اتنا ہی اعتماد کرتے ہیں۔" لاگا نے کہا اور شمران مسکرانے لگا۔ اس نے کہا۔ "تو پھر ان سے کہہ دے کہ ہم پرسوں اپنے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں۔" وقت مقررہ پر شمران نے اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر کرشانہ کے لوگوں سے کہا۔ "اور ممکن ہے اس بار ہماری واپسی میں طویل وقت صرف ہوجائے۔ میرے پیچھے کرشانہ کے جوان کرشانہ کا تحفظ کریں اور غفلت نہ برتیں۔"

"جب تو واپس آئے گا شمران' تو کرشانہ کو ایسا ہی پائے گا جیسا اس وقت چھوڑ کر جا رہا ہے۔" لوگوں نے کہا تب شمران نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھادیا۔ کرشانہ کے جوان اس کی پیروی

رنے لگے۔ شمران لاگا کے مشورے سے ایسے راستے اختیار کررہا تھا کہ آبادیوں سے فاصلے رہیں۔ ے کے مطابق انہوں نے تسمورا کے جنگلات کو راہنما بنایا تھا اور جب وہ بساری کے نزدیک گزرے تو عقابوں کے نشیمن کے درست راستے کا تعین ہوگیا۔ چونکہ یہ شکار کا موسم نہیں تھا لئے راستے سنسان ملے۔ یہاں تک کے وہ مقام آگیا جہاں ان جوانوں کو پوشیدہ کرنا تھا۔ یہاں نے کے بعد ان جوانوں کو ان کا کام سمجھایا گیا اور وہ آنکھیں بند کرکے اپنے کام پر آمادہ ہوگئے۔

شمران بہت پُرجوش نظر آرہا تھا جبکہ لاگا کسی قدر پریشان تھا۔ "میں تیرے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ رہا ہوں لاگا۔"

"ہاں۔ ایک خیال مجھے الجھائے ہوئے ہے۔"

"کیا؟"

"جہاں تک ہمارا کام ہے وہ تو ہم سرانجام دے سکتے ہیں لیکن اس وقت تیری ذمے داری تجھ پر عائد ہوتی ہے۔ شمران میرے دوست' تجھے خطرناک مقابلہ کرنا ہوگا۔"

"میں خود کو فاتح قرار دے چکا ہوں' تو فکر نہ کر......!" شمران نے اعتماد سے جواب دیا۔

O......O......O

ازلان کا خیال تھا کہ ناتواں لڑکیاں' نحیف و نزار بوڑھے اس سخت کام کو سرانجام نہیں دے سکیں گے اور اسے باتو سے شرمندگی ہوگی لیکن صورت حال بالکل مختلف رہی۔ میسرہ کو آباد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ فوہا نے سب سے پہاڑی غاروں سے نکل آنے کے لئے کہا۔ پھر انہیں بتایا کہ انہیں میسرہ کے گرد حصار قائم کرنا ہے اور وہ طریقۂ کار بتائے گی۔ تب فوہا اور اس کی بہنوں نے پہاڑی پتھر کاٹنے کی مہم کا آغاز کیا اور میسرہ کی عورتیں چٹانوں کی دشمن بن گئیں۔ بوڑھے اور رہ لوگوں نے گروہ بنائے اور جوانوں سے زیادہ محنت سے کام شروع کردیا۔ انہوں نے اپنے ے کو بروئے کار لاتے ہوئے درختوں سے تنے کاٹ کر جوڑے اور بڑی بڑی رسیاں ان تنوں میں ہ کر انہیں گھوڑوں سے منسلک کردیا۔ اس طرح باتو نے میسرہ کو مزید وسیع کرکے اس کی حدوں کے لئے جو نشان بنائے تھے وہ پہاڑی چٹانوں سے اٹ گئے اور جگہ جگہ تراشی ہوئی چٹانوں کے پہاڑ بن گئے۔ پھر ان پتھروں کی کٹائی کا کام شروع ہوا اور بچے تک اس کام میں مصروف گئے۔ ان سب کی دلچسپی ازلان کے لئے باعث حیرت تھی۔ عورتیں' مردوں سے زیادہ محنت ری تھیں۔ سورج نکلے کام شروع ہوجاتا اور سورج ڈھلے بند۔ لیکن دیکھا یہ جاتا کہ لوگ آدھی ت کو اٹھ گئے اور کام شروع۔ باتو نے ازلان کی حیرت کے جواب میں کہا۔

"انسان کی فطرت ہے...... وہ پالیتا ہے تو بھول جاتا ہے اور کھونے کے بعد یاد کرتا ہے۔ یہ وکر پانے کی جدوجہد کررہے ہیں۔ یہ اپنی تعمیر چاہتے ہیں۔"

پتھروں کی کٹائی ہوگئی۔ مٹی کے آمیزے سے ٹکڑے جوڑنے کا کام شروع ہوا۔ افنان' ثان اور ازلان خود بھی کام میں شریک تھے۔ چٹانی حصار کی تکمیل ہوئی۔ درختوں کے تنوں کے ازے بنائے گئے اور حصار کے اندر بستی تعمیر ہونے لگی۔ جفاکش لڑکیاں معمار بن گئیں۔ ہر گھر مل گیا۔ سردار کا کوستہ الگ بن گیا۔ کام ختم ہوا تو بدن ٹوٹنے لگے۔ انہیں کام چاہئے

تب باتو نے ہتھیار ان کے سامنے انبار کر دیئے۔ فوہا نے کہا۔ "زمین پر گرا گھاس کا تنکا بھی ایک مؤثر ہتھیار ہے اگر اسے درست جگہ استعمال کیا جائے۔"

"وہ کیسے؟" باتو سے قریب کھڑے ازلان نے پوچھا۔

"تم اسے پوری مہارت سے دشمن کی آنکھ میں داخل کر سکو تو۔" باتو نے جواب دیا۔

تربیت دینے والی لڑکیاں شیرایہ' فوہا' سمنانہ اور غلمانہ تھیں...... اور ان کی جنگی مہارت دیکھ کر ازلان دنگ رہ گیا۔

"ان کا تربیت کنندہ کون ہے۔" اس نے پوچھا۔

"وقت......!" باتو نے جواب دیا۔

"کیا تم نہیں؟"

"میں انہیں صرف راستہ دکھانے والا ہوں۔"

"آہ بڑے بڑے سورما ان کے مقابل نہیں ہو سکتے۔" ازلان نے کہا۔

میسرہ کی تعمیر جاری رہی۔ ہر ذی روح متحرک تھا بستیاں اسی لگن سے تعمیر ہوتی ہیں میسرہ کے اطراف کھیتوں اور درختوں کے جھنڈ لگ گئے۔ خوبرو لڑکیاں آتش بن گئیں۔ فوہا اور باقی لڑکیوں نے میسرہ کی ہر ضرورت پوری کر دی اور سنہری بستیوں کے سردار مجبور ہو گئے کہ ایک دوسرے سے اتحاد کریں۔ سرداروں کو دعوت دی جانے لگی کہ اپنے اختلافات بھول کر یکجا ہو جائیں اور طلایہ گرد دستے بنائے جائیں کہ آخر وہ پانچ طوفان کون ہیں جو ان آبادیوں کو کنگال کئے دے رہے ہیں۔

کئی قبیلوں کا ایک وفد میسرہ کے سامنے سے بھی گزرا۔ وفد کے ایک رکن نے کہا۔

"تمہیں یاد ہو گا کہ ان علاقوں میں ایک آبادی میسرہ کے نام سے بھی تھی۔"

"ہاں...... اس کا سردار ازلان تھا۔"

"اور آس پاس کی آبادیوں پر سیگارو کا خوف طاری ہو گیا تھا۔ ہر سردار اس خوف کا شکار ہو گیا تھا کہ کہیں سیگارو اس سے ناراض نہ ہو جائے۔"

"سیگارو نے اعلان بھی کیا تھا کہ میسرہ دس بار بھی آباد ہوا تو اسے دس بار تباہ کر دیا جائے گا۔ دوسری بستیوں سے بھی کہا گیا تھا کہ وہ میسرہ میں موجود عورتوں کی نہ تو مدد کریں اور نہ انہیں اپنے گھروں میں آباد کریں۔ کسی بھی قبیلے کے مرد میسرہ کی لڑکیوں سے شادی نہ کریں۔"

"ایک بار میں ادھر سے گزرا تھا۔ میں نے میسرہ کے باہر کئی انسانی ڈھانچے دیکھے تھے جو بھوک سے مرنے والی عورتوں اور بچوں کے ڈھانچے تھے۔ آہ میری روح کانپ گئی تھی۔"

"ارے دیکھو...... وہ کیا ہے؟"

"کہاں......؟"

"وہ اس طرف...... وہ دیکھو۔"

"احمق شخص پہاڑی سلسلہ ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"آہ روشنی والے کی قسم...... وہ پہاڑیاں نہیں۔ یہ تو میسرہ کا علاقہ تھا اور یہ قدرتی پہاڑ نہیں تم ان کا انداز نہیں دیکھ رہے۔ ذرا قریب چلیں حقیقت معلوم ہو جائے گی۔" اور انہوں نے وہ عظیم الشان پتھریلا حصار دیکھا جو میسرہ کے گرد قائم تھا۔ وہ انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔

"یہ میسرہ ہے۔ کیا اس دیوار کو میسرہ کی عورتوں نے تعمیر کیا ہے۔ بھوکی اور لاچار عورتوں

ناممکن ہے۔"

"نہیں کچھ ناممکن نہیں ہے۔ روشنی والے نے انسان کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ وہ اسے ہے کہ وہ برے سے برے حالات میں جینے کی راہ نکال لے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نسل انسانی آباد نہ ہوتی۔" وفد میں شامل ایک تجربے کار بزرگ نے کہا پھر بولا۔ "آؤ...... اپنا ہمارا مقصد کچھ اور ہے میسرہ کے بارے میں تحقیقات نہیں۔" اور وہ آگے بڑھ گئے۔

باتو نے افنان' کاشان اور ازلان کے علاوہ چاروں لڑکیوں کا اجلاس طلب کیا۔ پھر انہیں بولا۔ "میسرہ میں موجود عورتوں کی تعداد کتنی بھی ہے ہم انہیں ایک پورے قبیلے سے جنگ کرواتے ہیں۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ اب سیگارو پر حملے کا وقت آ گیا ہے۔ کیا تم لوگ اپنا ے کے لئے تیار ہو۔"

"قابل صد احترام باتو۔ تو نے اپنی نیک نفسی سے کام لیتے ہوئے آج تک مجھے میسرہ کا سردار میں تو بالکل اس قابل نہیں ہوں۔ نہ میرے بیٹے...... ہم شکست خوردہ تھے۔ میسرہ تو نے ے۔ لوگ کسی کو سردار کہیں لیکن ہمارا سردار تو ہے۔"

"یہ باتیں میرے لئے ناپسندیدہ ہیں۔ سیگارو پر حملے کے لئے لڑکیوں کو تیار کیا جائے۔" باتو

تنہائی میں ازلان نے اپنے بیٹوں سے کہا...... "بات خشک پہاڑوں میں رہنے والے ہے' وہ جنگجو اور خونخوار ہیں۔ کیا عورتیں ان سے لڑ سکیں گی؟"

"انہیں شکست دیں گی!" کاشان نے کہا۔

"کیا تم لوگ مطمئن ہو......!"

"ہاں! پوری طرح۔" افنان نے کہا۔

نے ہدایات دیں اور پہاڑوں کی تاریخ کا سب سے انوکھا لشکر میسرہ کے حصار سے باہر حسین نوجوان لڑکیاں جن کے سراپا نسوانیت کی تمام رعنائیوں کے مظہر' جنہیں دیکھ کر نور مکمل ہو جائے' لیکن جو بد صورت کلہاڑوں' نیزوں' تیر و ترکش سے آراستہ' بندوقیں گھوڑوں کی پشت پر اس طرح چست کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو۔ باتو نے سپاہ کے لئے لباس تیار کرائے تھے کہ ان کے حسن میں بے پناہ اضافہ ہو جائے۔ سب سے انوکھی بات یہ اور دوسری لڑکیاں بھی ایسے ہی لباس زیب تن کئے ہوئے تھیں یہ باتو کا حکم تھا......!

صرف چند افراد تھے جو اس سپاہ کی کمان کر رہے تھے۔ ان کے گھوڑے سے تشماش پہنچنے لگے۔ ازلان رہبری کر رہا تھا اور لشکر کی رفتار تیز تھی۔ پھر جب ازلان کے کہنے کے کا فاصلہ کم رہ گیا تو باتو نے لشکر روک لیا۔

"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر توجہ دی جائے...... میسرہ کی لڑکیو! جب ہمیں آبادی نظر آ جائے تو اپنے گھوڑوں کو اتنی رفتار سے دوڑاؤ کہ تشماش والوں کو اپنے محل سے کھولنے کا موقع بھی نہ مل سکے۔ آبادی میں داخل ہو کر صرف عورتوں اور

بوڑھوں کو نشانہ بناؤ۔ دوبارہ سنو! صرف عورتوں اور بوڑھوں کو خبردار ایک بھی عورت زندہ نہ بچے۔ مقابلہ کرنے والے جوان ہوں گے انہیں صرف زخمی کرو' لیکن اس طرح کہ وہ اپاہج نہ ہوں انہیں فوراً گرفتار کرلو...... انہیں باندھنے کے لئے رسیوں کے انبار ساتھ لے لئے گئے ہیں میرے تمام احکامات کا خیال رہے......!"

ازلان اور دوسرے اس حکم پر ششدر رہ گئے تھے' لیکن باتو کے حکم پر تبصرہ ناگوار گزرتا تھا' البتہ کاشان نے فوہا سے کہا۔

"کیسا انوکھا حکم ہے' ناقابل یقین۔ کیا تمہیں اس کی وجہ معلوم ہے؟"

"نہیں! لیکن ایسا ہی کیا جائے گا۔" فوہا نے کہا اور کاشان گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

سخت' سیاہ آتش زدہ پہاڑی چٹانوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ بے آب و گیاہ زمین کا آغاز ہوتے ہی فوہا کے گھوڑے نے زقند بھری اور تینوں لڑکیوں کے حلق سے ہولناک چیخیں بلند ہونے لگیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے فوہا کے پیچھے لگا دیئے وہ ابتداء سے ہی لڑکیوں کی کمانڈر تھی۔ چنانچہ میسرہ کی لڑکیوں کے گھوڑے بھی ان کے پیچھے دوڑنے لگے۔ ازلان اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو سنبھالا ہی تھا کہ باتو نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ہم لوگ ان کے ساتھ لڑتے ہوئے اچھے نہیں لگیں گے ہماری تعداد ہی کیا ہے؟ صرف چار مرد...... چھوڑو یہاں رک کر جنگ کے نتیجے کا انتظار کرو۔ آہ دیکھو جنگ شروع ہوگئی۔"

"لیکن باتو!...... کاشان بے چینی سے بولا۔

"انتظار کرنا زیادہ بہتر ہے کاشان۔" باتو بولا۔

"ہم فوہا وغیرہ کی حفاظت تو کرسکیں گے۔ انہیں نقصان نہ پہنچ جائے۔"

"جنگ میں نقصان پہنچتا ہے' کسی نہ کسی کو نقصان ضرور پہنچتا ہے' اگر وہ مرگئیں تو مجبوری ہوگی۔ انہیں خود اپنی حفاظت کرنے دو۔" باتو نے جواب دیا۔

"ہم دونوں کو ہی جانے دو۔" افنان نے کہا۔

"ازلان! انہیں بتاؤ' پارٹی لیڈر میں ہوں۔" باتو کرخت لہجے میں بولا۔ پھر اس نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا...... "جس طرح کی جنگ وہاں ہو رہی ہے وہ تمہارے لئے پریشان کن ہوگی۔ تم نہ دیکھ پاؤ گے جو وہاں ہوگا۔" باتو کے لہجے پر وہ کانپ گئے تھے۔ قشماش میں شور قیامت برپا ہوگیا اور ان کے دل کانپ رہے تھے۔ لیکن باتو کے چہرے پر آسودگی تھی' وہ اس طرف متوجہ بھی تھا اور اس کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا......!

O......O......O

میان نے راتوں کو سونا چھوڑ دیا تھا۔ ہنگا باگ جانے کی تیاریاں کررہا تھا' شامہ خوش نظر آرہی تھی اور میان سوچوں میں گم رہنے لگا تھا۔ اس کے ذہن میں ماضی کی پرچھائیاں رقص کرتی رہتی تھیں۔ بات تو بہت دور سے شروع ہوجاتی تھی' لیکن وہ ان لمحات پر زیادہ غور کرتا تھا شہ بدان اس کے کوستے میں آئی تھی۔

"میں جانتا ہوں تو ماضی نہ بھول سکے گی' لیکن میں تجھے سالا زور سے زیادہ چاہتا ہوں۔ تجھے اس سے زیادہ خوش رکھوں گا۔"

"سالا زور کی کہانی ختم ہوچکی ہے۔ اب تو میرا مالک ہے میان۔"

شہ بدان نے یہ سچ کہا تھا۔ مگر میان نے کبھی اس سچ کو قبول نہیں کیا۔ اس نے ہمیشہ شہ بدان کو اس نام سے اذیت دی۔ یہاں تک کہ اس نے اسے دربدر کردیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں باگ چلی جاؤں گی۔ سوچ کی پہاڑی پر میان نے دعا مانگی۔

"روشنی والے! میں تجھ سے مانگنے کے قابل نہیں ہوں۔ لیکن بوڑھے کہتے ہیں کہ تجھ سے ہر حال میں مانگا جائے' میری آرزو ہے کہ شہ بدان باگ میں موجود ہو' زندہ ہو' خوش ہو۔ میری بچی زندہ سلامت ہو اور وہ بھی جسے اس کے باپ نے اس دنیا میں آنکھ کھولنے میں سزا غصّے میں دی تھی۔ آہ! روزال تو کہاں ہے۔ میری بچی کہاں ہے؟"

"تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں۔ باغ...... ہم سفر کے لئے تیار ہیں۔"

"بستی والوں کو اس سفر کے بارے میں کیا بتاؤ گے؟"

"باپ بیٹی غلام کے ساتھ سیر کرنے جارہے ہیں اور کیا؟"

"ہاں ٹھیک ہے۔" میان لائی نے کہا۔

"ہمیں کب روانہ ہونا ہے؟"

"کل کسی بھی وقت۔"...... میان نے جواب دیا۔ شامہ اس خوشی میں رات بھر نہ سو سکی تھی' صبح اس نے جلدی جلدی تیاریاں کیں' میان پر لرزہ سا طاری تھا اور بمشکل خود کو سنبھالے ہوئے تھا کہ اچانک ہنگا پاگلوں کی طرح کوستے میں گھستا چلا آیا۔ اس کا سانس پھول رہا تھا۔ چہرہ سرخ ہو رہا تھا' اس نے پھولے سانس کے ساتھ کہا۔

"آقا! وہ...... وہ آگیا ہے' وہ بستی میں داخل ہوگیا ہے۔ اور...... اور......"

"خود کو سنبھال ہنگا۔ کس کے بارے میں کہہ رہا ہے؟" میان نے سرد لہجے میں کہا۔

"شمران...... شمران۔" ہنگا نے کہا اور میان کے بدن کو زوردار جھٹکا لگا۔ چند لمحات کے لئے وہ چکرا کر رہ گیا۔ اسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔ ہنگا نے کہا...... "مبارزہ طلب کررہا ہے۔ بستی والوں نے اسے گھیر لیا ہے۔ وہ اسے اسی طرف لا رہے ہیں۔"

آہستہ آہستہ میان کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔ اس نے خود کو سنبھال کر کہا...... "اسے گرفتار نہیں کیا گیا؟"

"وہ خونریزی پر آمادہ ہے۔ بستی کے لوگ تیرے حکم کے بغیر خونریزی کا آغاز نہیں کرسکتے۔"

ابھی یہ گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ کوستے کے باہر شور ابھرنے لگا۔ شمران کوستے کے سامنے پہنچ گیا تھا۔

"تو باہر جا ہنگا۔ میں تیار ہوکر آتا ہوں۔" ہنگا باہر نکل گیا' شمران اپنے چار دوستوں کے ساتھ جنگی لباس میں ملبوس اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور کہہ رہا تھا۔

"پہاڑوں کے قانون کے مطابق میں سردار میان لائی سے مبارزہ طلب کرتا ہوں۔ میان لائی مجھ سے مقابلہ کرے۔"

کچھ لمحوں کے بعد میان لائی کوستے سے برآمد ہوا...... اور مجمع پر سکوت طاری ہوگیا۔ میان لائی آہستہ آہستہ بڑھا اور کوستے کے سامنے بلند جگہ کھڑا ہوگیا پھر اس نے گرجدار آواز میں

کہا...... "مشیر قریب آجائیں!" عقابوں کے مسکن کے زیرک بوڑھے میاں کے نزدیک آگئے تو
میاں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پہاڑوں کے قانون میں مبارغے کی رسم احترام کا درجہ رکھتی ہے اور اسے ہر قیمت پر ادا
کرنا ہوتا ہے۔ میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا' لیکن...... ایک شخص اگر مجرم ہو' مفرور
ہو تو کیا وہ مبارغے کا حق رکھتا ہے؟"

"ہرگز نہیں! پہلے وہ اپنی سزا پوری کرے پھر اسے مبارغے کا حق حاصل ہو سکتا ہے۔"
بوڑھے مشیروں نے کہا۔

"یہ عذر لنگ ہے' سردار میاں لائی میرے خوف سے عذر تراش رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ
میری رگوں میں اسی کا خون گردش کررہا ہے وہ بوڑھا ہے اور میں جوان۔ اسے صرف اپنی شکست کا
خوف ہے......" شمران نے کہا۔

میاں کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے زہر خند سے کہا...... "آہ! روشنی
والے کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس شرمساری سے دوچار نہ کیا کہ میرا خون اتنا گندا ہے' ورنہ
آج مجھے دہری شرمندگی سے دوچار ہونا پڑتا۔" شمران۔ میاں کی بات نہ سمجھ سکا تھا' لیکن دوسرے
سمجھ گئے۔ شمران پھر بولا۔

"میاں لائی! تم نے مجھے مجرم قرار دے کر مجھ سے سرداری کا حق چھین لیا ہے۔ لیکن.....
اگر ایک مجرم کو سرداری کا حق حاصل نہیں ہے تو میں عقابوں کے سمجھ داروں سے سوال کرتا ہوں
کہ کیا سارغہ کے ساتھ دھوکہ دہی کرکے سرداری حاصل کرنے والا مجرم نہیں ہے؟ کیا ایک مجرم
عقابوں کا سردار نہیں ہے؟ وہ کہانی مجھ سے پہلے کی ہے اور میں اس کا گواہ نہیں ہوں۔ لیکن ایک
اور کہانی بھی ہے۔ جس کا چشم دید گواہ میں ہی نہیں بلکہ میرے یہ چار دوست بھی ہیں۔ معزز سردار!
روشنی والے کی قسم کھاکر کہو کہ کیا تسمورا کے جنگلات میں بے گناہ سولا زریوں کو تم نے دھوکے سے
اپنی گولیوں سے نہیں بھون ڈالا؟ کیا تم نے ایسا نہیں کیا......؟"

میاں تلملا گیا...... یہ کاری ضرب تھی اور اب تو یہ کہانی عقابوں کو بھی معلوم ہو چکی تھی۔
ہرچند کہ سولا زریوں کو شکست ہوگئی تھی۔ لیکن جنگ میاں کے اس عمل کی وجہ سے ہوئی تھی اور
عقابوں کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑی تھی۔ اس بات سے بہت سے لوگ میاں کے مخالف
ہوگئے تھے۔ لیکن کسی نے سردار کی دشمنی مول لینے کی ہمت نہیں کی تھی۔

"تم نے جواب نہیں دیا معزز سردار......" شمران نے پوچھا۔

"بزرگو! تم جواب دو......!" میاں خونخوار لہجے میں بولا۔

"کم از کم اس سلسلے میں شمران جو کچھ کہتا ہے وہ ٹھیک ہے میاں۔ اس وقت تو نے اپنے بیٹے
کو بچانے کے لئے ایک چال چلی تھی جو ہر طور جرم ہے اور تیرے اس جرم کی سزا عقابوں کو بھگتنی
پڑی۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں وقت نے کچھ اور ثابت کردیا۔ بے شک تو سردار ہے اور
تیرے فیصلے آخری ہوتے ہیں۔ لیکن تیرے کچھ فیصلے بھی غلط ہیں جیسے بوستانہ کے مجرم کے لئے
صرف قید' جبکہ اسے اس کے گندے جرم کی سزا موت کی شکل میں ملنی چاہئے تھی۔ الخت بانہ اور
دوسرے لوگوں کی زندگی' ہندان کے لئے سزا معاف کرنا' جب ایک مجرم سرداری کے منصب پر فائز

ے تو دوسرا مجرم اس سے مبارغہ طلب کرسکتا ہے۔" ایک جرائت مند مشیر نے کہا اور میاں
ا گیا۔ اس کے سینے میں چنگاریاں دوڑ رہی تھیں۔ اس نے خونی نظروں سے شمران کو
ے کہا۔

"اب بھی اپنے سرداری کے حق کو استعمال کرتے ہوئے تجھے گرفتار کرسکتا ہوں' لیکن
ہ اور سوچا ہے۔ میں تیرا مبارغہ قبول کرتا ہوں' ایک مجرم کو سزا دینا میرا فرض ہے اور یہ
مبارغے میں تجھے قتل کرکے پورا کرسکتا ہوں' لیکن سن! اس مبارغے میں تجھے شکست
ل نہیں کروں گا' میں تجھے زندہ گرفتار کرکے بوستانہ کے حوالے کردوں گا تاکہ میرے بھائی
ے تعلقات بہتر ہوں' مجھے یہ مبارغہ قبول ہے۔"

مران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے میاں کی بات پر خاموشی ہی اختیار کئے
یاں نے اپنے آدمیوں سے کہا...... "مبارغے کی تیاری کی جائے......" اور اس کے بعد
پنے کوتے میں داخل ہوگیا۔ شدید سنسنی پھیل گئی تھی اور ہر شخص اعصابی کشیدگی میں قید
جانے کیوں لوگ محسوس کررہے تھے کہ آج عقابوں کے مسکن میں کسی نئی داستان کا آغاز
لا ہے۔ مبارغے کا میدان تیار کیا جانے لگا۔

عقابوں کے نشیمن میں یہ سب سے زیادہ سنسنی خیز دن تھا حالانکہ سولا زریوں کا حملہ بھی اپنی
ے اعتبار سے خطرناک تھا لیکن اس میں سب شریک تھے بات ایک غیر قبیلے کی تھی جسے اگر
ہو جاتی تو ہر گھر پر تباہی نازل ہوتی۔ انہوں نے مل کر بے جگری سے اپنے گھروں کا تحفظ کیا
یہ معاملہ بالکل مختلف تھا اور یہ بھی سچ تھا کہ اگر کچھ لوگ میاں کے طرفدار تھے اور اس کی
ے خواہاں' تو بہت سے ایسے تھے جو شمران کی فتح چاہتے تھے۔ بہت طویل عرصہ ہوگیا تھا جب
ا عقابوں کا سردار تھا اور بہت سے لوگوں کو اس سے اختلاف تھا۔

سیع و عریض میدان میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ لوگ اس سنسنی خیز مبارغے کا انتظار
تھے۔ شمران کا گھوڑا میدان کے درمیانی حصے میں کلیلیں کررہا تھا وہ ہتھیاروں سے لیس تھا
شان سے اپنے گھوڑے کو کدا رہا تھا۔ تب کچھ دیر کے بعد میاں اپنے گھوڑے پر سوار
کے میدان میں داخل ہوا اور اسے دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ بڑی شان تھی
انداز میں اس کی چوڑی کلائیاں دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ گزرا ہوا وقت میاں پر اثر
نہ ہوسکا تھا اور ان کلائیوں کی ضرب شمران برداشت نہیں کرسکے گا۔ ایک بزرگ نے

میاں' شمران پر حاوی رہے گا' تم دیکھ لو' اس جوان لڑکے میں وہ شان نہیں ہے جو میاں
"

اور وہ تجربے کار بھی ہے۔" دوسرے شخص نے کہا۔
اس کی ایک اور وجہ بھی ہے۔"
یا؟"
شمران' میاں کی اولاد نہیں ہے۔ ورنہ اس وقت لوہے کی کاٹ دیکھنے کے قابل ہوتی۔"
ہاں یہ بات بھی درست ہے۔"

شمران نے اپنا گھوڑا روک لیا۔ پہلی بار اس نے میان پر غور کیا تھا۔ اس نے پہلا
نگاہ مختلف تھی لیکن اس وقت کا میان وہ تھا جو اسے قتل کر سکتا ہے۔ شمران کچھ بہت زدہ سا ہو
اور خاموش نگاہوں سے میان لائی کو دیکھنے لگا۔

لاگا خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔ "روشنی والے کی قسم یہ وقت شمران پر بڑی
ہم پر بھی کٹھن ہے اگر شمران کو شکست ہوگئی تو تم کیا سمجھتے ہو' ہم بچ جائیں گے۔ میان شمران
شکست دے کر گرفتار کرلے گا اور ہم بھی اس کے جرم کے شریک قرار دیئے جائیں گے۔"

"کیا شمران شکست کھا جائے گا؟" دوسرے ساتھی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"روشنی والا جانے۔"

نقیب نے مبارغے کے آغاز کا اعلان کیا۔ اور میان نے اپنا کلہاڑا سنبھال لیا۔ شمران
کلہاڑا سنبھال کر تیار ہوگیا۔ اس نے خود کو خوف سے آزاد کرا کے زمین میں ایک طریقہ کار
اور دونوں گھوڑے ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے۔ میان ست روی سے آگے بڑھا تھا لیکن
اچانک اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بجلی کی طرح شمران کے گھوڑے کے نزدیک پہنچ
گیا اس کے ساتھ ہی اس نے کلہاڑے والا ہاتھ چلایا اور شمران اپنے .... گھوڑے کی پشت
پر لیٹ گیا لاگا کے منہ سے "واہ" نکل گئی۔ اس کی آنکھوں میں چمک لوٹ آئی۔ اس کا مطلب
کہ شمران جاگ رہا ہے اور موقع کی نزاکت کو سمجھ رہا ہے اگر وہ جوانی اور طاقت کے جوش میں
ہوتا تو میان کے کلہاڑے کی ضرب کو اپنے کلہاڑے پر روکتا اور اس کے نتیجے کے بارے میں کچھ
نہیں کہا جا سکتا تھا۔

میان کئی گز آگے نکل گیا پھر گھوڑا سنبھال کر واپس پلٹا۔ پوری قوت سے چلائے ہوئے
کلہاڑے کی جھونک نے اس کے بدن کو شدید جھٹکا دیا اور اس کی بائیں پسلی چڑھ گئی تھی۔ لیکن اس
نے بالکل توجہ نہیں دی اور گھوڑے کو دوبارہ شمران پر چڑھا دیا۔ شمران تیار تھا۔ میان نے اس بار
پہلے کی طرح وار نہیں کیا تھا۔ بلکہ قریب آکر وہ شمران پر کلہاڑا گھمانے لگا۔ اس عمل سے وہ پسلی
تکلیف کو بھی دور کرنا چاہتا تھا۔ اور شمران نے اپنا کلہاڑا جوابی حملے کے لئے استعمال نہیں کیا
بلکہ اس کی تیز نگاہیں صرف میان لائی کے کلہاڑے پر جمی ہوئی تھیں اور وہ ڈرے ڈرے سے انداز
میں اپنے آپ کو میان لائی کے حملوں سے بچا رہا تھا۔ لاگا کا چہرہ ایک بار پھر اتر گیا جب اس نے
محسوس کیا کہ شمران کسی قدر خوفزدہ نظر آنے لگا ہے۔ اگر اس پر میان لائی کا خوف مسلط ہو گیا تو
اس کا بچنا محال ہے۔ دیکھنے والوں کو بھی یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ شیر دل میان لائی اپنے مد مقابل
خاطر میں لائے بغیر اسے حملہ کرنے کا موقع نہیں دے رہا اور شمران صرف اپنا دفاع کر رہا ہے
اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ شمران کے دفاع کرنے کا انداز نہایت ماہرانہ تھا اور میان
ایک بار بھی اس کے جسم کو نہیں چھو سکا تھا۔ یہ ایک نوجوان کے بدن کی لچک تھی' جب کہ اگر
انداز میں شمران اس پر تابڑ توڑ حملے کرتا تو میان لائی کو اس برق رفتاری سے اپنے بدن کو
دینے میں تکلیف ہوتی۔ میان لائی دانت بھینچے اپنے مد مقابل پر حملے کرتا رہا اور اس کا بازو شل
تب شمران نے اپنے گھوڑے کو ایک ایڑ دی اور گھوڑا میان لائی کی زد سے نکل گیا۔ میان لائی
اپنے گھوڑے کو سنبھالا اور اس کا رخ سامنے کی سمت کر کے شمران کو خونی نگاہوں سے گھورنے

پسلی چڑھ جانے کی وہ تکلیف تھی جو ابھی تک رفع نہیں ہوئی تھی دوسرے یہ کہ اس
برق رفتاری سے مسلسل حملے کئے تھے اور وزنی کلہاڑے کو ہر سمت گھمایا تھا اس سے اس
کو تھکن پیدا ہو گئی تھی' شمران اپنا کلہاڑا لہرانے لگا۔ ایک بار پھر اس نے گھوڑے کو
دوڑایا اور میان لائی نے پوری قوت سے شمران پر آخری وار کیا لیکن اس کا نتیجہ میان لائی
کے لئے بہت ہی برا نکلا۔ شمران تو پہلے ہی یہ کوشش کر چکا تھا کہ اس کی ضرب کی زد میں نہ
آئے لیکن چونکہ وزنی کلہاڑا بہت زیادہ قوت سے گھوما تھا اور میان لائی نے اپنے طور پر یہ آخری
ضرب لگائی تھی اس لئے وہ گھوڑے پر اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور بائیں سمت زمین پر آرہا۔ تب
لوگوں نے سمجھا کہ اصل میں اس چالاک نوجوان کا مطمع نگاہ کیا تھا شمران نے گھوڑے پر سے زقند
لگائی اور اس کا ایک پاؤں میان لائی کے کلہاڑے پر جم گیا۔ اس نے اپنا کلہاڑا بلند کیا اور لوگوں کی
آنکھیں بند ہو گئیں۔ میان لائی اس کے کلہاڑے کی زد میں تھا اور شمران کا ہاتھ آہستہ آہستہ جھک

میان لائی کے ہاتھ سے کلہاڑا نکل گیا اور اس نے چت ہو کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش
کی شمران نے اپنا پاؤں اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور کلہاڑا اس کے سینے پر۔ میان کی آنکھیں
پھٹی رہ گئی تھیں اور کوئی سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو۔ لیکن میان لائی کو اس بات کا اندازہ ہو گیا
شمران نے بے حد ذہانت کے ساتھ یہ مقابلہ کیا اور اس بات کا پورا پورا خیال رکھا کہ میان
کی عمر اسے کس حد تک مہلت دے سکتی ہے۔ اور وہ کتنی دیر میں تھک جائے گا۔ وہ اس تھکن
سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اب میان لائی کا ہاتھ کلہاڑے سے دور تھا اور دیکھنے والے یہ اچھی طرح
سمجھتے تھے کہ بس ایک جنبش میان لائی کو زندگی سے محروم کرنے کیلئے کافی ہے۔

شمران اس پر سوار تھا اور اب میان لائی اس کے رحم و کرم پر۔ تب شمران نے غراتے ہوئے
لوگوں سے سوال کیا۔

"کیا میں مبارغہ جیت چکا ہوں' کیا تمہارے سردار کی زندگی اب اس کلہاڑے کی دھار پر
ہے۔"

"میان لائی کو ختم کردے شمران' اسے قتل کردے' یہ مبارغہ ہار چکا ہے۔" بے شمار
آوازیں ابھریں اور میان لائی کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ درحقیقت وہ مبارغہ ہار چکا تھا۔
شمران نے فاتحانہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر میان لائی کے بدن پر سے ہٹتا ہوا

"میں مبارغہ جیت چکا ہوں اس کے باوجود اگر بزدل سردار زمین سے اٹھ کر میرا مقابلہ کرنا
چاہے تو روشنی والے کی قسم' میں اس سے اس وقت تک مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں' جب تک اس
کے جسم میں جان ہے۔ ہاں اگر یہ اپنی شکست تسلیم کرتا ہے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں
اسے قتل نہیں کرنا چاہتا۔"

میان لائی بدستور آنکھیں بند کئے زمین پر پڑا ہوا تھا اور مجمع پر سکوت طاری ہو گیا تھا۔ دفعتاً
شمران اور اس کے ساتھیوں نے خوشی سے نعرے لگائے اور اپنے گھوڑوں کو آگے نکال لائے۔ وہ
سپاہی تھے چنانچہ کوئی بھی انہیں نہیں روک سکتا تھا ان کے گھوڑے میان لائی کے گرد

چکرانے لگے اور پھر چاروں طرف سے آوازیں ابھرنے لگیں۔ لوگوں نے شمران کو فاتح قرار دیا تھا۔ بہت سی خوشی کی آوازیں سنائی دیں اور بہت سی غمناک آوازیں، جن میں ہنگا کی چیخ بھی شامل تھی۔

میاں لائی چند لمحات اپنی جگہ بے سدھ پڑا رہا، کلہاڑا اس کے ہاتھ سے زیادہ فاصلے پر گر گیا تھا پھر وہ آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"میں مبارغہ ہار چکا ہوں۔ حقیقت چھپائی نہیں جا سکتی شمران نے مجھے نہایت مہارت کے ساتھ شکست دی ہے۔" ایک بار پھر لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں ہر شخص کچھ نہ کچھ کہہ رہا تھا کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میاں لائی نے شمران سے کہا۔

"اور اب تو اپنا آخری کام سرانجام دے شمران مجھے قتل کر دے، مبارغے کے بعد میری زندگی تیرے حق میں بہتر نہیں ہے، ہو سکتا ہے مجھ سے محبت کرنے والے تیرے خلاف بغاوت کر دیں۔"

جواب میں شمران ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔ "ہاں مجھے اس بات کا شبہ تھا میرے باپ، لیکن میں بھی تیری ہی اولاد ہوں اور شاید تجھ سے زیادہ چالاک، تو نے میرا جنگ کرنے کا انداز دیکھا۔ سارے گر میں نے تجھ سے ہی سیکھے ہیں۔ مقابل کو پہلے تھکا دو، اس کے بعد اس پر وار کرو۔ لیکن دیکھ لے، میں نے تجھ پر وار نہیں کیا۔ حالانکہ تو نے میرے ساتھ رحم کا کوئی سلوک نہیں کیا۔ تو نے ایک باپ بیٹے کے رشتے کو ختم کر دیا، تو آج یہ رشتہ میں نے بھی ختم کر دیا ہے اور جہاں تک بغاوت کا سوال ہے تو اگر میں اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر فضاء میں لہراؤں تو یہاں جتنے بھی لوگ ہیں، وہ بندوقوں کی گولیوں سے چھلنی ہو جائیں گے۔ میرے ساتھ بے شمار افراد ہیں جو پہاڑوں میں پوشیدہ ہیں اور انہیں بھی دیکھ لے۔" شمران نے ایک مخصوص انداز میں دونوں ہاتھ اٹھائے اور آہستہ آہستہ انہیں زمین کی طرف جھکاتا چلا گیا۔ تب ہی تکونی پہاڑیوں کی جانب سے گولیاں چلنے لگیں۔ لیکن دھماکے فضاء میں کئے جا رہے تھے اور پھر بے شمار افراد پہاڑیوں سے نیچے اترتے ہوئے نظر آئے۔ شمران نے انہیں دیکھ کر قہقہہ لگایا اور بولا۔

"اور یہ عقابوں کے مسکن میں میری سرداری کا نظام سنبھالیں گے۔ تجھے یقیناً اپنے بیٹے کی ذہانت پر خوشی ہوئی ہوگی میرے باپ؟۔"

جواب میں میاں لائی ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔ "آج میرے لئے سب سے بڑی خوشی کا دن ہے کہ شمران کہ تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو میرا سر فرط غم سے جھک جاتا۔ مجھے قتل کر، مبارغے کے بعد میری زندگی میرے لئے ناخوشگوار ہے۔"

"گویا میں اب بھی تیرے احکامات کی پابندی کروں۔ میاں لائی اگر تو مجھے اپنا بیٹا کہنے سے گریز کرتا ہے تو اس سے میرے اور تیرے درمیان یہ رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا اور یہ بھی میں نے نے تجھے قتل نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں بھلا تیرا یہ حکم کیوں مانوں گا۔ اب تجھے اس قید خانے میں اپنی زندگی کے بقیہ دن پورے کرنا پڑیں گے جس میں تو نے مجھے قید رکھا تھا۔"

ایک بزرگ نے آگے بڑھ کر کہا۔ "تو نے دیکھا میاں تاریخ کس طرح اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ سارغہ کی کہانی آج یہاں آ کر ختم ہوئی اور تجھے وہی صلہ ملا جو ملنا چاہئے تھا سارغہ نے

شمران نے لاگا سے کہا۔ "میرے معزز باپ کو اس قید خانے میں پہنچا دیا جائے جہاں مجھے قید رکھا گیا تھا۔" لاگا اور اس کے ساتھیوں نے فوراً ہی میاں لائی کے ہاتھ اس کے پشت پر کس دیئے اور اسے دھکیلتے ہوئے لے چلے۔ شمران کے فرشتے بھی اس بات پر یقین نہیں کر سکتے تھے کہ میاں لائی اس کا باپ نہیں ہے وہ میاں لائی کے الفاظ کو سن کر یہی سوچ رہا تھا میاں لائی غصے کی شدت کی بناء پر اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر رہا ہے۔

○.....○.....○

تشماش کی آبادی میں شور و غوغا بدستور جاری تھا۔ اور یہاں ازلان شدید ہیجان کا شکار نظر آ رہا تھا۔ اس کی بیوی اور بچوں کی حالت خراب تھی۔ بارہا انہوں نے خوف زدہ نگاہوں سے آبادی کی طرف دیکھا تھا اور ان کے دل میں خیال گزرا تھا کہ ابھی سیگارو اپنے گھوڑے پر سوار اسی طرف آتا نظر آئے گا اس کے ہمراہ تشماش کے خونخوار جوان ہوں گے اور یہ لشکر ان پر آ پڑے گا۔ ضروری تو نہیں ہے کہ عورتوں کی فوج وحشی قبیلے پر قابو پا ہی لے۔ لیکن مجبور تھا باتو جنونی انسان تھا اور اس کے سامنے کچھ کہنا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا یوں بھی اس نے میسرہ کے لئے جو کچھ کیا تھا اس کے بعد تو اس کے لئے صرف جان دی جا سکتی تھی۔

سورج نے پورا سفر طے کر لیا اور شام کے سائے لہرانے لگے۔ تب آبادی کی طرف سے چھ گھوڑے سوار اس طرف آتے نظر آئے جن میں سے دو سمنانہ اور غلمانہ تھیں۔ وہ سب مضطرب نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگے۔ آنے والوں کے لباس خون سے چپکے ہوئے تھے لیکن ان کے چہروں پر وحشی مسکراہٹیں تھیں۔

"ہم نے کھیت کاٹ لئے ہیں باتو بابا۔ سیگارو کو رسیوں سے جکڑ لیا ہے باقی کام تمہاری ہدایت کے مطابق کئے گئے ہیں۔"

"کام مکمل ہو گیا۔"

"ہاں اب بالکل مکمل ہے۔"

"ٹھیک ہے قیدیوں کو اسی طرف ہانک لاؤ۔ ضرورت کا تمام سامان نکال کر گھوڑوں پر لاد لو۔ پوری بستی نذر آتش کر دو۔" باتو نے حکم دیا۔ اور لڑکیوں نے گردن جھکا دی پھر وہ اسی برق رفتاری سے واپس پلٹ گئیں۔ باتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تشماش کا جائزہ لو گے ازلان۔"

"نہیں باتو۔ روشنی والے کے نام پر مجھے یہ منظر دیکھنے کے لئے مجبور نہ کر۔ میں شقی القلب نہیں ہوں۔" باتو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"تب مجھے کچھ دیر کے لئے ضرور اجازت دو۔ میرے لئے یہ مناظر بہت دلکش ہوتے ہیں اور ان سے میرے دل کے تار بندھے ہوئے ہیں۔" اس نے اپنے گھوڑے کا رخ بستی کی سمت تبدیل کر کے اسے ایڑ لگا دی۔

ازلان اور اس کے اہل خاندان اس طرح بے حواس تھے کہ باتو پر تبصرہ بھی نہ کر سکے۔ پھر انہوں نے بستی سے دھویں کے بادل بلند ہوتے دیکھے۔ اور ازلان نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ لرزتی آواز میں بولا۔

"روشنی والے کی قسم اگر مجھے سیگارو کے خلاف جنگ کرنے کی قدرت حاصل ہوتی تو تب بھی میں یہ سب کچھ نہ کرتا جو باتو نے کیا ہے۔ حالانکہ سیگارو نے یہی سب کچھ کیا تھا۔"

کافی دیر گزر گئی۔ پھر انہوں نے شام کے اترتے ہوئے سایوں میں قیدیوں کی قطاریں دیکھیں جو اسی طرف آ رہی تھیں۔ جلتے ہوئے تشماش کی روشنی فضاء کو سرخی بخش رہی تھی۔ قیدی رو رہے تھے ان کی آہ و بکا کی آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں ان کے عقب میں میسرہ کی فاتح عورتیں انہیں ہانکتی لا رہی تھیں جن کے ساتھ مال و اسباب سے لدے ہوئے گھوڑے تھے۔ تشماش کی تباہی مکمل ہو گئی تھی۔ ازلان نے سیگارو کو پہچان لیا اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا۔

قیدیوں کو یہاں لا کر روک دیا گیا۔ باتو ازلان کے پاس آ گیا اور اس نے کہا۔ "آؤ ازلان۔ سیگارو سے ملاقات کرو؟" کاشان اور افنان بھی ازلان کے ساتھ آگے بڑھ گئے تھے۔ سیگارو نے خشمناک نظروں سے ازلان کو دیکھا۔ ازلان نے کہا۔

"بات بہت چھوٹی تھی سیگارو۔ مذاق کیا تھا میں نے۔ تم نے اس مذاق کو کیسا رنگ دے دیا۔"

"ایک چھوٹی سی غلطی کا خمیازہ بھگتا ہے میں نے کاش میں میسرہ سے ہر ذی روح کا نشان مٹا دیتا لیکن تو نے ان عورتوں سے خوب کام لیا ازلان میں تجھے داد دیتا ہوں اور ان کے انداز جنگ کی تعریف کرتا ہوں۔ البتہ ایک سوال ضرور کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟" ازلان نے کہا۔

"جس غلطی نے مجھے اس تباہی سے دوچار کیا ہے وہی غلطی تو کیوں دہرا رہا ہے۔"

"کونسی غلطی؟"

"ان جوانوں کو قیدی بنانے سے کیا حاصل ہو گا۔ عورتوں کی فوج نے تشماش میں کسی عورت، کسی بچے کو زندہ نہیں چھوڑا۔ اس نے مردوں کو مارنے سے گریز کیا ہے کیا تو نے ان کے قتل کے لئے کوئی اور طریقہ سوچا ہے۔"

"اس کا جواب میرے پاس ہے سیگارو۔" باتو نے مسکرا کر کہا اور سیگارو کی نظریں باتو کی طرف اٹھ گئیں۔ باتو بولا۔ "طریقہ کار الٹ دیا گیا ہے تم نے میسرہ میں عورتوں کو بے کس اور لاچار کر کے چھوڑ دیا تھا ہم نے تشماش سے میسرہ کے لئے غلام حاصل کئے ہیں تشماش کے حریف میسرہ کو سنواریں گے۔ وہ میسرہ میں بچ جانے والی عورتوں کی غلام کریں گے۔ ان کے لئے کھیتی باڑی کریں گے۔ میسرہ کو خوبصورت ترین آبادی بنانے کے لئے وہ گدھوں کی طرح کام کریں گے۔ پھر جب وہ اپنی عورتوں اور بچوں کا غم بھول جائیں گے تو میسرہ کی عورتوں سے شادی کریں گے۔ میسرہ آباد ہو جائے گا لیکن تشماش ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ پہاڑوں سے تشماش کی تاریخ مٹ گئی۔ تم نے کہا تھا کہ میسرہ میں دوبارہ کوئی کوستہ نہ بنے لیکن آؤ تمہیں آباد میسرہ دکھاؤں۔ دیکھو اب کتنا محفوظ ہے؟"

سیگارو نے فرط غم سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

رات بھر جلتے ہوئے تشماش کے شعلے پہاڑوں کو سرخ کئے رہے۔ جلتی ہوئی لاشوں کی چراند

چکراتی رہی۔ قیدی روتے پیٹتے رہے۔ صبح کو باتو نے میسرہ واپسی کا اعلان کر دیا۔ سفر ست جاری ہو گیا کیونکہ قیدیوں کو پیدل سفر کرنا تھا۔ البتہ سیگارو کو گھوڑا دیا گیا تھا۔ اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔ ازلان کے چہرے پر غم کے نقش نظر آ گئے تھے۔ وہ دشمن کی تباہی پر مسرور نہیں تھا۔ کاشان اور افنان البتہ اس سے متفق نہیں تھے۔

میسرہ کی طرف سفر کا چوتھا دن تھا۔ وہ اونچے نیچے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان سفر کر رہے تھے۔ آدھے سفر مکمل کر لیا تھا اور بہت دور نظر آنے والے پہاڑوں کی چوٹیوں کے پیچھے منہ چھپانے لگا کہ اچانک سیگارو کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے اپنے گھوڑے کو ٹھوکریں لگائیں۔ وحشی گھوڑے نے ایک زقند بھری اور آن کی آن میں بہت دور نکل گیا۔ سیگارو کی وحشیانہ چیخ نے سب کو اس طرف متوجہ کر لیا۔ پھر انہوں نے اسے بھاگتے ہوئے دیکھا۔ کاشان دور سے چیخ کر بولا۔

"وہ بھاگ رہا ہے۔" اس کے ساتھ ہی اس نے شانے سے بندوق اتار کر اس کا نشانہ لے لیا لیکن باتو نے اس کی رائفل کی نال اوپر کر دی۔

"نہیں، اس پر گولی نہیں چلائی جائے گی۔"

"وہ فرار ہو رہا ہے باتو بابا۔"

"اس کا فرار ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔" افنان نے کہا۔

"وہ اپنے دوست قبیلوں سے مدد لیکر میسرہ پر حملہ آور ہو سکتا ہے! اسے ہلاک کرنا ضروری ہے۔" افنان اور کاشان مسلسل بول رہے تھے۔ باتو نے انہیں گھور کر سرد لہجے میں کہا۔

"یہ بات کبھی نہ بھولا کرو کہ پارٹی لیڈر میں ہوں۔" کاشان نے بندوق جھکا لی۔

سیگارو بہت دور نکل گیا تھا۔ پھر اس نے ایک بلند پہاڑی کا رخ کیا اور اس کا گھوڑا اسے بہت دور تک لے گیا۔ اس کے بعد وہ گھوڑے کی پشت سے اتر گیا اور اس نے بلندی پر چڑھنا شروع کر دیا۔ ازلان نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا پھر بند کر لیا۔ باتو سرد آنکھوں سے سیگارو کو دیکھ رہا تھا۔ سیگارو پہاڑی کی سب سے بلند چوٹی پر پہنچ گیا ایک لمحے وہاں رکا اور دوسرے لمحے اس نے اس بلندی سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

"چلتے رہو۔ ہمیں طویل سفر کرنا ہے۔" باتو آہستہ سے بولا۔ اور انہوں نے اپنے گھوڑے آگے بڑھا دیئے۔

O......O......O

سنگلاخ پہاڑی غاروں میں بنے قید خانے کا وزنی دروازہ کھلا اور میان لائی کو اس میں دھکیل دیا گیا۔ لخت باغہ، شیرماہ، سومایہ وغیرہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا لیکن وہ میان لائی ہی تھا۔ سو فیصد میان لائی تھا۔ الخت باغہ نے شیرماہ کے کان میں سرگوشی کی۔

"جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھ رہے ہو۔"

"ہاں وہ میان ہے۔" شیرماہ نے کہا۔

"لیکن جس طرح یہاں آیا ہے اس پر غور کیا۔"

"بالکل اس طرح جیسے قیدیوں کو لایا جاتا ہے۔"

"آہ دیکھو وہ لوگ قید خانے کا دروازہ بند کر کے واپس چلے گئے ہیں۔"

"کیا یہ میاں کا کوئی نیا کھیل ہے؟"

"روشنی والا ہی جانتا ہے۔"

میاں لائی نے ایک نگاہ ان لوگوں پر ڈالی اور ایک گوشے میں جا بیٹھا۔ وہ سب ڈرے ڈرے سے دیکھ رہے تھے۔ شیرماہ نے کہا۔

"الخت باغہ۔ تم اس سے ملاقات کرو۔ یہ تو کچھ عجیب سی بات لگ رہی ہے۔"

"میں۔ شاید میں ایسا نہ کرسکوں۔ ہاں سومایہ اگر ہمت کرلے تو۔ سومایہ تو اس کی مزاج ... ہے۔"

"تھی۔ اب میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

"کوئی تو کچھ کرو۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔" الخت باغہ بڑبڑانے لگا لیکن ان پر میاں کی ہیبت تھی وہ اس کے پاس جانے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے۔ اس وقت ماہ لخت نے سب سے زیادہ جرأت کا ثبوت دیا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"میں اس سے بات کرتا ہوں؟" وہ میاں کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قریب پہنچ کر ماہ لخت نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"میں نے تجھ سے رحم کی کوئی درخواست نہیں کی سردار معظم۔ نہ میں اس سازش کا شریک تھا نہ میری بیوی۔ ہم تو بے گناہی کی قید بھگت رہے ہیں لیکن ہم اس سے انکار بھی نہیں کر سکتے کہ شمران ہمارا ہی بیٹا ہے۔ الخت باغہ اس لئے صاحب اختیار تھا کہ وہ سردار کی بیوی کا باپ تھا اور نہ ماننے والوں کے خلاف سخت قدم اٹھا سکتا تھا۔ میرا باپ اس کا دوست اور میری ہی طرح اس حکم ماننے کے لئے مجبور تھا۔ ہم نے جو کچھ کیا مجبوری کے عالم میں کیا۔ لیکن ہم برابر کے مجرم قرار پائے۔ ہم آج بھی خود کو بے گناہ سمجھتے ہیں باغہ؟"

میاں نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "وہ تیرا بیٹا ہے شیرماہ بیٹے لیکن چوہے کی اولاد شیر نہیں ہوتی اس کی تحقیق میں نے کی ہے۔ اسے میں نے پروان چڑھایا ہے ایک کم ظرف کو سرداری کے قابل میں نے بنایا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا۔"

"اگر ہو سکے تو ہمیں بے گناہ سمجھنا سردار۔ ہم پر غور کرنا۔ ہمیں رحم کی نگاہ سے دیکھنا۔"

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے شیرماہ کے بیٹے کیونکہ اب تو صاحب اختیار ہے تیرا ... عقابوں کا سردار بن چکا ہے۔ اس نے مجھ سے ہی دغا کر کے مجھے شکست دی ہے اور اب میں اس قید خانے کا قیدی ہوں۔"

ماہ لخت تو سکتے میں رہ گیا لیکن الخت باغہ کے کان اسی سمت لگے ہوئے تھے۔ نہ فاصلہ تھا اور نہ میاں لائی کی آواز اتنی مدھم کہ سنی نہ جا سکے۔ الخت باغہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تو نے سنا شیرماہ جو کچھ میں نے سنا تو نے بھی وہی سنا ہے۔"

الخت باغہ خوشی سے لرزتی آواز میں بولا۔ پھر چیخ کر اس نے ماہ لخت سے پوچھا۔ "ماہ لخت میاں لائی شمران سے مبارزہ ہار گیا ہے۔"

"ہاں۔ وہ یہی کہتا ہے؟" ماہ لخت نے کہا۔

"یقیناً جھوٹ نہ کہتا ہوگا۔ آہ شمران عقابوں کا سردار بن گیا۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہم یہاں کیوں قید ہیں۔ محافظو۔ پہرے پر موجود لوگو۔ سنو اور ادھر آؤ۔ کیا تم اپنی موت چاہتے ہو فوراً قید خانے کا دروازہ کھولو۔ تمہیں علم نہیں تمہارے نئے سردار کے ماں باپ یہاں قید ہیں۔ ارے بیوقوفو۔ فوراً دروازہ کھولو۔ تم نے دیر کی تو تمہیں سزا ملے گی۔ جلدی سے دروازہ کھول کر ہمیں ... ورنہ سزا پاؤ گے۔"

قید خانے کے محافظ اس چیخ و پکار سے پریشان ہو گئے۔ وہ ایک ایک کر کے دروازے کے سامنے جمع ہونے لگے۔

قید خانے میں میاں کی آمد ہی محافظوں کے لئے سخت حیرت اور پریشانی کا باعث تھی۔ انہوں نے عالم ہوش میں میاں کے حکم سے قیدیوں کو قید خانے میں آتے ہوئے دیکھا تھا۔ میاں کی قیدی کی حیثیت سے آمد ان کے لئے ناقابل یقین تھی۔ لیکن جو لوگ اسے لائے تھے انہوں نے نئے سردار کی داستان سنی تھی۔ محافظ ابھی تک الجھن میں تھے لیکن میاں نے خود بھی کچھ نہیں کہا تھا۔ محافظوں پر اس کی اس قدر ہیبت تھی کہ اگر اس وقت بھی میاں انہیں حکم دیتا تو وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے۔

محافظوں کے سردار نے کہا۔ "جو کچھ تم کہہ رہے ہو باغہ وہ ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔ بہتر ہے تم شور نہ مچاؤ۔ اور آنے والے وقت کا انتظار کرو۔"

"دیکھو' حماقت کی باتیں نہ کرو' وہ عمل کرو جس سے مستقبل میں تمہیں عزت و سرفرازی ملے۔ فرض کرو تم ہمیں احترام کے ساتھ یہاں سے نکالو اور ہمارے گھروں تک پہنچا دو تو آنے والے وقت میں تم نئے سردار کے پہلے وفاداروں میں شمار کئے جاؤ گے اور جب اسے علم ہوگا کہ تم نے اس کے ماں باپ کو اس قدر احترام دیا ہے خود سوچو کیا وہ خوش نہ ہوگا۔"

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن۔"

"احمق' اپنی تقدیر تاریک کر رہے ہو' ادھر دیکھو' وہ شیرماہ ہے اور وہ اس کا بیٹا ماہ لخت' جانتے ہو ماہ لخت کون ہے' شمران کا باپ اور وہ عشمہ' تمہارے سردار کی ماں اور تم نے سردار کے ماں باپ کو قید کر رکھا ہے لیکن دیکھو کچھ نہ کرو فوراً انہیں آزاد کردو۔"

"آخر کس کے حکم سے' جن لوگوں کو میاں لائی کے ساتھ قید خانے بھیجا گیا تھا وہ نئے سردار کا حکم بھی لا سکتے تھے کہ شیرماہ اور دوسرے قیدیوں کو آزاد کردیا جائے۔"

"او بیوقوف' نئے سردار کو ابھی ان امور کیلئے فرصت کہاں ملی ہوگی' کیا تو اس وقت تک ہمیں قید رکھے گا جب تک سردار اپنے ضروری امور نہ نمٹا لے۔"

"یہ تو مجبوری ہے الخت باغہ' تیرے حکم سے تو میں تجھے یہ رہائی نہیں دے سکتا۔"

"گویا تو حکم عدولی کر رہا ہے' نافرمانی کر رہا ہے' اس کی سزا جانتا ہے' دیکھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے' یہ میاں لائی ہے' اسی کے حکم سے ہمیں یہاں قید کیا گیا تھا۔ اب یہ خود قیدی ہے اور اسے کن نے قید کیا ہے' شمران نے۔ اور اس نے خود سب کو بتایا ہے کہ شمران اس کا نہیں ماہ لخت کا بیٹا ہے اور اب شمران سردار ہے۔ ہے کہ نہیں؟"

"جو کچھ بھی ہے الخت باغہ' میں تم لوگوں کو رہا نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ سردار کا حکم نہ

موصول ہو۔"

"خیال رکھنا اس بات کا خیال رکھنا اور اس حکم عدولی کی سزا کے لئے تیار رہنا۔" الخت باغہ نے دھمکی دے کر کہا۔

"حماقت کی باتیں تم کر رہے ہو باغہ، شمران نیا سردار ہے کیا۔" محافظ نے کہا۔

"مجھے علم نہیں۔"

"مجھے علم ہے، شمران نیا سردار ہے وہ شیر ماہ کا پوتا ہے اور ماہ لخت کا بیٹا۔ لیکن یہ حکم نہ مجھے شیر ماہ نے دیا ہے نہ ماہ لخت نے۔ تو آخر کون ہے ایک سازشی۔ وہی تاجس کی بیٹی عقابوں کو سردار نہ دے سکی اور میان کے کوتے سے نکالی گئی۔ اب تو تو سابق سردار کا سسر بھی نہیں ہے پھر تیرا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔"

"ایں۔" الخت باغہ کا منہ کھلا رہ گیا۔ محافظ کے ان الفاظ نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ کچھ نہ بول سکا اور محافظ واپس چلا گیا۔ پھر وہ شیر ماہ کے پاس جا بیٹھا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "تیری خاموشی مجھے عجیب لگ رہی ہے شیر ماہ۔"

"آہ جو کچھ ہوا ہے مجھے اس پر یقین نہیں آیا الخت باغہ۔"

"ٹھیک ہے پڑے رہو قید خانے میں، میرا کیا ہے صرف میں ہی تو قیدی نہیں ہوں وہ بدبخت کہتا ہے کہ میں کون ہوں کیا تم اسے نہیں بتا سکتے تھے کہ میں کون ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے باغہ...... مگر میں کسی سے کیا کہہ سکتا ہوں تم جانتے ہو میں سیدھا سادا آدمی ہوں۔ میں نے تو پہلے بھی تمہارے حکم کی تعمیل کی تھی ورنہ اس سازش میں میرا کوئی حصہ نہیں تھا۔ میرا بیٹا اور بہو بھی یہ سب کچھ نہیں جانتے تھے۔ مگر سزا ہمیں بھی ملی......" شیر ماہ نے کہا۔

"اب جب سردار کے کوتے میں رہو گے۔ سردار کے دادا کہلاؤ گے تو مجھے پوچھو گے بھی نہیں۔ دیکھ لو وہ کر دکھایا جو منہ سے کہا تھا۔ تھوڑی سی قید بھگت لی تو جب مجھے بُرا بھلا کہتے رہے کہ میرے گناہوں کا نتیجہ بھگت رہے ہو۔"

"آہ کون جانے اب کیا ہوگا۔ کون جانے شمران نے اس حقیقت کو قبول کیا ہے یا نہیں۔" شیر ماہ نے کہا اور الخت باغہ پھر اچھل پڑا۔

"اوہو...... ارے اب میں سمجھا۔ اب سب کچھ میری سمجھ میں آ گیا۔ اچھا تو یہ بات ہے تم نے خوب یاد دلایا...... شمران تو اس وقت یہاں موجود نہیں تھا جب اس راز کا انکشاف ہوا۔ گویا اسے ابھی تک یہ نہیں معلوم ہے کہ اس کے اصل ماں باپ کون ہیں۔ آہ یہی بات ہے ورنہ سب سے پہلے وہ ہمارے لئے قید خانے کے دروازے کھولتا۔ تو یہ بات ہے۔"

"اسے یہ بات کون بتائے گا۔" شیر ماہ نے کہا اور الخت باغہ ہنس پڑا۔

"بہت سیدھے ہو، بہت بے وقوف ہو۔ وہ سردار بنا ہے اس وقت ہر شخص اس سے قربت کا خواہشمند ہوگا۔ ہر شخص اس کے لئے سب کچھ کرنے پر آمادہ ہوگا۔ کوئی نہ کوئی اسے اس بارے میں ضرور بتا دے گا۔ ہم اس وقت تک قید خانے میں ہیں جب تک اسے اصلیت کا علم نہیں ہوتا۔" شیر ماہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

O......O......O

دوسری صبح الاتوشیہ نے اپنا وعدہ ایفا کر دیا۔ زر و جواہر اور دوسری اشیاء سے بھرے خچر مع لوازمات کے ان کے پاس پہنچا دیئے گئے۔ اور حکم دیا گیا کہ وہ یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ یہ ب کچھ دیکھ کر ان پر دیوانگی طاری ہونے لگی تھی۔ زربدان نے ایک سنگین خاموشی اختیار کر لی نی اس کے بعد ایک وحشت ناک سفر کا آغاز ہو گیا۔ اور وہ موت کی وادیوں سے گزرنے یہ لیکن زندگی کہیں بھی ان کے استقبال کے لئے موجود نہ تھی۔ اس وقت بھی وہ خطرناک ھلانوں کا سفر کر رہے تھے۔

بظاہر خطرناک نظر آنے والے یہ ڈھلان ناقابل عبور نہ ثابت ہوئے اور وہ گہرائیوں میں اتر ئے۔ یا پھر یہ وجہ بھی تھی کہ برف کے جہنم میں یہ سفر ان کے لئے اتنا دشوار گزار تھا کہ وہ صعوبتوں ھول گئے تھے۔ گھاس پر پڑنے والے پہلے قدم نے ان کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی اور وہ ب گھاس پر لوٹیں لگانے لگے۔ سب خوش نظر آ رہے تھے۔

لیزا نے کہا...... "ہم یہاں رک کر تھکن دور کریں گے پھر آگے بڑھیں گے۔"

"برفانی بلندیاں یہاں سے قریب ہیں جس کی وجہ سے یہاں سردی زیادہ ہے۔ بہتر ہے تھوڑا ز کر کے جنگل میں داخل ہو جائیں گے وہاں ہمیں درختوں کے درمیان گرمی ملے گی۔" آسٹر نے یز پیش کی اور سب نے یہ تجویز مان لی۔ در حقیقت درختوں کے نیچے سرد ہواؤں کا گزر نہیں تھا۔ ہیں یہاں سکون ملا اور انہوں نے وہیں ڈیرے لگا دیئے۔ خوفناک برف سے نجات کی یہ پہلی ات تھی۔ انہوں نے آگ روشن کر لی تھی اور اس کی حرارت سب کو لطف دے رہی تھی۔ سب ے سدھ ہو گئے اور جنگلی خطرات سے بے نیاز گہری نیند سو گئے۔ رات بے خطر گزر گئی۔ دوسری ح بھی خوشگوار تھی۔ ایک ایک کر کے سب جاگ گئے۔

آسٹر نے ہنستے ہوئے بڈ سے کہا۔ "بڈ کیا رات کو کسی نے جاگ کر پہرہ دیا تھا؟"

"شاید سب ہی سو گئے تھے مسٹر ولمین......" بڈ مسکرا کر بولا۔

"انسان کے اندر کتنی لچک ہے مسلسل مصائب موت تک سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ ہمیں جنگلوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم لیکن ہم نے کوئی پروا نہیں کی۔"

"بیشک۔"

"تاہم، ہمیں یہ علم ہو گیا کہ یہاں ہم بے خطر رہ سکتے ہیں۔ اس لئے ایک دن اور ایک ت یہاں اور گزاری جا سکتی ہے۔" لیزا نے کہا۔

"کیوں لیزا...... تم تو جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہتی ہو۔"

"میں بہت تھک گئی ہوں آسٹر......"

"میڈم کی بات مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہے مسٹر ولمین......" بڈ نے سفارش کی۔

"اوکے...... اوکے...... میں ہمیشہ دوسروں کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔" ولمین نے مسکرا کہا۔

پورا دن خوشگوار گزرا تھا۔ خوب آرام کیا گیا تھا۔ شام ہو گئی۔ رات کے کھانے سے ت حاصل کر کے فلیش نے زربدان کو اشارہ کیا اور دونوں ٹہلتے ہوئے دوسروں سے دور نکل ہ فلیش مسکرا کر بولا۔

"بے حد دلچسپ تجربات ہو رہے ہیں زربدان......."

"تمہارے منہ سے اپنا نام سن کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے فلیش۔"

"میں کہہ رہا تھا کہ انسانی فطرت کے بہت دلچسپ پہلو سامنے آ رہے ہیں۔"

"ہاں تمہیں علم ہے کہ ہیروں کا صندوقچہ کہاں ہے۔"

"میں نے غور نہیں کیا۔"

"وہ دیکھو...... وہ جو خچر سے سامان اتار کر رکھا گیا ہے صندوقچہ اس سامان میں رکھا ہے اور دوبارہ کسی نے اس صندوقچہ کو کھول کر ایک بار بھی ان ہیروں کو نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ بے حد قیمتی ہیں اور مہذب آبادیوں میں ان کے حصول کے لئے دس بیس قتل آسانی سے ہو سکتے ہیں۔"

"یہ سچ ہے زندگی سے زیادہ قیمتی کوئی شے نہیں ہوتی فلیش........" زربدان نے کہا۔

"ہوتی ہے زربدان" فلیش بولا۔

"ہیرے؟"

"نہیں......... محبت" فلیش نے کہا۔ اور زربدان مسکرانے لگی۔

"ہاں میں مانتی ہوں۔"

"تمہارے عمل پر مجھے حیرت ہوتی ہے زربدان۔ تم نہایت سکون کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے برف کے اس خوفناک علاقے کو عبور کرنے کے بعد کیا ہم ان ہولناک پہاڑوں کی سرحد عبور نہ کرلیں گے۔"

"نہیں......." زربدان نے کہا۔

"مجھے تم سے اختلاف ہے۔ مہذب آبادیوں میں جانے کے لئے اس خوفناک برفزار کے علاوہ اور کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔"

"شاید تم نے ان پہاڑوں کے بارے میں تفصیل نہیں پڑھی ہے شاہ کانگ اور چھولا کھانچن کی چوٹیاں برفانی مہم جو ابھی تک سر نہیں کر سکے ہیں۔ یہ خطے دنیا کے پُراسرار ترین علاقوں میں شمار ہوتے ہیں اور یہاں ابھی تک قدرت کے راز انسان کی پہنچ سے دور ہیں۔"

"تو تمہارا خیال ہے کہ ہمیں ان جنگلوں کے دوسری طرف مہذب آبادیوں کے راستے نہیں ملیں گے۔"

"مشکل ہے......."

"اگر مل گئے تو.........؟"

"مجھے خوشی ہوگی۔"

"انہیں دیکھ کر تمہارے دل میں یہ آرزو نہیں پیدا ہوگی کہ تم بھی سب لوگوں کے ساتھ سرحدیں عبور کر کے مہذب دنیا میں چلو۔"

"نہیں فلیش......... یہاں میرا سب کچھ ہے۔ میری ماں، باپ اور بہنیں ہیں میرا گھر ہے فلیش میں ان سب سے ملنا چاہتی ہوں۔ میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ میں انہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"لیکن تم تو ان کا ساتھ اس طرح دے رہی ہو جیسے تمہیں اس مشن سے پوری دلچسپی ہو۔"

"مجھے دلچسپی ہے۔ ان کی ہر کاوش میں حصہ لینا مجھ پر فرض ہے۔ اگر انہیں مہذب آبادیاں مل گئیں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔ میں ان آبادیوں کی سرحد پر انہیں خدا حافظ کہوں گی۔"

"اور مجھے........؟" فلیش نے کہا۔ اور زربدان چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی "تمہیں بھی۔"

دوسری رات بھی گزر گئی۔ تیسری صبح تیز رفتاری سے درختوں کے درمیان سفر شروع ہو گیا تھکن دور ہو گئی تھی خچر تک تازہ دم ہو گئے تھے۔ پہاڑوں سے گزرنے والے آبشاروں سے پانی کے ذخائر لئے گئے تھے۔ سارا دن سفر میں گزر گیا۔ رات تو درختوں کے درمیان ہی ہوئی چاند نکلنے تک سفر کیا گیا پھر قیام اور دوسری صبح پھر سفر جاری ہو گیا۔ دوپہر کے بعد درختوں کا چھدرا ہو گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آسٹرولین کے چہرے پر تشویش کے آثار نمودار ہونے لگے جسے بڈ نے محسوس کیا اور بولا۔

"کوئی خاص بات ہے مسٹرولین۔"

"ہاں..... شاید تم میں سے کسی نے یہ بو محسوس نہیں کی۔ یا پھر تم اس کے بارے میں جانتے ہی نہیں ہو۔"

"بُو.....؟"

"ہاں......" ولین نے کہا اور بڈ گہری گہری سانسیں لینے لگا پھر آہستہ سے بولا۔

"اب مجھے احساس ہو رہا ہے لیکن آپ کے خیال میں یہ کیسی بُو ہے۔"

"گندھک کی...... اور عین ممکن ہے درختوں کا سلسلہ ختم ہوتے ہی ہمیں گرم دلدلیں نظر آئیں۔ گندھک کی یہ بُو انہیں کھولتی دلدلوں سے اٹھتی ہے۔" ولین آہستہ سے بولا بڈ خاموش ہو گیا۔ وہ ایک مہم جو کے تجربے کو چیلنج نہیں کر سکتا تھا۔ مزید چند گھنٹوں کے سفر کے بعد آسٹرولین کے خیال کی تصدیق ہو گئی جنگلوں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب ان کے سامنے ویرانے پھیلے ہوئے تھے کچھ فاصلے کے بعد ناہموار ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ یہ ٹیلے دلدلوں میں ابھرے ہوئے اور فضا میں جگہ جگہ سفید دھواں اٹھتا نظر آ رہا تھا۔ جس سے گندھک کی بدبو منتشر ہو رہی تھی۔ ان ٹیلوں اور میدانوں کا اختتام ان سرمئی لکیروں پر ہو رہا تھا جو زمین و آسمان کی سرحد کے طور پر نظر آ رہی تھیں اور ان کا تسلسل نظر کی حد تک نہیں ٹوٹتا تھا۔ گویا ناقابل عبور پہاڑوں کا ویسا ہی سلسلہ جن سے گزر کر وہ ان پہاڑوں میں داخل ہوئے تھے اور یہاں انہیں ایک اتفاقیہ درّہ مل گیا تھا۔ ان پہاڑوں تک پہنچنے میں انہیں ایسی دلدلوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

ولین کے منہ سے بے اختیار نکلا....... "آہ اس شیطان عورت نے غلط نہیں کہا تھا۔" کسی کے منہ سے آواز نہیں نکل سکی کیونکہ حقیقت سب کے سامنے تھی۔ انہوں نے یہ پُرصعوبت سفر ختم کیا تھا..... اور یہ تصور سب سے زیادہ جان لیوا تھا کہ اب یہاں سے واپس جانا پڑا تو وہی سفر دوبارہ کرنا پڑے گا۔

بڈ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "آگے جانا تو ممکن ہی نہیں۔"

"ہاں میڈم ان خوفناک دلدلوں کے عبور کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

"اوہ بڈ...... کیا تم یہ آواز سن رہے ہو۔ غور کرو یہ کسی دریا کے بہنے کی آواز ہے۔"
آسٹرولین نے کہا اور بڈ نے اس آواز پر کان لگا دیئے۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"ہاں...... یہ دریا کے بہنے کی آواز ہے اور اس سمت سے آرہی ہے۔" بڈ نے دائیں طرف اشارہ کیا۔

"نہیں مسٹر بڈ...... آپ کا خیال غلط ہے دریا اس طرف ہے۔" روزال بے اختیار بول اٹھا۔

"بائیں سمت......؟" بڈ تعجب سے بولا۔

"ہاں دریا اسی طرف ہے۔" روزال نے کہا۔

"نہیں روزال آواز اس طرف سے آرہی ہے۔" بڈ نے بغور اس آواز کو سن کر کہا۔

"نہیں بڈ...... روزال کا کہنا درست ہے پہاڑوں اور ویرانوں میں آواز سے زیادہ اس کی بازگشت ہوتی ہے۔ آواز کی سائنس پر غور کرو تو بات سمجھ میں آجائے گی۔ دریا کی آواز ہلکی اور یکساں ہے جبکہ اس کی بازگشت ذخیرہ ہوتی ہے اور جہاں سے ٹکرا کر لوٹتی ہے وہاں زیادہ سنائی دیتی ہے۔" ولمین نے کہا اور بڈ مین حیران ہونے لگا۔

"یہ واقعی ایک مہم جو کا تجربہ ہے۔" فلیش دلچسپی سے بولا۔

"آؤ......" آسٹرولین نے کہا۔ اور ان لوگوں نے بائیں سمت کا رخ کیا۔ لیزا روتے ہوئے بولی۔

"اگر دریا مل جائے تو اب اصولی طور پر ہمیں خودکشی کر لینی چاہئے۔ میں واپسی کا سفر کرنے کے بجائے مرجانا پسند کرتی ہوں۔ میں دریا میں ان راستوں پر کبھی سفر نہ کروں گی۔"

"نہیں لیزا...... تمہیں روتے دیکھ کر مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ تم ایک ایسے مہم جو کی بیوی ہو جس کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا کہ اس کے سینہ میں دل کی جگہ پتھر کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے۔ او وہ بدترین حالات میں بھی خوف کا شکار نہیں ہوتا۔ بدنصیبی نے مجھ سے میرا ایک ہاتھ چھین لیا۔ اس کے علاوہ زربدان نے ہماری زندگی کا رخ بدل دیا ورنہ میری مہمات کی کچھ اور داستانیں رقم ہوتیں۔"

"میرے اعصاب ٹوٹ چکے ہیں آسٹر...... میں تھک گئی ہوں۔" لیزا نے سسکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیر...... حالات کیسے بھی ہوں میں تمہارے ساتھ ہوں اور جہاں ہم دونوں یکجا ہیں وہیں زندگی ہے۔ کیا یہ تمہارے ہی الفاظ نہیں ہیں۔"

"ہاں...... ہیں" لیزا نے سسکی لے کر کہا۔

"پلیز خود کو سنبھالو......" آسٹر نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور لیزا کی سسکیاں بند ہو گئیں۔ فاصلہ طے ہوتا رہا اور پھر وہ ٹھنڈا تیز دریا نظر آنے لگا جس کی آواز انہوں نے سنی تھی۔ وہ اس کے قریب پہنچ گئے۔ لیزا نے کہا۔

"ہم کہیں بھی چلے جائیں...... بیکار ہی ہے۔ اب میں تم سے اتفاق کرتی ہوں آسٹر تم نے کہا تھا کہ وہ پتہ لگانا چاہتی ہے کہ کوئی اس کے متعین کردہ ذریعے کے علاوہ کسی اور طریقے سے اس تک پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔ میرے خیال میں ناممکن ہے۔"

"ہاں ایسا ہی لگتا ہے...... بڈ...... تمہیں باتو یاد ہے۔" آسٹر نے کہا۔

"وہ دیوانہ پارٹی لیڈر......؟" بڈ نے کہا۔

"ہاں۔" آسٹر مسکرا کر بولا۔

"اچھی طرح یاد ہے موسیو بلکہ ان علاقوں میں آکر وہ مجھے کئی بار یاد آیا ہے۔"

"وہ درحقیقت ایک تجربے کار مہم جو تھا اس نے ہمیں ایک ترکیب بتائی تھی جو بہرحال نہ صرف ہماری زندگی کا باعث بنی تھی بلکہ اسی سے ہمیں زربدان حاصل ہوئی تھی۔"

"میں سمجھا نہیں مسٹرولین......"

"اس نے کہا تھا کہ دریا بہترین راہبر ہوتا ہے۔ اس کا بہاؤ سمتیں مقرر کرتا ہے کیا ہم ایک بار پھر یہی کوشش کرسکتے ہیں۔" آسٹر مسکرا کر بولا۔ اور بڈ رخسار کھجاتے ہوئے سوچنے لگا۔ پھر اس نے جنگل کی طرف نظر دوڑائی جو زیادہ دور نہیں تھے اور پھر وہ اچھل پڑا۔

"او مائی گاڈ...... کشتی۔"

"ہاں بڈ...... ہم ایک کشتی بآسانی بنا سکتے ہیں۔ یہاں درخت بھی ہیں موٹے رسے اور ایسے اوزار بھی جو لکڑی کاٹنے کے کام آسکتے ہیں خچر بھی ہیں جن سے کام لیا جاسکتا ہے۔ ہم اسے اسی طرح ڈیزائن کرسکتے ہیں جس طرح باتو نے کہا تھا۔"

"ہم ایسا ہی کریں گے ہمیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا چاہئے آسٹر...... آہ یہ سب سے بہتر رہے گا۔ ہمارا حشر کچھ بھی ہو لیکن اس طرح ایک امید تو بندھتی ہے کہ ہمیں واپسی کا سفر اس طرح نہ کرنا پڑے گا جس طرح یہ سفر کرکے ہم یہاں پہنچے ہیں۔" لیزا نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"بس دوستو...... خچروں کی پشت خالی کردو...... یہاں ہمارا قیام طویل ہوگا......" آسٹرولین نے کہا......!

O......O......O

سردار سیگارو کی موت نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی۔ تشماش کے جوانوں کی ہمت بالکل پست ہوگئی۔ ان کی کیفیت ہر طرح خراب تھی۔ سب ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ کر شرماتے تھے۔ جب عورتوں کی فوج ان پر حملہ آور ہوئی تھی وہ خوب ہنسے تھے۔ فقرے بازی ہوئی تھی، کسی نے کہا تھا کہ یہ جنگ تو عمر بھر لڑنے کو جی چاہتا ہے۔ کسی نے کہا تھا اس حسین فوج کے سامنے تو ہتھیار اٹھانے سے شرم آنے لگی۔ پہلے تو کوئی مقابلے میں سنجیدہ نہیں تھا لیکن تھوڑی دیر بعد تباہی پھیل گئی۔ لڑکیاں زیادہ تر ان کے گھوڑوں کو زخمی کردیتی تھیں اور ان کے جسموں پر ایسی ضربیں لگا رہی تھیں کہ وہ کھڑے ہونے کے قابل نہ رہیں جبکہ زیادہ تر ان کے گھروں کو نشانہ بنا رہی تھیں اور جب انہوں نے عورتوں اور بچوں کا قتل عام کیا وہ غیر سنجیدہ نہ رہ سکے اور دہشت زدہ ہوگئے۔ لیکن ان کی غفلت رنگ لائی اور انہیں شرمناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ شکست ان کے تصور سے بہت دور تھی۔ جس حسین فوج کو دیکھ کر وہ بدمست ہوگئے تھے وہ تو قاتل فوج نکلی اور اس نے تشماش کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا وہ گرفتار ہوکر بے بسی سے اپنے سلگتے کوستے دیکھتے رہ گئے۔ پھر ان کی حیثیت بھیڑ بکری سے زیادہ نہ رہ گئی۔ انہوں نے اپنے بے جگر سردار کو بھی ایک لڑکی کے ہاتھوں شکست کھاتے دیکھا۔ اس کا طریقۂ جنگ بھی انہوں نے دیکھا تھا اور دم بخود رہ گئے تھے۔

یہاں تک کہ ان کی امیدوں کا آخری چراغ بھی بجھ گیا۔ سیگارو نے خودکشی کرلی تھی۔

لیکن جو سیگارو نے سنا تھا' انہوں نے نہیں سنا تھا۔ سن بھی لیتے تو فیصلہ نہ کرپاتے کہ اس خبر کو خوشی کی خبر سمجھا جائے یا غم کی جو اپنے گھر کو کھو چکے تھے انہیں تو کیا خوشی ہوتی ہاں جن کا کوئی نہیں تھا ان پر شاید بہتر رد عمل ہوتا۔ کم از کم یہ علم تو انہیں ہو ہی جاتا کہ ان کی زندگی کو خطرہ نہیں ہے۔

طویل ترین سفر نے انہیں خستہ حال کردیا۔ پھر انہوں نے میسرہ دیکھا۔ یہ ناقابل یقین منظر شاید پہاڑوں کی تمام آبادیوں میں کہیں نہیں تھا۔ پتھریلی ناقابل تسخیر دیوار نظر کی حد تک چلی گئی تھی۔ یہ تو جادو تھا۔ پھر ایسی دیوار انسان کس طرح بنا سکتے تھے جس کا کوئی سرا ہی نہ ہو۔ انہیں قطار کی شکل میں اس احاطے سے اندر داخل کیا گیا اور وہ ایک دوسرے سے کہے بغیر نہ رہ سکے۔

"ناممکن....... یہ سلسلہ ہی کچھ اور ہے۔"

"کیا ہو سکتا ہے؟"

"میسرہ کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے برباد کیا تھا۔ کیا یہ میسرہ کا علاقہ ہی نہیں ہے۔"

"ہاں بالکل وہی ہے۔"

"اور عورتوں کے اس شہر کا سربراہ ازلان ہے چنانچہ کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔"

"ازلان نے زندہ بچ کر ضرور کوئی طلسم سیکھ لیا ہے۔ یہ سب انسانی ہاتھوں کا کمال نہیں ہے۔"

"ہم نے میسرہ میں ہر مرد کو قتل کردیا تھا۔ انہوں نے تشماش میں کوئی عورت نہیں چھوڑی۔"

باتو نے فوہا سے کہا۔ "قیدیوں کو مشرقی گوشے میں اکٹھا کردیا جائے۔ ابھی سب خود کو عالم جنگ میں سمجھیں اور قیدیوں کی خبرگیری کے لئے خود کو وقف کردیں ان کے لئے خوراک کا بندوبست کیا جائے۔ یہ کام تمہیں اپنی نگرانی میں کرانا ہے۔"

"جی باتو بابا......."

"کاشان اور افنان تمہارے ہمراہ ہوں گے۔" ازلان نے کہا...... اپنے کوتے میں آکر ازلان نے باتو سے کہا۔ "تو تم نے وہ کر دکھایا باتو جس کا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔"

"کیا تجھے میرے وعدے پر یقین نہیں تھا۔"

"یقین تھا باتو...... لیکن میں سوچتا تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟"

"میں صرف وہ سوچتا ہوں جو ممکن ہو۔"

"تمہارا منصوبہ بے حد عجب ہے باتو۔"

"برا ہے؟"

"نہیں لیکن سخت حیرت ناک ہے کیسی انوکھی تجویز ہے۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی۔" ازلان نے کہا اور باتو ہنس پڑا۔

"اس کے بعد یہ جوان تجویز کریں گے کہ یہ جنگ ان کے حق میں کیسی رہی اور وہ کوئی فیصلہ نہ کرپائیں گے۔"

"تو کون ہے باتو...... آخر تو کون ہے؟"

"پارٹی لیڈر...... اگر میرے راستے میں مزاحمت نہ ہو اگر مجھ سے تعاون کیا جائے تو لوگ امن میں رہتے ہیں۔"

"تو نے ان لڑکیوں کو کیا بنا دیا ہے یہ ہر وہ کام کرلیتی ہیں جس کا تصور بھی نہ کیا جاسکے۔"

"ہاں شاید میں نے زندگی میں سب سے بڑا کام یہی کیا ہے اس پر مجھے ہمیشہ خوشی ہوتی ہے۔ ...نا اپنی آرام گاہ میں جا رہا ہوں فرصت ہو تو ذرا لڑکیوں کے کام کا جائزہ لے لینا۔ ہمیں قیدیوں ...بہترین سلوک کرنا ہے۔"

ازلان پورے خلوص کے ساتھ باتو کی ہر بات پر عمل کرتا تھا اور یہ حقیقت بھی تھی کہ باتو ...ے دوبارہ سرداری کا منصب دے دیا تھا۔ ورنہ وہ تو اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی بھی بچانے ...بل نہیں رہا تھا۔ سب کچھ باتو ہی کا کیا ہوا تھا اور وہ باتو کی ہر بات کو اپنے لئے حرف آخر قرار ...ا اور اس کے حکم کے بغیر کوئی جنبش بھی کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔

ادھر فوہا اور اس کی تینوں بہنیں باتو کی ہدایت کو اپنے لئے ایک فریضہ سمجھتی تھی اور کبھی ...سوچتی تھیں کہ باتو نے کیا کہا ہے۔ وہ صرف یہ جانتی تھیں کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس پر ...کرنا ہے چنانچہ تشماش کے جوان بے شک یہاں قیدی کی حیثیت سے آئے تھے لیکن ان کی ...نگہداشت ہو رہی تھی تشماش ویسے بھی ایک اجاڑ قبیلہ تھا جس میں زندگی گزارنے کے ...ار سائل تھے۔ نہ وہاں خوشحالی تھی' نہ سبزہ زار...... لیکن یہاں آنے کے بعد ان کی جس ...خاطر مدارت ہوئی تھی وہ ناقابل یقین تھی اکثر جوان آپس میں باتیں کرتے رہتے تھے۔ ان کا ...تھا کہ سردار ازلان انہیں کھلا پلا کر مارے گا اس کے ذہن میں انتقام کی شدید آگ بھڑکی ہوئی ...ہم لوگوں کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیل رہا ہے اور جب ہم اس بات پر یقین کرلیں گے کہ ...ری جان بخشی کرسکتا ہے تو وہ ہم سب کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ بس اپنے اپنے طور پر ...ب کچھ سوچا کرتے تھے۔ ویسے میسرہ کو تو دیکھ کر ہی ششدر رہ گئے تھے۔ رفتہ رفتہ انہیں ...ت بھی حاصل ہوگئی تھیں کہ میسرہ نئے سرے سے کس طرح آباد ہوا۔ بہرطور یہ انوکھی باتیں ...اور باتو ایسی ہی تفریحات کا قائل جس میں دوسروں کو صحیح صورتحال کا اندازہ نہ ہونے پائے۔

پھر قیدیوں کو تھوڑی سی آزادی دے دی گئی۔ اب انہیں میسرہ میں ہر جگہ گھومنے پھرنے کا ...ل تھا۔ یہاں آنے کے بعد جنگجو عورتیں اور لڑکیاں بہترین دوست بن گئی تھیں۔ اور ...ا کے جوانوں کے ساتھ ان کا رویّہ بہت ہی محبت آمیز ہوا کرتا تھا۔ وہ ذہنی طور پر بالکل ہی ...ہوگئے تھے۔ سوالات بھی کئے جاتے اور لڑکیاں ہنس کر کہتیں کہ فیصلہ تو سردار ازلان ہی ...گا۔ پھر باتو کی ہدایت کے مطابق سردار ازلان نے تشماش کے قیدیوں کو جمع کیا اور کہا۔

"تشماش کے جوانو! یہاں میسرہ میں آکر تمہارے ساتھ جو رویّہ اختیار کیا گیا ہے کیا تم اس ...محسوس کرتے ہو۔ چند جوان اپنے آدمیوں کی نمائندگی کریں مجھ سے آکر بات کریں۔" یہ ...ان تھی جو ازلان بول رہا تھا۔ پانچ افراد سامنے آگئے اور ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہمیں اندازہ ہے سردار ازلان کہ ہم نے میسرہ برباد کیا تھا اور سیگارو کے ساتھ یہاں آکر ...کا اظہار کیا تھا کہ میسرہ دوبارہ کبھی آباد نہیں ہوگا۔ سردار سیگارو نے بعد میں میسرہ کا جائزہ

بھی لیا تھا اور یہاں کسمپرسی اور بے کسی دیکھ کر بہت خوشی سے قہقہے لگائے تھے۔ یہ سچ ہے کہ ہم
کے مجرم ہیں اور یہ بھی سچ ہے سردار کہ تو نے ان بے کس اور بے خانماں لڑکیوں کو فولاد بنا کر ہمارا غرور
تشماش کو تباہ و برباد کردیا اس پر ہم تیری برتری کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ
اب بہت جلد ہماری تقدیر کا فیصلہ ہوجائے گا اور ہمیں تہہ تیغ کردیا جائیگا سردار ازلان ہم مر مر کر جی
رہے ہیں۔ یہ انتظار ہمارے لئے بڑا مشکل ہے اور بلاشبہ تو ہم سے ایسا انتقام لے رہا ہے کہ ہمارے
ذہن میں انتقام کا یہ طریقہ کبھی نہیں آسکتا۔" ازلان نے کہا۔

"گویا تم ہر صبح جاگ کر اپنی موت کا انتظار کرتے ہو........"

"آہ ہم ہر رات یہی سوچتے ہیں اور ہر صبح یہی سوچتے ہیں کہ اب ہماری زندگی کا کتنا وقت
اور کم ہوگیا۔"

ازلان نے خاموشی اختیار کرلے باتو کی جانب دیکھا اور باتو کا اشارہ پا کے بولا۔

"تو پھر سنو تشماش کے جوانو کہ سردار ازلان میسرہ کے سردار کی حیثیت سے اپنے نجات
دہندہ کے اشارے پر جو کچھ کہہ رہا ہے اس کا وہی مطلب ہے اور کبھی یہ نہ سوچنا کہ کوئی ایسی بات
کہی جائیگی جس میں دھوکا ہو اور جو کہا جائیگا وہ نہ ہوگا سنو۔ تمہارے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تم
میں سے ایک کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائیگا۔ تم زندہ رہو گے اور میسرہ کے باعزت باسیوں کی
حیثیت سے یہاں وقت گزارو گے۔ لیکن اس طرح جیسے تم تشماش میں ہو۔ میسرہ کی سرسبز و شاداب
زمینیں تم نے دیکھ لیں۔ ان زمینوں کو انہی لڑکیوں نے دوبارہ شاداب بنایا ہے لیکن اب یہ اپنے
گھروں کو چلی جائیں گی اور تم ان زمینوں کی دیکھ بھال کرد گے۔ تشماش کے جوانوں تمہیں یہاں
شدید محنت میں کمی برداشت نہیں کی جائیگی۔ لیکن اس کے صلے میں تمہیں یہاں ہر طرح کی آزادی
ہوگی۔ اپنی وفاداریاں میسرہ کو سونپ دو اور تم میں سے ہر شخص سن لے کہ کسی کے دل میں اگر
بغاوت کا کوئی خیال آئے۔ کسی کے انداز میں غداری کا کوئی نشان پیدا ہو تو وہ اسی لمحے اپنے آپ
زندگی سے دور سمجھ لے۔ میسرہ دوبارہ اس لئے نہیں آباد کیا گیا کہ وہاں سازشیں ہوں اور اسے
کوئی نقصان پہنچے۔ اگر تم نے اپنے آپ کو میسرہ کا بہتر رکھوالا ثابت کردیا تمہیں وہ تمام حقوق
حاصل ہوں گے جو آبادیوں میں رہنے والوں کو حاصل ہوتے ہیں تم ان لڑکیوں سے شادیاں کرو
اور میسرہ کو نئے سرے سے آباد کرو گے لیکن غداری کرنے والے کو ایک لمحہ معاف نہیں کیا
جائیگا۔"

ازلان کے اس اعلان نے تشماش کے جوانوں کو شدید حیران کردیا اور جب انہیں ازلان کی
بات پر یقین آیا تو وہ خوشی سے پاگل ہوگئے۔ انسان کی سرشت ایسی ہی ہے وہ انہیں بھلا بیٹھے
جن کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے تھے۔ اپنی زندگی سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے۔
تشماش کے جوان چاروں طرف پھیل گئے۔ انہوں نے اجنبی نگاہوں سے میسرہ کو دیکھا جو ان کی
مستقبل کی ملکیت تھی اور وہاں انہیں سارے حقوق حاصل ہوگئے تھے۔ لیکن تنہائی میں سمنانہ نے
بڑی بے تکلفی سے باتو سے پوچھا........!

"باتو بابا فوہا کے لئے کاشان موجود ہے۔ شیرایہ حالانکہ سب سے چھوٹی ہے لیکن افنان کو
پسند کرتا ہے ہم دونوں کا کیا ہوگا ہم بھی تشماش کے جوانوں میں سے کسی کا انتخاب کرلیں"

...نے گردونوں لڑکیوں کو دیکھا ان کے چہروں کی سادگی اور بھول پن یہ بتاتا تھا کہ جو کچھ انہوں
...ہے اس میں کسی گہرائی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ وہ اتنی ہی معصوم تھیں۔ تاہم وہ کچھ دیر کے
...ج میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"میری پیاری بچیو، تم لوگوں کے لئے میرے دل میں جو جذبات ہیں شاید میں انہیں الفاظ کی
...دے سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے شہ بدان کے تمام حقوق سلب کرلئے ہیں تم نے
...لیکر آج تک صرف میرے احکامات مانے ہیں۔ لیکن میں کم از کم اس سلسلے میں تمہیں
...نہیں چھین سکتا۔ یہ فیصلے اس کے ہوں گے اور اسے ان کا پورا پورا حق ہے۔ ہم بہت جلد
...ے روانہ ہونے والے ہیں باگ سے دور ہوئے ایک طویل عرصہ گزر گیا ہے ویسے تو مجھے
...ہے کہ باگ میں میں نے جو نظام قائم کیا ہے اس نے باگ کو بھی وہی شکل دیدی ہوگی جو میسرہ کو
...ہے۔" سمنانہ خاموش ہوگئی اور باتو اب اس سلسلے میں بالکل تیار ہوگیا تھا۔ لیکن روانگی کے
...شان اور افنان سب سے زیادہ ملول تھے۔ کاشان نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو کچھ نہ ہوا، ہمیں میسرہ واپس مل گیا۔ لیکن فوہا شاید میسرہ میں تمہارے بغیر خوش نہ
...ہ۔"

"اتنے عرصے کے بعد تم سے جدا ہوتے ہوئے مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے لیکن باتو بابا کا حکم
...پر فوقیت رکھتا ہے۔"

O......O......O

کرشانہ سے آئے ہوئے جوان شمران کے لئے بے حد کار آمد ہوئے وہ نہیں جانتا تھا کہ
...کے مسکن میں کون اس کے حق میں ہے اور کون مخالف بلکہ اس کا تو خیال تھا کہ وہاں ہر
...ن کا مخالف ہوگا اور اس مخالفت کو ختم کرنے کیلئے ہی وہ کرشانہ سے ان لوگوں کو ساتھ لایا

لیکن عقابوں نے حیرت انگیز طریقے سے مبارزہ کے نتیجے کو قبول کرلیا تھا اور شمران کی
...تسلیم کرلی گئی تھی اسے کسی مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا پھر بھی اس نے لاگا سے کہا۔

"لاگا ان جوانوں کی ٹولیاں بنا۔ اور انہیں پوری آبادی میں پھیلا دے ان میں سے دس
...اپنے ساتھ رکھ تاکہ وہ میری دیکھ بھال کریں۔ ویسے اندازہ ہوتا ہے کہ عقاب میری مخالفت
...یں گے۔"

"ہاں یہ ثابت ہوچکا ہے۔"

"اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟۔" شمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے میان کے کوستے پر قبضہ کرنا چاہئے وہاں تیری ماں سومایہ بھی ہوگی۔"

"ہاں میں اسے بھول ہی گیا اچھی عورت ہے۔ میرا خیال رکھتی تھی لیکن میرے خیال
...ہم اور کیا جائے۔"

...یا۔؟"

...عقابوں کے مسکن کے بزرگوں کو جمع کرکے ان سے رہنمائی طلب کی جائے اور انہیں
...بتائے کرشانہ میں تو اس کا تجربہ کرکے دیکھ چکا ہے۔ یہ روایتی بوڑھے بہت کار آمد ہوتے

ہیں جب تک ہم نے کرشانہ میں ان کا تعاون نہیں حاصل کیا تھا ہمیں آسانیاں نہیں حاصل ہوئی تھیں۔"

"تو ٹھیک کہتا ہے ویسے بھی کرشانہ کی بات اور تھی وہ ایک عارضی ٹھکانہ تھا اور عقابوں کا مسکن ہمارے خوابوں کی تعبیر' یہاں ہمیں ایک پائیدار حیثیت حاصل کرنی ہے۔"

"اس کا بہترین طریقہ ہے کہ پہلے خود کو فرشتہ صفت ثابت کردیا جائے بعد میں کھیل کھیلیں گے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔"

چنانچہ ٹولیاں پورے قبیلے میں پھیل گئیں۔ اور شمران نے لاگا کے ساتھ میان کے کوستے کا رخ کیا شمران کے ہمنوا اس کے ساتھ ہوتے تھے اور رسم کے مطابق کوستے کے باہر بہت سے لوگوں نے شمران کا استقبال کیا۔ جن میں عقابوں کے مسکن کے معزز بزرگ بھی تھے۔ شمران وہاں پہنچ کر گھوڑے سے اتر گیا۔ اس نے بزرگوں کو تعظیم دی اور کہا۔

"معزز بزرگو...... میں تم سے پہلا سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے میری سرداری کو قبول کرلیا ہے۔"

"پہاڑوں کی رسم کے مطابق تو مبارغہ کا فاتح ہے شمران اور میان لائی نے اپنی شکست تسلیم کرلی اس لئے اب تو ہمارا سردار ہے۔"

"تم دیکھو گے سردار بن کر میں ایک نئے انسان کی حیثیت اختیار کرلوں گا۔ میرے لوگوں کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی میں ہر قدم پر تجربے کاروں سے مشورے طلب کروں گا اور اس وقت بھی میری خواہش ہے کہ میری رہنمائی کی جائے۔"

"سب سے پہلے اپنے کوستے میں قدم رکھ شمران اب یہ تیری ملکیت ہے اس کے بعد باہر آ کر اپنے مشیروں کا تقرر کر۔ تاکہ آگے تیری رہنمائی کی جائے۔"

شمران نے اس ہدایت پر عمل کیا کوستہ خالی کیا تھا ہنگا شامہ کو لے کر سوچ کی پہاڑی پر چلا گیا تھا شمران نے کوستے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا پھر لاگا سے کہا۔

"اصل میں میان کو خود پر بہت ناز تھا اس نے نہ باپ بن کر سوچا اور نہ کسی زیرک انسان کی طرح حالانکہ اس نے یہ طریقۂ جنگ خود ہی مجھے بتایا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اگر انفرادی جنگ لڑ رہے ہو تو پہلے یہ دیکھو کہ مدمقابل کا تجربہ کیا ہے اس کی عمر کیا ہے اگر وہ کوئی تند خو آتش مزاج جوان ہو تو رکے بغیر اتنے حملے کرو اس پر کہ وہ بوکھلا جائے اور دفاع اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے اگر وہ کوئی تجربے کار عمر شخص ہے تو اس سے جنگ کرتے ہوئے خوف کا اظہار کرو اور اس وقت تک حفاظتی انداز اختیار کرو جب تک اس کے اندر تھکن نہ پیدا ہو جائے وہ خود اپنے دیئے ہوئے سبق کو یاد نہ رکھ سکا آہ لیکن میری ماں کہاں ہے کیا وہ اپنے بیٹے کے بجائے شوہر کی سرداری کی خواہاں تھی اور اس کی شکست کے بعد کوستہ چھوڑ کر چلی گئی ہے۔"

"شاید ایسا ہی ہوا ہے۔"

"اسے ماں کی حیثیت سے اپنے سردار بیٹے کا استقبال کرنا چاہئے تھا آؤ باہر چلیں۔" موجود لوگوں سے اس نے پہلا سوال یہی کیا۔ "قبیلے کے معزز لوگو کوستے میں میری ماں سوامیہ

نہیں ہے وہ کہاں ہے کیا اس نے اپنے بیٹے کی سرداری قبول نہیں کی۔" ایک بزرگ آگے بڑھ کر بولا۔

"کیا تو اب تک یہ بات نہیں جانتا شمران کہ تو میان کی اولاد نہیں ہے حالانکہ میان نے دوران مبارغہ بھی یہ الفاظ کہے تھے۔"

"کیا۔؟" شمران حیرت سے بولا۔

"آہ شاید تو اب تک اس حقیقت سے ناواقف ہے۔"

"کیا حقیقت ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔" شمران پریشانی سے بولا۔

"حقیقت یہ ہے شمران کہ یہ بہت قدیم سازش ہے جو سوامیہ کے باپ الخت باغہ نے کی تھی تیرا باپ ماہ لخت ہے اور ماں عشمہ یہ شیر ماہ کا خاندان ہے یہ سازش اس وقت کی گئی تھی جب تو لخت کے ہاں اور شامہ سوامیہ کے ہاں پیدا ہوئی تھی لیکن تجھے سردار کے کوستے میں لے آیا گیا اور شامہ کو شیر ماہ کے کوستے میں پہنچا دیا گیا اور تم دونوں غیر جگہوں پر پلے لیکن میان کو یہ خبر نہ تھی اس کا انکشاف تو تیرے یہاں سے چلے جانے کے بعد ہوا۔"

شمران چکرائے ہوئے دماغ کے ساتھ یہ کہانی سن رہا تھا اس نے لاگا سے کہا۔ "یہ بےوقوف شخص کیا بکواس کررہا ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا لاگا۔"

"آہ تو فکر نہ کر' مجھے سمجھنے دے یہ تو بے حد عجیب کہانی ہے اور نہایت ہی دلچسپ ہاں معزز بزرگ کچھ اور تفصیل سے بتاؤ لیکن دوسروں کی تصدیق کے ساتھ........" لاگا نے کہا۔

لاگا خود بھی سخت حیران ہوا تھا۔ یہ تو بڑی عجیب بات سنا رہا تھا یہ بوڑھا شخص۔ اس نے چند بزرگوں کو دعوت دی اور عقابوں کے مسکن میں رہنے والے معزز بوڑھے نئے سردار کے حکم پر اس کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ کوستے کے سامنے انہیں احترام کے ساتھ بٹھایا گیا۔

شمران بھی ان کے درمیان موجود تھا اور اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آرہے تھے' معزز بوڑھوں کو مخاطب کرکے لاگا نے کہا۔

"عقابوں کے مسکن کے واجب الاحترام بزرگو' پہاڑوں کی تاریخ میں اس طرح کی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں اور سردار شمران خوش ہے کہ پہاڑ والوں نے اپنی روایات کو پامال نہیں کیا اور پھر شمران تو اسی بستی کا نوجوان ہے' آپ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے پروان چڑھنے والا ہے' بے شک نوجوانی کی عمر میں کچھ لغزشیں ہوتی ہیں اور انہیں ناپسند کیا جاتا ہے' ہم سب بھی اس کا شکار تھے جو واقعات پیش آئے' ان میں ہماری غلطیاں بے شک ہیں' لیکن جب ہم اپنی آبادی سے نکال دیئے گئے اور ہماری سرزمین ہم سے چھن گئی تو ہم نے اپنے آپ پر غور کیا اور یہ سوچا کہ اپنی زمین چھن جانا تو سب سے بڑی بدنصیبی کی بات ہے ہمیں علم تھا کہ اگر ہم یہاں واپس آکر میان سے معافی کے طالب ہوتے ہیں تو ہمیں کبھی معاف نہ کیا جائے گا۔ میان لائی اپنے بھائیوں سے بھی خوفزدہ تھا اور خود اس کے دل میں بھی شمران کے لئے رحم کا کوئی جذبہ باقی نہیں رہا تھا۔ بحالت مجبوری یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ واپس آکر پہاڑوں کے قانون کو استعمال کیا جائے۔ مبارغہ طلب کیا جائے اور تقدیر کے فیصلے کا انتظار کرلیا جائے۔ مبارغہ میں اگر شمران کو شکست ہوئی تو لازمی امر تھا میان اسے کبھی معاف نہ کرتا لیکن عقابوں کا وقت بدلنے والا تھا شمران کو فتح حاصل ہوئی اور

وہ عقابوں کا سردار بنا..... نوجوان سردار اپنے دل میں عقابوں کے لئے بہت سے جذبے لے کر واپس آیا ہے اور آنے والا وقت بتائے گا کہ آپ لوگوں کے مشوروں کے ساتھ عقابوں کے مسکن میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا اور آپ اسے پسند کریں گے لیکن اسی دوران آپ میں سے ایک بزرگ نے انکشاف کیا ہے کہ شمران درحقیقت میاں کا بیٹا نہیں ہے اور یہ بھی کہا ہے اس بزرگ نے کہ یہ بات بستی والوں کو معلوم ہے ہم چونکہ اس دوران عقابوں کی آبادی سے اتنی دور تھے کہ یہاں کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ یہ حیرت انگیز انکشاف اگر درست ہے تو براہ کرم ہمیں اس کی پوری تفصیل بتائی جائے اور اگر غلط ہے تو افسوس ہے اس بزرگ پر جس نے ایسے الفاظ کہہ کر نئے سردار کو ذہنی طور پر پریشان کیا۔ بزرگو' میں رہنمائی چاہتا ہوں اپنے سردار کے لئے آپ سب مل کر براہ کرم ہمیں حقیقت حال سے روشناس کرائیں۔"

"آہ کیا واقعی شمران نہیں جانتا لیکن یہ حقیقت ہے یہ ایک سچائی ہے اور تیری اجازت سے ہم اس کی تفصیل بتاتے ہیں۔ ہوا یوں تھا کہ باگ کی شہ بدآن' میاں لائی کی بیوی بننے کے بعد اسے بیٹا نہیں دے سکی اور یکے بعد دیگرے اس نے لڑکیوں کو جنم دیا' تب میاں اس سے برگشتہ ہوگیا اور اس نے اپنی بیوی کو لڑکیوں کے ساتھ عقابوں کے مسکن سے باہر نکال دیا اور اس سے لاعلم ہوگیا..... لیکن ساتھ ہی ساتھ اس نے بستی والوں سے کہا کہ وہ شادی کرنا چاہتا ہے اور اس لئے کہ اس کی بیوی اسے عقابوں کے مسکن کا سردار دے۔ میاں نے شرط عائد کردی کہ اس کی زندگی میں شامل ہونے والی عورت بیٹے کی ماں نہ بن سکی تو اسے میاں کی زندگی سے دور ہوجانا پڑے گا اس شرط کے لئے میاں نے کسی کو مجبور نہیں کیا تھا بلکہ ایک دعوت دی تھی اور اس دعوت کو بستی کے ایک شخص نے قبول کرلیا اس کا نام الخت باغہ تھا۔ الخت باغہ نے اپنی بیٹی سومایہ کو میاں کی بیوی کی حیثیت سے پیش کردیا اور سومایہ نے دعویٰ کیا کہ وہ میاں کو بستی کا سردار دے گی' لیکن بد نصیبی یہ ہوئی کہ سومایہ کے ہاں بھی بیٹی ہی پیدا ہوئی' الخت باغہ کے دل میں خواہش تھی کہ کسی بھی طرح عقابوں کی سرداری اس کے خاندان میں منتقل ہوجائے اور اس کے لئے اس نے کچھ انوکھے انتظامات کئے تھے مثلاً یہ کہ اس کے بہت ہی قریبی عزیزوں میں سے ان دنوں جب سومایہ کے ہاں ولادت ہونے والی تھی۔ اگر کوئی بیٹا پیدا ہوا تو وہ بیٹا سومایہ کے حوالے کردیا جائے۔ لیکن اس شکل میں کہ اگر سومایہ بیٹے کی ماں نہ بن سکے۔ سو بد نصیبی نے یہی وقت دکھایا کہ سومایہ بیٹی کی ماں بنی اور الخت باغہ کو بحالت مجبوری شیرماہ کے بیٹے ماہ لخت کے ہاں پیدا ہونے والے بچے کو ماہ لخت اور شیرماہ کی اجازت کے ساتھ سومایہ کے کوستے میں پہنچادیا اور سومایہ کے ہاں پیدا ہونے والی بیٹی کو شیرماہ کے گھر منتقل کردیا اور جب میاں نے اپنے کوستے میں واپس آکر نومولود کے بارے میں معلوم کیا تو اسے یہی بتایا گیا کہ وہ بیٹے کا باپ بن چکا ہے اور وہ بیٹا تو تھا شمران۔ تو ماہ لخت کا بیٹا ہے اور شیرماہ کا پوتا لیکن یہ کام بڑی رازداری سے کیا گیا تھا اس لئے کسی کو پتہ نہیں چل سکا اور تو عقابوں کے سردار کی رہنمائی میں پروان چڑھتا رہا۔ بالآخر تو جوان ہوگیا اور اس کے بعد جو واقعات تیرے ساتھ پیش آئے ان کے تحت یہ راز راز نہ رہ سکا اور میاں کو تیری حقیقت معلوم ہوگئی۔ لیکن اس وقت جب تجھے یہاں سے نکالا جاچکا تھا میاں نے تیرے ساتھ جو کچھ کیا اسی خیال کے تحت کیا کہ تو اس کا بیٹا ہی ہے اور وہ اس کے لئے مضمحل تھا' لیکن بعد میں جب اسے اس بات کا علم ہوا اور اس

حقیقتوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گئی تو اس نے جرم کرنے والوں کو گرفتار کرلیا اور تیرا باپ ماہ لخت' تیری ماں عشمہ اور تیرے نانا نانی میاں کی قید میں تھے ساتھ ہی الخت اس کی بیوی بھی..... وہ لوگ اب بھی قید خانوں میں زندگی بسر کررہے ہیں..... اور میاں نے کچھ کہا سچ کہا تھا..... تو اس کی اولاد نہیں ماہ لخت کا بیٹا ہے اور یہی ساری سچائیاں ہیں جن کی تصدیق تو کسی سے بھی کرسکتا ہے۔"

شمران شدید حیرت کا شکار تھا اور اس نے متعجب نگاہوں سے لاگا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "لاگا کیا یہ سچ ہے؟"

"ہاں..... حالات اور یہ معزز لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں مجھے اس کی سچائی میں شبہ نظر نہیں آتا۔" لاگا نے کہا۔

شمران نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑلیا۔ چند لمحات خاموش بیٹھا رہا اور پھر بولا۔

"گویا اب مجھے ایک ایسے شخص کی صورت' باپ کی شکل میں دیکھنا ہوگی جسے میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ دیکھو الخت باغہ نے کیا ہی عجیب کھیل کھیلا ہے اور ماہ لخت یقین کرلاگا مجھے اس شخص کی صورت بالکل یاد نہیں ہے اور میری ماں عشمہ۔ کمال ہے۔ لیکن خوشی کا باعث بھی۔ اگر میاں لائی کی حیثیت سے میں اپنے باپ کو اس قید خانے میں دیکھتا تو ہوسکتا ہے کبھی مجھے اس پر رحم آجاتا' لیکن اب اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی گویا ایک غیر شخص نے میرے ساتھ سلوک کیا اور میں نے اس غیر شخص کو کیفر کردار تک پہنچادیا۔ یہ ایک دلچسپ بات ہے اور بہت خوب۔ بھئی واہ لاگا مجھے اس پر افسوس تو بالکل نہیں کرنا چاہئے..... لیکن کیا میں جذباتی ہوں' کیا میں عقابوں کے مسکن کے معاملات سنبھالنے اور سدھارنے کی بجائے خود اپنی شناخت میں مصروف ہوجاؤں۔ نہیں یہ تو مناسب نہیں رہے گا معزز بزرگو تمہارا شکریہ بے حد شکریہ کہ تم نے مجھے ایک انوکھی سچائی سے روشناس کرایا اور ایک بار پھر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ عقابوں کے مسکن میں جس نئی زندگی کا آغاز ہوگا وہ تم سب کے لئے خوشگوار ہوگی۔ میں پہاڑوں کی کسی روایت کو پامال نہیں کروں گا۔ ہر شخص آزاد رہے گا لیکن وہ جس نے کبھی تنہائیوں میں بھی میرے خلاف کسی سازش کے بارے میں سوچا میں اسے معاف نہیں کروں گا' اسے سازش کا انکشاف ہونے پر ہی موت کی سزا دی جائے گی۔ عقابوں کے مسکن کا ایک بھی جوان کسی بھی شکل میں متاثر نہیں ہوگا لیکن میرے خلاف بولا ہوا ایک بھی لفظ اس کی زندگی اسی لمحے ختم کردے گا اس کا اعلان آپ سب لوگ کردیں۔ ہاں میں اپنی کوتاہیوں کے لئے آپ کی مدد کا طالب رہوں گا اور اگر آپ یہ محسوس کریں کہ میں نے کوئی غلط راستہ اختیار کیا ہے تو مجھے اس کے بارے میں ضرور بتادیا جائے میں اپنی اصلاح کروں گا۔"

جب بزرگ چلے گئے تو لاگا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "واہ شمران یہ تو واقعی بڑی دلچسپ داستان نکلی لیکن تو نے ان بوڑھوں سے جو کہا ہے اسے سن کر بہت سے دلوں میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہوگی۔"

"یہاں تو کم عقلی کا مظاہرہ کررہا ہے لاگا۔ جب نئی نئی سرداری سنبھالی جاتی ہے تو ہر شخص کو ہوشیار رکھا جاتا ہے۔ پہلے میں یہاں ایک نیک نام سردار کی حیثیت سے اپنا اقتدار حاصل کرلوں

اور اپنے اختیارات پر قابو پالوں اس کے بعد عقابوں کے مسکن میں صرف ہماری خواہشات کا سکہ چلے گا۔"

لاگا قہقہہ مار کر ہنسا پھر بولا۔ "ماہ لخت کے بیٹے' عشمہ کی اولاد اپنے ماں باپ کے بارے میں تو نے کیا سوچا؟"

"نہیں...... میں جذباتی احمق نہیں ہوں۔ جب میں نے باپ کی حیثیت سے میان لائی کو جانا اور ماں کی حیثیت سے سومایہ کو' تو میں نے کبھی نہ سوچا کہ ان دونوں کے پاؤں چاٹوں بلکہ باپ ہی کی حیثیت سے میں نے میان لائی کو اس کے حربے سے شکست دی۔ ارے واہ کیا ہی دلچسپ بات ہے ایک ایسے احمق نے میری تربیت کی' جسے میری تمام عمر کے ساتھ ساتھ احمق بنایا گیا تھا' یہ الخت باغہ کون ہے' ملیں گے لاگا۔ ان سب سے ملیں گے۔ ہاں تو اتنا تو کر کہ یہ تو تجھ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ میرے ماں باپ اور اس شخص کو جس نے مجھے شمران بنایا' قید خانے سے نکال کر ان کے کوستوں میں پہنچا دے اور انہیں سردار کے ماں باپ کی حیثیت سے ہر وہ سہولت فراہم کر جو ان کی آسائش کے لئے ہو۔ انہیں عزت و احترام کا درجہ دے اور ان سے کہہ دے کہ وہ لوگ سکون سے رہیں نئے سردار کو حقیقت معلوم ہو چکی ہے لیکن عقابوں کے مسکن میں نظام سنبھالنے کے لئے اسے کچھ وقت درکار ہے۔ جب وہ اپنے وسائل کو لپیٹ لے گا تو ان لوگوں کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔ تو یہ کر کہ اس سب کو قید خانے سے نکال لا اور ایک بات کا خاص خیال رکھنا' میان کے گرد پہرہ سخت کر دے ہمارے وہ ساتھی جو کرشانہ سے آئے ہیں بہتر پہرے دار رہیں گے ان میں سے چار آدمیوں کو وہاں پہرے پر متعین کر دے اور ساتھ ہی اپنے ایک آدمی کو بھی۔ میان کو نہیں نکلنا چاہئے اس کی کڑی نگرانی ضروری ہے۔ ممکن ہے اس کے کچھ ہمدرد اسے فرار کرانے کی کوشش کریں۔ میان کا قیدی رہنا ضروری ہے۔"

"تو اسے ہلاک کیوں نہیں کر دیتا شمران؟"

"یوں سمجھ لاگا کہ میرے وجود میں کہیں کوئی کمی ہے ابھی میرا دل اسے ہلاک کرنے کو نہیں چاہتا اور پھر نئی کہانی کے تحت تو اس کی زندگی اور بھی ضروری ہے کم از کم کبھی کبھی اسے بلا کر ذلیل و خوار تو کر لیا کریں گے۔ یہ ایک دلچسپ مشغلہ ہوگا میرے لئے۔"

"کرشانہ والوں کے لئے کیا کہتا ہے شمران؟"

"کرشانہ والے ہمارے دست راست ثابت ہوئے ہیں عقابوں کو ان کی ہیبت محسوس ہوتی ہے' ہمیں طویل عرصے نہیں ساتھ رکھنا ہوگا۔ ان پر مراعات کے دروازے کھول دے تاکہ وہ خوش رہیں...... واہ یہ میان میرا باپ نہیں ہے' تب تو وہ بے موت مارا گیا اور ہاں کیا وہ لڑکی بھی قید خانے میں ہے جو سومایہ کی بیٹی ہے۔ میان سے متعلق اور کون کون سے افراد ہیں۔ ذرا سب کے بارے میں معلوم کر اور سب کا پتہ لگا کر مجھے اطلاع دے۔ ویسے یہ کہانی میری توقع سے کہیں زیادہ دلچسپ ہے۔ میں سوچتا ہوں تو مجھے شدید حیرت ہوتی ہے۔"

شمران بہت زیادہ مسرور نظر آنے لگا تھا۔ لاگا نے اس کے احکامات پر گردن ہلا دی اور پھر شمران کے احکامات کی تعمیل کرانے نکل پڑا۔ کرشانہ کے جوان اس نئی سرزمین پر بہت خوش تھے۔ عقابوں کا مسکن کرشانہ سے بہت خوبصورت تھا اور یہاں انہیں خوف کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا۔

نے ان سے کہا۔

"تم نے دیکھا تمہارے دلیر سردار نے مبارغہ جیت کر ایک اور بستی کی سرداری حاصل کی اس سے پہلے اس نے پہاڑوں میں گھس آنے والے شیطانی قوتوں کے مالک گروہ کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ اس سے بھی پہلے کرشانہ کو ایک ناکارہ سردار سے نجات دلائی تھی۔"

"بے شک شمران عظیم ہے۔" کرشانہ والوں نے کہا۔

"اور تم اس عظیم سردار کے اپنے ساتھی۔ شمران نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے عیش و آرام کا خیال رکھوں۔ تم اپنے سردار کے مفادات کا خیال رکھو اور پھر اس ضرورت کا اظہار کر دو ...نہیں ہو۔ ہاں مجھے چار ایسے جوان درکار ہیں جو اس قید خانے کی نگرانی کریں جہاں عقابوں کا ...سردار قید ہے۔ اسے سازش کر کے قید خانے سے نکالا جا سکتا ہے۔"

"اس کے لئے ہماری تجویز ہے کہ صرف چار جوانوں کے سپرد یہ کام نہ کیا جائے بلکہ بارہ منتخب کئے جائیں جو باری باری اپنا فرض سرانجام دیں۔ ہم میں سے ایک کو محافظ اعلیٰ مقرر کیا جائے جسے سب جواب دہ ہوں۔ اس طرح ہم بہتر نگہداشت کر سکیں گے۔"

"تمہاری تجویز بہترین ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔" شمران نے کہا۔ تیرہ افراد منتخب کئے اور لاگا انہیں لے کر قید خانے میں چل پڑا۔

میان مضمحل ایک گوشے میں موجود تھا۔ وہ اب سوچوں کے لامتناہی سمندر میں ڈوبا رہتا تھا ...نے ان لوگوں سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ الخت باغہ وغیرہ خود بھی محتاط رہتے تھے کیونکہ میان ...بت ان پر سوار تھی وقت کی کہانی آگے کیا ہو کون جانے۔ آنے والوں کے گروہ کو انہوں نے ...نظروں سے دیکھا۔ لاگا نے آگے بڑھ کر کہا۔

"الخت باغہ۔ عظیم المرتبت شیر ماہ۔ ہمارے سردار کے باپ ماہ لخت' سردار کی محترم والدہ ...اٹھئے۔ آپ لوگوں کی جگہ قید خانہ نہیں بلکہ آپ کے کوستے ہیں۔ برے دن ختم ہوئے اب ...احترام کی نئی زندگی آپ کی منتظر ہے۔"

الخت باغہ سب سے پہلے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے خوشی سے ناچتے ہوئے کہا۔ "دیکھا تم ...دیکھا۔ ارے بے وقوفو کبھی تسلیم نہ کرنا مجھے۔ کبھی میرا احسان نہ ماننا۔ میں نے کہا تھا نا تم ...بولو میں نے کہا تھا نا۔ چلو میرے طفیل باہر نکلو۔ آؤ میرے پیچھے۔" الخت باغہ اکڑتا ہوا آگے ...اور اس نے سب سے پہلے باہر نکلنا چاہا لیکن لاگا نے اس کا گریبان پکڑ کر اسے زور سے ایک ...دھکا دے دیا۔ الخت باغہ گرتے گرتے بچا تھا۔

"سردار کے ماں باپ سب سے آگے ہوں گے۔ شیر ماہ اور اس کی بیوی پیچھے' بعد میں ...لوگ۔ تو سردار کے ماں باپ سے پہلے باہر نکل رہا ہے۔!"

"اے شخص۔ میں ہی تو ہوں جس نے شمران کو سردار بنایا۔ دیکھ یہ میری بیٹی سومایہ ہے جس نے ...ان کی پرورش کی۔"

"آہ۔ یہ سومایہ ہے۔" لاگا نے پوچھا۔

"تو اور کیا۔ میری بیٹی ہے یہ۔" الخت باغہ بولا۔

"اور میان لائی کی بیوی۔"

"ہاں۔ بالکل۔" الخت باغہ نے گردن ہلا کر کہا۔

"تب اسے قید سے نہیں نکالا جاسکتا کیونکہ یہ شکست خوردہ سردار کی بیوی ہے۔" لاگان نے کہا اور الخت باغہ کا دم نکل گیا۔

"ہے نہیں تھی۔ اب بالکل نہیں ہے۔ اب تو یہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ اور تو سچ کہتا ہے اے شخص۔ ہمیں ان کے پیچھے ہی چلنا چاہئے۔ چلو...... سردار کے والد محترم آئیے چلو۔" اس نے ماہ لخت سے کہا۔

O......O......O

جنگلوں کے درمیان ایک بہتر جگہ منتخب کرکے خچرّوں سے سامان اتار لیا گیا۔ آرام کے لئے عمدہ قیام گاہ تیار کی گئی گھاس کے انبار جمع کرکے نرم بستر تیار کئے گئے تاکہ آئندہ کے پُرصعوبت سفر کے لئے خود کو تروتازہ کرلیا جائے۔

"خچرّوں کو آزاد چھوڑ دو۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ انہیں چھوڑتے ہوئے ہمیں کسی غیر انسانی اقدام کا احساس نہیں رہے گا۔ یہ اس جنگل میں اپنے لئے بہتر کھانے تلاش کرلیں گے کیونکہ یہاں ان کے لئے خوراک اور پانی کا معقول انتظام ہے۔" آسٹرولین نے کہا اور اس کی ہدایت پر عمل کیا گیا۔ اس جگہ کی جغرافیائی نوعیت نے یہ بتا دیا تھا کہ اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ سب مرجانا پسند کریں گے لیکن جن راستوں سے گزر کر یہاں تک آئے ہیں ان سے واپسی گوارہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ باتو کے قدیم تصور کو ذہن میں رکھ کر کام شروع کردیا گیا۔ لیزا کو چونکہ کچھ امید بندھ گئی تھی اس لئے وہ بھی اس کام میں دلچسپی لے رہی تھی کیونکہ وہ اور بڑی باتو کے عمل کے چشم دید تھے۔ روزال نے مسکرا کر کہا۔

"میں نے بھی تو اس کشتی پر سفر کیا ہے مسٹرولین۔ آپ شاید بھول گئے۔"

"نہیں۔ مجھے یاد ہے۔ مگر تم اس وقت خالی روزال تھے۔"

"اب خالی روزال نہیں ہوں۔" روزال نے کہا۔

"تب پھر مصروف ہوجاؤ۔" یہ مشغلہ سب کے لئے دلچسپ تھا باتو کی بنائی ہوئی کشتی کا ڈیزائن ذہن میں رکھا گیا تھا۔ اب اس کی تیاری میں ولمین کی مہارت بھی شامل تھی۔ اوزار موجود تھے چنانچہ ایسے درختوں کا انتخاب کیا گیا جن کے تنے لمبے گول اور ہموار تھے اور ان کی کٹائی شروع ہوگئی۔ دور دور کے علاقوں سے درختوں کا ذخیرہ جمع کرلیا گیا۔ اشیا، زبدان اور لیزا انہیں ہموار کرنے میں مصروف رہتی تھیں۔ بڑے اہتمام سے کام ہوتا تھا اس کے بعد آرام کیا جاتا تھا۔

فلیش نے ایک دن کہا۔ "تم شاید مجھ سے پھر ناراض ہوگئی ہو!"

"کیوں؟" زبدان مسکرا کر بولی۔

"محسوس ہوتا ہے۔"

"بالکل نہیں۔"

"اچھا ایک سوال کروں۔"

"ضرور......"

"ان کوششوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میرا جواب تمہارے لئے ناپسندیدہ ہوگا۔"

"نہیں۔"

"تب پھر تم میرا جواب جانتے ہو۔"

"یعنی ان کاوشوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔"

"مشکل ہے۔" زبدان نے جواب دیا اور فلیش کچھ سوچنے لگا پھر مسکرا کر بولا۔

"فرض کرو زبدان، تمہیں تمہارے ماں باپ مل جاتے ہیں۔ میں اور اشیا تمہارے ساتھ تے ہیں۔ باقی افراد کا نام میں نے اس لئے نہیں لیا کہ ان کا نقطہ نگاہ کچھ اور ہے۔ ویسے بھی وہ ہیں تمہاری منزل تک پہنچانے آئے تھے اور انہیں واپس جانا تھا۔ اشیا کو میں نے اس لئے اپنے تھ شامل کیا کہ میرا اور اس کا زندگی موت کا ساتھ ہے وہ جہاں بھی رہے گی میرے ساتھ رہے تو پھر ہم دونوں کا تمہاری دنیا میں کیا مقام ہوگا۔"

"تم دونوں میرے وجود کے دو حصّے ہوگے۔ تمہیں وہی مقام حاصل ہوگا جو مجھے۔"

"تمہارے قبیلے کے لوگ ہمیں کیسے قبول کریں گے۔"

"جیسے مجھے۔"

"کیا یہ آسان ہوگا؟"

"میں اسے آسان بناؤں گی۔"

"نہ بنا سکیں تو؟"

"تمہارے ساتھ فنا ہوجاؤں گی۔" زبدان نے کہا اور فلیش بری طرح متاثر ہوگیا۔ دیر تک وش رہ کر اس نے کہا۔

"زبدان۔ مجھے اور اشیا کو یہاں کی زبان سکھا دو۔ پوری توجہ اور دلچسپ کے ساتھ۔"

"آج سے ہی۔" زبدان نے جواب دیا۔

درختوں کے تنے جوڑے جانے لگے۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک سوراخ کرکے ان میں مضبوط لکڑیاں ڈال دی گئیں۔ پھر ان کے درمیان درختوں کی مضبوط چھالوں سے بنائی گئی۔ ے کے بعد باڈر بنانے کا کام شروع کیا گیا۔ پتوار بنائے گئے۔ چھت بنائی گئی۔ اس پر خیموں سے بان کے گئے۔ خیموں کی سلائی کرکے مضبوط بادبان بنائے گئے۔ آسٹرولین نے باتو کی بنائی ہوئی ئے کہیں زیادہ پائیدار کشتی تیار کرلی تھی۔ اس کی محنت اور مہارت کا ثمر تیار ہوگیا تو سب ے دھکیلتے ہوئے تیز رفتار دریا کے ساحل تک لے آئے۔ ایک امنگ متحرک تھی۔ کشتی پر سامان یا گیا۔ اس سامان کو رسیوں سے کس دیا گیا۔ کشتی پر سفر کرنے والوں کے لئے دریا کے تند ہروں سے بچنے کے لئے ایسے خانے بنائے گئے تھے جہاں وہ شدید جھٹکوں سے محفوظ رہیں۔ غرض بھرپور نظام تیار کرلیا گیا۔ پھر کشتی کو پانی میں اتارا گیا اور سب اس میں سوار ہوگئے۔ آسٹر نے رے کے رسّے کاٹ کر سفر کا آغاز کیا اور صبا رفتار دریا اس انوکھے کھلونے کو لے بھاگا۔ پانی کی ت تیز رفتار نے کچھ وقت کے لئے تو سب کے حواس چھین لئے بادبان استعمال کرنے کی نوبت آئی۔ وہ بس اس برق رفتار سفر میں خود کو قائم رکھنے کے لئے سرگرداں تھے۔ رفتہ رفتہ وہ ان ان کے عادی ہوگئے۔ کافی سفر کے بعد دریا کا پھیلاؤ بڑھنے لگا اور اس سے رفتار میں کمی واقع

ہوتی گئی اور جب رات ہوئی تو دریا خاصا پُرسکون ہوگیا تھا لیکن چونکہ کشتی بہاؤ پر تھی اس لئے کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ دونوں سمت کے کناروں پر گھنے جنگل نظر آرہے تھے اور یہ سلسلہ صبح تک جاری رہا۔ دوسری صبح جنگل چھدرے ہونے لگے اور ان کے عقب میں پہاڑی ٹیلے نظر آنے لگے لیکن یہاں آکر دریا کا بہاؤ بے حد سست ہوگیا تھا چنانچہ ہوا کے رخ کا تعین کرکے بادبان چڑھا دیئے گئے۔ اس طرح رفتار کچھ بہتر ہوئی لیکن آسٹرولمین کے چہرے پر تشویش پیدا ہونے لگی تھی۔ اس نے آہستہ سے بڈ سے کہا۔ "بڈ...... تم کچھ محسوس کررہے ہو۔"

"کیا موسیو ولمین......؟"

"یہ ست رفتاری بتاتی ہے کہ آگے چل کر دریا کا پھیلاؤ اور بڑھ جائے گا؟"

"اوہ۔ ہاں ممکن ہے۔"

"اس کے بعد تو کشتی کا سفر جاری نہ رہ سکے گا۔" ولمین نے کہا اور بڈ بھی تشویش کا شکار ہوگیا۔ وہ پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ دوپہر ڈھلی تو ولمین کے خیال کی تصدیق ہونے لگی۔ دریا کا بہاؤ بالکل ختم ہوگیا اور اس کے کنارے نامعلوم وسعتوں میں پھیلے نظر آنے لگے۔ یہاں تک کہ کشتی زمین پر جا ٹکی۔ شفاف زمین صاف نظر آرہی تھی اور دور دور تک پہاڑوں کے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ وہ سب خوف بھری نگاہوں سے اپنے اطراف دیکھ رہے تھے۔ ولمین ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "یہاں یہ سفر ختم ہوگیا۔"

"اب کیا ہوگا ولمین!" لیزا نے کہا۔

"ممکن ہے ان پہاڑوں کے دوسری طرف زربدان کی بستی آباد ہو۔ یا پھر ہم ایسے راستے دیکھیں جو ہمیں مہذب دنیا تک لے جائیں۔"

"تب پھر کشتی چھوڑ دو۔"

"ہاں۔ ہمیں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ ایک طویل سفر اس دریا کے اتھلے پانی میں کرنا ہے۔" سب جانتے تھے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ سامان کے بنڈل باندھے گئے انہیں شانوں پر کسا گیا اور وہ کشتی سے نیچے آکر بائیں سمت چلنے لگے کیونکہ ادھر کا سفر کم تھا۔ سورج مغرب میں جھک گیا تب دریا کی حدود سے باہر قدم رکھتے ہی پاؤں جواب دے گئے اور وہ سامان سمیت زمین پر ڈھے گئے۔ آسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔ "آج رات قیام کے لئے یہ بہترین جگہ ہے۔"

بہت دیر تک وہ بے سدھ پڑے رہے۔ لباس بھیگ کر خراب ہوگئے تھے۔ ایک آڑ بنا کر لباس تبدیل کئے گئے اور کھانے پینے کا بندوبست کیا جانے لگا۔ کھانے سے فراغت ہوئی تو اس علاقے کے بارے میں تبصرہ ہونے لگا۔ لیزا نے کہا۔

"تمہارا تجربہ کیا کہتا ہے آسٹر۔ کیا ہمیں ان پہاڑوں کے دوسری طرف آبادی ملے گی۔"

"آثار نظر نہیں آتے۔ میں فضا میں دھواں تلاش کرچکا ہوں۔"

"ممکن ہے کچھ فاصلہ ہو۔"

"ہاں۔ ہوسکتا ہے؟"

"اگر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے تو کیا کریں گے۔" لیزا نے کہا۔

"سفر۔" ولمین مسکرا کر بولا اور لیزا ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگئی۔ سورج چھپ

پھر آہستہ آہستہ رات زمین پر اتر آئی۔ وہ سب خاموش زمین پر دراز تھے۔ سب جاگ رہے تھے
طور پر سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پھر ان کی پلکیں جڑنے لگیں۔ ایک ایک کرکے شاید سوگئے تھے۔ رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا۔ آسٹر ہی کی آنکھ کھلی تھی۔ آسمان پر پورا چاند نکلا تھا۔ اس کے اطراف ستارے مسکرا رہے تھے لیکن چاند کی روشنی میں کچھ فرق تھا۔ پتہ نہیں، حقیقت، ماحول کچھ سبز سبز سا محسوس ہورہا تھا۔ آسٹر نے آنکھیں بھینچ کر کھولیں اور اچھل کر گیا۔ یہ وہم نہیں حقیقت تھی آسمان اور زمین کے درمیان سبز روشنی حائل ہورہی تھی اور یہ شناسا تھی۔ آسٹر نے قریب سوئے ہوئے بڈ کو جھنجوڑ دیا اور بڈ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہاں۔ کیا ہے۔ کیا ہوگیا ہے؟" بڈ نے گھبراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں بڈ۔ حواس سنبھالو۔" آسٹر نے آہستہ سے کہا۔

"کیا بات ہے۔ ضرور کچھ ہوا ہے موسیو۔"

"محسوس کرو بڈ۔ کیا ہوا ہے۔" آسٹر بولا...... اور بڈ گردن اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگا پھر چل کر بولا۔

"اوہ۔ یہ سبز روشنی۔ آہ وہ تو پہاڑوں کے دوسری سمت سے آرہی ہے مگر سبز روشنی، اوہ رے خدا یہ تو زیمل بی ہارنوس......" وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگیا۔ باقی لوگ ابھی ری نیند سو رہے تھے، سبز روشنی اس وقت کچھ عجیب سا انداز اختیار کئے ہوئے تھی۔ وہ پہلے کی ح صرف فضاء میں نظر نہیں آرہی تھی، بلکہ زمین کو چھوتی ہوئی چل رہی تھی۔ پھر اچانک ہی وہ ہوگئی اور ایک دم ہی فضاء سے وہ سبز کیفیت غائب ہوگئی، لیکن انہوں نے ایک سایہ سا دیکھا، انسانی شکل کا سایہ جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ آسٹر نے بڈ سے کہا۔

"بڈ سب کو جگا دو، سوتے رہنا مناسب نہیں ہے۔" لیکن ان دونوں کی آوازوں سے غالباً بی کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ سب سے پہلے زربدان اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر فلیش اور راشیا، لیزا وزال سب ہی جاگ گئے تھے۔ لیزا نے حیران لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا آسٹر، کیا بات ہے۔ خیریت...... خیریت......؟"

"وہ دیکھو۔ وہ کون ہے۔" آسٹر نے کہا اور سب کی نگاہیں اس کے اشارے کی جانب اٹھ فاصلہ اچھا خاصا تھا لیکن آنے والے کو وہ بغور دیکھ رہے تھے۔ وہ مدھم مدھم سبز روشنی میں ایک سایہ تھا جو آہستہ آہستہ ان کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"میرے خدا سبز درویش۔" لیزا کے منہ سے نکلا۔ سبز درویش اسی طرح آیا کرتے تھے، کسی جواب نہ پاکر لیزا نے پُروحشت بھرے انداز میں کہا۔

"زیمل بی ہارنوس۔ آہ کیا ہم اب بھی اس کے تسلط میں ہیں، کیا ہم اب بھی اس کی گرفت سے نکل پائے؟" فلیش اور زربدان ساتھ ساتھ تھے وہ بالکل خاموش تھے۔ فلیش نے زربدان دیکھا تو زربدان کے ہونٹوں پر ایک تیکھی سی مسکراہٹ نظر آئی۔ جیسے وہ کہنا چاہتی ہو کہ میں تھا کہ ہم زیمل بی ہارنوس کی مملکت سے باہر نہیں نکل سکتے۔ بہرحال اس وقت وہ سب اس درویش کو دیکھ رہے تھے جو آہستہ آہستہ ان کے قریب پہنچ گیا، لیکن ان کے لئے دوسرا لمحہ نے والے کے خدوخال تھے۔ قریب آنے پر اس کے نقوش واضح ہوگئے تھے اور انہوں نے

اسے پہچان لیا تھا۔ یہ وہ بوڑھی عورت تھی جسے انہوں نے اس وقت زیمل بی بارنوس کے ساتھ دیکھا تھا جب زیمل نے انہیں طلب کیا تھا۔

بوڑھی عورت سبز روشنی میں لپٹی ان کے قریب پہنچی۔ پھر اس نے مسکرا کر کہا۔ "سونے والوں کے لئے اس وقت جاگنا ہی بہتر ہے۔" اس نے ایک نگاہ سب پر ڈالی اور پھر قریب پڑے ہوئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ "میرا نام روزاکیب ہے۔ تم لوگوں نے مجھے ضرور پہچان لیا ہوگا۔"

آسٹر نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔ وہ جانتا تھا کہ دوسرے جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔ اس نے کہا۔ "ہاں معزز خاتون بھلا ہم آپ کو کیسے بھول سکتے ہیں۔"

"گڈ...... کہو...... ان خوبصورت علاقوں کی سیر کرلی۔ یہ سیاحت تمہیں کیسی لگی۔" آسٹر نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا وہ خود ہی بولی۔ "یہ حقیقت ہے کہ یہ علاقے ناقابل عبور ہیں اور دوسری طرف کی سرحدوں سے ادھر آنا انسانی پہنچ سے باہر ہے صرف ہیلی کاپٹر ادھر آسکتے ہیں۔"

"جی......!" آسٹر نے آہستہ سے کہا۔

"میرے خیال میں تم نے اچھا خاصا سفر کرلیا ہے۔"

"جی محترمہ روزاکیب...... لیکن ہمیں حیرت ہے۔ کیا سبز روشنی کی پہنچ یہاں تک ہے؟"

"یہاں تک......" روزاکیب ہنسنے لگی' پھر بولی۔

"تمہارے خیال میں تم الاتوشیہ کی مملکت سے کتنی دور نکل آئے ہو۔"

"صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔" آسٹر بولا۔

"وہ...... وہ پہاڑ دیکھ رہے ہو۔ وہ روشنی میں نہاتے ہوئے پہاڑ۔ وہ تین چوٹیاں جو قریب قریب نظر آرہی ہیں۔"

"ہاں۔" آسٹر نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

"ان کے دوسری طرف الاتوشیہ کی مملکت ہے۔ وہ جگہ جہاں سے تم نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔"

O......O......O

باگ کی طرف سفر جاری تھا باتو درحقیقت ایک عجیب و غریب شخصیت کا مالک تھا۔ اس کے دل میں انتقامی جذبے بھی طوفانی حیثیت رکھتے تھے اور یہ بالکل سچ ہے کہ اس نے ان اطراف میں داخل ہونے کے بعد انسانی خون بے دریغ بہایا تھا۔ فوہا اور باقی تینوں لڑکیوں کی مدد سے اس نے قتل و غارت گری کا جو بازار گرم کیا تھا اس کی نوعیت کچھ بھی ہو...... لیکن اتنے عرصے میں شاید کبھی پہاڑ والوں میں اتنا خون بہا ہو۔ باتو کی وجہ سے بہت قتل و غارت گری ہوئی تھی۔ لیکن اس نے ایک انوکھا طریقۂ کار اختیار کیا تھا' اپنے انتقام کے لئے' جیسے اس نے باگ کی تقدیر بدل دی تھی اور جس طرح اس نے میسرہ دوبارہ آباد کیا تھا۔ شاید پہاڑ والوں میں کوئی ایسا نہ ہوتا جو اس طرح یہ کارنامہ سرانجام دیتا۔ دوران سفر غلمانہ اور سمنانہ نے فوہا اور شیرابیہ کو مسلسل مضمحل غمزدہ پایا تھا۔ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگتی تھیں۔

"اور کیا تمہیں اس بات کا اندازہ ہے غلمانہ کہ ہماری بہنیں کیوں افسردہ ہیں؟"

"کاشان اور افنان کے لئے۔" غلمانہ نے بے دھڑک جواب دیا۔

"یہ عجیب بات ہے' ہے کہ نہیں؟ پھر تو یہ بہتر نظر آتا ہے کہ ہم دونوں ابھی اس مشکل کا شکار نہیں ہوئے۔"

"پھر بھی ہم فوہا کے لئے افسردہ ہیں۔"

"باتو بابا کا حکم ہر حال میں افضل۔ ورنہ ہم میسرہ میں بھی رہ سکتے تھے۔"

"باتو بابا سے صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ یا تو کاشان اور افنان کو میسرہ سے باگ لے آیا جائے۔ یا پھر ان دونوں لڑکیوں کو اجازت دے دی جائے کہ یہ وہاں جا کر رہیں۔" غلمانہ اور سمنانہ کو علم نہیں تھا کہ باتو اس قیام کے دوران ان کے عقب میں موجود بڑی چٹان کے پیچھے ہے اور ان کی باتیں سن رہا ہے۔ وہ تو اس وقت چونکیں جب انہیں باتو کی آواز سنائی دی۔

"پیاری بچیو! میں نہ تو فوہا اور شیرابیہ کو کوئی دکھ دینا چاہتا ہوں اور نہ ہی تم دونوں کے مستقبل میں کوئی رکاوٹ بنوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک عمر حاصل کرنے کے بعد فطرت کے تقاضے بدل جاتے ہیں اور وہ تقاضے تمہارے اندر نمودار ہو چکے ہیں' لیکن مجھے احساس ہے کہ تمہارے لئے میں نے جو کچھ سوچا تھا' تم سے حاصل کرلیا ہے۔ گویا میری محنت کا صلہ مل چکا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تمہاری ماں کے تم پر جو حقوق ہیں اسے ملیں۔ بہتر ہے کہ تمہارے مستقبل کے فیصلے وہ کرے۔ فوہا اور شیرابیہ کی پسند انہیں ضرور ملے گی لیکن تمہاری ماں کے ذریعے۔"

"کیا ہم یہ بات انہیں بتادیں باتو بابا۔" سمنانہ نے معصومیت سے پوچھا اور باتو ہنس پڑا۔

"تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ دونوں اس دوسری چٹان کے پیچھے ہیں اور ہماری باتیں سن رہی ہیں۔" دوسری چٹان کے پیچھے ایک دم سرسراہٹیں سنائی دیں اور فوہا اور شیرابیہ زمین پر لیٹ کر اس طرح ہو گئیں جیسے گہری نیند سو رہی ہوں۔

بالآخر باگ نظر آگیا۔ سرسبز و شاداب کھیت لہلہا رہے تھے۔ نئے لگائے ہوئے پھلوں کے پودے انسانی قد کے برابر ہو چکے تھے۔ دور سے دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ نہایت مضبوط اور زرخیز آبادی ہے۔ جومابیہ کو حکمرانی کرنا آگئی تھی۔ اسے مضبوط سہارے حاصل ہوئے تھے۔ خوشحالی کا اندازہ بستی کے ہر شخص کے چہرے سے ہو جاتا تھا۔ سب خوش نظر آتے تھے۔ اس بار باتو اپنی مختصر سپاہ کے ساتھ بہت عرصہ کے بعد باگ کی طرف لوٹا تھا۔ وہ بہت فاصلے پر تھا کہ اس کی آمد کی خبر بستی کو مل گئی تھی۔ چنانچہ جومابیہ بے شمار افراد کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے موجود تھا۔

سلابہ نے اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ بڑے پرتپاک انداز میں باتو اور لڑکیوں کا خیر مقدم کیا۔ باتو نے آسودہ نگاہوں سے اطراف میں پھیلے ہوئے کھیت اور باغات دیکھ کر کہا۔

"یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ باگ کے نوجوانوں نے مستقبل بنانا سیکھ لیا ہے......"

"اور وہ یہ کبھی نہیں بھولیں گے باتو کہ ایک نجات دہندہ دور سے آیا تھا اور اس نے اجڑے ہوئے باگ کو نئے سرے سے تعمیر کر دیا۔ اس بار تمہاری واپسی بہت عرصے کے بعد ہوئی۔" سلابہ ناز کے ساتھ باتو کو باگ کے اندرونی علاقے کی جانب لے جاتے ہوئے بولا۔

"ہاں یہ پہاڑ طویل وسعتوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور قبیلوں کی کہانیاں مختلف میری پسندیدہ اور میری بچیوں کے لئے بھی۔ شہ بدان نہیں آئی' اس کا کیا حال ہے؟"

"وہ کچھ دنوں سے بیمار ہے' بچیوں کو بہت یاد کرتی ہے۔" سلابہ نے جواب دیا اور باتو مسکرانے لگا۔

بڑے کوستے میں داخل ہونے کے بعد چاروں لڑکیاں اپنی ماں کے پاس پہنچ گئیں' شہ بدان بستر پر دراز تھی اس کے چہروں پر غم وغصے کے تاثرات تھے' اسے باتو اور چاروں لڑکیوں کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی۔ لڑکیوں نے ماں کے ہاتھ پاؤں چھوئے لیکن شہ بدان کے انداز میں تپاک نہیں پیدا ہوسکا۔ اس نے سرد انداز میں باتو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا تو خیال تھا کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی بچیوں سے محروم ہو چکی ہوں۔ تمہارا شکریہ باتو بابا کہ تم نے آخری بار مجھے ان کی صورت دکھادی۔"

باتو اس کے لہجے کے طنز کو محسوس کرکے مسکرانے لگا۔ اس نے کہا۔ "کیوں آخری بار کیوں شہ بدان......؟"

"زندگی کا کیا بھروسہ' میں بیمار ہوں کوئی بھی لمحہ میری موت کا لمحہ بن سکتا ہے اور پھر یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ تمہاری اجارہ داری میں تمہارا کوئی بھی غلط حکم ان لڑکیوں کو موت سے ہمکنار کردے' جن کا اب مجھ سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا ہے۔ باتو میرا باپ اور میرے بھائی مجھ سے کہتے ہیں کہ تم باگ کے نجات دہندہ ہو اور تم نے ایک اجڑی ہوئی بستی آباد کی ہے لیکن میرے دل کی بستی تم نے جس طرح ویران کردی ہے میں اس دکھ کو کبھی نہیں بھول سکوں گی' بے شک تم نے بہت سی تعمیر کی ہے لیکن میری دنیا کو جس طرح تم نے کھنڈر بنادیا ہے کاش کوئی اسے دیکھتا۔ تم نے درحقیقت اپنی خدمات کی اتنی بڑی قیمت وصول کی ہے کہ شاید کسی کو کبھی اتنی بڑی قیمت نہ ادا کرنی پڑی ہو۔" باتو کی پیشانی شکن آلود نہ ہوئی۔ اس نے کہا۔

"اگر تم سمجھتی ہو شہ بدان کہ میں اپنی محنت کا صلہ وصول کرچکا ہوں تو چلو میں تسلیم کئے لیتا ہوں۔ اب تم اپنی محنت کا صلہ وصول کرو......؟" شہ بدان نے نگاہیں اٹھا کر باتو کو دیکھا اور بولی۔

"میرا کیا رہ گیا ہے اب۔ میں تو یہ سوچتی ہوں کہ کسی دن یہ لڑکیاں تم سے میرے بارے میں پوچھیں گی کہ باتو بابا یہ عورت کون ہے؟"

باتو ہنسا پھر بولا۔ "میں انہیں تمہاری تحویل میں دے سکتا ہوں لیکن کیا تم انہیں سنبھال سکتی ہو۔"

"یہ میری اولادیں ہیں باتو۔ میرا خون ہیں۔ تمہیں روشنی والے کا واسطہ اب میری بچیاں مجھے دے دو۔ زندگی کے کچھ لمحات میں بھی ان کے ساتھ بسر کرنا چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے شہ بدان۔ اب یہ تمہارے حوالے۔ لیکن تمہیں علم ہے کہ میں نے اپنی زندگی ان کے ساتھ گزاری ہے۔ مجھے ان کے ہر احساس سے محبت ہے۔ تمہارے ہر اختیار کے باوجود میں بھی ان کے لئے کچھ فیصلے کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہارے فیصلوں کا احترام کروں گی۔ وقت نے مجھے سرخرو کیا ہے تو میں چاہتی ہوں کہ اپنی بچیوں کو وہی درجہ دوں جو پہاڑوں میں عزت دار لڑکیوں کو حاصل ہوتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تم سے تعاون کروں گا۔ فوہا اور شیرایہ کے لئے میں نے دو لڑکوں کا انتخاب ہے۔ وہ دونوں بھی ان لڑکوں کو پسند کرتی ہیں اور لڑکے بھی انہیں چاہتے ہیں۔ وہ ایک مضبوط اور طاقتور آبادی' میسرہ سردار کے بیٹے ہیں اور مستقبل کے سردار......!"

شہ بدان نے حیرت و مسرت سے باتو کو دیکھا اور بولی۔ "کیا تم سچ کہہ رہے ہو باتو بابا۔ کیا ری توجہ اس طرف بھی رہی ہے۔ کیا ان جنگجو لڑکیوں میں یہ حس باقی ہے۔"

باتو کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بدان نے اس خاموشی کو محسوس کیا اور ندامت آمیز لہجے میں بولی۔

"مجھے معاف کرنا باتو بابا۔ زندگی بھر جس آگ میں جلتی رہی ہوں تم جانتے ہو۔ بہت سی ئیں ہیں میرے دل میں۔ میں نے بارہا خوابوں میں میان لائی کو دیکھا ہے۔ وہ مجھے ہمیشہ ریں دیتا نظر آتا ہے۔ اس کی آواز میں بڑا درد بڑی حسرت ہوتی ہے۔ ایک بار...... بس ایک بار اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔ اپنی بچیوں کے ساتھ اس سے ملنا چاہتی ہوں بس ایک بار۔" شہ بدان انکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

باتو نے کہا۔ "اب تو یہ مشکل کام نہیں ہے۔ تم تیار ہو جاؤ۔ ہم عقابوں کے مسکن چلیں ان بچیوں کے ساتھ........"

شہ بدان سحرزدہ ہوگئی۔ باتو نے جتنی آسانی سے یہ الفاظ کہہ دیئے تھے اسے امید نہیں تھی۔ واقعی یہ مشکل کام نہیں ہے۔ میان لائی تو اب خواب بن گیا تھا اس کے لئے ایک ایسا خواب جس کی کوئی تعبیر نہیں تھی۔ لیکن ایسا تصور جس سے وہ اپنی تنہائیاں سجالیتی تھی...... اور بس۔ یہ ت کی فطرت کا ایک پُراسرار پہلو ہے۔ نادانی کی عمر میں اس نے سالا زور کو چاہا تھا' سالا زور نرم و نازک فطرت کا مالک تھا وہ ایک موسیقار تھا جو صرف محبت کرنا جانتا تھا۔ شہ بدان نے سالا زور محبت کی' لیکن اپنے حسن و جمال کی وجہ سے وہ میان لائی کی مرکز نگاہ بن گئی اور میان لائی نے اس کے لئے مبارغہ کرکے اسے جیت لیا۔ جب وہ میان لائی کی بیوی بن کر اس کے گھر پہنچی تو سالا زور اس کے لئے نقطۂ سیاہ کی مانند رہ گیا اور پھر میان لائی کی قربتوں نے اس سیاہ نقطے کو بھی معدوم کردیا۔ ہاں میان لائی کے دل میں وہ سیاہ نقطہ ایک سیاہ دھبے کی مانند ہمیشہ کے لئے منقش اور وہ شہ بدان کو ہمیشہ اس کا طعنہ دیتا رہا۔ حقیقت یہ تھی کہ اب صرف میان لائی ہی سالا زور کے تصور کو زندہ رکھے ہوئے تھا۔ ورنہ شہ بدان اسے بھول چکی تھی' میان لائی نے اسے دور رکھا کہ بالآخر اس نے شہ بدان کو اس کی نوخیز نادانی کی سزا دے دی۔ لیکن اس کے بعد شہ بدان کی زندگی میں میان کے سوا اور کوئی تصور نہ رہا تھا۔ بعد کو اس پر جو کچھ بیتی وہ ایک الگ کہانی تھی۔ لیکن اب جب چاروں طرف سکون کا لامتناہی سمندر موجزن ہوا تو اس میں میان لائی پھر سے ابھرنے لگا۔ البتہ اس نے ہمیشہ یہی سوچا کہ اس خواب کی اب کوئی تعبیر نہیں ہے' باتو سے اظہار کیا تو باتو نے اس طرح اس مشکل کو آسان کردیا جیسے یہ کوئی مشکل ہی نہیں تھی اس نے سے باتو کو دیکھا اور بولی۔

"باتو بابا کیا یہ واقعی ممکن ہے؟ کیا میری اس آخری آرزو کی تکمیل ہو سکتی ہے؟"

"اس سے پہلے بھی اگر تیرے دل میں یہ تصور جاگتا اور تو مجھ سے اس کا اظہار کرتی شہ بدان

تو یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی' جو مشکل کا باعث ہوتی' ہم نے اپنا ہدف پالیا ہے اور جیسا کہ میں نے
تجھ سے ذکر کیا کہ اب میں ان بچیوں کو ایک ایسا مستقبل دینا چاہتا ہوں جو ہر عورت کا خواب ہے'
شہ بدان بد نصیبی یہ ہے میری کہ میری زندگی میں ہمیشہ ایک آگ روشن رہی اور تو اس آگ کا پس
منظر جانتی ہے' میں نے اس آگ میں بہت کچھ جلادیا۔ لیکن انسانی فطرت کو نہ جلا سکا۔ میں بھی ان
بچیوں کو اتنا ہی چاہتا ہوں جتنا تو چاہتی ہوگی۔ تیرے شوہر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا میں
بہرحال سلابہ اور جومایہ سے مشورہ کرلے میرے خیال میں ہمیں عقابوں کے مسکن تک جانے میں
کوئی دقت نہیں ہوگی۔ تو ان لوگوں سے بات کرکے روانگی کی اجازت لے لے۔ اور کسی لشکر کو
ساتھ لینے کی ضرورت نہیں ہے' جو انتظامات میں کروں انہی کے تحت چلنا ہے اور میرا ساتھ جانا
ضروری ہے ورنہ لڑکیوں کو کنٹرول کرنا مشکل ہوجائے گا۔"

شہ بدان سلابہ کے سامنے پہنچی اور اس سے اس خواہش کا اظہار کیا۔ جومایہ بھی موجود تھا
جومایہ نے کہا۔

"اور میں ہمیشہ روشنی والے کی پناہ مانگتا ہوں لیکن باگ جس قدر مضبوط ہوچکا ہے اور اس
کے جوانوں کو جو جنگجویانہ قوتیں حاصل ہوگئی ہیں اب یہ موقع ہے کہ ہم اپنی بہن کی توہین کا انتقام
لے سکیں اور میان لائی کو اپنے قدموں میں جھکا سکیں تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم عقابوں پر لشکر کشی
کریں؟"

"یعنی...... یعنی میرے گھر پر.........." شہ بدان نے شعلہ بار نگاہوں سے جومایہ کو دیکھتے
ہوئے کہا اور جومایہ کی نگاہیں جھک گئیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "تم آج بھی اسے اپنا گھر سمجھتی ہو
شہ بدان؟"

"ہاں...... میں زندگی کی آخری سانس تک اسے اپنا ہی گھر سمجھوں گی۔"

سلابہ نے کہا.......... "وہ ٹھیک کہتی ہے جومایہ........ پہاڑوں کی بیٹیاں اپنی قدریں رکھتی
ہیں اور تو نے بہت غلط بات کہی۔ لیکن شہ بدان ایک خیال میرے دل میں ہمیشہ رہتا ہے میان لائی
کو کبھی اپنی بیٹیاں یاد نہیں آئیں اس نے کبھی تیری جانب رخ نہیں کیا.........؟"

شہ بدان نے محبت بھرے لہجے میں کہا........ "وہ اس مزاج کا انسان ہے لیکن میرا شوہر
ہے میں اگر کسمپرسی کے عالم میں زندگی گزار رہی ہوتی اور اتنی ہی بے بس ہوتی' جتنی پہلے تھی تو
شاید عقابوں کے مسکن میں بھیک مانگنے نہ جاتی لیکن اب اس بدلے ہوئے وقت میں میری آرزو ہے
کہ ایک بار میان سے ملوں اور اسے اس کی بیٹیوں سے ملادوں...... پھر بھی اگر اس نے ہم سے
اس نفرت کا اظہار کیا تو ہم واپس باگ آجائیں گے۔ پہلے باگ کی جانب رخ کرنا میرے لئے باعث
توہین تھا لیکن اب باگ میرے لئے مختلف ہے۔"

"ٹھیک ہے شہ بدان ہم تجھے خوشی سے عقابوں کے مسکن جانے کی اجازت دیتے ہیں۔"

باتو نے فوہا اور تینوں دوسری لڑکیوں سے کہا۔ "میں تمہیں تمہارے باپ کے پاس لئے جا رہا
ہوں...... پیاری بچیوں ایک بار میان سے ملنا ضروری ہے۔ تمہارا باپ اگر تمہیں محبت سے
لگاتا ہے تو بہتر ہے کہ تمہارے مستقبل کے سارے فیصلے اسی کے ہاتھوں ہوں' کیونکہ وہ اس کا
حقدار ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تم اپنے نئے مستقبل کا آغاز کرتے ہوئے اپنے باپ کے نام

اپنے باتو بابا کا نام بتانا۔ میں تمہیں شفقت کے سائے میں تمہارے گھروں کو روانہ کروں گا۔"

چاروں لڑکیاں خاموش رہیں ۔ نجانے ان کے سینوں میں کیا جذبات موجزن ہوئے
لیکن روانگی کی تیاریوں میں انہوں نے جس خوشدلی کا مظاہرہ کیا اس سے یہ اندازہ ہوا
ان کے سینوں میں بھی باپ سے ملنے کی آرزو ہے' کافی سازوسامان کے ساتھ اس بار ذرا مختلف
سفر کا آغاز ہوا......... وہ ایک ایسی گاڑی میں شہ بدان کو بٹھا کر لے چلے تھے جسے چار
گھوڑے کھینچ رہے تھے لیکن لڑکیوں کو اپنے مخصوص انداز میں سفر کی عادت تھی اور انہوں نے وہی
طرز سفر اختیار کیا۔ باتو نے اعتراض نہیں کیا۔

وہ باگ سے بہت دور نکل آئے۔ یہ علاقے ان کے لئے اجنبی نہیں تھے اور شہ بدان باگ
سے عقابوں کے مسکن کا راستہ بخوبی جانتی تھی۔ ہاں جب پہلی منزل آئی اور انہوں نے پہلا پڑاؤ کیا
تو رات کے آرام کے دوران باتو نے چاروں لڑکیوں اور شہ بدان کو اپنے قریب جمع کرکے کہا۔

"میری بدقسمتی ہے کہ جب بھی کوئی مہم درپیش ہوتی ہے تو میں اس مہم میں شریک افراد سے
سوال کرتا ہوں کہ پارٹی لیڈر کون ہے ویسے تو یہ بچیاں میرے احکامات کی اس طرح پابندی کرتی
ہیں کہ میں ان کے بارے میں اپنے جذبات کو الفاظ میں نہیں بیان کرسکتا۔ لیکن اس بار بات کچھ
مختلف ہے۔ یہ ایسے خون کے رشتوں کا معاملہ ہے جن میں مداخلت تقریباً حماقت تصور کی جاتی
ہے۔ شہ بدان میرا یہ سوال ضروری ہے کہ پارٹی لیڈر کون ہے؟"

شہ بدان ہنس پڑی۔ اس نے کہا۔ "تم باتو بابا........ تم صرف تم.........."

"شکریہ شہ بدان تو پھر اب وہ ہوگا جو میں چاہتا ہوں۔"

"بتاؤ باتو بابا.........."

"ہم ویسے بھی کسی شان و شوکت کے ساتھ سفر نہیں کررہے یہ ضرورت ہے جو سفر کی
آسائش کے لئے پوری کرلی گئی ہے' لیکن اب لڑکیوں کو لڑکیوں کی شکل میں آنا ہوگا۔ یہ زنانہ لباس
پہنیں گی۔ اور گاڑی میں سفر کریں گی ان کا انداز بالکل لڑکیوں جیسا ہوگا۔ مرد صرف میں ہوں اس
قافلے کا سالار........ اصل میں جو معلومات عقابوں کے مسکن کے بارے میں' میان لائی اور اس
کے بھائیوں کے بارے میں مجھے تم لوگوں سے حاصل ہوئی ہیں' ان کے تحت میں ذرا مصلحت سے
کام لینا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے باتو بابا ایسا ہی ہوگا لیکن تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"سنو میان لائی سے جدا ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا ہے تمہیں شہ بدان کہ اب تم عقابوں کے
مسکن کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں جیسا کہ تم نے بتایا کہ میان لائی کے بھائی ہمیشہ اس سے
نفرت محسوس کرتے رہے' لیکن پھر بھی وہ اس کے بھائی ہیں' کم از کم تم اپنے دور کی بات کرسکتی
ہو جیسا کہ تم نے کہا کہ بھائیوں نے ایک دوسرے پر طنز بے شک کیا۔ لیکن ایک دوسرے کو نقصان
نہیں پہنچایا۔ میری خواہش ہے کہ پہلے ہم کسی بھائی کے پاس جائیں اور اس سے میان لائی
کے حالات معلوم کریں۔ وہ یقیناً یہ حالات مناسب طور پر بتائے گا اور ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ ہمیں
میان لائی سے کس انداز میں ملنا ہے لیکن جیسا کہ ان کا مزاج ہے وہ لوگ بھی یہ بات جانتے ہوں
گے کہ میان لائی نے تمہیں پانچویں بیٹی کی پیدائش کے بعد اپنی آبادی سے نکال دیا تھا تو اگر تم شان

وشوکت سے ان میں سے کسی کے پاس پہنچوگی تو وہ حسد کا شکار ہوجائیں گے۔ یہ انسانی فطرت کا
ایک پہلو ہے ہاں اگر تم ایک مفلوک الحال ایک تباہ شدہ خاندان اور چار مفلس بیٹیوں کی ماں اور
ایک اپاہج بوڑھے کی بہن کی حیثیت سے میاں لائی کے بھائی کی کسی بستی میں داخل ہوگی تو تمہیں دو
حیثیتیں حاصل ہوں گی....... ایک تو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ایک مفلوک الحال مظلومہ کی،
دوسرے بھائی کی ستائی ہوئی بیوی کی اور اس وقت وہ یقیناً تمہیں کسی نہ کسی شکل میں خوش آمدید
کہیں گے اور تم ان سے میاں لائی کے بارے میں وہ سب کچھ سچ سن سکوگی جس کا جاننا ہمارے لئے
ضروری ہے۔"

شہ بدان خاموش نگاہوں سے باتو کو دیکھنے لگی اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل
گئی۔

"تم بہت چالاک ہو باتو بابا...... میں اس بات کو کھلے دل سے تسلیم کرتی ہوں کہ تمہاری
ذہانتوں نے ہی باگ کو باگ، میری بیٹیوں کو وہ بنادیا ہے جس کا شاید ہم میں سے کوئی تصور نہیں
کرسکتا تھا۔"

"تو پھر پارٹی لیڈر میں ہوں ناں؟"

"صرف اور صرف تم ہو باتو بابا.........."

"ٹھیک ہے...... اچھا تو اب مجھے یہ بتاؤ کہ میاں لائی کا سب سے بڑا بھائی کوہ بخت کہاں
رہتا ہے اور اس کی بستی کا نام کیا ہے۔ اصل میں یہ بھی ایک نفسیاتی نقطہ ہے، بچپن ہمیشہ معصوم
ہوتا ہے اور بچپن کے نقش کتنے ہی بگڑ جائیں، لیکن بڑے پائیدار ہوتے ہیں۔ ننھے ننھے بچے ماں
باپ کی آغوش سے نکل کر زمین پر چلنا سیکھتے ہیں تو ان کا محور ان کی دنیا ان کی کائنات صرف ماں
باپ ہوتے ہیں اس کے بعد ان کی زندگی میں ماں باپ کا کوئی اور بچہ آتا ہے تو وہ اسے زندگی کی مانند
ہی چاہنے لگتے ہیں وہ معصوم محبت ہوتی ہے اس لیے بڑا بھائی سب سے زیادہ چاہنے والا ہوتا ہے۔
باقی پھر رشتے تقسیم ہوتے رہتے ہیں اور نفسیاتی طور پر ان میں وہ شدت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ
دوسروں کا واسطہ دوسروں سے ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے کوہ بخت خواہ میاں کا کتنا ہی مخالف کیوں نہ
ہو لیکن اس کے دل کے کچھ گوشے ضرور نرم ہوں گے۔ ہم انہی نرم گوشوں کو چھو کر اس سے میاں
لائی کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے اور وہ ہمیں سچ بتائے گا۔" شہ بدان عقیدت بھری
نظروں سے باتو کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"کوہ بخت کی بستی تیرایہ ہے اور تیرایہ کے بارے میں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ کون
سے رخ پر ہے.........؟"

"تو پھر تیرایہ کی جانب ہماری راہنمائی کرو جب ہم تیرایہ میں داخل ہوں گے تو ہماری حالت
اتنی خستہ ہوگی کہ ہم پر رحم کھانے والوں کی تعداد ہماری توقع سے کہیں زیادہ ہوگی۔"

O......O......O

لاگانے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "یہ بات ہے تو ٹھیک ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے
آگے ہمارے سردار کے ماں باپ باہر نکلیں گے اور اس کے بعد باقی لوگ۔"

"ہاں وہ تو نا سمجھی کی بات تھی جو میں نے یہ الفاظ کہہ دیئے تھے ٹھیک ہے عالی مقام تم

کہتے ہو کبھی کبھی انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔" لاگانے یہیں پر بس نہ کیا، عشمہ، شیرماہ،
ن اور شیرماہ کی بیوی رائیسہ کو لے کر وہ ان کے گھروں کی جانب چل پڑا اور الخت باغہ سے کہہ
دیا اپنے گھر جائے الخت باغہ گردن جھکائے اپنے کوستے کی جانب چل پڑا۔ یہی کیا کم تھا کہ تقدیر
ئی تھی ورنہ باقی زندگی قید خانے میں گزرنے کے انتظامات ہوچکے تھے اور یہ بھی تقدیر ہی کا
حصہ تھا کہ میاں لائی نے شدید انتقامی کارروائی نہیں کی تھی ورنہ اصولی طور پر تو اس سازش
نام موت ہی ہونا چاہئے تھا وہاں زندگی بچی اور یہاں آزادی مل گئی۔ الخت باغہ خوش بھی تھا
غم زدہ بھی۔ بیوی اور بیٹی کے ساتھ وہ کوستے میں داخل ہوگیا۔ اس کا کوستہ جوں کا توں پڑا ہوا
اراسہ نے طنزیہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر الخت باغہ کی طرف دیکھ کر مسکراتی
بولی۔

"تو یوں تمہاری تمام ترکاوشوں کا اختتام ہوا، واقعی تمہاری اعلیٰ ذہانت بے مثال ہے الخت
شمران کو بے شک تم نے سردار بنوادیا، شیرماہ کو سردار کا دادا، ماہ لخت کو سردار کا باپ اور
کو سردار کی ماں اور خود واپس اپنے کوستے میں آگئے۔ یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ غلطی انسان
ہوتی ہے۔" الخت باغہ نے کرخت نگاہوں سے اپنی بیوی کو دیکھا اور بولا............

"دیکھ عورت مجھ پر فضول طنز نہ کر، میری یہ بوڑھی کھوپڑی آج بھی بڑی کار آمد ہے، ارے
عورت، جنگیں لڑی جاتی ہیں، حکمت عملی اختیار کی جاتی ہے اور نتائج کا انتظار کیا جاتا ہے،
وہی ہوتا ہے جو تقدیر کا فیصلہ ہو، لیکن اپنی سی کوششیں تو کی جاتی ہیں نا اور تو کیا سمجھتی ہے
ختم ہوگیا، احمق عورت کل تجھے اپنے اس طنز پر خود افسوس ہوگا، ابھی تو سب کچھ ہمارے
ہاں ہے شیرماہ، اس کا بیٹا بیوی اور بہو کیا یہ بات بھول جائیں گے کہ یہ پودا الخت باغہ ہی نے
لگا۔ بھول جائیں تو ناسپاس ہیں اور ناسپاسی کا انجام ان کے حق میں بہتر نہیں ہوگا، میں نے ہار
مانی ہے تقدیر نے ہمیں جتنے موقع عطا کئے ہیں اس کی وجہ جانتی ہے؟"

"نہیں میں نہیں جانتی............" اراسہ بدستور طنزیہ انداز میں بولی۔

"دیکھ زندگی تو اس وقت ہی ختم ہوجانی چاہئے تھی جب ہمارا یہ منصوبہ ناکام ہوگیا تھا، بچ گئے
خانے میں رہے کوئی امید تھی بچ جانے کی.......... نہیں تھی۔ قید خانے سے نکل جانے کی امید
بھی نہیں تھی، بھلا دیکھ سارا کام ختم ہوگیا تھا لیکن ہم اب اپنے کوستے میں موجود ہیں اور
کی سمت سے کوئی خطرہ بھی نہیں ہے تو اس کا مطلب جانتی ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟"

"نہیں جانتی۔" اراسہ اسی انداز میں بولی۔

"بیوقوف جو ہے، عورت ہے کم عقل احمق، اس کا مطلب یہ ہے کہ منصب ہمیں ضرور ملے
گا حاصل کروں گا یہ میرا عزم ہے۔"

اچانک سومایہ پھٹ پڑی اس نے کہا۔ "بدنصیبی ہے ان بیٹیوں کی جو ماں باپ کے ہاتھوں
مجبور ہیں، باغہ میرے دل میں نہ سردار کی بیوی بننے کی خواہش کبھی جاگی تھی اور نہ مستقبل
ار کی ماں بننے کی۔ یہ لالچ تمہارے ہی دل میں ابھرا تھا اور تمہاری دن رات کی نصیحتوں
نے اسے میرے دل میں بھی اگا دیا تھا۔ مجھے بتاؤ وہ کونسا تصور تھا تمہارے دل میں جس سے
نے مجھ سے کہا تھا کہ سومایہ تو عقابوں کے سردار کی ماں بنے گی کیا ترکیب تھی تمہارے پاس

کہ تم نے اتنی بڑی بات مجھ سے کہہ دی۔ میں تو معصوم تھی نہ بھی ہوتی تو تمہارے احکامات کی پابند کیونکہ تم میرے باپ ہو وہ کونسا ذریعہ تھا جس کی بناء پر تم نے دعویٰ کردیا تھا کہ میں میاں لائی کے بیٹے کی ماں بنوں گی اور یہ الفاظ تم نے مجھ سے میاں لائی کے سامنے کہلوائے تھے۔"

"لو اسے دیکھو........ یہ بھی اپنی ماں کی طرح مجھ پر طنز کرنے پر تلی ہوئی ہے' بیوقوف لڑکی کیا میں نے وہ نہیں کر دکھایا جو کہا تھا وہ تو بدقسمتی نے کھیل بدل دیا ورنہ ہوچکا تھا وہ سب کچھ جو ہم چاہتے تھے۔"

"اور وہ سب کچھ نہیں ہوا میرے باپ سوائے اس کے کہ میری بیٹی مجھ سے چھن گئی۔ سنو الخت باغہ سنو! یہ بات کان کھول کر سن لو میری بیٹی مجھے واپس لادو۔ میں ساری زندگی اس کے لئے ترستی رہی ہوں میری جگر گوشہ ہے وہ۔ میں نے صرف تمہاری سازش کی بناء پر ایک غیر لڑکے کو پالا اپنی بیٹی سے دور رہ کر میں نے کبھی اسے بھرپور طریقے سے بازوؤں میں لے کر نہیں چوما ایک ماں کے دل میں یہ پیاس ہے الخت باغہ' میری شامہ کو واپس لادو ورنہ میں جو کچھ کروں گی وہ تمہارے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔"

"ہاں ہاں ہاں' کچھ لمحات ایسے آجاتے ہیں جب چاروں طرف سے لوگ کسی ایک شخص کو صرف دھمکیاں دیتے ہیں تو بھی مجھے دھمکی دے ٹھیک ہے لیکن شامہ ہے کہاں؟ اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔ دیکھتا ہوں میں جاتا ہوں۔ تلاش کرتا ہوں شامہ کو یقیناً اب تو وہ بھی بے سہارا رہ گئی ہوگی۔ بھلا شمران سے اس کا کیا تعلق۔ شمران تو کچھ بھی نہیں جانتا ہوگا اس کے بارے میں........ میں دیکھتا ہوں سومایہ شامہ کو لے آؤں گا اپنے کوستے میں۔ تیری یہ آرزو بھی پوری کروں گا' لیکن اس لئے نہیں کہ تو مجھے دھمکی دے رہی ہے بلکہ اس لئے کہ وہ میرا ہی خون ہے۔ میں جانتا ہوں پہلے شیر ماہ کے گھر جانا ہوگا' ٹھیک ہے تم لوگوں کو بتانے کی کیا ضرورت ہے جو کام مجھے کرنا ہے وہ میں ہی کروں گا۔" الخت باغہ نے کہا اور تیاریاں کرنے کے بعد باہر نکل آیا۔

کچھ دیر کے بعد وہ شیر ماہ کے کوستے میں داخل ہوگیا شیر ماہ اس کی بیوی اور بیٹا ماہ لخت ابھی کوستے کی صفائی میں ہی مصروف تھی جو منتشر ہوگیا تھا الخت باغہ کو دیکھ کر شیر ماہ نے کہا۔

"آؤ الخت باغہ کہو تم نے اپنے کوستے کی صفائی کرلی.........؟"

"ہاں تقریباً لیکن تم ہمیشہ کے احمق ہو شیر ماہ' تمہیں اپنا منصب پہچاننا چاہئے' تمہیں یاد نہیں لاگائے تمہیں کتنا احترام دیا تھا ارے باہر نکلو لوگوں سے کہو کہ تم سردار کے دادا ہو اور یہ کوستہ سردار کے ماں باپ کا کوستہ ہے۔ آکر اس کی صفائی کرو لیکن تم میں اتنی جرأت ہی کہاں؟"

"ہاں الخت باغہ ہمیں اپنی اوقات کا احساس ہے اور یہ تمام چیزیں ہمارے لئے غیر اہم ہیں۔"

"تو شیر ماہ جس کام کے لئے ہم نے زندگی کا ایک طویل حصہ وقف کردیا ہے اب وہ پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے تو تم اس طرح بددلی کا اظہار کررہے ہو' اب تو وقت آگیا ہے۔ شمران یقیناً تمہاری جانب متوجہ ہوگا۔ بلکہ ہوچکا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو بھلا ہمیں قید سے رہائی کیوں حاصل ہوتی۔ میں تم سے ایک بات یہ کہنا چاہتا ہوں اور اسی لئے یہاں آیا ہوں شیر ماہ کہ عزت و توقیر حاصل کرنے کے بعد الخت باغہ کی ان کاوشوں کو نہ بھول جانا۔ یہ نہ بھول جانا کہ یہ درخت الخت باغہ ہی نے لگایا

[تم] نے ایسا کیا شیر ماہ تو دیکھو تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اندازے لگالو کہ کیا کیا ہوچکا ہے [اور] مزید کیا ہوسکتا ہے۔ مجھے میرا منصب دلانا نہ بھولنا ہمیں عزت و توقیر دلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑنا' یہ فرض تم پر عائد ہوتا ہے۔"

"ہم نے اس وقت بھی تجھ سے تعاون کیا تھا الخت باغہ اور تیرے ہی کہنے پر سب کچھ کرڈالا لیکن نتیجہ کچھ بہتر نہیں نکلا وہ نہیں ہوسکا جو ہماری خواہش تھی۔ بات کس انداز میں آگے بڑھی [تو] بھی جانتا ہے الخت باغہ اور اب ہم یہ محسوس کررہے ہیں کہ اس سازش میں شریک ہوکر ہم [نے] اچھا نہیں کیا۔"

"بیوقوفوں کے سر پر سینگ نہیں ہوتے ارے احمق یہ الفاظ قید خانے میں تونے کہے تو نے [اور] اب جبکہ شمران وہ بن چکا ہے جو ہم چاہتے تھے اور یہ بات تمہارے علم میں بھی آچکی ہے کہ [تم] سردار کا دادا اور ان دونوں کو سردار کا ماں باپ کہا جاتا ہے تو تم ایسی باتیں کررہے ہو۔"

"اگر شمران کے دل میں ہمارا وہ مقام ہوتا تو کیا سب سے پہلے وہ اپنی ماں اور اپنے باپ کی [رہائی] کے لئے نہ آتا۔ یہ بات وہ بے شک جانتا ہے کہ وہ میاں لائی کا بیٹا نہیں ہے لیکن اس کے [دل میں] ہمارا کوئی مقام نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی زندگی کا ایک بھی دن ہمارے ساتھ نہیں گزارا یہ ایک ٹھوس سچائی ہے الخت باغہ کہ اولاد اگر والدین کے سائے میں پلے یا کوئی بھی ہو جس [کے] ساتھ اس کی زندگی گزرتی ہے اسے اسی سے محبت اور دلچسپی ہوتی ہے' باقی سارے کھیل بس [کھیل] رہ جاتے ہیں۔"

"تو تمہارا خیال ہے شیر ماہ کہ شمران تمہارے لئے کچھ نہیں کرے گا؟"

"کیا کرے گا۔ ایک اچھا کوستہ بنادے گا ہمارا' لوگ ہمیں سردار کے خاندان سے متعلق [سمجھ] کر عزت و احترام کریں گے۔ لیکن شمران سے ہمارا وہ رشتہ ختم ہوچکا ہے جو حقیقی معنوں میں [وہ] رشتہ کہا جاتا ہے۔"

"یہ سب فضول باتیں ہیں اس چکر میں نہ پڑو' دیکھو جو کچھ ہوا ہے اسے خوشدلی سے [قبول] کرو' بس خیال رکھنا ہمیں دیکھو ہم سے کیا کچھ نہیں چھن گیا' نہ کوئی منصب ملا' نہ کوئی [عزت] بلکہ سومایہ کی بیٹی سومایہ سے چھن گئی۔ آج وہ کیا ہے اور ہم کیا ہیں' نہیں شیر ماہ اگر تم نے [ہمارا] خیال نہ رکھا تو وقت تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا وہ عشمہ کا بیٹا ہے ماں کے پاس ضرور [آئے گا]۔ ماہ لخت کو عزت کا مقام ضرور دے گا تم ہمارا خیال رکھنا۔ بس یہی کہنا تھا مجھے۔ ہاں کیا تم [میں سے] کسی کو شامہ کے بارے میں کچھ معلوم ہے' میں سومایہ سے وعدہ کرکے آیا ہوں کہ شامہ کو [تلاش] کرکے کوستے میں لے آؤں گا' سومایہ اپنی بیٹی سے ملنے کے لئے بے چین ہے۔"

"نہیں قید خانے سے رہا ہونے کے بعد ہم کوستے پر ہی آئے ہیں اور ابھی باہر بھی نہیں [نکلے]"

"نہ ہی سردار کی طرف سے کوئی پیغام تمہارے لئے آیا.........؟"

"کوئی پیغام نہیں آیا' بہرحال ہوسکتا ہے وہ ہم پر توجہ دے۔"

"[دے] گا سو فیصد توجہ دے گا۔ اچھا میں چلتا ہوں بس تم سے یہی کہنے آیا تھا کہ کہیں سب [کچھ حاص]ل کرنے کے بعد اپنے اس دوست کو نہ بھول جانا جو ان حقیقتوں کا بانی ہے اور غور کرو تو ہر

طرح سے الخت باغہ کا نام ہی سامنے آتا ہے' شمران اگر اس طرح میاں تک نہ پہنچ جاتا تو وہ جنگجو جوان نہ بنتا جو میاں جیسے شیر دل کو شکست دے سکے۔ اسے وہاں تک پہنچانے والا الخت باغہ ہے وہی اسے اپنے سینے سے لگا کر سردار کے کوستے میں چھوڑ کر آیا تھا اور اپنی بیٹی کے دل کے ٹکڑے کو تمہارے گھر منتقل کیا تھا۔ چلتا ہوں اتنا ہی کہنا تھا تم سے۔"

الخت باغہ وہاں سے باہر نکل آیا...... شمران کے کوستے کی جانب رخ کرنا تو حماقت کی بات تھی کافی چالاک آدمی تھا ایسے لوگوں سے معلومات حاصل کرنے لگا جو کسی طرح میاں لائی سے متعلق رہے تھے۔ تب اسے علم ہوا کہ شامہ اس پہاڑی پر موجود ہے جہاں میاں اپنی تنہائی کے لمحات گزارتا تھا الخت باغہ ہانپتا کانپتا پہاڑی پر پہنچ گیا اور اس کے بعد اس نے پہاڑی کی بلندیاں طے کیں اور وہاں جا پہنچا جہاں ہنگا خاموش ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ غلام ہنگا نے الخت باغہ کو دیکھا اور اس کے چہرے پر ناگواری کی شکنیں نمودار ہو گئیں۔

"کہو الخت باغہ یہاں کیسے آنا ہوا.........؟"

"ہنگا تم تو میاں لائی کے خادم خاص تھے.........."

"آج بھی ہوں' میرا رواں رواں اپنے مالک کی وفاؤں سے سرشار ہے مگر تم کو تم یہاں کیسے آئے؟"

"شامہ یہاں ہے.........؟"

"وہ اندر موجود ہے اس جگہ جہاں میاں لائی اس کا باپ اکثر بیٹھا رہتا تھا اپنے باپ کے زوال کے بعد وہ یہیں رہتی ہے۔"

"ہنگا کیا تو یہ نہیں جانتا کہ شامہ میری نواسی ہے' میری بیٹی سومایہ کی اولاد.......؟"

"ہاں شامہ مجھ سے کہتی رہتی ہے کہ بدقسمتی سے اس کا تعلق الخت باغہ کے خاندان سے ہے۔"

"غلام ہنگا' کیا اپنی اوقات سے بڑھ کر بولنا جائز ہوتا ہے؟"

"میری اوقات میرا مالک جانتا تھا تم مجھے کیا بتانا چاہتے ہو الخت باغہ......؟"

"شامہ کو میرے پاس بلاؤ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" الخت باغہ نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ شامہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہاں آ گئی اس کے چہرے پر قہر و غضب کی بجلیاں کڑک رہی تھیں اس نے سرد آواز میں کہا.........

"کہو الخت باغہ' مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو.........؟"

"شامہ میری بچی' مجھے معلوم ہے تیرے جسم میں دوڑنے والا خون میرا ہی خون ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو میرے لئے اس سے زیادہ شرم کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی ہاں میں جانتی ہوں کہ میرے جسم میں دوڑنے والا خون تمہاری بیٹی کا ہے ایک غدار عورت کا خون جس نے شوہر سے غداری کی جس نے اپنی اولاد سے غداری کی' جس نے صرف ایک منصب حاصل کرنے کے لئے شوہر کو بیوقوف بنایا اور اپنی نومولود اولاد کو غیروں کے حوالے کر دیا۔ میں جانتی ہوں کہ لیکن جب میں اپنے خون کا تجزیہ کرتی ہوں تو مجھے اپنی رگوں میں اپنے باپ کے خون کی گردش محسوس ہوتی ہے لیکن اس میں کچھ گندا خون میری ماں کا بھی شامل ہے کاش میں اس خون کو

ہم سے بہا سکتی۔"

"شامہ شامہ' تیری باتیں تو بہت سخت ہیں میری بچی تیری ماں تیرے لئے تڑپ رہی ہے۔ مایہ کی گود خالی ہے وہ تیرے لئے بے قرار ہے۔ چل اس سے ملاقات کر۔ بھلا ماں سے بڑھ کر یے لئے اس کائنات میں اور کون ہو سکتا ہے؟"

"افسوس اے شخص میں تجھے احترام کا درجہ نہیں دے سکتی نہ ہی تجھے تیرے نام سے پکارنا اہتی ہوں۔ لیکن کیا اس عورت کا کوئی مقام ہے اس کائنات میں جو صرف اپنے مقصد کے حصول ے لئے اپنی نومولود اولاد کو دوسروں کے حوالے کر دے۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔ میں اس ماں ے شدید نفرت کرتی ہوں اور اسے ماں کا محترم نام دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں۔ سومایہ سے ہ دینا کہ اگر اس دنیا میں سب سے زیادہ کوئی تجھ سے نفرت کرتا ہے تو وہ شامہ ہے۔ میں بھلا اس ے پاس جاؤں گی میں نے تو غلام ہنگا سے کہا ہے کہ جب شمران اپنی سرداری کے کھونٹے مضبوط لے تو اس سے کہنا کہ ایک غدار لڑکی کو فوراً قید خانے میں پہنچا دیا جائے اگر وہ قید نہ کی گئی تو اپنی ندگی کی آخری کوشش تک اس بات میں صرف کر دے گی کہ نئے سردار کو اس کے منصب سے ٹا دیا جائے وہ کوشش کرے گی کہ سردار کا قتل کر دے۔ اگر عقابوں کے سردار کی سب سے بڑی شمن کو ختم نہ کیا گیا تو مستقبل میں وہ نقصان اٹھائے گا۔ میں صرف اپنے باپ میاں لائی کے پاس انا چاہتی ہوں۔ وہ قید خانے میں ہو یا موت کے چنگل میں۔ اگر اسے موت کی سزا دی جائے تو اس ے ساتھ شامہ کو بھی ضرور ہلاک کر دیا جائے ورنہ وہ اپنے باپ کی موت کا انتقام لئے بغیر نہ رہے ی اور یہ بات معمولی نہ سمجھی جائے کیونکہ چیونٹی بھی طاقتور ہوتی ہے اگر وہ عقل و دانش سے کام لے۔"

الخت باغہ بری طرح خوف زدہ ہو گیا اور اس نے دونوں ہاتھ سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں امہ بیوقوف لڑکی اور اے احمق غلام ہنگا! کیا سوچ رہے ہو تم لوگ کیسی بیوقوفی کی بات ہے یہ ے جو کچھ یہ لڑکی کہہ رہی ہے اگر شمران کے کانوں تک پہنچ گیا تو تم کیا سمجھتے ہو وہ اس کے کہے پر ل نہ کرے گا' وہ ضرور یہ بات سوچے گا کہ ایسے جذباتی انتقام کارگر ہو جاتے ہیں۔ اے بوڑھے ام' کیا تو بھی اس معصوم بچی کو نہیں سمجھاتا' ایسا کبھی نہ کر' مصیبت دوسروں تک منتقل ہو سکتی ہے........" غلام ہنگا ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔

"یہ اس کا ہی نہیں میرا بھی فیصلہ ہے الخت باغہ' ہم لوگ صرف انتظار کر رہے ہیں اور اس بعد ہمارا بہترین ٹھکانہ یا تو میاں لائی کے ساتھ قید خانہ ہو گا یا پھر موت کی وہ منزل جس کی جانب نوں ایک ساتھ سفر کریں گے۔" الخت باغہ سر پکڑ کر وہیں پتھر پر بیٹھ گیا۔ بہت دیر تک سوچتا رہا بولا........ "کیسے سمجھاؤں میں تم لوگوں کو کیسے سمجھاؤں.........؟"

"جاؤ الخت باغہ اپنا کام کرو بلکہ بہتر یہ ہے کہ یہ اطلاع شمران کو تم ہی دو تاکہ شمران کی ظروں میں تمہیں وقعت حاصل ہو سکے۔"

"اوہ لیکن میں اپنی بیٹی کا کیا کروں سومایہ مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ کہتی ہے کہ میں کی بیٹی اسے واپس کردوں۔"

"جاؤ جاؤ غداروں کے اس خاندان سے میرا یا غلام ہنگا کا کوئی تعلق نہیں ہے چلے جاؤ یہاں

سے ...." شامہ نفرت سے منہ بنا کر واپس پلٹ گئی اور الخت بانغہ اس راستے کو گھورتا رہا جہاں سے شامہ واپس گئی تھی۔

O......O......O

آسٹر کو یہ سن کر چکر آ گیا' وہ جانتا تھا کہ ان الفاظ پر دوسروں کی کیفیت کیا ہوئی ہوگی۔ یہ لوگ تو اپنی دانست میں اتنا طویل اور مشکل سفر طے کر کے نجانے کہاں سے کہاں نکل آئے تھے' لیکن بوڑھی عورت کے الفاظ نے ان کے ہوش و حواس چھین لئے تھے' اس کی یہاں موجودگی اس بات کا ثبوت تھی۔ دیر تک خود آسٹر کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ وہ بس خاموش نگاہوں سے بوڑھی روزا کیب کو دیکھتا رہا تھا۔ بمشکل تمام اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھیکی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"مجھے یقین ہے میڈم کہ آپ غلط نہ کہہ رہی ہوں گی۔"

"ہاں تمہیں اس وقت میرے ہر لفظ پر یقین کرنا ہے اور میں نے تم سے یہ الفاظ غلط نہیں کہے تھے کہ اس وقت جاگنا سونے سے کہیں بہتر ہے۔ جو لمحات وقت کی تعبیر کرتے ہیں ان سے زیادہ قیمتی لمحات اور کوئی نہیں ہوتے۔ تمہیں یقیناً یہاں سے نکل جانے کی خوشی ہوگی اور اس تمام پُر صعوبت سفر کے باوجود ابھی تک تمہارے دل میں یہی آرزو ہوگی کہ تم یہاں سے نکل جاؤ۔"

"یہ کہتے ہوئے ہم ذرا بھی خوفزدہ نہیں ہیں کیونکہ الاتوشیہ نے بھی یہی کہا تھا۔"

"ہاں' کیونکہ وہ جانتی تھی کہ تمہارے نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ صرف اپنے اس خیال کی تصدیق چاہتی تھی کیونکہ یہاں زیادہ تر وہی لوگ ہیں جو اس کے جاں نثار اور اس کی ہدایت پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ مہذب دنیا کے لوگ اس سے پہلے کبھی یہاں نہیں پہنچے۔ اس کی خواہش تھی کہ ایسے کچھ لوگوں سے ان علاقوں کا سروے کرائے جو بہترین صلاحیتوں کے حامل ہوں' تاکہ اگر مہذب دنیا کے ایسے افراد جن کا تعلق ز.یمل بی ہارنوس سے نہیں ہے یہاں پہنچنے کی کوشش کریں تو ان مشکوک راستوں کو بند کر دیا جائے۔ تمہاری کاوشوں سے اسے بہت سکون ہوگا' کیونکہ اب تک کی انتھک کوششوں کے باوجود باہر جانے کے راستے تلاش نہیں کر سکے۔"

"یہ سچ ہے میڈم روزا کیب۔" آسٹر نے کہا۔

"لیکن وہ فرد واحد میں ہوں جو تمہیں یہاں سے نکال سکتی ہے۔"

روزا کیب کے الفاظ نے ایک بار پھر انہیں چونکا دیا' آسٹر گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا' لیزا کے ہونٹ کھلے تھے اور اس نے کچھ کہنا چاہا تھا' لیکن آسٹر کی تند نگاہوں نے اسے خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔ البتہ روزا کیب کی نگاہیں حیرتناک طور پر تیز تھیں اس نے آسٹر کی ان تیز نگاہوں کو بھانپ لیا تھا' وہ مسکرا کر بولی۔

"نہیں' میرے پیارے بچو۔ اس وقت میں جن جذبات کے ساتھ آئی ہوں اگر تم نے میری پذیرائی نہیں کی تو میں بددل ہو جاؤں گی۔ وہ جو کچھ بول رہی ہے اسے بولنے دو اسے اپنی آنکھوں سے ڈرانے کی کوشش مت کرو' غالباً تم یہ سوچ رہے ہوگے کہ میں اس وقت الاتوشیہ کی نمائندہ ہوں اور اس کے بارے میں تمہارے خیالات اس انداز میں جاننا چاہتی ہوں۔" آسٹر نے کچھ کہنا

روزا کیب بولی۔

"نہیں' نہ معذرت کے الفاظ کہو اور نہ مجھے اپنی جانب سے مطمئن کرنے کی کوشش کرو۔ کچھ ایسے ہی ہیں' میں تمہاری مدد کرنے پر آمادہ ہوں' لیکن اس کے لئے تمہیں میری ہدایت کرنا ہوگا۔" آسٹر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"قابل احترام خاتون یہ بیشک سچائی ہے کہ ہم اپنی دنیا میں جانے کے خواہشمند ہیں' لیکن یہ کن ہو سکتا ہے؟"

"میری ہدایت پر عمل کر کے کیا سمجھے؟"

"ہم دل و جان سے آپ کی ہدایت پر عمل کرنا چاہتے ہیں' کیونکہ اس تصور سے زیادہ اور عزیز نہیں ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں آپ براہ کرم یہ بتائیے کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا؟"

"یہ لڑکی کیا نام ہے اس کا ....؟"

"ڈیزی۔" آسٹر نے جواب دیا۔

"صرف یہ لڑکی تم سب کی مدد کر سکتی ہے۔ لڑکی کیا تم اپنے اندر ایسی صلاحیتیں پاتی ہو کہ تم اد کو قتل کر دو؟ بولو' کیا تم اپنے ہاتھوں سے تین افراد کو ہلاک کر سکتی ہو؟"

آسٹر کا خیال تھا کہ زربدان بھی حیرت کا شکار ہوگی' لیکن زربدان کا لہجہ نہایت مستحکم اور اتھا اس نے کہا۔

"ہاں میڈم میں یہ کام کر سکتی ہوں۔"

"تب پھر تم مر جاؤ۔" پُراسرار عورت نے کہا اور سب ایک بار پھر چونک پڑے۔ آسٹر نے ے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں میڈم..........؟"

"ہاں اسے معنوی موت مرنا ہوگا تم جب الاتوشیہ کی مملکت میں واپس جاؤ گے اور وہ تم سے سفر کا حال پوچھے گی تو تم تمام سچائیاں بتاتے ہوئے یہ افسوسناک خبر بھی اسے دو گے کہ ساتھی نوجوان لڑکی اس سفر میں ہلاک ہو گئی۔"

"کیا الاتوشیہ کو ہمارے سفر کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ہیں؟"

"اس حد تک نہیں کہ تم پر کیا گزری ہے' البتہ وہ اتنا جانتی ہے کہ تم ان علاقوں سے باہر نکلے اور اب واپسی کے سفر میں ہو۔"

"اس لڑکی کی ہلاکت سے آپ کی کیا مراد ہے' میڈم روزا کیب؟"

"اسے میں اپنے ساتھ لے جاؤں گی اور اس کے تحفظ کا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں۔ تم جانتے ہو کہ مجھے فریب دینے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ میرا تعلق اس ہستی سے ہے جو صاحب اقتدار ہے۔"

"ہاں میڈم ہم یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں' لیکن ڈیزی کو جن افراد کو ہلاک کرنا ہے' وہ ....؟"

"ان میں سے دو نام میں تمہیں بتائے دیتی ہوں۔ ایک کا نام رینڈی ہے اور دوسرے کا نام ..... یہ دونوں ز.یمل بی ہارنوس کے وہ خاص آدمی ہیں' جو ز.یمل بی ہارنوس کے ساتھ اس

وقت یہاں آئے تھے' جب وہ ان علاقوں کا سروے کر رہی تھی اور یہی اس کے تمام ذاتی معاملات کنٹرول کرتے ہیں۔"

"ان کی تعداد صرف دو ہے؟"

"ہاں۔" روزا کیب نے جواب دیا۔

"اور باقی لوگ' میری مراد ان لوگوں سے ہے جن کا تعلق مہذب دنیا سے ہے اور جو زیمل بی ہارنوس کے لئے پروڈکشن کرتے ہیں اور وہ جو ہیلی کاپٹروں سے آکر یہاں سے مال لے جاتے ہیں۔ دو افراد کے علاوہ اور کوئی اس کا صورت آشنا نہیں ہے' وہ صرف اس کا نام اور اس کی آواز پہچانتے ہیں۔"

"تیسری شخصیت کون ہے جسے قتل کرنا ہوگا؟" آسٹر نے سوال کیا اور روزا کیب چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا تم اس قدر احمق ہو مم جُو......؟"

"مم......میں نہیں سمجھا میڈم......" آسٹرولین نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا تیسری شخصیت انڈر اسٹوڈ نہیں ہے؟"

"یا......یعنی......؟"

"زیمل بی ہارنوس......جس کی ہلاکت کے بعد ہی تم یہاں سے نکلنے کی صلاحیت حاصل کرسکتے ہو۔"

ان سب کے جسموں میں سنسنی دوڑ گئی۔ وہ ان خوفناک الفاظ سے دہشت زدہ ہوگئے تھے۔

روزا کیب نے کہا۔ "میرے پاس مکمل منصوبہ ہے جو میں تمہیں اسی وقت بتا دینا چاہتی ہوں۔ اگر تم اس منصوبے کو قبول نہ کروگے تو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی اور تم سے کہوں گی کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اسے بھول جاؤ۔ تم واپس پہنچو گے وہ تمہیں تمہارے مزاج کے مطابق ذمہ داریاں سونپ دے گی۔ تمہاری باقی زندگی یہیں گزر جائے گی' اگر تم نے کبھی اسے یہ بتایا کہ میں نے تم سے ملاقات کرکے تمہیں کوئی منصوبہ پیش کیا تھا تو میں اس سے کہوں گی کہ تم نے کسی سازش کا آغاز کیا ہے اور وہ تمہاری نسبت میری بات پر یقین کرے گی۔ میں کوشش کرکے تمہارے لئے موت کی سزا تجویز کرادوں گی' اگر تم خاموش رہے تو میں بھی تم سے اس ملاقات کو بھول جاؤں گی' دوسری صورت یہ ہے کہ تم میرا منصوبہ قبول کرلو۔"

"کیا ان تین شخصیتوں کو قتل کیا جاسکتا ہے۔"

"ہاں' میری مدد سے۔"

"ہم منصوبہ سننا چاہتے ہیں۔" زبردان نے بے خوفی سے کہا۔

روزا کیب نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ "تمہارے بارے میں اندازہ لگایا تھا میں نے تم ایک نڈر اور بے خوف لڑکی ہو۔ میرا منصوبہ یہ ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ تمہیں پوشیدہ رکھنے کے انتظامات میرے پاس ہیں۔ وہاں میں تمہیں بتاؤں گی کہ تم ریبنڈی اور گرپور کو کس طرح قتل کرسکتی ہو۔ تمہارا آخری شکار زیمل بی ہارنوس ہوگی۔ ہم ان کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا بندوبست بھی بآسانی کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد تم خاموشی سے زیمل بی ہارنوس کی جگہ

[illegible] ہی۔ ہر مہینے کی تیرہ تاریخ کو زیمل بی ہارنوس ان تمام بیرونی نمائندوں سے میٹنگ کرتی ہے ان سے مارکیٹ کے حالات کی رپورٹ لیتی ہے۔ تمہیں یہ کام تیرہ تاریخ سے پہلے کرلینا ہوگا ہیلی کاپٹروں سے یہ نمائندے یہاں آئیں گے۔ اس وقت یہ باقی لوگ بھی موجود ہوں گے۔ نمائندوں کا خاتمہ مشکل نہ ہوگا۔ یہی ہیلی کاپٹر تمہیں تمہاری دنیا میں لے جائیں گے اگر تم کوئی ہیلی کاپٹر پائلٹ کرنا نہ جانتا ہو تو ایک نمائندے کو زندہ رکھ کر تم اسے یہاں سے نکلنے کے لئے استعمال کرسکتے ہو۔ بعد میں اسے بھی ٹھکانے لگا دینا! اس کام میں چپے چپے پر میں تمہاری مدد [illegible] میرا تم سے مخلصانہ وعدہ ہے۔"

ان کے اعصاب چیخ رہے تھے اور وہ شدید ہیجان کا شکار نظر آرہے تھے' آسٹرولین نے کہا۔

"کیونکہ میڈم نے تمام پہلو ہمارے سامنے رکھ دیئے ہیں اور ہمیں فیصلہ اسی وقت کرنا ہے' اس لئے میں تم لوگوں کی رائے چاہتا ہوں۔"

"ہمیں میڈم کا یہ منصوبہ منظور ہے۔" بڈ نے کہا۔

"مجھے بھی......!" لیزا کی بھنچی بھنچی آواز ابھری۔

"ہم سب بھی اس آخری بازی کے لئے تیار ہیں۔" اشیا نے لب کشائی کی اور روزا کیب مسکرانے لگی۔

"یہی دانشمندی ہے۔" اس نے کہا۔

"لیکن میڈم......خدارا ایک بات بتا دیجئے' اس منصوبے سے آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ جس طرح ہم نے آپ کو الاتوشیہ کے ساتھ دیکھا تھا اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ آپ سے اس کی قربت ہے' آپ کا اس سے کیا رشتہ ہے؟" آسٹر لجاجت سے بولا اور بوڑھی کا چہرہ تمتمانے لگا۔ اس نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس کی ماں ہوں' سگی ماں......! لوگ جسے آسمان زادی کہتے ہیں اس نے میری کوکھ سے جنم لیا تھا......میری کوکھ سے......"

یہ الفاظ ناقابل یقین تھے۔ انہیں اپنی سماعت پر دھوکا ہونے لگا۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف یوں دیکھا جیسے وضاحت چاہتے ہوں۔ پوچھنا چاہتے ہوں کہ جو کچھ انہوں نے سنا ہے وہی سچ ہے یا سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

روزا کیب کا چہرہ نفرت کی تصویر بنا ہوا تھا۔ اس نے ان لوگوں کی حیرت پر توجہ نہیں دی تھی [illegible] میں کھوئی تھی۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"لیچا ہارنوس شروع ہی سے غلط انسان تھا' زیمل بی ہارنوس نے اس کی عظمت کی جو کہانیاں [illegible] ان میں صداقت نہیں ہے کیونکہ وہی اس کی سچی پیروکار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہارنوس شیطانی ذہانت کا مالک تھا سائنس کی دنیا میں ایک بے مثال شخصیت جس کی تھیوریز اپنی جگہ انوکھی اور حیرت ناک تھیوریز تھیں اور اس نے دنیا کے سامنے جو نظریات پیش کئے تھے وہ تھے لیکن یہ بات بہت کم لوگ جانتے تھے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ اصلیت نہیں ہے اگر اس نے دنیا کی بہتری کے لئے کوئی منصوبہ پیش کیا تو اس وقت جب اس منصوبے کا دوسرا رخ اس کے ہاتھ آئے اور اس کی اپنی ہی تھیوری کا مخالف حصہ اس کے ہاتھ میں ہو' یہ بات کچھ لوگوں نے

جان لی تھی اور وہ لیچا ہارنوس سے ہوشیار رہنے لگے تھے۔ یہ صرف ز.یمل بی ہارنوس کی غلط بیانی ہے لیچا ہارنوس ایک عظیم سائنس دان تھا۔ دنیا کی بہتری اور بقاء کے لئے ز.یمل بی ہارنوس نے میرے بعد لیچا ہارنوس کو جانا اس لئے وہ اس کی صحیح شناخت کی دعویدار نہیں ہوسکتی۔ ہاں ہوش سنبھال کر لیچا ہارنوس کی قربت جسے حاصل ہوئی وہ ز.یمل بی ہارنوس ہی تھی کیونکہ دونوں ذہنی طور پر یکساں تھے' لالچی دولت کے انبار جمع کرنے کے شوقین' وحشی فطرت کے مالک' بے رحم' سنگدل اور اس بے رحمی اور سنگدلی کا پہلا شکار میرے دونوں بیٹے ہوئے جو ہمیشہ باپ بیٹی کی نفرتوں کا شکار رہے اور جنہوں نے ہمیشہ بے کسی اور بے بسی کے عالم میں زندگی گزاری' جن کی شخصیت کو جن کی ذہنیت کو اتنا کچلا گیا کہ وہ نیم دیوانے ہوگئے اور پھر تقدیر نے انہیں ایک موقع دیا اور لیچا ہارنوس زندگی سے محروم ہوگیا۔ وہ مجرم تھا۔ جرم کی جانب مائل شخص' بے شک وہ اچھا انسان نہیں تھا اور ز.یمل بی ہارنوس ہمیشہ اس کی دست راست رہی۔ اس نے اپنے بھائیوں کو اتنا پیچھے دھکیلا کہ لیچا ہارنوس ان سے نفرت کرنے لگا۔ پھر وہ مرگیا اور مجھے یہ امید پیدا ہوئی کہ میرے دونوں بیٹے اب اس بے کسی کی زندگی سے نجات پالیں گے جس میں انہوں نے ہوش سنبھالا تھا اور نوجوانی کی عمر تک اس بے بسی اور بے کسی کا شکار رہے تھے۔ ز.یمل بی ہارنوس ان پر مسلّط تھی اور اسے اپنے باپ کی زندگی میں ہمیشہ اس کا تعاون حاصل رہا۔ لیچا ہارنوس کی موت کے بعد میں نے اپنے بیٹوں کی طرفداری کھل کر شروع کردی۔ میں نے ز.یمل بی ہارنوس سے کہا کہ اسے اپنے بھائیوں کو خود سے برتر مقام دینا چاہئے۔ ز.یمل بی ہارنوس نے میری بات پر توجہ نہیں دی۔ لیکن میں خوابوں میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ اس کے دل میں کیا لاوا پک رہا ہے۔ نوجوان لڑکے بہن کو بہتر مقام دیتے تھے۔ لیکن وہ ز.یمل بی ہارنوس کی سوچ کے مخالف تھے۔ جو ہمیشہ اپنے باپ کی لیبارٹری میں ایسے تجربات کرتی رہتی تھی جو انسانیت کی بقاء کے خلاف ہوں۔ اس نے جرائم پیشہ لوگوں سے تعلقات بڑھالئے۔ اور انہیں اس قسم کی ایجادات کرکے دیں' جن سے ان کے جرم میں آسانیاں ہوجائیں اور انسانیت کو ایسی سائنسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے جو مجرمانہ ہوں اور ان کے ذریعے لوگوں کو لوٹنے اور ان کے خلاف عمل کرنے کے ذرائع حاصل ہوسکیں۔ سو جب یوں ہوا تو میرے دونوں بیٹوں نے شدید مخالفت شروع کردی اور ز.یمل بی ہارنوس کو دھمکی دی کہ اگر اس نے اپنی یہ کارروائیاں ترک نہ کیں تو مجبوراً انہیں قانون کا سہارا لینا پڑے گا اور وہ یہ بھول جائیں گے کہ ز.یمل بی ہارنوس ان کی بہن ہے۔ تب اس شاطر لڑکی نے شرافت کا لبادہ اوڑھ لیا اس نے بھائیوں سے تعاون کا اظہار کیا اور کہا کہ ٹھیک ہے اب وہ ان تمام کارروائیوں سے دست بردار ہوتی ہے اور ایک عورت بن کر زندگی گزارنا شروع کرتی ہے اور دونوں بھائی اب گھر کے بڑوں کی حیثیت اختیار کریں اس کے لئے احکامات دیں۔ وہ بیچارے کتنے خوش ہوئے تھے اور انہوں نے ز.یمل کو کس طرح اپنے تعاون کا یقین دلایا تھا' لیکن پھر اچانک دونوں کو حادثہ پیش آگیا اور وہ دونوں ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہوگئے۔ انہیں ایک بھاری گاڑی سے اس وقت کچل دیا گیا جب وہ اپنی کار سے واپس آرہے تھے یہ جانکاہ حادثہ میرے لئے موت ہی ثابت ہوا۔ میں زندگی اور موت کے درمیان معلق ہوگئی۔ شوہر کی موت کے بعد بیٹوں کی موت نے مجھے حواس باختہ کردیا' نجانے کتنے عرصے میں اسپتال میں رہی اور کمبخت زندگی نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا' اپنے نوجوان بیٹوں کی موت

...بھی مجھے زندہ رہنا پڑا۔ بہرحال ز.یمل بی ہارنوس میری دلجوئی کرتی تھی اور اس نے بظاہر وہ ...کام ترک کردیئے تھے جن سے میرے بیٹوں کو اختلاف تھا اور مجھے بھی تو پھر یوں ہوا کہ ...آہستہ میں نے سنبھالا لیا' میں ہوش و حواس کی دنیا میں واپس آگئی لیکن میں نے یہ بھی محسوس ...ز.یمل بی ہارنوس نے اپنے مشاغل ترک نہیں کئے ہیں بلکہ اب اس کا زیادہ تر وقت اپنے ...لیبارٹری میں گزرتا ہے اور وہ سخت محنت سے کچھ ایسے کام کررہی ہے جو عام لوگوں کی سمجھ ...نہیں اس کے یہ کام جاری رہے۔ میں نے بارہا اس سے سوالات کئے لیکن اس نے مجھے ...تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ پھر کچھ لوگ اس سے ملاقات کے لئے آنے لگے۔ وہ ان کے ...میٹنگ کرتی رہتی تھی۔ میں بظاہر ان تمام باتوں سے غیر متعلق بنی رہتی تھی لیکن جانتا ...تھی کہ میری بیٹی کے مزاج میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور کس کس طرح اس نے اپنی ...گزارنے کا انتظام کیا ہے سو مجھے کچھ ایسے نقشے دریافت ہوئے کہ ان کا تعلق ایشیاء سے تھا ...چین سے تھا' شاہ کانگ سے تھا' ان علاقوں کے بارے میں نجانے کیا کیا پلاننگ کی جارہی ...شاید یہاں کام بھی شروع ہوگیا تھا' لیکن اس وقت تک مجھے معلوم نہیں تھا۔ بہرحال وہ ...تھی اور اب میرے لئے زندگی گزارنے کا واحد ذریعہ' لیکن اس وقت میرے دل میں ...ایک خوفناک شعلہ بھڑکا جب میں نے میٹنگ کے دوران اس کی دو آدمیوں کے ساتھ گفتگو ...جانتے ہو یہ کون تھے ان میں سے ایک ریندی تھا دوسرا گریور........یہ دونوں اس کے ...معاون تھے اس کے حکم کے غلام اس کے ہر اشارے پر گردن خم کردینے والے' گریور اور ...اسے بتارہے تھے کہ کس طرح انہوں نے ہیوی گاڑی سے حادثہ کرکے میرے دنوں بیٹوں کو ...یا تھا۔ انہوں نے کہا کہ محترمہ ہم نے آپ کے احکامات کی تعمیل آپ کی خواہش کے مطابق ...ہمیں اس کا صلہ نہیں مل سکا جس کے ہم آرزو مند تھے' تب ز.یمل بی ہارنوس نے کہا کہ ...چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ پہاڑوں کی مملکت میں سب سے بڑا درجہ جوالاتوشیہ کے ...ہے میں نہ پہاڑوں کی مملکت کے بارے میں کچھ جانتی تھی نہ الاتوشیہ کے بارے میں لیکن ...سینے میں دل کی جگہ آگ کا ایک تپتا ہوا ٹکڑا اس وقت آموجود ہوا جب مجھے یہ علم ہوا کہ ...دونوں بیٹوں کو ز.یمل بی ہارنوس ہی نے اپنے راستے سے ہٹایا ہے ان دونوں کے ذریعے ہاں ...اور بے بس عورت' بوڑھی عورت کیا کرسکتی تھی۔ انتقام کا یہ شعلہ دل میں چھپائے میں ...ہارنوس سے تعاون کرتی رہی اور پھر اس کے ساتھ یہاں منتقل ہوگئی' یہاں اس نے جس ...بنانے پر اپنی مملکت کا سنگ بنیاد رکھا تھا میں اسے دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اس نے اپنے باپ ...کی لیبارٹری سے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ درحقیقت ایسا تھا کہ لیچا ہارنوس کبھی یہ سب کچھ ...عمل کرسکا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی ایک ایسی مملکت نہیں آسکی ہوگی جہاں کوئی ...مطلق العنان ہو' وہ بے شک دولت حاصل کرنے کا خواہشمند تھا لیکن دولت کے ساتھ ساتھ ...حاصل ہوجائے یہ اس کے ذہن میں کبھی نہیں آیا تھا اور اس کی شیطان بیٹی نے یہ سب ...خاہا' اسے قوت حاصل ہوگئی اور یہاں اس نے جو کاروبار شروع کیا وہ نہایت گھناؤنا تھا ...سب کچھ دیکھا' دیکھتی رہی۔ لیکن جب بھی اس سلسلے میں غور کیا اپنے آپ کو بے بس ...بھلا اس کا کیا بگاڑ سکتی تھی اس نے جن لوگوں پر اقتدار قائم کیا تھا وہ سب اس کے ہم

نوا تھے کوئی بھی اس سے مخالفت مول لینے والا نہیں تھا۔ مقامی لوگ تو بیچارے بالکل ہی بے بس اور بے کس تھے اس نے بڑی آسانی سے انہیں قابو میں کرلیا تھا۔ بیرونی دنیا سے جو لوگ آتے ہیں وہ سب اس کے حاشیہ بردار ہیں ایک بھی ایسا نہیں تھا جس سے کم از کم میں دل کی بات ہی کہہ سکتی۔" بوڑھی روزا کیب اپنے جنون میں بولے جارہی تھی اور وہ سب تصویرِ حیرت بنے اس کی کہانی سن رہے تھے۔ پھر اچانک روزا کیب چونکی۔ اس نے اس انداز میں ان لوگوں کو دیکھا جیسے ان کی موجودگی ہی بھول گئی ہو۔ چند لمحات بے خیالی کے انداز میں انہیں دیکھتی رہی۔ یاد کرتی رہی کہ وہ ان کے سامنے کیوں بیٹھی ہوئی ہے اور ان سے کیا کہہ رہی ہے پھر شاید اسے سب کچھ یاد آگیا اور وہ ہوش و حواس کی دنیا میں واپس آگئی چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"اور مہذب دنیا سے آنے والو! میں نے تمہیں زیمل بی ہارنوس کے سامنے دیکھا اس کے اور تمہارے درمیان ہونے والی گفتگو سنی اور نجانے کیوں میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ جو جذبۂ انتقام میرے سینے میں برسوں سے پل رہا ہے اس کی تکمیل کے لئے تم میرے معاون ہوسکتے ہو مجھے اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ یہ راستے واپسی کے راستے نہیں ہیں اور تم یہاں سے کبھی نہیں نکل سکو گے' زیمل بی ہارنوس صرف تم سے چوہے بلی کا کھیل کھیل رہی ہے بعد میں وہ تمہیں اپنے غلاموں میں شامل کرلے گی چونکہ اسے غلام بنانے میں بہت دلچسپی ہے لیکن میرے دل میں یہ تصور اسی وقت بیدار ہوگیا تھا کہ اگر مجھے کوئی موقع مل سکا تو میں خود تمہیں ایک پیشکش کردوں گی اور آج وہ پیشکش میں نے تمہیں کردی ہے' تم بآسانی اپنی دنیا میں واپس جاسکتے ہو پہاڑوں کے رہنے والے آج نہیں تو کل کسی نہ کسی طرح زیمل بی ہارنوس کی یہ جنت تباہ کردیں گے۔ ہمیں ان پر تسلّط جمانے سے کوئی دلچسپ نہیں ہے اور جو گھناؤنا کاروبار یہاں ہورہا ہے وہ بھی ایسا نہیں ہے کہ اس سے دلچسپی رکھی جائے' انسان کو قتل کرنے کی سازش دنیا بھر میں ہورہی ہے۔ مختلف ذرائع سے مختلف طریقوں سے یہ زہر جوان کی روح میں اتارا جارہا ہے قاتل زہر ہے اور اس سے میرے بچوں جیسے نجانے کتنے بچے ہلاک ہوجائیں گے۔ اور ان کی مائیں تڑپتی رہ جائیں گی۔ یہ سب کچھ ختم ہوسکتا ہے صرف اس طرح کہ زیمل بی ہارنوس کا وجود اس دنیا سے مٹ جائے۔ میں میرے دل میں اس کے لئے ماتا کا ایک ذرہ باقی نہیں رہا ہے۔ میں صرف انتقام کے سانسوں پر رہی ہوں سمجھے۔ تم نے ایسا بھی پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوگا مجھے دیکھو لو میرا جائزہ لے لو...... ایک انوکھی ماں ہوں جو اپنی زندگی کے واحد سہارے سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن اپنے دل میں اس کے لئے ماتا کے تمام جذبے سلا چکی ہوں۔ اب میرے ذہن میں میری حیات کے آخری لمحے تک اس کی محبت کا کوئی تصور نہیں جاگ سکتا کیونکہ میں نے اپنے بیٹوں کی لاشوں کے ٹکڑے دیکھے ہیں' ان کی لاشوں کے ٹکڑے جنہیں میں نے جنم دیا تھا اور ان کی قاتل زیمل بی ہارنوس ہے' میرے اور اس کے درمیان صرف انتقام کا رشتہ ہے صرف انتقام کا۔" بوڑھی کا بدن شدت جذبات سے کانپنے لگا۔

آسٹرولین اور دوسرے لوگ اسے ساکت نگاہوں سے دیکھ رہے تھے تب زبدان نے قدم آگے بڑھا کر گردن خم کی اور آہستہ سے بولی۔

"میں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں روزا کیب اور میں تمہاری ہدایت

تمہارے ساتھ چلنے کا فیصلہ کرچکی ہوں۔" تمام لوگوں نے سنسنی خیز نظروں سے زبدان کو دیکھا۔ فلیش سب سے زیادہ مضطرب نظر آیا تھا۔ لیزا نے کچھ کہنا چاہا لیکن آسٹر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ پھر خود بولا۔ "ہمیں کیا کرنا ہے میڈم روزا کیب۔"

"اسی کیفیت میں آگے بڑھتے رہو تھوڑی دور چلنے کے بعد تم اس کی وژن رینج میں آجاؤ گے۔"

"کیا اس وقت ہم اس کی وژن رینج میں نہیں ہیں۔؟"

"نہیں۔"

"پھر تمہیں ہمارے بارے میں کیسے معلوم ہوگیا؟"

"اتفاق سے...... اس کی تفصیل تمہارے لئے بیکار ہے۔" روزا کیب نے جواب دیا۔

"ہمارا مقصد کچھ اور ہے میڈم کیا زیمل بی ہارنوس اس بات پر یقین کرلے گی کہ ہماری ساتھی لڑکی موت کی آغوش میں جاچکی ہے؟"

روزا کیب مسکرائی پھر اس نے کہا۔ "اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم زندہ سلامت پہنچ جاؤ تو وہ تمہاری طرف سے ہوشیار ہوجائے گی۔ وہ سوچے گی کہ تم لوگ اعلیٰ ترین ذہانتوں کے مالک ہو کہ ان بھیانک راستوں پر تمہارا کچھ نہیں بگڑا اور پھر اس کا رویّہ کیا ہو۔ اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اور سنو یہاں سے آگے بڑھتے ہوئے تم مزید خستہ حالی اختیار کرو اور اس کی وژن رینج میں تم بے ہوشی کی کیفیت میں پہنچو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔" پھر روزا کیب نے کہا...... "میں اس سے زیادہ وقت نہیں دے سکتی لڑکی اگر تم میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو تو پھر دیر نہ کرو......."

"اوکے میڈم.........." زبدان اٹھ کھڑی ہوئی۔

O......O......O

زبدان کبھی کبھی سخت حیران ہوجاتی تھی باتو بے حد ذہین انسان تھا اس کے منصوبے ناقابل شکست ہوتے تھے۔ وہ جو کچھ کہتا تھا اس قدر نپا تلا ہوتا تھا کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی باتو کی اپنی زندگی کیا تھی۔ وہ اس بات پر غور کرتی تو کچھ نہ سمجھ پاتی۔ ایسا انوکھا انتقام اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا جو تاریخیں بدل دے۔ کبھی کبھی اسے یہ احساس ضرور ہوتا تھا کہ اس کی ساری بیٹیاں باتو کی غلام ہیں۔ وہ صرف اس کے اشارے پر متحرک ہوتی ہیں اور اس کے سامنے کسی کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ باتو نے انہیں تعمیر کیا تھا وہ خود انہیں کچھ نہ بتاتی اور نہ جانے ان کا مستقبل کیا ہوتا۔

اس وقت باتو سے اس کے سارے گلے ختم ہوگئے تھے جب باتو نے عقابوں کے مسکن جانے کی بات کی تھی۔ اس کے لئے اس نے جو طریقۂ کار وضع کیا تھا وہ بھی ذہانت سے بھرپور تھا۔ اس عرصے میں عقابوں کے مسکن میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔ میان اس کے بعد کس رنگ میں وقت گزارتا رہا ہے۔ اسے کچھ نہیں معلوم تھا۔ وہ اگر براہ راست اس کے سامنے پہنچ جائے تو نہ جانے میان اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ تیرایہ میں اسے میان کے بارے میں معلومات حاصل ہوجائیں۔ اسے بہتر فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی۔ باتو نے دوران سفر اس سے

کا بندوبست کریں۔"

کوہ بخت نے اپنی بیوی سے کہا اور وہ منہ بناتی ہوئی اٹھ گئی۔

بات اس کی دل پسند نہیں تھی، لیکن شوہر کے حکم سے سرتابی کی مجال بھی نہ تھی اس میں...... چنانچہ اس نے رویّہ بدلا اور وہ طنزیہ لہجہ ترک کردیا۔ لباس وغیرہ مہیا کئے گئے کوہ بخت خلاف معمول یا خلاف توقع خاصا بہتر رویّہ اختیار کئے ہوئے تھا پھر تمام تر کارروائیوں کے بعد اور ان کی ضیافت کے بعد کوہ بخت نے متجسس لہجے میں شہ بدان سے کہا۔

"ذرا مجھے باگ کا حال سنا اور یہ بتا کہ اتنا طویل عرصہ گزارنے کے بعد تو یہاں کیسے نظر آرہی ہے شہ بدان؟"

شہ بدان کو باتو نے جو کہانی رٹائی تھی اسے اس کے درمیان بات کرنی تھی اور باتو کی ہدایات کی محافظ لڑکیاں تو اس کے ساتھ موجود ہی تھیں جنہیں دیکھ کر شہ بدان کو ہنسی آنے لگتی تھی۔ کیسی بھیگی بلیاں بنی بیٹھیں ہیں، جیسے زندگی میں کبھی اس سے آگے قدم ہی نہ بڑھایا ہو۔ کتنی چالاک ہو گئی ہیں یہ لڑکیاں انسانی زندگی کو کھلونا سمجھنے والی خون کے دریا بہا دینے والی یہ خونخوار لڑکیاں اس وقت معصوم بلیوں کی طرح آنکھیں جھپکا رہی تھیں۔ لیکن اس لباس میں کتنی پیاری لگ رہی تھیں اس کا حال کوئی شہ بدان کے دل سے پوچھتا۔ بہرحال شہ بدان نے اس کہانی کا آغاز کردیا۔ اس نے کہا۔

"باگ کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتی باغہ۔"

"کیا......؟ باگ جو تیرے باپ سلابہ کی بستی تھی......؟"

"ہاں بھلا اس بستی کا نام میرے دل سے کبھی اتر سکتا ہے لیکن باگ کے بارے میں مجھے بھی نہیں معلوم۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو باغہ کہ جب میرے شوہر میان لائی نے مجھے عقابوں کے مسکن سے نکال دیا تھا تو میں باگ چلی گئی تھی...... نہیں ایسا نہیں تھا۔ اس نے مجھے طعنہ دیا تھا کہ اپنے باپ کی بستی میں چلی جاؤں اور سالا زور کی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ جاؤں...... باغہ پہاڑ کی بیٹیاں بدکار نہیں ہوتیں شوہروں سے وفاداری تو ان کی تقدیر کا ایک حصّہ ہوتی ہے۔ میں سالا زور کو اسی دن بھول گئی تھی، جب میان نے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔ سو میں میان سے کہہ چکی تھی باگ کبھی نہیں جاؤں گی اور اس کے بعد باغہ میں تقدیر کے راستوں پر چل پڑی اور ایک ویرانے میں اپنا مسکن بنایا۔ اس ویرانے میں ان معصوم لڑکیوں کی پرورش کی میں نے اور میرے ساتھ وہاں بوڑھا میرا معاون رہا۔ جو خانماں برباد تھا اور اس کا بھی اس بھری دنیا میں کوئی نہیں تھا۔ میں زندگی کا یہ طویل عرصہ اسی طرح گزارا ہے لیکن جب بچیاں جوان ہوگئیں اور میں اور میرا غلام یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ جنگلوں اور ویرانوں میں ان کی زندگی گزارنا مشکل ہے تو میں پریشان ہوگئی اور بالآخر میں نے عقابوں کے مسکن کا رخ کیا۔ یہ سوچ کر کہ ایک بار باپ سے یہ فریاد کرلوں کہ اگر میرا گناہ عظیم تھا تو یہ بچیاں تو گناہ گار نہیں ہیں کیا وہ انہیں اپنی سرپرستی میں کرلے گا۔ اور باغہ میں جانتی ہوں کہ میان لائی شدت پسند آدمی ہے اور کبھی کسی بات سے نہیں ہوتا۔ لیکن باغہ تم اس کے سب سے بڑے بھائی ہو اور لازمی امر ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرح تمہاری عزت کرتا ہے سو میں پہلے تمہارے خدمت میں حاضر ہوئی کہ تم سے مدد مانگوں اور تمہارے میان لائی تک پہنچوں اور تم اس سے میری نہیں ان بچیوں کی سفارش کرو اور کہو کہ یہ تو اس کا خون ہیں۔ اس کی عزت اور آبرو ہیں، مجھے بے شک دھتکار دے لیکن اپنی بچیوں کے سر پر ہاتھ رکھ دے۔ تاکہ ان کا مستقبل بہتری کی جانب گامزن ہو۔"

شہ بدان نے اپنی گفتگو مکمل کرلی اور کوہ بخت کے چہرے پر عجیب تاثرات پھیل گئے۔ ...ن میں ہمیشہ اختلاف رہا تھا، بلکہ بھائیوں میں کیا...... باقی بھائی تو ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے بس میان لائی ہی کی سیاہ بختی تھی کہ وہ سارے بھائیوں سے الگ تھلگ رہا تھا اور وہ ناپسند کرتے تھے۔ لیکن بہرطور کوہ بخت سب سے بڑا بھائی تھا ایک دوسرے کے لئے دل میں بہت نرم گوشے ابھی باقی تھے۔ وہ افسردہ ہوگیا تھا کیونکہ اسے میان لائی کی ساری کہانی ...تھی۔ البتہ اس کی بیوی کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ کی ایک پتلی سی لکیر ابھری ہوئی تھی۔ ...آنکھوں میں شرارت آمیز چمک ناچ رہی تھی۔

کوہ بخت نے کچھ دیر توقف کیا پھر بولا۔ "آفرین ہے تجھ پر شہ بدان تو یقیناً پہاڑوں کی آبرو ہے اور تو نے جس طرح زندگی کے یہ ماہ و سال بسر کئے ہیں کسی اور کے لئے ممکن نہیں تھا......"

"لیکن کیا باغہ...... کیا تم میری مدد نہیں کرو گے......"

"ضرور کرتا...... لیکن میان اب سردار کہاں......" کوہ بخت نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا......؟" شہ بدان اچھل پڑی۔

"ہاں اب تو وہ عقابوں کے قید خانے میں رہتا ہے۔"

"کیوں...... کیسے......؟" شہ بدان غم واندوہ کے عالم میں بولی۔

"طویل داستان ہے اور تجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو پوری داستان سنائے بغیر تجھے اندازہ نہیں ہو سکتا۔"

"پوری داستان کیا ہے باغہ؟"

"میان کبھی بہتر انسان نہیں رہا۔ اس نے جس طرح سارغہ کو دھوکا دے کر سرداری حاصل کی سب جانتے ہیں بھائیوں کے درمیان بھی وہ ایک ناپسندیدہ شخص رہا۔ تجھے نکالنے کے بعد اس نے اعلان کیا کہ وہ اس عورت سے شادی کرے گا جو اسے بیٹا دے گی اور الخت باغہ نامی ایک ...نے اپنی بیٹی سومایہ کو اس دعوے کے ساتھ اس کی زوجیت میں دیا کہ وہ عقابوں کو مستقبل میں سردار دے گی اور ایسا ہی ہوا لیکن درحقیقت الخت باغہ نے سازش کی تھی۔ تقدیر نے اب بھی ...نا کو بیٹی ہی دی تھی۔ الخت باغہ نے چالاکی سے ایک دوسرے لڑکے کو اپنی بیٹی کی آغوش میں ...دیا۔"

کوہ بخت نے پوری کہانی شہ بدان کو سنادی اور شہ بدان ششدر رہ گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ لڑکیاں بالکل سپاٹ نظر آرہی تھیں۔ آخر میں کوہ بخت نے کہا۔ "اب تیرے ...کے مسکن جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میان تو خود قیدی ہے۔ وہاں تو اس کے ساتھ ...ت میں پڑ سکتی ہے تجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔" شہ بدان سر جھکائے روتی رہی۔ کوہ بخت کی

بیوی طنز کے بغیر نہ رہ سکی۔ اس نے کہا۔

"میاں لائی نے دھوکے اور فریب سے سرداری تو حاصل کر لی لیکن اسے کسی بھی طرح بیٹا نہ حاصل ہو سکا۔ یہاں تک کہ وہ چھٹی بیٹی کا باپ بھی بن گیا۔"

"اب میں کیا کروں باغہ............" شہ بدان نے کہا۔

"میں نے سارے حالات تجھے بتا دیئے ہیں میاں نے اپنے کئے کی سزا پائی ہے کون ہے جو اس کی مدد کرے گا اور اب کوئی فائدہ نہیں ہے تیرے لئے میرے دو مشورے ہیں۔"

"کیا باغہ؟"

"میں تجھے تیرا یہ میں جگہ دے سکتا ہوں اپنی بیٹیوں کے ساتھ کسی گوشے میں اپنا گوشہ بنا لے۔ میں تیری کفالت کروں گا۔ اس کے بعد تو تیرا یہ کے مناسب گھرانوں میں اپنی بیٹیوں کی شادیاں کر لے۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ وہ کر جو تو نے اپنی حماقت سے پہلے نہ کیا۔"

"وہ کیا باغہ۔"

"اصولی طور پر تجھے اپنے باپ کے پاس باگ جانا چاہئے وہ سب تیرے اپنے ہیں۔ وہاں تجھے بہتر سہولتیں حاصل ہوں گی۔ اس وقت تو نے وہ نہ کیا لیکن اب تیرے لئے یہی بہتر ہے۔ وہاں تجھے ہر طرح آرام ملے گا۔"

"یہی زیادہ بہتر ہے۔" کوہ بخت کی بیوی لقمہ دیئے بغیر نہ رہ سکی۔

"باغہ...... مجھے ایک اجازت دو گے۔"

"بول کیا چاہتی ہے۔"

"غلام باتو ہمیشہ میری مشکلات کا ساتھی رہا ہے کیا میں اس سے مشورہ کر سکتی ہوں۔"

"ہاں ضرور...... اسے مہمان خانے میں رکھا گیا ہے۔ تو اس سے وہاں جا کر مل سکتی ہے۔"

شہ بدان چاروں لڑکیوں کے ساتھ باتو کے پاس پہنچ گئی۔ اس کی آنکھیں ابھی اشکبار تھیں آنسو بھری آواز میں اس نے باتو کو پوری داستان سنا دی اور باتو حیرت و دلچسپی سے یہ کہانی سنتا رہا پھر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس وقت تو شہ بدان کے ساتھ لڑکیاں بھی حیران رہ گئی تھیں۔ باتو کی یہ توقع ہنسی کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ باتو نے فوراً خود کو سنبھالا اور بولا۔

"غمناک کہانیاں سن کر افسردگی اور غم کا اظہار تو ایک عام ریت ہے شہ بدان...... میں سوچا کیوں نہ اس میں کچھ تبدیلی کی جائے سو میں ہنس پڑا۔"

"مذاق اڑا رہے ہو باتو بابا۔" شہ بدان نے شاکی لہجے میں کہا۔

"بالکل نہیں...... ویسے میں نے فیصلہ کر لیا۔"

"کیا۔"

"ہمیں باگ چلنا چاہئے۔ بھلا ان حالات میں عقابوں کے مسکن جانے کا کیا فائدہ۔"

"میاں مصیبت میں ہے۔ اسے اب پہلے سے زیادہ ہماری ضرورت ہے۔" شہ بدان بولی۔

"باگ صرف باگ۔" باتو بولا۔

"ہرگز نہیں............ میں میاں کو اس عالم میں نہیں چھوڑ سکتی۔" شہ بدان نے کہا۔ اور کا چہرہ سکڑ گیا۔

"پارٹی لیڈر میں ہوں شہ بدان یہ کبھی نہ بھولا کرو...... لڑکیو پارٹی لیڈر کون ہے......؟"

پوچھا۔

"تم...... باتو بابا......؟" چاروں لڑکیاں بیک وقت بولیں۔

O......O......O

شمران نے اپنے کھونٹے مضبوط کر لئے۔ کرشانہ کے جوان در حقیقت اس کے لئے بہترین ثابت ہوئے تھے۔ کچھ تو ان کی ہیبت، کچھ عقابوں کا ملا جلا رد عمل...... اول تو پہاڑوں کے الے زیادہ تر پہاڑی روایتوں کو اولیت دیتے تھے اور ان روایتوں کی تکمیل سے انحراف رتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ میاں عام لوگوں کے لئے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ وہ سب کا شخص نہیں تھا کہ اب اس کی حمایت میں ہم آواز ہو جاتے چنانچہ شمران کو اپنا اقتدار قائم میں کوئی خاص دقت نہیں پیش آئی تھی...... پھر لاگا شیطان صفت تھا اور یہ بھی ایک بات تھی کہ اپنی تمام تر شیطنت کے باوجود وہ شمران کا نہایت مخلص دوست تھا اور اس کے بھی کوئی بات نہیں سوچتا تھا۔

شمران نے طے شدہ منصوبے کے تحت اپنا ابتدائی رویّہ عقابوں کے ساتھ بہت بہتر رکھا تھا ل یہ محسوس کر رہے تھے کہ نیا سردار ان کے حق میں برا نہیں ہے چنانچہ شمران کے لئے کوئی خالفت سامنے نہیں آئی جو پائیدار ہوتی۔ غرض یہ کہ اس کی دیرینہ خواہش کی تکمیل نہایت طریقے سے ہوئی تھی۔ لاگا نے البتہ ایک آدھ بار اس سے کہا تھا کہ میاں لائی کو زندہ رکھنے جواز نہیں ہے تو شمران نے ہنس کر جواب دیا تھا کہ کسی مناسب موقع پر اس کی زندگی کا چراغ بجھا دیا جائے گا۔ ذرا تھوڑے دن تو یہ احساس باقی رہنے دے لاگا کہ اس نے میرے باپ کی نے میرے اوپر کچھ احسانات بھی کئے ہیں۔ چاہے وہ غلط فہمی ہی میں کیوں نہ ہوں۔ پھر ایک ے دوسرے موضوع پر بھی بات ہوئی۔ شمران نے کہا............

"اور ایک ماں بھی ہے میری جسے میں صحیح طور سے جانتا بھی نہیں اور ہاں لاگا تو نے ان کو قید خانے سے نکال کر ان کے کوستوں میں واپس پہنچا دیا ہے نا؟"

"نہ صرف واپس پہنچا دیا ہے شمران بلکہ سردار کی ماں باپ دادا اور دادی کو میں نے ان کے میں ہی وہ ساری مراعات فراہم کر دی ہیں جو انہیں حاصل ہونی چاہئے تھیں۔" شمران کے پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔ "تو ایک بہترین ساتھی ہے۔"

"بڑی دلچسپ اور انوکھی کہانیاں ہیں شمران تجھے تو ساری حقیقتیں معلوم ہو ہی گئی ہوں گی۔"

"ہاں...... لیکن میں انہیں بار بار سننے میں بڑا لطف محسوس کرتا ہوں اور وہ بھی تفصیل کے یہی ہوا تھا نا کہ اس شخص میاں لائی کے ہاں بیٹا نہیں پیدا ہوتا تھا اور الخت باغہ نامی شخص ساری سازش کی کہ سومایہ کو میاں لائی کی زوجیت میں دے کر بیٹے کا تصور اس کے ذہن کو پھر مجھے میری ماں کی آغوش سے نکال کر یہاں پہنچا دیا گیا۔ ایسا ہوا ہے نا...... کیا ہی دلچسپ ہے۔ واقعی بڑی پُر لطف اور قابل غور لیکن حیرت کی بات ہے کہ جس عورت کو میں نے ماں یعنی الخت باغہ کی بیٹی وہ میری ماں نہ تھی اور جسے باپ سمجھا وہ باپ نہ نکلا...... بھئی واہ کیا کہانی ہے تاہم میں سوچ رہا ہوں کہ ایک بار اپنی ماں عشمہ اور اپنے باپ سے ملاقات

کروں کیا بیٹے کی حیثیت سے ان کے کوتے پر جا کر یا سردار کی حیثیت سے انہیں بلا کر۔"

"یہ تو تیری مرضی پر منحصر ہے۔"

"اصولی طور پر میرے ماں باپ کو میرے کوتے میں ہی ہونا چاہئے تھا۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں انہیں ماں اور باپ کہہ کر کیسے مخاطب کروں گا' خیر یہ اتنا ضروری نہیں ہے۔ تو نے جو کچھ کردیا ہے وہ کافی ہے اور فی الحال اتنا ہی بہتر ہے ارے ہاں سومایہ اب کہاں ہے کیا میاں لالاگا سے اس کے تمام ذہنی روابط ختم ہو چکے ہیں۔"

"ہاں وہ اپنے باپ الخت باغہ کے ساتھ اس کے کوتے میں ہے۔"

"الخت باغہ...... میں ان سب سے ملنا چاہتا ہوں لالاگا اور میرے خیال میں یہ مناسب وقت ہے کہ میں ان سے مل سکتا ہوں۔"

"ہاں...... اطراف کے حالات بالکل اطمینان بخش ہیں اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ تو ان سب لوگوں کو سردار کے کوتے پر بلا لے یہ کہہ کر کہ سردار کی طرف سے اپنے ماں باپ کے اعزاز میں دعوت دی جا رہی ہے۔"

شمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے مسکرا کر کہا۔ "تو میری جانب سے دعوت کا یہ پیغام ان لوگوں کو پہنچا دے۔ میں سب سے یہیں ملنا چاہتا ہوں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔" اور لالاگا سب سے پہلے الخت باغہ کے کوتے میں پہنچا کیونکہ یہ شخص اسے کافی دلچسپ نظر آیا تھا اس وقت جب قید خانے سے ان لوگوں کو رہائی دلائی گئی تھی۔ الخت باغہ نے لالاگا کو دیکھا تو ایک دم مستعد ہو گیا...... وہ جانتا تھا کہ یہ خطرناک شخص شمران کا دست راست ہے اور اس کا منہ چڑھا۔ چنانچہ اس نے تعظیمی انداز اختیار کیا اور بولا۔ "ہرچند کہ تم میرے لئے اپنے بچوں کی مانند ہو لیکن تمہیں روشنی والے نے مرتبہ دیا ہے اس لئے تمہیں تعظیم پیش کرتا ہوں۔"

"شکریہ باغہ...... میں شمران کی طرف سے تمہاری طلب کا پیغام لایا ہوں۔ اس نے نہایت عزت و تکریم کے ساتھ تمہیں تمہاری بیوی اور تمہاری بیٹی سومایہ کو ضیافت پر طلب کیا ہے۔"

الخت باغہ خوشی سے اچھل پڑا۔ اس نے فخریہ انداز میں بیٹی اور بیوی کو دیکھ کر کہا۔ "میں جانتا تھا کہ شمران ناسپاس نہ ہوگا۔ اسے سردار گر کا خیال ضرور آئے گا۔ لوگ مانتے تھے نہ تھے ارے جو شخص اپنی قوت بازو سے کسی قبیلے کی سرداری حاصل کرلے وہ اتنا بے دماغ تو نہ ہوگا کہ ماضی کے عوامل کو نظرانداز کردے۔ ہمیں کس وقت پہنچنا ہے باغہ۔"

"دوپہر کی ضیافت میں۔"

"ہم نے سردار کی دعوت قبول کی۔ ہم حاضری دیں گے۔"

"بیوی اور بیٹی کے ساتھ۔"

"بے شک۔" الخت باغہ نے کہا۔

دوسرا پیغام شیرماہ اور اس کے اہل خاندان کو دیا گیا تھا۔ افسردہ گھرانے کی کیا مجال تھی انکار کرتا۔ یہاں بھی سب گومگو کے عالم میں تھے شمران نے ابھی تک ان پر کوئی خاص توجہ نہیں تھی۔ حالانکہ ان کی طلب کچھ نہ تھی لیکن عشمہ اور ماہ لخت کہا کرتے تھے کہ انہیں کیا حاصل ہ

ے توبس ان کا بیٹا چھین لیا گیا ہے۔ بہرحال انہوں نے بھی اس دعوت کو قبول کرلیا تھا۔

لاگا نے شمران کو بتایا کہ انہیں دعوت دیدی گئی ہے۔ تو شمران نے کہا۔ "اس دوران میں بات سوچتا رہا ہوں لالاگا۔ اور تجھ سے اس بارے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا......؟" لالاگا نے پوچھا۔

"الخت باغہ ایک سازشی شخص ہے جو سازش اس نے طویل عرصہ میں کی تھی آج اس کی ...ن ہو چکی ہے کیا وہ ایک کامیاب سازشی انسان نہیں ہے۔"

"یقیناً ہے۔"

"اور کیا مستقبل میں وہ نئے سردار کے خلاف کوئی اور سازش نہیں کرسکتا۔" شمران نے ...... اور لالاگا اسے پُرخیال نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر مسکرا کر بولا۔ "تو کیا تیرا خیال ہے کہ......"

"ہاں میرا خیال وہی ہے جو تو سمجھا ہے۔" شمران نے کہا۔

اور لالاگا بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "بلاشبہ' یہ خیال برا نہیں ہے میں تجھ سے اتفاق کرتا ہوں۔"

دعوت کا اہتمام تمام روایات کو مدنگاہ رکھتے ہوئے کیا گیا تھا وہ خاص کھانے پکوائے گئے تھے جو بات معزز مہمانوں کیلئے پکوائے جاتے تھے۔ کوتے کے سامنے شمران اپنے بہت خاص دوستوں کے ساتھ مہمانوں کے استقبال کیلئے موجود تھا۔

مہمان مقررہ وقت پہنچ گئے۔ الخت باغہ نے اپنا سب سے قیمتی لباس زیب تن کیا تھا اور بڑے کروفر کے ساتھ سردار کے کوتے پر پہنچا تھا اس نے شمران سے معانقہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور میں نے برسوں قبل جو خواب دیکھا تھا آج اس کی تعبیر پائی ہے۔ میرے شیر دل سردار وہ دن یاد آرہا ہے جب میں رات کی تاریکیوں میں گوشت کے ایک نازک لوتھڑے کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے اس کوتے میں داخل ہوا تھا اور یہی تصور میری آنکھوں میں تھا جسے اس نے حقیقت میں تبدیل دیکھ رہا ہوں۔"

"آؤ باغہ۔ میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔" منتخب جگہ بیٹھتے ہوئے شمران نے کہا۔

"شیروں کے انتخاب میں تھوڑی سی فراست ضروری ہوتی ہے شمران تیرے ساتھ چند بزرگ ضرور ہونے چاہئیں۔ مثلاً اگر میں تیرا مشیر ہوتا تو تجھے یہ ضرور بتاتا کہ جب کسی کو کسی دعوت کا اعزاز دیا جاتا ہے تو قبیلے کے معززین کو ضرور بلایا جاتا ہے تاکہ ان پر مہمانوں کی عزت کا اظہار ہو۔ میری آرزو ہے کہ تو مجھے اپنا بزرگ مشیر مقرر کر۔"

"یہ اہتمام میں نے صرف ان لوگوں کیلئے کیا ہے باغہ جن سے میرا سب سے قریبی تعلق ہے۔ اس میں غیروں کی شرکت مجھے گوارہ نہ تھی کیونکہ عقابوں کی سرداری سنبھالنے کے بعد پہلی بار اپنے خاندان سے مل رہا ہوں۔" شمران نے کہا۔

"آہ یہ بات ہے تو تیرا یہ عمل مناسب ہے۔" الخت باغہ نے گردن ہلا کر کہا۔

"تم لوگوں سے مجھے جو باتیں کرنی ہیں ان میں دوسروں کی گنجائش کہاں۔" شمران نے دوبارہ

"میں سمجھ گیا اور تجھ سے اتفاق کرتا ہوں۔"

"میرا خیال ہے پہلے کھانا کھالیا جائے یہ زیادہ مناسب ہے لیکن میں شیرماہ اور اس کے اہل خاندان کو بہت مضمحل پا رہا ہوں اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟"

"نہیں معزز سردار...... ہم عقابوں کے مسکن کے وہ نادار لوگ ہیں جن کا عقابوں کی تاریخ میں کوئی نمایاں مقام نہیں ہے۔ یہ اعزاز ہماری اوقات سے بہت بڑا ہے اور ہم خود کو اس کا اہل نہیں پا رہے اس لئے محتاط ہیں۔" شیرماہ نے کہا اور شمران چونک کر شیرماہ کو دیکھنے لگا پھر اس نے ماہ لخت اور اپنی ماں عشمہ کو دیکھا۔ اس کے بعد خاموشی اختیار کرلی۔

مہمانوں کو دسترخوان پر بٹھایا گیا اور اس کے بعد کھانے چنے گئے۔ شمران خود بھی ان کے ساتھ شریک ہوا اور الخت باغہ کھانوں کی تعریف کرنے لگا۔ بڑے اہتمام سے کھانا ختم ہوا۔ پھر شمران نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ بچپن سے مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ جوان ہوکر مجھے عقابوں کے مسکن کی سرداری سنبھالنی ہے اور میں نے ہمیشہ خود کو عقابوں کا سردار سمجھا۔ میں دوسری باتوں کے بارے میں بالکل نہیں جانتا تھا۔ جب میان لائی نے مجھے گرفتار کرکے قید خانے میں ڈال دیا تو یہ قدرتی بات تھی کہ میرے دل میں میان کیلئے وہ مقام نہیں پیدا ہوسکا جو ایک باپ کے لئے پیدا ہوتا ہے پھر مجھے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ میان مجھے سردار کبھی نہیں بنائے گا۔ لیکن میں اس خیال کو بھی ترک نہ کرسکا حالانکہ میں قبیلہ کرشانہ کا سردار بن چکا تھا اور جس کے گواہ وہ بیشمار لوگ ہیں جو کرشانہ سے میرے ساتھ آئے ہیں۔ اس وقت میں دو قبیلوں کا سردار ہوں۔"

"آہ...... کیا واقعی...... یہ تو پہاڑوں کی تاریخ میں ایک نئی روایت اور انوکھی بات ہے لیکن یہ کیسے ہوا......!" الخت باغہ نے حیرت اور دلچسپی سے کہا۔

"یہ واقعہ لاگا بتائے گا۔" شمران نے کہا اور اس کی ہدایت پر لاگا نے مختصراً کرشانہ اور پہاڑوں کی داستان سنائی۔

الخت باغہ کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں اس کی رال ٹپکی ہوئی تھی اس نے جلدی سے کہا۔

"لیکن یہاں آتے ہوئے تم نے وہاں کی سرداری کسے سونپی ہے۔"

"وہیں کے لوگوں کے سپرد ذمے داریاں کر آیا ہوں۔"

"سخت عاقبت نااندیشی کی ہے تم فوراً یوں کرو کہ کسی دوراندیش بزرگ کو اپنا قائم مقام بنا کر وہاں بھیجو یہ بہت دلچسپ اور قابل تقلید عمل ہے دو قبیلوں کی سرداری...... واہ......!"

لاگا کو ہنسی آگئی۔ یہ الخت باغہ خوب انسان ہے کبھی خود کو بزرگ مشیر کی حیثیت سے پیش کرتا ہے اور اب قائم مقام سردار بننے کے خواب دیکھ رہا ہے۔

شمران نے کہا۔ "مشورے دینے سے گریز کرو باغہ۔ اور مجھ سے پہلے نہ بولو...... جو کچھ پوچھتا ہوں پہلے مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔"

"آہ میں خیال رکھوں گا۔ اصل میں حد سے بڑھی ہوئی خوشی مجھ سے برداشت نہیں ہورہی۔" الخت باغہ نے کہا۔

"بالآخر...... میں نے عقابوں کے مسکن آکر وہ سب کچھ حاصل کرلیا جو میرے دل میں

لیکن انوکھا انکشاف مجھ پر یہیں آکر ہوا کہ میں میان کا بیٹا نہیں ہوں اور اس کی مکمل تصدیق بھی ہوگئی ہے لیکن میں تھوڑی سی تفصیل سننا چاہتا ہوں۔"

"میرے سوا اور کون ہے سردار، جو یہ تفصیل بتاسکے...... اگر تو مجھے اجازت دے۔" الخت باغہ نے کہا۔

"ہاں بہتر ہے تم ہی بتاؤ۔" شمران نے کہا۔

"میان کی بیوی شہ بدان اسے بیٹا نہ دے سکی اور اس نے شہ بدان کو بستی سے نکال دیا پھر اس نے اعلان کیا کہ وہ اس عورت سے شادی کرے گا جو اسے مستقبل کا سردار دے گی اور بس میرے دل میں یہ منصوبہ آگیا اور میں نے عمل شروع کردیا ایک طرف تو میں نے سومایہ کو میان کی بیوی بنادیا کہ میرے منصوبے کا آغاز ہو دوسری طرف اپنے حلقۂ اثر میں ان لوگوں کا انتخاب کیا جو میرے منصوبے کے لئے معاون ثابت ہوسکتے تھے اور خوش بختی نے یہ اعزاز شیرماہ کے گھرانے کو دیا...... اگر یوں نہ ہوتا تو کوئی اور ہوتا۔ گویا یہ ثابت ہوا کہ وہ صرف میں ہوں جس نے شمران کا انتخاب کیا اور بالآخر اسے سردار بنوا دیا اور میان نے تو بہت سی غلطیاں کیں جن کے نتیجے میں عقابوں کو جنگ تک کرنی پڑی۔"

"ہاں...... میں اس جنگ کی تفصیل بھی سننا چاہتا ہوں۔" شمران نے کہا۔

"ہندان ہیبان کا بیٹا ہے اور اس نے بڑا مؤثر قدم اٹھایا تھا میں بتاتا ہوں کہ سولا زریوں کے ساتھ کیا ہوا۔" الخت باغہ نے پوری تفصیل بتائی اور کہا۔ "چالاک ہیبان نے اپنے بیٹے کو بڑی خوش اسلوبی سے بچالیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندان کو میان کے قید خانے کا نگراں مقرر کیا جائے کیونکہ وہ یہاں کی رگ رگ سے واقف ہے۔ اور شیردل سردار نے کچھ لوگوں کو نظرانداز کررکھا ہے جیسے وہ لڑکی شاید جو تمام انکشافات کا ذریعہ بنی اور جس نے میان کی پناہ حاصل کی اور اب غلام کے ساتھ رہتی ہے اور کہتی ہے کہ اسے اپنی ماں سے نفرت ہے اور وہ شمران کے خلاف ضرور بغاوت کرے گی۔"

"آہ..... واقعی لاگا اسے تو ہم بھول گئے۔"

"وہ سوچ کی پہاڑی پر رہتی ہے اور وہاں بیٹھی منصوبے بنارہی ہے۔"

"وہ تو تمہاری نواسی اور سومایہ کی بیٹی ہے۔"

"ہاں لیکن باغی۔"

سومایہ نے نفرت سے اپنے باپ کو دیکھا لیکن خاموش رہی تب شمران نے کہا۔ "اور یہ بے حیرت ناک اور عجیب کہانی ہے۔ ساری کی ساری سازشوں سے بھری ہوئی اور اس سازش کا مرکز ایک چالاک بوڑھا الخت باغہ ہے بلا کا سازشی اور شاطر...... لیکن میرے باپ ماہ لخت اور میری ماں۔ تمہاری طرف سے شیرماہ کا شکوہ نامناسب ہے کیونکہ میں اپنے قدموں سے چل کر میان ...ک کے کوستے میں نہیں گیا تھا۔ نہ ہی جوان ہونے تک میں نے تمہارے بارے میں کچھ جانا بلکہ ...تو تمہیں صورتوں سے پہچانتا بھی نہیں ہوں۔ اس لئے میرے دل میں تمہارے لئے محبت کا ...ت کہاں سے اُگ سکتا ہے۔ تم نے چاہا تھا کہ تم لوگ مستقبل کے سردار کے ماں باپ بنو اور یہ ...ا کی زندگی گزارو تو تمہاری یہ خواہش میں ضرور پوری کروں گا لیکن میرا دل تمہاری طرف بالکل

مائل نہیں ہوتا کیونکہ مجھے تمہاری شفقت اور ماتا کا ایک لمحہ بھی نہیں حاصل ہو سکا۔ تاہم تم پُرعیش زندگی گزارو گے اور تمہیں عقابوں کے مسکن میں فوقیت حاصل ہوگی۔ یہ میں نے غلط نہیں سوچا کیونکہ محبت نام کی کسی شے سے مجھے کوئی واقفیت نہیں ہے اس کے بعد میں سومایہ کے بارے میں بات کرتا ہوں اس عورت نے میرے لئے کیا کیا' میں نہیں جانتا لیکن یہ میری ماں نہیں تھی اس لئے میں نے اس کے اندر کبھی ماتا نہیں پائی۔ یہ تو میرے لئے اجنبی ہے نہ میری اس سے دوستی ہے نہ دشمنی۔ دشمنی اس لئے نہیں ہے کہ یہ میان کی ٹھکرائی ہوئی ہے۔ یہ جس طرح چاہے جئے مجھے اعتراض نہیں۔ ہاں اس کی بیٹی شامہ پر میں اس لئے رحم نہیں کر سکتا کہ وہ بغاوت کی بات کرتی ہے اس لئے میان کے غلام ہنگا اور شامہ کو فوراً میان کے ساتھ قید کر دیا جائے گا۔ اس تمام گفتگو میں اس شخص نے مجھے کام کی ایک بات بتائی ہے۔" شمران نے الخت باغہ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "جس آدمی کا نام اس نے ہندان لیا ہے وہی میان لائی کی نگرانی کے لئے سب سے موزوں ہے اور خود اس کے لئے بھی۔" آخر شمران مسکرا کر بولا۔

"مم...... میں نہیں سمجھا شیر دل سردار۔" الخت باغہ گھبرا کر بولا۔

"میں سمجھاتا ہوں باغہ۔ تم بے حد شاندار دماغ کے مالک ہو' تم نے ایک ایسی سازش کی جس کا نتیجہ آج تمہاری توقع کے مطابق ہے۔ یعنی ماہ لخت کا بیٹا اب عقابوں کا سردار ہے۔"

"مجھے اس پر فخر ہے۔ مگر تم اسے سازش کیوں کہتے ہو سردار......؟" الخت باغہ نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ اگر کسی کے ایما پر تم نے دوسری بار میرے خلاف سازش کی تب بھی تمہیں کامیابی حاصل ہوگی۔ میں اپنے لئے کوئی خطرہ زندہ نہیں رکھنا چاہتا۔"

"رر...... روشنی والے کی قسم...... مم...... میں بھلا تمہارے خلاف کوئی سازش کیوں کروں گا۔"

"میں تمہارے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔" شمران نے کہا۔ پھر شیر ماہ کی طرف رخ کرکے بولا۔ "مجھے معاف کر دینا باغہ۔ میں مختلف مزاج کا انسان ہوں۔ میری ماں نے کبھی مجھے اپنی قربت نہیں دی لیکن اس ساری داستان میں وہ مجھے دوسروں کا آلۂ کار نظر آئی۔ یہی کیفیت تم سب کی ہے۔ اگر تم کہو گے کہ شمران تمہارا خون ہے اور تم شمران کے ماں باپ ہو تو میں اس کی تردید نہیں کروں گا۔ تم لوگ کسی بھی ضرورت پر اس حقیقت سے میرے پاس آ سکتے ہو۔ اس سے زیادہ تمہارے لئے اور کچھ نہ کر سکوں گا۔"

"مم...... مگر میرے لئے کیا حکم ہے سردار.........." الخت باغہ نے گھبرا کر کہا۔

"میرے مشیر خاص اور دست راست لاگا نے تمہارے بارے میں میرا حکم لیا ہے۔ پھر بھی سنو تمہارا انجام میان لائی کے ساتھ ہوگا اور قید خانے میں یقیناً تم اس کے بہترین مشیر ہو گے۔ لاگا ہر ایک کو اس کی منزل پر پہنچا دو۔ ضیافت ختم ہو چکی ہے۔"

"جو حکم سردار........!" لاگا نے گردن جھکا دی۔

O......O......O

وہ سکتے کے عالم میں ان دونوں کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھتے رہے کچھ دیر کے بعد زربدان اور روزاکیب کے ہیولے تاریکی میں گم ہو گئے۔ اس کے باوجود وہ گم صم رہے تھے۔

...نی سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پھر آسٹر نے کہا۔ "یہ خاموشی طویل نہیں ہو گئی۔"

...ب اس طرح چونک پڑے جیسے سوتے سے جاگ اٹھے ہوں۔ پھر لیزا نے کہا۔ "اس نے ہم ...مشورہ تک نہیں لیا۔ آسٹر...... کیا یہ لڑکی حد سے زیادہ خودسر نہیں ثابت ہوئی۔ اس نے ہمیشہ دوسرے درجے کی حیثیت دی ہے۔"

"لیزا تمہیں اس کے الفاظ یاد ہونے چاہئیں۔ اس نے صاف صاف کہا تھا کہ آنٹی میں ...ے سامنے موم کی ناک تھی۔ جدھر موڑتے مڑ جاتی۔ اسے یہ مزاج ہم نے دیا ہے لیزا۔"

"پھر بھی ہم نے اس پر محنت کی ہے۔"

"اور اب وہ آپ پر محنت کر رہی ہے میڈم۔ میں آگے بڑھ کر بولنے کے لئے معافی چاہتی ......!" روزال نے کہا اور سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ روزال واقعی بہت کم بولتا تھا ...بہت محتاط ہو کر بولتا تھا۔

"کیا مطلب روزال؟"

"سر...... آپ نے اس کی پرورش کا ایک بڑا حصّہ مجھے دیا ہے۔ اس لئے میں اسے زیادہ ...ہوں۔ آپ کو علم ہے کہ اس کی زندگی کا مشن کیا ہے۔ وہ ماں باپ کی تلاش میں یہاں آئی ...لیکن یہاں کے ماحول نے اس کے راستے بدل دیئے اور اب وہ مقدور بھر اس ماحول کو بدلنے کی ...ش کرے گی۔ اس میں کامیاب ہوگی یا ناکام اس کا فیصلہ وقت کرے گا لیکن وہ ان کوششوں ...باز نہ رہے گی البتہ اس کی دلی آرزو ہے کہ آپ لوگ اس مصیبت سے نکل جائیں اور وہ اس ...لئے امکان بھر کوشش کر لینا چاہتی ہے۔ اس لئے اس نے اتنے اعتماد سے یہ پیشکش قبول کر لی ..."

...سب خاموش ہو گئے۔ پھر لیزا نے ہی متفکر لہجے میں کہا۔ "لیکن وہ جس کام کے لئے گئی ہے ...ا آسان ہے۔"

"اس کا اندازہ تو ہم سب لگا سکتے ہیں۔" بڈ نے کہا۔

"اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔" روزال بولا۔

"اسے فوراً یہ پیشکش قبول نہیں کرنی چاہئے تھی۔"

"فیصلہ تو اسی وقت کرنا تھا۔"

"پتہ نہیں وہ بوڑھی عورت کہاں تک سچی ہے اور یہ سب اتنی آسانی سے ہو بھی سکتا ہے یا ..."

"دیکھو لیزا...... مہم جوئی کا اصول ہے کہ زندگی کو اس لاپروائی سے موت کے سامنے پیش ...کر موت خوفزدہ ہو جائے۔ جو ہو چکا ہے اس سے پریشان ہونے کے بجائے اب جو ہونے والا ...اس پر غور کرو۔ ہمیں آئندہ جو کرنا ہے وہ یاد ہے۔"

"مسٹر ولمین ٹھیک کہتے ہیں۔"

"آہ۔ میں اس کے لئے پریشان ہوں۔" لیزا نے ایک سسکی سی لے کر کہا اور آسٹر ولمین ...ری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"اول تو ہمارے حلیئے کافی خراب ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی ہمیں مزید اداکاری کرنی ہے۔"

"اور زربدان کی موت پر آزردہ بھی ہونا ہے۔" بڈ نے کہا اور مسکرانے لگا۔ فلیش نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا پھر بند کر لیا۔

"تو پھر تیاریاں شروع کر دی جائیں۔" آسٹرولین بولا اور سب سے پہلے اس نے اپنی مٹی پلید کرنی شروع کر دی۔ لباس ملگجا تو ہو ہی چکا تھا اسے اور بوسیدہ کر دیا۔ بال منتشر کر لئے۔ دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ دوسری صبح انہوں نے پھر سفر شروع کر دیا۔ دن کے گیارہ بجے کے قریب وہ ان پہاڑیوں کے پاس پہنچ گئے جن کے بارے میں روزاکیب نے بتایا تھا۔ روزا نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ کیونکہ چند افراد ایک درویش کے ساتھ پہاڑیوں کے دوسری طرف سے نکل آئے۔ انہوں نے خالی پشت خچروں کی لگامیں سنبھالی ہوئی تھیں ان خچروں کی تعداد سے روزاکیب کے ایک اور بیان کی تصدیق ہو گئی۔ خچر سات تھے جن میں ایک لازمی زربدان کے لئے تھا۔ بڑ درویش نے کہا۔

"عظیم الالاتوشیہ جانتی ہے کہ تم واپس آ چکے ہو اور اس سفر میں خچر تمہارے ساتھ نہیں رہے۔ اس لئے اس نے اپنے علم سے کام لیتے ہوئے تمہاری آسائش کیلئے یہ خچر بھیجے ہیں اور ہمارے ساتھ خوراک بھی ہے۔ یہ گرم کافی تمہیں سکون دے گی........ لیکن تمہارا ساتواں ساتھی کہاں ہے۔"

"وہ ایک نوجوان لڑکی تھی........!" آسٹر نے سسکی سی بھری۔

"وہ کہاں ہے۔"

"وہ ہم میں نہ رہی۔"

"آہ۔ میں تم سے تعزیت کرتا ہوں۔" بوڑھے شخص نے کہا اور پھر انہیں کافی پیش کی گئی۔ کافی نے لطف دیا تھا۔ آسٹر نے کہا۔ "تو کیا ہم ایک بار پھر الالاتوشیہ کی مملکت میں واپس آ گئے ہیں۔"

"ہاں۔ پہاڑوں کے دوسری طرف وہی جگہ ہے جہاں سے تم نے سفر کا آغاز کیا تھا۔" بوڑھے نے فخریہ لہجے میں کہا۔

کافی ختم ہونے کے بعد وہ خچروں پر سوار ہو گئے اور ان کے راہبر چل پڑے۔ پہاڑوں کے دوسری طرف پہنچ کر بھی انہیں خاصا طویل سفر طے کرنا پڑا تھا لیکن انہیں اس جگہ نہیں لے جایا گیا جہاں پہلے ان کا قیام تھا بلکہ وہ برکت کی پہاڑی کے آس پاس تھے اور انہیں پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی کے دامن میں نظر آنے والے غار کے دہانے پر خچر روکے گئے۔ اس غار کے سامنے نہایت وسیع اور شفاف میدان نظر آ رہا تھا۔ راہبر نے کہا۔ "اس غار میں تمہارا مسکن ہے' اندر چلے جاؤ۔"

وہ غار کے دہانے سے اندر داخل ہوئے تو یوں لگا جیسے کسی ایئرکنڈیشنڈ جگہ پہنچ گئے ہوں۔ زیمل بی ہارنوس نے وہ کر دکھایا تھا جس کا تصور بھی نہ کیا جا سکے۔ یہ غار بھی زندگی کی تمام آسائشوں سے پُر تھا اور یہاں انہوں نے بڑا سکون محسوس کیا تھا لیکن ہر شخص محتاط تھا۔ کسی ایسی کوئی بات نہیں کی جو مشکوک ہو۔

زیمل بی ہارنوس نے اسی رات انہیں طلب کر لیا۔ انہیں خود بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ

زیادہ دور نہیں ہیں۔ چنانچہ اس تک پہنچنے کے سلسلے میں انہیں تھوڑا سا سفر کرنا پڑا تھا۔ الالاتوشیہ اسی جگہ ان کا استقبال کیا تھا جہاں وہ پہلی بار ان سے ملی تھی۔ اس نے کہا۔

"تم لوگوں سے دوبارہ ملاقات کر کے مجھے خوشی ہوئی ہے لیکن مجھے علم ہوا ہے کہ تمہاری ساتھی ہلاک ہو گئی۔"

"ہاں۔" آسٹر اداسی سے بولا۔

"تم میں سے کس کی اس سے زیادہ قربت تھی؟"

"ہم سب ایک دوسرے سے قربت رکھتے ہیں۔ وہ جیالوجی کی بہترین طالب علم تھی۔"

"مجھے اس نوجوان لڑکی کا چہرہ یاد ہے اور مجھے اس کی موت کا افسوس ہے۔ وہ کیسے ہلاک ئی۔"

"ایک برفانی گڑھے نے اسے نگل لیا۔"

"ہاں۔ سی کون بیس میں تمہیں دیکھا گیا تھا۔ خیر یہ تو ہونا تھا لیکن تم نے بہترین کاوشیں یں۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ سروے میرے لئے بہت ضروری تھا۔ مجھے تم جیسے ذہین لوگ سے پہلے نہیں ملے تھے۔ تمہارے اس سفر سے مجھے بڑی مدد ملی ہے۔"

اتنی دیر میں عقب سے روزاکیب نمودار ہوئی۔ اسے دیکھ کر سب کے جسموں میں سنسنی دوڑ ی لیکن انہوں نے اپنی جسمانی کھنچاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیا۔ روزاکیب کے چہرے پر بھی ئی تاثر نہیں تھا۔ وہ مشینی انداز میں وہاں آ کر بیٹھ گئی۔ زیمل نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی ی۔

"کیا تم مجھے اس سفر کی تفصیل بتاؤ گے۔ مسٹر آسٹر تم بہتر الفاظ میں بتا سکو گے۔"

"جی میڈم۔" آسٹر نے کہا اور پھر اس نے بڑی تفصیل سے سفر کی پوری داستان سنا دی۔ ں میں اس نے وہ واقعہ شامل کر دیا تھا جو برف پر انہیں پیش آیا تھا لیکن تھوڑی سی فراست نے ب زندگی بچالی تھی۔ البتہ آسٹر نے وہاں ڈیزی کی موت ثابت کر دی تھی۔ پوری تفصیل سننے کے ز یمل نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم میرے الفاظ کو سچ مانو گے۔ تمہاری اس عظیم جدوجہد کو میں بے حد رکی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔ یہ عام لوگوں کا کام نہیں تھا۔ اس طرح تمہاری دلیری اور شاندار ذہنی حیتوں کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ میں نے ان علاقوں کا فضائی سروے کیا ہے اور مجھے تمہارے اس سے بے حد اعتماد حاصل ہوا ہے۔ اصل میں ہم نے فضاؤں کے سفر کو ناکام بنانے کا معقول بست کر لیا ہے جن علاقوں میں تم نے سفر کیا ہے اس کی فضاؤں میں اگر پرندے بھی داخل ائیں تو میں اپنے کنٹرول روم سے انہیں نشانہ بنا سکتی ہوں۔ میرے پاس ایسے میزائل ہیں لیکن ں کی وسعتوں کو ہم کنٹرول نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے لئے قدرتی تحفظ ہے۔ جس کی تم نے تصدیق کی ہے تو دوستو...... اب میں تم سے وہ کہنا چاہتی ہوں جو میرا اصل مقصد ہے۔ کیا تم میری سننے کے لئے تیار ہو۔"

"ضرور میڈم۔"

"میں تم سب کو یہاں اعلیٰ مقام دینا چاہتی ہوں۔ تم سب میرا پروڈکشن ونگ سنبھالو گے۔

یوں سمجھ لو تمہیں اس کے عوض اتنی دولت ملے گی جتنی تمہارے تصور میں آئے۔ میں تم سے
سال کا معاہدہ کروں گی۔ اس کے بعد اگر تم چاہو گے تو تمہیں تمہاری دنیا میں بھیج دیا جائے گا لیکن
اس طرح کہ تمہارے دماغ کے خلیوں سے اس علاقے کی یادداشت گم کردی جائے گی۔ میں اس
کے انتظامات کر رہی ہوں اور اگر تمہارا یہاں دل لگ جائے تو تم پوری زندگی یہاں گزار سکتے ہو۔
یہاں کوئی سازش نہ کرنا ورنہ تمہیں موت اپنانی ہوگی۔ اس سے زیادہ صاف الفاظ میں کچھ کہنا
میرے لئے ممکن نہیں ہے اور یہ بے حد ضروری ہے۔ دوسری شکل میں تمہیں زندگی نہیں دی
جاسکتی کیونکہ وہ میرے لئے خطرناک ہوگی۔"

"دس سال کے بعد ہمیں جو زندگی ملے گی کیا اس میں ہم اپنے شناسا ہوں گے اور خود کو
پہچان سکیں گے؟" آسٹر نے پوچھا۔

"لیچا ہارنوس کتنا بڑا سائنس دان تھا افسوس دنیا نہیں جان سکی۔ میں اس سے کچھ بھی نہیں
حاصل کرسکی لیکن جو کچھ میں نے پایا ہے وہ اتنا ضرور ہے کہ میں یہ چھوٹے چھوٹے کام کرسکتی
ہوں۔ تمہاری یادداشت کے صرف اس خلئے کو تاریک کیا جائے گا جس میں یہاں کے بارے میں
معلومات ہوں گی۔ تم اس مہم کو یاد رکھو گے لیکن صرف اتنا سوچو گے کہ تمہاری زندگی کا طویل
عرصہ اس مہم میں صرف ہوگیا۔ تمہارے پاس دولت کے انبار ہوں گے اور تمہاری باقی زندگی
باعث رشک ہوگی۔"

"ہمارے خلوص پر یقین کیا جائے گا؟"

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو......... اگر تم مخلص ہوگے تو تم پر کبھی شک نہیں کیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے میڈم۔ میں اور میری بیوی لیزا تیار ہیں۔"

"مناسب بات کہی تم نے یہی سوال میں باقی لوگوں سے کرتی ہوں۔"

"ہم کسی بھی مرحلے پر مسٹر آسٹر سے الگ نہیں سوچیں گے میڈم۔" بڈ نے جواب دیا اور یہی
جواب دوسرے لوگوں نے دیا۔

"تم لوگ دیکھو گے تمہیں ایک باعزت اور پہلے درجے کے کارکنوں کی زندگی ملے گی اور
میرے رویے سے تم ناخوش نہ رہو گے۔"

"بے حد شکریہ میڈم۔"

"سات دن کے اندر یہاں خوب گھوم پھر کر اپنی پسند کے رہائشی مقام تلاش کرلو۔ یہ عرصہ
بڑھایا بھی جاسکتا ہے تمہاری خواہش کے مطابق۔ اس کے بعد تمہیں تمہاری ذمے داریاں سونپ
دی جائیں گی۔"

"بہتر ہے۔"

"ارے ہاں ایک بات تو تمہیں بتانا بھول گئی، تم نے جن لوگوں کی نشاندہی کی تھی ان کا
کھیل ختم ہوگیا ہے۔"

"کون لوگ میڈم؟" آسٹر نے چونک کر کہا۔

"شاید تم نے ان کے سربراہ کا نام شانگ جو بتایا تھا۔"

"جی جی.........!" آسٹر نے دلچسپی سے کہا۔

"ہمارے ایک سروئیر نے تمہارے آنے سے قبل ہمیں رپورٹ دی تھی اور ایسے ایک
گروپ کے بارے میں بتایا تھا۔ بعد میں، میں نے اس بارے میں تفصیل معلوم کرنے کے لئے کچھ
اقدامات کئے تھے۔ مجھے دلچسپ رپورٹ ملی ہے۔"

"وہ کیا میڈم.........!"

"قبائلیوں کو بالا خران کے بارے میں معلوم ہوگیا اور اب وہاں ان کی لاشوں کے سوکھے
ہوئے پنجر پڑے ہوئے ہیں۔ سب کچھ تباہ کرکے وہ درّہ بند کردیا گیا ہے۔"

"اوہ........." آسٹر نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارے انداز میں افسردگی ہے۔"

"نہیں میڈم۔ میں ان کے لئے افسردہ ہوں جو ان کے چنگل میں پھنسے ہونے کی وجہ سے
مارے گئے۔ کاش ہماری طرح وہ بھی نکل سکتے۔"

"مہم جوؤں کے انجام ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ آئے کیوں تھے۔ خیر اب تم لوگ آرام کرو۔
بائی........." آخری الفاظ اس نے روزا کیب سے کہے اور دونوں اٹھ گئیں۔

O......O......O

شہ بدان نے غم ناک نگاہوں سے بیٹیوں کو دیکھا اور بولی۔ "تمہارے جسموں میں میاں کا
خون گردش کر رہا ہے فوہا۔ افسوس اس خون میں ذرا بھی حدت نہیں ہے۔"

"ہم نے تمہارے سامنے کبھی زبان نہیں کھولی بازغہ.........کیا اسی باپ کے خون کی بات
کرتی ہو، جس نے ہمیں پہاڑوں میں تنہا چھوڑ دیا تھا.........!"

"وہ میرا شوہر ہے۔"

"اور ایک سنگدل باپ۔"

"وہ مصیبت میں ہے۔"

"اب اس کی مصیبتوں کا دور ہے۔"

"آہ کاش، مجھے تم پر حق حاصل ہوتا۔" شہ بدان غمزدہ لہجے میں بولی۔

"اور ہمیں اس پر.........!" فوہا نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ باتو شرارت سے مسکرا رہا تھا
اس کی یہ مسکراہٹ شہ بدان کو زہر لگ رہی تھی۔ وہ زچ ہوکر فوہا کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے
"میں جانتی ہوں میں کچھ بھی نہیں کرسکوں گی اور ٹھیک بھی ہے۔ میں ایک کمزور اور بے بس
عورت ہوں۔ اپنی خواہشات پوری نہیں کرسکتی۔"

کوہ بخت کی بیوی نے شہ بدان سے کہا۔ "میرا بھی یہی مشورہ ہے تمہیں شہ بدان، تیرا یہ میں
بڑھاپا کی طرح ایک اپاہج بوڑھے اور چار لاچار لڑکیوں کے ساتھ نہ پڑ جانا۔ اس سے بہتر باپ کا
ہے جس کے بارے میں تمہیں پہلے ہی فیصلہ کرلینا چاہئے تھا۔"

"ہم بہت جلد یہاں سے چلے جائیں گے۔" شہ بدان نے کہا۔ پھر اس نے کوہ بخت سے
کہا "ہمیں اجازت درکار ہے بازغہ۔"

"آہ۔ کیا تمہارے اپاہج مشیر نے بھی وہی مشورہ دیا جو میں نے کہا تھا۔ یہ سب سے بہتر ہے
کہ وہاں تمہیں باوقار زندگی حاصل رہے گی۔"

"ایک سوال کرنا چاہتی ہوں باغہ۔"

"ہاں ہاں۔ اپنی ضرورت بیان کرو' اگر میرے لئے ممکن ہو سکا تو پوری کروں گا۔"

"نہیں باغہ۔ میں کچھ مانگنا نہیں چاہتی' کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"پوچھو۔"

"میان تمہارا بھائی ہے۔ اس نے تمہاری ماں کی آغوش میں ہی ہوش سنبھالا ہے جیسے تم نے۔ کیا تمہارا خون جوش نہیں مارتا۔ وہ غیروں کی قید میں ہے۔ اذیتوں کے درمیان بسر کر رہا ہے۔ اگر بوستانہ' تیرایہ' باگانیہ وغیرہ مشترک ہو کر عقابوں پر حملہ کریں تو کیا وہ میان کو اس کا کھویا ہوا منصب واپس نہیں دلا سکتے۔"

"بے شک ایسا ممکن ہے' لیکن اس کا مطلب ہے تمام قبیلوں کی سخت جدوجہد' اپنے آدمیوں کی زندگی کے لئے خطرات' جنگ میں دونوں فریقوں کی ہلاکت لازمی ہوتی ہے پھر خصوصی اخراجات بھی ہوتے ہیں۔ کیا میان نے ہم سے ایسے تعلقات رکھے۔ کیا اس نے اپنے دور اقتدار میں ہم سے کوئی واسطہ رکھا۔ کیا اس نے بھائیوں کا کبھی احترام کیا۔ اس نے اپنی قوت کے زعم میں کبھی یہ سب کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد بھلا اس کی کیا گنجائش ہے۔ تمہارا یہ سوچنا بھی بے کار ہے۔"

شہ بدان نے مغموم ہو کر گردن جھکا دی۔ ہاں جب تیرایہ سے روانگی کے وقت کوہ بخت نے کہا کہ انہیں کچھ ضرورت ہو تو بتا دی جائے تو شہ بدان نے کہا۔ "نہیں باغہ۔ باگ میں ہماری ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔" اور کوہ بخت نے بخوشی یہ بات مان لی کیونکہ اس کی بیوی نے اسے سخت الفاظ میں بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔

سفر کے دوران باتو نے مسکرا کر کہا۔ "بزرگ کوہ بخت ایک مردہ خور گدھ کی مانند تھا۔ گفتگو کرتے ہوئے اس کی شکل ایسی ہی ہو جاتی تھی اور بڑی ہی مکار فطرت تھی اس کی پوچھ رہا تھا کہ کچھ ضرورت ہو تو بتا دی جائے۔ کیا خیال ہے فوہا ہم تیرایہ میں کچھ یادگاریں چھوڑ دیں۔"

"کیسی یادگاریں۔" شہ بدان نے پوچھا۔

"باگ کے لئے تیرایہ سے تحفے لے چلیں۔ مثلاً سو گھوڑے' تیرایہ کے خزانے اور اجناس کے انبار...... تمہیں علم ہے شہ بدان کہ...... بچیوں کے ضروری لباس اور ہتھیار اس ساکورہ گاڑی کی نچلی سطح پر محفوظ ہیں۔"

"آہ روشنی والے کے لئے یہ نہ کرو...... میری ایک بات تو مان لو باتو...... تم نے مجھ سے باقی حق تو چھین لئے' ہاتھ جوڑ کر بھیک مانگنے کا حق تو نہ چھینو......!"

دن کے سفر کا اختتام پہاڑی ٹیلوں کے درمیان ہوا۔ انہوں نے گاڑی سے گھوڑے کھول کر انہیں آرام کے لئے چھوڑ دیا۔ باتو اپنے نصف بدن کے ساتھ زمین پر دراز ہو گیا۔ لڑکیوں نے خوراک کا بندوبست کیا اور کھانے سے فراغت ہو گئی۔ باتو نے پھر اپنی جگہ سنبھال لی' شہ بدان اس سے کچھ فاصلے پر تھی۔

"ان میں سے ایک کا نام کاشان' دوسرے کا افنان ہے۔ فوہا اور شیرایہ انہیں چاہتی ہیں۔" اچانک باتو نے کہا اور شہ بدان چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کچھ مجھ سے کہہ رہے ہو؟"

"ہاں' اور تم کہتی ہو میں نے تم سے سارے حق چھین لئے ہیں۔ کمال ہے۔ انسان ہر لمحے ...ں سوچتا ہے۔ خود غرض' اپنے مفادات حاصل نہ ہونے پر سب کچھ بھول جانے والا۔ میں لڑکیوں کی شادیاں کر دیتا۔ مگر میں نے ایسا نہ کیا۔ کیونکہ یہ صرف تمہارا حق ہے۔ میں نے تو جو کچھ بتایا...... وہ قائم رکھنے کے لئے سرگرداں رہا۔ ورنہ وہ بے سہارا تھیں۔ لوگ یوں ہی ...جیسے کوہ بخت نے کیا۔ باگ تو ان کے لئے رہا ہی نہ تھا۔ لوگ کہتے' انہیں خدمت گاری پر ...... خوبصورت ہیں کسی صاحب نظر کے سپرد کر دو۔ قدر کرے گا۔ لوگ پوچھتے' تمہیں کوئی ...ہو تو بتا دو......!"

شہ بدان رو پڑی۔ اس نے کہا۔ "ساری زندگی میں نے اسے یاد کیا۔ اس کی بے وفائی اس ...ارے مظالم کے تصور کے ساتھ۔ لیکن اب میرے دل میں اس کے لئے درد اٹھ رہا ہے۔ وہ ...ہے۔ ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ شیر تھا وہ۔ تنے ہوئے سینے کا مالک۔ وہ کیسے جی رہا ہو گا۔"

"میان......؟"

"ہاں۔ وہی' میرا شوہر' میرا محبوب۔" شہ بدان روتے ہوئے بولی۔

"اور جب اپنی خواہش پوری نہیں ہوتی۔ اپنے مفاد مجروح ہوتے ہیں تو سب کچھ بھول کر ...ہیں کہ تم نے مجھ سے باقی حقوق چھین لئے۔ ٹھیک ہے۔ یوں کہہ لو۔ میں اپنے عمل سے مطمئن اور مرنے کے بعد حساب کروں گا تو منافع میں پاؤں گا خود کو...... سنو شہ بدان...... جو ہم ...ہیں وہ مختلف ہوتا ہے۔ ان سوچنے والوں سے اور کوئی تیار نہ ہوتا میان کے بھائیوں میں ...کی مدد کے لئے۔ کچھ کہنا ہی بے کار تھا اس لئے میں نے نہ کہا مگر تم نے خوب الزام لگا ..."

"تم کیا کہنا چاہتے ہو باتو بابا؟"

"کون مردود جا رہا ہے باگ...... عقابوں کے مسکن چل رہے ہیں ہم لوگ اور منصوبہ یوں ...لڑکیوں کے یہی رنگ رہیں گے۔ مفلوک الحال اور بے کسی کی شکار۔ جب ہم عقابوں کے ...میں داخل ہوں گے تو تم کہو گی کہ اب بول میان لائی۔ کہاں گیا تیرا غرور۔ کہاں گئی تیری شان ...کہاں ہے تیری وہ نر اولاد' جو تیرے بعد تیری سرداری کا منصب سنبھالے گی۔ بول کہاں ہے وہ ...مجھے...... اور تو قید میں کیوں وقت گزار رہا ہے۔ لوگ پوچھیں گے کہ تو کہاں گئی تھی شہ ...تو کہے گی کہ ویران پہاڑوں میں بسر کر رہی تھی۔ ان بے کس بچیوں کو پال رہی تھی اور ...کے زوال کا انتظار کر رہی تھی اور جب تجھے علم ہوا کہ ایک شیر دل سردار نے میان کے غرور ...لڑکی ہے تو اسے مبارکباد دینے آ گئی کہ کوئی تو ہے جس نے اس کی زندگی کی بربادی کا انتقام

شہ بدان چھلانگ لگا کر باتو کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ "باتو بابا......!"

"ہاں۔ یہ عقل ہے جو طاقت کے ساتھ ضروری ہے۔"

"پھر...... پھر کیا ہو گا باتو بابا۔"

"تو سردار سے کہے گی کہ بس تو یہی دیکھنے آئی تھی کہ وہ جواں مرد کون ہے جس نے تیرا انتقام

میاں لائی سے لیا اور انسان کی فطرت...... وہ تجھ پر رحم کرے گا اور تجھے عقابوں کے
پناہ دے گا۔"

"پھر......پھر باتو بابا.........؟" شہ بدان خوشی سے بے قابو ہوئی جارہی تھی۔

"پھر یوں ہو گا کہ چار شیر عقابوں کے مسکن میں گرجیں گے اور ان میں سے ایک مبارزت طلب کرے گا۔ مبارزہ ہوگا اور شمران کو شکست ہوگی۔ تب میاں کو قید خانے سے دوبارہ منصب دیا جائے گا اور تو اس سے کہے گی کہ یہی تیری وہ بیٹیاں ہیں میاں جنہیں تو نے سائے سے محروم کردیا تھا۔"

"باتو بابا........باتو بابا.........." شہ بدان چیخ چیخ کر رونے لگی۔

O......O......O

زربدان بہت پر اعتماد تھی۔ روزا کیب نے اسے جہاں رکھا تھا وہ بہت عجیب جگہ تھی۔ پہاڑی غار کے اندر ایک گہرا کنواں۔ جو اوپر سے اتنا تنگ تھا کہ بس ایک آدمی اس سے اندر داخل ہو سکے لیکن گہرائیوں میں اترنے کے بعد نیچے بے حد وسیع جگہ تھی جو بے حد شفاف اور ہوادار تھی۔ ہوا کا ذریعے وہ دراڑیں تھیں جو بلندی پر پڑ گئی تھیں۔ کنویں میں اترنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اول تو کوئی احمق ہی اس سوراخ سے اندر داخل ہونے کی کوشش کرسکتا تھا۔ کوشش بھی کرتا تو اس سے اندر داخل ہو کر اس کی زندہ واپسی کے امکانات نہیں تھے۔ روزا نے زربدان کو بتایا۔

"نیچے اترنے کیلئے تمہیں یہ رسّی استعمال کرنی پڑے گی جس میں گرہ لگی ہوئی ہیں یہ تمہیں پچیس فٹ کی گہرائیوں میں اترنے میں مدد دیں گی چلو پہلے میں اترتی ہوں پھر تم میری طرح اندر داخل ہونا۔" بوڑھی عورت نیچے اتر گئی اور اس کے بعد زربدان نے بھی اس کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ وہ بآسانی نیچے پہنچ گئی تب اس نے یہ انوکھا غار دیکھا تھا۔ "یہاں زیادہ آسائش نہیں ہیں لیکن یہاں تمہارا قیام طویل نہیں ہوگا۔"

"بہت عمدہ جگہ ہے۔"

"ہاں بیکار اور بے مقصد۔ لیکن کبھی کبھی ایسی جگہیں بھی بے حد کار آمد ہوتی ہیں جیسے اس وقت حالانکہ زیمل بھی اس کے بارے میں جانتی ہے لیکن اس نے اسے ناکارہ سمجھ کر چھوڑ دیا تمہیں بیشک یہاں تکلیف ہوگی لیکن تم محفوظ رہوگی۔"

"آپ بے فکر رہیں میڈم مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"تم بہادر لڑکی ہو مجھے اس کا اندازہ تھا میں واپس جارہی ہوں پہلے تمہارے لئے خوراک کا بندوبست کروں گی زیادہ نہ آجاسکوں گی کیونکہ بوڑھی عورت ہوں تمہیں یہاں تنہا رہنا ہوگا۔"

"میں آپ کی ہر ہدایت پر عمل کروں گی۔" بوڑھی عورت واپس چلی گئی کوئی دو گھنٹے کے بعد ایک بڑا بنڈل رسّی سے بندھا ہوا نیچے اتر آیا۔ اس میں شاندار کھانا پانی کی بڑی بوتل وغیرہ سب موجود تھا زربدان نے آہٹ پا کر بنڈل کھول لیا حالانکہ کھانے کا وقت نہیں تھا لیکن اس نے اس وقت بھی کھانا کھایا وہ اس ماحول سے ذرا بھی متاثر نہیں تھی۔ بنڈل کے ساتھ کچھ رسالے بھی تھے جو اس ماحول میں بہت عجیب لگتے تھے لیکن زربدان جانتی تھی کہ بیرونی دنیا سے ان کا براہ راست تعلق ہے اس لئے یہ حیرت کی بات نہ تھی اس نے دل میں بوڑھی عورت کے اس

ادا کیا تھا۔

روزا کیب سے دوسری رات ہی ملاقات ہو سکی۔ گہری تاریکی میں وہ رسّی کے ذریعے نیچے آئی

"لڑکی کیا تم سو رہی ہو۔"

"نہیں میڈم۔"

"مجھے افسوس ہے تمہیں رات کی تاریکی سے نہیں نکال سکتی روشنی کا بندوبست مشکل کام ہے لیکن پہاڑیوں کے رخنوں سے اسے آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔"

"میں جانتی ہوں میڈم۔"

"اپنی ضروریات کے سلسلے میں تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔"

"نہیں۔ یہاں ضروریات کا انتظام ہے۔"

"یہی وقت میرے یہاں رہنے کیلئے مناسب ہے کیونکہ اس وقت وہ دنیا سے بے خبر ہو جاتی ہے اور خود کو ہر طرح محفوظ سمجھتی ہے۔"

"ایک سوال کروں میڈم۔"

"ہاں۔ بولو۔"

"آپ یہ کام خود بھی کرسکتی تھیں اگر آپ کے دل میں انتقام کا جذبہ اس قدر شدید تھا تو پھر..........؟"

روزا کیب نے کچھ دیر تک جواب نہیں دیا اس کی گہری گہری سانسیں ابھر رہی تھیں پھر اس نے کہا۔ "تم ٹھیک کہتی ہو اسی لئے......اسی لئے.........یہ کام میں نہیں کرسکتی۔"

"لیکن آپ کو بعد میں یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔"

"میرے بیٹے......... میرے دونوں بیٹے بہت اچھے تھے بہت پیارے اپنے باپ سے بالکل اس کمبخت نے بے دردی سے انہیں قتل کروادیا ذرا بھی رحم نہیں کیا ان پر......... وہ میرے بیٹوں کی قاتل ہے میں ان کی موت نہیں بھول سکتی میں مجسم انتقام ہوں ان کی موت کے بعد زندگی کا ہر لمحہ اس سوچ میں گزرا ہے کہ میں یہ انتقام کیسے لے سکتی ہوں میں نے آج تک ساتھ صرف اسی لئے دیا ہے۔"

"سوری میڈم.........میں نے یہ سوالات کرکے آپ کا دل دکھایا۔" زربدان نے کہا۔

نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کافی دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔ "تمہارے ساتھی آگئے ہیں۔"

"ہاں اس نے انہیں بہت مراعات دی ہیں ان کی ہر آسائش کا بندوبست کردیا گیا ہے۔ سامان سنبھال لو اس میں تمہاری ضرورت کا ہر سامان موجود ہے اب مجھے اجازت

روزا کیب کے جانے کے بعد زربدان آرام کیلئے لیٹ گئی وہ تیسری رات بھی اسی وقت آئی دیر تک اس سے باتیں کرتی رہی۔ "اس کے فرشتوں کو بھی گمان نہیں ہے کہ میں اس کے جال بچھا چکی ہوں وہ بالکل مطمئن ہے۔"

"یہ اچھی بات ہے میڈم۔"

"ہمیں خاص طور سے ان تاریخوں کا خیال رکھنا ہے جب وہ اپنے نمائندوں سے میٹنگ کرتی ہے۔؟"

"آپ نے ہرماہ کی تیرہ تاریخ بتائی ہے۔"

"تمہیں یاد ہے۔؟" وہ مسکرا کر بولی۔

"کیوں نہیں میڈم۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے وہ ہال جہاں میٹنگ ہوتی ہے اس ہال کے نیچے ہے جہاں اس نے تم سے ملاقات کی تھی۔"

"میں اسے دیکھ لوں گی۔"

"اور وہ سب وہاں جمع ہوجاتے ہیں تب وہ بھی ان کے درمیان پہنچ جاتی ہے پھر وہ اسے رپورٹ پیش کرتے ہیں اور اہم بات یہ ہے کہ اس وقت ان میں سے کوئی مسلح نہیں ہوتا انہیں پوری چیکنگ سے گزرنا ہوتا ہے۔ جس کے لئے اس نے خود کار نظام قائم کررکھا ہے۔"

"یہ باتیں میرے لئے نہایت کار آمد ہیں۔"

"میں تمہارے لئے یہ نقشے لائی ہوں یہاں کے مکمل نظام کے نقشے ہیں ان سے تمہیں بہت آسانی حاصل ہوجائے گی۔"

دوسرے دن زربدان نے ان نقشوں کا جائزہ لیا اور سارا دن ان میں مصروف رہ کر بہت کچھ سمجھ لیا لیکن یہ رات بہت سنسنی خیز ثابت ہوئی اس رات وہ وقت سے کچھ پہلے آگئی اس نے کہا۔

"ڈیزی...... اٹھو...... تمہیں اوپر چلنا ہے وہ وقت آگیا جب تمہیں عمل سے گزرنا ہے! اٹھو رسّی کے ذریعہ اوپر چلو.........!" زربدان اٹھ گئی۔

روزاکیب پہلے خود رسّی کے ذریعے اوپر چڑھی اور پھر اوپر جاکر اس نے زربدان سے اوپر آنے کے لئے کہا۔ چند لمحوں کے اندر زربدان بھی اوپر آگئی۔ روزا اسے ساتھ لے کر وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ کچھ دور پہنچ کر اس نے کہا۔

"تم خوفزدہ ہو؟"

"آپ نے محسوس کیا میڈم۔" زربدان نے پوچھا۔

"نہیں...... تم غیر معمولی طور پر خاموش ہو۔"

"میں نہیں جانتی مجھے کہاں بولنا ہے اور کہاں نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ خوف نام کی چیز کا میرے پاس سے گزر نہیں ہے۔؟"

"ہاں...... مجھے بارہا اس کا احساس ہوا ہے۔ مہم جُویوں بھی غیر معمولی ہی ہوتے ہیں لیکن تم بے حد نڈر ہو۔ سنو آج رات تم اپنا پہلا مرحلہ مکمل کرلوگی۔ تمہارا پہلا شکار گریور اور ریڈی ہوں گے۔"

"وہ اس وقت کہاں ہیں میڈم؟"

"اپنی عیش گاہ میں۔ دونوں ساتھ رہتے ہیں۔ اب اس وقت وہ اپنی ضروریات سے نمٹ کر اتنا غفیل پڑے ہوں گے کیونکہ وہ کوئی غیر معمولی رات نہیں ہے اور سب کچھ معمول کے مطابق ہے لیکن کل کا دن۔ آؤ ہمیں اس غار میں داخل ہونا ہے۔" وہ ایک پہاڑی ٹیلے کے دامن میں

ئی پھر بولی۔ "اصل میں یہ ایک سرنگ ہے جس میں گھٹن ہوگی۔ تم تازہ ہوا پھیپھڑوں میں ..."

"او کے میڈم۔" زربدان نے کہا۔ پھر روزاکیب ہی آگے بڑھ کر غار کے دہانے سے اندر ل ہوئی تھی۔ زربدان اس کے پیچھے چل پڑی۔ یہ سرنگ نہیں تھی بلکہ شاید کسی زلزلے نے وں میں شکست وریخت کی تھی اور یہ ٹھوس پہاڑ اندر سے پھٹ گیا تھا۔ یہ اس کا رخنہ تھا۔ ی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"وہ اپنے کاموں میں مصروف رہتی تھی اور میں بے چین چھپکلی کی مانند پہاڑوں میں راں رہتی تھی۔ سنسان جگہیں تلاش کرتی تھی جہاں میں سب سے چھپ کر اپنے بچوں کو یاد ے رو سکوں۔ اس طرح میں نے بے شمار ایسے رخنے دریافت کرلئے جو اب تک کسی کے علم نہیں ہیں۔ سنبھلو یہ ایک گڑھا ہے۔"

زربدان نے سکون سے گڑھا عبور کرلیا۔ پھر وہ رخنہ بلند ہونے لگا اور کچھ دیر کے بعد اس نے ہوا کے جھونکے محسوس کئے۔ چند لمحات کے بعد وہ دہانے سے باہر نکل آئے۔ یہاں سے آبادی چراغ نظر آتے تھے۔ پوری آبادی سکون کی نیند سو رہی تھی۔ کہیں کوئی تحریک نہیں محسوس ی تھی۔ زربدان نے پوچھا۔ "میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

"میں تمہیں یہی بتانے والی تھی۔ وہ معزز لوگوں کے علاقے میں ہیں۔ اس طرف جو نیلی ئی نظر آرہی ہے آؤ ہمیں اب اس غار میں داخل ہونا ہے۔" نئے غار میں آگے بڑھتے ہوئے زاکیب نے کہا۔ "میں جو راستے اختیار کررہی ہوں وہ محفوظ ترین ہیں اور ہمارے کام میں کسی طت کا خدشہ نہیں ہے۔"

"یہ مناسب ہے میڈم۔" زربدان نے کہا۔

"تمہیں پریشانی بیشک ہوگی لیکن یہ واقعی محفوظ راستے ہیں۔"

غار، سرنگیں، ایک پیچیدہ جال بچھا ہوا تھا۔ بالآخر یہ طویل سفر ختم ہوا اور روزاکیب رک ۔ پھر اس نے کہا۔ "جہاں سے نیلی روشنی ابھر رہی ہے وہ ہماری منزل ہے۔"

"وہ دونوں وہیں ہیں؟"

"ہاں...... وہی ان کا ٹھکانہ ہے مگر رک جاؤ۔ یہاں سے ہمیں آس پاس کے ماحول کا ائزہ لینا چاہئے۔ کچھ دیر یہاں رک کر خود کو اعصابی طور پر تیار کرلینا بہتر ہوگا۔"

"جی میڈم!"

"تمہیں مجھ پر اتنا اعتماد کیوں ہے لڑکی؟"

"میں سمجھی نہیں میڈم؟"

"تم میری ہدایت پر آنکھیں بند کرکے عمل کررہی ہو۔ کیا میں تمہیں دھوکہ نہیں دے ..."

"نہیں میڈم۔"

"کیوں......؟" روزا نے پوچھا۔

"بہت سادہ سی بات ہے۔ آپ کو ہر طرح ہم پر فوقیت حاصل ہے۔ آپ جو کرنا چاہیں کھل

کر کر سکتی ہیں۔ پھر آپ دوسرے سہارے حاصل کرنے کی کوشش کیوں کریں گی۔"

روزاکیب نے گردن گھما کر زربدان کو دیکھا۔ پھر بولی۔ "اقتدار کے بارے میں وہ سب کچھ کہا جا چکا ہے جو کہا جا سکتا ہے۔ میرے پاس کہنے کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ سنہری بچھوے جسے سونے کا زیور سمجھ کر کبھی ہاتھ نہ لگانا۔ بڑا زہر ہے اس میں بڑی زہریلی چیز ہے یہاں تجھے فوقیت حاصل ہو جائے تو یہ سب تباہ کر دینا۔ ان پہاڑیوں سے کہنا کھیل ختم ہو گیا جیسے رہتے تھے ویسے رہیں۔ اس کے بعد تو اس ماحول پر حکمرانی کرنے کے خواب نہ دیکھنا۔"

"میرا وعدہ ہے میڈم...... ایسا کبھی نہ ہوگا۔ آپ کی خواہش آپ کی موجودگی میں پوری کی جائے گی۔"

"آؤ...... ماحول بہتر ہے۔" روزاکیب نے کہا۔ اور زربدان بلی کی طرح پاؤں دبا کر اس کے ساتھ چل پڑی۔ دونوں غار کے دہانے پر پہنچ گئیں چند لمحات آہٹیں لینے کے بعد روزاکب نے اشارہ کیا۔ اور زربدان کے کان میں سرگوشی کرتی ہوئی بولی۔ "اول تو اس وقت وہ مداخلت کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے پھر بھی تم ان کی گردن پر قوت آزمائی کے بجائے ان کے تکیے ان کے منہ پر دبا کر سانس بند کر دینا۔ یہ طریقہ سب سے آسان رہے گا۔"

"آس پاس کوئی اور ہوتا ہے میڈم۔"

"کوئی نہیں۔ مجھے علم ہے۔ دیکھو وہ اپنے بستروں پر موجود ہیں۔" روزا نے اشارہ کیا۔

کشادہ غار تھا۔ زندگی کی ضرورتوں سے آراستہ اور اس انوکھے ماحول میں ایک حسین خواب گاہ۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھیں تو اچانک وہ دونوں اٹھ گئے۔ روشنی اتنی کم بھی نہیں تھی کہ وہ ایک دوسرے کے نقوش نہ پہچان پاتے۔

روزاکیب بری طرح نروس ہو گئی تھی۔ اس کے پورے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ دونوں حیرانی سے کھڑے ہو گئے تھے۔ انہوں نے آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھا۔ پھر ان میں سے ایک بولا۔

"میڈم روزاکیب...... خیریت آپ...... اس وقت اور یہ...... اوہ مائی گاڈ یہ لڑکی...... یہ تو وہی ہے مگر اس کے بارے میں اس کے ساتھیوں نے بتایا تھا کہ مر چکی ہے۔"

روزاکیب کی حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ اس کی آواز بند ہو چکی تھی۔ اور اگر اسے غار کی دیوار کا سہارا نہ مل جاتا تو وہ ضرور گر پڑتی۔ انہیں نشے کے بجائے ہوش و حواس میں دیکھ کر خود اس کے حواس رخصت ہو گئے تھے۔ زربدان ایک قدم آگے بڑھی اور گردن خم کر کے بولی۔ "اگر آپ مجھے اجازت دیں سر تو یہ عقدہ کشائی میں کروں۔"

"تم زندہ ہو لڑکی کیا نام ہے تمہارا۔ غالباً ڈیزی۔" ایک بولا۔

"جی سر۔"

"مگر کیسے...... اور میڈم...... پلیز...... آپ آگے آئیے پلیز...... آپ تو بری طرح کانپ رہی ہیں گریور میڈم کو سہارا دو!" اس نے کہا تب زربدان کو معلوم ہوا کہ ان میں سے کون گریور ہے اور کون رینڈی۔

گریور نے بڑے احترام سے روزاکیب کا بازو پکڑا اور وہ لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔ گریور نے اسے بستر پر بٹھا دیا تھا۔ رینڈی نے کہا۔

"لڑکی تم بتاؤ تمہارے ساتھیوں نے جھوٹ کیوں بولا۔ الاتوشیہ یہی جانتی ہے کہ تم مر چکی اور جو کچھ اس کے علم میں ہو وہ مناسب ہوتا ہے۔ تمہاری موت تمہاری زندگی سے بہتر ہے۔ اس سے قبل تم ہمیں حقیقت حال سے روشناس کراؤ گی۔ ارے گریور میڈم کو دیکھو ان پر تو طاری ہے نہ جانے کیوں مجھے کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے۔"

"میں اسی بارے میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں سر۔ واقعی شدید گڑبڑ ہے۔" زربدان بولی۔

"کیا بات ہے بتاؤ۔"

"مجھے یہاں آپ دونوں کے قتل کے لئے لایا گیا ہے۔" زربدان نے کہا اور دونوں چونک ے۔ روزاکیب بستر پر لیٹ گئی اور سہمے ہوئے کبوتر کی طرح ایک ایک کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا بکواس ہے۔" رینڈی نے کہا۔

"سر، اگر آپ مجھے جانتے ہیں تو آپ کو علم ہوگا کہ میں اس گروپ میں ایک عام لڑکی تھی۔ ی اتنی معلومات کہاں کہ میں یہاں تک پہنچ سکتی۔ میں تو میڈم کے منصوبے کے تحت یہاں پہنچی ہ۔"

"کیسا منصوبہ......؟" گریور نے غضبناک لہجے میں کہا۔ اور زربدان نے انہیں پوری یل بتا دی۔ روزاکیب اتنے زور زور سے سانس لے رہی تھی کہ اس کی آواز غار میں گونج رہی ا۔ رینڈی سخت حیران نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"کیا یہ سچ ہے میڈم؟" روزا کے منہ سے آواز نہیں نکل سکی۔

رینڈی نے گریور سے کہا۔ "اب کیا کریں گریور؟"

"یہ زیمل بی ہارنوس کے خلاف سازش ہے۔ ایک بھیانک سازش۔ خوش قسمتی سے ہمارا ملاقات کا پروگرام بدل گیا ورنہ اس لڑکی کو تو مجبور کر ہی دیا گیا تھا۔"

"یقیناً ایسا ہے۔"

"ہم الاتوشیہ کے وفادار ہیں، میڈم ہارنوس کے نہیں۔ ان دونوں کو زیمل کے سامنے پیش ا ضروری ہے۔"

"سر، میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔" زربدان نے عاجزی سے کہا۔

"کہو۔"

"سر...... پلیز...... آپ مر جائیں...... یہ ضروری ہے۔" زربدان معصومیت سے ہ۔

"سنا تم نے۔" گریور نے کسی قدر مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

"ہمیں مرنے کا طریقہ بھی بتا دو۔" رینڈی بولا۔

"وہ آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ میں بآسانی آپ کی گردنوں کی ہڈیاں توڑ دوں گی۔"

"اچھا...... واقعی......؟ تو پھر چلو پہلے مجھ پر ٹرائی کرو!" گریور نے اسے مخبوط الحواس ا تھا۔ وہ کھلی جگہ آ گیا۔

"سر...... آپ دونوں آ جائیں۔ رینڈی سر آپ بھی...... پلیز!" زربدان نے کہا۔

"آؤ...... ذرا آؤ۔" گریور نے لطف اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس نے زربدان کے چہرے پر غور

نہیں کیا تھا' وہ بھوکی بلی کی طرح انہیں دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں ایک خطرناک چمک نمودار ہوگئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ ان کے سامنے آئی۔ اور پھر اس نے کہا۔

"ہوشیار......." اس کے ساتھ ہی اس نے زمین پر جھک کر ہاتھ ٹکائے اور اس کی دونوں ٹانگیں گھوم گئیں۔ نشانہ دونوں کے سینے بنے تھے اور ضرب ان کے لئے ناقابل یقین تھی چنانچہ دونوں کوئی تین تین فٹ پیچھے ہٹے اور ایک دوسرے میں الجھ کر ڈھیر ہوگئے۔ زربدان ادب سے ان کے سامنے جھکی اور سیدھی کھڑی ہو کر بولی۔

"سوری سر' شاید آپ تیار نہیں تھے لیکن سر میں نے آپ کو ہوشیار کیا تھا۔" اور دونوں مہذب چوہے غیر مہذب ہوگئے نتیجے میں ان کے منہ سے غلیظ گالیوں کے سوا اور کیا نکل سکتا تھا۔ وہ وحشیانہ انداز میں ہاتھ ٹکا کر اٹھنے لگے لیکن جیسے ہی اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے زربدان نے سوئپ لگا کر ان کے پاؤں الجھائے اور وہ دوبارہ ڈھیر ہوگئے۔

"یہی مارشل آرٹس کے قواعد ہیں سر' آپ گر پڑے ہیں اب آپ کو کھڑے ہونا نصیب نہیں ہوگا۔" پھر یہی ہوا۔ وہ ان کے اور قریب آگئی۔ دونوں کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ ہر بار ایک نئے طریقے سے انہیں دوبارہ زمین بوس کر رہی تھی۔ انہوں نے اس کے پاؤں پکڑنے کی کوشش بھی کی۔ نتیجے میں ہاتھ کچل گئے۔ ضربیں بے دردی سے چہرے سر شانوں اور پیروں پر پڑ رہی تھیں اور وہ خاموشی سے پٹ رہے تھے حیرت اور خوف نے ان سے عقل بھی چھین لی تھی ورنہ کم از کم چیخنا ہی شروع کر دیتے۔ پھر شدید ضربوں نے انہیں چکرا بھی دیا۔ یہاں تک کہ زربدان نے گریور کو خود سہارا دے کر اٹھایا۔ اپنے گھٹنے موڑ کر ایک خاص پوزیشن اختیار کی اور پھر اس کے چہرے کو گرفت میں لے کر حلق سے ایک ہلکی سی آواز نکال کر گردن موڑ دی۔ منکا ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی اس کے ساتھ گریور کی آخری سسکی بھی۔ اور اس کی گردن ٹیڑھی ہو کر ایک شانے پر جا ٹکی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ریڈی نے غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن زربدان غافل نہیں تھی اس نے اتنی بلند چھلانگ لگائی کہ ریڈی کے سر سے گزرتی ہوئی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"میں تھرڈ ڈان ہوں سر۔" اس نے کہا۔

"معاف کر دو...... خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔" ریڈی کا چہرہ دہشت کی تصویر بنا ہوا تھا۔

"سوری سر....... آپ کو میرا چیلنج قبول نہیں کرنا چاہئے تھا۔" زربدان بولی اور پھر اس نے لپک کر ریڈی کو دبوچ لیا۔ ریڈی پہلی بار حلق پھاڑ کر چیخا۔ لیکن زربدان نے سیدھا ہاتھ اس کے منہ پر اس طرح رسید کیا کہ اس کے سامنے کے کئی دانت اس کے حلق میں داخل ہوگئے اور اس کا سانس رک گیا۔

روزا کیب غیر اختیاری طور پر اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ زربدان نے یہ کھیل زیادہ طویل نہ کیا اور ریڈی بھی آخری آواز نکال کر خاموش ہوگیا۔ تب زربدان روزا کیب کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میڈم....... یہ دونوں مر چکے ہیں۔" روزا ابھی تک حواس پر قابو نہیں پا سکی تھی اور

شش میں مصروف تھی۔ بمشکل تمام اس نے کہا۔

"تم نے ان دونوں کو میرے بارے میں کیوں بتا دیا۔"

"کیا اس میں کوئی خطرہ ہے میڈم۔" زربدان نے سرگوشیانہ انداز میں پوچھا۔ اور روزا ...نی انداز میں ہنس پڑی۔ پھر وہ زربدان کو گھور کر بولی۔

"تم بے حد خطرناک ہو۔ جو نظر آتی ہو وہ نہیں ہو۔ تم....... آہ تم نے میرے حواس چھین ...ے تھے۔ تم نے مجھے اعصابی طور پر قتل کر دیا تھا مجھے اپنا راز کھل جانے کا خوف نہیں تھا۔ میں اس ...یت سے اس کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔ بس یہ بات تھی۔"

"مگر میڈم....... انہیں تو قتل ہونا تھا۔"

"نہیں لڑکی....... خود کو کبھی آسمانی مخلوق نہیں سمجھنا چاہئے۔ خود اعتمادی اچھی چیز ہے۔ ...نجائش ہر جگہ چھوڑنی چاہئے۔ تم خود دیکھ لو....... اس کی حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی نے آج اس کے لئے موت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ ورنہ....... اسے ایسی سکون کی نیند نہیں ...چاہئے۔ چلو اب اندازہ ہوگیا ہے کہ تم طاقتور بھی ہو۔ ہمیں ان دونوں کی لاشیں بھی ٹھکانے ...ہوں گی۔"

"کہاں......؟"

"ایک گہرے پہاڑی سوراخ میں جس کی تہہ نامعلوم ہے۔ ویسا ہی سوراخ ہے وہ جیسے ...اخ میں تم نے پناہ لی تھی۔"

"اس کا فاصلہ کتنا ہے۔"

"زیادہ نہیں....... لیکن اس رات تمہیں مشقت کرنی ہوگی۔ ابھی اصل کام باقی ہے۔" ...نے مجنونانہ انداز میں کہا۔ اور زربدان نے ایک لاش اٹھا کر کاندھے پر ڈال لی۔ وہ جگہ زیادہ ...نہیں تھی جہاں یہ لاش ٹھکانے لگائی تھیں۔ اس کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد روزا ...ے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ اور زربدان چوکنی بلی کی طرح اس کے ساتھ چل پڑی۔ "اس ...کو ناقابل تسخیر سمجھا تھا۔ اکثر کہتی ہے کہ اسے نقصان پہنچانے کی یہ کوشش اسی طرح ناکام ...ے گی جس طرح سرحدوں سے یہاں تک کا سفر ممکن نہیں ہے۔ لیکن آستین میں سانپ بھی تو ...یں۔ صرف میں اس کی خواب گاہ کے بارے میں جانتی ہوں صرف میں۔ لیکن .... وہ ...بچوں کی قاتل ہے۔ اس نے میرے جگر گوشوں کو مار ڈالا تھا....... اس نے....... اس" روزا کیب بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ پھر رک کر کہنے لگی۔ "میرا دل ڈانوا ڈول ہو رہا ہے۔ ...کی موت کے خیال سے کانپ رہی ہوں۔ میرے اندر مامتا ابھر رہی ہے۔ لڑکی میرے عزم ...را دو....... کہیں مامتا مجھ پر غالب نہ آجائے۔ میں نے یہ سوچا تھا کہ ممکن ہے تم اسے قتل ...میں کامیاب نہ ہو سکو۔ ممکن ہے وہ خود تمہیں قتل کر دے لیکن تم میری توقع سے کہیں زیادہ اور سفاک ہو۔ تم ضرور اسے قتل کر دو گی آہ....... میں اسے کیسے بچاؤں۔"

"آسان طریقہ ہے میڈم....... شور مچاؤ....... آس پاس لوگ موجود ہیں جاگ جائیں ...ان کے ہاتھوں مجھے گرفتار کرا سکتی ہو۔ لوگ تمہاری سنیں گے میں تو تمہارے سامنے بالکل ...ت ہوں۔" زربدان نے لاپروائی سے کہا اور روزا اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"تو موت سے زیادہ سفاک ہے......اور شیطان سے زیادہ چالاک ہے۔ آہ نہ جانے ان پہاڑوں کا مستقبل کیا ہوگا اس وقت جب یہاں کی حکمرانی تیرے ہاتھ آجائے گی۔ سب کچھ جہنم میں جائے مجھے کیا...... آگے بڑھ.........۔" روزا ایک تیز تیز قدموں سے آگے چل پڑی۔

پھر جن راستوں سے گزر کر وہ اس غار میں پہنچی تھی جہاں ایک پُرعیش آرام گاہ ترتیب دی گئی تھی۔ راستے اتنے پیچیدہ تھے کہ زربدان کی کھوپڑی چکرا کر رہ گئی تھی۔ بالآخر اس نے الاتوشیہ کو دیکھ لیا جو اس وقت ایک عام عورت تھی اور گہری اور پُرسکون نیند سو رہی تھی۔ روزا ٹھٹک گئی۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے زربدان کو دیکھا۔ پھر زیمل بی ہارنوس کو۔ زربدان آگے بڑھی تو اچانک روزا نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا۔ اس پر تھرتھری طاری ہو رہی تھی۔

زربدان نے سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ پھر الاتوشیہ کی طرف اس کے بعد اس نے زور سے آواز نکالی۔ "زیمل بی ہارنوس...... جاگ جاؤ تمہاری موت تم سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ اٹھ جاؤ زیمل...... جاگ جاؤ۔" اور زیمل بی ہارنوس جاگ گئی۔ اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر روزا ایک اور زربدان کو دیکھا۔ پھر تڑپ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ڈیزی...... تو...........تو زندہ ہے۔"

"ہاں بالکل..........زندہ ہوں اور تیری موت بن کر آئی ہوں۔" زربدان نے کہا۔

"میری موت؟"

"ضروری ہے زیمل...... تو میرے بارے میں نہیں جانتی...... جاننا ضروری بھی نہیں ہے وقت ضائع ہوگا۔" زربدان نے کہا۔

"ماما...... یہ سب کیا ہے۔ یہ لڑکی تو انہی مہم جوؤں کی ساتھی ہے اور اس کے بارے میں انہوں نے بتایا تھا کہ یہ مرچکی ہے۔"

"یہ موت ہے زیمی...... یہی وہ موت ہے جو تو نے میرے بیٹوں پر نازل کی تھی۔ آج میں اسے تیرے پاس لے آئی ہوں...... تو بھی اس کا مزا چکھ۔ اسی طرح جس طرح میرے دونوں معصوم بیٹے تیرے ہاتھوں اس دنیا سے چلے گئے تھے۔ تو نے مجھے میرے بیٹوں سے جدا کرکے مار دیا تھا۔ آج میری روح تجھ سے انتقام لینے آئی ہے۔ مار دے اسے ڈیزی...... مار دے اسے...... مار دے اسے ڈیزی جلدی کرو ورنہ۔"

"اوکے میڈم.........." زربدان نے زیمل پر چھلانگ لگادی۔ زیمل کے اعصاب ابھی تک سوئے ہوئے تھے۔ یوں بھی وہ ذہنی طور پر طاقتور تھی جسمانی طور پر نہیں۔ زربدان اسے لئے ہوئے زمین پر آرہی۔ پھر شاید اس خیال کے تحت اس نے زیمل کو موقع نہیں دیا کہ بہرحال وہ یہاں کی حکمراں تھی۔ ممکن ہے اس کے پاس بچت کی کوئی راہ ہو۔ اس نے اپنی انگلیاں زیمل کے حلقوم پر جمادیں اور زیمل کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس کے ہاتھ تشنجی انداز میں کمزور مدافعت کرنے لگے لیکن پہاڑ زادی پر بس نہ چل سکا۔ اور وہ زندگی کی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکی۔ چند لمحات بعد اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"مرگئی......؟" روزا نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"اسے بھی ٹھکانے لگا دے۔ وقت بہترین ہے...... جلدی کر......" روزا نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ اب اس کی آواز میں لرزش نہیں تھی۔

"اسے کہاں ٹھکانے لگانا ہے۔" زربدان نے پوچھا۔

"وہی تاریک سوراخ...... جس کی گہرائیاں لامحدود ہیں۔"

"میری راہنمائی کرو.........." زربدان نے کہا۔ اور زیمل کی لاش کندھے پر اٹھالی۔ اس نے ان پیچیدہ راستوں کو پوری طرح ذہن نشین کرلیا تھا۔ فاصلے عبور کرکے وہ اسی کنویں کے پاس پہنچ گئی۔ پھر اس نے روزا کو دیکھا تو وہ نفرت سے بولی۔

"پھینک دے اس بدبخت کو۔ اس نے اپنے باپ کی طرح زندگی کے بدنما راستے منتخب کئے ... ضروری ہے کیا کہ تم دنیا میں انہیں لوگوں کی مانند چلو جو مطلق العنان ہوتے ہیں۔ اچھے اور ... کی شناخت تمہارے اندر ہوتی ہے۔ فیصلہ خود کر سکتے ہو۔ کوئی اور تمہیں کیوں بتائے۔ سب ... طرح ہیں تم ان کا طرز زندگی کیوں نہیں اپناتے۔ پھینک دے اسے ڈیزی۔ پھینک دے ...۔" زربدان نے لاش تاریک غار میں پھینک دی۔ روزا ایک گہری گہری سانس لے رہی تھی۔ ... تھکی تھکی نظر آنے لگی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"ختم۔ میرا کام ختم۔ لیچا ہارنوس۔ اب تیرا نام لیوا کوئی نہ رہا۔ دیکھا تو نے اپنے ناپاک ... کا انجام۔ دیکھ لیا......! اوکے ڈیزی۔ تھینک یو' تھینک یو ویری مچ۔ میرے سب بچے ... اب میرا کوئی باقی نہیں ہے۔ میں بھی چلتی ہوں۔ تھینک یو ڈیزی تھینک۔" وہ آگے بڑھی ایک لمحے کے اندر غڑاپ سے اس تاریک سوراخ سے اندر کود گئی۔

O......O......O

میاں لائی قید خانے میں احساسات کے سفر سے گزر رہا تھا۔ زندگی کی طویل جدوجہد کے بعد ... طے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ کیا سرداری اچھی چیز ہے۔ کیا فائدہ ہے اس سے۔ زندگی اپنی ... رہی۔ ہر ایک کا مسئلہ اپنے دماغ کا روگ' دشمنان' الجھنیں' خوف' پریشانی۔ حاصل کیا تھا ... نے اپنے دوست سارغہ سے غداری کرکے کیسا حماقت کا سودا کیا تھا۔ کیا عام لوگ بہتر زندگی گزارتے۔ اپنی نیندیں' پُرسکون' خوشگوار۔

شہ بدان...... آہ شہ بدان۔ کتنی خوبصورت تھی تو۔ میں نے تجھے دیکھا' تیری چاہت کی۔ ... بازو سے حاصل کیا اور پھر تجھے خاک میں لپیٹ دیا۔ میرے پاس آکر اس نے کب مجھ سے ... کی۔ کب میری پذیرائی نہ کی۔ کب میرے التفات سے مسرور نہ ہوئی۔ اس نے کئی بار ...سوزی سے کہا تھا۔

"باغہ۔ سالا زور میری کچی عمر کی بھول تھی۔ وہ بانسری بجاتا تھا مجھے اس کی بانسری کی دھن ... تم یقین کرو باغہ۔ مجھے اس سے نہیں اس کی بانسری سے محبت تھی۔ بانسری بجانے ... اور بھی ہوتا تو وہ بھی مجھے اچھا لگتا۔ مجھ پر شک مت کرو۔ مجھے اس کائنات میں تم سب ... عزیز ہو۔"

...بات سمجھ میں نہیں آئی' نہ مانی۔ وہ محبت کے احساس سے نکل کر خوف کی دنیا میں آگئی۔ ... خوف کا نشان بن گیا۔ میاں کی محبت نہ پاکر وہ سب سے خوفزدہ رہنے لگی۔ ہر لمحہ اسی کی

خدمت گزاری کرتی، اس کی خلوتوں میں کیف و سرور کے لمحات سے گزرنے کی بجائے وہ خوفزدہ نگاہوں سے اس کی صورت دیکھتی رہتی تھی کہ کہیں کوئی لمحہ اس کی مرضی کے بغیر نہ گزر جائے اور اسے میاں کے عتاب کا شکار ہونا پڑے۔ ہر بیٹی کی پیدائش پر وہ جان کنی کے لمحات سے گزری تھی، اور جب میاں اپنی بیٹی کو دیکھتا تو اس کے چہرے پر اس طرح موت کا عالم طاری ہوجاتا جیسے اپنے سب سے بڑے گناہ سے گزری ہو اور اس کے لئے سزا تجویز کی جانے والی ہو۔ آہ شہ بدان جو مظالم میں نے تجھ پر کئے ان کے عوض یہ قید تو کسی بھی طرح میرے لئے موزوں نہیں ہے، مجھے تو بدترین سزا ملنی چاہئے تھی۔ میری بیٹیاں انہیں تو سالا زور سے کوئی نسبت نہیں تھی۔ پھر وہ زندگی کی ان مشکلوں سے کیوں گزریں، کیسے کیسے قصور کئے ہیں میں نے اور اچھا ہی ہوا شہ بدان وقت نے میرے قدم روک لئے اب کیا منہ لیکر تیرے پاس جاتا۔ کسی سے شرمندہ ہونے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ان مظالم کے بعد اور اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد جب میں دنیا سے ہار چکا تھا تو تیری جانب رخ کرتا تجھ سے رجوع کرتا یہ بے غیرتی کی اعلیٰ مثال ہوتی۔ تو نجانے کیسے کیسے کرب سے گزری ہوگی۔ اب جب یہ لمحات مجھ تک پہنچے ہیں تو مجھے تیرا احساس ہو رہا ہے یہ اچھا ہی ہوا کہ میں تجھ تک نہ پہنچ سکا۔ وہ بے وقوف ہنگا اور وہ معصوم لڑکی میرے آہنی ارادوں پر اثر انداز ہونے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ اصل میں اب مجھے سردار کا حق بھی حاصل نہیں رہا تھا۔ میں بے بسی کی منزل میں داخل ہوگیا تھا۔ اور یہ چالاک الخت باغہ واہ کیا عمدہ چال چلی تھی اس نے۔ درحقیقت ہر انسان اپنے طور پر کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہے الخت باغہ کو سازش کرنے کا حق حاصل تھا۔ میں نے بھی تو سارغہ کے خلاف سازش کی تھی لیکن میری سازش نے مجھے کچھ زیادہ نہ دیا۔ بلکہ وہی بات کہ سرداری تو کانٹوں کا بستر ہوتی ہے انسان کتنے اہتمام سے اپنے لئے بستر بچھاتا ہے ارے اس سے زیادہ بے وقوف اور کوئی ہو سکتا ہے ہاں کام الخت باغہ نے کیا، سومایہ بدبخت کو کس طرح مجھے فریب دینے کیلئے بھیجا۔ میری اولاد ہی بدل دی اور شمران۔ ابتداء کیا ہی حسین تھی، مجھ بے شرم کا سینہ فخر سے پھول گیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ شہ بدان کیلئے میرا فیصلہ بالکل موزوں رہا۔ اس بدبخت نے مجھے اولاد نرینہ سے ہی محروم کردیا تھا اور اس طرح مجھ سے انتقام لے رہی تھی۔ ہاں شہ بدان کو میں نے اپنا دشمن نمبر ایک قرار دیا تھا اور وہ سومایہ، ارے کیا حماقت میری ہی نہ تھی۔ آخر میں نے یہ بات کیوں تسلیم کرلی کہ سومایہ کو اس بات کا پہلے سے علم ہے کہ وہ عقابوں کو مستقبل کا سردار ہی دے گی اگر ایسا ہی تھا تو میں مستقبل کا سردار شہ بدان سے کیوں نہ مانگا۔ وہ بھی تو دعویٰ کر سکتی تھی، لیکن سومایہ کا دعویٰ زیادہ مؤثر تھا کیونکہ اسے اپنے سازشی باپ کی حمایت حاصل تھی یہ ہوتے ہیں کامیاب لوگ۔ اور اب الخت باغہ اپنے بوئے بیج کا پھل کاٹ رہا ہے، سب لوگوں کو قید خانے سے نکال لیا گیا۔ وہ سردار کے عزیز و اقارب ہیں، لیکن اب میں کیا کروں، کیا کرنا چاہئے مجھے، سوچ کے یہ لمحات تو بُری طرح زخمی کردیتے ہیں اور ان زخموں کی کسک مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ نجانے شامہ کہاں ہے، ہوجائیگی وہ بھی ٹھیک ہوجائیگی۔ اب ایک قیدی سے رابطہ رکھنا تو کوئی عقل کی بات نہیں ہے، سومایہ اس کی ماں ہے، سمجھا بجھا لے گی اپنی بیٹی کو، کہے گی کہ شامہ عیش کر کس چکر میں پڑی ہے، وہ بے شک تیرا باپ ہے لیکن تو سوچ اس نے اپنی پہلی پانچوں بیٹیوں کے ساتھ کون سا بہتر سلوک کیا۔ سب کچھ بے کار ہے اس کا مطلب ہے کہ اب اس کائنات میں میرے لئے

راز رکھنے والا کوئی باقی نہیں ہے۔ چلو ٹھیک ہے کم از کم یہ احساس ہی میرے گناہوں کے کفارے کے طور پر مناسب ہے۔

قید خانے کے دروازے سے الخت باغہ کو اندر لایا گیا تو میاں شدید حیران ہوا۔ اس نے ...بی سے الخت باغہ کو دیکھا تھا بلاشبہ اسے قیدی ہی کی حیثیت دی گئی تھی۔ حالانکہ ابھی کچھ وقت ...پلے ہی تو اسے قید خانے سے نکالا گیا تھا۔ یہ دوبارہ واپس کیوں آگیا۔ جب اسے دوبارہ قید خانے ...میں داخل کیا گیا تو الخت باغہ نے عاجزی سے کہا۔

"معزز لوگو، جسے پھانسی دی جارہی ہوتی ہے اس سے بھی اس کی آخری خواہش پوچھی جاتی ہے میرے ساتھ تو ظلم ہی ظلم ہوا ہے آہ دیکھو اسے کہتے ہیں نیکی کر کنویں میں ڈال۔ ارے یہ ...ہم، ارے یہ شخص جو آج تمہارا سردار بن بیٹھا ہے، میری ہی کاوشوں سے سردار بنا ہے اور ...بو میرے ساتھ اس نے کیا سلوک کیا، تمہیں روشنی والے کا واسطہ، مجھے اس قید میں نہ ڈالو، ...دی اور جگہ میرے لئے منتخب کردو، میں اس شخص کے ساتھ نہیں رہ سکتا یہ مجھ سے سوالات ...کر کے میرا سینہ زخمی کردے گا، ارے سنو تو سہی قید خانے میں دوسری جگہیں بھی تو ہیں تم مجھے ...ہاں منتقل کردو، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

میاں حیرت سے اس کی یہ باتیں سن رہا تھا اسے یہاں تک لانے والوں نے کہا۔

"باغہ ہم کوئی بھی کام اپنی مرضی سے نہیں کرتے۔ تم ابھی یہاں رہو، ہم تمہاری یہ ...خواست اپنے داروغہ تک پہنچادیں گے اور اگر وہ اجازت دے گا تو تمہیں کسی اور جگہ منتقل کردیا ...جائیگا۔"

"اتنی دور، اتنی دور کہ یہ شخص مجھے دیکھ نہ سکے۔ میری نگاہ اس پر نہ پڑ سکے۔" الخت باغہ ...نے کہا اور پھر میاں لائی کی صورت دیکھ کر نگاہیں چرالیں۔ الخت باغہ کو بند کرنے والے واپس چلے ...گئے تھے۔ میاں لائی اب بھی متعجب تھا۔ بہت دیر تک یہ خاموشی رہی۔ الخت باغہ اس طرح رخ ...مار کر بیٹھ گیا تھا کہ میاں کی جانب اس کی پشت رہے، میاں نے بھی خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ ...اور جب یہ خاموشی خود الخت باغہ کے لئے ناقابل برداشت ہوگئی تو اس نے رخ بدل کر میاں کو ...دیکھا اور عجیب سے لہجے میں کہا۔

"مذاق اڑا رہے ہو نا میرا۔ ہنس رہے ہو نا مجھ پر میاں میں جانتا ہوں تم دل ہی دل میں مجھ پر ...ہنس رہے ہو۔"

میاں نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔ "میں اپنے علاوہ کسی اور پر نہیں ہنستا الخت ...باغہ۔"

"ایں کیا کہہ رہے ہو، کیا مطلب ہے تمہارا............؟"

"نہ میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں نہ تم سے گفتگو کرنے کا خواہشمند ہوں، تم اپنے کام سے ...کام رکھو، مجھے مخاطب نہ کرو۔"

الخت باغہ اسے تعجب سے دیکھنے لگا۔ بہت دیر تک خاموش رہا۔ پھر بولا۔ "تو باظرف ہے ...نہ تو نے پہلے بھی مجھ سے کچھ نہ کہا۔ نہ کوئی شکایت کی نہ سخت وست کہا۔ مجھ سے باتیں کر ...نہ جانتا ہے کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔" میاں پھر بھی کچھ نہ بولا تو الخت باغہ نے خود ہی

کہا۔ "وہ زیرک سردار کہتا ہے کہ الخت باغہ سازشی آدمی ہے۔ اسے زندہ نہیں رہنا چاہئے کیونکہ وہ مستقبل میں بھی سازش کر سکتا ہے دیکھ یہ نتیجہ نکلا میری کاوشوں کا۔ اور ....وہ سردار کے ماں باپ بن گئے اور قابل احترام ٹھہرے جنہوں نے کچھ نہیں کیا تھا۔ آہ' بڑی ناانصافی ہوئی ہے میرے ساتھ۔"

الخت باغہ نے میان کی طرف سے کوئی پذیرائی نہ پائی تو خود ہی خاموش ہو گیا۔ پھر زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ سپاہی دو اور قیدیوں کو لے آئے۔ انہیں دیکھ کر میان ششدر رہ گیا۔ یہ شامہ اور غلام ہنگا تھے۔ شامہ روتی ہوئی میان سے لپٹ گئی۔ اور میان نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ غلام ہنگا اپنے مالک کے قدموں سے چہرہ رگڑنے لگا۔

"تجھے' تجھے قید خانے میں کیوں بھیج دیا گیا شامہ۔ تجھ پر یہ ظلم کیوں کیا گیا۔" میان نے پوچھا۔

"یہی تو رحم کیا ہے انہوں نے مجھ پر۔ یہی تو ایک انصاف کیا ہے نئے سردار نے۔" شامہ نے سسکتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں سمجھا شامہ۔"

"میں تم سے دور رہ کر کیسے جیتی بابا۔ میں کیا کرتی اجنبیوں میں رہ کر۔ باہر میرا کون تھا۔"

"اس کی سفارش بھی میں نے کی تھی۔ میں نے تیرا پیغام شمران کو دیا تھا۔" الخت باغہ نے کہا۔

"شامہ تجھے یہاں تکلیف ہوگی۔" میان بولا۔

"نہیں بابا۔ تمہارے قدموں میں ہی میری زندگی کی شام ہو جائے میری آرزو ہے۔"

"آہ' میں نے اپنی بیٹیوں کو دکھ کے سوا کچھ نہیں دیا ہے۔" میان رندھی ہوئی آواز میں بولا۔

"نہیں بابا۔ تیری قربت میرے لئے سب سے بڑا سکھ ہے۔"

"سومایہ نے تجھے اپنے پاس نہیں بلایا۔"

"کون ہے سومایہ...... اس شیطان بوڑھے کی شیطان بیٹی۔ میرا اس سے کیا واسطہ۔ مجھے اس کی صورت سے نفرت ہے۔"

"دیکھا دیکھا۔ یہ تو اسے کہتا تھا ٹھیک کیا تو نے شامہ۔ ٹھیک کیا۔ وہ کم بخت ہی منحوس تھی۔ میں نے پہلے ہی تیرے قتل کی تجویز پیش کی تھی اسے۔ مگر وہ رحم دل بن گئی تھی بدبخت اس قابل تھی اگر وہ اس وقت میری بات مان لیتی تو آج جو کچھ ہوا ہے وہ نہ ہوتا۔ سارا کھیل وہیں سے بگڑا۔" الخت باغہ بولا۔

میان نے نفرت بھری نظروں سے اسے دیکھا لیکن خاموش ہی رہا۔

"میں پُرسکون ہوں باغہ۔ میری بالکل فکر نہ کرو۔ میرے لئے اس سے بہتر جگہ کوئی نہیں ہے جہاں تم ہو۔"

پھر دوسرے دن ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ ہندان داروغہ کے لباس میں چند پہرے داروں کے ساتھ قید خانے کے دروازے پر آیا اور سب اسے دیکھ کر چونک پڑے۔ الخت باغہ تو اچھل کر

...ڑا ہو گیا تھا۔

ہندان نے کہا۔ "عظیم سردار نے مجھے قید خانے کا داروغہ بنایا ہے اور اب میں اس قید ...ے کا داروغہ ہوں۔ واہ' ایک پورا خاندان ایک جگہ جمع ہو گیا ہے۔"

"آہ' تو بھی انکار کر دے ہندان۔ تو بھی میرے اس احسان سے انکار کر دے۔ جانتا ہے تجھے ...عہدہ کس نے دلوایا ہے۔ میں نے صرف میں نے۔ اس وقت شمران کو میں نے یہ مشورہ دیا ...میں نے اس سے کہا تھا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میان پر تیری گرفت مضبوط رہے تو ہندان کو یہ ...ب سونپ دے۔ دو دشمن ہی ایک دوسرے پر کڑی نظر رکھ سکتے ہیں اور ہندان اس کیلئے سب ...موزوں ہے۔"

"مجھے علم ہے باغہ۔ اور میں تمہارا شکر گزار ہوں۔" ہندان نے کہا۔

"روشنی والا تجھ پر برکتیں نازل کرے۔ ایک تو صاحب ظرف نکلا جس نے میرا احسان قبول ...ا۔"

"معزز باغہ۔ سردار کے حکم سے تمہیں قید کیا گیا ہے۔ میں تمہیں قید سے رہائی تو نہیں دے ...لیکن یہاں میں تمہاری ہر خدمت کیلئے تیار ہوں۔ مجھے بتاؤ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔"

"سخت تکلیف ہے بہت پریشان ہوں میں۔"

"کیوں باغہ؟"

"پہلے ایک تھا۔ اب تین ہو گئے۔ اور تینوں مجھ سے نفرت کرنے والے' میں ان کے ساتھ ...ت اذیت کا شکار ہوں۔"

"تمہیں دوسرے قید خانے میں منتقل کر دوں.........؟"

"یہی مناسب ہے۔ ان کی باتیں مجھے کچوکے لگاتی ہیں۔ تم یہ کام جلد کر دو تو بہتر ہے۔"

"ابھی لیجئے باغہ۔" ہندان پُراحترام لہجے میں بولا۔ پھر اس نے سپاہیوں سے کہا۔ "باغہ کو ...ضرورت کی ہر چیز پیش کی جائے۔ خبردار ان کے احترام میں کوئی کمی نہ ہو۔" کچھ دیر کے بعد الخت ...کو دوسرے قید خانے میں منتقل کر دیا گیا تھا ہنگا نے کہا۔

"اور تو نے اسے معاف کر دیا تھا مالک۔ کس قدر ناسپاس ہے یہ' روشنی والا اس پر لعنت ...ے۔" ہنگا کے لہجے میں بے پناہ نفرت تھی۔ میان مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔

"اس لئے میں چاہتا تھا کہ ہنگا تم لوگ اس عذاب میں نہ پڑو آہ کاش شامہ فیصلہ نہ کرتی۔ ...نا پر جب بُرا وقت پڑتا ہے تو کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا اور پھر میں تو سزا کے دور سے گزر رہا ...میرے گناہوں کی سزا کا آغاز ہوا ہے میری آرزو تھی کہ کوئی اور میرے ساتھ اس سزا میں نہ ...شکار ہوتا' میں شامہ کے فیصلے سے متفق نہیں ہوں۔ یہاں قید خانے میں اسے میرے ساتھ ...دکھ کے سوا اور کیا ملے گا۔ آہ شامہ تو نے واقعی غلط فیصلہ کیا ہے' مجھے بھلا ہندان سے کیا شکایت ...ہے' جو کچھ ہے میرا اپنا کیا ہوا ہے اور ہنگا تو سپاس گزاری کی بات نہ کر۔ بہرحال میں اس ...سردار رہ چکا ہوں اور میں نے ان لوگوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی ایسا بُرا سلوک بھی نہیں ...یا۔"

"مالک شامہ کا فیصلہ جو کچھ بھی تھا' لیکن تو سوچ ہمارے لئے اور کون سا ٹھکانہ تھا' ہم کہیں

بھی سکون کی زندگی نہیں گزار سکتے تھے۔ اگر تجھے کوئی جسمانی نقصان پہنچا مالک تو میرا اور شامہ کا فیصلہ ہے کہ ہم تیرے لئے جنگ کریں گے تاکہ ہمارا اختتام بھی تیرے ساتھ ہی ہو جائے۔"

"ہنگا تو احمق ہے بے وقوف ہے' میری بچی نے ابھی دنیا میں کیا دیکھا ہے' محرومیوں کا شکار رہی ہے وہ' میں نے یہ تصور اپنے ذہن سے نکال پھینکا ہے کہ اس کا وجود سومایہ کے جسم کا ایک حصّہ ہے میں بالکل یہ بات بھول گیا ہوں اور میں ہر لحاظ سے شامہ کی بہتری چاہتا ہوں۔ اگر ہندان سے میں نے کبھی کوئی رعایت مانگی تو وہ صرف یہ ہوگی کہ شامہ کو کوئی اذیت نہ پہنچے۔"

شامہ پھر آنسو بہانے لگی تھی۔ بہرحال الخت باغہ کو دوسرے قید خانے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ ہندان کا روّیہ ان کے ساتھ بالکل اچھا نہیں تھا۔ جیسے عتاب زدہ قیدیوں کے حالات ہوتے ہیں ایسے ہی ان کی گزر بسر تھی ہندان دوبارہ ان کے سامنے بھی نہیں آیا تھا۔

لیکن اس شام' وہ قید خانے کے دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت ہنگا تھا اور کوئی اس کے ساتھ موجود نہیں تھا۔ اس نے میان لائی کو دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"سردار میان لائی کچھ بات کرنا چاہتا ہوں تم سے.........۔" میان لائی خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر قید خانے کے دروازے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ ہندان اسے گھورنے لگا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ وقت قبل ہم دوست تھے' میں تیرے حاشیہ برداروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے بعد مجھے بہکایا گیا اور جانتا ہے مجھے بہکانے والا کون تھا۔ یہی بدبخت کمینہ انسان جس کا نام الخت باغہ۔ سارغہ کے حوالے سے اس نے کہا تھا کہ میان کے خلاف سازش کر اور عقابوں کی سرداری حاصل کر کے سارغہ کی روح کو سکون دے' سو اس بوڑھے سانپ نے میری ذہنی کیفیت بدل دی اور میں سولا زریوں کے پاس جا پہنچا۔ پھر جو کچھ ہوا اس کا تذکرہ بے سود ہے میان لائی تو نے میرے ساتھ جو کچھ کیا۔ اس نے مجھے ہزاروں بار قتل کیا اگر تو مجھے سزائے موت دیدیتا تو مجھے ایک بار مرنا پڑتا۔ لیکن زندگی دے کر تو نے مجھے سب سے بدتر سزا دی۔ میں انسان ہوں۔ تیرا یہ احسان' تیری بڑائی نے مجھے زندہ درگور کر دیا۔ مجھے احساس ہوا کہ بڑے لوگ کیسے ہوتے ہیں سرداری کا منصب کس کیلئے ہوتا ہے؟"

"وہ احسان تجھ پر نہیں تھا ہندان۔ تیری زندگی بچانے میں تیرے باپ کی کیفیت کا دخل ہے۔ میں نے اس بوڑھے باپ کی آنکھوں میں وہ مایوسی کی تڑپ دیکھ لی تھی جو تیری زندگی کی آرزو تھی۔"

"تو نے ہم سب پر احسان کیا تھا میان۔"

"وقت گزر گیا ہے ہندان۔ اب اس کا کیا تذکرہ۔"

"وقت تو اب شروع ہوا ہے میان۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے زندگی میں کب اور کہاں کوئی بہتر کام کیا تھا کہ روشنی والے نے مجھے زندگی دینے کا ایک اور موقع عطا کیا۔"

"تیری بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہندان۔"

"مجھے روشنی والے نے یہ منصب عطا کر کے موقع دیا ہے کہ ایک بار پھر تیری کچھ خدمت کر کے اپنے شانوں کا بوجھ ہلکا کروں۔"

"ہندان تو کیا کہنا چاہتا ہے۔"

"آج رات سردار میان لائی' آج رات میری کاوشیں مکمل ہو جائیں گی۔ میرا باپ بیبان' ہاں' تکونی پہاڑیوں کے پاس گھوڑوں اور دوسرے سازو سامان کے ساتھ ہمارا انتظار کریں میں تجھے' غلام ہنگا اور تیری بیٹی شامہ کو لے کر تکونی پہاڑیوں کے پاس جاؤں گا اور ہم عقابوں کا مسکن چھوڑ دیں گے۔"

"کیا۔" میان چونک پڑا۔

"بوڑھے سانپ کو میں نے اسی خیال کے تحت یہاں سے ہٹایا ہے انکار نہ کرنا میان۔ یہ تیرا آخری احسان ہوگا۔ اس کے بعد وعدہ کرتا ہوں کہ تجھ سے کسی اور احسان کا طالب نہ ہوں

"تو کیا کہہ رہا ہندان۔"

"میں نے صرف اس خیال سے یہ منصب قبول کیا ہے میرے دوست۔ انکار کر کے مجھے مایوس نہ کرنا۔"

"لیکن یہ اتنا آسان نہ ہوگا ہندان۔"

"میں نے اسے آسان بنا لیا ہے میان۔ روشنی والے کے لئے' میری التجا قبول کر لے۔" اس کی آواز آنسوؤں میں گندھ گئی۔

میان متعجّب نظروں سے ہندان کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے غلام ہنگا کو دیکھا۔ ہنگا فوراً بول پڑا۔

"گزرے ہوئے ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں کہ نیکی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ تو نے کسی بھی بات کو مدنگاہ رکھ کر ہندان کو زندگی دی ہو لیکن بات روشنی والے کی تھی اور جو روشنی والا سمجھتا ہے وہی بہتر ہوتا ہے' میرے آقا۔ تو جانتا ہے کہ نہ مجھے زندگی کی طلب ہے اور نہ رہائی اور نہ کسی چیز کی۔ میں تیرے مزاج کو بھی سمجھتا ہوں لیکن ہمارے ساتھ یہ بچی بھی ہے اگر ہم ہندان کا احسان قبول کر لیں تو کوئی حرج نہ ہوگا۔"

"یہ میرا احسان نہیں ہے غلام ہنگا۔ یہ تو قرض کی ادائیگی ہے اور اگر کسی کو قرض کی ادائیگی کا موقع مل جائے تو وہ خوش نصیب ہوتا ہے اس بات کو میرا احسان بالکل نہ سمجھا جائے۔" ہندان نے کہا۔

"تم سب اگر ایک ہی بات پر متفق ہو تو پھر ٹھیک ہے۔" میان نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔

"رات کو میرے دوست' میرے سردار' میں تمام تیاریاں مکمل کر لوں گا۔ میرا باپ' میری ماں سب مل جائیں گے اور اس کے بعد ہم عقابوں کے مسکن کو خیرباد کہہ دیں گے۔"

"ٹھیک ہے میں تجھے تیار ملوں گا لیکن قید خانے کے دوسرے لوگ۔"

"خوش بختی نے مجھے قید خانے کا داروغہ بنا دیا ہے میں سارے انتظام کر لوں گا' اب میں چلتا ہوں۔" ہندان نے کہا اور خوشی خوشی وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

میان تعجب بھری نگاہوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"اور ہم سوچتے ہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں ہم کر رہے ہیں' لیکن یہ تو بہت بڑی سچائی ہے اور

اس میں کبھی کسی کو شک نہیں ہوسکا کہ فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں' کب کیا ہوگا' کس طرح ہوگا
روشنی والا ہی جانتا ہے حالانکہ میں ہزار بار لعنت بھیجتا تھا اس زندگی پر جس سے مجھے کوئی دلچسپی
نہیں ہے مگر دیکھو شامہ بھی میرے پاس آگئی اور ہنگا تو بھی آگیا' اگر ہندان مجھ سے کہتا کہ تو نکل چل
میان تو میں یہ بات کبھی قبول نہ کرتا' مجھے اپنی زندگی سے درحقیقت اب کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی
لیکن شامہ میری بچی' میری زندگی۔" میان نے شامہ کا سر اپنے سینے سے لگالیا۔ غلام ہنگا خاموش ہی
رہا تھا۔

اس طرح کافی وقت گزر گیا اور پھر رات ہوگئی۔ وہ سب سنسنی کا شکار تھے۔ ہندان کیا
انتظامات کرتا ہے کس طرح کرتا ہے اس کا صحیح طور پر اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ یہاں دوسرے سپاہی
بھی تھے اور قیدی بھی' لیکن جب چاند چڑھے ہندان قید خانے کے دروازے پر آگیا اور اس نے
بڑے اطمینان سے قید خانے کا دروازہ کھول کر ان لوگوں سے باہر آنے کی درخواست کی تو میان بھی
کسی قدر حیران رہ گیا۔ اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"کیا باہر لوگ جاگ رہے ہیں؟"

"نہیں آقا' میں نے ان سب کو گہری نیند سلا دیا ہے۔"

"کک....... کیا قتل کردیا؟"

"نہیں آقا' بس آج رات کی خوراک میں بے ہوشی کی ایسی دوا ملادی ہے کہ وہ ساری
رات سکون کی نیند سوتے رہیں گے اب صبح کو ہی ان کی آنکھ کھلے گی۔"

میان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے بہت عرصے کے بعد انہیں نگاہوں سے
ہندان کو دیکھا جن نگاہوں سے پہلے اپنے دوست کو دیکھا کرتا تھا اور مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں جانتا ہوں تو بڑا شاطر ہے۔" ہندان مسرت سے جھوم اٹھا اس نے بھی سرگوشی ہی کے
انداز میں کہا۔

"اور آج میرا دل خوشی سے جھوم اٹھا ہے کیونکہ مجھے اپنے اس دوست کی آواز سنائی دی
ہے جو پہلے مجھے ایک مخصوص انداز میں مخاطب کرتا تھا' لیکن جو آواز میں نے اپنی مذموم حرکت
سے کھودی تھی۔"

قید خانے میں چاروں طرف خاموشی ہی طاری تھی۔ بے چارہ الخت بانمہ بھی اسی خوراک
کے زیر اثر گہری نیند سو رہا تھا اور میان کو اس بات پر ہنسی آگئی تھی کیونکہ الخت بانمہ بھی خوب
شخصیت کا مالک تھا۔ اپنی شاطرانہ چالوں سے زندگی کے کسی بھی لمحے باز نہ آنے والا۔ بہرحال اب
یہ ساری دلسوزیاں بے مقصد تھیں۔ دشمن کے ساتھ دوستی بھی بعض اوقات نقصان دہ ثابت
ہوجاتی ہے۔ عقابوں کے مسکن میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی بس کہیں کہیں آوارہ کتے رت
کررہے تھے۔ وہ ان سے بچتے ہوئے بستی سے باہر جانے والے راستے پر چل پڑے۔ حالانکہ
عقابوں کے مسکن میں بھی طلایہ گردی ہوا کرتی تھی لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ طلایہ کونسے راستوں کی
نگرانی کرتے ہیں چنانچہ وہ ان سے بچتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

وہ سب خاموشی سے فاصلے طے کرتے ہوئے بالآخر کسی دقت کے بغیر تکونی پہاڑیوں کے پاس
جا پہنچے جو کافی فاصلے پر تھیں اور یہاں تک پہنچنے میں وقت بھی خاصا صرف ہوا تھا' تکونی پہاڑیوں

ایک کشادہ میدان ... بان اپنی بیوی اور چند گھوڑوں کے ساتھ موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر میان کا
پرجوش استقبال کیا اور مسرت بھرے لہجے میں بولا۔

"آہ میان لائی اس وقت تیری یہ خدمت انجام دیتے ہوئے میرا سینہ فخر سے پھولا ہوا ہے۔
اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے' صبح ہونے سے قبل ہم اتنا فاصلہ طے کرلیں گے کہ پھر عقاب
ہماری گرد بھی نہ پاسکیں گے۔"

میان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہندان نے آگے بڑھ کر میان کو اس کا گھوڑا پیش کیا۔ میان
نے غلام ہنگا اور شامہ کی جانب دیکھا۔ شامہ بھی اب گھوڑے پر سوار ہوگئی اور اس کے بعد میان
بھی گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر باقی تمام افراد اور اس کے بعد رات کی تاریکیوں میں وہ ایک سمت
اختیار کرکے چل پڑے....... لیکن تھوڑی ہی دور جانے کے بعد میان نے کہا۔

"ہندان' تیرے ذہن میں کوئی ایسی خاص بات ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کسی ایسی جگہ جانا
ہے جس کا انتخاب تو نے پہلے سے کرلیا ہو۔"

"نہیں میان لائی' اگر تو کچھ بہتر سمجھتا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"تو پھر ہمیں وہ رخ اختیار کرنا چاہئے جس کی جانب ان لوگوں کا ذہن نہ جائے یعنی عقابوں
کے مسکن کا وہ عقبی حصّہ جو ناقابل عبور اور دشوار گزار گھاٹیوں کی سمت جاتا ہے ہوش مند لوگ
ادھر کا رخ نہیں کرتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شمران جیسا شاطر ہمیں تلاش کرنے کے لئے
ادھر بھی نہیں چھوڑے گا۔ میں اسے دھوکا دینا چاہتا ہوں۔"

"نہایت مناسب خیال ہے ہمیں وہی سمت اختیار کرنی چاہئے۔" ہندان نے میان سے
اختلاف نہ کیا۔ درحقیقت یہ راستے عام نہیں تھے اور ان پر سفر کرنا تھوڑے ہی وقفے کے بعد
بہت مشکل تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن یہ محفوظ ترین راستے تھے' چنانچہ وہ اسی سمت چلتے رہے' گو
رفتار زیادہ تیز نہ رکھی جاسکی تھی لیکن دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرنے کے بعد وہ اپنے آپ کو کافی
محفوظ سمجھتے تھے اور صبح تک یہ سفر اسی انداز میں جاری رہا۔ عقابوں کے مسکن سے ان کا فاصلہ بے
حد بہت کافی ہوگیا تھا۔ لیکن جس طرح ان راستوں سے گزر کر وہ یہاں تک پہنچے تھے وہ ان کا دل
جانتا تھا۔ خصوصاً ہنگا' شامہ کا خیال رکھ رہا تھا لیکن شامہ اپنے گھوڑے کی پشت پر مضبوطی سے
جمی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ جب صبح سورج نمودار ہوا تو وہ ایک ایسے انوکھے ویرانے میں تھے جس
کی بس اپنی مثال آپ تھی چاروں طرف سیاہ رنگ کی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں' سنگ موسیٰ کے
ہر طرف گردنیں اٹھائے کالے ناگوں کی طرح آسمان کو اور زمین کو گھور رہے تھے۔ زمین پر جگہ
جگہ جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں جن کے درمیان سانپ اور دوسرے حشرات الارض بے دھڑک
چلتے پھر رہے تھے کیونکہ یہاں انہیں انسانوں کا خوف نہیں تھا۔ انہوں نے ایک صاف ستھری
منتخب کی۔ ہموار جگہ لیکن ایسی کہ دور دور تک سانپوں وغیرہ کو دیکھا جاسکے' کوڑیالے پیلے
سورج کی روشنی میں بھی گھومتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ میان نے کہا۔

"ان سے بچنا مشکل کام نہیں ہے' اگر تھوڑی سی مہارت استعمال کی جائے اور میرا خیال یہ
ہے کہ یہاں مختصر آرام کرنے کے بعد اگر ہم آگے کا سفر جاری رکھیں تو ایک تھوڑا سا فاصلہ طے
کرنے کے بعد ہمیں ایک پر فضاء مقام ملے گا۔"

"میں نے ان راستوں کو کبھی نہیں دیکھا میاں' لیکن جس طرح تو نے ان کے بارے میں کہا اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تو ان راستوں کو دیکھ چکا ہے۔"

"ہاں ایک بار' صرف ایک بار میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ ذرا دیکھوں تو سہی ادھر سے عقابوں کے مسکن کے تحفظ کا کیا بندوبست ہے اور جب میں یہاں تک پہنچا تو مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ ہوش مند لوگ ادھر آنے کی جرأت نہیں کرسکتے کیونکہ یہاں لحہ لحہ زندگی کے خطرات ہیں۔"

"بے شک یہ جو کچھ نظر آرہا ہے۔ واقعی کیسی انوکھی بات ہے' ہم پیدا ہونے کے بعد زندگی کا ایک طویل عرصہ گزار دیتے ہیں لیکن بعض جگہوں کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ بس لکیر کا فقیر ہونے کی بات ہے ہم میں سے کبھی کسی نے نہیں سوچا کہ ان علاقوں کو بھی ایک بار دیکھا جائے لیکن میاں یہ علاقے دیکھ چکا ہے۔"

گھوڑوں پر سے کھانے پینے کی اشیاء اتار لی گئی تھیں۔ بوڑھے ہیبان اور اس کی بیوی نے خوب کھانا تیار کیا تھا وہ کئی دن تک بڑے آرام سے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ میاں کا مزاج اب کچھ بدلا بدلا نظر آرہا تھا اور وہ مسکرا بھی رہا تھا اور باتیں بھی کررہا تھا۔ کھانا کھاتے ہوئے اس نے کہا۔

"واہ خوب ضیافت ہے اور بلاشبہ اپنے اندر انفرادیت رکھتی ہے۔ بھئی میرے غدار دوست تو نے اپنی غداری کا ازالہ کردیا ہے۔"

"آہ میاں مجھے تو اس وقت خوشی ہوگی جب تو اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر میرے سر پر اس وقت تک مارتا رہے گا جب تک تیرے دل کی تمام کدورت نہ دھل جائے۔"

"شاید میرے دل میں اب تیرے خلاف کوئی کدورت نہیں ہے ہندان اور تو ایک بات جانتا ہے کہ میں جھوٹا آدمی نہیں ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"یہ میری خوش بختی ہے۔"

"نہ صرف تیری بلکہ میری بھی کیونکہ صحیح معنوں میں یہ احسان مجھ پر کیا گیا تھا۔ مجھے معاف کرنا عظیم سردار تو نے جس طرح ایک بوڑھے باپ کے اور ایک ماں کے دل کو ٹھنڈا کیا تھا میں نے اسی وقت تیرے لئے دعا کی تھی کہ روشنی والا تجھے کبھی کسی مشکل میں گرفتار نہ ہونے دے۔"

میاں مسکرایا پھر بولا۔ "ہاں میں سچ مچ کسی مشکل میں گرفتار نہ ہوسکا' اگر میرے ساتھ شامہ نہ ہوتی تو شاید میں قید خانے کو ہر چیز پر ترجیح دیتا۔"

وہ خاموش ہوگئے' کھانا دلچسپی سے کھایا گیا اور اس کے بعد میاں نے ان لوگوں سے کہا۔

"اب ایک بار جب پھر میرے اوپر ذمے داریاں عائد کردی گئی ہیں تو نجانے کیوں میرا دل چاہ رہا ہے کہ سرداروں کی زبان میں بات کروں۔"

"تو ہمارا سردار ہے اور اس وقت تیری رعایا میں ہم تین ماں باپ اور بیٹے اور غلام ہنگا بھی ہے' شامہ تو بہرحال تیری بیٹی ہی ہے۔"

میاں مسکرا دیا پھر بولا۔ "تو پھر میری رعایا چلو ہمیں یہاں سے فوراً ہی رخت سفر باندھ لینا چاہئے کیونکہ شمران جیسا شاطر ممکن ہے اسی انداز میں سوچے جس انداز میں اس نے اس وقت

چاہا تھا جب وہ مجھ سے جنگ کررہا تھا۔ درحقیقت اس نے مجھ سے جو جنگ کی وہ میری ہی کاوشوں کا نتیجہ تھی۔ یعنی اس نے وہ تمام حربے مجھ پر آزمائے تھے جو میں نے اسے سکھائے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ آج بھی وہ میرے مزاج ہی کو مدنگاہ رکھتے ہوئے اسی سمت کا رخ کرے اس لئے ہمیں فوراً ہی سفر شروع کردینا چاہئے۔"

"میں میاں لائی سے اتفاق کرتا ہوں۔" ہیبان نے کہا اور سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوگئے۔ شامہ بھی اب دلچسپی سے ہر کام میں حصہ لے رہی تھی اور نجانے کیوں ان سب کے اندر اس فرار سے کچھ شگفتگی سی پیدا ہوگئی تھی۔ طبیعتوں میں فرحت ہو تو کسی کام میں تھکن نہیں محسوس ہوتی۔ شام ہونے تک انہوں نے طویل سفر طے کرلیا تھا اور اس دشوار گزار اور غیر معمولی راستے کو عبور کرگئے تھے۔ اب ان کے سامنے ایک شاداب وادی تھی۔ میاں نے کہا۔

"اگر ہم اب بھی اسی سمت سفر جاری رکھیں تو شیرانیہ جا پہنچیں گے اور اگر بائیں سمت کا راستہ اختیار کریں تو تسمورا کے جنگلوں کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ لیکن......میں بزرگ ہیبان کی رائے جاننا چاہتا ہوں۔"

"ہم اپنے سردار کے ساتھ ہیں۔ اس کا ہر فیصلہ ہمیں قبول ہوگا۔"

میاں ہنسنے لگا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "یہ سچائی ہے باغہ کہ میرے دل میں ہندان کے لئے کدورت تھی۔ اس نے نہ صرف دوستی کو داغدار کیا تھا بلکہ میں نے اپنی آنکھوں سے اسے عقابوں کو ہلاک کرتے ہوئے دیکھا تھا اور میرے جیسے دوسرے بھی تھے لیکن تمہاری آنکھوں کی یاسیت نے میرے دل کو ڈبو دیا تھا۔ میں نے سردار کی حیثیت سے فائدہ اٹھا کر ہندان کی زندگی کا فیصلہ کرلیا تھا اور ہر مخالفت کو رد کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ حیران کن بات تھی کہ کوئی شدید مخالفت نہیں ہوئی۔ بہرحال وہ وقت گزر گیا۔ تم نے باغہ اور ہندان نے میرے اس چھوٹے سے عمل کا بہت بڑا صلہ دیا ہے۔ مجھے خصوصاً اس لئے کہ تمہاری وجہ سے میری بیٹی صعوبتوں سے بچ گئی اور یہ معمولی بات نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب میں ویرانوں کا مسافر ہوں میرے لئے کہیں پناہ نہیں ہے۔ نہ میں کسی آبادی کا رخ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آبادیوں کے سردار مجھے عقابوں کے سردار کی حیثیت سے جانتے تھے۔ میں ایک پناہ گزین کی حیثیت سے ان کے سامنے جاکر شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔ اس لئے باغہ......میں طویل عرصہ تمہارا ساتھ نہیں دے سکوں گا۔ میری رائے یہ ہے کہ تم کسی آبادی میں چلے جاؤ اور وہاں بودوباش اختیار کرلو......! ہنگا تم بھی اب میرے غلام نہیں رہے بہتر ہوگا کہ تم بھی اپنا ٹھکانہ تلاش کرلو......!"

"اور تو آقا......؟" ہنگا نے پوچھا۔

"میں کائنات میں اپنے لئے کوئی سنسان گوشہ تلاش کرلوں گا۔ بس میری بیٹی میرے ساتھ رہے گی۔"

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں آقا......!" ہنگا نے کہا۔

"ہاں کہو......"

"ہم باگ جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ کیا اب یہ بہتر ہوگا۔"

"ہرگز نہیں۔ اب یہ تصور بھی میرے لئے گالی ہے۔ اپنا سب کچھ لٹا کر ایک بے بس انسان

کی حیثیت سے میں اس کے پاس جاؤں گا جسے میں نے بے کسی کے عالم میں نکال دیا تھا۔" میاں گلوگیر لہجے میں بولا۔

"تم میرے دوست بھی ہو ہیبان۔ اب جبکہ تم نے مجھے معاف بھی کردیا ہے تو میرے دل میں تمہاری دوستی ہزار گنا بڑھ گئی ہے۔ ہم ہر جگہ ساتھ ہوں گے کسی ویرانے میں ہم اپنا چھوٹا سا خاندان بنا کر رہیں گے خوشی اور محبت کے ساتھ۔" ہندان نے کہا اور اس کے ماں باپ نے بھی تائید کردی۔ میاں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا تھا۔

O......O......O

وہ سب شدید ذہنی بحران کا شکار تھے۔ کئی دن گزر چکے تھے۔ مقررہ تاریخ بھی بالکل قریب آچکی تھی لیکن زربدان کا کوئی پتہ نہیں چل سکا تھا۔ روزا کیب کو انہوں نے اس دن زیمل کے ساتھ دیکھا تھا جب وہ زیمل کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ بوڑھی کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ بالکل بے تعلق نظر آتی تھی جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ جو کچھ بھی تھا وہ بوڑھی عورت پر مکمل بھروسہ نہیں کرسکتے تھے۔ اور اب اتنا وقت گزر جانے کے بعد ان کا پیمانہ صبر لبریز ہونے لگا تھا۔

"کچھ تو ظاہر ہوتا۔ کوئی نشان تو ملتا۔ آخر ہمارے پاس کیا ذریعہ ہے اس کے بارے میں معلوم کرنے کا۔" فلیش نے کہا۔

"کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

"سوری مسٹر آسٹر' یوں لگتا ہے جیسے آپ نے اس لڑکی کو قربان کرکے کوئی نتیجہ دیکھنا چاہا تھا۔"

"نہیں فلیش۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ہم خود اس پر قربان ہونے نکلے تھے۔" آسٹر نے حلیمی سے کہا۔

"میں تسلیم نہیں کرتا۔ آپ اسے بے وقوف بناتے رہے ہیں۔"

"تم سے مطلب۔ تم کون ہوتے ہو اس کے لئے تردد کرنے والے۔" لیزا سے برداشت نہ ہوسکا۔

"سب کچھ ہوں میں اس کا اور وہ میری سب کچھ ہے۔ آپ لوگ خود کو اس کا مالک کیوں سمجھتے ہیں۔"

"مسٹر فلیش۔ خود کو قابو میں رکھو۔ اپنا لہجہ نرم کرو' یہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔" بڈ نے تیوریاں بدل کر کہا۔

"نہیں بڈ......... پلیز...... وہ زربدان سے محبت کرتا ہے۔ اسے برداشت کرو۔ ہم اس کے دشمن نہیں ہیں فلیش......... لیکن تمہیں علم ہے کہ فیصلہ اس نے کیا تھا اور یقین کرو کہ ہم نے پوری زندگی اسے آزادی سے فیصلے کرنے دیئے ہیں۔" آسٹر بدستور نرمی سے بولا۔

"اور مسٹر آسٹر اس کے گواہ ہیں کہ وہ غلط فیصلے نہیں کرتی۔" ردزال نے کہا۔

"تم لوگوں میں سے کوئی میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آخر میں اس کے بارے میں کیسے معلوم کروں۔" فلیش نے پریشانی سے کہا۔

"میری بات مکمل نہیں ہوئی مسٹر فلیش۔ زربدان انہیں پہاڑوں کی تخلیق ہے۔ انہی کی

...رار جتنی پُراسرار یہ وادیاں ہیں۔ ہم میں سے کوئی اسے مکمل طور سے سمجھنے کا دعویٰ نہیں ...۔ اس نے پوری زندگی میں کبھی دھوکا نہیں کھایا۔ بیشتر ایسے مواقع آئے جب ہم اسے سمجھ ...ے پھر جب بات سمجھ میں آئی تو ہم حیران رہ گئے۔ بوڑھی کیب کے ساتھ جانے کے لئے اس ...و فیصلہ کیا تھا اس کے پس پردہ کچھ ضرور تھا اور...... میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ...ے اور اپنے کام میں مصروف ہے۔" روزال کا لہجہ عجیب تھا۔

"کیسے کہہ سکتے ہو۔" فلیش بولا اور روزال اسے مضحکہ خیز نظروں سے دیکھنے لگا پھر بولا۔ ...ب نے اسے چند روز یا چند ہفتے قبل دیکھا ہے مسٹر فلیش۔ میرے ساتھ وہ پیدائش کے پہلے دن ...ہے۔"

"یہ کیا جواز ہوا بھلا۔"

"سمجھ میں آجائے تو مکمل جواز ہے۔ نہ سمجھنے کی صلاحیت ہو تو میرے لئے خاموشی ...!" ردزال نے جواب دیا۔

الاتوشیہ نے انہیں بہترین مراعات سے نوازا تھا۔ عمدہ رہائش......... ہر چیز کی فراہمی۔ ہر ...ی سے آزاد۔ انہیں تھکن اتارنے کے لئے وقت دیا گیا تھا اس کے بعد انہیں اپنی ...ےداریاں سنبھالنی تھیں۔ دوسرے لوگ ان سے بے نیاز ہوگئے تھے وہ کہیں بھی آجاسکتے تھے ...نا آسٹر نے سب سے درخواست کی تھی کہ چونکہ وہ مشکل حالات میں ہیں اس لئے یکجا رہیں تو ...ہے۔ کون جانے کب کوئی اہم ضرورت پیش آجائے۔

پھر اہم ضرورت پیش آگئی۔ سبز درویش انہیں تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے تھے۔ "عظیم ...یہ نے آپ لوگوں کو طلب کیا ہے۔"

"کب.........؟"

"ابھی......... ہم آپ کی رہبری کریں گے۔ وہ آپ کو آپ کا منصب سونپنا چاہتی ہے۔"

سبھی کے دل دھڑک اٹھے۔ آسٹر نے کہا۔ "ہم تیار ہیں۔"

"آیئے.........!" الاتوشیہ کے ہرکارے آگے بڑھ گئے۔ ان کی رگیں کھنچ رہی تھیں ...ب چیخ رہے تھے۔ نہ جانے کیا کیا خیالات دل میں آرہے تھے۔ یہ طلبی موت کی طلبی بھی ...تھی۔ ممکن ہے زربدان کا راز فاش ہوگیا ہو۔ ممکن ہے اسے نقصان پہنچ گیا ہو۔ یہ بھی ممکن ...ایسی کوئی بات نہ ہوئی ہو' اور زیمل نے انہیں ان کا منصب دینے کے لئے بلایا ہو۔ یا یہ بھی ...ہے کہ زربدان اپنے مشن میں کامیاب ہوگئی ہو۔

انہیں تمام راستوں سے گزارا گیا تھا جہاں سے وہ دوبار گزر چکے تھے اس کے بعد اسی ہال ...پہنچادیا گیا تھا۔ زیمل موجود تھی لیکن وہ زیمل نہیں زربدان تھی انہیں آنکھوں پر یقین نہیں ...رہ سحر زدہ سے اسے دیکھتے رہے۔ زربدان مسکراتی ہوئی قریب آگئی اور اس نے آسٹر کے ...سر جھکادیا۔

"زربدان........." آسٹر لرزتی آواز میں بولا۔

"جی انکل!"

"یہ تم ہی ہو!"

"میں ہوں انکل۔"

"تمہیں کامیابی حاصل ہوگئی....... تمہیں........ زربدان........ تمہیں۔ میرا مطلب ہے الاتوشیہ........یعنی ز.یمل بی.........."

"ہاں۔ وہ مرچکی ہے انکل۔"

"کب.........؟"

"کئی دن ہوگئے۔"

"یعنی منصوبے کے تحت؟"

"ہاں انکل۔"

"اور تم نے اس کی جگہ سنبھال لی ہے؟"

"جی انکل۔"

"اور.........اور روزاکیب۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔"

"آپ لوگ آرام سے بیٹھیں انکل۔ اب یہاں میرا مکمل کنٹرول ہے' کوئی خطرہ نہیں ہے۔" زربدان نے کہا۔

"اوہ۔ میرے خدا۔ یہ سب اتنا آسان تھا۔ یقین نہیں آتا۔ میرا مطلب ہے کہ تم نے یہ سب کچھ کرلیا؟"

"اس میں کوئی شک نہیں انکل۔ یہ سب میری توقع کے برعکس اتنا مشکل نہیں ثابت ہوا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ زیمل کی خود سری اور اپنے آپ پر حد سے بڑھا ہوا اعتماد تھا۔ اس نے صرف دو افراد پر انحصار کیا تھا۔ باقی سب دور دور سے اس کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ میرے لئے بہت آسان ہوا.......ہاں یہاں کے نظام کو سمجھنے میں خاصی مشکلات سے گزرنا پڑا ہے۔"

"سب کچھ سمجھ لیا ہے۔"

"اتنا ضرور سمجھ لیا ہے جتنے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔"

"روزاکیب تعاون کررہی ہے۔"

"وہ مرچکی ہے۔" زربدان نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم نے اسے بھی.........!" لیزا کانپ کر بولی۔

"نہیں آنٹی۔ میں تفصیل بتاتی ہوں۔" زربدان نے کہا اور پوری کہانی سنادی۔ لیزا نے کہا۔

"میرے خدا....... تم نے تین انسانوں کو قتل کردیا۔ تمہارے اندر یہ وحشت کہاں سے آگئی زربدان۔"

"ضروری تھا آنٹی۔" زربدان سرد لہجے میں بولی۔

"یہاں کا نظام اب تمہارے کنٹرول میں ہے.." آسٹر نے پوچھا۔

"ہاں انکل آپ کو ہیلی کاپٹروں کے آنے کی تاریخ معلوم ہے۔"

"ہاں!"

"اب مجھے آپ کی ضرورت ہے۔"

"ہمیں بتاؤ زربدان۔" آسٹر نے کہا۔

"اطمینان سے بتاؤں گی انکل۔ تمام لوگ پُرسکون رہیں۔ انکل مجھے آپ کی اور روزال کی ت ہے۔ آپ کو میرے ساتھ رہنا ہوگا۔ مسٹر ڈ باقی لوگوں کے ہمراہ رہیں گے۔ اس تاریخ ب تک ہم اپنا آخری کام سرانجام نہیں دے لیتے۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں زربدان۔" فلیش نے کہا۔

"نہیں مسٹر فلیش۔ یہ ممکن نہیں ہے۔" زربدان سپاٹ لہجے میں بولی۔

"اوکے زربدان' میں حاضر ہوں۔" آسٹر نے کہا۔

O.....O.....O

قید خانے کے محافظوں نے میان لائی' اس کی بیٹی اور غلام کے فرار کی اطلاع سب سے پہلے دی تھی اور لاگا حیرت سے اچھل پڑا تھا۔

"کیا بکواس کرتے ہو تم' کیسے آخر کیسے؟" اس نے شدید وحشت کے عالم میں کہا تھا۔

"ہم نہیں جانتے باغہ۔ لیکن صبح کو جب ہم نے اس کے قید خانے میں جھانکا تو وہ وہاں موجود نہ تھا اس کا غلام اور بیٹی بھی' قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔"

"تمہارا داروغہ کہاں ہے' ہندان کہاں ہے۔" لاگا نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہم نے پہلے اسے ہی اطلاع دینی چاہی تھی باغہ' لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آیا۔"

"اسے لاؤ' اسے میرے پاس لاؤ' تم سب کو' تم سب کو موت کی سزا دی جائے گی' خبردار مجھ سے کسی رعایت کی توقع نہ رکھنا اور ہندان کہاں ہے' آؤ میرے ساتھ' ہندان کو تلاش کرو اس کا پتہ بتاؤ مجھے۔"

لاگا کو احساس تھا کہ میان لائی کا فرار کوئی معمولی بات نہیں ہے اور ممکن ہے اس بات پر ران خود اسے بھی معاف نہ کرے وہ اس سنگین صورت حال سے اچھی طرح واقف تھا۔ پھر جب ن کے کوستے پہنچا تو اس پر دوسرا انکشاف ہوا۔ ہندان اس کا باپ ہیبان اور اس کی ماں بھی ئب تھے اور کوستہ خالی اور کھلا ہوا پڑا تھا۔ تب ہی لاگا کو احساس ہوگیا کہ صورت بہت سنگین ہوگئی ہے۔ شمران کو اطلاع نہ دینا بھی غلط تھا لیکن شمران نے یہ سنا تو شدت سے دیوانہ ہوگیا۔

"یہ غلط ہے لاگا یہ غلط ہے۔ میں نے یہ ذمہ داری تیرے سپرد کی تھی۔ یہ تو میرے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کس کی سازش' شاید کسی ایسے شخص کی جس کا مجھ سے گہرا تعلق ہے۔ جا اسے تلاش کر' اسے نکلنا نہیں چاہئے۔" شمران نے کہا اور اس کے بعد اس نے خود پر حرام کرلیا' اس نے اپنے ہاتھ سے قید خانے کے دو محافظوں کو گولی ماردی جو اس وقت سامنے موجود تھے۔

"ایک ایک کو قتل کردوں گا' ایک ایک کو فنا کردوں گا۔ میان کے نکل جانے کا مطلب یہ میری سرداری صرف چار دن کی رہ گئی۔ وہ زیرک ہے کچھ نہ کچھ کرکے رہے گا۔ لاگا یہ ہے یہ تیری دوستی کا کوئی مناسب ثبوت نہیں ہے۔"

لاگا شمران کے چہرے پر پھیلی ہوئی دیوانگی دیکھ چکا تھا' کرشانہ سے آئے ہوئے جوان اور قید
خانے کے وہ تمام افراد' جو وہاں ذمہ داروں کی حیثیت رکھتے تھے اس کے علاوہ جس قدر بھی لوگ
مہیا کئے جاسکتے تھے گھوڑوں پر سوار کرا کے چاروں طرف دوڑا دیئے گئے۔ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ
میاں' ہندان اور اس کے ساتھ جو کوئی بھی ملے' انہیں زندہ یا مردہ گرفتار کرلیا جائے علاقے میں
چاروں طرف گھوڑے دوڑائے جائیں کسی سمت کو بھی نظرانداز نہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ
خود شمران بھی اپنی گھوڑے پر سوار ہو کر نکل کھڑا ہوا تھا اور اس نے مختلف سمتوں میں اتنی تیز
رفتاری سے شہ سواری کی تھی کہ لاگا اور اس کے دوست بھی اس کا ساتھ نہیں دے پائے تھے۔
شمران دیوانوں کی طرح کبھی ایک سمت جاتا کبھی دوسری جانب۔ لاگا وغیرہ اس کا ساتھ بہرطور دے
رہے تھے' خود لاگا کو بھی اس سنگین واقعہ سے شدید وحشت ہو رہی تھی۔ میاں لائی معمولی آدمی
نہیں تھا۔ اس کا نکل جانا ایک بھیانک خطرے کا پیش خیمہ ہو سکتا تھا۔

پورا دن گزر گیا۔ شام ہو گئی شمران نے ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پیا تھا۔ وہ شدید دیوانگی کا
شکار تھا' شام کو وہ واپس آیا اور قید خانے پہنچ گیا۔ لاگا وغیرہ اس کے ساتھ تھے' پوری آبادی میں
میاں کے فرار کی خبر پھیل گئی تھی........ لیکن تبصرہ کرنے والوں نے اپنی زبانیں بند رکھی تھیں۔
میاں کے ہم نوا بھی تھے' لیکن اب ان کے لئے کچھ بولنا ممکن نہیں تھا۔ انہوں نے خاموشی ہی
اختیار کررکھی تھی۔ قید خانے میں ویرانی برس رہی تھی۔ الخت باغہ کو بھی میاں کے فرار کا علم ہو گیا
تھا لیکن تبصرہ کرنے کیلئے کوئی اس کے پاس موجود نہیں تھا........ البتہ بدنصیبی نے اس وقت اس
پر حملہ کیا' جب شمران اس کے سامنے سے گزرا' الخت باغہ نے کہا۔

"عظیم سردار........ رک میرے سامنے رک میں تجھے کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ آہ دیکھا میں نے
کہا تھا ناموذی کا سر جس قدر جلد کچل دیا جائے اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔" شمران رک کر الخت باغہ کو
دیکھنے لگا۔ پھر اس نے لاگا سے کہا۔

"یہ شخص اس بارے میں کچھ بتا سکتا ہے؟"

"مجھ سے زیادہ بہتر اور کون بتائے گا۔ اصل میں میری تو قدر ہی نہ کی گئی۔ میں نے کہا تھا کہ
مجھے اپنا مشیر مقرر کر' میری تجربہ کارانہ رائے اور مشورے تیرے ہمرکاب رہتے اور تجھے یہ وقت
دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ آہ میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا جب تو نے میاں کو زندگی دی تھی۔ اسے تو اسی
لمحے قتل کردینا چاہئے تھا' لیکن نوجوانی کا جوش عجیب چیز ہوتی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ
رات کو ہم لوگوں کو کوئی ایسی خواب آور شے دے دی گئی تھی جس کے نتیجے میں ہم سب گہری نیند
سوگئے تیرے قید خانے کے محافظ بھی........"

شمران آہستہ آہستہ الخت باغہ کے پاس پہنچ گیا۔

"خواب آور شے........؟"

"ہاں........ سو فیصد........ قید خانے کے ان محافظوں سے معلوم کرلے تو۔ ایسا ہی ہوا تھا۔"

یقیناً ایسا ہی ہوا تھا........

"لیکن وہ خواب آور شے دی کس نے؟"

"ہندان نے۔ سو فیصد ہندان نے' یہ سازش اس نے کی ہے عظیم سردار........ اور وہ

بہت غدار نکلا عجیب لوگ ہوتے ہیں اس دنیا میں۔ پہلے وہ میاں لائی کا گہرا دوست تھا۔ بعد میں
اس نے میاں لائی کے خلاف سولا زریوں سے مل کر سازش کی اور میاں لائی نے بھی اسے معاف
کردیا۔ یہ خوب کھچڑی پکی........ اور اب وہ میاں لائی کو نکال لے گیا۔ بھلا اس کے علاوہ کون
ہو سکتا ہے۔"

لاگا کو شدید غصہ آیا وہ وہیں رک گیا۔ اس نے شمران سے کہا۔

"شمران کیا ہندان کو قید خانے کا سردار بنانے کی رائے اسی شخص نے نہیں دی تھی......؟"

"ایں........ ہاں............... بالکل۔"

"اور کیا ہم نے اسے اس لئے قید نہیں کیا تھا کہ ہمیں یہ خوف تھا کہ بوڑھا سازشی پھر کوئی
سازش کرے گا۔" لاگا نے پرخیال لہجے میں کہا۔ "بے شک ایسا ہی ہوا تھا۔"

"اور شمران کیا اس شخص نے یہ نہیں کہا تھا کہ میاں کی بیٹی شامہ اور اس کے غلام ہنگا کو
بھی قید کردیا جائے ان کی آزادی خطرناک ہو گی۔"

"بے شک' بے شک مجھے اچھی طرح یاد ہے۔"

"اور کیا ہم نے بوڑھے سازشی کو اس لئے قید خانے میں نہیں پہنچایا تھا کہ یہ سازش کرے گا
اور ضرور کرے گا۔"

شمران نے خونی نگاہوں سے الخت باغہ کو دیکھا۔ الخت باغہ کے چہرے پر تبدیلی رونما ہوتی
جارہی تھی۔ اس نے کہا۔

"عظیم باغہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو خود یہاں قیدی ہوں اور بھلا میں کوئی سازش کرکے
کیا کروں گا' اور یہ سازش میری بھلا کیسے ہو سکتی ہے۔ تم خود بھی سوچ سکتے ہو دماغ رکھتے ہو۔ کیا یہ
سازش اگر میں بناتا اور اس پر ہندان سے عمل کراتا تو میں اس قید خانے میں ہوتا۔ ارے میں ان
کے ساتھ کیوں نہ نکل گیا ہوتا۔ یہ تو الٹی بات ہو گئی۔ یعنی یہ کہ غلطی تم لوگوں نے کی اور الزام مجھ
پر رکھ رہے ہو۔" الخت باغہ نے کہا۔

"بوڑھے شخص ہر اس سانپ کو واقعی کچل دینا چاہئے جس سے ذرا سے بھی ضرر کا خدشہ
ہو۔ مجھے کچھ نہیں معلوم میں نہیں جانتا لیکن اتنا جانتا ہوں میں کہ ہندان کو داروغہ بنانے کی
سازش تو نے کی تھی اور کیا عجب کہ تو اتفاقیہ طور پر اپنے منصوبے میں ناکام ہو گیا ہو۔ بوڑھے
گدھ' تجھ سے ہر بات کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔"

"عظیم باغہ........ یہ بھی تیری ناتجربے کاری ہے۔ واقعات و حالات کا جو صحیح تجزیہ نہیں کر
سکتے وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ تیری سوچ اب بھی غلط ہے۔"

"اسے باہر نکالو۔" شمران نے کہا اور محافظوں نے فوراً اس کے حکم کی تعمیل کی۔ شمران
نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "موذی کو نقصان پہنچانے سے پہلے قتل کرنا ضروری ہوتا ہے نا!"

"مگر اس کی شناخت ضروری ہے۔" الخت باغہ بولا۔

"تیری شناخت تو ہو چکی ہے الخت باغہ۔" شمران نے اپنا کلہاڑا کمر سے نکال لیا۔

"مم........ میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے باغہ۔"

"میری بھی ایک بات سن لے الخت باغہ........ ضرورت سے زیادہ چالاک بننے والے اور

سے بڑھ کر بولنے والے ہمیشہ نقصان میں رہتے ہیں........ اور تو اس وقت اپنی انہی دونوں صفات کا شکار ہوا ہے۔" شمران کا کلہاڑا بلند ہو گیا۔

"میری بات تو سنو شمران۔ میں واحد شخص ہوں جو میان کے ...." الخت بانغہ کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ شمران کا کلہاڑا اس کی گردن پر پڑا اور اس کا خون اڑاتا ہوا سر دور جا گرا۔ قید خانے کے محافظ سکتے کے عالم میں کھڑے تھے۔

شمران قید خانے سے باہر آ گیا۔ لاگا اس کے ساتھ تھا۔ اسے شمران کی اس وقت کی کیفیت کا پورا احساس تھا۔ اب شمران نے اپنے کوستے کا رخ ہی کیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ کوستے میں داخل ہو گیا۔ لاگا نے آہستہ سے کہا

"اس قدر پریشان ہونا مناسب نہیں ہے شمران۔ میان کے ساتھ کوئی فوج تو نہیں ہے۔ ہمارے ساتھی اسے تلاش کر رہے ہیں۔ کتنا فاصلہ طے کرے گا وہ۔ بالآخر ہمارے ہاتھ آ جائے گا۔ تو نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے' خود پر اتنی سختی نہ کر۔"

"میری پریشانی کی بہت سی وجوہات ہیں لاگا........! یہ معلوم ہونے کے بعد کہ وہ میرا باپ نہیں ہے مجھے خوشی ہوئی تھی اور میں پُرسکون ہو کر اس کی موت کا لطف لینا چاہتا تھا لیکن مجھے زیادہ پریشانی اس بات کی ہے کہ تو اس اعتماد پر پورا نہیں اترا جس کا میں نے تصور کیا تھا۔"

لاگا چونک کر شمران کو دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "میں.........؟"

"ہاں۔ اگر تو میان کے تحفظ کا معقول بندوبست کرتا تو ہمیں یہ وقت نہ دیکھنا پڑتا۔" لاگا نے خاموشی اختیار کر لی۔ شمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا۔ "اور اب تیری ذمے داری ہے کہ اسے تلاش کر.........!"

"ٹھیک ہے بانغہ........ وہ مل جائے گا۔" لاگا نے کہا۔

بعد میں لاگا نے اپنے دوستوں سے کہا۔ "شمران کا لہجہ بدل گیا ہے ساتھیو' عقابوں کا سردار بن کر وہ بہت مغرور ہو گیا ہے۔"

"کیا بات ہے لاگا؟" ایک دوست نے کہا اور لاگا کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"وہ میان کے فرار کا ذمے دار مجھے ٹھہرا رہا ہے۔"

"کیا........؟"

"ہاں۔ اور اس نے مجھے پابند کیا ہے کہ میں میان کو تلاش کر کے اس کے سامنے پیش کروں۔"

"میان کو تلاش تو کیا جا رہا ہے۔"

"اسے اس سے غرض نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس کے معیار پر پورا نہیں اترا۔" لاگا کی آواز میں غراہٹ تھی۔

"شمران نے یہ کہا ہے۔"

"ہاں' لیکن کوئی بات نہیں۔ وہ میرے بچپن کا دوست ہے۔ اس وقت پریشان ہے۔ جذباتی ہو رہا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں نے اس کے یہ سخت الفاظ دوستی کے حساب میں درج کر لئے

"میان کا نکل جانا خطرناک ہے۔" دوسرے دوست نے کہا۔

"وہ گرفتار ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور پکڑا جائے گا اس کے پاس بہتر وسائل ہیں۔ کل تک وہ ضرور گرفتار ہو جائے گا۔" لاگا نے کہا۔

دوسرے دن علی الصباح شمران خود لاگا کے کوستے پر پہنچ گیا۔ لاگا اسے دیکھ کر حیران ہو گیا۔

نے کہا۔ "میں خود تیرے پاس آنے والا تھا شمران۔"

"شاید تو نیند بھر سویا ہو لیکن مجھے ایک پل نیند نہیں آئی۔"

"نہیں۔ میں بھی نہیں سو سکا۔" لاگا نے آہستہ سے کہا۔

"رات کو میں میان کے بارے میں بہت کچھ سوچتا رہا ہوں۔ ایک بڑی غلطی ہوئی ہے......!"

"کیا.......؟"

"میان کے ذہن کو سامنے رکھ کر نہیں سوچا گیا۔ وہ چالاک ہے۔ ہم نے تمام آسان سمتیں کیں اور ان راستوں پر گھوڑے دوڑاتے رہے جن پر سفر ممکن ہے کیا میان نے یہ نہ سوچا فرار کے انکشاف کے بعد ہم اسے انہیں راستوں پر تلاش کریں گے۔"

"ہاں۔ ضرور سوچا ہو گا۔"

"اور اس نے عقبی سمت کے دشوار گزار راستے اختیار کئے ہوں۔"

"ضرور ممکن ہے۔"

"زندگی بچانے کے لئے ہر خطرہ مول لیا جا سکتا ہے۔ تو فوراً تیار ہو جا۔ ہم اسی سمت اسے ریں گے۔" شمران نے کہا۔

کچھ دیر کے بعد بہت سے گھوڑے عقبی سمت کے دشوار گزار راستوں پر چل پڑے اور دوپہر کے بعد انہیں اپنی محنت کا ثمر حاصل ہو گیا۔ یہ پھلوں کے چھلکے اور کھانے پینے کی اشیاء کے ے تھے جو ایک جگہ پڑے ہوئے تھے۔

روشنی والے کی قسم۔ ہم نے صحیح سمت اختیار کی ہے۔ وہ اسی طرف آئے ہیں اور انہوں لیا ہے....... پھیل جاؤ....... اور ایک ایک گھاٹی ایک ایک چٹان کو نظر میں رکھ کر آگے ...!" شمران نے پُرجوش لہجے میں کہا اور اس کے ہمراہی دور دور تک پھیل کر تنظیم سے نے لگے۔ شام جھکی اور پھر رات ہو گئی۔ پھر رات ایک نہایت بلند پہاڑی پر گزارنے کا اور وہ یہاں قیام پذیر ہو گئے۔ رات کا پہلا پہر تھا جب دور ایک گھاٹی پر آگ روشن ہوئی ئے گردش کرتے نظر آئے۔ شمران نے اسے دیکھا اور قریب کھڑے ہوئے لاگا کا بازو سختی ۔

روشنی والے کی قسم۔ بالآخر ہم نے انہیں تلاش کر لیا۔ دیکھو وہ موجود ہیں۔" اس کی دبی' جوش میں ڈوبی آواز ابھری۔

نے بھی جلتی ہوئی آگ دیکھ لی۔ پورے وثوق سے تو نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ میان اور ور لوگ ہی ہیں لیکن زیادہ امکانات اسی بات کے تھے۔

"کیا سوچ رہا ہے لاگا۔" شمران نے کہا۔

"تیرا جو بھی فیصلہ ہو سردار۔" لاگا نے آہستہ سے کہا۔

"بے شک ان تک پہنچنے کا راستہ طویل ہے اور رات کا وقت۔ لیکن میرے اندر سلگتی ہوئی آتش صبر کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ ہم صبح کا انتظار نہیں کر سکتے۔"

"مناسب بھی نہیں ہے۔" لاگا نے کہا۔

"لیکن میان چالاک ہے۔ ہمیں گھوڑے یہیں چھوڑنے ہوں گے اور بلی کی چال سے ان تک پہنچنا ہوگا کہ اسے گمان بھی نہ ہو سکے۔ ہا...... یہ میان کو آخری شکست ہوگی۔ بالکل آخری۔ کیونکہ اس کے بعد اسے زندہ نہ چھوڑوں گا۔ ہم ان کی لاشیں عقابوں کے مسکن لے جائیں گے۔"

"پھر حکم دے شمران۔"

"سب مسلح ہو کر پیدل وہاں تک سفر کریں۔ سب کو ہوشیار کرا کے ہم الگ الگ ہو کر چاروں طرف سے انہیں گھیرتے ہوئے پہنچیں گے تاکہ وہ سنبھل نہ سکیں۔"

شمران کی ہدایت کے مطابق تاریکیوں میں سفر کا آغاز ہو گیا۔ سب کو صورت حال سمجھا دی گئی تھی۔ سب مستعد تھے۔ بے شک فاصلہ بہت تھا اور سفر بھی پُر صعوبت، جلتی ہوئی آگ راہنما ہوتی تو وہ بھول بھلیوں میں پھنس سکتے تھے۔ لیکن وہ بالآخر مطلوبہ جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے پھر ایک ساتھ ہی وہ چاروں طرف سے نمودار ہوئے تھے اور انہوں نے آگ سے کچھ فاصلے پر چادریں اوڑھ کر سونے والوں پر ہتھیار تان لئے تھے۔ شمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سونے والو جاگو۔ موت تم سے بالکل قریب ہے اور تمہاری ہر غلط جنبش موت سے تمہارا فاصلہ قریب کر دے گی۔"

سونے والے ہڑبڑا کر اٹھ گئے۔ تب شمران اور اس کے ساتھیوں نے پانچ عورتوں اور ایک معذور شخص کو دیکھا۔ معمّر عورت کے علاوہ چار لڑکیاں تھیں، سب اجنبی۔ شمران ہکّا بکّا رہ گیا اور لاگا کے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس شدید مشقت کا نتیجہ بیکار نکلا تھا۔

"مشعلیں روشن کرو۔!" شمران کی غراہٹ ابھری اور اس کے حکم کی تعمیل میں ساتھ لائی ہوئی مشعلیں روشن کر لی گئیں۔ شمران نے ایک مشعل ہاتھ میں لے کر ان کے چہرے دیکھے اور پھر بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم لوگ، اور یہاں کیوں مرنے آئے ہو؟"

"ہم عقابوں کے مسکن کے باشندے ہیں باغہ...... اور وہیں جا رہے ہیں۔"

"عقابوں کے مسکن میں رہتے ہو تم......؟"

"رہتے تھے عظیم باغہ۔ بہت پہلے رہتے تھے۔ ایک ظالم نے ہمیں ہمارے نشیمن سے نکال دیا تھا۔"

"کب؟"

"بہت پرانی بات ہے۔ جب یہ بچیاں بالکل معصوم تھیں۔"

"کون تھا وہ......؟"

"ایک غاصب اور مکار شخص جو اپنے دوست کو دھوکا دے کر سردار بن بیٹھا تھا۔ روشنی والے کی قسم اگر سارغہ کو اس کی مکاری کے بارے میں علم ہو جاتا تو میان کبھی اسے شکست نہ دے سکتا تھا۔" اپاہج شخص نے کہا اور شمران نے حیرت سے لاگا کو دیکھا۔

"کیا نام تھا اس شخص کا......!"

"میان لائی۔"

"تمہیں میان لائی نے عقابوں کے مسکن سے نکالا تھا۔ یہ کب کی بات ہے۔"

"بہت پرانی۔ یہ عورت میان لائی کی بیوی شہ بدان ہے اور یہ اس کی بیٹیاں۔ میں ان سب کا غلام ہوں۔"

شمران اور اس کے ساتھی دنگ رہ گئے۔ لاگا نے کچھ دیر کے بعد خود کو سنبھال کر کہا۔ "تو اب تم عقابوں کے مسکن کیوں جا رہے ہو۔"

"ہمیں خوشخبری ملی ہے کہ اب عقابوں کے مسکن میں ایک شیر کی غراہٹ ابھری ہے اور اس شیر نے میان کا طلسم توڑ دیا ہے۔ میان نے اس کے ہاتھوں شکست کھائی ہے۔ ہم یہی سن کر چل پڑے ہیں تاکہ عظیم سردار شمران سے فریاد کریں۔ اسے بتائیں کہ ہم میان کے ستائے ہوئے ہیں ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔"

شمران ان دنوں سخت ہیجانی کیفیت میں مبتلا تھا لیکن معذور شخص کے الفاظ بڑے فرحت بخش تھے۔ اس کے سلگتے دل کو ان الفاظ سے ٹھنڈک ملی تھی اور وہ خوش ہوا تھا۔ اس نے لاگا سے کہا۔

"یہ وہی عورت ہے جس کے ہاں بیٹا نہ پیدا ہونے کی وجہ سے میان نے اسے نکال دیا تھا۔"

"ہاں عظیم باغہ۔ میں تو معذور انسان ہوں اور یہ عورتیں، ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم تو عقابوں کے سردار سے رحم مانگنے جا رہے ہیں۔ ہم اس سے کہیں گے کہ میان سے ہمارا بدلہ لے۔"

"تیرا کیا نام ہے۔" شمران نے پوچھا۔

"باتو۔ تیرا غلام باغہ۔"

"کیا تو نے شمران کو دیکھا ہے؟"

"نہیں...... لیکن میرے دل میں اس شیر کو دیکھنے کی آرزو ہے۔"

"شمران تمہارے لئے کیا کر سکتا ہے۔"

"ہم عقابوں کے مسکن کے باشندے ہیں۔ ہم سے ہمارا مسکن چھین لیا گیا تھا۔ اب جب میان کا اقتدار ختم ہوا ہے تو ہمیں ہماری زمین پر آباد کیا جائے تاکہ قیدی میان کو صدمہ ہو۔"

"یہ گاڑی تمہاری ہے؟"

"ہاں باغہ......!"

"لاگا۔ دو آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کر دے۔ انہیں ہدایت دے کہ انہیں کسی اچھے سے گوشے میں آباد کریں اور انہیں فوراً ضرورت کی تمام اشیاء وافر مقدار میں دی جائیں۔"

"جو حکم عظیم سردار......!" لاگا نے کہا اور باتو چونک کر آنکھیں پھاڑنے لگا۔ پھر اس

نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"سردار........ سردار........ کیا میں.........." لیکن شمران نے باتو کا پورا جملہ نہیں سنا اور واپسی کے لئے پلٹ گیا۔ ایک طرف اسے باتو کے شاطرانہ الفاظ سے خوشی ہوئی تھی تو دوسری طرف میاں کے نہ ملنے کی پریشانی برقرار تھی۔

O.....O.....O

زبردان نے دونوں افراد کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ آسٹر ذہین اور زیرک تھا اور روزال پہاڑوں کے چپے چپے سے محبت کرنے والا۔ بے غرض انسان جو صرف حکم کی تعمیل کرے گا جبکہ بڈ آسٹر کی غیر موجودگی سے لیزا کو سنبھالے رکھنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ جہاں تک فلیش کی بات تھی تو وہ اپنی محبت کے رشتے سے زبردان کے ہر اقدام میں ٹانگ ضرور اڑاتا اور زبردان اس طرح کی کوئی گنجائش نہیں رکھتی تھی۔

اس نے جن مشکل حالات میں اپنا مقام تلاش کیا تھا وہ درحقیقت حیرت ناک بات تھی۔ زیزا نے بھی خود غرضی کا ثبوت دیا تھا۔ بے شک اپنے مقصد کی تکمیل سے قبل اس نے وہ سب کام کئے تھے جن کی مدد سے زبردان نے یہاں کے حالات پر قابو پالیا تھا.......... لیکن اپنا کام ہوتے ہی اس نے سب کچھ نظرانداز کردیا تھا اور خودکشی کرلی تھی۔ سب کو واپس بھیجنے کے بعد زبردان نے کہا۔

"یہ سارا نظام مہذب دنیا کے لئے بے حد انوکھا اور دلکش ہے اور اگر اس کی تفصیل مہذب دنیا کے جرائم پیشہ لوگوں کو مل جائے تو وہ اس علاقے کو قارون کی مملکت سمجھ کر یہاں قابض ہونے کے لئے بدترین خونریزی شروع کردیں.......... لیکن انکل....... یہ معصوم چٹانیں انسانی زندگی کی تباہی سے ناواقف ہیں۔ یہ زرخیز زمینیں وہی اگل رہی ہیں جو ان میں بویا جارہا ہے۔ ہم ساری دنیا میں انسانوں کو تباہ کرنے والے مہلک پودوں کی کاشت کو تباہ کردیں گے۔ ہم یہاں سے جرم کی زندگی کے ایک ایک نقش کو مٹادیں گے۔ آپ مجھ سے اتفاق کرتے ہیں انکل۔"

"ہاں زبردان.......... پوری طرح..........! لیکن میرے ذہن میں بے شمار سوالات ہیں۔ کیا تم جواب دینا پسند کروگی۔"

"ضرور انکل..........!"

"تمہیں یہاں مکمل تحفظ حاصل ہے؟"

زبردان اس سوال پر مسکرا دی۔ اس نے کہا۔ "آپ نے جس حد تک مجھے مذہبی تعلیم دی ہے انکل۔ اس کے تحت میں آپ سے چند الفاظ کہنا چاہتی ہوں۔ خدا نے انسان کو دوسرے جانداروں سے ممتاز کیا ہے اور اس کے لئے امتحان کی منزل رکھی ہے۔ اس کے ساتھ یقین کو اول قرار دیا ہے۔ میں جو کچھ کرنا چاہتی ہوں اس میں یہی مقصد میرے پیش نگاہ ہے جس کا آپ سے تذکرہ کرچکی ہوں اور اس یقین کے ساتھ میں نے آغاز کیا ہے کہ مجھے اس سچے راستے پر کامیابی حاصل ہوگی۔ بس انکل غیبی قوتیں میرے ہم رکاب ہیں۔ میں نے دن رات کاوشیں کرکے زیمل بی بارنوس کے بنائے ہوئے اس طلسم کو پوری طرح سمجھ لیا ہے۔ اس کے علاوہ انکل زیمل کو اپنی شکست کے اسباب خود ہی کرنے تھے۔ اس نے اپنے نظریے کے تحت یہاں سب کو خود سے دور

کہا۔ صرف تین افراد اس کے مشاغل کے شناسا تھے۔ اس کی ماں اور وہ دونوں........ جو اب ختم ہوچکے ہیں۔"

"ویری گڈ..... گویا.............."

"ہاں انکل یہاں سب کچھ ٹھیک ہے۔ میں آپ کو آپ کے فرائض بتانا چاہتی ہوں۔"

"ہم دونوں تیار ہیں۔" آسٹر نے کہا۔

زبردان انہیں لے کر چل پڑی۔ اس نے انہیں زیمل کے پورے نظام کی سیر کرائی اور نہیں بتایا کہ کون کون سے ذرائع سے اس نے یہاں اپنا کنٹرول قائم کر رکھا تھا اور کس طرح وہ ...مان زادی بنی ہوئی تھی۔ پھر اس نے انہیں ایک عجیب و غریب جگہ دکھائی۔ یہ پہاڑوں ہی کی .... ترائی میں ایک ہال تھا جو خاصا عریض تھا۔ اس کی گہرائی کوئی چودہ فٹ تھی۔ نیچے شاندار نشستیں ترتیب سے لگی ہوئی تھیں جن کے سامنے اسٹیج سا بنا ہوا تھا۔ ہال کی دیواریں چودہ فٹ کی بلندی میں چکنی اور سپاٹ تھیں اور نیچے جانے کے لئے بیرونی ذرائع سے کام لینا پڑتا تھا۔ اوپر ...کانیوں کا زینہ نظر آرہا تھا جو میکنزم کے ذریعہ نیچے اتر جاتا تھا اور ایک بٹن دبانے سے نیچے اوپر ہوجاتا تھا۔ اس سے ہال میں پہنچا جاسکتا تھا۔ زبردان نے کہا۔ "یہ نیچے جانے اور واپس آنے کا واحد راستہ ہے۔"

"ہاں....... لیکن حیران کن بات ہے۔"

"نہیں انکل.........!" زبردان بولی۔

"یہ بھی زیمل کی شیطانی سوچ کا اظہار ہے۔ اس طرح یہاں پہنچنے والے اس کے کنٹرول ...ہوتے ہوں گے۔"

"شاید ایسا ہو۔"

"کیسا بھی ہو........ لیکن یہ جگہ ہمارے لئے بے حد کارآمد ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"آیئے اب میں آپ کو اس بارے میں بتاؤں۔" زبردان نے کہا اور آسٹر کو لے کر ایک ...رُخ چل پڑی۔ کچھ دیر کے بعد وہ ایک غار کے دہانے سے اندر داخل ہوگئی۔ یہ غار نہیں بلکہ ایک ...رنگ تھی جو گہرے ڈھلانوں میں اتر جاتی تھی اور اس میں ایک عجیب سی آواز گونج رہی تھی۔ کچھ ...صلے پر جاکر یہ سرنگ بند ہوجاتی تھی۔

"شاید اس کے دوسری طرف مشینیں چل رہی ہیں۔" آسٹر نے کہا۔

"نہیں انکل مشینیں نہیں ہیں۔" زبردان مسکرائی۔

"پھر؟"

"یہ اس خوفناک آبشار کی آواز ہے جو اس سرنگ کی دیوار سے لگ کر نیچے گر رہا ہے۔ آپ ...باہر سے اسے دیکھا ہوگا۔"

"ہاں دیکھا ہے۔"

"اب میرا منصوبہ سن لیجئے انکل۔ یہاں اس جگہ وہ ہلکی دیوار ہے جو اس ہال کے اوپر نظر ...آتی ہے جس میں نشست گاہ بنائی گئی ہے۔ یہ دیوار کدالیں مار کر توڑی جاسکتی ہے۔ ہمیں اس کا

ایک مناسب حصّہ توڑنا ہے۔ یہ کام روزال کل دن میں کرلے گا اور ایک بڑا سوراخ یہاں بنا دے گا۔"

"اوہ.......پھر.........؟"

"اس کے علاوہ ہمارے پاس آتش گیر مادے کا بڑا ذخیرہ ہے جسے ہم یہاں اس دیوار کے ساتھ لگادیں گے۔ اسے ریموٹ سے بلاسٹ کیا جاسکتا ہے اور یہ اس دیوار کو بآسانی توڑ سکتا ہے۔"

"میرے خدا.........." آسٹر نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

"موت کے سوداگروں کو اس نشست گاہ میں بلانے کے بعد ہم اوپر آنے کا راستہ بند کردیں گے۔ یعنی کمانی والا زینہ اٹھالیں گے۔ پھر بلاسٹ ہوگا۔ یہ دیوار ٹوٹے گی اور آبشار کا ٹنوں پانی راستہ بدل دے گا۔ ان ڈھلانوں کو عبور کرنے کے بجائے وہ اس سوراخ کا راستہ اختیار کرے گا اور.........!"

"اوہ مائی گاڈ........ مائی گاڈ.........!" آسٹر نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ ان لمحات کا تصور کررہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن زربدان۔ پانی کے لئے یہ راستہ کھل گیا تو پھر بند نہیں ہوگا۔"

"میں سروے کرچکی ہوں انکل۔ پورے نقشے بنا چکی ہوں۔ جب یہ پانی وہاں سے ابلے گا تو جانتے ہیں اسے کون سے نشیب ملیں گے۔"

"کون سے؟" آسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"جہاں ہیروئن بنانے کے پلانٹ لگے ہوئے ہیں۔ جہاں اس کے پودوں کی کاشت ہوتی ہے جہاں اس کی تیاری کے لئے کیمیکل تیار کیا جاتا ہے۔"

"جو لوگ وہاں کام کرتے ہیں ان کا کیا ہوگا؟"

"وہ وہیں ہلاک ہوجائیں گے۔ انہیں زندہ نہیں رہنا چاہئے انکل یہ زہریلی جڑیں ختم ہوجانی چاہئیں۔"

"خدا تمہیں بُری نگاہوں سے دور رکھے۔ تم ذہنی طور پر اتنی طاقتور ہو مجھے اندازہ نہیں تھا۔" آسٹر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

O......O......O

انہیں طویل سفر کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد وہ عقابوں کے مسکن میں داخل ہوئے تھے۔ جو افراد انہیں لے کر آئے تھے وہ صاحب اختیار تھے۔ ایک عمدہ کوستہ منتخب کیا گیا اور انہیں وہاں پہنچادیا گیا۔ انہیں لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"معزز مہمانو۔ صبح ہونے میں کچھ وقت باقی ہے۔ ہمیں موقع دو صبح کو تمہاری ضرورت کی ہر شے یہاں پہنچادی جائے گی۔"

"بے شک باغۂ۔ ہم تمہارے شکر گزار ہیں۔" باتو نے عاجزی سے کہا پھر بولا۔ "ہماری گاڑی اور گھوڑے۔"

"تمہارے کوستے کے احاطے کے سامنے موجود رہیں گے۔ ان کی خبر گیری بھی بہتر کی جائے

زنہ کرو۔"

"جانے سے قبل صرف ایک سوال کا جواب دے دو.......!"

"پوچھو بزرگ۔"

"کیا وہ حسین نوجوان ہی شمران تھا جس نے تمہیں یہ حکم دیا تھا.........!"

"ہاں۔ وہی شمران تھا۔"

"جو سردار اس طرح اپنی سرحدوں سے باخبر رہتا ہے اسے بھلا کون نقصان پہنچاسکتا ہے۔ کیا ...رات اسی طرح گشت پر رہتا ہے یا کوئی خاص بات تھی۔"

"ہم ساری رات کے جاگے ہوئے ہیں اور تم بھی۔ اس لئے بہتر ہے کچھ سوالات بعد کے ...ہی رہنے دو....... اور اب آرام کرو...........!" دونوں میں سے ایک نے کہا اور باہر نکل

باتو نے گہری سانس لی اور مسکرانے لگا پھر بولا۔ "آہ کم بختوں نے یہ نہ بتایا کہ وہ وہاں کیا ...تھا۔ خیر ابھی وقت ہی کتنا ہوا ہے۔" کسی نے باتو کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔ شہ بدان تو ...کے سے عالم میں تھی۔ ایک طویل دور گزرنے کے بعد وہ عقابوں کے مسکن میں داخل ہوئی ...اسے اس مٹی کی خوشبو سے عشق تھا۔ اسے یہاں کی ہواؤں سے پیار تھا۔ یہاں اس نے ...کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تھا۔ یہاں اس نے میان کے کوستے میں پہلی بار حیات کے پوشیدہ ...جانے تھے۔ میان....... اس کا محبوب تھا۔ نوخیزی کی معصوم لغزش کو بھول کر وہ یہاں آئی تھی ...اس نے میان کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ یہیں وہ ماما کے لمس سے آشنا ہوئی ...اور پھر یہاں سے بہت سی یادیں ساتھ لے گئی تھی اور آج......... وہ پھر یہاں تھی....... اور ......وہ بھی یہاں تھا اس کا دل تڑپنے لگا۔

"باتو بابا..........." وہ سسک کر بولی۔ "کیا میان یہیں ہے۔"

"ہاں۔ وہ یہیں ہے۔"

"باتو بابا۔ تم نے ان لڑکیوں کو جنگ و جدل سے آشنا کیا ہے۔ تم نے ان سے سیکڑوں قتل ...ہیں۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گی لیکن ایک بار میرے لئے ان سے کہو کہ ہتھیار ...اور ہر اس شخص کو قتل کردیں جو میان کا دشمن ہے۔ ہر اس شخص کو قتل کردیں جس نے ...ید کردیا ہے۔ قید خانے کے ہر محافظ کو قتل کردیں۔ ایک بار باتو بابا۔ صرف ایک بار یہ میرے ...ار اٹھائیں.........میں جوان کی ماں ہوں۔"

باتو اسے دیکھتا رہا۔ پھر نرم لہجے میں بولا۔ "یہ ضرور ہتھیار اٹھائیں گی شہ بدان۔ ہر اس ...قتل کردیں گی جو تیرے میان کا دشمن ہے۔ لیکن حوصلہ رکھ۔ انتظار کر......... ہمیں ذرا ...حال کا جائزہ لینے دے۔ جلد بازی نقصان دہ ہوسکتی ہے۔ ذرا معلوم کرلینے دے مجھے کہ ...کے کتنے دشمن ہیں کتنے دوست۔ لڑکیاں صرف چار ہیں۔ اور یہاں عقابوں کی فوج ہے۔ میں ...لئے یہاں آیا ہوں۔ ورنہ میرا یہاں کیا کام تھا.........!"

"وہ قید میں ہے باتو بابا۔"

"سرداروں پر ایسے وقت آتے ہیں۔"

"اس سے سرداری چھین گئی ہے۔"

"باگ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ لیکن تجھے علم ہے بعد میں کیا ہوا۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ مبارغہ کریں گی اور میاں کے دشمن کو شکست دے کر اس کی سرداری بحال کریں گی۔"

ان الفاظ نے شہ بدان کو تسلی دی تھی۔ وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ باتو نے کہا۔ "تو نے یہ نہیں دیکھا کہ میں نے کیسی بکواس کر کے انہیں قابو میں کیا اور ان کی ہمدردیاں حاصل کیں اور کیسا اتفاق تھا کہ یہ الفاظ خود شمران نے سنے۔"

"میرا دل جل رہا تھا باتو بابا تمہاری باتوں پر۔ تم نے میرے میاں کے لئے کیا کیا بری باتیں کیں۔"

"حالانکہ یہ سب تجھے کہنا تھا۔"

"کبھی نہ کہہ پاتی.........!" شہ بدان نے کہا اور باتو کا منہ بن گیا۔ اس نے کہا۔

"اس لئے میں نے لڑکیوں کو جنگجو بنایا ہے۔ تو اس شخص کے لئے تڑپ رہی ہے جس نے تجھے نکال دیا تھا اور کون جانے وہ اب بھی تجھ سے نفرت کرتا ہو۔"

"پھر بھی باتو بابا.... پھر بھی۔"

"سن شہ بدان....... بات ختم نہیں ہوگئی۔ شمران کو شیشے میں اتارنے کے لئے تجھے مظلوم بننا ہوگا۔ میاں کے بارے میں وہی سب کہنا ہوگا جو میں نے کہا ہے ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔"

"آہ۔ کیا میں کہہ سکوں گی۔"

"نہ کہنا.......میں تو اپنا شوق پورا کر چکا ہوں۔ نہ مجھے زندگی سے کوئی رغبت ہے۔ تو اور تیری بیٹیاں ہی ماری جائیں گی۔"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد شہ بدان نے کہا۔ "اب کیا کرو گے باتو بابا۔ اب کیا کرو گے۔"

"آرام۔ اور تجھے شمران کی وفادار رعایا ظاہر کرنا ہوگا۔ اس وقت تک ہم اس ماحول سے روشناس ہو کر اپنے مناسب اقدامات کا فیصلہ نہ کرلیں۔"

"آہ۔ کتنا کٹھن وقت ہے۔"

دن روشن ہوگیا۔ سردار کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ لگی۔ ایک گھر مکمل کر لیا گیا اور شہ بدان نے پہلی بار لڑکیوں کو گھریلو لڑکیوں کے روپ میں دیکھا جو کھانا انہوں نے پکایا تھا وہ بھی بہت عمدہ تھا۔

"انہوں نے یہ سب کہاں سے سیکھا.........!"

"تو مجھے صرف دشمن قرار دے اور نفرت کی نگاہ سے دیکھ......... میں تجھے بتا چکا ہوں کہ میں نے یہ ضرورت پوری کی ہے۔ فوہا اور شیرابہ کے دل میں محبت کے پودے پروان چڑھ رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کاشان اور افنان کے لئے روتی ہوں گی۔"

"آہ کاش۔ میں انہیں ان کی منزل دے سکوں۔"

"تجھے یہ کرنا ہے شہ بدان.........!"

"میاں کے زیر سایہ.........!"

"شاید........!" باتو نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

یہ دن خاموشی سے گزارا گیا۔ کسی نے ان سے ملاقات بھی نہیں کی تھی۔ رات ہوئی پھر صبح ہوگئی اور اس دن باتو نے کوٹھے سے باہر قدم نکالا۔ پھر دوپہر کو اس کی واپسی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر تفکر کے آثار تھے جنہیں شہ بدان نے فوراً محسوس کر لیا۔

"خیریت ہے باتو بابا۔"

"پتہ نہیں جو خبر میں تجھے دینا چاہتا ہوں' اسے تو خوشی محسوس کرے یا اس سے آزردہ ہو۔"

"کیا بات ہے باتو بابا؟" شہ بدان لرزتی آواز میں بولی۔ "کچھ بتاؤ تو۔"

"میاں قید سے فرار ہوگیا ہے۔ شمران اسے تلاش کرتا پھر رہا ہے اور وہ اسے نہیں ملا.....!"

شہ بدان کا چہرہ پھر مرجھا گیا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر اس نے غم زدہ لہجے میں کہا۔ "شاید یہ ستارے ہمیں ہمیشہ کے لئے دور کر چکے ہیں۔ شاید ایسا ہی ہے۔"

"تم اس بارے میں کیا کہتی ہو۔" باتو نے لڑکیوں سے کہا۔

"یہ ایک اچھی خبر ہے۔"

"تمہاری ماں اس سے غمزدہ ہے۔"

"یہاں ہوتا تو اس کے امکانات تھے کہ ہم اسے آزاد کرا لیتے اور........."

"نہیں ماں۔ دشمن کے قبضے سے نکل جانا دشمن پر آدھی فتح کے مترادف ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا باپ اب بھی طاقتور ہے اور وہ واپس عقابوں کے مسکن آئے گا۔ اپنے دشمن کو مبارغہ طلب کرنے......... لیکن........." فوہا خاموش ہوگئی۔

"لیکن کیا.........؟" شہ بدان نے پوچھا۔

"یہ مبارغہ اب وہ نہیں کرے گا بلکہ جب وہ یہاں آئے گا تو شہ بدان اس کی قائم مقام سردار ہوگی اور اس کے شوالے مبارغہ جیت چکے ہوں گے! ہم یہ مبارغہ جیت کر اسے آسانی سے پیش کریں گے۔" فوہا نے جواب دیا۔

O......O......O

وادی پُرسکون تھی۔ آج مقررہ تاریخ تھی لیکن اس کی اہمیت اس لئے نہیں تھی کہ ہر ماہ یہ دن آتا تھا۔ پہاڑوں کی بلندیاں عبور کر کے بھانت بھانت کے لوگ آتے تھے۔ ان میں مختلف اقسام کے منشیات کے اسمگلر ہوتے تھے۔ وہ بھی ہوتے تھے جو ضرورت کا سامان لایا کرتے تھے انہیں پیشگی رقم ہیروئن کی شکل میں ادا کر دی جاتی تھی۔ غرض الا توشیہ سے جس کا تعلق ہوتا تھا اس تاریخ کو اس کے سامنے حاضری دیتا تھا۔ البتہ اس کے لئے مقامی باشندے مستعد ہوتے تھے۔ پہلی پیڈ کی صفائی ہو جاتی تھی۔ اشیاء اٹھا کر مطلوبہ جگہ پہنچانے والے مستعد ہوتے تھے۔ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ افق میں کالے دھبے نظر آنے لگے۔ پھر ہیلی کاپٹر ہیلی پیڈ پر اترنے لگے اور ان میں سے لوگ باہر آگئے۔ مزدوروں کا کام شروع ہوگیا۔ اس سلسلے میں ز.بھل نے بہترین تربیت کی تھی اور ہر شخص اپنے کام سے واقف تھا۔ کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں تھی یہاں رک کر انہیں بھی جو دور دراز مقامات سے آئے تھے اور جن کا قیام اور ضیافت کے لئے بہترین

انتظامات کئے جاتے تھے۔ شام کو ٹھیک چار بجے وہ اس ہال میں داخل ہوتے جہاں الاتوشیہ سے ان کی ملاقات ہوتی اور وہ اسے رپورٹ پیش کرتے۔

دوپہر دو بجے تک چوبیس ہیلی کاپٹر پہنچ گئے۔ شاید اتنے ہی ہیلی کاپٹر یہاں آتے تھے۔ پھر یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ ٹھیک چار بجے سبز درویشوں نے ان سے چلنے کی درخواست کی اور ستر افراد اپنے مقتل کی طرف چل پڑے۔ شفاف راستوں سے گزر کر وہ بالآخر مقتل پر پہنچ گئے۔ کمانیوں کا زینہ لگادیا گیا اور سب ترتیب سے نیچے اترنے لگے۔ انہوں نے اپنی نشستیں سنبھال لیں۔ تب انہوں نے زینہ واپس اپنی جگہ جاتے ہوئے دیکھا۔

"یہ زینہ اوپر کیوں چلا گیا؟" کسی نے کہا۔

"پتہ نہیں۔"

"کچھ نئی بات ہے۔"

"ہاں۔ لیکن خاص نہیں........!"

"خاص تو ہے۔"

"کیوں؟"

"اس طرح ہم اس کنویں کے قیدی بن گئے ہیں۔"

"الاتوشیہ اعتماد کی شخصیت ہے۔ اوہ۔ دیکھو........وہ آرہی ہے!" سامنے اسٹیج پر سبز روشنی نمودار ہونے لگی تھی۔ پھر اس پر ایک عورت کا عکس نمودار ہوا۔ الاتوشیہ اس طرح ان سے ملاقات کرتی تھی۔ وہ اس عکس میں نمایاں ہوتی تھی اور وہ اس کے خدوخال پہچانتے تھے۔ لیکن........ یہ عکس ان کے لئے اجنبی تھا۔ یہ چہرہ نیا تھا۔ تاہم اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معزز مہمانوں کو خوش آمدید۔"

انہوں نے اس آواز پر بھی غور کیا۔ یقیناً الاتوشیہ نہیں تھی۔

"آپ کون ہیں محترم خاتون۔" ایک شخص نے سوال کیا۔ یہ لوگ بھی معمولی لوگ نہیں تھے۔

"میرا نام زربدان ہے۔"

"میڈم کہاں ہیں۔ وہ خیریت سے تو ہیں نا؟"

"نہیں...... وہ خیریت سے نہیں ہیں۔ ان کے خلاف سازش کرکے انہیں ہلاک کردیا گیا ہے۔" اسٹیج پر موجود عکس نے بتایا اور سب سنسنی کا شکار ہوگئے۔

"کیا سازشیوں کو ہلاک کردیا گیا۔ یہاں کا نظام اب کون سنبھالے گا اور خاتون کیا آپ...... ہمیں آپ کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"میرا تعلق انہیں پہاڑوں اور اسی زمین سے ہے۔ یہ پہاڑ یہ وادیاں اور یہاں کے رہنے والے سادہ دل اور معصوم لوگ ہیں۔ ہم اپنی زمین کو صدیوں سے آپ کی مہذب دنیا سے محفوظ کئے ہوئے ہیں اور صرف انہیں نقصان پہنچاتے رہے ہیں جو اپنے ناپاک مقاصد لے کر یہاں آتے رہے ہیں۔ زیمل بی ہارنوس نے یہاں جو گھناؤنا کاروبار شروع کر رکھا تھا اس سے ساری دنیا کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ آپ نے مختلف طریقوں سے اپنی دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے۔ سب جانتے ہیں لیکن

ہم یہاں سے آپ کو یہ ناپاک کاروبار جاری رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ چنانچہ موقع ملنے کے بعد ہم نے اپنا کام کرلیا۔ زیمل کو ختم کردیا گیا اور اس کے بعد آپ لوگوں کی ہلاکت کی باری ہے۔ اس طرح ہم اپنے مشن کو آج مکمل کرلیں گے!"

اس کے جملے پورے بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہنگامہ ہوگیا۔ وہ اپنی اپنی نشستوں سے اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ "بھاگو........" کسی نے کہا لیکن بھاگنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہ اچھل اچھل کر دیواروں پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔

"زینہ........ آہ کسی طرح زینہ گراؤ۔"

"مشکل ہے۔ ایک دوسرے کے اوپر کھڑے ہوکر اوپر جانے کی کوشش کرو۔"

"آہ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے۔"

"کون ہے یہ شیطان عورت۔"

کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی لیکن پھر ایک خوفناک دھماکہ ان تمام آوازوں پر حاوی ہوگیا۔ ٹوٹی ہوئی چٹان کا ملبہ ان پر گرنے لگا اور وہ سب چیخنے لگے بہت سے اسی ملبے سے زخمی ہوگئے تھے لیکن یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ دوسرے لمحے ایک بھیانک آواز کے ساتھ پانی کی طوفانی دھار ان پر گری اور ایک بھیانک شور تمام آوازوں پر بھاری ہوگیا۔ پانی اتنی طاقت سے گر رہا تھا کہ بہت سوں کی گردنیں اسی کی زد میں آکر ٹوٹ گئیں۔ ان کے سانس بند ہوگئے۔ انہوں نے موت کا بھیانک چہرہ دیکھ لیا تھا جس نے انہیں اپنا ماتم کرنے کا موقع بھی نہیں دیا۔ اس خوفناک پانی نے لمحوں میں انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ذرا سی دیر میں پورا ہال پانی کا کنواں بن گیا۔ جہاں جہاں رخنے تھے وہاں سے پانی باہر جارہا تھا۔ پھر کنویں کو پورا کرنے کے بعد وہ اس کے کناروں سے اونچا ہوکر اپنے لئے جگہ تلاش کرنے لگا۔

باہر وادی میں زربدان کی آواز ابھر رہی تھی........ "وادی کے لوگو۔ لاسیہ کے رہنے والو........ ہوشیار ہوجاؤ۔ مشرق کی رہائش گاہوں پر پہنچ جاؤ۔ آبشار نے رخ بدل دیا ہے۔ پانی کا ریلا پہاڑوں سے باہر آنے والا ہے برکت کے پہاڑ کے مشرقی حصّے میں سمٹ جاؤ۔ دیر کی تو اپنی موت کے ذمہ دار خود ہوگے۔ خبردار........!"

اور لوگ دوڑنے لگے۔ رہائش گاہیں مختلف سمت تھیں اور جن راستوں سے پانی کا نکاس تھا وہاں عام لوگ نہیں جاتے تھے۔ بس اکّا دکّا افراد جو اتفاق سے ادھر جا نکلے ہوں لیکن وادی والوں کو نقصان نہ پہنچا۔ پانی کا ریلا راستے کی رکاوٹوں کو ہٹاتا طوفانی رفتار سے نمودار ہوا اور ڈھلان کی طرف دوڑنے لگا۔ فیکٹریوں میں کام کرنے والوں نے حیرانی سے باہر نکل کر اس انوکھے شور کو سنا اور انہیں پانی کا پہاڑ اپنی طرف دوڑتا نظر آیا۔ ان کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ اعصاب شل ہوگئے' لیکن یہ سکوت موت کا سکوت تھا۔ وادی جھیل بنتی جارہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی نے انہیں لپیٹ میں لے لیا۔ وہ اچھلے' چیخے اور پھر غروب ہوگئے۔

O......O......O

سات آٹھ دن گزر گئے۔ شمران نے ہر ممکن کوشش کرڈالی لیکن میان جیسے آسمان میں گم ہوگیا تھا۔ کہیں اس کا نشان نہیں ملا تھا۔ شمران اسے تلاش کرکے تھک گیا تھا۔

پھر وہ واپس کوستے میں آگیا۔ شام کو لاگا کو ایک آدمی ملا جو اس کی تلاش میں سرگرداں تھا۔
"میں بہت دیر سے تمہیں تلاش کر رہا تھا لاگا۔"
"کیا بات ہے.........!"
"سردار نے تمہیں طلب کیا ہے۔"
"کہاں ہے وہ.........!"
"کوستے کے باہر موجود ہے۔"
"چلو........" لاگا نے کہا اور پھر وہ بلانے والے قاصد کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے راستے میں پوچھا۔ "کتنی دیر سے مجھے تلاش کر رہے ہو۔"
"بہت دیر ہو گئی باغہ...... جہاں جاتا مجھے یہی خبر ملتی کہ تمہیں دیکھا گیا ہے مگر تم وہاں سے چلے گئے۔"
لاگا کوستے کے سامنے پہنچ گیا۔ شمران کے ساتھ دوسرے دوست بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ شمران نے اسے گھور کر کہا۔ "کہاں چلے گئے تھے لاگا.........!"
"اتفاق ہے شمران۔ مجھے ابھی تیرا پیغام ملا........"
"یوں لگتا ہے جیسے تو گوشہ نشینی اختیار کرتا جا رہا ہے لاگا۔ شاید تو تھک گیا ہے۔"
"مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہوتا ہے باغہ۔"
"محسوس نہیں ہوتا۔ تو اس کا عملی ثبوت دے رہا ہے۔ تجھے اندازہ ہے کہ ابھی ہمارا مقصد نہیں حاصل ہو سکا۔"
"عقابوں کے مسکن کے آس پاس کی بستیوں کی فتح.........؟" لاگا نے پوچھا۔
"وہ تو اب خواب محسوس ہوتا ہے اور شاید ایسا کبھی نہ ہو سکے۔ ہمیں تو ہماری پہلی منزل ہی نہیں ملی۔"
"تیری پہلی منزل تو عقابوں کے مسکن کی سرداری تھی۔"
"وہ تو ہم نے میاں کو شکست دے کر حاصل کر لی لیکن میاں کہاں ہے۔ ہمیں اس بوڑھے گدھ سے خطرہ ہے۔ وہ بہت شاطر ہے ضرور ہمارے خلاف وہ کوئی مضبوط محاذ بنائے گا۔ خاص طور سے ہمارا ذہن بوستانہ کی طرف جاتا ہے۔ بوستانہ میں ہم نے جو کچھ کیا تھا اس کا حال تجھے معلوم ہے۔ بوستانہ کا سردار ہمارا دشمن اور میاں کا بھائی ہے۔ اگر چاروں بھائیوں کے قبیلے مل کر حملہ آور ہوئے تو عقاب ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔"
"بالکل سچ ہے سردار.........!" لاگا نے کہا۔
"اور ہم میاں کو تلاش نہیں کر سکے۔"
"میاں کو فرار کا موقع کس نے دیا شمران۔"
"کیا مطلب ہے تیرا........."
"مبارغہ میں شکست کے وقت اسے قتل کیوں نہ کر دیا گیا۔ کیا یہ مناسب نہ تھا۔"
"وہ غلطی ہم سے ہوئی تھی۔"
"عام آدمی غلطی کرتا ہے تو اپنی سزا خود بھگتتا ہے۔ سردار غلطیاں کرتے ہیں تو سزا پورے

قبیلے کو بھگتنی پڑتی ہے شمران۔ یہ بزرگوں کا قول ہے۔"
"ہمیں شرمندہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"
"نہیں شمران۔ یہ بتا رہا ہوں کہ اعتدال ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے وہ فیصلہ کرتے وقت تو نے ہم سے مشورہ نہیں لیا تھا۔"
"اپنے مشیر کا منصب تو میں نے اب بھی تجھے نہیں دیا لاگا۔ تیرا خیال ہے اس محنت سے حاصل کی ہوئی سرداری کے بعد بھی اپنے فیصلوں میں دوسروں کو شریک رکھوں۔ نہیں لاگا۔ افسوس اب یہ حق میں کسی کو نہیں دے سکتا۔ تو ایک عام آدمی ہے۔ اس وقت تک جب تک میں تجھے کوئی مقام نہ دوں۔ باقی رہی فیصلوں کی بات، تو کبھی کبھی غلط فیصلے بھی ہو جاتے ہیں.........!"
شمران نے کہا۔ "اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"
"میں پوری طرح خود کو ایک عام آدمی ہی سمجھتا ہوں اور بات میری ہے بھی نہیں۔ میں تو میاں کی گرفتاری چاہتا ہوں اگر تو حکم دے تو ہم جس طرح بھی بن پڑے اسے اس کے بھائیوں کے قبیلوں میں تلاش کریں۔" لاگا نے فوراً لہجہ بدل دیا۔
"تم لوگ کچھ بھی نہ کر پاؤ گے۔" شمران نے گردن جھٹک کر کہا۔
"ہم تیرے ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔"
"آخر اس نے کون سے راستے اختیار کئے اور یہ بیابان...... افسوس اس کے دوسرے عزیز بھی یہاں نہیں ہیں...... ورنہ......... ورنہ میں......... میں انہیں زندہ زمین میں دفن کرا دیتا۔"
"اتنا فکر مند نہ ہو شمران۔ ہم کہیں سے اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔ ہمیں کوئی بہتر حکمت عملی اختیار کرنے کی اجازت دے۔"
"اور تم کچھ کر لوگے۔"
"یقیناً کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔"
"تو پھر دیر نہ کرو.........! مجھے میاں اور دوسرے مفرور چاہئیں۔ ہر قیمت پر۔" شمران نے کہا۔ پھر چونک کر بولا۔
"میاں کی وہ سابقہ بیوی اور اس کی بیٹیاں کہاں ہیں؟"
"تیری ہدایت کے مطابق انہیں عزت کا مقام دیا گیا ہے۔ وہ پُرسکون اور مطمئن ہیں۔"
"کیا انہیں میاں کے فرار کا علم ہو گیا ہے۔"
"شاید نہیں.........!"
"انہیں خبر بھی نہ کی جائے، ہمیں شرمندگی ہو گی۔"
"بہتر ہے سردار........."
"اور لاگا......... ہم تجھ سے بہت بددل ہو گئے ہیں۔ تو اپنی صلاحیتیں کھوتا جا رہا ہے۔ بس ہمیں میاں چاہئے۔ ہر قیمت پر...... ورنہ ہم تیرے بارے میں اپنا اعتماد کھو بیٹھیں گے۔"
لاگا نے ادب سے گردن جھکا دی۔ اس کے بعد وہ وہاں نہ رکا اور اس نے واپسی کی اجازت طلب کر لی۔ جاتے ہوئے اس نے بقیہ دوستوں سے کہا۔ "تم میرے ساتھ آؤ۔ شمران میں انہیں

ساتھ لے سکتا ہوں۔"

"جو تیرا دل چاہے کر۔" شمران بیزاری سے بولا اور وہ سب باہر نکل آئے۔ لاگا خاموشی سے اپنے کوستے میں پہنچا تھا۔ اس کے چہرے پر غور و فکر کے آثار تھے۔ پھر اس نے دوستوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شمران کا رویہ ہمارے ساتھ بہت بدل گیا ہے۔"

"شاید اب وہ ہمارا دوست نہیں ہے۔" دوستوں میں سے ایک نے کہا۔

"وہ اب ہم سے سردار کی زبان میں گفتگو کرتا ہے۔"

"ہم اس سے خوش نہیں ہیں۔ کرشانہ کی سرداری تک وہ بالکل ٹھیک تھا لیکن عقابوں کا سردار بننے کے بعد.........!" تینوں دوستوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"خیر۔ اب ہمیں مشکل کام کرنا ہے۔ میاں کی تلاش آسان نہیں ہوگی۔ تم یوں کرو کہ کرشانہ کے تمام جوانوں کو اکٹھا کرلو۔ کل صبح انہیں ہمارے ساتھ عقابوں کے نشیمن سے باہر جانا ہے۔ صبح سورج نکلنے کے ساتھ وہ قبیلے سے باہر آجائیں۔"

"ٹھیک ہے۔" لاگا کے ساتھیوں نے کہا اور پھر سب اس کام کے لئے نکل گئے۔ کرشانہ سے آنے والوں میں سے ایک ایک کو یہ پیغام مل گیا تھا۔ دوسری صبح لاگا نے ان سب کو کیل کانٹے سے لیس آبادی سے دور تکونی پہاڑیوں کے پاس پایا۔ اس کے دوست ساتھ تھے۔

لاگا انہیں ساتھ لے کر چل پڑا۔ بہت دور پہنچنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا اور بولا۔ "کرشانہ کے وفادار دوستو۔ تمہاری کوششوں سے تمہارے سردار شمران کو عقابوں کی سرداری مل گئی ہے۔ اس کا حکم ہے کہ اب تم سب یہاں سے کرشانہ چلے جاؤ......... وہاں جو نظام قائم کیا گیا ہے اس کے تحت کام جاری رہنے دو۔ کسی مناسب وقت شمران وہاں پہنچے گا۔ ہم سب تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔"

کرشانہ کے جوان پہلے حیران ہوئے پھر تیار ہوگئے کیونکہ یہ شمران کا حکم تھا۔ البتہ......... باقی تینوں دوست ششدر رہ گئے تھے۔ جب کرشانہ کے جوانوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑتی ہوئی دھول بھی بیٹھ گئی تو دوستوں نے حیرت سے کہا۔

"کیا شمران نے یہ حکم دیا تھا.........؟" جواب میں لاگا کا زہریلا قہقہہ فضاء میں گونج اٹھا......... اس کی آنکھوں سے نفرت اور مکاری جھانک رہی تھی۔

لاگا کے دوست اسے تعجب سے دیکھنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ "تیری ہنسی کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی لاگا۔"

"میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے ہر شخص نے شمران کے بارے میں ایک ہی رائے دی ہے اور وہ یہ ہے کہ شمران سردار بننے کے بعد ہمارا دوست نہیں رہا۔ وہ ہم سے سردار کی زبان میں بات کرتا ہے۔ لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ماضی میں دور تک چلے جاؤ۔ بہت دور تک۔ تو غور کرنے پر اندازہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ ہمیں کمتر سمجھتا رہا ہے۔ حالانکہ ہمارے شانوں پر سوار ہو کر اس نے سرداری حاصل کی ہے۔ کرشانہ میں بھی ہم ہی تھے جس کی وجہ سے اسے سرداری ملی اور اب........."

"تیرا کہا ایک ایک لفظ سچ ہے لاگا' لیکن تو نے کیا سوچا ہے!" ایک دوست نے پوچھا۔

"ابھی تک بس یہی سوچا ہے کہ اس نے ہمیں نگاہوں سے گرا دیا ہے۔"

"کرشانہ کے لوگوں کی واپسی اس کے حکم کے بغیر ہوئی ہے۔"

"ہاں۔"

"ایسا تو نے کیوں کیا ہے؟"

"اسے کمزور کرنے کے لئے۔ اس کی طاقت توڑنے کے لئے۔"

"اس نے تجھ سے سوال کیا تو؟"

"میں جواب دے لوں گا فکر مت کرو.........!"

"کیا تو اس سے سرداری چھیننا چاہتا ہے۔"

"ہاں' اب میں یہی چاہتا ہوں۔" لاگا نے کہا۔

"تو اس سے مبارغہ طلب کرے گا۔"

"نہیں۔ وہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ مجھ سے زیادہ جنگجو ہے۔" لاگا نے کہا۔

"پھر.........؟"

"بہت عرصہ قبل یہاں غداری کی ایک مثال قائم کی گئی تھی۔ میاں نے اپنے دوست سارغہ ہوکے سے شکست دے کر اس سے سرداری حاصل کی تھی۔ شمران تو وہ داستان نہ دہرا سکا۔ میں وہ تاریخ پھر واپس لاؤں گا۔ کبھی کسی وقت موقع آنے پر۔"

"کیسا موقع.........؟"

"جو مجھے کامیابی دلائے۔ کوئی ایسا ہی موقع جب وہ نشے میں ڈوبا ہو اور میں اسے مبارغے لئے للکار دوں۔ وہ مجھ سے مبارغہ طلب کرے اور میں اسی دن اس کی گردن شانوں سے الگ۔ جشن کا کوئی بھی دن......... اور جب وہ نشے میں ہوگا تو بزرگ اس کے ہمدرد نہ ہوں کیونکہ سرداری ایک نازک چیز ہے اور سردار کو نشے کا عادی نہیں ہونا چاہئے۔"

"آہ......... تو نے یہ سب کچھ ہمیں کیوں بتا دیا لاگا.........!" ایک دوست نے پریشانی سے

"مجھے پاگل سمجھتے ہو۔ دیوانہ سمجھتے ہو تو ایسا نہ سمجھو۔ اس وقت تم میں سے کوئی اس سے طلب کرسکتا ہے۔ نہ بھی کرے تو مبارغہ جیتنے کے بعد صرف تم میں سے جس کا دل چاہے مجھ خواہش کردیتا۔ میں خود کو تمہارا شوالا کہہ دوں گا کیونکہ مجھے سرداری سے دلچسپی نہیں ہے۔ ورنہ تو کرشانہ میں جنگ کے دوران کمان سے نکلا ہوا کوئی تیر شمران کی کہانی ختم کردیتا' اور بھی بے شمار مواقع مجھے ملے تھے۔ مگر مجھے سرداری سے زیادہ دوستی عزیز تھی' اور میرے یہ تمہارے لئے ہیں۔ شمران نے انہیں جذبوں کو چکنا چور کرکے میری دشمنی خریدی ہے! ورنہ سردار رہتا۔"

"ہم تجھ پر یقین رکھتے ہیں لاگا......... اور تو بھی ہم پر یقین رکھ......... ہم اپنی زبانیں کاٹ کر سامنے پھینک سکتے ہیں جو تیرے خلاف کھلیں۔"

"ہاں۔ مجھے تم پر اتنا ہی یقین ہے.........!"

لاگا خود شمران کے پاس پہنچا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ اس نے کہا۔

"کرشانہ والوں کو واپسی کا حکم دینے میں کیا مصلحت ہے۔ مجھے پتہ چل سکتا ہے۔"

"جو کچھ کہہ رہا ہے اسے سمجھا بھی دے۔" شمران بولا۔

"انہیں کیوں واپس کیا گیا........؟"

"کسے احمق شخص.......... کس کی بات کر رہا ہے۔" شمران نے چڑ چڑے پن سے کہا۔

"کرشانہ والوں کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی ہمیں ان کی ضرورت باقی تھی شمران۔" لاگا نے کہا اور شمران اچھل پڑا۔

"کہاں ہیں کرشانہ والے؟"

"نہ ان کے گھوڑے موجود ہیں نہ سامان۔ نہ وہ تکون پہاڑیوں کے آس پاس ہیں نہ اطراف کے میدانوں میں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عقابوں کا مسکن چھوڑ گئے۔"

"کیوں۔ میری اجازت کے بغیر۔ کیا ہوا تھا ان کے ساتھ۔ کوئی بات تو ضرور ہوئی ہوگی۔" شمران سخت طیش میں آگیا تھا۔

"اگر تجھے اس کا علم نہیں ہے شمران، تو مجھے حیرت ہے۔"

"ان دنوں تو حیران ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہا لاگا۔ تو نے مجھے سخت مایوس کیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ تو میرا دائیں بازو ثابت ہوگا۔ مگر تو........ تجھے کچھ نہیں معلوم۔ کسی بات کے بارے میں تجھے کچھ بھی نہیں معلوم۔ وہ بہت ضروری تھے میرے لئے۔ عقابوں پر مجھے بالکل بھروسہ نہیں ہے جبکہ وہ مکمل اعتماد کے لوگ تھے........ نہ جانے کیا ہوا........ افسوس نہ جانے کیا ہوا؟"

O.....O.....O

ان پہاڑوں کی تاریخ میں اس سے زیادہ خونی سانحہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ پورا دریا الٹ گیا تھا۔ پانی کی عظیم الشان جھیل اس علاقے میں بن گئی جہاں ہیروئن کی پروڈکشن ہوتی تھی۔ وہاں جتنے لوگ موجود تھے سب غرق ہوگئے تھے۔ وہ عمارتیں پانی میں غائب ہوگئیں جہاں بے شمار انسان قیام پذیر تھے۔ جو ادھر اُدھر بھٹک رہے تھے وہ بلا تفریق غرق ہوگئے تھے۔ ہاں پانی نے ان بلندیوں کی جانب رخ نہیں کیا تھا جہاں عام لوگوں کی آبادی تھی۔ انہیں آبادیوں میں ایک کوتے میں آسٹرولمین، لیزا اور دوسرے لوگ رہتے تھے۔ آسٹر اور روزال تو زربدان کے پاس رہ گئے تھے۔ بڈ، فلیش، لیزا، اشیا وغیرہ وہاں موجود تھے اور سارا دن وہ سخت اعصابی کشیدگی کا شکار رہے تھے۔ وہ بیرونی دنیا سے آنے والوں کو دیکھتے رہے تھے اور ان کے سر چکراتے رہے تھے۔ سب ہی پریشان تھے۔ فلیش تو جھلا جھلا کر کہہ رہا تھا۔

"بہت جلد ہم زبردست گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں گے اور بعد میں ہمیں علم ہوگا کہ زربدان کی کہانی ختم ہوگئی۔ مسٹر آسٹر اور روزال کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔"

"تم دیوانے ہو فلیش۔ وحشی ہو، کیا تمہیں اتنی بیدردی سے ایسی باتیں کرنی چاہئیں۔"

"میں دیوانہ نہیں حقیقت آشنا ہوں آنٹی........ میری آنکھیں دور تک دیکھ رہی ہیں۔ یہ لوگ جو یہاں قیمتی ہیلی کاپٹروں پر آرہے ہیں، آپ انہیں کیا سمجھتی ہیں۔"

"میں کسی کو کچھ نہیں سمجھنا چاہتی۔ تم بس ایسی باتیں نہ کرو۔"

"میرے خاموش ہونے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔ یہ بین الاقوامی ڈرگ مافیا کے اعلیٰ ہر کن ہیں۔ وہ ہیں جنہوں نے ساری دنیا میں منشیات کے جال پھیلا رکھے ہیں۔ وہ ہیں جن کے ذب میں امریکی، فرانسیسی، انگلستانی اور دنیا بھر کی ایجنسیاں لگی ہوئی ہیں اور انہیں ختم نہیں ر سکی ہیں اور آپ ایک پہاڑی لڑکی سے یہ توقع کر رہی ہیں کہ وہ انہیں ہلاک کر دے گی۔"

"اس نے زیبل کو ختم کر دیا ہے۔"

"اس نے نہیں....... یہ کام زیبل کی ماں نے کیا ہے، ورنہ زربدان یہ نہ کر سکتی تھی۔"

"خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ۔"

"ہم نے اس پر اعتماد کر کے غلطی کی ہے۔"

"خدا کے لئے فلیش........ خدا کے لئے۔" لیزا رو پڑی۔

"آپ نے مسٹر آسٹر کو بھی اجازت دے دی۔ کوئی تو ہوتا جو اس دیوانگی کا شکار نہ ہوتا۔"

"مسٹر فلیش........ آپ یہاں سے اتنے فاصلے پر چلے جائیے جہاں مسز آسٹر آپ کی آواز نہ ن سکیں۔ آپ چاہیں تو اپنی بہن کو بھی لے جا سکتے ہیں۔ یہ ضروری ہے۔" بڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ آپ لوگ سچائیوں سے گریز کرتے ہیں۔ حقیقت سے منہ موڑتے ہیں۔" فلیش نے کہا۔

"دوسری بار آپ سے یہ درخواست کرنا ضروری ہے؟" بڈ کا لہجہ خونخوار ہوگیا اور فلیش وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اشیا لیزا کے پاس بیٹھی رہی تھی۔ اس نے لجاجت سے کہا۔

"اس سے ناراض نہ ہوں ڈیر لیزا۔ وہ بے وقوف۔ اس لڑکی سے محبت کرتا ہے۔ وہ شدید ہیجان کا شکار ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں مجھے معلوم ہے۔" لیزا نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا۔

وقت بہت سست رفتاری سے گزر رہا تھا۔ پھر وہ وقت بھی آگیا۔ دیر تک کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ پھر ایک بھیانک شور بلند ہوا۔ جو پہلے تو کسی کی سمجھ میں نہیں آسکا لیکن اس کے بعد جو ہوا اسے دیکھتے رہنے کی تاب کسی میں نہیں تھی۔ خوفناک سیلابی ریلے نے قیامت برپا کر دی۔ نا کی آن میں آبادی کا ایک بڑا حصہ پانی کے نیچے غائب ہوگیا لیکن پانی ایک مخصوص سمت میں بڑھ رہا تھا اور پھر وہ اس وادی کو جھیل بناتا ہوا وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا۔

وہ سب حیرانی سے یہ ہولناک منظر دیکھ رہے تھے۔ آبادی میں شور برپا تھا۔ سب ادھر سے اُدھر بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔ چیخ چیخ کر دوسروں کو کچھ بتا رہے تھے لیکن کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ چکرا کر گرنے لگی تو اشیا نے اسے سنبھال لیا۔

"یہ سب کیا ہے؟" لیزا نے رندھی ہوئی آواز میں کہا لیکن کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ے جاری رہے۔ پھر آسٹر اور روزال ان کے پاس پہنچے تھے۔ لیزا چیخ مار کر آسٹر سے لپٹ گئی۔ وہ انتظار رو رہی تھی۔ "آہ۔ تم زندہ ہو آسٹر........ تم زندہ ہو۔"

"ہاں۔ سب ٹھیک ہے لیزا۔ بالکل ٹھیک ہے۔"

"اور وہ........؟"

"زربدان.........؟" آسٹر نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"وہ۔" آسٹر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اسکے بارے میں بس یہی کیا جاسکتا ہے لیزا کہ وہ انسان نہیں ہے۔ ایک انوکھی تخلیق ہے۔ ایک مشن ہے۔ شاید کوئی آسمانی مشن۔ ہم اس کی تشکیل کا ذمے دار خود کو قرار دیتے رہے لیکن وہ........"

"کیا ہوا اسے؟"

"کچھ نہیں۔ وہ بالکل ٹھیک ہے اور اس نے کامیابی سے ان سب سے زندگی چھین لی ہے۔ نہ صرف ان سے بلکہ اس نے اپنی سرزمین سے اس ناپاک تجارت کے سارے نشان مٹادیئے ہیں۔ لیزا یقین کرو میں اس سے خوفزدہ ہوگیا ہوں۔"

فلیش ہیجانی انداز میں ہنس پڑا۔ پھر اس طرح خاموش ہوگیا جیسے اس سے غلطی ہوگئی ہو۔

اس رات وہ سب سبز درویشوں کے ساتھ الاتوشیہ کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ جہاں زربدان نے ان کے لئے کھانے کا بندوبست کیا تھا۔ اس نے بڑی محبت سے ان سب سے ملاقات کی تھی۔ لیزا اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہیلو آنٹی۔ کیا دیکھ رہی ہیں۔"

"تم........ زربدان تم۔ تم اتنے انسانوں کی قاتل ہو۔ تمہارے اندر ایسے آثار تو کبھی نہیں نظر آئے تھے۔"

"آپ نے غور نہ کیا ہوگا آنٹی۔ کبھی غور نہ کیا ہوگا آپ نے۔ میرے دل میں جو آگ سلگ رہی ہے وہ بہت شدید ہے۔ یہ تو ابتداء ہے۔ میں تو اب خونریزی شروع کروں گی۔ ہر اس شخص کو ماردوں گی میں جو میری زمین کا دشمن ہے جو ہمارے اقدار سے منحرف ہے۔ آنٹی نہ مجھے سرداری سے دلچسپی ہے نہ زر و جواہر سے۔ میں اپنے وطن کی روایتوں کی زندگی چاہتی ہوں۔ میرا ایک مشن ہے آنٹی۔ اب میں اپنے ماں باپ کو بھی تلاش کروں گی اور اس مشن کی تکمیل بھی کروں گی۔"

"تمہارا آئندہ پروگرام کیا ہے زربدان؟" آسٹر نے پوچھا۔

"انتہائی محترم انکل آسٹر........! وہ سب مرچکے ہیں جنہیں مرجانا چاہئے تھا۔ اتنے سارے ہیلی کاپٹر لاوارث کھڑے ہوئے ہیں۔ کل دن میں انہیں تباہ کردیا جائے گا۔ ایک ہیلی کاپٹر محفوظ رکھا جائے گا جس سے آپ لوگ .... انکل آسٹر، آنٹی لیزا، مسٹر بڈ اور شاید مس انشیا جائیں گے۔ آپ یہاں سے اپنی پسند کی ہر شے لے جائیں گے۔ میں آپ کو خدا حافظ کہوں گی......!"

"تم نے فلیش کا نام نہیں لیا زربدان........!" آسٹر نے کہا اور زربدان فلیش کو دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"نہیں مسٹر فلیش نہیں جائیں گے۔ وہ میرے ساتھ رہیں گے۔" ان الفاظ پر فلیش کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

"اس کے بعد تم کیا کروگی زربدان۔"

"میں اس آبادی سے اپنے مشن کا آغاز کروں گی۔ میں زرتوش کو دوبارہ یہاں کا سردار

گی۔ الاتوشیہ کا ہر نشان مٹا کر میں اس سے کہوں گی کہ الاتوشیہ صرف ان کی کمزوری ہے اس زیادہ کچھ نہیں ہے اور وہ اس لئے کمزور ہیں کہ ان میں اتحاد نہیں ہے۔ وہ منتشر ہیں، ناپاک صدیوں سے انہیں گھور رہی ہیں۔ اب انہوں نے قدم آگے بڑھا دیئے ہیں۔ وہ کہیں کہیں زیمل کے روپ میں اندر داخل ہوکر انتشار برپا کررہے ہیں۔ وہ ان کے سبزہ زاروں کو چھین لینا چاہتے ہیں۔ انہیں غلامی کی زنجیریں پہنانا چاہتے ہیں۔ میں اسی آبادی سے یکجہتی مشن کا آغاز کروں گی۔ پھر اپنا یہ مشن لے کر پہاڑوں میں نکلوں گی۔ ہر قبیلے کو یہ داستان سنا کر کروں گی کہ وہ دوسرے سے رابطہ کرکے اپنے وطن کی حفاظت کرے، یہ میرا مشن ہے انکل!"

آسٹر کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے۔ اس نے کہا۔ "تم یہ سب کرلوگی زربدان۔"

"ہاں انکل........ میں یہ سب کرلوں گی۔"

"ہماری دعا ہے کہ تم کامیاب رہو........!"

"مجھے ہمیشہ آپ کی دعاؤں کی ضرورت رہے گی انکل۔"

دوسری صبح کام شروع ہوگیا۔ سب رات بھر جاگتے رہے تھے۔ آسٹر نے ایک ماہر ہوا باز کی اپنے سفر کے لئے ہیلی کاپٹر کا انتخاب کیا تھا اور فنی معاملات کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ زربدان نے جواہر کے انبار اس پر بار کردیئے تھے۔ اس کے علاوہ ضروریات کی ساری چیزیں۔ لیزا رات سکتی رہی تھی۔ اس کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہوگئی تھیں۔ بڈ مشینی انداز میں سارے کام کررہا یہاں تک کہ دن کو بارہ بجے تمام انتظامات مکمل ہوگئے۔ زربدان کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ وہ پتھرائی نظر آرہی تھی۔ پھر آسٹر نے کہا۔

"ہمیں اب روانہ ہوجانا چاہئے۔ ابھی ہمارے سامنے بے شمار مشکل مرحلے ہیں۔"

"ہاں انکل۔ یہ مناسب وقت ہے۔" زربدان نے سپاٹ لہجے میں کہا اور سب متحرک فلیش نے انشیا کو دیکھا تو وہ بولی۔ "میں چلی جاؤں فلیش؟"

"نہیں انشیا۔ تم نہ جاؤ۔"

"ہاں۔ میں نہیں جاؤں گی۔ تمہیں چھوڑ کر جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں دنیا میں کر کیا کروں گی۔"

"تھینک یو انشیا۔ تھینک یو۔" فلیش نے بہن کو لپٹا لیا۔

آسٹر لیزا کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "زیادہ دیر ہمارے لئے خطرناک ہوگی لیزا۔ چلو........ اوکے ان۔ ہم تمہارے لئے دعا کریں گے۔"

"مجھے آپ کی دعاؤں سے کامیابیاں ہی حاصل ہوں گی انکل۔ یہ میرا ایمان ہے۔" زربدان آواز میں کہا۔ پھر وہ لیزا کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ "آپ کی نیک نفسی نے آنٹی یہ گوارہ نہ کیا کہ پ کو ماں کہوں۔ آپ کے حکم سے میں نے بچپن سے آپ کو ماں نہ کہا لیکن آپ نے مجھے جو ہے اس میں مکمل ممتا ملی ہے مجھے۔ روزال کہتا ہے میری ماں شہ بدان ہے........ لیکن مجھے اس کی آغوش ہمیشہ اجنبی لگے گی۔ ماں کے تصور میں صرف آپ رہیں گی آنٹی........ آپ........!"

لیزا بے اختیار ہوکر زربدان سے لپٹ گئی۔ اس نے زار و قطار روتے ہوئے کہا۔ "ہم......

"ہم کہیں جا کر کیا کریں گے زبدان۔ ہمارا کون ہے وہاں۔ کیوں جا رہے ہیں ہم وہاں...... آخر ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں۔ کیا ہم زبدان کے بغیر رہ سکیں گے۔ بولو وہاں رہ سکیں گے ہم۔"

"رہنا ہو گا لیزا......... یہ زبدان کی دنیا ہے۔ خطرات سے بھرپور ہمارے لئے یہاں کیا ہے؟" آسٹر نے کہا۔

"زبدان ہے ہمارے لئے۔ میں نہیں جاؤں گی، نہیں جاتی میں۔ تم مجھے نہیں لے جا سکتے۔"

"جذبات سے نکل آؤ لیزا............"

"جذبات نہ ہوں تو زندگی فضول ہے آسٹر؟ ہرگز نہیں جذبات کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اسے اپنی اولاد ہی سمجھا ہے۔ میں اس کے بغیر نہیں جی سکتی۔ آسٹر میں کہیں نہیں جاؤں گی۔"

"اور مسٹر بڈ......... تم؟" آسٹر نے کہا۔

"آپ مجھ سے یہ سوال کریں گے مسٹر آسٹر۔" بڈ نے پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

"اوکے۔" آسٹر نے شانے ہلا کر گہری سانس لی۔

O......O......O

باتو بے حد چالاک تھا۔ یہاں آ کر اس نے اپنے مصنوعی پاؤں بھی اتار دیئے تھے اور اپاہجوں کے مخصوص انداز میں چل کر باہر نکل آتا تھا۔ لوگ اس پر رحم کھاتے تھے اور اس کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ اس نے بہت سے لوگوں سے شناسائی پیدا کر لی تھی اور ان کے ساتھ بیٹھ جاتا تھا۔ بوڑھے سالام سے اس کی خوب دوستی ہو گئی تھی۔ سالام بہت باتونی تھا۔ اس نے کہا۔

"لیکن حیرت کی بات ہے کہ شہ بدان اپنے باپ کے پاس باگ کیوں نہیں گئی۔"

"وہ بہت غیرت مند ہے۔ ان حالات میں باپ کے پاس جانا اس کی غیرت نے گوارہ نہ کیا۔"

"ہاں بات تو غیرت کی ہے۔ میان کا زوال ہو ہی گیا ورنہ اس کے امکانات تو نہ تھے۔"

"میان نے اپنے کچھ ہم نوا پیدا نہ کئے؟ قبیلے والے اس سے نفرت ہی کرتے رہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ اب بھی آدھے سے زیادہ قبیلہ اسے چاہتا ہے۔ وہ قبیلے کے لئے برا کبھی نہیں رہا۔ اس نے ہمیشہ ان سے انصاف کیا اور اب تو وہ بہت نرم دل سردار ہو گیا تھا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اس کی نرم دلی نے اسے نقصان پہنچایا۔"

"وہ کیسے؟"

"شمران نے بوستانہ میں گھناؤنے جرائم کئے تھے۔ میان نے اسے ان جرائم کی سزا نہیں دی اور بس دکھاوے کے لئے قید کر دیا۔ یہاں تک کہ تاوان بھی ادا کیا۔ ظاہر ہے یہ انصاف نہیں تھا لیکن اس وقت میان کو یہ علم بھی نہیں تھا کہ شمران اس کا بیٹا نہیں ہے۔ لوگوں کا خیال تھا اور میان کے بھائیوں نے بھی یہی کہا تھا کہ میان نے جان بوجھ کر شمران کو قید خانے سے بھگا دیا ہے۔ روشنی والا جانے اصل بات کیا تھی، لیکن سزا میان کو ملی جبکہ شمران بہت سی برائیوں کا مجرم ہے۔"

"شمران لازمی طور پر میان سے طاقتور بھی ہو گا اور کیا وہ اپنے ماں باپ کو وہ مقام دیتا ہے جو سردار کے ماں باپ کا ہونا چاہئے؟"

"بہت کم، اصل میں اس نے تو ماں باپ کے ساتھ وقت ہی نہیں گزارا اور پھر وہ محتاط اور ...رہے، سومایہ کو بھی اس نے کبھی ماں تسلیم نہیں کیا جبکہ تھوڑی بہت خدمت تو سومایہ نے بھی ...کی ہی ہو گی۔"

"شمران کو کس کس کی حمایت حاصل ہے۔" باتو نے پوچھا۔

"اصل میں اس کے چار دوست ہمیشہ ہی سے اس کے دست راست رہے اور ان کا سربراہ ...ہے اور لاگا بہت چالاک آدمی ہے۔ اس نے ہمیشہ شمران کے لئے کام کیا ہے، پھر جب شمران ...آیا تو اس کے ساتھ بہت سے خطرناک جنگجو تھے جو سردار بننے کے بعد اس کے مفادات کی ...ظت کرتے رہے اور حقیقت یہ تھی کہ ان کی وجہ سے بھی قبیلے میں سے کسی نے میان کے لئے ...نہ نکالی۔ وہ جنگجو اور مستعد تھے اور قبیلے والوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر وہ یہ کہہ کر شمران کو ...اری سے مسترد کر دیں کہ بے شک وہ مبارغہ جیت گیا ہے لیکن اس نے بہت سے جرائم کئے ہیں ...رموں کو سردار نہیں بنایا جاتا، لیکن چالاک شمران نے لوگوں کی زبان بند کرنے کے لئے ان ...ان کو اپنے ساتھ شامل کیا۔ پتہ نہیں کون تھے اور کہاں سے آئے تھے آج تک نہیں معلوم ..."

"تو کیا اب وہ شمران کے ساتھ نہیں ہیں۔"

"ہاں وہ، جس طرح پراسرار طور پر شمران کے ساتھ آئے تھے اسی طرح روپوش ہو گئے۔"

"کہاں؟"

"یہ تو کوئی نہیں جانتا۔"

"اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون تھے؟"

"کسے معلوم، کون پوچھتا یہ بات؟"

"اور اب وہ یہاں موجود نہیں ہیں؟"

"نہیں، پہلی بات تو یہ کہ وہ آبادیوں میں نظر بھی نہیں آ رہے دوسری یہ کہ ان کے بارے ...خبر پھیل چکی ہے کہ وہ واپس چلے گئے ہیں۔"

"پھر تو شمران کی قوت کمزور پڑ گئی ہو گی۔"

"اب کیا فرق پڑتا ہے، بہرحال اس نے اپنی سرداری مستحکم کر لی ہے؟"

پھر باتو نے شہ بدان سے کہا۔ "اور حالات رفتہ رفتہ اس منزل کی جانب چل پڑے ہیں جب ...کر سکیں گے کہ ہم اپنے مقصد کا آغاز کر سکتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟" شہ بدان نے سوال کیا۔

"اصولی طور پر اب بہت کم افراد شمران کے ہم نوا ہیں اور خطرات تو مول لینے ہی پڑتے ہیں، ...ہم آدمی ہے اور اگر ممکن ہوا تو میں اس پر جال ڈالوں گا، لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میری یہ ...خطرناک رہے، تاہم ہمیں خطرات مول لئے بغیر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ...میں ذرا لڑکیوں سے بات کرنا چاہتا ہوں، فوہا ہی کو شمران سے مبارغہ طلب کرنا ہو گا۔"

شہ بدان نے ایک سسکی سی لے کر باتو کو دیکھا اور بولی..........

"باتو بابا' عام لوگوں سے جنگ و جدل ایک مختلف کام ہے اور ایک ایسے خونخوار وحشی سے مبارغہ طلب کرنا بالکل الگ بات' جس نے میان جیسے طاقتور انسان کو شکست دی۔ میں آج بھی میان کی قوت کو نظرانداز نہیں کر سکی ہوں اسے شکست دینا آسان کام تو نہیں تھا۔"

"فوہا بہت طاقتور' پھرتیلی اور جنگجو ہے اور باقی لڑکیاں بھی اس سے مختلف نہیں' میں اور کسی بات پر اعتماد کروں یا نہ کروں' لیکن اتنا جانتا ہوں کہ شمران ہی کیا اچھے اچھے قبیلوں کے دلیر اور جنگجو سردار میری فوہا کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور شہ بدان وقت تو یوں بھی ضائع نہیں کیا جاسکتا' ہمیں آج نہیں تو کل اپنے کام کا آغاز کرنا ہے اور جہاں تک نتیجے کی بات ہے تو میں نے خود بھی کبھی نتیجے کی فکر نہیں کی اور میرا خیال ہے یہ بچیاں بھی نتائج سے ہمیشہ بے پروا رہتی ہیں' سو اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آغاز کیسے کیا جائے۔"

اور باتو نے سوچ لیا کہ آغاز کس طرح ممکن ہے۔ تو پھر یوں ہوا کہ ایک صبح جب شمران اپنا سرداری کا دربار لگائے ہوئے تھا تو فوہا عمدہ لباس پہن کر دربار میں پہنچ گئی اور محنت و مشقت سے پلے ہوئے بدن پر اس کا حسین لباس بڑا سج رہا تھا اور وہ حسن و جمال میں بے مثال نظر آرہی تھی تو شمران نے اسے دیکھا اور ایک لمحے کے لئے متعجب سا ہوگیا۔ اس کے چہرے کی تبدیلیاں نمایاں تھیں اس نے کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔

"اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو تو میان کی بیٹی ہے اور شہ بدان یعنی اپنی ماں کے ساتھ عقابوں کے مسکن میں واپس آئی ہے؟"

"تیرا خیال غلط نہیں ہے سردار' میں درحقیقت وہی ہوں۔"

"آہ' ایسی مشکلات میں ڈال دیا مجھے میرے دوستوں نے کہ میں بہت سی باتوں پر توجہ ہی نہیں دے سکا' مجھے تو اس وقت زیادہ خوشی ہوتی جب مظلوم شہ بدان کو میان کے سامنے پیش کرکے میں اس سے کہتا کہ دیکھ میان تیری ساری برائیاں تیرے سامنے آرہی ہیں اور یہ لڑکیاں اور ان کی ماں تو بالکل ہی بے قصور تھی' لیکن تجھے اپنی نسلوں کی سرداری چاہئے تھی' ایک بیٹا چاہئے تھا تجھے جو تیری تقدیر میں نہ تھا۔ خیر اب تو بات ہی مختلف ہوگئی' کیا نام ہے تیرا لڑکی؟"

"فوہا.........!" فوہا نے تمکنت سے کہا۔

"میں نے لاگا سے کہا تھا کہ معزز مہمانوں کو تکلیف نہ ہونے پائے۔ لیکن افسوس کہ اس کے بعد میں خود تم لوگوں کی خبرگیری نہ کرسکا' میں اب تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں فوہا کہ تم لوگوں کو اپنے کوستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟"

"ہمیں بنیادی تکلیف یہ ہے شمران کہ ہم اپنی شایان شان جگہ نہیں رہتے' جو کوستہ ہمیں دیا گیا ہے وہ سردار زادیوں کے قابل نہیں ہے جبکہ ہم میان کی بیٹیاں ہیں اور جہاں تک تیرے ان الفاظ کا تعلق ہے کہ میان کو تقدیر نے بیٹا نہیں دیا تو یہ میان کی سوچ تھی' پہاڑوں کے قانون میں جس طرح مرد کو سرداری کا حق حاصل ہوتا ہے اسی طرح عورت بھی کسی قبیلے کی سردار ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ خود کو اس کا اہل ثابت کردے۔"

شمران نے بہت حیرانی سے الفاظ سنے پھر بولا۔ "جہاں تک میری معلومات ہیں پہاڑوں میں

وئی عورت سردار تو نہیں ہے اور پھر لڑکی تیرے ان الفاظ کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"اگر تو ان الفاظ کو نہیں سمجھ سکا تو واضح طور پر سن' میان بوڑھا ہوچکا تھا' اس نے ہمارے ساتھ جو بھی سلوک کیا وہ اس کا عمل ہے' لیکن تو نے اسے شکست دے کر کوئی قابل فخر کارنامہ سر انجام نہیں دیا' کیونکہ عمروں کا فرق زیادہ تھا۔ ایک بوڑھے سردار کو اگر شکست دے دی گئی تو یہ کوئی دلیری نہیں ہے۔ میں اپنے باپ کے لئے تجھ سے مبارغہ طلب کرتی ہوں۔ بے شک میان ہمارے درمیان نہیں۔ لیکن مبارغے کی رسم پہاڑوں کا قانون ہے اور اس رسم کے لئے کوئی بھی کسی کو پکار سکتا ہے۔ میں میان کا بیٹا نا سہی بیٹی ہوں ایک سردار زادی اسے اس کوستے میں ہونا چاہئے تھا جس کے قابل تو نہیں ہے۔ میں تیرے اس دربار میں تجھ سے مبارغہ طلب کرتی ہوں۔"

شمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور اس نے چند لمحات فوہا کو دیکھا اور بولا۔

"بات اصل میں یہ تھی کہ تجھے دیکھ کر اچانک ہی میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ مجھے زندگی میں اور بھی تبدیلیاں درکار ہوں گی یعنی یہ کہ مستقبل میں اپنی نسل کو بڑھانے کے لئے اور اپنی زندگی کی تکمیل کے لئے میں کسی نہ کسی عورت سے شادی بھی کروں گا۔ اچانک ہی تجھے دیکھ کر میرے ذہن میں یہ احساس جاگا تھا کہ یہ اعزاز تجھے ہی کیوں نہ بخش دوں اس طرح جس طرح قبیلوں کی رسمیں ہوتی ہیں اور میں ان بزرگوں سے یہی مشورہ کرنے والا تھا......... لیکن کیا ہی تعجب کی بات ہے۔ یعنی وہ مثال صادق آتی ہے کہ سانپ کے بچے سانپ ہی ہوتے ہیں اور اے بے وقوف لڑکی تو بھلا جنگ و جدل سے کیا واقف اور میں ایک عورت کا مبارغہ کیسے قبول کروں یہ کیسے ممکن ہے۔ بزرگو تم نے سنا یہ ماں بیٹیاں بے خانماں جنگلوں میں بھٹک رہی تھیں اور یہ کہہ کر میرے سامنے آئی تھیں کہ وہ میان کی ستائی ہوئی ہیں اسی لئے میں نے ان کو یہ پر اعزاز مقام دیا تھا......... لیکن میری نیکی کا صلہ اس طرح دیا اس نے اور تم لوگ جانتے ہو کہ شمران ہمیشہ کا دیوانہ ہے۔ وہ ...نا سے یہ جان کر مبارغہ نہیں کر رہا تھا کہ میان اس کا باپ نہیں ہے بلکہ اس نے اپنے آپ کو ...انے کے لئے یہ مبارغہ کیا تھا اور اس میں کامیابی حاصل کی تھی اور میں فوری طور پر یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ اس لڑکی کو اس کی ماں اور بہنوں کو عقابوں کے مسکن میں رہنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ یہ سردار کے خلاف دل میں بہتر جذبات نہیں رکھتیں اور انہوں نے میری پذیرائی کا جواب ...انداز میں نہیں دیا جہاں تک مبارغے کا تعلق ہے تو میں خود ہی اس پر ہاتھ اٹھا کر شرمندگی ...ں کروں گا ہاں اگر اس کی ماں اس کی طرف سے معذرت طلب کرے اور میرے پاس اسے ...ازوجیت میں دینے کی خواہش کا اظہار کرے تو شاید میں نرم روی اختیار کرلوں۔"

شمران کے الفاظ لوگوں نے سنے۔ فوہا کی جانب دیکھا تو فوہا نے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شمران تو نہ کسی سردار کا بیٹا ہے نہ سرداری سے تیرے خاندان کا کوئی تعلق رہا ہے۔ تو ...سازشی اور بدقماش نوجوان ہے جس نے ایک بوڑھے شخص کو شکست دے کر اپنے آپ کو ...طاقتور اور دلیر آدمی سمجھ لیا ہے' قبیلے والوں کو تیری اوقات کا پتہ چلنا چاہئے۔ انہیں معلوم ...ہئے کہ ایک بوڑھے اور ناتواں شخص سے مقابلہ الگ بات ہے اور کسی طاقتور سردار سے ...بالکل مختلف۔ اگر یہ معذرت کرکے منہ چھپاتا ہے تو کیا تم اسے سرداری کے منصب پر قائم ...رو گے۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ پہاڑوں کی سب سے مضبوط رسم۔ جس زبان سے مبارزے کا الفاظ ادا ہو وہ حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور اس کے لئے پھر دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ مبارزہ طلب کرنے والے کو قتل کر دیا جائے یا اس سے مبارزہ ہار کر سرداری اس کے حوالے کر دی جائے اس میں تفریق نہیں ہوتی شمران؟"

"اور اس کے باوجود تم کہتے ہو کہ بزرگوں کو مشوروں میں شامل رکھا جائے۔ احمقو اگر میں نے اسے ہلاک کر بھی دیا تو کیا مجھے دلیر اور طاقتور تسلیم کر لیا جائے گا کیا تم سب خود ہی میرا مضحکہ نہیں اڑاؤ گے کہ عظیم سردار نے ایک نرم و نازک لڑکی کو قتل کر کے اپنی سرداری کا بھرم قائم رکھا۔"

"رسم و رواج، قانون اور روایت اپنی جگہ مستحکم ہوتی ہیں شمران، اگر تو قبیلے والوں کی مخالفت نہیں چاہتا تو اس لڑکی کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دے، جس نے تجھے میان کے نام پر مبارزے کی دعوت دی ہے۔"

"گویا مجھے اس سے لڑنا پڑے گا؟"

"ہاں یہ ضروری ہے۔"

"تو ٹھیک ہے لیکن ایک بات میں تم سب کے سامنے کہہ دیتا ہوں۔ بزرگو، عقابوں کے مسکن میں رہنے والو، میں اس لڑکی کو مبارزے میں قتل نہیں کروں گا بلکہ اسے شکست دے کر اپنی غلامی میں شامل کر لوں گا اور اس وقت یہ مکمل طور پر میری ملکیت ہوگی۔ بغیر کسی کی رضامندی کے خواہ وہ اس کی ماں ہی کیوں نہ ہو اور پھر میں اس سے شادی نہیں کروں گا، بلکہ یہ صرف میری غلامی کرے گی اور اگر رسم و رواج کی اہمیت ہے تو ایک سردار کی زبان کی اہمیت بھی ہوتی ہے اور اس میں مخالفت کی گئی تو مخالفت کرنے والا ہر شخص دشمن تصور کیا جائے گا۔" کسی اور کے بولنے سے پہلے فوہا نے کہا۔ "تیری یہ شرط مجھے منظور ہے۔"

جب وہ چلی گئی تو شمران نے اپنا یہ دربار برخاست کر دیا اور اپنے سب دوستوں کو طلب کر لیا۔ لاگا بے شک حیران تھا لیکن شمران کی اس بے عزتی پر خوش بھی تھا، شمران نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ "اور تو مسکرا رہا ہے۔"

"تو پھر کیا کروں شمران، سرداری بھی کتنی بڑی مصیبت ہے، کیسے کیسے دلچسپ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، اب جبکہ پہاڑوں کی یہ رسمیں ہیں تو وہ تو تجھے نبھانی ہی ہوں گی۔"

"وہ میان کو سرداری کا منصب دینا چاہتی ہے۔ بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہے لاگا۔ کچھ بھی نہیں سمجھ پایا ہوں میں۔ کیا تو مجھے مشورہ دے سکتا ہے کہ کیا کروں؟"

"مبارزے کے میدان میں اس لڑکی کو شکست دے کر جیسا تو نے لوگوں کے سامنے کہا اسے اپنی غلامی میں لے لے۔"

"اور اس کے بعد اگر بستی والوں نے میرے اس اقدام کی مخالفت کی تو......؟ اب تو وہ کم بخت بھی روپوش ہو گئے ہیں جنہیں میں بستی والوں کی زبان بند کرنے کے لئے استعمال کر سکتا تھا خیر...... میں اس عجیب و غریب مشکل سے بھی نمٹنے کی کوشش کروں گا...... لیکن وہ لڑکی آستین کا سانپ ہی ثابت ہوئی البتہ ہے کتنی دلکش، کتنی حسین...... تو نے غور کیا لاگا؟"

"ہاں۔"

"ویسے بڑی عجیب سی بات ہے واقعی مجھ پر مشکلات کے اتنے دروازے کھل گئے ہیں کہ ...نوں نے مجھے بے سکون کر دیا ہے بھلا غور کر، کل کے دن مجھے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک لڑکی سے ...ارزہ کرنا پڑے گا میان لائی کی بیٹی سے............"

O......O......O

میان لائی کامیابی سے شمران کی گرفت سے نکل گیا۔ یہ اس کی ذہانت اور تجربہ تھا کہ اس ...ابتداء میں وہ راستے اختیار کر لئے جن پر سفر ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح وہ شمران کی بے پناہ ...شوں کے باوجود اس کے ہاتھ نہیں آسکا۔ کئی دن کے مسلسل سفر کے بعد اس نے ایک جگہ قیام ...ا۔ ہندان، ہیبان یہاں تک کہ ہیبان کی عمر رسیدہ بیوی نے بھی صاف کہہ دیا تھا کہ اب انہوں ...نے میان سے زندگی موت کے رشتے جوڑ لئے ہیں اور وہ جہاں بھی رہیں گے ساتھ رہیں گے۔ اس ...ے وہ خود فیصلہ کر لے کہ اسے کہاں قیام کرنا ہے۔ اس قیام میں میان نے ہیبان سے کہا۔

"بزرگ تمہیں سفر کی صعوبتیں اٹھاتے دیکھ کر مجھے شرمندگی اور افسوس ہوتا ہے اور معزز ...ز جنہوں نے میری شامہ کو اس دوران ماں جیسی محبت سے نوازا ہے۔ انہیں ناقابل عبور چٹانوں ...ڑھتے دیکھ کر میں بڑا شرمسار ہوتا ہوں۔ اب میں سوچتا ہوں کہ مجھے اپنا فیصلہ بدلنا پڑے گا۔"

"میان......... ہم سے بار بار نہ کہلوا کہ ہم تیرے بے دام غلام بن چکے ہیں۔ ہندان نے ...ے غداری کی نہ جانے کیوں اس نے ایسا کیا جبکہ ہمارے خمیر میں وفا ہے۔ مختصر یہ کہ ہم تیرے ...فیصلے کے حامی ہیں پورے خلوص اور دلی آمادگی کے ساتھ۔"

"اور جہاں تک شامہ سے میرے پیار کا تعلق ہے تو یہ شامہ کی ذاتی خوبیاں ہیں۔ وہ ہے ہی ...ر کے قابل......... اور تو میان ......تو وہ ہے جس نے ہمارے وجود میں زندگی اور ہماری ...کھوں میں روشنی برقرار رہنے دی ہے ورنہ آج ہم تنہا اور ویران ہوتے..........!" ہیبان کی ...ی نے کہا۔

میان نے مسکرا کر ہندان کو دیکھا اور پھر بولا۔ "بانہ میری تم سے درخواست ہے کہ میرے ...ت کو اس بدنما حوالے سے شرمندہ نہ کیا کرو۔ وہ میان تھا جس کے ساتھ کوئی واقعہ ہوا۔ اب ...ان نہیں ہندان کا بھائی اور تمہارا دوسرا بیٹا تمہارے ساتھ ہے۔ خیر...... تو ہندان یہاں سے میں ...تہ بدلنا چاہتا ہوں۔ اگر ہم سیدھے جانے کے بجائے اب بائیں سمت اختیار کریں تو آبادیوں کی ...ت نکل جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی آبادی میں داخل ہوں۔ وہاں کے سردار کو مظلومیت ...کوئی کہانی سنائیں اور وہاں بود و باش اختیار کر لیں۔ ہمیں اپنے فرضی نام بھی تجویز کر لینے چاہئیں ...بہتر ہے۔"

"میں ایک بات کہوں میان.........!" ہندان نے کہا۔

"ہاں۔ تیرے ذہن میں کوئی اور تجویز ہو تو بے تکان کہہ.........."

"وہ بستی باگ کیوں نہ ہو۔"

"تو بھی یہی کہہ رہا ہے ہندان۔" میان کی آواز میں کرب تھا۔

"بس نہ جانے کیوں یہ میرے دل میں ہے۔"

"میان بے شک مرچکا ہے لیکن اس کی لاش کی تذلیل نہ ہو تو بہتر ہے۔ میں نے فیصلہ کیا تھا کہ باگ جاؤں گا لیکن وقت کو یہ فیصلہ منظور نہ تھا۔ اب میں شہ بدان کے قدموں میں پناہ مانگنے جاؤں گا۔ اس کے پاس جسے میں نے اپنی بستی سے نکال دیا تھا۔ مجھے ہزار بار قتل کرا سے یوں ذلیل ہونے کے لئے نہ کہہ میرے دوست۔"

"نہیں میان۔ ٹھیک ہے۔ اب دوبارہ یہ نہ کہوں گا۔"

"ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم کسی اجنبی بستی میں جائیں۔ اتنی دور' جہاں کے سردار بھی تصور رانہ آئے ہوں۔ مجھے تو یہ خوف رہتا ہے کہ بستیوں میں میرے شناسا سردار نہ ہوں۔"

"ہم ایسی ہی بستیوں کی تلاش میں سفر کریں گے!" ہندان نے کہا۔

سفر جاری ہوگیا۔ راستے بدل گئے۔ سرسبز و شاداب وادیاں' ہولناک پہاڑ' ناقابل عبور کھائیاں' وحشت ناک دلدلیں' لیکن وہ اس ماحول سے اجنبی نہیں تھے۔ قدرت نے انہیں ہمت و قوت بخشی تھی۔ وہ اب ان صعوبتوں کے عادی ہونے لگے تھے۔ راستے میں کئی آبادیاں نظر آئیں۔ خشقہ' کدورا اور بھمانہ۔ سب کی سب شناسا اور وہ راستے بدلتے رہے۔ جہاں سے خوراک کے ذخائر حاصل ہوتے وہاں سے یہ ذخیرے حاصل کرلئے جاتے۔ پانی جمع کرلیا جاتا۔ اب وہ جن علاقوں میں سفر کررہے تھے ان کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ یوں طویل وقت گزر گیا تب وہ ایک انوکھی وادی میں داخل ہوئے کہ آس پاس کوئی دریا تھا جس سے پانی کی شرر شرر کی آواز ابھر رہی تھی۔ چونکہ رات ہوچکی تھی اس لئے آس پاس کا ماحول تاریکی میں روپوش ہوگیا تھا.........! قیام کے لئے ایک مناسب جگہ دریافت کرلی گئی۔ ہندان نے کہا۔

"کوئی دریا قریب موجود ہے۔ ہم یہاں سے پانی بھی حاصل کریں گے اور اگر مل گئیں تو مچھلیاں بھی۔"

صبح روشن ہوئی تو وہ چاروں طرف نگاہیں دوڑانے لگے۔ پھر مشرق کی سمت انہوں نے پانی کے ریلے کو سفر کرتے ہوئے دیکھا لیکن نہایت حیران ہوئے کہ وہاں دریائی ختم نہیں تھا' پانی سپاٹ زمین پر بے تحاشا بہہ رہا تھا اور اس میں خس و خاشاک الجھے ہوئے تھے۔ وہ تعجب سے اس انوکھے دریا کو دیکھنے لگے۔ تب ہیبان نے خوب غور کرکے کہا۔

"شاید کسی دریا نے رخ بدل دیا ہے اور میدانوں میں بہہ نکلا ہے۔"

"عظیم آقا...... وہ دیکھو...... کوئی لاش ہے۔" ہنگا نے اشارہ کیا اور سب اس طرف دیکھنے لگے۔ پھر سب تیزی سے اس طرف بڑھ گئے۔

"ارے وہ دیکھو۔ اور بھی لاشیں ہیں۔ آہ پانی میں تو ایسی کئی لاشیں بہتی نظر آرہی ہیں۔ روشنی والے کی قسم قرب و جوار کی کسی آبادی میں کوئی بدترین سانحہ ہوا ہے۔"

جس لاش کی طرف ہنگا نے اشارہ کیا تھا وہ پتھروں میں الجھی ہوئی تھی۔ وہ اس کے قریب پہنچے تو ایک اور حیرت نے ان کا استقبال کیا۔ لاش کے جسم پر جو لباس تھا وہ مقامی باشندوں جیسا نہیں تھا بلکہ یہ پہاڑ پار کے رہنے والوں کا لباس تھا جن کی آمد ان علاقوں میں ممنوع تھی۔

"یہ پہاڑی باشندہ نہیں ہے۔"

"بڑی انوکھی بات ہے۔ اوہو وہ چند لاشیں اور ہیں' آؤ انہیں دیکھیں۔ آہ نہ جانے کیا ہوا

ہے؟" انہیں بہت سی لاشیں نظر آئیں اور وہ تبصرہ کرتے رہے پھر میان نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں پانی کی آمد کے راستے پر سفر کرنا چاہئے۔ اس طرح حقیقت معلوم ہوگی۔"

"چلو.........!" ہیبان نے بھی آمادگی ظاہر کی اور سب اس سمت چل پڑے جدھر سے دریا بہتا آرہا تھا۔

جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے یہ خیال پختہ ہوتا جارہا تھا کہ پہاڑوں کی کوئی آبادی کسی اچانک حادثے کا شکار ہوئی ہے لیکن جو لاشیں نظر آئی تھیں ان میں حیران کن بات یہ تھی کہ کچھ پہاڑی لوگ بیشک تھے لیکن باقی اجنبی دنیا کے لوگ تھے۔ پانی مسلسل سپاٹ میدانوں سے گزر رہا تھا اور اس میں جابجا لاشیں نظر آرہی تھیں۔

ہیبان نے کہا۔ "ان کے چہروں کے نقوش' ان کے لباس بتاتے ہیں کہ یہ پہاڑوں کے باشندے نہیں ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ بیرونی لوگوں کا کوئی گروہ کسی طرح پہاڑوں میں داخل ہوا اور اس حادثے کا شکار ہوگیا۔"

"تم نے کبھی بیرونی لوگوں کو دیکھا ہے بانہ۔" میان لائی نے ہیبان سے پوچھا۔

"ہاں....... بہت پرانی بات ہے۔ میں بستی زلاویہ گیا تھا جہاں میرا بھائی رہتا تھا۔ زلاویہ کے مشرقی پہاڑ بیرونی دنیا کی سرحدوں کے پاس ہیں وہاں سے پہاڑ پار کے لوگوں کا ایک گروہ اندر داخل ہوا اور زلاویہ والوں کو اس کا پتہ چل گیا۔ آنے والے آگ برسانے والے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ خوفناک معرکے ہوئے اور بالآخر انہیں ہلاک کردیا گیا۔ لیکن ان کے ہتھیاروں سے زلاویہ کے اسّی جوان ہلاک ہوئے تھے۔"

"یہ پہاڑ پار کے لوگ کیا ہوتے ہیں بابا ہیبان۔" شامہ نے معصومیت سے پوچھا۔

"ہمارے ان پہاڑوں کے دوسری طرف بھی آبادیاں ہیں۔ چالاک لوگوں کی آبادیاں وہ بہت شاطر اور جنگجو لوگ ہوتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ان پہاڑوں پر قبضہ کرلیں۔ ہم سے ہمارا سب کچھ چھین لیں اور ہمیں غلام بنالیں۔"

"اوہ تب تو وہ بہت بُرے لوگ ہیں۔"

"ہاں......بے حد بُرے۔ اسی لئے پہاڑ والے انہیں زندہ نہیں چھوڑتے۔" ہیبان نے کہا۔

"وہ......وہ........" اچانک ہندان نے ایک طرف اشارہ کیا اور سب اس طرف دیکھنے لگے۔ ایک بلندی پر کچھ لوگ نظر آرہے تھے۔ یہ سب ان کا جائزہ لینے لگے۔ تب ہنگا نے کہا۔

"روشنی والے کی قسم.........یہ مقامی لوگ ہی ہیں۔"

"کیا ہم ادھر چلیں........؟" میان نے پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ ہم ان سے صورتحال معلوم کریں گے۔" اس کے بعد انہوں نے رفتار تیز کردی مگر اب انہوں نے سمت بدل دی تھی۔ وہ بلندیوں پر چل رہے تھے اور انہیں بخوبی اندازہ ہوگیا تھا کہ پانی ان بلندیوں کے لئے بے ضرر ہے وہ صرف گہرائیوں میں بہہ رہا ہے پھر انہیں ایک عظیم آبادی نظر آئی اور وہ اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ یہ شاید پہاڑوں کی سب سے خوبصورت

آبادی تھی۔ لیکن کچھ آبادی گہرائیوں میں بھی تھی اور وہ اب فنا ہو چکی تھی۔

پھر وہاں کے لوگوں نے بھی انہیں دیکھ لیا۔ لیکن بے تعلق رہے وہ سب اس آفت کا شکار تھے یہ سب ان کے پاس پہنچ گئے۔ میاں لائی نے ایک بوڑھے شخص کو تاکا جو افسردہ سا ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

"ہم تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں بابا۔" میاں نے کہا اور بوڑھا چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔ پھر پوچھا۔ "کون ہو تم لاسیہ کے رہنے والے تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"اس بستی کا نام لاسیہ ہے۔" میاں نے کہا۔

"آہ.........گویا میرا خیال ٹھیک ہے۔ تم لاسیہ کے باشندے نہیں ہو۔"

"ہاں.......ہم دور سے آئے ہیں۔"

"کہاں سے.........؟"

"عقابوں کے مسکن سے۔"

"کیا یہ یہاں سے بہت دور ہے.........؟"

"ہاں بہت دور۔" میاں نے جواب دیا۔

"شاید اس لئے ہم نے کبھی اس کا نام نہیں سنا' لیکن عزیزو! تم یہاں اس طوفان میں کیسے آپھنسے.........؟"

"خانماں برباد ہو کر' ہمیں ہماری بستی کے سردار نے نکال دیا ہے۔" میاں نے جواب دیا۔

"لیکن تمہاری بد نصیبی ہی تمہیں ادھر لے آئی ہے یہ خود ایک آفت زدہ آبادی ہے اور اچانک ہم پر یہ افتاد پڑی ہے' نجانے کیا ہوا آسمانوں سے قہر نازل ہوا اور وہ جو الاتوشیہ کے پجاری تھے اب کچھ نہیں کہتے' ہم بوڑھوں کو تو بے وقوف ہی سمجھا جاتا ہے انسان کتنا آسائش پسند ہے کوئی اسے جینے کے آسان راستے دے دے تو اسی کا ہم نوا ہو جاتا ہے ارے میں کہتا ہوں کہاں ہے اب وہ الاتوشیہ کیوں خاموش بیٹھی ہوئی ہے وہ برکتوں کی دیوی' کتنے مر گئے' آبادی کی آبادی ڈوب گئی اور اس کے اپنے آدمی تو بے شک مرے ہیں لیکن ہمارے بھی تو بہت سے گھر فنا ہو گئے' اب کیا کہیں گے الاتوشیہ کے پجاری.........؟"

میاں اور دوسرے لوگ بغور بوڑھے شخص کی باتیں سن رہے تھے۔ اس نے کہا۔

"میرے دونوں بیٹے پانی میں بہہ گئے' بیوی اور بچے سب....... میں نصیبوں کا مارا نجانے کیوں کسی کام سے بلندیوں کی جانب آ گیا تھا' اس بڑھاپے میں تنہا رہ جانے کے لئے' میں تو دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ سب برکتوں کی دیوی کی نحوست ہے' کیا اچھا کیا اس نے ہمارے لئے میں پوچھتا ہوں اس نے کیا اچھا کیا۔"

"مجھے بے حد افسوس ہے بابا کہ آپ اپنے بچوں اور اپنے گھر سے محروم ہو گئے' لیکن چونکہ ہم عقابوں کے مسکن کے رہنے والے ہیں اور بد نصیبی کا شکار ہو کر یہاں تک پہنچے ہیں۔"

"تم کیا سمجھتے ہو' کیا ہم بد نصیبی کا شکار نہیں ہوئے۔" بوڑھا شخص بولا۔ "ہماری اچھی خاصی آباد تھی یہ بستی۔ لوگ جی رہے تھے روشنی والے کے دیئے ہوئے وسائل سے" "تو پھر یوں ہوا کہ الاتوشیہ آ گئی' برکتوں کے پہاڑ سے سبز رنگ کی روشنی پھوٹی اور سب اس روشنی کے غلام

ہو گئے' اس نے کہا میں تمہارے لئے برکتیں لائی ہوں اور لوہے کے پرندے زمین پر اترنے لگے اور ان کے پیٹ سے ضرورت کی چیزیں برآمد ہوئیں تو بس زرتوش بھی دیوانہ ہو گیا اور الاتوشیہ کے پجاریوں میں شامل ہو گیا۔ پھر اس نے یہاں بستیاں بسائیں' لوہے کے پرندے آتے جاتے رہے اور سب کے سب عیش و عشرت کے غلام ہو گئے' لیکن روشنی والے نے دیکھا کہ جب برائیاں عروج پر پہنچیں گی تو میں اپنی کوشش کروں گا' اور بالآخر پانی کے رخ بدل گئے اور دیکھو بستیاں کیسی جھیل بن گئیں' الاتوشیہ نے یہ ہی برکتیں نازل کی ہیں کیا.........؟"

"تو کیا.........یہاں الاتوشیہ کی حکومت ہے اور زرتوش کون ہے؟"

"لاسیہ کا سردار تھا کبھی' لیکن برکتوں کا غلام ہو گیا اور یہی برکتیں نازل ہوئیں ہیں کیا۔ میں کہتا ہوں ٹوٹے جھونپڑے اتنے پُر سکون نہیں تھے کیا خرابی تھی' ہم اناج کی کاشت کرتے تھے' باغ لگائے ہوئے تھے ہم نے۔ کیا ضرورت تھی مزید چیزوں کی۔ کیا پہاڑوں کے قانون میں اس بات کی گنجائش تھی کہ باہر سے آنے والوں کو جگہ دی جائے' مگر آہنی پرندے والوں کو اس طرح سر جھکا کر خوش آمدید کہا جاتا تھا جیسے وہ روشنی والے کے فرستادے ہوں الاتوشیہ کو سب کچھ سمجھ لیا گیا تھا' اب بچا نہیں لیا اس نے۔"

بات کافی حد تک سمجھ میں آ گئی تھی میاں نے کہا۔ "بابا کیا ہمیں یہاں پناہ مل سکتی ہے......؟"

"جب یہاں کے رہنے والوں کو پناہ نہیں مل رہی تو کسی اور کو کیا مل سکتی ہے' لیکن اب تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے' سبز روشنی غائب ہے۔ کوئی پیغام نہیں ملا بستی والوں کو اور برکتوں کی دیوی خاموش ہے دیکھو مصیبتوں کا آغاز برکتوں کے پہاڑ سے ہی شروع ہوا اور ذرا دیکھ لو آبادی کی آبادی جھیل بن گئی کیا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے' اب دریا خشک ہو جائے گا اور میدانوں میں پانی بہے گا' بہہ رہا ہے' آہ میرے دونوں بیٹے۔" بوڑھا اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا' وہ سخت غمزدہ دکھائی دیتا تھا۔

میاں نے بیسان کو اور بیسان نے ہندان کو دیکھا' وہ سب حیران تھے میاں نے کہا۔ "روشنی والے کی قسم' یہ تو بڑی ہی انوکھی کہانی ہے' وہ کہتا ہے کہ الاتوشیہ نامی کوئی عورت بیرونی دنیا سے یہاں آئی اور اس نے یہاں کے سردار زرتوش کو اپنا غلام بنا لیا اور پھر یہاں اس کے نام کا بول بالا ہو گیا' لیکن اچانک ہی یہ طوفان نازل ہوا تاہم اس افراتفری میں ہمیں ایک فائدہ ضرور حاصل ہو گا' وہ یہ کہ ہم بھی یہاں سر چھپا سکتے ہیں۔ آؤ کوئی بہتر جگہ تلاش کریں یوں لگتا ہے جیسے یہ پریشان حال لوگ ایک دوسرے سے بے نیاز ہو کر اپنی ہی پریشانیوں میں گرفتار ہیں۔ خیر ہم کبھی کوئی کوستہ ہی بنا سکتے ہیں' لیکن فی الحال ہمیں کوئی پناہ گاہ درکار ہے' آؤ آؤ کوئی بہتر پناہ گاہ تلاش کریں' یہ جگہ تو واقعی بڑی عجیب اور دلچسپ ہے چلو دیکھیں ذرا کیا صورتحال رہتی ہے یہاں۔"

اور یہ چھوٹا سا قافلہ آگے بڑھ گیا کہ ذرا مناسب جگہ تلاش کر کے وہاں پڑاؤ ڈال لیا جائے۔

○......○......○

لاگا کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قہقہے لگا رہا تھا اس نے کہا۔

"احمقو! کوئی بھی انسان تنہا آسمان کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسے مشیروں اور

ہمدردوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جب وہ تنہا رہ جاتا ہے تو مصیبتوں اور پریشانیوں کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ مجھے اس لڑکی کی ایک بات بے حد پسند آئی اور وہ بات یہ تھی کہ شمران سردار زادہ نہیں ہے' ارے وہ تو ایک بیوقوف سے آدمی ماہ لخت کا بیٹا ہے جو عقابوں کے مسکن میں گمنام زندگی گزار رہا ہے اور اس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ سو یہ بات سبھی جانتے ہیں اور کیا ہی دلچسپ بات کہی اس لڑکی فوہا نے چلو اور کچھ نہ سہی تو شمران کا یہ غرور تو ٹوٹا کہ وہ بہت بڑا سردار ہے اب میدان جنگ میں وہ ایک لڑکی سے مقابلہ کرے گا خیر وہ لڑکی اسے شکست تو کیا دے سکی گی' لیکن کیا شمران کے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام نہ ہوگا؟"

"حیرت کی بات تو یہ ہے لاگا کہ انہوں نے میان سے نفرت کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ علم ہونے کے بعد کہ میان اپنی حیثیت سے معزول ہو چکا ہے انہوں نے ادھر کا رخ کیا لیکن اچانک ہی ان کی زبان بدل گئی اس میں کیا راز ہے.........؟"

"پتہ نہیں' لیکن جانتے ہو میری دلی آرزو کیا ہے.........؟"

"کیا.........؟"

"آہ کاش کسی طرح شمران کو شکست ہو جائے اور جونہی ایسا ہوا میں اس لڑکی کو مبارغے کے لئے للکاروں گا بھلا ایک لڑکی سے مبارغہ بھی کوئی حیثیت رکھتا ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے' لیکن ایسی احمقانہ امیدوں کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہئے بھلا شمران ایک لڑکی سے شکست کھا جائے گا۔"

"احمق ہو' بیوقوف ہو میں اصل میں اسی سوچ میں گرفتار ہوں کہ ایسا کونسا ذریعہ ہو جس سے شمران کو شکست ہو جائے' خیر یہ معاملہ ہے بے حد دلچسپ اور اب وہ ذلیل انسان سوچوں میں ڈوبا ہوا جاگ رہا ہوگا۔ اسے خود بھی تمام حقیقتوں کا احساس ہوگا اور اب کس منہ سے وہ رات کی تاریکیوں میں لاگا کو طلب کر سکتا ہے اور اس سے پوچھ سکتا ہے کہ لاگا مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ارے احمق ہر مشکل میں لاگا ہی نے تیرا ساتھ دیا اور کبھی یہ نہ چاہا کہ اس کا صلہ تیرے بجائے لاگا کو ملے' خود غرض اور بیوقوف ہے وہ کہ دوستوں کی ہمدردی کھو بیٹھا۔"

لاگا کا خیال غلط نہیں تھا' شمران اپنے کوستے میں زخمی سانپ کی طرح بل کھا رہا تھا۔ وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں تصور کے ذریعے فوہا کو تول رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جن لڑکیوں کو اس نے اس اپاہج بوڑھے کے ساتھ برے حالوں دیکھا تھا' کیا ان میں سے کوئی کلہاڑا یا خنجر چلانے کی ہمت رکھتی ہے' بھلا کس بنیاد پر اس نے اسے مبارغے کے لئے للکارا ہے' کہیں کوئی پوشیدہ کارروائی تو نہیں ہو رہی۔ اور اسے برسوں پرانی روایت یاد آ گئی جب سارغہ کو دھوکا دے کر مبارغے کے میدان میں شکست دی گئی تھی۔ آہ سخت ہوشیاری کی ضرورت ہے' کھانا پینا ترک کر دینا چاہئے ہر اس شے سے محفوظ رہنا چاہئے جو نقصان پہنچا سکے اور یہ سب مناسب بات ہے۔ میں دھوکا نہیں کھاؤں گا اور یہ لاگا بدبخت اور میرے تمام دوست نہیں ایسے رازداروں کو زندہ رکھنا غیر مناسب ہوتا ہے جو ماضی کے ہر پہلو سے آشنا ہوں' یہ نہیں ہونا چاہئے' اپنا ماضی اپنے ہی علم میں رہے تو زیادہ بہتر ہے اور دوران جو کچھ کرتے رہے ہیں ہم لوگ اس کے شناسا چند ہی افراد ہیں اور لاگا تو ویسے بھی بے صلاحیت ہو کر رہ گیا ہے اسے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی اس بات سے کہ عقابوں کی

ری حاصل کرنے کے بعد ہمیں کون کون سی مشکلات سے گزرنا ہوگا۔ ٹھیک ہے لاگا تیری ے کے بھی بہت کم لمحات باقی ہیں۔ آہ کاش کرشانہ والے یہاں ہوتے تو میرے کس قدر مددگار ے لیکن ایک لڑکی سے مبارغہ لوگوں کو برسوں یاد رہے گا' ٹھیک ہے بس ذرا یہ مبارغہ جیت لوں ے بعد اپنے ہم نواؤں کو آواز دوں گا ان سے کہوں گا کہ عقابوں کے مسکن کے رہنے والو! میں سردار شمران تم سے مخاطب ہوں اور تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میں سے کون کون میری اری سے خوش ہے اور کون کون ناخوش اور جو مجھے سردار مان کر خوشدلی سے قبول کر رہا ہے وہ ے خاص آدمیوں میں شامل ہو جائے میں اسے اعزازات سے نوازوں گا' ان کے شاندار کوستے ہوں گے اور انہیں میرے ہر مفاد کے لئے کام کرنا ہوگا' کیونکہ ایک سردار کبھی تنہا اپنا بھرم نہیں رکھ سکتا' ایسے ہم نوا پیدا کر کے سب سے پہلے میں لاگا اور اس کے ساتھیوں کے قتل کا وں گا لیکن پھر وہی بات' کیا یہ شرمناک لمحات عقابوں کے مسکن والے بھول سکیں گے جب ایک لڑکی سے مبارغہ کرنا ہوگا لیکن خیر کوئی بات نہیں۔ ساری رات اسی بحرانی کیفیت میں گزر

پھر صبح کا اجالا نمودار ہوا اور شمران نے اپنی سوچوں کے مطابق باہر نکل کر اعلان کیا کہ بستی ایسے بزرگ فوراً کوستے کے سامنے پہنچ جائیں جن سے مشورہ طلب کیا جا سکتا ہے اور ایسے لوگ بھی جو شمران کی سرداری کے مخالف نہیں ہیں۔ شمران کو ان کی ضرورت ہے اور بہت ایسے تھے جنہیں میان سے کد تھی اور وہ شمران کی سرداری سے خوش تھے کہ ماحول تو بدلا اور تک شمران نے کوئی ایسا عمل کیا بھی نہیں تھا کہ جس سے عقابوں کے مسکن والوں کو شکایت اور وہ شمران کے مخالف ہو جاتے۔ سو بزرگ بھی بہت سے تھے جو شمران کے کوستے پر پہنچے اور نوجوان بھی جنہیں اس بات کی امید ہو چلی تھی کہ وہ شمران کے ساتھیوں میں شامل ہو جائیں

شمران اس تعداد کو دیکھ کر خوش ہوا اور اس نے کہا۔

"دوستو! ایک شیر دل اور طاقتور سردار کے لئے مبارغہ آرائی نہ تو نئی بات ہے اور نہ پریشانی اور تم نے دیکھا کہ میں نے مبارغے کے میدان میں میان لائی کو ایسی مکمل شکست چار کیا جس میں کسی کو شک و شبہ کا خیال نہ رہا لیکن حماقت یہ ہوئی مجھ سے کہ میں نے اس صرف اس خیال کے تحت میان کو قتل نہ کیا کہ بالآخر وہ میرا باپ ہے' افسوس یہ بات تو بعد ہی معلوم ہوئی اور مجھ پر حیرتوں کا غلبہ ہو گیا' جس کی بناء پر میں فوری طور پر یہ فیصلہ نہ کر میان کو قتل کر دیا جائے اور مجھے اس کے نقصانات سے دوچار ہونا پڑا' لیکن میں یہ سمجھتا میان کی بھی صورت میں مجھے نقصان پہنچانے کی اہلیت نہیں رکھتا اور اگر ایسا کبھی کسی ریعے سے ہوا تو میں تم لوگوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ میان کا حشر تمہاری توقع کے مطابق ہی لیکن آستین کے سانپوں نے جو میرے لئے مشکل پیدا کی ہے وہ اپنی جگہ ہے پریشان اس بات تا ہوں کہ مجھے مبارغہ کرنا ہوگا' سرداروں کی زندگی میں تو یہ سب کچھ ہوتا ہی رہتا ہے' ہے کہ ایک لڑکی میرے مقابلے پر آئے گی اور مجھے اس بات کا ہمیشہ دکھ رہے گا' بزرگو! اور یہ پوچھتا ہوں کہ کیا پہاڑوں کی رسموں میں کسی لڑکی سے مبارغہ آرائی جائز ہے مجھے صحیح

مشورہ دو۔" بزرگوں نے کہا۔ "یہ بھی سچائی ہے کہ شاید پہاڑوں کی تاریخ میں ابھی تک ایسا کوئی واقعہ نہیں پیش آیا کہ کسی نازک صنف نے کسی طاقتور سردار سے مبارغہ طلب کیا ہو لیکن یہ بات مسلم ہے کہ عورت کو بعض حالات میں وہ مقام حاصل ہے کہ وہ مبارغہ طلب کر سکتی ہے' اور ہم لوگ بھی یہی مشورہ کرتے رہے ہیں' لیکن شمران تجھے اس کا حق حاصل ہے کہ لڑکی کو شکست دے کر اسے اپنی کنیزوں میں شامل کر سکتا ہے یہ بات بھی ہم نے مشترکہ طور پر ہی طے کی ہے اور بھلا اس میں فکر مندی کی کیا بات ہے تیرا طاقتور ہاتھ اگر اس کے رخسار پر بھی پڑ جائے تو وہ گر کر بے ہوش ہو جائے گی۔ ٹھیک ہے وہ سردار زادی ہے اس مبارغے کا حق حاصل ہے لیکن تو اس بات سے بالکل بے فکر رہ کہ تجھے کسی شرمندگی کا سامنا کرنا ہوگا۔ مبارغہ تو نے طلب نہیں کیا ہے تو اسی احمق لڑکی کے ذہن کی پیداوار ہے' ہمارے خیال میں تو اس سے صرف اور صرف مبارغہ کر اور اسے شکست دے دے پھر کوئی تیرا مخالف نہ رہے گا اس بات پر کہ تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے کہ مفتوحین کے ساتھ ہر سلوک جائز تصور کیا جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے بزرگو! میں تمہارے حکم کی تعمیل میں مبارغے کے میدان میں جانے کے لئے تیاری کرتا ہوں۔" شمران نے لاچاری سے کہا۔ بات واقعی کچھ نہ تھی اور بس یونہی اسے احساس ہو رہا تھا کہ اسے عورت سے جنگ کرنا پڑے گی وہ دل ہی دل میں ہنس بھی رہا تھا' لوگوں کے منتشر ہونے کے بعد اس نے وہ طریقہ کار منتخب کیا جس کے تحت فوہا کو شکست دی جا سکتی تھی۔ اس نے یہ طے کیا کہ فوہا کو زخمی نہیں کرے گا' بس اسے اس کے گھوڑے سے گرا دے گا اور اس کے ہاتھوں سے تمام ہتھیار چھین کر اس کے سینے پر اپنا پاؤں رکھ دے گا اور اپنے کلہاڑے کی دھار اس کی پیشانی پر تاکہ لوگ یہ مان لیں کہ وہ مقتولہ ہے بس اس کے بعد اسے اٹھائے گا اور اسے اپنے کوتے میں پہنچا دے گا۔ پھر اس کے بعد اس کے ساتھ دشمن کی بیٹی جیسا سلوک کیا جائے گا۔

ادھر مبارغے کے میدان میں لوگ جمع ہو رہے تھے اور آپس میں ہنسی مذاق بھی کرتے جا رہے تھے کہ آج ایک نئی قسم کا مبارغہ انہیں دیکھنے کو ملے گا۔

ادھر باتو' فوہا اور دوسری لڑکیوں کو یہ سمجھا رہا تھا کہ شمران کے ساتھ مقابلے میں انہیں کیا کرنا ہے۔ اس نے باقی لڑکیوں سے بھی تیار ہونے کے لئے کہا تھا اور اس کے کوتے کے سامنے گھوڑے وغیرہ پوری طرح تیار تھے۔ باتو نے خود انہیں اپنے ہاتھوں سے کسا تھا بظاہر تو یہ گھوڑے ایک ایسی گاڑی میں جت کر آئے تھے جو چند بے بس اور معصوم خواتین کو گھسیٹ رہی تھی' لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان گھوڑوں کی طاقت کیا ہے اور پہاڑوں میں جو خوفناک ڈاکوؤں کی کہانیاں گردش کرتی رہی ہیں وہ انہیں گھوڑوں کی بدولت اور ان پر موجود سواروں کا کارنامہ ہیں۔

غرضیکہ جوں جوں سورج بلند ہو رہا تھا عقابوں کے مسکن میں ہیجان برپا ہوتا جا رہا تھا۔ ہر مرد و زن اپنے اپنے بچوں کو سنبھالے ہوئے مبارغے کے میدان میں اپنے لئے جگہ بنا رہے تھے۔ پورا میدان بھر چکا تھا۔ بس ایک راستہ چھوڑا گیا تھا جہاں سے مبارغے والوں کو آنا تھا۔ پھر لوگوں نے شمران کو دیکھا جو بڑی شان کے ساتھ ہتھیار سجائے آ رہا تھا اور لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے۔

O......O......O

زربدان اشک آلود آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی۔ لیزا بدستور اس سے لپٹی ہوئی تھی۔

بمشکل اس نے کہا۔

"آنٹی........ انکل ٹھیک کہتے ہیں یہ دنیا آپ کے لئے بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد ہم جس زندگی کا آغاز کریں گے وہ بے آسائش اور سخت کٹھن ہوگی' تقدیر نے یہ بہترین موقع دیا ہے جو دوبارہ نہیں ملے گا۔ آنٹی میرا بھی یہی مشورہ ہے آپ لوگ۔"

"نہیں زربدان........ اب رہنے دو' میں تمہارے جذبات بھی سمجھتا ہوں اور لیزا کے بھی۔ یہ سچ ہے کہ تم ہماری مشکلات کا احساس کر کے ہمیں بھیجنا چاہتی ہو اور لیزا اپنی ماما کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں رکنا چاہتی ہے میں اسے جانتا ہوں' یہاں وہ تمہارے ساتھ صعوبتیں اٹھا لے گی اور کچھ عرصہ جی لے گی لیکن یہاں سے جا کر شاید وہ کچھ دن بھی نہ جی سکے........ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔"

زربدان نے لیزا کو دیکھا...... پھر اسے سینے سے بھینچ لیا۔ پھر اس آخری ہیلی کاپٹر کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ زربدان انہیں واپس لے گئی اس نے انہیں آرام کی جگہ بتائی۔ رات کو سب یکجا ہو گئے۔ آسٹر نے مسکرا کر کہا۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہے زربدان.........؟" زربدان نے مسرور نظروں سے آسٹر کو دیکھا اور بولی۔

"انکل........ یہ رات میرے لئے زندگی کی سب سے کالی رات ہوتی' جب میں آپ سے جدائی کا یقین کر لیتی۔"

"اور تم ہمارے بارے میں کیا سمجھتی ہو۔"

"بالکل وہی جو ہے لیکن مجھے خوشی ہے کہ اب آپ یہ پوچھتے ہیں ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"بے شک....... اس کے بعد یہ مشترکہ مشن ہے۔"

"انکل........ میں انسانوں کے لئے اتنی بے درد نہیں ہوں نہ ہی قتل و غارتگری کی رسیا' لیکن اب بھی یہی کہوں گی کہ میرے دل میں آپ نے میرے دیس کی محبت بسائی ہے۔ غاصبوں کو دیکھ کر میں خود پر قابو نہ پا سکی اور میں نے برائی کو فنا کر دیا۔ اب میں یہ سارا نظام تباہ کروں گی اس کے بعد زرتوش کو غیرت دلا کر دوبارہ یہاں کا سردار بنا دوں گی۔ پھر اپنا مشن لے کر نکل پڑوں گی اب میری زندگی کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ میں اپنے ماں باپ کی آغوش تلاش کروں اب تو مجھے ان پہاڑی قبیلوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ اگر وہ پہاڑ پار کے لوگوں کے خوفناک ارادوں سے بچنا چاہتے ہیں تو یکجہتی پیدا کریں۔ ایک دوسرے سے دشمنی چھوڑ کر دشمن کے خلاف حصار قائم کریں۔ بیرونی دنیا سے ملی ہوئی سرحدوں کو مضبوط کر کے ان کا مشترکہ تحفظ کریں۔ یہ کام کرنا چاہتی ہوں میں۔"

"بے شک سرزمین وطن بھی ماں باپ سے کم نہیں ہوتی۔" آسٹر نے کہا۔ پھر بولا۔ "ٹھیک ہے زربدان اس مشکل مقصد میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔"

پھر تنہائی میں فلیش نے کہا۔ "مجھے تم سے بہت سی شکایتیں ہیں زربدان۔" زربدان اسے دیکھ کر محبت سے مسکرائی پھر بولی۔ "مجھے بتا دو فلیش........ دل میں نہ رکھو۔"

"کبھی تو تم مجھ سے اس قدر بے اعتنائی برتتی ہو کہ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری کوئی حیثیت ہی نہ...... اور"

"اور..........!" زربدان نے پُر محبت لہجے میں کہا۔

"اور کبھی سب کی واپسی کا بندوبست کر کے کہتی ہو کہ نہیں فلیش نہیں جائیں گے۔"

"میری کونسی بے اعتنائی کے شاکی ہو..........؟"

"روزاکیب نے جب تم سے اپنے ساتھ چلنے کی فرمائش کی تو تم نے مجھے مشورہ کرنے والی نگاہوں سے بھی نہیں دیکھا۔"

"اور..........؟"

"اپنے اس خطرناک کام کے لئے تم نے میرے بجائے مسٹر آسٹر اور روزال کا انتخاب کیا۔"

"اور.........." زربدان محبوبیت سے بولی۔

"مجھے جواب دو۔"

"روزاکیب نے اس مقصد کے لئے میرا نام لیا تھا۔ اس پورے گروہ میں ہم دو ہی تھے جنہیں منتخب کیا جا سکتا تھا۔ مجھے خوف ہوا کہ میری ہچکچاہٹ محسوس کر کے کہیں وہ تمہارا انتخاب نہ کر لے اگر تم انکار کر دیتے تو دوسرے تمہیں بزدل سمجھتے۔ تیار ہو جاتے تو میں اس خوف کی سولی پر چڑھ جاتی کہ تمہاری زندگی خطرے میں نہ پڑ جائے۔ اس لئے میں نے تمہاری طرف دیکھنا بھی پسند نہ کیا۔"

فلیش کے ہونٹ کھلے مگر کچھ کہے بغیر بند ہو گئے۔

"میرا مشن بے حد خطرناک تھا۔ ناکامی کا ایک لمحہ ہمیں ان خطرناک لوگوں کا نشانہ بنا دیتا۔ انکل تجربہ کار تھے اور روزال نڈر اور اس مقصد کے لئے جان دینے کا خواہاں میں وہاں خود غرض ہو گئی اور میں نے تمہاری زندگی کا خطرہ مول لینا مناسب نہ سمجھا فلیش.......ہاں.......ان دونوں مرحلوں سے کامیابی سے گزرنے کے بعد جب میں نے مستقبل کا فیصلہ کیا تو تمہیں خود سے دور نہ ہونے دیا اور یہاں بھی اعتماد سے کام لیا۔"

فلیش کے چہرے کا سکون بتا تا تھا کہ زربدان کی باتوں سے اسے اطمینان حاصل ہو گیا ہے اور اب وہ مطمئن ہے تاہم اس نے مسکراتی نگاہوں سے زربدان کو دیکھ کر کہا۔

"مجھے یہ بتاؤ زربدان کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں تمہاری سوچوں میں اس قدر گہرائی کہاں سے آ گئی..........؟"

سوال محبت آمیز اور تعریفی تھا لیکن زربدان کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھا گئی' چند لمحات غور کرنے کے بعد اس نے کہا۔

"فلیش میری زندگی سے متعلق جو کہانی مجھے سنائی گئی وہ بہت انوکھی اور اس دنیا سے بالکل مختلف تھی جہاں میں رہتی تھی اصل میں انکل آسٹر اور آنٹی لیزا غیر معمولی طور پر فرشتہ صفت ہیں ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں اور میں نہایت اعتماد سے یہ بات کہہ سکتی ہوں کہ کوئی بھی ماں باپ اپنی چہیتی اولاد کو پرورش کرنے میں جو جدوجہد کر سکتے ہیں انکل اور آنٹی نے بھی اس میں کہیں کمی نہیں چھوڑی....... لیکن اپنی فطری شرافت سے کام لے کر انہوں نے مجھ سے میرا ماضی یا یہ کہنا چاہئے کہ میری اصلیت نہ چھینی.......... انہوں نے مجھے شہ بدان کی ملکیت سمجھ کر پرورش کی' روزال کے ذریعے مجھے اس دیس کے بارے میں اتنا کچھ بتایا گیا کہ اس کی محبت میرے خون کے ذرے

میں بس گئی اور پھر عمر کی اس حد تک پہنچنے کے بعد وہ لوگ مجھے میری دنیا میں واپس پہنچانے لئے میرے ساتھ آئے' یہ ایک انتہائی غیر معمولی انسانیت تھی البتہ جب حواس کے عالم میں اپنی اصلیت معلوم ہوئی تو بڑے عجیب سے احساسات سے گزرنا پڑا اور میں یہ سوچنے لگی کہ کاندھوں پر ایک اہم ذمے داری ہے' یہاں آنے کے بعد شانگ کی مملکت دیکھ کر میرے دل مٹی کی محبت جاگی اور ماں باپ سے ملنے کی وہ شدت کسی قدر کم ہو گئی جو مجھ پر طاری تھی۔ تم ایک فطری عمل کہہ لو کہ میری سوچوں کا رخ اس جانب تبدیل ہو گیا اور اب میں نہایت محتاط زمیں اپنا ہر قدم رکھتی ہوں' فلیش شاید میں اس قدر بے باک نہیں ہوں' لیکن تمہارے سلسلے میں نے زندگی میں پہلی اور آخری جذباتی لغزش کی ہے اور سادگی سے جو بات میرے دل میں گھر ہے وہ تمہیں بتا دی ہے اس احساس سے بے نیاز ہو کر کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے مستقبل واضح تصور میرے ذہن میں نہیں ہے۔ بس ایک عمل سے گزر رہی ہوں اور اسی پر چل رہی ہا۔"

"مجھے تمہاری ہر بات تسلیم ہے زربدان۔" فلیش نے کہا۔

"خیر' اب ہم بہت زیادہ وقت نہیں ضائع کریں گے میں کسی دوسرے فرد کے لئے اس ماحول نہیں چھوڑنا چاہتی تمہیں میرے ساتھ اس تمام سسٹم کو تباہ کرنا ہو گا جس نے یہاں ان معصوم لوں کے ذہنوں کو غلام بنا رکھا ہے میں اپنے کام کا آغاز کرنا چاہتی ہوں۔"

فلیش نے سینے پر ہاتھ رکھ کر گردن خم کر دی' زربدان اور فلیش دوسرے امور میں مصروف تھے اور باقی لوگ آرام کر رہے تھے۔

تب ایک صبح الاتوشیہ نے بستی کے لوگوں کو یکجا کر لیا' جو باقی بچ گئے تھے وہ سہمی سہمی زندگی ر رہے تھے۔ الاتوشیہ نے خصوصاً زرتوثر کو مخاطب کیا اور کہا۔

"لاسیہ کے سردار' میں الاتوشیہ تم لوگ سے مخاطب ہوں' بستی کے لوگو پہاڑ والو! میں نے ایک طویل آزمائش سے گزارا ہے اور بہت دکھ بھرے احساس رکھتی ہوں تمہارے لئے' نے تو ان پہاڑوں کے بارے میں یہ سنا تھا کہ پہاڑوں کے مکین کسی طرح بیرونی لوگوں کو ت نہیں کرتے' وہ غیور ہیں وہ اپنے وطن کی زمین کا سودا کسی بھی طاقت سے نہیں کرتے' افسوس میرا تجربہ غلط ثابت ہوا تم تو اپنی زمین بیچ دینے والوں میں سے ہو' الاتوشیہ تمہارے کتیں لے کر آئی اور تم نے برکتوں کے نام پر غلامی قبول کر لی' کیا یہ سب کچھ مناسب تھا' میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ کیا پہاڑیوں کے سربلند اس طرح طاقت کے سامنے سر کرتے ہیں کیا انہیں اپنی روایات کا خیال نہیں آتا۔ یہ تو بہت ہی شرم کی بات ہے' بستی والو! صرف تعیشات کے ہاتھوں بک گئے اپنی روایات کا کچھ خیال نہ کیا تم نے.......... میں تم پر بھیجتی ہوں اور کہتی ہوں کہ تم اس قدر خوددار اور غیور نہیں ہو جتنا تمہارے بارے میں ے اور یہ بھی پیشگوئی کرتی ہوں میں کہ آج صرف اس علاقے پر الاتوشیہ کی طاقت کا قبضہ لیکن آنے والا کل ان تمام پہاڑوں پر بیرونی لوگوں کی مملکت قائم کر دے گا۔ تمہاری بیرونی لوگوں کے لئے کھلونا ہوں گی اور تم صرف ان کی غلامی کرو گے' تمہارے اندر غیرت کا کوئی جذبہ نہیں ہے۔"

وہ سب حیرت سے منہ کھولے الاتوشیہ' برکت کی دیوی آسمان زادی کی باتیں سن رہے تھے۔ آج کی باتیں تو بڑی انوکھی تھیں اور ایک لمحے میں ان باتوں نے ان کی سوچ کے دھارے بدل دیئے تھے' وہ شدید حیران تھے۔ زربدان نے الاتوشیہ کی آواز میں کہا۔

"اگر اب بھی تمہارے اندر غیرت کا کوئی ذرہ باقی ہے تو الاتوشیہ کے ہر نشان کو مٹادو۔ اس پورے ماحول کو فنا کردو جس نے تمہیں غلامی میں جکڑ لیا تھا' تمہاری زمینیں زرخیز ہیں' تمہارے بدن مضبوط ہیں تم ان زمینوں سے اپنی کھیتیاں اگا سکتے ہو' اپنے ہاتھوں سے عمل کرکے اپنی برتری قائم کرسکتے ہو اور اگر یہ بھی نہ کرسکو تو پھر اپنی عورتوں کو خوب سجا کر آہنی پرندوں کے پیٹ میں بیٹھ کر آنے والوں کے لئے تیار کردو تاکہ وہ انہیں اپنی کنیزیں بنالیں' تم پر لعنت ہو۔"

اور ان الفاظ نے آگ لگادی' وہ یہ سوچنے سمجھنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کرسکے کہ خود الاتوشیہ نے اپنے خلاف یہ محاذ کیسے قائم کیا ہے۔ بس ہر شخص جنونی ہوگیا اور خود زرتوش بھی اور اس کے بعد تباہی کے جو مناظر دیکھنے میں آئے وہ بے حد خوفناک تھے۔ الاتوشیہ کے ایک ایک نشان کو مٹادیا گیا تھا۔ وہ لوگ الاتوشیہ کو تلاش کررہے تھے لیکن الاتوشیہ اب کہاں تھی۔ زربدان تو ان مظلوموں کے گروہ میں آکر شامل ہوگئی تھی' جو الاتوشیہ کے ستم کے شکار تھے۔ البتہ وہ سب بڑی آسودہ نگاہوں سے پہاڑ والوں کی کارروائیاں دیکھ رہے تھے۔

اور زرتوش نے سرداری کی ذمے داری پھر سے سنبھال لی اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ سحری دیوی نے اس کے ذہن کو جکڑ لیا تھا' لیکن اب وہ آزاد ہے اور لاسیہ کو سنبھالنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

یہ سب کچھ بڑا سنسنی خیز' بڑا ہی انوکھا تھا اور آسٹر' لیزا' بڈ' روزال' فلیش اور اثیا' زربدان کی ذہنی استعداد پر ششدر تھے' بستی والوں میں گویا نئی زندگی دوڑ گئی تھی اور سارا ماحول یکسر تبدیل ہوگیا تھا وہ سب جیسے خواب سے جاگ اٹھے تھے۔ زربدان نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اور یہی میرا مقصد ہے اور اسی کیلئے میں جینا چاہتی ہوں میں بے حد خوش ہوں کہ ان سوئے ہوئے لوگوں میں زندگی کی لہر پھر سے جاگ اٹھی اور اس سے مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ میرا مشن مشکل نہیں ہے۔"

سب جانتے تھے کہ وہ ان کے درمیان غیر محفوظ نہیں ہیں کیونکہ وہ سب ان کی آمد کے بارے میں جانتے تھے۔ وہ اب لاسیہ کے عام لوگ تھے اور یہاں رہ سکتے تھے۔ زرتوش کی رہنمائی میں بہت سے کام ہوئے۔ زربدان خاموشی سے ان لوگوں کو منظم ہوتے دیکھ رہی تھی۔ آسٹر کے پوچھنے پر اس نے کہا۔

"ہاں' میں اور فلیش مل کر یہاں سے روانہ ہونے کے انتظامات کررہے ہیں' انکل۔ اب یہاں ہمارا کوئی کام نہیں رہا۔ میں نے راستوں کا تعین کرلیا ہے۔" اس شام لاسیہ کے باشندوں میں روزال نے ایک چہرہ دیکھا اور سکتے میں رہ گیا۔ اس کے منہ سے نکلا۔ "روشنی والے کی قسم۔ روشنی والے کی قسم میری آنکھیں دنیا کی ہر بات میں دھوکا کھا سکتی ہیں۔ لیکن۔ لیکن۔ وہ۔ آہ وہ میرا آقا ہی ہے۔ وہ میاں لائی کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔"

O.......O

شمران میدان میں آگیا۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجلاہٹ اور غصے کے آثار تھے۔ پھر ...ہوں کے مسکن میں رہنے والوں نے ایک اور انوکھا منظر دیکھا۔ وحشی درندوں کی کھال کے ہیبت ...ی لباس میں ملبوس چار گھڑسوار مبارغہ کے میدان کی طرف آرہے تھے۔ وہ جس طرح شہسواری ...رہے تھے اسی سے ان کی شان کا اظہار ہورہا تھا۔ ان کے پیچھے اپاہج شخص بھی گھوڑے پر سوار ...۔ لیکن آج اس کی مصنوعی ٹانگیں موجود تھیں۔

گھڑسوار مبارغہ کے میدان میں پہنچ گئے۔ تو شمران غرا کر بولا۔ "تم کون ہو۔ وہ لڑکی کہاں ...۔ اپنے چہرے کھولو۔" اور باتو کی ہدایت پر لڑکیوں نے اپنے چہرے نمایاں کردیئے۔

"کیا یہ تمام لڑکیاں مل کر مجھ سے جنگ کریں گی۔ یہ کیا تماشا ہے بزرگو۔ تم اپنے سردار کو ...ل کررہے ہو۔ تم سب روایت کے نام پر میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ کیا ہے یہ سب کچھ۔ کیا تم ...ہتے ہو کہ میں عقابوں کے مسکن سے مبارغہ کی رسم کا خاتمہ کردوں۔"

"اس کا جواب مجھ سے سن شمران۔ تجھ سے مبارغہ میں ہی کروں گی۔ یہ سب میرے ...الے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک تجھ سے مبارغہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ میاں لائی کی بیٹیاں تجھے ...انی شکست دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ تو انتخاب کرلے اگر مجھ سے خوفزدہ ہے تو ان تینوں میں ... کسی سے جنگ کرلے۔ سنا ہے تیرے پاس بھی کچھ شوالے ہیں اگر تو انہیں بھی ساتھ لے کر ...رے جہاں کو جانا چاہتا ہے تو انہیں بھی بلالے تاکہ تیری روح تنہا نہ بھٹکتی پھرے۔"

جواب میں شمران ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔ "تم نے میری مشکل اور آسان کردی! نہیں حسین ...ا مبارغہ تجھ سے ہی ہوگا۔ ہاں تیری شکست کے بعد اگر یہ لڑکیاں بھی شوق پورا کرنا چاہیں تو میں ...ں بھی خوش آمدید کہوں گا۔ مگر پھر۔ یہ بھی میری غلام ہوں گی۔"

"ضرور۔ یہ سب تیری ملکیت ہونگی۔ چل اب تیار ہوجا۔" فوہا نے کہا۔ اور اپنا چہرہ دوبارہ ...ل لیا۔ باقی تینوں لڑکیاں پیچھے ہٹ گئیں۔ لوگوں کے سانس رک گئے' شمران اپنے گھوڑے کو ...لے گیا۔ اس نے اپنا کلہاڑا کمر سے نکال لیا تھا' فوہا بھی بڑی شان اور مہارت سے اپنے ...ے کو بہتر جگہ لے گئی۔ جنگ وجدل کے ماہر دیکھ رہے تھے کہ لڑکی کے بدن کی ہر جنبش مکمل ...اور اسے کسی طرح ناتجربے کار نہیں کہا جاسکتا تھا۔

شمران نے گھوڑے کو درست کیا۔ نقارے پر چوٹ پڑی اور دونوں گھوڑے کمان سے نکلے ...مانند ایک دوسرے کی طرف دوڑے' قریب پہنچے تو شمران نے کلہاڑے کا وار کیا۔ فوہا نے اس ...کلہاڑے کے پھل کو اپنے کلہاڑے کے پھل میں الجھایا اور ایک زوردار جھٹکا دے کر کلہاڑا ...کے ہاتھ سے نکال دیا۔ کلہاڑا فضاء میں بلند ہوکر دور جا گرا۔ اور شمران ہونق رہ گیا۔ کسی ...کے بازو میں اتنی قوت کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ موقع تھا کہ فوہا اس پر پے در پے ...۔ لیکن وہ بڑی شان سے کھڑی رہی۔ پھر اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اسے دور لے گئی ...صلے پہ جاکر وہ پھر رکی اور اس نے گھوڑے کو واپس موڑا۔ شمران ابھی تک بے حواس تھا ...اس نے فوہا کو قریب دیکھا تو اس کی آنکھوں میں موت ناچ گئی۔ اس نے گھوڑے کو ...نے کی کوشش کی لیکن فوہا نے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے گھوڑے کی ران پر زور سے ...ارا۔ اور گھوڑا توازن نہ قائم رکھ سکا۔ وہ گرا تو شمران بھی گر پڑا۔ تبھی فوہا کی غراہٹ

ابھری۔

"یہ تمہارا سردار ہے۔ اس سے کلہاڑا ابھی نہیں اٹھایا جاتا۔ اس سے کہو مرد بن کر مجھ سے جنگ کرے مجھے اس بزدل سے جنگ کرتے ہوئے شرم آرہی ہے۔" شمران نے کلہاڑا اٹھالیا تھا۔ وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اور فوہا نے اس پر گھوڑا دوڑا دیا۔ اس بار شمران نے جم کر فوہا پر مسلسل وار کئے۔ فوہا جھکائیاں دے کر وار بچاتی رہی اس کے بعد اس نے گھوڑا دوڑا دیا۔ دوڑتے گھوڑے سے وہ نیچے اتری پھر سوار ہوگئی۔ پھر اتری۔ پھر گھوڑے کے جسم کے پیچھے چھپنے کا مظاہرہ کرتی رہی۔ لوگوں کے سانس رکے ہوئے تھے۔ کبھی کبھی کسی کے منہ سے بے اختیار آواز نکل جاتی۔ گھڑسواری کا یہ بے مثال مظاہرہ ان کے دل لرزا رہا تھا۔ فوہا دیر تک یہ تماشا کرتی رہی۔ پھر اس نے دوبارہ کلہاڑا سنبھال لیا اور بولی۔

"میں میان لائی کی بیٹی ہوں۔ عقابوں کے سردار میان لائی کی بیٹی جو کہتے تھے کہ افسوس میان لائی کا کوئی بیٹا نہیں وہ اپنے چہروں پر تھوک لیں۔ یا ان کا کوئی شوالا ہو تو سامنے لائیں۔ اور مبارغہ کے میدان سے اس کی لاش اٹھالے جائیں۔ ماہ لخت کا یہ بزدل بیٹا سردار زادہ نہیں ہے یہ جنگ وجدل کیا جانے۔ سنبھل شمران اب مذاق ختم ہوا۔"

شمران دانت کچکچا کر فوہا پہ لپکا۔ اس نے ہاتھ لمبا کرکے فوہا کی گردن کو نشانہ بنایا۔ لیکن فوہا نے خود کو بچا کر اس کے گھوڑے پر چھلانگ لگادی اور اسے ساتھ لیتے ہوئے زمین پر آگری۔ اسے زمین پر پٹخ کر اس نے قلابازی کھائی اور دوبارہ اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار ہوگئی۔ شمران ہمت کرکے زمین سے اٹھا اس کا گھوڑا دور بھاگ گیا تھا۔ شمران سخت تکلیف میں تھا لیکن پھر بھی کلہاڑا سنبھال کر کھڑا ہوگیا تھا۔ فوہا دور نکل گئی۔ پھر اس نے گھوڑے کو واپس موڑا اور شمران تیار ہوگیا۔ وہ گھوڑے کے پیروں کا نشانہ بنا کر فوہا کو گرانا چاہتا تھا۔ لیکن تربیت یافتہ گھوڑا اس کے قریب آکر زور سے اچھلا اور اسے بآسانی پھلانگ گیا۔ لیکن جب اس نے زمین پر پاؤں لگائے تو فوہا اس کی پشت پر نہ تھی۔ شمران نے ہکا بکا ہوکر ادھر اُدھر دیکھا اور فوہا کو اپنے بالکل قریب کھڑے پایا۔ اس نے بے دریغ کلہاڑا گھمایا اور فوہا نے اپنے کلہاڑے پر اس کا وار روکا۔ شمران دیوانوں کی طرح اس پر وار کرنے لگا۔ اور فوہا اس کے وار روکتی رہی۔ پھر اچانک اس نے شمران کا وار روک کر اس کے پیٹ پر لات ماری اور شمران اچھل کر دور جاگرا۔ فوہا نے دوڑ کر اس کے کلہاڑے پر پاؤں رکھ دیا تھا۔

شمران نے پہلی بار موت کو قریب دیکھا تھا۔ ساری وحشت تمام سرکشی ہوا ہوگئی۔ موت بالکل مختلف چیز ہے جب تک اس کا سامنا نہ ہو انسان اسے نہیں سمجھ پاتا۔ اس نے بے بسی سے ادھر اُدھر دیکھا تب اسے لاگا نظر آیا۔ قریب ہی دوسرے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ شمران کے حلق سے غیر اختیاری آواز نکلی۔

"لاگا!" لیکن لاگا ہاتھ باندھے پتھرایا ہوا کھڑا رہا۔ تب فوہا نے کلہاڑا بلند کیا۔ اور۔ شمران کی آنکھیں بند ہوگئیں۔

عقابوں کے مسکن میں رہنے والوں نے ایسا مبارغہ کبھی نہیں دیکھا تھا ابتداء ہی سے وہ دیکھنے کو ملا تھا جس نے ان کے سانس روک دیئے تھے۔ ایک خوبصورت لڑکی سے نہ تو ایسی دلیری کی توقع

ی جاسکتی تھی اور نہ ہی ایسی مہارت کی۔ حالانکہ شمران نے ابھی چند روز قبل میان جیسے تجربہ کار جنجو سے ایک شاندار جنگ لڑی تھی اور اسے ایسی شکست دی تھی جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوا تھا اور خود میان لائی نے اپنی شکست مان لی تھی۔ اس وقت وہی شمران بے بس چوہے کی طرح پڑا لاگا کو مدد کے لئے پکار رہا تھا۔

فوہا کا کلہاڑا فضاء میں بلند تھا اور اس نے شمران پر وار کرنے میں توقف کیا تھا۔ اس میں فوہا کو لاگا کی طرف سے مداخلت کا انتظار تھا۔ باتو نے اپنی ذہانت سے جس قدر کام کیا تھا اس کا تصور بھی شاید باتو کو جاننے والے نہیں کرسکتے تھے۔ ہر پہلو مضبوط کرلیا گیا تھا یہاں تک کہ باتو نے یہ بھی پتہ چلالیا تھا کہ یہاں بہت سے لوگ ہیں جنہیں شمران اپنے ساتھ دوسرے قبیلے سے لے کر آیا تھا جو یہاں شمران کے مددگار ہیں انہوں نے شمران کی سرداری کو مستحکم کرنے کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ شیرابہ سمنانہ اور غلمانہ کو پوری طرح ہوشیار کردیا گیا تھا کہ اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ انہیں بہت سے افراد سے جنگ کرنا پڑے۔ ایسی صورت میں انہیں اپنے ان کارناموں کو دہرانا ہے جن کی وجہ سے انہوں نے شہرت پائی تھی اور باگ میں اقتدار حاصل کیا تھا۔ لیکن ان لوگوں کی خوش بختی ہمرکاب تھی کہ لاگا شمران سے بددل ہوکر بالآخر اس کے خلاف کارروائی کرنے پر مجبور ہوگیا تھا اور اس نے چالاکی سے کرشانہ کے لوگوں کو یہاں سے بھگادیا تھا پھر بھی باتو کی معلومات کے مطابق یہ بات ان کے علم میں آچکی تھی کہ لاگا اور اس کے چند ساتھی شمران کے دست راست ہیں اور فوہا نے یہ توقف اس لئے کیا تھا کہ ان کی جانب سے شمران کی مدد کی کوشش ہو اور ان کے قتل کا جواز پیدا ہوجائے۔

تینوں لڑکیاں آن کی آن میں ان کی کہانی ختم کرسکتی تھیں لیکن تقدیر تو سب ہی کا ساتھ دیتی ہے اس وقت تقدیر لاگا پر مہربان تھی کہ اس کے دل میں شمران سے نفرت پیدا ہوگئی تھی ورنہ یہ وقت لاگا اور اس کے ساتھیوں کی موت کے لمحات بھی ہوسکتے تھے وہ اپنی جگہ کھڑا رہا اور شمران کو بدم احساس ہوگیا کہ وہ بے یارومددگار رہ گیا ہے تب ہی فوہا کا کلہاڑا جھکا اور اس نے شمران کے پاؤں کو ٹخنے کے پاس سے کاٹ دیا۔ دوسرا وار اس نے شمران کے دوسرے پاؤں پر کیا اور شمران ماہئ بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ وہ دونوں پیروں سے محروم ہوگیا تھا۔ لیکن فوہا نے اس پر بس نہ کیا شمران کے ایک ہاتھ کو بھی اس نے کلائی کے پاس سے کاٹ دیا تھا شمران شدت تکلیف سے تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہوگیا اور اس کے جسم سے خون شدت کے ساتھ بہنے لگا۔ فوہا نے خون آلودہ کلہاڑا بلند کرکے کہا۔

"اپنے سابق سردار کے وفادارو' اسے اٹھاؤ اور جہاں دل چاہے لے جاؤ' اس کا علاج کرنے کی اجازت ہے' جسم کا زیادہ خون بہہ گیا تو یہ لمحوں میں مرجائے گا اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کی معاونت پر تم سے نفرت کروں گی یا تم سے بازپرس کروں گی تو وعدہ کرتی ہوں کہ جو اس کے معاون ہوں گے انہیں اپنی سرداری کے دور میں کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ یہ بچ جائے تو ہے ورنہ مبارغہ ہارنے والوں کو زندگی نہیں ملتی۔ لے جاؤ اسے' لے جاؤ' میرا مفتوح میری نگاہ میں ختم ہوچکا ہے۔"

لاگا اور اس کے ساتھی اب بھی آگے نہ بڑھے لیکن ماہ لخت اور شیرماہ دیوانہ وار دوڑ پڑے

اور انہوں نے آنسو بہاتے ہوئے شمران کے بے ہوش جسم کو اٹھایا اور اسے لئے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ اچانک ہی عقابوں نے بے پناہ شور مچا کر میان کی بیٹی کو اپنا سردار ماننے کا اعلان کیا اور مسرت بھرے نعرے لگانے لگے۔

مبارغہ جیتنے والی کو داد و تحسین کے کلمات سے نوازا گیا انہوں نے فوہا کی فتح تسلیم کر لی تھی اور تمام لوگ ایک زبان ہو کر فوہا کو اپنا سردار ماننے کا اعلان کر رہے تھے۔ شہ بدان باتو کے ساتھ خاموش کھڑی ہوئی تھی اور اس کے دل میں ایک حسرت ایک تڑپ ایک آرزو تھی۔ آہ کاش میان آج ان کے درمیان ہوتا اور اپنی طعنہ زنی پر شرمندہ ہوتا جس میں وہ کہتا تھا کہ شہ بدان اسے کبھی بیٹا نہ دے سکے گی وہ کہتا تھا۔

"شہ بدان میں جانتا ہوں کہ تو نے مجھ سے خاموش انتقام جاری رکھا ہوا ہے تو مجھے زندگی کی ان مسرتوں سے محروم رکھنا چاہتی ہے جو میرے دل میں حسرت بن کر تڑپتی ہیں' تو مجھ سے انتقام لے رہی ہے اپنے محبوب کا........ غدار ہے تو میری...... تو مجھے عقابوں کی سرداری کے لئے ایک بھی نر نہیں دے سکے گی۔ یہ لڑکیاں کبھی میری دست راست نہیں بن سکتیں کیونکہ یہ لڑکیاں ہیں۔" آج اگر میان ہوتا تو شہ بدان اس سے پوچھتی کہ بتاؤ میان کیا کوئی ایسا نر ہے تمہارے قبیلے میں جو میری بیٹیوں سے نبرد آزما ہو سکے۔

فوہا نے مقابلہ جیت لیا تھا اور عقابوں نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ عورت ہونے کے باوجود اس کے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ کسی بھی مرد کو نیچا دکھا سکے۔ رسم و رواج قبیلوں میں سب سے بڑی اہمیت رکھتے تھے چنانچہ چند افراد فوہا کے پاس پہنچ گئے۔

"ہماری نئی سردار' میان کی بیٹی' ہم تیرے احکامات کے منتظر ہیں اور ابھی تک کسی سرکش نے آگے بڑھ کر یہ نہیں کہا کہ وہ اس مبارغے کو قبول نہیں کرتا یا اسے کوئی اعتراض ہے۔ چنانچہ اب اتنا وقت گزرنے کے بعد تیری سرداری مستحکم ہو گئی۔ سردار کا کوستہ تیرا منتظر ہے۔"

"باتو بابا آگے آؤ' میں تمہارے احکامات کی منتظر ہوں........" فوہا نے کہا اور یہ واقعی حیرانی کی بات تھی۔ باتو ان کا اتالیق تھا۔ بچپن سے اس نے ان لڑکیوں کی تربیت کی تھی لیکن کچھ ایسا ساحر تھا وہ کہ لڑکیاں اپنی ماں سے حد درجہ محبت کرنے کے باوجود باتو کو اپنا روحانی پیشوا مانتی تھیں اور احکامات اسی سے لیتی تھیں۔

باتو آگے بڑھ آیا۔ اس نے شہ بدان کو بھی اپنے ساتھ رکھا تھا پھر اس نے باقی لڑکیوں کو بھی قریب بلایا اور بولا........ "سردار فوہا اپنے کوستے کی جانب چلو' وہ جواب تمہارے لئے ہے۔"

لوگوں کا جم غفیر ان کے ساتھ ساتھ چل پڑا تھا ان بزرگوں نے جو روایات کو اپنا ایمان سمجھتے تھے کوستے کے سامنے پہنچ کر ان لوگوں کو اندر جانے کا راستہ دیا اور پھر اپنا فرض ادا کرتے ہوئے بوڑھے سالام نے کہا جو بستی کا معمر ترین آدمی تھا۔

"سردار فوہا' میان کی بیٹی ابھی کچھ دیر کے بعد تمام قبیلے والے تیرے کوستے کے سامنے جمع ہو جائیں گے بہتر ہے کہ انہیں احکامات سے نوازو ہم ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ ہم سب نے تیری سرداری خلوص دل سے قبول کر لی ہے اور اس بات کے نگران بھی ہیں ہم کہ کوئی سرکش اگر پوری بستی میں کوئی اعلان کرے تو اس کی خبر تجھے دی جائے۔"

"معزز بزرگو' میں تمہاری رہنمائی کی منتظر رہوں گی' مجھے تھوڑی دیر کے لئے اجازت دے دو اور میرے سپاہی میرے کوستے کے اردگرد پھیل جائیں صرف ایک بات کہنا چاہتی ہوں اس وقت' میں دنیا کی ہر خطا معاف کرتی ہوں' لیکن اپنے حکم کی کوئی خلاف ورزی مجھے کبھی قبول نہ ہو گی اور ہر شخص کو قتل کر دیا جائے گا جو حکم عدولی کا مرتکب ہو گا۔"

لوگوں نے سنا' چہ میگوئیاں کیں' لیکن فوہا ان چہ میگوئیوں سے بے نیاز اپنی ماں شہ بدان کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے شہ بدان کو سہارا دے کر گھوڑے سے اتارا اور پھر جذباتی لہجے میں بولی۔

"ایک دن مجھے میری ماں کہ ہمارے باپ نے ہم سب کو بے آسرا اور بے یار و مددگار کر کے اس کوستے سے نکالا تھا۔ آج میں تیری وہ رہائش گاہ جس میں تو بیاہ کر آئی تھی دوبارہ تیرے حوالے کر رہی ہوں۔ باتو بابا میں یا میری بہنیں اس کوستے میں اس وقت تک قدم رکھنے کی مجاز نہیں ہیں جب تک کہ تیری طرف سے انہیں بلاوا نہ آئے اپنے کوستے میں قدم رکھنے پر سب سے پہلی مبارک باد میری جانب سے قبول کر۔"

شہ بدان کے حلق سے سسکیاں آزاد ہو گئیں' اس نے سب سے پہلا قدم کوستے میں رکھا تھا لیکن یہ پہلا قدم نہیں دوسرا قدم تھا۔ پہلا قدم تو اس نے میان لائی کے ساتھ اس کوستے میں رکھا تھا اس سے اس کی زندگی کی طویل ترین یادیں وابستہ تھیں۔ کوستے میں داخل ہوتے ہی نجانے کون کون سی یادیں دامن گیر ہو گئی تھیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور اس کی بیٹیاں اس کے اردگرد پھیلی ہوئی تھیں۔ باتو بڑے اطمینان سے کوستے کے دروازے کے باہر جم گیا تھا اور اسے ان جذباتی اقدامات سے کوئی لگاؤ نہیں تھا جو اس وقت کئے جا رہے تھے۔ بعد میں جب رونے دھونے کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور شہ بدان کے دل نے قرار پایا تو فوہا نے باتو کو آواز دی اور وہ اندر پہنچ گیا فوہا بولی........ "باتو بابا تم باہر کیوں بیٹھے ہوئے تھے۔" جواب میں وہ ہنس پڑا اور اس نے کہا۔ "اصل میں تمہیں یہاں تک لانے کے بعد میں نے ماضی میں سفر کیا اور چونکہ تمہارے ماضی کا ایک طویل حصہ میری نگاہوں کے سامنے ہے ہر شخص کی زندگی کی کہانی الگ الگ ہوتی ہے۔ میری زندگی کی کہانی میں جو اونچ نیچ تھی میں نے اسے تو ہموار کر لیا ہے' تمہاری ناہمواریاں جہاں میری مدد کی طالب ہوں وہاں میں اب بھی تمہارے لئے حاضر ہوں باقی یہ تمہاری بستی ہے تمہارا علاقہ ہے یہیں سے تم نے وہاں تک کا سفر کیا تھا جہاں تم مجھے ملی تھیں۔ چنانچہ یہاں کے معاملات مکمل طور پر تمہارے اختیار میں ہیں اور سنو چاروں لڑکیو تمہاری ماں کو ہمیشہ مجھ سے یہ شکایت رہی ہے کہ تم نے اسے نظرانداز کر کے میری بات مانی ہے اب آج اس وقت ان لمحات میں' میں تمہیں یہ اجازت دے رہا ہوں کہ صرف ان احکامات کی پابندی کرو جو تمہاری ماں تمہیں دے' سمجھ لو یہ بھی باتو کا حکم ہے اور اس طرح میرے شانوں پر بھی بوجھ نہیں رہتا' مجھے باہر ہی جانے دو تو بہتر ہے۔" باتو یہ کہہ کر باہر نکل آیا۔

فوہا کے چہرے پر الجھن کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس نے شہ بدان کو دیکھ کر کہا........ "مجھے بتاؤ ماں اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"میں کیا بتاؤں؟"

"تم سردار کی بیوی ہو........ تمہیں علم ہو گا کہ سردار کیا کرتے ہیں۔ میری رہنمائی کرو۔"

"آہ........ میں نے تو کبھی ان سب باتوں پر غور ہی نہیں کیا۔ مجھے کچھ نہیں آتا۔" لیکن شہ بدان رکی........ پھر بہت عرصے کے بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل آئی۔ باتو باہر موجود تھا۔

"باتو بابا........." اس نے بڑے پیار سے اسے پکارا اور باتو چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ "ہاں کہو........ کیا بات ہے۔"

"تمہارے لگائے پودے درخت بن گئے ہیں اب ان کی آبیاری سے کیا ہاتھ کھینچ لوگے۔"

"یہیں سے نکل کر تم نے جنگلوں کی راہ اختیار کی تھی نا......... تم نے مجھے یہی بتایا تھا........." باتو نے کہا۔

"ہاں بابا........ میں نے جھوٹ تو نہ بولا تھا۔"

"اور وہاں مل گیا تمہیں پہاڑ پار کا یہ چالاک بوڑھا......... اور اس نے تمہاری بیٹیوں کو تم سے چھین لیا۔ بارہا تم نے مجھے یہ طعنہ دیا ہے شہ بدان جھوٹ نہ بولنا۔ اب تمہیں تمہاری منزل مل گئی ہے۔ تمہاری بیٹی سردار ہے اور تم سردار کی ماں سنبھالو......... یہ تمہاری دنیا ہے میں کون ہوں........." باتو نے چیختے لہجے میں کہا۔

"تم پارٹی لیڈر ہو باتو بابا........" شہ بدان نے کہا اور باتو غیر اختیاری طور پر کھڑا ہوگیا۔ پھر وہ کینہ توز نظروں سے شہ بدان کو دیکھنے لگا۔

O.....O.....O

آسٹر اس وقت روزال کے سب سے قریب تھا اس نے حیرت سے روزال کو دیکھا جس کے بدن پر لرزہ طاری تھا اور وہ سخت ہیجانی کیفیت کا شکار نظر آرہا تھا۔ آسٹر نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا اور اس شخص کو دیکھا جو بلند و بالا قد و قامت کا مالک ایک پُروقار پہاڑی تھا۔ اس کے قریب اور بھی افراد تھے لیکن وہ ان سے منفرد نظر آرہا تھا۔ تب وہ متعجب لہجے میں بولا۔

"کیا کہا تم نے روزال........ کون ہے وہ؟"

"آہ مسٹر آسٹر تم نے اسے دیکھا۔ روشنی والے کی قسم دیکھو اسے اس کے آس پاس نگاہیں ڈالو......... انسانوں کے اس عظیم الشان گروہ میں تمہیں ایک بھی اس جیسا نہیں نظر آئے گا۔ میں نے اس شیر کی غلامی میں نہ جانے کتنے چاند سورج گزارے ہیں۔"

"وہ میاں لائی ہے........." آسٹر نے پوچھا۔

"میرا مالک میرا آقا........."

"لیکن یہ بستی لاسیہ ہے اور تم کہتے تھے کہ وہ........." آسٹر رک گیا۔ اس نے زربدان کو اپنے عقب میں محسوس کرلیا تھا۔ زربدان نے روزال کے الفاظ تو نہیں سنے تھے لیکن آسٹر کے الفاظ سن لئے تھے اور اب اس کا چہرہ بھبھوکا نظر آرہا تھا وہ دونوں کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ سرسراتی آواز میں بولی۔

"آپ نے کچھ عجیب سے الفاظ کہے ہیں انکل........."

"آقا زادی........ زربدان......... ادھر دیکھو وہ سامنے دیکھو........ وہ میرا سردار میرا آقا میاں لائی ہے وہ میاں لائی ہے وہ میرا مالک ہے آقا زادی۔" غلام روزال رونے لگا۔

زربدان دور کھڑے شخص کو دیکھنے لگی۔ اب باقی افراد بھی قریب آگئے تھے سب نے روزال کی بات سن لی تھی۔ لیزا نے تعجب سے کہا۔ "لیکن یہ تو بستی لاسیہ ہے وہ یہاں کیسے۔"

"روشنی والا ہی جانتا ہے۔" روزال نے کہا۔

"اور......... وہ بوڑھی عورت کیا وہ میری ماں شہ بدان ہے۔" زربدان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"نہیں وہ......... وہ آہ اس کے قریب بیبان کھڑا ہے میں نے اسے جوان دیکھا تھا۔ وہ عورت شہ بدان نہیں ہے۔ آقا زادی میرا امتحان نہ لے۔ آ میرے ساتھ چل........." روزال نے کہا۔

"نہیں روزال تم یہاں رکو۔"

"کیوں؟"

"میں تنہا اس کے پاس جاؤں گی۔"

"وہ تجھے نہیں پہچانے گا۔ اس نے تو تجھے نگاہ بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا۔"

"تم یہاں رکو روزال تمہیں وہی کرنا ہے جو میں نے کہا ہے۔" زربدان نے سخت لہجے میں کہا اور ان لوگوں کی طرف چل پڑی جو ان تمام باتوں سے ناواقف کھڑے آپس میں باتیں کررہے تھے۔ وہ تو لاسیہ میں اجنبی تھے بھٹکتے ہوئے یہاں آگئے تھے اور افراتفری کے شکار اس بستی میں کسی نے ان سے نہیں پوچھا تھا کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ یہاں انہیں خوراک بھی مل گئی تھی اور آسمان کے نیچے پناہ بھی۔ کیونکہ بہت سے ایسے تھے جن کے کوستے گہرائیوں میں تھے اور پانی کے ریلے میں بہہ گئے تھے میاں نے یہاں کے رہنے والوں سے جو کچھ کہا تھا وہ بہت عجیب اور حیران کن تھا۔ اسے ساری باتیں پتہ چل گئی تھیں زیرک تھا سرداری کرچکا تھا اس نے بیبان سے کہا۔

"ان کی باتوں سے میرا یقین پختہ ہوجاتا ہے بیبان بابا......... یہاں ضرور پہاڑ پار کے لوگوں نے قبضہ جمایا ہے۔ اور صدیوں سے بزرگ کہتے آرہے ہیں کہ اپنی سرحدوں سے چوکس رہو۔ پہاڑ پار کے لوگ ادھر آکر آباد ہوگئے تو تمہاری اپنی حیثیت ختم ہوجائے گی۔ تم بس غلاموں کی زندگی گزاروگے اور بیبان بابا مجھے لگتا ہے یہ جو تباہی یہاں پھیلی ہے اس کی وجہ یقیناً پہاڑ پار کے لوگ ہیں۔"

پھر بعد کے واقعات رونما ہوئے کسی الاتوشیہ نے لاسیہ کے سردار زرتوش کو غیرت دلائی اور یہ الفاظ کہے جو پہاڑ والوں کے لئے ہیجان خیز تھے اور جیسے آتش فشاں سے لاوا پھٹ گیا۔ جو کچھ کیا گیا وہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن بڑا تعجب تھا ابھی تک یہ ساری داستان اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ اور وہ جگہ جگہ سے معلومات حاصل کررہا تھا۔ اس وقت بھی ایسے ہی اپنی جگہ کھڑا ان کے واقعات کو دیکھ رہا تھا جو انوکھے انداز میں رونما ہورہے تھے لیکن وہ لڑکی جو اس کے پاس آئی اسے دیکھ کر میاں لائی کے دل کو نجانے کیوں دھکا سا لگا تھا۔ ایک ایسا انوکھا اور عجیب چہرہ تھا جس نے اسے چند لمحوں کے لئے سخت متعجب کردیا تھا۔ اس چہرے میں یقیناً کوئی ایسی بات تھی جو میاں لائی کے وجود کو جھنجھوڑنے کا باعث بن گئی۔ لڑکی عجیب سے انداز میں اس کے سامنے آکھڑی

ہوئی تھی اور اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے کی بناوٹ اس کی آنکھوں کا انداز اور اس کے بدن سے اٹھتی ہوئی خوشبو میاں لائی کے دل کے گوشوں کو کیوں جھنجوڑ رہی ہے' وہ سوچتا رہا......... تب ہی لڑکی کی آواز ابھری.........

"تم میاں لائی ہو بانغہ؟" میاں لائی کے ساتھ ساتھ ہی ہندان' ہیبان اور دوسرے لوگ بھی ششدر رہ گئے تھے عقابوں کے مسکن سے اتنی دور کہ وہاں کے کسی شخص کا یہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکے......... ایک لڑکی اسے میاں لائی کہہ کر مخاطب کررہی تھی۔ دوسروں کے بولنے سے قبل میاں لائی نے ششدر لہجے میں کہا۔ "مگر تم کون ہو...............؟"

"کیا تم میاں لائی ہو بانغہ........." لڑکی کی آواز میں طوفانوں جیسی لرزش تھی۔

"ہاں میں میاں لائی ہوں .... لیکن تو.........تو کون ہے بیٹی' مجھے بتا تو کون ہے.........." میاں لائی شدید ہیجان بھرے لہجے میں بولا اور لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے اس کی آنکھوں میں ایک دم نمی کا بادل ابھر آیا تھا اور خوبصورت آنکھوں کا رنگ گلابی ہوگیا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے دانت ایک دوسرے پر جم گئے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ شدت سے اپنے جذبات کو روکنے کی کوشش کررہی ہو۔ میاں لائی بھی ماحول کو بھول گیا تھا۔ تب لڑکی نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا۔ "مجھے شناخت کرو........."

"مم میں.........تجھے نہیں جانتا......... میں تجھے نہیں جانتا بیٹی روشنی والے کے لئے مجھے بتا کہ تو کون ہے۔"

"نہیں بانغہ مجھے شناخت کرو مجھے بتاؤ کہ میں کون ہوں.........؟" لڑکی کی آواز میں ایک ایسی شدت تھی ایک ایسا جنون تھا کہ وہاں کھڑے لوگ کانپ کر رہ گئے۔ وہ اپنی آواز کو دبا رہی تھی۔ لیکن اس کی آواز میں ہزاروں کربناک چیخیں پنہاں تھیں۔

"بتاؤ میں کون ہوں' مجھے شناخت کرو بانغہ مجھے شناخت کرو' کون ہوں میں۔" وہ ایک قدم آگے بڑھ کر میاں لائی کے قریب پہنچ گئی اور اس نے میاں لائی کے سینے کا لباس اپنی مٹھیوں میں بھینچ لیا اور اس شدید لہجے میں بولی۔

"بتاؤ بانغہ دیکھو مجھے غور سے دیکھو بتاؤ میں کون ہوں اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گے ....تو......... تو میں تمہیں کبھی نہیں بتاؤں گی کہ میں کون ہوں سمجھے مجھے بتاؤ کون ہوں میں؟"

"آہ میرا دل......... میرا دل تیری طرف کھنچتا ہے تیرے نقوش میں مجھے......... تیرے نقوش میں مجھے اپنا ماضی یاد آتا ہے۔ تیرے نقوش میں شہ بدان نظر آتی ہے' شہ بدان کی بیٹی ہے تو کیا......... بول کیا تو شہ بدان کی بیٹی ہے' فوہا ہے تیرا نام......... مجھے بتا لڑکی' تجھے روشنی والے کی قسم مجھے بتا تو کون ہے' سمنانہ ہے کیا غلمانہ ہے یا شیرایہ ہے؟"

"نہیں' نہ میں فوہا ہوں نہ سمنانہ اور نہ غلمانہ ہوں اور نہ شیرایہ........."

"پھر.........پھر کون ہے تو' دیکھ مجھے بتادے دیکھ بتادے مجھے میں تیرے قدم چھوتا ہوں' بیٹی میں سردار تھا عقابوں کا سردار......... زندگی بھر میرے پاؤں چھوئے گئے ہیں لیکن میں تیرے پاؤں چھوتا ہوں' مجھے بتادے کون ہے تو آہ میرے وجود میں یہ زلزلہ کیوں پیدا ہوگیا ہے۔ بابا ہیبان ہندان کون ہے یہ کون ہے' بتادے بیٹی' مجھے بتادے۔" میاں سچ مچ زربدان کے قدموں میں بیٹھ گیا

اور زربدان ایک دم پیچھے ہٹ گئی۔

"میں.........میں.........میں........." لیکن ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ روزال دیوانوں کی طرح دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ اپنے آقا کو بیٹی کے قدموں پر جھکے دیکھ کر اس کے ضبط کے بند ٹوٹ گئے تھے۔ وہ برق رفتاری سے وہاں پہنچا اور اس نے میاں کے شانے پکڑ کر اسے اوپر اٹھاتے ہوئے کہا...............

"نہیں میرے آقا روزال خودکشی کرلے گا انہی پتھروں پر سر پٹخ کر مرجائے گا اگر تم نے اپنے خون کے پاؤں چھوئے اگر تم نے اپنی بیٹی کو اس طرح مخاطب کیا تو غلام روزال کے لئے زندگی کا کوئی راستہ نہیں رہے گا۔" میاں دیوانوں کی طرح پلٹا اس نے اس شخص کو دیکھا اور اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید حیرت کے آثار نظر آنے لگے۔ اس دوران آسٹر' لیزا' بڈ' فلیش اور اشیا وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے اس معاملے میں کوئی مداخلت نہیں کی اور تماشائیوں کی مانند کھڑے رہے۔ یہ عظیم ڈرامہ ہورہا تھا جس سے ہر شخص بری طرح متاثر تھا' سب کے جسم میں تھرتھری طاری تھی۔ لیکن انہوں نے اس ڈرامے میں کوئی کردار ادا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میاں روزال کو دیکھتا رہا پھر اس کے منہ سے آہستہ سے نکلا............. "غلام روزال.............؟"

"تیرے قدموں کی خاک میرے مالک' تیرے قدموں کی زمین........." روزال نے اپنا سر جھکا کر میاں لائی کے ہاتھ کو آنکھوں سے رگڑتے ہوئے کہا۔

"تو زندہ ہے روزال......... کہاں جا چھپا تھا تو کہاں چلا گیا تھا تو.........اور.........اور یہ.........لڑکی.........؟"

"تیری اولاد ہے' میرے مالک تیرا غلام تیری حکم عدولی کا مرتکب ہوا ہے وہ کتے کی موت مرنے کے لئے تیار ہے' یہ تیری پانچویں بیٹی ہے شہ بدان کی بیٹی' وہ بچی جسے میرے حوالے کرکے تو نے کہا تھا اسے کہیں زندہ دفن کر آؤ' میرے مالک میرے آقا میں نے تیرے حکم کی تعمیل کرنے کی کوشش کی' لیکن اس کی معصوم آنکھوں میں زندگی چمک رہی تھی۔ میں نے میرے مالک میں نے تیری حکم عدولی کی' میں نے سوچا کہ اسے تنہا ہی ہلاک کردینا غلام روزال کی زندگی کے لئے لعنت ہے کیا سوچے گی یہ معصوم بچی کہ لوگ کتنے سنگدل ہوتے ہیں میرے مالک میں اسے لے کر دریا میں کود گیا۔ میں نے اس کے ساتھ خود کو بھی ہلاک کردینے کا فیصلہ کیا تھا لیکن کچھ لوگ کچھ اجنبی لوگ جن کا تعلق پہاڑ پار کے لوگوں سے تھا اس دریا میں ایک کشتی پر سفر کررہے تھے انہوں نے ہم دونوں کو نکال لیا۔ میرے مالک وہ بہت اچھے لوگ تھے انہوں نے صرف انسان کی قدر کی' انسانی بنیادوں پر وہ ہمیں اپنے ساتھ اپنے وطن لے گئے' پہاڑ پار لے گئے وہ لوگ' اپنی دنیا میں جو اتنی انوکھی ہے کہ اگر تو اس کے بارے میں سن لے تو تیرا دماغ ان باتوں کو قبول نہ کرے' وہاں انہوں نے زربدان کو پروان چڑھایا لیکن وہ نیک نفس لوگ زربدان سے اس کی حیثیت نہیں چھیننا چاہتے تھے انہوں نے زربدان کو بتایا کہ وہ شہ بدان کی بیٹی ہے اور اس کے باپ کا نام میاں لائی ہے انہوں نے اسے بتایا کہ وہ پہاڑوں کی رہنے والی ہے اور جب وہ جوان ہوجائے گی تو یہ لوگ اسے پہاڑوں میں چھوڑ آئیں گے اور میرے مالک زربدان کو ہم نے پہاڑ کے اس طرف کے انسانوں کی حیثیت سے

پرورش کیا۔ میں نے اسے اس کی زبان سکھائی اور اسے ان پہاڑوں کے بارے میں سب کچھ بتایا اور اب ہم اسے اس کی سرزمین پر چھوڑنے آئے تھے میرے مالک .... یہ تیری بیٹی ہے۔ تیری زربدان۔" غلام روزال نے کہا اور میان کا پورا بدن تھرتھراتا رہا۔

تمام لوگ حیرت سے گنگ تھے۔ یہ انوکھا ملاپ تھا جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میان لائی نے ایک بار پھر روزال کو دیکھا پھر گردن گھما کر زربدان کو......... وہ اسی طرح پتھرائی ہوئی کھڑی تھی۔ میان لائی آگے بڑھا اور اس بار سچ مچ اس نے جھک کر زربدان کے پاؤں پکڑ لئے۔

"تیرا سر میرے سینے پر ہونا چاہئے تھا بیٹی' لیکن نہ تو میں تجھے بیٹی کہنے کا حقدار ہوں اور نہ ہی باپ کی حیثیت سے تیرا سر اپنے سینے سے لگانے کا حقدار......... میں تو تیرا مجرم ہوں تیرا قاتل ہوں اور......... اور اس قاتل کو حق نہیں پہنچتا کہ تجھے بیٹی کہہ کر سینے سے لگائے' کیا تو اپنے قاتل باپ کو معاف کر سکتی ہے بیٹی' بول کیا تو ایک قاتل کو معاف کر سکتی ہے' تیری زبان سے نکلے ہوئے چند الفاظ مجھے زندگی دے دیں گے' میں نے اپنے گناہوں کی بہت سزائیں بھگتی ہیں بیٹی میں نے اپنے گناہوں کی بہت سزائیں پائی ہیں۔ میں نے........." میان لائی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا......... روزال بے قرار ہو کر آگے بڑھا۔

"نہیں مالک شیر کی آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے......... نہیں میرے آقا اگر تیری آنکھوں نے آنسو برسا دیئے تو پھر تیری شخصیت ان آنسوؤں میں بہہ جائے گی۔ زربدان اٹھ اپنا سر اپنے باپ کے سینے سے لگا۔ میں تیرا اتالیق ہوں میں نے تیری پرورش کی ہے میں نے تجھے ان پہاڑوں کی زبان سکھائی ہے' آج تک میں نے تجھ سے تیرے قدموں میں رہ کر بات کی ہے آج میں اپنی ان تمام کاوشوں کا حق مانگتے ہوئے تجھ سے کہتا ہوں کہ اٹھ......... اپنے باپ کو تعظیم دے یہ میان لائی ہے۔ میرا آقا میرا سردار' جس کی آنکھوں سے ہمیشہ شعلے نکلے ہیں آنسو نہیں........."

زربدان بھی بے اختیار ہو گئی تھی وہ دوڑ کر میان لائی سے لپٹ گئی اور آس پاس سے گزرنے والے اس منظر کو دیکھتے ہوئے گزر گئے۔ عام حالات میں یہ منظر ان کے لئے حیران کن ہوتا' لیکن ان دنوں یوں باعث حیرانی نہیں تھی کہ بیشتر لوگ اس طرح روتے دھوتے نظر آتے تھے جو حادثہ پیش آیا تھا اس نے ایسے بے شمار المیے پیدا کر دیئے تھے تب ہی آسٹر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ایک ایسی مناسب جگہ چلا جائے زربدان جہاں تم لوگ آرام سے بیٹھ سکو۔ آؤ روزال آؤ......... میان لائی اور دوسرے افراد کو بھی اپنے ساتھ لے آؤ۔"

میان لائی اس قدر بے اختیار ہو رہا تھا کہ اس نے اس اجنبی کی مداخلت پر غور بھی نہیں کیا۔ وہ اپنی بیٹی کو سینے سے لگائے دوسرے تمام لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

O.....O.....O

ان دونوں کے سوا شمران کا ہمدرد کوئی بھی نہیں تھا۔ یہی پہاڑ والوں کی ریت تھی۔ مبارغے ہوتے تھے اور جیتنے والا ہی سب کچھ ہوتا تھا جو ہارتا تھا اول تو اس کی زندگی اسی لمحے ختم ہو جاتی تھی لیکن کوئی سرپھرا فاتح اگر مفتوح کو زندہ بھی چھوڑ دے تو یہ مفتوح کی تذلیل ہوتی تھی اور اگر وہ حساس ہو تو وہ زندگی اس کے لئے موت سے بدتر ہوتی تھی۔ شمران ماہ لخت کا بیٹا تھا لیکن بس عجب رشتہ تھا ان کا بچپن سے لے کر جوانی تک ایک بھی دن ساتھ نہیں گزرا تھا۔ سردار بننے کے بعد بھی

شمران نے ان لوگوں سے کسی الفت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ لیکن خون کے رنگ ہی دوسرے ہوتے ہیں۔ اس وقت جو خون شمران کے بدن سے بہا تھا وہ شیر ماہ کا تھا ماہ لخت کا تھا وہ اسی خون میں ڈوبے ہوئے اپنے کوستے میں داخل ہوئے تھے شمران کے بدن کو اٹھائے ہوئے۔

عشمہ اور رائیسہ کوستے میں موجود تھیں۔ شیر ماہ نے چیخ کر روتے ہوئے کہا......... "رائیسہ' عشمہ دوڑو......... آہ دوڑو......... ہمارا بچہ واپس آگیا ہے ہم اسے لے آئے ہیں جسے لعنتی الخت باغہ ہمیں دھوکہ دے کر لے گیا تھا۔ ارے جلدی کرو اس کے بدن سے بہتا ہوا خون روکو ورنہ......... یہ مر جائے گا۔ عشمہ اپنے بچے کے بدن سے بہنے والے خون کو روکو۔"

دونوں عورتیں سکتے میں رہ گئیں۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شمران کو دیکھ رہی تھیں۔ پھر عشمہ کے حلق سے دلدوز چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔

"رائیسہ......... چراغ کا جلا ہوا تیل لے آؤ اس کے زخموں پر ڈالو ماہ لخت......... تو دوڑ جا......... وید سداغہ کو بلا کر لے آ......... اس سے کہنا اس کا دوست شیر ماہ مشکل میں ہے۔ جلدی کر لے اور اگر وہ مبارغے کے میدان میں ہو تو اسے وہاں تلاش کر لینا جہاں بھی ملے اسے لے کر آنا......... وہ بڑا دانا ہے۔" ماہ لخت آنسو بہاتا ہوا نکل گیا تھا۔

چراغ کا جلا ہوا تیل خون روکنے میں تیر بہدف ہوتا ہے۔ زخموں سے بہنے والا خون رک گیا۔ لیکن جوانی کے جوش سے رگوں میں ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر سے جتنی تیز رفتاری سے خون بہا تھا اس نے شمران کا رنگ بدل دیا تھا۔ شیر ماہ تیل کی دھاریں بہاتا رہا۔ رائیسہ نے بے ہوش عشمہ کو گھسیٹ کر بستر پر ڈالا......... ادھر ماہ لخت سداغہ کے پاس پہنچ گیا۔ جو شیر ماہ کا گہرا دوست تھا۔ ماہ لخت نے روتے ہوئے کہا۔

"میرے باپ نے تمہیں بلایا ہے باغہ......... ہمارے شمران کی حالت نازک ہے ہمیں تمہاری مدد درکار ہے۔"

"آہ کیا وہ زندہ ہے؟" سداغہ نے پوچھا۔

"ہاں ابھی زندہ ہے چلو باغہ......... اسے دیکھ لو اسے بچا لو......... ہماری مدد کرو........."

سداغہ نے کچھ دیر سوچا پھر بولا۔ "سردار فوہا نے کہا ہے اس کا علاج کرنے والے سے وہ پرسش نہیں کرے گی۔ اس لئے میں چلتا ہوں تم رکو......... میں کچھ سامان لے لوں........."

سداغہ نے شیر ماہ کے کوستے میں داخل ہو کر شمران کو دیکھا پھر اس کے زخموں پر مرہم لگانے کے بعد اس نے کہا۔ "یہ جوان ہے اور غیر معمولی طاقت رکھتا ہے۔ ورنہ اسے مر جانا چاہئے تھا۔ پھر تم نے خون روکنے کا مناسب طریقہ استعمال کیا ہے اس لئے شاید وہ بچ جائے۔"

"اس پر محنت کرو سداغہ......... مجھے میری زندگی بھر کی دوستی کا صلہ دو......... ہمیں ہماری غفلت کی سزا مل چکی ہے اب ہمیں جس طرح بھی ہو زندگی مل جائے ہم اس پر قناعت کریں گے۔"

"میں وہ سب کچھ کر رہا ہوں جو ممکن ہے لیکن شیر ماہ اس وقت تم خود کو سب سے بڑا دانا سمجھ

رہے تھے جب تم نے الخت بانہ سے یہ معالمت کی تھی میں تو تمہارا زندگی بھر کا دوست تھا۔"

"آہ جب بینائی جاتی ہے تو اسی طرح جاتی ہے۔ ملعون الخت بانہ خود تو جہنم رسید ہوا مگر ہمارے لئے بھی جہنم تیار کر گیا۔"

"سب کچھ بُرا تھا' دیکھو روشنی والا کس طرح حقدار کو حق دیتا ہے اور سرداری کی حق دار وہی تھیں جنہیں سرداری ملی ان سے یہ حق میان نے بھی چھینا تھا۔"

سداغہ نے بہت سے مشورے دیئے اور کہا کہ وہ صبح شام آئے گا جو کچھ وہ بتا رہا ہے کرتے رہیں۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ عشمہ کو خود ہی ہوش آگیا تھا۔ اس نے شمران کو دیکھ کر کہا.........

"یہ وہی ہے نا جسے میری گود سے چھین کر لے جایا گیا تھا۔ وہی ہے نا یہ......... کیا ملا تمہیں میری گود خالی کرنے کا صلہ.........بتاؤ گے مجھے ظالمو......... اس حالت میں واپس لائے ہو اسے۔"

"عشمہ......... روشنی والے سے اس کے لئے دعا مانگو......... اس وقت ہم پر طعنہ زنی نہ کرو.........؟" شیرماہ بولا۔

"کیسا عجیب لگتا ہے مجھے اس کے لئے دعا مانگنا......... آہ کیسا ظلم کیا ہے تم نے مجھ پر......... یہ میری اولاد ہے۔ میری اکلوتی اولاد......... میری اکلوتی اولاد................. میں نے ہمیشہ اسے یاد کیا۔ میں چھپ چھپ کر اسے دیکھتی تھی۔ لوگ اسے بُرا کہتے تھے تو میرا دل دکھتا تھا۔ مگر میں ایسی بدنصیب ماں ہوں جو لوگوں کو منع بھی نہیں کر سکتی تھی۔ یہ کچھ بھی نہ بنتا میرا بیٹا رہتا......... مجھے ساری کائنات مل جاتی۔ تم سب ظالم ہو۔ روشنی والا تمہیں تمہارے ظلم کا صلہ دے۔"

اراسہ اپنی بیٹی سومایہ کے ساتھ آئی تو سومایہ نے کہا۔ "تم سے زیادہ بدنصیب میں ہوں عشمہ......... یہ زندہ ہے۔ زندہ رہے گا۔ اب تم اسے پیار بھی کر سکو گی۔ اس کی خدمت بھی کر سکو گی مگر مجھے دیکھو میری بیٹی میرے پاس نہیں ہے۔ وہ مجھ سے نفرت کرتی رہے گی وہ کبھی مجھے نہ مل سکے گی۔ حالانکہ میرا قصور نہیں ہے۔ یہ قصور میرے باپ کے دل میں جاگا تھا۔ میں تو اس سے واقف بھی نہیں تھی۔"

نہ جانے کب شمران کو ہوش آگیا تھا۔ سداغہ کی جڑی بوٹیوں نے اس کے زخم سن کر دیئے تھے۔ بس ایک سناٹا سا اسے اپنے وجود میں محسوس ہوتا تھا۔ اس کی سماعت درست تھی بصارت درست تھی' حواس بھی ٹھیک تھے۔ اس نے جہاں بہت کچھ سنا تھا سب کچھ سمجھا تھا وہ سب کچھ جو اسے معلوم نہ تھا پتہ بھی چلا تھا تو اس پر غور کرنے کا اسے موقع نہیں ملا تھا۔ لیکن اب بہت کچھ سمجھ میں آرہا تھا۔ بہت کچھ سمجھ لیا تھا اس نے......... چنانچہ اس رات جب سب سو رہے تھے صرف عشمہ اس کے سر کو سینے سے لگائے خاموشی سے جاگ رہی تھی اس نے کہا۔

"اور تو میری ماں ہے .... سب اپنی اپنی کہتے ہیں۔ الخت بانہ اس لئے بے قصور تھا کہ اس کے دل میں لالچ نے سر ابھارا تھا وہ جھوٹے سردار کی سرداری چاہتا تھا' شیرماہ اس لئے بے قصور ہے کہ اس نے الخت بانہ سے دوستی نبھائی اور اس کے کہنے پر عمل کیا۔ میرا باپ اس لئے بے قصور ہے کہ وہ اپنے باپ کے سامنے نہ بول سکتا تھا۔ مگر تو......... میری ماں ہے بے قصور تو تو

ہے جو بے بسی کا شکار ہوئی۔ ان تمام ظالموں کے خلاف تو کچھ نہ کر سکی اور تجھے......... ایک راز کی بات بتاؤں ماں......... بے قصور میں بھی ہوں میان لائی نے مجھے ایک سرکش گھوڑے کی طرح پروان چڑھایا تاکہ میں ایک مضبوط سردار بن سکوں۔ مگر یہ سچ ہے کہ نہ وہ 'نہ سومایہ مجھے وہ محبت دے سکے جو انسان کو انسان بناتی ہے میں نے کبھی انسان بن کر سوچا ہی نہیں......... دوسری راز کی بات تجھے اور بتاؤں؟"

"تو.........تو بول سکتا ہے شمران......... تو ٹھیک ہے میرے لعل........." عشمہ حسرت سے بولی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں اور تو اطمینان رکھ میں زندہ رہوں گا۔ میں تیرے لئے زندہ رہوں گا جانتی ہے کیوں؟"

"تو میرے لئے جی شمران .... بس تو میرے لئے زندہ رہ......... میں اپنی باقی زندگی تیری خدمت کر کے گزار دوں گی۔ میں تیری پرورش وہیں سے شروع کروں گی میری آنکھوں کے نور......... جہاں سے تجھے مجھ سے چھین لیا گیا تھا۔ اس وقت بھی تو جھولے میں لیٹا رہتا تھا۔ نہ اپنے آپ کھا سکتا تھا نہ پی سکتا تھا۔ میں تجھے وہیں سے شروع کروں گی شمران ...." عشمہ ماتا بھرے لہجے میں بولی۔

"میں تجھے دوسری راز کی بات بتا رہا تھا۔" شمران نے کہا۔

"بول مجھے بتا........." عشمہ نے اس کی پیشانی چوم کر کہا۔

"اس شرمناک شکست کے بعد میری سب سے بڑی آرزو تھی کہ میں مرجاؤں میں جینا نہیں چاہتا تھا لیکن........."

"لیکن کیا میرے بچے............"

"تیرا لمس......... تیرے وجود کی مہک نے اپنے بارے میں کہے ہوئے تیرے الفاظ نے مجھے احساس دلایا کہ اس کائنات کی سب سے عظیم لذت سے محروم رہا ہوں میں۔ وہ لذت ماں کا لمس ہے۔ ماں کا پیار ہے۔ تیری آغوش سے نکل کر مجھے سومایہ کی گود میں ڈال دیا گیا تھا۔ وہ اجنبی جگہ تھی جہاں میرے لئے کچھ نہ تھا لیکن تو........"

"ہاں میں تیری ماں ہوں شمران......... میں تیرے لئے سب کچھ کروں گی۔ میں اس وحشی ڑکی کو خاک کر دوں گی جس نے تجھے اس حال کو پہنچایا ہے تو دیکھے گا کہ جب ایک ماں اپنے بچے کا انتقام لیتی ہے تو اس سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہوتا۔"

"نہیں ماں......... شمران کی وحشت ماں کی آغوش کا لمس پا کر مر چکی ہے اب مجھے یقین آگیا ہے اور ماں......... ذرا غور کر......... کیسی عظیم ماں کی اولاد ہیں وہ تمام لڑکیاں جس نے شوہر کے ظلم کے باوجود ان لڑکیوں کو اتنا عظیم جنگجو بنایا۔ کتنی محبت کی ہوگی اس نے ماں سچ کہتا ہوں بتدریج لمحات کے بعد مجھ پر اس کی ہیبت طاری ہو گئی تھی۔ میں نے زندگی میں زیادہ جنگ تو نہیں کی لیکن جن جوان مردوں سے میرا واسطہ پڑا وہ اس لڑکی کے مقابلے میں اس کے تلوؤں کی خاک بھی نہ تھے۔"

"تو اس کی تعریف کر رہا ہے شمران' جس نے تجھے اس حال کو پہنچایا۔"

"اس نے مجھے زندہ رکھ کر تجھ پر اور مجھ پر احسان بھی تو کیا ہے۔ میری ماں اور مجھے اس حال میں پہنچا کر احسان عظیم.........." شمران نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"اگر وہ مجھے قتل کر دیتی تو میں زندگی کی اس نعمت سے محروم ہی مر جاتا جسے ماں کہتے ہیں۔ اگر وہ مجھے معذور نہ کرتی تو میں اس کی قید میں رہ کر قید خانے سے فرار اور اس سے انتقام کے منصوبے پر غور کرتا۔ تیری طرف میری توجہ بھی نہ جاتی۔ نہ ہی ماں تو مجھے اس عالم میں یہاں لاتی......اور میں تجھے پاتا۔"

"تیری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ لیکن تیری آواز میرے کانوں میں رس گھول رہی ہے تو جو کچھ کہہ رہا ہے ٹھیک کہہ رہا ہو گا آہ میرے بچے تو بس زندہ رہ۔"

"جب مجھے صحت مل جائے گی اور میرے زخم ٹھیک ہو جائیں گے تو جانتی ہے ماں' میں سب سے پہلا کام کیا کروں گا۔"

"کیا؟"

"میں نئی سردار کو مبارک باد دینے جاؤں گا۔"

عشمہ اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

کئی روز بعد سداغہ نے شمران کے زخم دیکھے اور کہا۔ "شمران خطرے سے نکل چکا ہے اس کے زخم ناقابل یقین تیزی سے بھر رہے ہیں۔"

لوگوں کے لئے اس کی زندگی عجوبہ بھی تھی بہت سے لوگ عیادت کو آتے تھے شمران کے بارے میں وہ ملے جلے جذبات رکھتے تھے۔ لیکن ایک دن جو افراد شمران کی عیادت کو آئے ان کا نام سن کر شمران کے جبڑے بھنچ گئے تھے۔ ماہ لخت نے اطلاع دی۔ "لاگا اور اس کے چند دوست تم سے ملنا چاہتے ہیں شمران.........!" شمران چند لمحات خاموش رہا......پھر اس نے کہا۔

"ہاں انہیں میرے پاس پہنچا دو.........."

لاگا کے ساتھ اس کے دوسرے دوست بھی تھے یہ سب وہ تھے جن کے ساتھ شمران نے ہوشمندی کی ابتداء کی تھی۔ وہ سب شمران کے سامنے آگئے۔ شمران انہیں دیکھ کر پھیکے انداز میں مسکرایا تھا۔ لاگا نے اسے بغور دیکھ کر کہا۔ "حادثے مسکراہٹ واپس لے آتے ہیں۔ تو نے تو ہمارے سامنے مسکرانا بھی چھوڑ دیا تھا شمران۔"

"میں نہیں سمجھا لاگا.........تو کیا کہنا چاہتا ہے۔" شمران نے کہا.........

"سردار زادہ تھا حکمرانی کرتا تھا مگر دوستوں پر نہیں' سردار بنا دوستوں کو بھی چھوڑ دیا۔ اب جب کچھ نہیں ہے بلکہ پورا آدمی بھی نہیں ہے تو تجھے کیسا لگتا ہے۔"

شمران نے کچھ لمحے اس کے الفاظ سمجھنے میں گزارے پھر بولا۔ "یوں لگتا ہے جیسے تو مجھ سے خفا ہے لاگا.........جب میں فوہا کے سامنے بے بس ہو گیا تھا اور میں نے تجھے پکارا تھا تب بھی تو آگے نہیں بڑھا۔ جب اس نے کہا کہ کوئی مجھے اٹھانا چاہے' مجھے زندہ رکھنا چاہے تو اٹھا سکتا ہے؟ میرا خیال تھا کہ وہ تو ہو گا جو دوڑ کر مجھے اٹھائے گا.........لیکن.........."

"خوب.........میں اور یہ لوگ۔" لاگا نے دوسرے دوستوں کی طرف اشارہ کیا۔ "کیا تیرے

زر خرید ہیں۔"

"تم میرے دوست ہو۔" شمران تعجب سے بولا۔

"پھر یاد آگیا تجھے۔" لاگا طنز سے بولا۔

"کیا.........؟"

"یہی کہ ہم تیرے دوست ہیں۔"

"کیا.........کیا میں بھول گیا تھا۔" شمران نے کہا۔

"فوہا نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تجھے چھوڑ دیا۔ اسے ایک ضرب تیرے سر پر لگانی چاہئے تھی۔ کیونکہ تیری کھوپڑی ابھی سازش کر سکتی ہے۔"

"آہ کاش.........میں تیری باتیں سمجھ سکتا۔"

"تو نے بڑی معصومیت سے ہمیں دوست کہہ دیا ہے۔ وہ الفاظ دہرا رہا ہے جو سردار بن کر بھول گیا تھا۔ صرف اس لئے کہ اب تو ایک بے بس چوہا ہے۔ سن شمران' اگر تو سمجھتا ہے کہ ہم دوستی کا جذبہ لے کر تیری عیادت کو آئے ہیں تو بے وقوف ہے تو.........ہم تو آج ایک ہارے ہوئے اپاہج شخص کے دل پر چرکے لگانے آئے ہیں۔ ہم تجھ سے انتقام لینے آئے ہیں کیونکہ اب تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"کیوں.........مگر کیوں؟" شمران کرب سے بولا۔

"ہم نے جو کچھ کیا شمران وہ صرف دوستی کے لئے کیا تھا۔ ماضی پر نگاہ ڈال' ہم تیرے ہر جرم میں شریک رہے نہ صرف شریک رہے بلکہ ہر عمل میں تیرے شوالے بنے رہے۔ تیرے لئے تجھ سے آگے بڑھ کر کام کیا۔ ہم خود تیرے سردار بننے کے خواہش مند تھے۔ صرف اس لئے کہ ہم سردار کے دوست ہوں گے۔ تو نے عقابوں کی سرداری حاصل کی اور تیری آنکھیں بدل گئیں۔"

"آنکھیں بدل گئیں؟"

"معصومیت کے اظہار کے سوا اب تیرے پاس کیا رہ گیا ہے اب تو تجھے وہ الفاظ بھی یاد نہ رہے ہوں گے جن میں تو نے ہمیں اپنے لئے بے مقصد اور ناکارہ قرار دیا تھا۔ ہماری اہمیت تیری نگاہ میں ختم ہو گئی تھی۔ تو نے ہمیں اپنے خلاف سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔"

"آہ.........کیا ایسے لمحات بھی آئے تھے جب تو نے میرے خلاف بھی کچھ سوچا۔"

"معذور شخص اگر ہم تیرے خلاف نہ سوچتے تو آج تو اس حال کو نہ پہنچتا۔ کرشانہ کے جوان تیرے بہترین مددگار ہوتے۔"

"ہاں مجھے ان کی ضرورت تھی۔ وہ واقعی کام کے لوگ تھے.........لیکن وہ چلے کیوں گئے؟"

"میں نے انہیں واپس بھگا دیا تھا وہ خود نہیں گئے۔"

"کیا.........؟" شمران اچھل پڑا۔

"ہاں.........وہ میری ہدایت پر واپس کرشانہ چلے گئے۔"

"مگر کیوں؟"

"تاکہ تیرے زوال میں آسانی ہو۔ تاکہ تو اپنے مددگاروں سے محروم ہو جائے۔"

"آہ.........یہ نہیں سوچا تھا میں نے.........یہ بالکل نہیں سوچا تھا۔"

”تو نے شاید کبھی ہمیں وہ مقام نہیں دیا جس کے ہم حقدار تھے۔ تو نے ہماری ساری خدمات بھلادیں شمران، ہمیں تخت وست کہنے کے سوا تیرے پاس ہمارے لئے کچھ بھی نہ رہا اس کے بعد کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ ہم تیری غلامی ہی کرتے رہتے، دوست غلام نہیں ہوتے شمران، دوستی بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے اور جو مخلص دوستوں کو کھو دیتے ہیں وہ کبھی خوشحال زندگی بسر نہیں کرسکتے، ہم نے تیرے لئے ہر کام کیا اور سردار بننے کے بعد تو یہ سب کچھ بھول گیا۔ بول کیا مقام دیا تھا تو نے ہمیں سرداری حاصل کرنے کے بعد.........؟“

شمران سوچ میں ڈوب گیا، کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا.........”اصل میں ان وجوہات پر غور کررہا ہوں میں جن کے تحت میں اپنی ذہنی حالتوں پر قابو پانے میں ناکام رہا تھا۔ بہرحال میں نے اس انداز میں نہیں سوچا تھا دوستو، جس انداز میں تم سوچ رہے ہو۔ لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہارا سوچنا مجھ سے بہتر ہے۔ ہاں میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تم پر غور ہی نہیں کرسکا تھا۔ اصل میں بعض اوقات انسان کچھ چیزوں کو اس طرح اپنی ملکیت سمجھ بیٹھتا ہے کہ وہ سوچنے کا صحیح انداز ہی اختیار نہیں کرسکتا۔ وہ تو بس یہ سوچتا ہے کہ یہ سب کچھ اس کا اپنا ہے اور کسی اپنی چیز کے بارے میں بھلا کیا سوچنا......... لیکن غلط تھا۔ یہ سب کچھ غلط تھا۔ میں اب بھی تمہیں اپنے آپ سے اتنا قریب سمجھتا ہوں کہ اپنے دل کی وہ بات جو شاید میں کسی کو نہیں بتا سکتا تھا، تمہیں بتانے سے گریز نہیں کرتا۔ دیکھو میرے دوستو انسان کی فطرت یکساں ہی ہوتی ہے اس کے وجود میں سرکشی پلتی ہے اور وہ اپنے آپ سے بہت دور نکل جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ سے بالکل دور نہیں جاتا بلکہ وہ اپنی ذات ہی کو دھوکا دیتا ہے، کچھ خواہشات کی تکمیل کے لئے کچھ آرزوئیں اس کے دل میں اتنی گہرائیوں میں اتر جاتی ہیں کہ وہ اطراف کے سارے مسائل بھول بیٹھتا ہے۔ میان نے مجھے اپنے سینے پر بٹھا کر پروان چڑھایا اس غلط فہمی میں کہ میں اس کی اولاد ہوں۔ بیشتر ایسے واقعات ہیں جن میں میان کے اندر باپ کی شفقت اور محبت طوفان بن کر جھلکتی ہے، سولا زریوں کو ہی دیکھو لو، یہ تو بہت بعد کی بات ہے اس نے بے شک مجھے گرفتار کیا، لیکن سولا زریوں کو اس لئے ہلاک کردیا کہ کہیں وہ مجھ سے انتقام لینے کے بارے میں نہ سوچیں، بہت سے واقعات مجھے یاد آتے ہیں، ایک بار سوچ کی پہاڑیوں پر سانپ نکل آیا تھا، میں پتھروں سے سانپ پر نشانے لگارہا تھا، سانپ میرے اتنے قریب پہنچ چکا تھا کہ میں اگر ذرا بھی جنبش کرتا تو وہ مجھے ڈس لیتا۔ میان کے لئے اس وقت کوئی ایسا چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ مجھے بچا سکتا، پھر جانتے ہو کیا ہوا....... وہ پشت کے بل سانپ پر گر پڑا۔ اگر سانپ کا پھن اس کی پشت کے نیچے نہ دب جاتا تو سانپ اسے ڈس لیتا۔ اس نے میرے لئے اپنی زندگی ختم کردی تھی۔ دوستو میان کو شکست دے دی میں نے، بعد میں مجھے یہ علم ہوگیا کہ وہ میرا باپ نہیں تھا۔ لیکن سچ جانو وہ میرے ذہن میں ہمیشہ چبھتا رہا مجھے اس کی محبتیں یاد آتی رہیں، اور ایسا سردار بننے کے بعد ہوا تھا۔ نجانے کہاں سے میرے اندر یہ ظرف پیدا ہوگیا تھا کہ میں اس پر غور کرنے لگا تھا۔ جب میں بالکل تنہا ہوتا تو میان کے کوستے میں اس چھت پر نگاہیں دوڑاتا، جس کے نیچے میان کی محبتیں میرے لئے کشادہ تھیں تو میرے اندر کا وہ شخص جو نہ تو شمران تھا اور نہ عقابوں کا سردار بلکہ وہ صرف ایک شخص تھا، مجھے ملامت کرتا تھا اور لاگا شاید تو اس بات پر یقین نہ کرے کہ ممکن ہے آنے والے وقت میں، میں

عقابوں کی سرداری واپس میان کو دے دیتا، اس کے قدموں پر گر کر معافی مانگ لیتا، یہ میں اب کہہ رہا ہوں، جب سردار نہیں ہوں۔ لیکن شاید میرے ذہنی طور پر الجھے ہونے کی وجہ، اور تم لوگوں پر توجہ نہ دیتا بلکہ اس طرح الجھتا کہ تمہیں بُرا بھلا تک کہہ بیٹھوں اس احساس کا ردعمل بھی تھا اور دوسری بات میں تمہیں بتا ہی چکا ہوں کہ میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی ملکیت سمجھا۔ اپنا وہ ہاتھ جو صرف اپنی خواہش سے جنبش کرتا ہے۔ خیر تمہارے الفاظ کے مطابق ایک معذور اور بے بس شخص کو یہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ کوئی ان میں سچائی نہیں محسوس کرسکتا، لیکن میں تمہیں شاید اپنی ذہنی الجھن بتا چکا ہوں، یہ نہیں کہتا کہ تم اس پر یقین کرلو......... میں اندر سے خوش نہیں تھا۔ تم سے معافی مانگنا بے سود ہے۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ تم کچھ اور بھی اپنے دل میں رکھتے ہو تو اعتراف کرتا ہوں کہ میں تمہارے انتقام کی شدت سے نہیں بچ سکوں گا اور شاید کوئی اور میری مدافعت بھی نہ کرسکے۔ لاگا سچ بتاؤں سرداری کھو کر مجھے بُرا نہیں لگ رہا ہے میرے دوست، ایک ایسی نئی چیز حاصل ہوگئی ہے مجھے جو میرے لئے بے حد دلکش ہے۔ زندگی میں ہر قسم کے تعیشات مجھے مل چکے ہیں، سرداری کی خواہش بے شک تھی دل میں اور خاص طور پر عقابوں کی سرداری کی خواہش۔ لیکن اس میں زیادہ لطف نہیں آیا۔ فوہا نے مجھ پر مکمل برتری حاصل کی ہے انکار نہیں کرسکتا کہ میان لائی کی بیٹی جنگ و جدل میں بے مثال ہے کبھی یہ تصور نہ کرنا کہ اس سے مبارزہ طلب کرو......... نہ جیت پاؤ گے۔ اس لڑکی نے مجھ پر ایک بڑا احسان کیا ہے معذور ہونے کے بعد جب شیرماہ اور ماہ لخت مجھے اٹھا کر لائے اور مجھے ہوش کے کچھ لمحات نصیب ہوئے تو میں نے پہلی بات یہ سوچی کہ کچھ لوگ اپنی زندگی کے لئے خطرہ مول لے کر آئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو لاگا اور میرے ساتھی نہیں ہیں، یہ تو میری ملکیت تھے۔ ان اجنبی لوگوں کے درمیان جن کی مجھ سے نام نہاد رشتہ داری بتائی گئی تھی۔ میں نے بڑا عجیب محسوس کیا۔ پھر ایک عورت ملی جس کا نام عشمہ ہے، اور اس کی آنکھوں میں ٹھہرے ہوئے سمندر نے مجھے اس طرح غسل دیا ہے کہ میری تمام ذہنی کلفت دور ہوگئی۔ آہ لاگا بڑی عجیب چیز ہوتی ہے یہ ماں دنیا کے ہر لالچ سے بے نیاز ہوکر اولاد سے محبت کرتی ہے اسے چاہتی ہے بڑی عجیب چاہت ہوتی ہے۔ یہ بڑی دلکش، بے حد انوکھی......... میں اس سے خوش ہوں لاگا اور مجھے یہ زندگی بڑی اچھی لگ رہی ہے۔ لاگا جو زیادتیاں میں نے تیرے ساتھ کی ہیں ان کا کوئی ازالہ چاہتا ہے، مجھ سے.........؟“

لاگا کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔ ”جب تو سلامت تھا جب اقتدار تیرے پاس تھا، جب تو مجھے کچھ دے سکتا تھا اس وقت تو نے دینے سے گریز کیا اب اے معذور شخص تو مجھے کیا دے سکتا ہے؟“

”ایک مشورہ۔“ شمران نے مسکراتے ہوئے کہا.........”ہو سکتا ہے وہ بات تیرے ذہن میں کبھی آئی ہو، مجھ سے بھی سن لے تیرے لئے میرے دل نے ایک بات سوچی ہے لاگا......... تو ہر لحاظ سے ایک مکمل اور ذہین نوجوان ہے۔ یہاں عقابوں کے مسکن میں تجھے کچھ نہیں ملے گا۔ میرا تجربہ یہی کہتا ہے۔ لیکن اگر تو کرشانہ چلا جائے تو کرشانہ کے لوگوں کے بارے میں تجھے علم ہے وہ ہمارے بڑے عقیدت مند ہیں معصوم اور سادہ لوح لوگ بڑی خوشدلی سے تجھے اپنا سردار تسلیم کرلیں گے۔ وہ ایک لمحے میں تجھے اپنا سردار مان لیں گے۔ تو ان سے کہہ سکتا ہے کہ عقابوں

کے سردار نے تجھے کرشانہ کا سردار بنا کر بھیجا ہے اور لاگا کرشانہ بری جگہ نہیں ہے' وہاں کے رہنے والے برے نہیں ہیں' میں اگر عقابوں کے مسکن میں سردار رہتا اور کامیابیاں حاصل کرلیتا تو تجھے اپنا دست راست اپنا مشیر بنالیتا' بس اتنا ہی کرتا میں .... لیکن کرشانہ میں تجھے سرداری حاصل ہوگی' جا اپنے دوستوں کے ساتھ خاموشی سے کرشانہ نکل جا وہاں تیرا حسین مستقبل موجود ہے' میرے دوست' میں سردار نہ رہ سکا۔ بلکہ اب تو میں انسان بھی نہ رہ سکا' میری طرف سے اس سرداری کی پیشگی مبارکباد قبول کر اور مجھے بتا میرے لئے تیرا کیا حکم ہے۔"

لاگا سناٹے میں کھڑا ہوا تھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوستوں کو اشارہ کیا اور خاموشی سے واپسی کے لئے مڑ گیا۔ باہر نکل کر اس نے حیران لہجے میں کہا۔ "سنا تم لوگوں نے۔ سنا اس نے کیا کہا' ارے کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔........؟ کوئی رکاوٹ تو نظر نہیں آتی' کرشانہ والوں کو ہم نے شمران کے نام سے واپس بھیجا ہے اور لازمی امر ہے کہ اب ان میں سے کوئی یہاں واپس نہیں آئے گا اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ میری کیا حیثیت ہے' اس نے تو واقعی قرض ادا کر دیا سارا قرض چکا دیا اس نے' اور اب بھلا ہمیں کوئی اور حماقت کرنی چاہئے۔ میرے دوستو ہرگز نہیں جس قدر جلد ہو سکے۔ کرشانہ روانگی کا بندوبست کرو اور میں یقیناً تمہارے لئے ایسا سردار نہیں ثابت ہوں گا جیسا شمران ہمارے لئے تھا۔"

لاگا کے دوست پُر مسرت انداز میں گردن ہلانے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا.........."اور کیا اتفاق ہے کہ یہ بات ہم میں سے کسی کے ذہن میں نہ آئی تھی۔"

"آؤ.........." لاگا نے اشارہ کیا اور وہ سب تیز رفتاری سے چل پڑے۔

O.....O.....O

لاسیہ کے باشندوں میں ابھی تک شدت سے جوش و خروش تھا۔ خود الالاتوشیہ نے ان سے جو کچھ کہا تھا' اسی نے ان کے ذہنوں میں آگ لگادی تھی انہوں نے الالاتوشیہ کا ہر نشان مٹا کر رکھ دیا تھا۔ وہ قیمتی سازو سامان' سائنس لیبارٹری اور نجانے کیا کچھ جسے یکجا کرنا بھی جادو کا کارنامہ ہی لگتا تھا۔ فنا کر دیا گیا تھا' زرتوش اس ساری کارروائیوں میں پیش پیش تھا' لیکن جب اسے تنہائی کے لمحات ملے تو وہ خود اس تمام کارروائی پر حیران رہ گیا۔ یہ کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ کوئی اپنے آپ کو اس طرح بربادیوں کی راہ پر تو نہیں ڈالتا۔ الالاتوشیہ ہی نے یہ سب کچھ بنایا تھا۔ برکتوں کی دیوی نے لاسیہ کو مالا مال کر دیا تھا لیکن جو سچائی تھی وہ لمحوں کے لئے ذہن سے کھوگئی تھی جب واپس آئی تو سبھی نے سوچا تھا کہ وہ درحقیقت کسی طلسم کا شکار ہوگئے تھے۔ لیکن خود الالاتوشیہ کہاں گئی۔ غرضیکہ لاسیہ والے ابھی تک اپنے حواس قائم نہیں کرپائے تھے اور مجنونانہ کارروائیاں جگہ جگہ ہو رہی تھیں۔ ہر شخص من مانی کر رہا تھا لیکن صرف الالاتوشیہ کا نشان مٹانے کے لئے۔ کسی کی توجہ دوسرے کی جانب نہیں تھی اسی لئے زربدان اور اس وقت اس کے ساتھ جو لوگ موجود تھے۔ وہ کسی دوسرے کی نگاہوں کا مرکز نہیں بن سکے تھے۔ روزال اپنے آقا پر جان نچھاور کئے ہوئے تھا اور میاں لائی کی سسکیاں روکے نہ رک پا رہی تھیں۔ آسٹر اور دوسرے لوگ بھی اس واقعے پر انگشت بدنداں تھیں۔ ایک مناسب جگہ منتخب کرکے وہ سب یکجا ہوگئے۔ زربدان کی اپنی بھی کیفیت بہت عجیب تھی۔ یہاں جمع ہونے کے بعد روزال نے پھر اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ کرتے

ہوئے کہا کہ آقا یہ ہیں وہ لوگ جو اسے اور زربدان کو اپنے ساتھ باہر کی دنیا میں لے گئے تھے اور پھر کس طرح اس بچی کا نام زربدان رکھا گیا۔ لیزا نے کس طرح اسے اپنی آغوش میں پروان چڑھایا۔ آسٹر نے اسے کیا کیا آسانیاں فراہم کیں کہ وہ اپنی دنیا کو یاد رکھے۔

ان نیک دلوں نے میرے مالک زربدان کو تمہارے نام پر پروان چڑھایا۔ وہ پہاڑوں کی ایک ایک چیز سے واقف ہے اور بڑے عجیب واقعات ہوئے ہیں یہاں جانتے ہو کیا؟ روزال ہی تھا جس نے وہ ساری کہانی میاں لائی کو سنادی۔ جس میں بیرونی دنیا کی الالاتوشیہ اور اس کے بعد اس کی بقیہ داستان شامل تھی' میاں لائی نے افسوس سے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"اور میں جب خود پر غور کرتا ہوں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنی بے غیرت زندگی کو کس طرح تم لوگوں کے سامنے لاؤں۔ یہ تو بہت بڑے بڑے اور عظیم دل و دماغ کے لوگ ہیں جنہوں نے ایسے کام کئے ہیں جن کا تعلق بڑائی اور انسانیت سے ہے اور ایک میں ہوں ایک ہارا ہوا بے غیرت سردار جس نے طاقت کے زعم میں ہمیشہ اپنی غلط سوچوں کی غلامی کی۔ معافی مانگوں بھی اگر زربدان سے تو کیا کہہ کر معافی مانگوں۔ بتاؤں بھی اپنے بارے میں تو کس طرح بتاؤں کہ اس کے بعد خود میرا جینے کو جی نہ چاہے۔ آہ زربدان میں وہ ہوں جس نے غلام روزال کو حکم دیا تھا کہ جا اس بچی کو ٹھکانے لگا آ......... مجھ سے بہتر تو یہ شخص تھا کہ اس نے انسانی اقدار کو مدنظر رکھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے کبھی میرے کسی حکم سے انحراف نہ کیا اور انحراف کیا تو اس حکم سے کہ جس کی تعمیل اگر ہو جاتی تو یہ ضرب بھی میرے دل پر لگتی۔ روزال' غلام تھا تو میرا آج میں تجھے اپنا محسن کہتا ہوں' اس لئے نہیں کہ زربدان مجھے معاف کر دے ارے یہ تو جب ساری حقیقتیں سنے تو میرے قتل کے درپے ہو جائے گی اور اسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے مجرم باپ کو قتل کر دے۔"

زربدان نے سرخ آنکھوں سے میاں لائی کو گھورتے ہوئے کہا............"میری ماں کہاں ہے؟"

"آہ ابھی نہ پوچھ زربدان' ابھی اس بارے میں نہ پوچھ' محبت کا ایک لمس تو حاصل کر لینے دے مجھے اس کے بعد تیرے دل میں میرے لئے نفرتوں کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ زربدان محبت کے لمحات تو دے دے مجھے بہت غریب ہوں میرے اپنے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔"

"میری ماں کہاں ہے میاں لائی' میری ماں کہاں ہے؟"

میاں لائی نے غمزدہ نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھا پھر کہا۔ "تو سن چار بیٹیاں پیدا ہو چکی تھیں تیری ماں کی تو پانچویں تھی اور مجھے شہ بدان سے نفرت تھی کہ وہ عقابوں کی سرداری کے لئے مجھے بیٹا نہ دے سکی۔ تو ایک سمت میں نے تجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی ذمے داری غلام روزال کو دی اور اس کے بعد میں نے شہ بدان کو اس کی بیٹیوں کے ساتھ عقابوں کے مسکن سے نکال دیا۔ پھر میں نے سومایہ سے شادی کی جس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے عقابوں کے لئے سردار دے گی' لیکن وہ مجھ پر ہنس رہی تھی میں نے روشنی والے کے اصولوں کے خلاف کام کیا تھا۔ اس کی مشیت میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کی تھی اور روشنی والے نے بالآخر مجھ پر سزا کے دروازے کھول دیئے۔" میاں لائی نے گلوگیر آواز میں شروع سے آخر تک کی کہانی سنائی اور سب لوگ خاموشی

سے اس کی یہ داستان سنتے رہے جو عبرت اثر بھی تھی اور غم انگیز بھی۔ زربدان کی آنکھوں میں نمی اتری ہوئی تھی۔ میاں لائی اپنی داستان سنا کر خاموش ہوگیا' اس نے کہا۔

"آرزو بھی یہ ہے کہ اس سزا کی تکمیل ایسے ہو کہ موت کے بعد مجھے یاد رہے۔ آہ کاش زربدان تو مشتعل ہو کر میرے سینے میں خنجر اتار دے۔ یقین کر میں مرتے وقت تیری پیشانی کو بوسہ دوں گا اور کہوں گا کہ میری بچی تو نے میری آرزو کی تکمیل کر دی۔ اب اور کوئی آرزو میرے دل میں ہے نہیں زربدان.............."

"میری ماں زندہ ہے' وہ بستی باگ میں موجود ہے میرے نانا کی بستی میں کم از کم مجھے اس کی زندگی کی خبر تو ملی اور یہ خبر میری آرزوؤں کو قتل نہیں کرتی' ابھی امکان ہے اس بات کا کہ میں اپنے باپ کے بعد اپنی ماں کو بھی دیکھ لوں' میاں لائی شاید زندگی نے تجھے کبھی کوئی تجربہ دیا ہی نہیں' میرے باپ معزز باغہ' شاید یہ کام بیٹے تو کرلیا کرتے ہیں بیٹیاں نہیں کرتیں میں تیرا بیٹا نہیں بیٹی ہوں یہ سب کچھ سننے کے باوجود میں سچے دل سے کہتی ہوں کہ نفرت کا کوئی تصور میرے ذہن میں نہیں ابھرتا' شاید میری ماں کی تقدیر ہی خراب تھی اگر تو اپنے آپ کو مجرم سمجھتا ہے تو میں خلوص دل سے تجھے معاف کرتی ہوں اور تیرے قدموں کو اپنے لئے دنیا کی سب سے معتبرک چیز تصور کرتی ہوں۔ ہاں میرے باپ اگر ممکن ہو تو میرے لئے اب اپنا غرور توڑ دے۔ مجھے میری ماں کے پاس لے چل میں باگ جانا چاہتی ہوں۔ وہاں مجھے ایک بار میری ماں سے ملا دے شامہ تیری چھٹی بیٹی ہے اور میری پانچویں بہن۔ اس نے میرے باپ کا ساتھ دیا صرف اس لئے کہ یہ تیری بیٹی ہے میاں لائی' میرے باپ یہ تیری بیٹی ہے بیٹا نہیں جو بے وفائی کر جائے' وہ نہیں جس کی آرزو میں تو نے اپنی ساری بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیا' شامہ میں تجھ سے تیرا سائبان نہیں چھینوں گی' تو نے میرے باپ کے لئے اپنی ماں کو نظر انداز کیا ہے میں تیری احسان مند ہوں' ہاں میاں لائی ایک بار مجھے میری ماں کی صورت دکھا دے' تیرے لئے میرے دل میں کوئی بُرا تصور باقی نہیں رہے گا۔"

زربدان کی آواز بھرا گئی۔

میاں بھی سسک رہا تھا سب کی آنکھیں نمناک ہوگئی تھیں میاں نے روتے ہوئے کہا۔

"اب میرے پاس غرور کرنے کے لئے کیا رہ گیا ہے ہم باگ چلیں گے زربدان' ہنگا ہندان تیاری کرو۔ ہم باگ چل رہے ہیں۔"

O......O......O

"ہاں باتو بابا...... تم اب بھی پارٹی لیڈر ہو....... ابھی ہمیں منزل کہاں ملی ہے سب کچھ تو باقی ہے۔"

"بے وقوف بنا رہی ہے مجھے........ ہمیشہ نفرت بھری نظروں سے دیکھتی رہی ہے بول اب کیا کروں میں۔ تیری بیٹی تیرے شوہر کے قبیلے کی سردار ہے۔ سب کچھ تیرے اختیار میں ہے۔"

"لیکن پارٹی لیڈر اب بھی تم ہی ہو باتو بابا......... سردار لڑکی تمہاری فوہا ہے جو اب بھی صرف تمہارے احکامات پر عمل کرے گی۔"

"چل ٹھیک ہے میں تیری باتوں میں آگیا۔ تو مجھے بے وقوف بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ اب مجھ سے کیا کام ہے۔"

"فوہا کی مدد کرو۔"

"مگر کیسے؟"

"اسے مشورے دو........ وہ بے شک سردار ہے لیکن تمہارے بغیر وہ سرداری نہ کرپائے گی۔"

باتو اٹھ کر اندر گیا۔ اس نے فوہا سے کہا۔ "جو کچھ میں کہوں گا کرے گی۔"

"مجھ سے پوچھ رہے ہو باتو بابا۔"

"ہاں تجھ سے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ تو عقابوں کی سردار ہے۔"

"کیا میں سردار بننے سے انکار کردوں.........؟" فوہا نے معصومیت سے کہا اور باتو اسے گھورنے لگا۔ پھر ہنس پڑا۔ پھر مستانہ انداز میں بولا........... "پارٹی لیڈر میں ہی ہوں۔"

سردار فوہا نے حکم جاری کیا............ "سردار میاں لائی کو عقابوں کا سردار سمجھا جائے۔ دس دس افراد کی ٹولیاں تمام انتظامات کرکے نکلیں ہر قبیلے میں جائیں اور میاں لائی کو پیغام دیں کہ شہدان اور اس کی بیٹیاں عقابوں کے مسکن میں اس کی منتظر ہیں جس ٹولی نے سردار میاں لائی کو تلاش کیا اس میں شامل افراد سردار کے مشیر ہوں گے اور انہیں بڑا اعزاز حاصل ہوگا۔ انہیں بیش قیمت انعامات سے نوازا جائے گا۔ اور وہ عقابوں کے مسکن میں معزز ترین لوگ شمار ہوں گے۔ مبارغہ آرائی کے لئے ہر خاص و عام کو دعوت ہے۔ جب تک سردار میاں لائی عقابوں کی بستی میں واپس نہیں آجاتا۔ فوہا نگراں سردار کے فرائض سرانجام دے گی اس کی بہن اس کی شوالا ہوں گی اور اس کے لئے مبارغہ کریں گی۔ ہر سرکش مبارغہ طلب کرسکتا ہے۔ سردار میاں لائی کا کلہاڑا اس کے کوتے کی بلندی پر نصب کیا جائے گا۔ اور یہ اس کا قائم مقام ہوگا۔ عقابوں کے مسکن میں بزرگ اور جہاندیدہ افراد کا مقام سب سے ارفع ہوگا کوئی بھی بزرگ سردار فوہا کو اس کے کسی غلط کام پر ٹوک سکتا ہے۔ کسی بھی لاوارث بزرگ کی وارث سردار فوہا ہوگی اور اس کی ضروریات سردار پوری کرے گی۔ پہاڑوں کی روایت کی پاس داری اور حفاظت ہر قیمت پر کی جائے گی۔ فوہا ہمیشہ بزرگوں سے رہنمائی کی خواہاں ہے۔"

ہر طرف چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ "جو بزرگوں کا احترام کرنا جانتا ہے اس پر مشکلات کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔"

O......O......O

سداغہ نے شمران کے زخم دیکھے اور مسکرا کر کہا۔ "یہ اب بالکل ٹھیک ہوگیا ہے۔" شمران پھیکے انداز میں مسکرایا اور بولا۔ "میں بالکل ٹھیک کبھی نہیں ہوسکتا۔"

"کیوں؟"

"ایک معذور شخص کو تم بالکل ٹھیک کیسے کہہ سکتے ہو۔ میں تو مٹی کا ایک ڈھیر بن گیا ہوں اب اپنی مرضی سے ہل بھی نہیں سکتا۔" شیرماہ کے دل پر ضرب پڑی تھی۔

اسی دن سے شیرماہ کو عقابوں کے مسکن کے ایک گوشے میں مصروف دیکھا جانے لگا۔ وہ

لکڑی کے دستے والے اوزاروں کے ساتھ ایک درخت کے تنے کو کاٹتا رہتا تھا۔ نہ جانے کتنے دن تک وہ مصروف رہا۔ پھر ایک شام وہ گھر واپس آیا تو لکڑی کی ایک ایسی گاڑی دھکیل کر لایا تھا جس پر بیٹھنے کی جگہ تھی اور دو ایسے بازو جن پر ہاتھ رکھے جا سکتے تھے۔ نیچے ایسی جگہ بھی تھی جس پر اس کے دونوں کٹے پاؤں سما سکتے تھے۔ اور اس گاڑی کو عقب سے دھکیلا جا سکتا تھا۔

"اب تو مٹی کا ڈھیر نہیں رہ گیا شمران......... تو اس پر بیٹھے گا اور میں تجھے عقابوں کے مسکن کے ہر گوشے میں لے جایا کروں گا۔"

شمران دیر تک اس گاڑی کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "مجھے اس پر بٹھاؤ دادا........" شیر ماہ نے ماہ لخت کی مدد سے شمران کو گاڑی پر بٹھا دیا اور شمران مسکرا کر بولا۔ "اس میں ایک غلطی کی ہے تم نے۔"

"کیا.........؟"

"تم نے اس پر دو بازو لگائے ہیں۔"

"تو پھر.........؟"

"میرا تو ایک ہاتھ ہی نہیں ہے۔ ویسے یہ بہت اچھی ہے لیکن کیا تم مجھے اس پر بٹھا کر......... سردار کے کوستے پر لے جا سکتے ہو.........."

شیر ماہ نے زخمی نظروں سے شمران کو دیکھا پھر بولا......... "تو وہاں جانا چاہتا ہے۔"

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟"

"کچھ کہنا چاہتا ہوں سردار سے۔"

"کیا؟"

"یہ تمہیں نہیں بتاؤں گا۔"

"نہیں شمران میں تجھے وہاں نہیں لے جاؤں گا۔"

"کیوں؟"

"مبادا تو کوئی ایسی بات کہہ دے جس سے فوہا کو غصہ آ جائے....... اور وہ تجھے......." شیر ماہ نے کہا۔

"نہیں......... میں سردار کی شان کے خلاف کچھ نہ کہوں گا۔"

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

"تو پھر مجھے اس گاڑی سے اتار دو......... اور اسے کہیں دور پھینک آؤ....... یہ میرے لئے بیکار ہے۔ اس چیز سے کیا فائدہ جس پر صرف دوسروں کی مرضی سے کہیں جایا جا سکے۔" شمران نے کہا اور شیر ماہ عشمہ کو دیکھنے لگا۔ عشمہ نے آگے بڑھ کر کہا۔

"کیا تو وعدہ کرتا ہے شمران کہ سردار فوہا سے کوئی ایسی بات نہ کہے گا جو اسے طیش دلانے کا باعث بن جائے۔"

"ہاں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ایسی کوئی بات نہ کہوں گا۔" شمران نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے ماہ لخت تم اسے خود سردار فوہا کے پاس لے جاؤ۔" عشمہ نے کہا اور شیر ماہ

جلدی سے بولا۔ "نہیں اگر ایسا ہی ہے تو میرا جانا بہتر رہے گا۔"

شیر ماہ شمران کو اپنی بنائی ہوئی گاڑی میں بٹھا کر راستے طے کرتا ہوا سردار فوہا کے کوستے تک پہنچ گیا۔ یہ سردار فوہا سے ملاقات کے لئے موزوں وقت نہیں تھا۔ باہر لوگ موجود تھے شمران کو سبھی پہچانتے تھے ویسے بھی جن راستوں سے شمران گزرا تھا لوگ اس کی جانب اشارہ کر کے چہ میگوئیاں کرتے رہے تھے شیر ماہ نے کہا۔ "سردار فوہا نے اعلان کیا ہے کہ بزرگوں کو اس کے پاس آنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ تم دیکھ لو کہ میں بوڑھا آدمی ہوں اسے اطلاع دو کہ ایک بوڑھا شخص اس سے ملنا چاہتا ہے' وہ ضرور میری پذیرائی کرے گی۔" اور ایسا ہی ہوا۔

جب فوہا کو خبر ملی کہ ایک شخص اس سے ملنے آیا ہے تو وہ باہر نکل آئی۔ اور اس کے پیچھے پیچھے اس کی تینوں بہنیں بھی تھیں۔ فوہا نے معذوروں کی گاڑی میں شمران کو دیکھا تو ایک نظر میں پہچان لیا۔ عقب میں شیر ماہ موجود تھا اس نے آگے بڑھ کر کہا۔ "معزز سردار یہ ایک معذور لڑکا ہے' میرا پوتا ہے یہ بڑا آرزو مند تھا کہ اسے سردار فوہا کے پاس لے جایا جائے' اس کا ماضی جو بھی تھا سردار' لیکن اب یہ اپاہج لڑکا ہے بے بس اور کمزور' ہمارے گھرانے کا روشن چراغ' ہم تین افراد اسے دیکھ کر جیتے ہیں۔ معذوری نے ممکن ہے اس کے دماغ کو متاثر کیا ہو۔ ایک بے بس انسان ہمیشہ رحم کے قابل ہوتا ہے۔ اور ہماری سردار یقیناً اس پر رحم کرے گی۔" شیر ماہ کا لہجہ بھرا گیا تھا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ تب فوہا آگے بڑھی اور اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں بزرگ شیر ماہ تم مطمئن رہو اسے میرے ہاتھوں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی کہو شمران ٹھیک ہو تم اب' مجھے خوشی ہے کہ تم زندگی کی جانب لوٹ آئے۔"

"معزز باغہ' تیرے کردار نے تیری شخصیت نے مجھ پر بہت سی باتوں کا انکشاف کیا ہے اصل میں پہلے تو میری جانب سے اپنی سرداری پر مبارک باد قبول کر' میرے دل میں یہ آرزو تھی کہ میں اپنی زبان سے تجھے مبارکباد دوں اس لئے نہیں کہ تو نے مجھے مبارغے میں ہرانے کے بعد زندگی بخش دی بلکہ اس لئے کہ جو مبارغہ میں نے تجھ سے کیا اس میں تو نے مجھے ایک بے بس اناڑی کی مانند چکرا دیا اور بالآخر مجھے شکست ہوئی۔ یہ شکست کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ مکمل طور پر ہنر مندی اور طاقت کے مظاہرے سے مجھے دی گئی تھی۔ اس شاندار جنگ پر بھی میں تجھے دلی مبارک باد دیتا ہوں میں نے کچھ بدتمیزیاں بھی کی تھیں اپنے غرور میں ڈوب کر' جو آج بھی میرے دل میں چبھتی ہیں میں خصوصی طور پر تجھ سے ان بدتمیزیوں کی معافی مانگنا چاہتا ہوں اور روشنی والے کی قسم اس کے صلے میں نہ مجھے زندگی درکار ہے نہ کوئی رعایت' بس یہ میرے دل کی خواہش تھی جسے پوری کرنے کے لئے میں تڑپ رہا تھا۔ لیکن تجھ تک آنا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ اور اب جب میرے دادا نے میرے لئے یہ گاڑی بنا دی اور میں تجھ تک پہنچنے کے قابل ہو گیا تو اس گاڑی پر بیٹھنے کے بعد میں نے سب سے پہلے یہی خواہش ظاہر کی کہ مجھے تجھ تک پہنچا دیا جائے۔"

فوہا خاموش کھڑی ہوئی تھی اس کے چہرے پر تاسف کے آثار تھے۔ شمران بہرطور ایک حسین نوجوان تھا اور اس وقت بھی اس کے چہرے پر مردانہ حسن موجود تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہاتھ اور دونوں پیروں سے محروم ہو چکا تھا۔ سمنانہ' غلمانہ اور شیرایہ بھی دیکھ رہی تھیں۔ باتو بھی پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ چند لمحات کے بعد شمران نے پھر کہا۔

"اصل میں مجھے تجھ سے جنگ ہارنی ہی تھی لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس وقت میں جنگ ہار جاؤں گا۔ اس کی بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ میاں لائی تو ضعیف ہو چکا تھا۔ دوسری بات یہ کہ مجھے جنگی تربیت میاں لائی نے ہی دی تھی' وہ مستقبل میں مجھے سردار بنانا چاہتا تھا اور اس کی آرزو تھی کہ میں ایک باہوش سردار بنوں جسے نقصان پہنچانا کسی کے لئے ممکن نہ ہو سو اس نے مجھے جو گر سکھائے میں نے اسی پر آزما ڈالے اور وہ اپنی عمر کی وجہ سے مجھ پر قابو نہ پا سکا' لیکن تو نے جو جنگ مجھ سے کی وہ بالکل مختلف تھی اور چونکہ میں ایک جنگجو باپ کا بیٹا نہیں تھا اس لئے وہ جنگ تجھ سے نہ جیت سکا بس معزز باغہ اتنا کہنے کے لئے ہی میں تجھ تک آنا چاہتا تھا مجھے حق حاصل نہیں ہے کہ ایک سردار سے پوچھوں کہ اس نے مجھے معاف کر دیا یا نہیں۔ لیکن کم از کم میرے دل کی بھڑاس نکل گئی۔ واپسی کی اجازت چاہتا ہوں اور تجھ سے معافی کا خواستگار بھی ہوں کہ تجھے ناوقت تکلیف دی۔ چلو دادا واپس چلیں۔"

"سن شمران میں نے تجھ سے مبارغہ طلب کیا اور مبارغہ جیت لیا۔ جو سزا میں تجھے دینا چاہتی تھی وہ دے دی اور اس وقت میں نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ اب ہر وہ شخص میری نفرت سے پاک ہو گا جو شمران کی زندگی بچانے کی کوشش کرے گا اپنی زندگی بچ جانے کی مبارک باد میری طرف سے بھی قبول کر اور جہاں تک میرا مسئلہ ہے میں نے ان الفاظ پر تجھے معاف کر دیا یوں سمجھ لے کہ اب میری نگاہ میں تو عقابوں کے مسکن میں رہنے والے ان تمام افراد کی مانند ہے' جن سے مجھے کوئی پرخاش نہیں۔ اب تو جا سکتا ہے۔"

شیر ماہ شمران کو لے کر واپس چل پڑا۔ سمنانہ' غلمانہ' شیرایہ اور فوہا باتو کے ساتھ چل کر واپس اپنے کوستے میں آگئیں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں' جو قابل ذکر ہوتی۔ لیکن قابل ذکر بات ہو گئی۔

شام کا وقت تھا' سمنانہ' غلمانہ کے ساتھ کوستے کے عقبی حصے میں بیٹھی ہوئی تھی' غلمانہ نے کہا۔

"کیا بات ہے تم کچھ نڈھال سی معلوم ہوتی ہو؟"

"میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں غلمانہ.........."

"ہاں کیا.........؟"

"تو نے اس معذور شخص کو دیکھا جس نے فوہا سے مبارغہ کیا تھا۔ ہارنے کے بعد اس کے چہرے پر جو بے بسی منجمد نظر آتی ہے وہ کتنی غم انگیز ہے۔"

"ہاں بے چارہ نوجوان ہے لیکن اب اپنے جسم سے محروم ہو چکا ہے۔"

"غلمانہ میرا دل اس کی جانب کھنچتا ہے جب وہ گفتگو کر رہا تھا تو اس کے چہرے پر ایک ایسی غمناک بے بسی نظر آ رہی تھی کہ میری آنکھوں میں آنسو آنے لگے تھے۔"

"یقیناً قابل رحم ہے۔"

"صرف قابل رحم ہی نہیں بلکہ شاید وہ میرے دل میں اتر گیا ہے۔" سمنانہ نے کہا اور غلمانہ چونک کر اسے دیکھنے لگی' پھر حیرت سے بولی۔

"مگر وہ معذور ہے......... نامکمل ہے وہ میرا مطلب ہے اگر تیرے دل میں اس کے لئے وہی

جذبات پیدا ہو گئے ہیں جو فوہا اور شیرایہ کے دل میں کاشان اور افنان کے لئے ہیں' تو کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے؟"

"کیوں؟" سمنانہ نے سوال کیا۔

"میرا مطلب ہے کہ وہ تو......... اپاہج ہو چکا ہے اور وہ فوہا سے مبارغہ بھی ہار چکا ہے اور یہ شخص ہے جس نے ہمارے باپ سے مبارغہ کیا تھا۔"

"مگر فوہا اس سے کہہ چکی ہے کہ وہ اس کے لئے عقابوں کے مسکن کا عام آدمی ہے اور اب اس سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔" سمنانہ نے کہا اور غلمانہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"کیا تو واقعی اس سے اتنی متاثر ہو چکی ہے سمنانہ؟"

"ہاں......... شاید ایسا ہی ہے۔"

"کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"کاشان اور افنان مکمل اور خوبصورت نوجوان ہیں۔"

"میں بچی نہیں ہوں اب میں محبت کے بارے میں بہت کچھ جان چکی ہوں۔"

"کیا.........؟ مجھے بھی بتاؤ۔"

"یہ کسی سے بھی ہو جاتی ہے اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی گھوڑے پر سوار شہزادہ ہی آسمان سے اترے۔ افنان اور کاشان بھی تو اسی طرح ملے تھے۔ ایک زندگی اور موت کے درمیان معلق تھا۔ دوسرا زخمی......... پھر ہم نے ہی تو ان کی مملکت واپس دلائی تھی۔"

"ہاں یہ دلیل تو مؤثر ہے......... لیکن........."

"جس طرح وہ بوڑھا شخص اس کی گاڑی دھکیلتا ہے میں بھی اس کا سہارا بن سکتی ہوں۔"

"گویا تو ہر طرح تیار ہے۔"

"میں واقعی اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔"

"تب میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔"

"کیا.........؟"

"ہمیں باتو بابا سے مشورہ کرنا چاہئے ان کے پاس ہر مشکل کا حل ہوتا ہے۔" غلمانہ نے کہا۔ اور سمنانہ نے گردن ہلا دی۔ "ٹھیک ہے چلو باتو بابا کے پاس چلتے ہیں۔"

باتو نے دونوں لڑکیوں کو غور سے دیکھا اور بولا......... "تم دونوں کی آنکھیں بتاتی ہیں کہ تمہارے دل میں کوئی خاص بات ہے جو تم مجھ کو بتانا چاہتی ہوں۔"

"ہاں باتو بابا......... ہم ایک پریشانی کا شکار ہیں؟"

"آؤ بیٹھو مجھے اپنی پریشانی بتاؤ۔" باتو نے کہا وہ ان معصوم لڑکیوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ دونوں لڑکیاں اس کے سامنے بیٹھ گئیں۔ سمنانہ نے کہا۔

"غلمانہ......... چونکہ معاملہ میرا ہے اس لئے تو باتو بابا کو اس بارے میں بتا۔"

"میں بتاؤں؟"

"ہاں......... نہ جانے کیوں مجھ سے اس بارے میں بتایا نہیں جا رہا تو میری مشکل حل

کر...... جب تجھے کسی سے محبت ہو جائے گی تو اطمینان رکھ میں باتو بابا کو بتا دوں گی اور تجھے یہ تکلیف نہ کرنی پڑے گی۔"

"تمہیں کسی سے محبت ہو گئی ہے؟" باتو نے چونک کر کہا۔

"ہم دونوں کو نہیں باتو بابا...... صرف سمنانہ کو......" غلمانہ نے وضاحت کی۔ اور باتو نے مشکل سے مسکراہٹ روکی۔ پھر اس نے سنبھل کر سنجیدگی سے کہا۔

"ہوں...... کون ہے وہ؟"

"یہی تو پریشانی کی بات ہے باتو بابا...... تم اس کا نام سن کر ناراض تو نہیں ہو جاؤ گے۔" سمنانہ نے کہا۔

"باتو بابا بالکل ناراض نہیں ہوں گے۔ افنان اور کاشان کے بارے میں سن کر وہ کب ناراض ہوئے تھے۔" غلمانہ نے کہا۔

"ان دونوں کی بات اور ہے۔ انہوں نے ہم سے مبارغہ تو نہیں کیا تھا۔" سمنانہ نے کہا۔

"کیا......؟" باتو نے حیرت سے کہا۔

"تم نے کہا تھا نا باتو بابا کہ اگر ہمیں کوئی نوجوان پسند آجائے تو تمہیں اس بارے میں بتا دیں۔"

"میں نے یہ کہا تھا......"

"ہاں کہا تھا۔ اصل میں تم بوڑھے ہو گئے ہو نا...... تمہیں اپنی کہی ہوئی باتیں یاد نہیں رہتیں۔"

"اچھا اچھا...... چلو میں بھول گیا...... مگر مبارغے والی بات کیا کہی تم نے......؟"

"فوہا نے تو کہا تھا کہ اب اسے شمران سے کوئی گلہ نہیں رہ گیا...... اور وہ اس کی نگاہوں میں عقابوں کے مسکن میں رہنے والے عام لوگوں کی مانند ہے۔"

"شمران......" باتو نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"باتو بابا...... اسے شمران ہی سے تو محبت ہو گئی ہے۔"

"کیا تم دونوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟"

"تم فوہا یا شیرا یہ پر تو ناراض نہیں ہوئے تھے......" سمنانہ نے شکایتی لہجے میں کہا۔

"افنان اور کاشان اپاہج ہیں کیا؟" باتو غصے سے بولا۔

"نہیں وہ تو اپاہج نہیں ہیں۔"

"تو پھر...... تم ایک اپاہج شخص سے شادی کرو گی۔"

"محبت جو ہو گئی ہے مجھے اس سے۔"

"کیوں...... آخر کیوں؟"

"وہ کتنی اداس باتیں کر رہا تھا...... مجھے اس کی اداسی سے بہت غم ہوا ہے۔ بے چارہ اب تو بس ٹھوکریں ہی کھاتا رہے گا۔"

"اور تم...... میں کہتا ہوں ضرور تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے شہ بدان کبھی اس کی

اجازت نہ دے گی۔"

"اگر تم اجازت دیدو گے تو وہ کبھی انکار نہ کرے گی۔ آخر پارٹی لیڈر تو تم ہو باتو بابا۔" سمنانہ نے کہا...... اور باتو کا سینہ غیر اختیاری طور پر تن گیا۔ لیکن پھر اس نے فوراً سنبھل کر کہا۔

"آ گئی چالاکی...... احمق لڑکی وہ اپنے قدموں پر چل بھی نہیں سکتا...... ایسے نوجوان سے شادی نہیں کی جاتی۔"

"مگر اس کے نانا نے اس کے لئے گاڑی بنا دی ہے اور وہ اسے دھکیل کر کہیں بھی لے جا سکتا ہے۔"

"تو اس کی نانی بنے گی......؟" باتو پھر جھلا کر بولا۔

"اونہہ ہوں' میں نے اس بوڑھے بکرے کی بات کب کی ہے......" سمنانہ نے الجھ کر کہا۔

"بوڑھا بکرا' کون بوڑھا بکرا۔"

"وہی اس کا نانا...... تم کہہ رہے ہو نا باتو بابا کہ تو اس کی نانی بنے گی' میں نے یہ تو نہیں کہا ہے تم سے' مجھے تو اس اپاہج سے محبت ہو گئی ہے۔ باتو بابا میں اس سے شادی کرنے کے بعد اس بوڑھے کی چھٹی کر دوں گی اور اس سے وہ گاڑی لے لوں گی۔ بس پھر میں اسے اس گاڑی میں ہر جگہ لے جایا کروں گی۔"

باتو کو ہنسی آ گئی...... اس قدر معصوم تھیں یہ لڑکیاں' دنیا سے بہت دور رہی تھیں' بہت تھوڑا سا وقت ہوا تھا انہیں اس دنیا سے واقف ہوئے' لیکن پریشانی کی بات تھی بہت پریشانی کی بات تھی...... شمران نے میاں سے مبارغہ کیا تھا ایک لمبی کہانی تھی۔ اگر کوئی اور ہوتا تو باتو اس معصوم لڑکی کے دل میں پیدا ہونے والی آرزو پر غور کرتا لیکن شمران ہر چند کہ وہ ایک مفتوح تھا اور اب ایک ناکارہ شخص...... فوہا نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا تھا باتو کو اس سے اختلاف نہیں تھا جن باتوں کا اس سے براہ راست تعلق نہ ہوتا وہ ان سے اختلاف کرتا بھی نہیں تھا' لیکن سمنانہ کی آرزو...... بڑی معصوم تھی۔ اس نے کہا......

"کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا سمنانہ کہ تو اس کی بجائے کسی اور سے محبت کرے......؟"

"پتہ نہیں باتو بابا...... ابھی تو مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے اور اگر تم اس سے انکار کر دو گے تو شاید میں راتوں کو رونا شروع کر دوں اور شاید مجھے سکون نہ ملے۔"

باتو نے ہمدردی کی نگاہوں سے سمنانہ کو دیکھا اور پھر بولا۔

"شہ بدان اپنے شوہر کے دشمن کو کبھی اپنے آپ میں شامل کرنا پسند نہیں کرے گی' تجھے یہ خیال تو ہونا چاہئے سمنانہ کہ اس نے تیرے باپ کو شکست دی تھی۔"

"دیکھو باتو بابا اب میں جو باتیں کہوں گی وہ تمہیں اچھی نہیں لگیں گی۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا ہمارے باپ نے ہمیں کوئی سکون دیا' ہمارا باپ تو ہماری ماں کا شوہر ہے ہم تو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے' پھر ہم اس سے اتنی محبت کیوں کریں یا یہ کیوں سوچیں کہ اگر کسی شخص نے اسے مبارغے میں شکست دی ہے تو بے بس ہونے کے بعد بھی اس سے محبت نہ کی جائے۔ دیکھو باتو بابا اگر تم مجھے اس کے لئے منع کر دو گے تو میں خاموش ہو جاؤں گی۔ تمہاری کسی بات کو ٹالنا تو

ہمارے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن ایسا نہ کرو تو مجھ پر احسان ہوگا۔ کیونکہ میں سچ مچ اس سے محبت کرنے لگی ہوں اور مجھے یہ اچھا نہیں لگے گا کہ مجھے اس کے راستے سے ہٹادیا جائے۔ اب بول غلمانہ باتو بابا نے بھی ہمارے لئے کچھ نہیں کیا۔ میں ایسا کرتی ہوں باتو بابا کہ ذرا رات کو سوچوں گی اس بارے میں اگر میرے دل سے اس کی محبت نکل گئی تو ٹھیک ہے اور اگر نہ نکلی تو بھی ٹھیک ہے؟" سمنانہ نے بے چارگی سے کہا اور باتو کو اس پر بے پناہ محبت آگئی اور اس نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"سن سمنانہ اور تو بھی غلمانہ......... ابھی اس بارے میں کسی کو بالکل کچھ نہ بتانا' اگر تو نے یہ بات فوبایا شہ بدان سے کہہ دی تو ہوسکتا ہے وہ پریشان ہوجائیں۔ میں کوئی ایسی ترکیب کروں گا کہ وہ لوگ تجھے اس سے محبت کرنے سے نہ روکیں........."

"باتو بابا اگر تم نے اس کی اجازت دے دی تو پھر ہمیں کوئی نہیں روکے گا بس تم کہہ دینا کہ میں نے کہہ دیا ہے سمنانہ سے بس بات ختم ہوجائے گی۔"

"اور اگر وہ پوچھیں گے کہ میں نے کیا کہہ دیا ہے سمنانہ سے تو میں کیا جواب دوں گا.........؟"

"یہی کہ تم نے کہہ دیا ہے کہ میں شمران سے محبت کروں۔" باتو نے آنکھیں بند کرکے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

"کاش تمہیں عقل مل جائے' کاش تم اتنی سمجھدار ہوجاؤ کہ ایسی حماقت کی باتیں نہ کرو.........."

"وہ ہم ہوجائیں گے باتو بابا لیکن بس تم ذرا اس بات کا خیال کرلینا......... ہم تمہارے مشورے پر ہی چلیں گے باتو بابا......... تم سے کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جس سے تم ناراض ہوجاؤ.........مگر میں کیا کروں' مجھے تو اس سے واقعی محبت ہوگئی ہے۔"

"اچھا اچھا اب بہت زیادہ اس کی گردان نہ کرو' مجھے سوچنے کا موقع دو' کوئی بہتر بات سوچنے کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ آئندہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے باتو بابا........." سمنانہ ایک دم خوش ہوگئی۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "اچھا یہ بتاؤ میں اس سے ملوں یا نہیں۔"

"ابھی نہیں ابھی ذرا مجھے سوچنے دو........."

"تم ضرور سوچ لو......... مگر میں ایک اور بات سوچ رہی تھی۔"

"کیا.........؟"

"اسے کم از کم یہ بات معلوم تو ہوجانی چاہئے کہ میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔ ہوسکتا ہے وہ مجھ سے محبت نہ کرے۔"

"ہوں......... لیکن ابھی نہیں' اس وقت تک نہیں' جب تک میں تمہیں اس کی اجازت نہ دے دوں........."

"ٹھیک ہے باتو بابا......... میں انتظار کروں گی........." سمنانہ نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" باتو نے کہا اور وہ دونوں مطمئن وہاں سے واپس چل پڑیں' لیکن باتو کے

چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے اس کے منہ سے ہلکی ہلکی بڑبڑاہٹ نکل رہی تھی۔

"کیا لڑکیاں ہیں' بالکل بے وقوف' احمق......... انہوں نے ایک بہت مشکل مسئلہ کھڑا کردیا ہے میرے لئے اب کیا کروں کیا کرنا چاہئے مجھے۔"

O......O......O

لاسیہ سے نکلنے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی زرتوش نے لاسیہ کا اقتدار بے شک سنبھال لیا تھا۔ لیکن ابھی وہ اس قابل نہیں ہوا تھا کہ لاسیہ کا سارا نظام سنبھال سکتا۔ الاتوشیہ نے جس طرح ان لوگوں کو اپنے جال میں گرفتار کرلیا تھا اس کے بعد وہ اپنی بہت سی صلاحیتیں کھو بیٹھے تھے گو الاتوشیہ ہی کے الفاظ میں کچھ باتیں کہی گئی تھیں' جنہوں نے زرتوش کی غیرت کو جگادیا تھا اور وہ دیوانوں کی طرح وہ کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا جسے بھول گیا تھا۔ لیکن ابھی یہاں کے مکمل نظام کو سنبھالنے کے لئے ایک وقت درکار تھا چنانچہ آسترولین' میاں لائی اور دوسرے تمام افراد بہتر انتظامات کے ساتھ لاسیہ سے چل پڑے تھے' یہ انتظامات باسانی ہوگئے تھے کیونکہ اس وقت افراتفری پھیلی ہوئی تھی اور پھر ایسی چیزوں کا حصول زربدان کے لئے مشکل نہیں تھا چونکہ اسے وہ جگہیں معلوم تھیں جہاں یہ سب کچھ محفوظ تھا۔ زربدان کو جس طرح لاسیہ کا اقتدار ملا تھا اگر وہ اپنی دنیا سے مخلص نہ ہوتی تو بڑے آرام سے الاتوشیہ کی جگہ حکمرانی کرسکتی تھی۔ چاہے الاتوشیہ کے انداز میں نہ سہی۔ لیکن اس کی حکمرانی کو کوئی بھی نہ روک سکتا تھا لیکن اس کا نقطۂ نگاہ ہی کچھ اور تھا۔

پہلی رات کے قیام پر سب لوگ اپنی اپنی جگہ فروکش ہوگئے تمام تر باتیں معلوم ہونے کے باوجود......... زربدان نے اپنے باپ سے محبت کے اظہار میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔ وہ انتہائی سمجھدار لڑکی تھی' اس نے ایک جانب تو میاں لائی کو اپنی محبت کا یقین دلایا تھا اور وہ احساس دلا دیا تھا کہ بچپن میں اس کے ساتھ اور اس کے بعد اس کی ماں کے ساتھ میاں لائی نے جو برے سلوک کئے ہیں اب اس کے دل میں ان کا کوئی شکوہ نہیں ہے' بلکہ وہ ایک محبت کرنے والی لڑکی ہے اور اپنے باپ کی تمام خطاؤں کو معاف کرچکی ہے۔ دوسری جانب اس نے شامہ کو اپنے ہمراہ رکھا تھا اور شامہ سے بالکل سگی بہنوں کی مانند محبت کا اظہار کرتی تھی۔ ایسا اس وقت ہوا تھا جب اس کے لئے کے بعد شامہ کے چہرے پر مایوسی کی جھلکیاں دیکھی گئی تھیں اور زربدان مایوسی کے اس انداز کو برداشت نہیں کرسکی تھی۔ اس نے شامہ سے کہا تھا۔

"میری چار بہنیں اور ہیں' جن کے بارے میں میرے محسن اور میرے بہت اچھے اتالیق روزال نے مجھے بتایا ہے۔ لیکن اب میں نے اپنے خیال میں ترمیم کرلی ہے کیونکہ روزال کو تمہارے بارے میں نہیں معلوم تھا اس لئے اس نے کبھی تمہارا تذکرہ نہیں کیا اور اب جبکہ مجھے یہ سب کچھ معلوم ہوگیا ہے تو کبھی بھول کر بھی یہ نہ سوچنا کہ تم میری سگی بہن نہیں ہو' میرے باپ کا خون تمہاری رگوں میں بھی دوڑ رہا ہے اور یہی خون میرے جسم میں بھی گردش کرتا ہے۔"

شامہ جو پہلے اداس اور ملول نظر آنے لگی تھی اب نہایت خوش و خرم دکھائی دیتی تھی اور اس کا زیادہ وقت زربدان کے ساتھ گزرتا تھا۔

ادھر میاں کو زربدان نے آہستہ آہستہ تمام تفصیلات بتادی تھیں اور میاں نے حیرانی سے

کہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پہاڑ پار کے لوگوں میں اتنے اچھے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں۔ بڑی حیرت کی بات ہے۔"

ادھر آسٹر لیزا سے کہہ رہا تھا........"لیزا کیا ہم لوگ احمقانہ طور پر جذباتی نہیں ہوگئے۔"

لیزا نے اداس نگاہوں سے شوہر کو دیکھا اور بولی۔ "تم کیا کہنا چاہتے ہو آسٹر......؟"

"یہ بتاؤ اب تو زندگی کی وہ امنگ بھی ختم ہوگئی ہے جس میں ہم کبھی یہ سوچتے تھے کہ اپنی دنیا میں واپس چلے جائیں گے ان سارے مسئلوں سے نمٹنے کے بعد........ یہاں ان پہاڑوں میں تم زندگی کے بقیہ ایام سکون سے گزار سکو گی لیزا.........؟"

لیزا کے چہرے پر حزن وملال کے آثار پھیل گئے اس نے کہا۔

"بہت سوچا ہے میں نے اس سلسلے میں آسٹر' بہت غور کیا ہے لیکن مجھے بتاؤ' ہم اپنی دنیا میں پہنچ گئے تو کیا ہم ان یادوں سے چھٹکارا حاصل کرسکیں گے۔ کیا ہم ہر لمحہ زربدان کے لئے تڑپتے اور ترستے نہ رہیں گے۔ تم کیا سمجھتے ہو' کیا اس کے بعد ہمارے جسموں میں اتنی سکت رہے گی کہ ہم واپس اس دنیا میں آسکیں۔ میں نے تو یہی فیصلہ کیا ہے آسٹر ہوسکتا ہے یہ فیصلہ اب بھی تمہیں نامنظور ہو۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ تم نے ہمیشہ وہ کیا ہے جس کی آرزو میں نے کی ہے آسٹر میں خود بے بس ہوں اس جگہ آکر۔ آہ کاش میں تمہیں اس مصیبت میں پھنسانے کا باعث نہ بنتی........"

آسٹر نے ہنس کر لیزا کا چہرہ تھپتھپایا اور بولا۔

"اور یہ بات کیا مجھے اب بھی دہرانی پڑے گی لیزا کہ میں نے جہاں کہیں تمہیں مطمئن پایا ہے وہیں اپنے آپ کو خوش محسوس کیا ہے۔ میرا تردد میری پریشانی صرف تمہاری غیر اطمینان بخش کیفیت ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان پہاڑوں میں ہمیں زندگی گزارنے کے لئے بڑے مشکل مرحلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیا کہا جاسکتا ہے کہ زربدان یہاں ہمیں کوئی مقام دلوانے میں کامیاب ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو نجانے کس طرح کی زندگی گزرے ہماری' لیکن اس کے باوجود میں اس بات سے مطمئن ہوں کیونکہ تم مطمئن ہو۔"

لیزا نے شکر گزار نگاہوں سے شوہر کو دیکھا اور بولی.........

"بعض اوقات ایسی ہی ناگہانی پڑتی ہے انسان کی زندگی پر اور ہمیں تو اس ناگہانی کا شکار ہوئے عرصۂ دراز ہوگیا۔" آسٹر ٹھنڈی سانس لے کر بڈ کی جانب دیکھنے لگا جو اطمینان سے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو لوگ اپنے آپ سے بے نیاز ہوتے ہیں جنہیں اپنے ماحول سے کوئی غرض نہیں ہوتی' در حقیقت جینے کا لطف انہیں ہی آتا ہے۔ بڈ کو دیکھو اس نے ہر طرح کے ماحول سے اپنے آپ کو بے نیاز کرلیا ہے۔"

لیزا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے بڈ کو دیکھتی رہی تھی۔ آسٹر کے ان الفاظ نے اسے ماضی یاد دلادیا تھا' محبت کرنے والے یوں بھی محبت کرتے ہیں بھلا اس سے زیادہ اور کون یہ بات جان سکتا تھا کہ بڈ لیزا کی محبت میں گرفتار ہے اس نے اپنے آپ کو اس محبت کے لئے وقف

کردیا ہے۔ بعض اوقات محبت کی معراج یوں بھی ہوتی ہے کہ چاہے جانے والے کے چاہنے والوں کو بھی چاہا جائے.......... یہی کیفیت بڈ کی تھی اور شاید یہی ایک ایسا راز تھا جو لیزا نے آج تک آسٹر سے چھپایا تھا۔ بہرحال اس نے خاموشی ہی اختیار کئے رکھی۔

دوسرے دن صبح کو پھر سفر کا آغاز ہوگیا میان کو آہستہ آہستہ قرار آتا جارہا تھا۔ اس نے ہنگا اور روزال سے کہا تھا۔

"دیکھو کیسی عجیب کہانی ہے یہ' کتنے عجیب واقعات ہیں جنہیں ملنا تھا وہ نہ ملے اور جن کی زندگی کا تصور بھی نہیں تھا وہ میری زندگی میں شامل ہوگئے' عجیب کھیل ہوتا ہے روشنی والے کا بھی۔"

آسٹر نے دوسری رات کے قیام میں میان لائی کو بتایا۔

"یہ لڑکی جسے ہم صرف اس لئے ان پہاڑوں میں واپس لائے تھے کہ یہ اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ جائے اور جس کی امانت ہے ہم اسے اس کے سپرد کریں۔ لیکن یہاں آنے کے بعد اس پر جو کیفیات طاری ہوئی ہیں کیا اس نے تمہیں ان کے بارے میں بتایا ہے میان..........؟"

"ہاں کسی حد تک........ اس نے مجھے الاتوشیہ کی کہانی سنائی ہے' جو ایک پہاڑ پار کی عورت تھی اور اپنی چالاکی اور انوکھی قوتوں سے زرتوش کو اپنا غلام بنا کر یہاں پہاڑوں کی حکمراں بن بیٹھی تھی۔ بڑی عجیب داستان سنائی ہے اس نے مجھے.........."

"اور اس نے یہ بھی بتایا ہوگا کہ اس کا اپنا مشن کیا ہے؟"

"اس کا کہنا ہے کہ جب شہ بدان اسے مل جائے گی تو اس کے بعد وہ شہ بدان کی آغوش میں بیٹھ کر ہی زندگی کے بقیہ لمحات نہیں گزار دے گی بلکہ اسے ان پہاڑوں میں کچھ اور بھی کرنا ہے۔"

"وہ کچھ اور کیا ہوگا کیا اس نے اس بارے میں کچھ بتایا۔"

"اس کا کہنا ہے کہ جس طرح الاتوشیہ ان پہاڑوں میں آگئی اور اس سے قبل ہم نے شانگ جو نامی ایک شخص کو دیکھا جو اپنی ایسی ہی سائنسی قوتوں کے ذریعے پہاڑوں کے ایک گوشے پر حکمراں ہوگیا تھا اور جس کے بارے میں ہم اب بھی نہیں جانتے کہ جو کچھ الاتوشیہ نے ہمیں بتایا یعنی یہ کہ وہ تباہ برباد ہوچکا ہے تو اس کا کہنا ہے کہ وہ پہاڑوں میں موجود تمام قبائل کو یکجا کرکے انہیں یہ درس دے گی کہ وہ ایک دوسرے میں مدغم ہوجائیں۔ تمام قبیلے ایک دوسرے کا احترام کریں اور اپنی دوری کی روایات چھوڑ کر یکجا ہوجائیں تاکہ بیرونی دنیا سے آنے والوں کو پہاڑوں پر غلبہ نہ حاصل ہوسکے۔"

میان لائی کسی سوچ میں ڈوب گیا بہت دیر تک خاموش رہا۔ پھر اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"یہ زیرک ہے بہت ذہین ہے' اسے پہاڑ پار والوں کا علم حاصل ہوا ہے' لیکن پہاڑوں کا علم کچھ اور کہتا ہے معزز بانو.........."

"وہ کیا........ یہی میں تم سے معلوم کرنا چاہتا ہوں میان لائی.........؟"

"ہماری صدیوں کی روایت ہے ہم نہیں جانتے ان پہاڑوں میں آبادیوں کا نزول کب ہوا' لیکن صدیوں سے ہم جس انداز میں رہتے آئے ہیں' شاید پہاڑوں کا ایک بھی قبیلہ اس انداز میں کوئی تبدیلی قبول نہ کرے۔ بے شک ہم انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر اس بات کے قائل ہیں

کہ پہاڑ پار کے لوگوں کے قدم یہاں نہ جمنے پائیں اور ہمارے بزرگوں نے یہی پیش گوئیاں کی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوپائے گا' یہ پہاڑی دیواریں ہماری محافظ ہیں لیکن اگر پہاڑ والوں سے یہ کہا جائے کہ وہ مشترک ہو کر صرف سرحدوں کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں تو شاید تم یقین نہ کرو باغہ کہ اس پر کوئی تیار نہیں ہوگا۔ یہ روایات ان کی زندگی کا حصّہ ہیں' اب مبارغے کی رسم ہی کو لے لو' صدیوں پرانی رسم ہے یہ اور قبیلے اس رسم سے کبھی بغاوت نہیں کرتے جو بغاوت کرنے کے بارے میں سوچیں انہیں ختم کردینا مناسب ہوتا ہے۔ میں اپنی اس ذہین بیٹی کو کوئی مشورہ نہیں دے سکتا کیونکہ کچھ بھی ہوجائے میں اپنے آپ کو اس کا مجرم سمجھتا رہوں گا۔ لیکن اس سلسلے میں اس نے مجھ سے رائے مانگی تو اس سے یہ کہوں گا کہ وہ ہزار بار بوڑھی ہوکر مرجائے گی لیکن یہ کام کبھی نہ کرپائے گی بلکہ اس کی ابتداء کرکے لوگوں سے مخالفت مول لے گی۔"

آسٹر نے حیرانی سے میان لائی کے یہ الفاظ سنے زربدان بھی خاموشی سے یہ سب کچھ سن رہی تھی تب اس نے کہا۔

"لیکن عظیم باغہ کیا یہ ایک اچھی تجویز نہیں ہے۔"

"بے شک ہے لیکن ہم لوگوں کا یہ بھی ایمان ہے کہ ہمیں ہمیشہ ان پہاڑوں پر برتری حاصل رہے گی اور اگر بیرونی دنیا کے لوگ اپنی کوششوں میں تھوڑے بہت کامیاب ہو بھی گئے تب بھی وہ ان پہاڑوں میں اپنے قدم نہیں جما سکیں گے۔"

زربدان سوچ میں گم ہوگئی۔ تب بہت دیر تک وہ عجیب سی نگاہوں سے میان لائی کو دیکھتی رہی تھی اور پھر اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ آسٹر نے تعجب سے اسے دیکھا۔ لیزا نے کہا۔

"تمہاری یہ مسکراہٹ میری سمجھ میں نہیں آئی زربدان۔"

"نہیں آنٹی' میری ایک بہت مشکل حل ہوگئی ہے۔"

"تمہاری مشکل حل ہوگئی؟"

"اگر میں معذرت کروں تو.........."

"تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔" لیزا نے جواب دیا اور زربدان چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد بولی۔

"آنٹی یہ میں تمہیں چپکے سے بتاؤں گی۔ اور میں تمہارے کان میں بتادوں گی' وعدہ کرتی ہوں۔" لیزا نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

تیسرے' چوتھے اور پانچویں دن کا سفر بھی طے ہوگیا۔ شواہد مل رہے تھے ان کا رخ باگ ہی کی جانب ہے اور جوں جوں بستی باگ قریب آتی جارہی تھی میان لائی کے اضطراب میں اضافہ ہوتا جارہا تھا اس کے دو ہی رازدار تھے روزال اور ہنگا' جنہیں اب وہ غلام نہیں کہتا تھا ہر مشورے کے لئے انہی کا سہارا لیتا تھا۔

"آخر میں کیا منہ لے کر جاؤں گا آخر میں کس طرح شہ بدان کا سامنا کروں گا' کیا اس کی بیٹی کا تحفہ اسے پیش کرکے' روزال میں اس سے کہوں گا کہ دیکھ شہ بدان میں تیرا مجرم بے شک ہوں لیکن تیری بیٹی لے کر آیا ہوں تیرے پاس' مجھے اس کے صدقے میں معاف کردے کیا وہ مجھے معاف

کردے گی غلام ہنگا' کیوں روزال تو تو شہ بدان کو جانتا ہے۔ کیا وہ مجھے معاف کردے گی؟"

"وہ ضرور معاف کردے گی آقا..........وہ بہت عظیم عورت ہے اور پہاڑوں کی بیٹیاں ہر حالت میں اپنے باپ' بھائیوں اور شوہروں کی اطاعت گزار ہوتی ہیں۔ وہ کبھی سرکشی نہیں کرتیں' مجھے یقین ہے کہ شہ بدان جو اب ایک عمر رسیدہ عورت بن چکی ہوگی تجھے ضرور معاف کردے گی میرے آقا میرا ایمان ہے یہ.........." روزال نے دلسوزی سے کہا۔

"آہ.........شاید.........." میان نے بھاری آواز میں کہا۔

بالآخر بستی باگ کے آثار نظر آنے لگے۔ چاروں طرف کھیت اور باغات بکھرے ہوئے تھے۔ باگ کا حلیہ ہی بدل گیا تھا۔ طویل عرصہ قبل بہت پہلے باگ ایسی بستی نہ تھی۔ میان کی آنکھوں میں وہ لمحات رقصاں ہوگئے جب اس نے شہ بدان کے لئے ایک کمزور بانسری نواز سے مبارغہ کیا تھا۔

O......O......O

عقابوں نے فوہا کی سرداری قبول کرلی تھی۔ تردد کی بات ہی نہ تھی۔ اس نے مبارغہ جیتا تھا اور اب سرداری اس کی جاگیر تھی۔ ویسے بھی یہاں شوالا نظام رائج تھا کوئی بھی سردار کا شوالا بن کر اس کے لئے جنگ کرسکتا تھا۔ برتری طاقت کی تسلیم کی جاتی تھی اور فوہا نے اس کا مظاہرہ کردیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے روایات کی پابندی کا اعلان کردیا تھا جس کے بعد ہر مخالفت ختم ہوجاتی تھی چنانچہ اب بالکل سکون تھا۔ لڑکیاں بھی آرام کررہی تھیں۔ وہ اپنے کوستے میں عام لڑکیاں ہوتیں۔ کوستے سے باہر آتیں تو گھوڑوں پر سوار ہوکر اور اسی شان کا مظاہرہ کرتیں۔

غلمانہ نے سمنانہ کو بتایا.........."بوڑھا شیرماہ' شمران کو لے کر سوچ کی پہاڑیوں کے دوسری طرف گیا ہے۔"

"کیوں.....؟"

"شاید اسے سیر کرانے۔"

"تو میں کیا کروں؟"

"شمران سے ملاقات۔"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا؟"

"تم اسے بتادینا کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔"

"کیا شیرماہ کے سامنے..........؟"

"نہیں......بوڑھے نانا کو میں سنبھال لوں گی۔"

"آہ کیا واقعی..........؟"

"ہاں چلو.........." غلمانہ نے کہا اور سمنانہ تیار ہوگئی.........دونوں باہر نکل کر گھوڑوں پر ار ہوگئیں اور پہاڑی کی طرف چل پڑیں۔ موسم خوشگوار تھا اور پہاڑی کے دوسری طرف کا ول بھی ....اپاہجوں کی کرسی پر شمران بوڑھے نانا کے ساتھ نظر آگیا تھا۔ دونوں نے ت و دلچسپی سے انہیں دیکھا..........پھر شمران بولا۔

"مجھ پر سردار زادیوں کی تعظیم واجب ہے۔ لیکن افسوس میں اس کرسی سے نہیں اتر

سکتا۔"

"ہم گھوڑوں سے اتر آتے ہیں۔" غلمانہ نے کہا اور دونوں گھوڑوں سے اتر گئیں۔

"معزز باغہ میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" غلمانہ نے کہا......... "ضرور بازغہ' میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں۔" شیر ماہ نے کہا۔

"تو آؤ' ذرا کچھ فاصلے پر چل کر میرے ساتھ بیٹھو۔" شیر ماہ نے تشویش بھری نگاہوں سے شمران کو دیکھا تو غلمانہ نے فوراً کہا۔ "نہیں ان کی فکر نہ کرو' میری بہن ان کے پاس موجود ہے۔"

شیر ماہ خاموشی سے غلمانہ کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہ اپنے اور سمنانہ کے گھوڑے کی لگامیں دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر شیر ماہ کو وہاں سے دور لے گئی۔ سمنانہ پر گھبراہٹ سی سوار ہوگئی تھی' شمران نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا...........

"مجھے تم لوگوں کو دیکھ کر شدید حیرت ہوتی ہے بازغہ تم لوگوں نے شہ سواری اور فنون جنگ میں کمال حاصل کرلیا ہے' پہاڑوں کی بیٹیاں بہادر اور جنگجو ہوتی ہیں لیکن ایسی بھی نہیں کہ بڑے بڑے مردوں کے دانت کھٹے کردیں' کیا تم میں سے ہر ایک فوہا سردار کی مانند طاقتور اور جنگجو ہے؟"

"باتو بابا کہتے ہیں کہ طاقت ہی جینے کے راستے دکھاتی ہے اور اگر انسان کمزور ہو تو پستیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔"

شمران نے آہستہ سے گردن ہلائی اور بولا۔ "ہاں یہ الفاظ جس نے بھی کہے سچ ہی کہے' کمزوریاں ہمیشہ پستیوں میں سفر کرتی ہیں' لیکن تمہارا اتالیق کون ہے کس نے تمہیں ان فنون جنگ سے روشناس کرایا...........؟"

"باتو بابا نے۔" سمنانہ نے جواب دیا۔

"آہ کاش' مجھے بھی کوئی ایسا ہی شخص مل جاتا۔ لیکن اب اپنے آپ پر بہت ہنستا ہوں میں تو آدھا انسان بھی نہ رہا' بس یہ ایک ہاتھ ہے میرا باقی سب کچھ ختم' کیسی عجیب بات ہے' ہم بے شمار چیزوں کو آسانی سے نظر انداز کردیتے ہیں اور ان کے بارے میں کبھی نہیں سوچتے' لیکن انہیں جب کھو بیٹھتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہم نے تو کبھی ان کی قدر ہی نہ کی۔"

"ہاں ہر چیز بے حد ضروری ہوتی ہے۔"

"خیر میں اپنی داستان لے کر بیٹھ گیا' کہو سردار کی بہن' میان لائی کا کوئی پتہ چل سکا...........؟"

"ابھی تک کہیں سے کوئی خبر نہیں آئی..............؟"

"میرا خیال ہے سردار میان لائی نے عقابوں کے مسکن سے اتنے فاصلے طے کرلئے ہیں کہ اب عام لوگوں کی پہنچ ان تک مشکل ہوگئی ہے' لیکن میرا ایک مشورہ ہے تم اگر چاہو تو سردار فوہا کو بتا دینا..........."

"کیا........" سمنانہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اب کچھ عرصے کے بعد بساری میں دور دور تک کے قبیلوں کی آبادیاں ہوں گی' تسمورا کے جنگلات میں شکار کھیلا جائے گا اور سردار وہاں پہنچیں گے۔ ہوسکتا ہے کسی سردار کو کہیں سے میان لائی کا کوئی نشان ملا ہو' وہاں سے معلومات حاصل ہوجائیں گی۔"

"یہ تو بہت اچھی بات بتائی تم نے شمران......... میں فوہا سے ایسا ہی کہوں گی۔"

"اب تو میں بھی چاہتا ہوں کہ سردار میان لائی واپس آجائیں۔ اصل میں نجانے کیوں بار ار میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے بارے میں سب کو بتاتا رہوں' شاید قصور میرا نہیں تھا مجھے تو میری اصلیت بتائی ہی نہیں گئی تھی اور وہ جو کہتے ہیں نا کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر........... تھا تو میں عقابوں کے مسکن میں ایک معمولی سے انسان کا بیٹا........... لیکن لوگوں نے مجھے سردار' سردار کہہ کر ردان چڑھایا اور میرا دماغ بالکل ہی خراب کردیا' میں اور کیا سمجھتا اپنے آپ کو........... چنانچہ ں برائیوں پر تل گیا اور پھر ان کی سزا پالی۔ اب دیکھو نا کیسی عجیب زندگی ہے میری' بعض اوقات ایسے شرمناک لمحات سے گزرنا ہوتا ہے کہ میں اپنے آپ سے بھی شرماتا ہوں اور پھر راتوں کو اگ جاگ کر اپنا تجزیہ کرتا ہوں' اندازہ یہ ہوتا ہے کہ میں نے عالم حواس میں جو برائیاں کی ہیں یہ ب کچھ تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے' مجھے اس سے بڑی سزا ملنی چاہئے تھی۔"

"میں تمہارے لئے افسردہ ہوں شمران......... اس دن تم نے سردار فوہا کے سامنے جو کچھ کہا تھا وہ آج تک میرے دل سے نہیں نکل سکا۔"

"اب میں جس کے سامنے جو کچھ بھی کہتا ہوں وہ میرے اندر کی سچائیاں ہوتی ہیں' آہ کاش تا ہی ہوجائے کہ کوئی مجھے مکار نہ سمجھے اور یہ سمجھ لے کہ شمران جو اپنی حقیقت کھو بیٹھا تھا اب قیقتوں کو تسلیم کرنے کا عادی ہوگیا ہے اور جو کچھ کہتا ہے دل سے کہتا ہے۔"

"میں یہ بات دل سے تسلیم کرتی ہوں شمران......... میں تمہاری ہمدرد ہوں........ اور سنو ں تم سے ایک اور خاص بات بھی کہنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور بازغہ..........."

"افوہ........ جب تم بازغہ کہو گے تو ان الفاظ میں میرا احترام جھلکتا ہوگا اور پھر مجھے تم سے چھ کہتے ہوئے شرم آئے گی جو میں تم سے کہنا چاہتی ہوں۔"

"آپ مجھ سے کہئے......... میں سن رہا ہوں۔" شمران نے اس بار اسے بازغہ نہ کہا تھا۔

"اصل میں اسی دن سے مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے۔" سمنانہ نے کہا اور شمران چونک کر ے دیکھنے لگا دیکھتا رہا اور پھر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"بازغہ مذاق اڑا رہی ہیں میرا......... نا اڑائیں......... میں آپ سے استدعا کرتا ں......... منت کرتا ہوں......... میرا مذاق نہ اڑائیں......... یہ منت میں اپنے لئے نہیں کررہا ا تو ہوں ہی اس قابل کہ سب میرا مذاق اڑائیں۔ میں یہ آپ کی وجہ سے کہہ رہا ہوں' کیونکہ ب انسان دوسروں کا مذاق اڑاتا ہے اور کسی کا دل دکھنے لگتا ہے تو پھر اسے سزا ملتی ہے آپ دیکھئے مجھے سزا ہی تو ملی ہے یہ.............."

"نہیں بھول کر بھی نہ سوچو کہ میں تمہارا مذاق اڑا رہی ہوں' یہ تو ایک سچائی ہے جو میں بتا رہی ہوں۔ اب دیکھو نا اگر میں تمہیں یہ نہ بتاتی تو اور کون بتاتا..........."

شمران تعجب سے اسے دیکھتا رہا پھر مسکرا دیا اور بولا۔ "خیر آپ جو کچھ بھی کہہ رہی ہیں جس راز میں بھی کہہ رہی ہیں یہ آپ کا اپنا فعل ہے لیکن بازغہ اگر اس میں ذرہ برابر بھی سچائی ہے تو کیا ے اپنے اور میرے لئے مذاق نہیں سمجھتیں؟"

"افوہ آخر تمہارے نانا بھی تو تمہارے ساتھ رہتے ہیں........ تمہاری ماں تمہارا باپ اور تمہاری نانی بھی تو تم سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی محبت ذرا مختلف ہے' میں تو تم سے وہ محبت کرتی ہوں' جو میری بہن فوہا کاشان سے اور شیرایہ افنان سے کرتی ہیں۔ آخر دیکھو نا مجھے بھی زندگی میں کسی نہ کسی سے محبت کرنی ہی ہے اور اگر اس کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کرلیا تو کیا بُرا کیا۔ اب تو ہماری تم سے کوئی دشمنی بھی نہیں ہے' فوہا کہتی ہے کہ تم ایک عام انسان ہو........ کیا عقابوں کے مسکن میں رہنے والے کسی عام انسان سے میں محبت نہیں کرسکتی اور کیا میرے ساتھ اس کی شادی نہیں ہوسکتی............؟"

شمران نے آنکھیں بند کرلیں۔ دیر تک وہ خاموش رہا تھا' سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی کے الفاظ میں سادگی ہے یا بہت ہی گہرا طنز کررہی ہے اس پر۔

"کیا تم مجھ سے محبت کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہو.........؟"

"مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا بازغہ.........اس سے زیادہ میرے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔" شمران نے اداسی سے کہا۔

"مگر تمہیں میرے سوال کا جواب دینا ہے۔ میں اس بارے میں زیادہ نہیں جانتی۔ فوہا کاشان سے محبت کرتی ہے شیرایہ افنان سے .... میں بس اتنا جانتی ہوں کہ میرے دل میں بھی تمہاری محبت پیدا ہوگئی ہے۔"

"کیا میں اس قابل ہوں بازغہ۔"

"ہاں ہو۔"

"تب تم بہت معصوم ہو' سمنانہ تمہیں کوئی تجربہ نہیں ہے مٹی کے ڈھیر سے محبت نہیں کی جاتی......... اور پھر تمہیں میری حیثیت کا اندازہ نہیں ہے میرے دوستوں میں اب کوئی نہیں ہے مجھ سے نفرت کرنے والے بے شمار ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اب وہ مجھے لاچار سمجھ کر چھوڑ دیں۔ اعلیٰ ظرف لوگ مُردوں کو مارنا پسند نہیں کرتے۔"

"تم عجیب آدمی ہو......... میں تم سے محبت کے بارے میں جو کہنا چاہتی تھی وہ کہہ چکی ہوں اور تم ہو کہ اپنی ہانکے جارہے ہو۔"

"اگر میں تم سے کہوں بازغہ سمنانہ کہ اپنی برائیوں سے تائب ہوکر میں انسان بن چکا ہوں...... اور تمہارے اظہار محبت کے بعد میرے دل میں بھی تمہارے لئے محبت پیدا ہوگئی ہے تو .... تو تم یقین کرلوگی۔"

"ہاں فوراً۔"

"لیکن اس کا انجام کچھ نہ ہوگا۔"

"وہ تم مجھ پر چھوڑ دو........"

"آہ...... تو میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" شمران نے کہا۔ اور اسی وقت اس کی گاڑی پر ایک لات پڑی اور کرسی اوندھی ہوگئی وہ ایک چیخ کے ساتھ دور جا پڑا تھا۔

سمنانہ دہشت سے اچھل پڑی۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے باتو کو دیکھا جو عقب سے اچانک نمودار ہوا تھا۔ اس کی مصنوعی ٹانگوں میں اتنی قوت تھی کہ وہ شمران جیسے قوی الجثہ شخص کو اس

طرح گاڑی سے اچھال کر دور پھینک دے۔

دور' غلمانہ سے باتوں میں الجھے ہوئے شیرماہ نے شمران کی چیخ سنی اور اسے اس طرح بے سدھ اوندھے منہ پڑے ہوئے دیکھا تو تڑپ گیا۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس طرف دوڑ پڑا۔ غلمانہ بھی بھونچکی رہ گئی تھی۔ وہ بھی صورت حال معلوم کرنے کے لئے شیرماہ کے پیچھے پیچھے آئی۔ باتو کو اس نے دیکھ لیا تھا' باتو کے چہرے سے کوئی اندازہ نہیں ہورہا تھا لیکن سمنانہ سہمی ہوئی کھڑی تھی اور شمران کچھ اس طرح بے ڈھب انداز سے گرا تھا کہ اپنا رخ تک تبدیل نہیں کرسکتا تھا۔ شیرماہ نے باتو کو دیکھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ باتو کون ہے اس نے لجاجت سے کہا۔

"کچھ غلطی ہوگئی باغہ یقیناً کوئی غلطی ہوگئی ہوگی۔ لیکن یہ قابل معافی ہے اور سردار فوہا نے خود بھی یہی الفاظ کہے ہیں کہ اب اس شخص کو ایک عام انسان سمجھا جائے۔ اگر اس سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو میں تیرے پاؤں چھوکر معافی مانگے لیتا ہوں باغہ' اسے معاف کردے' معاف کردے اسے۔"

سمنانہ کے چہرے پر اضطراب کے آثار تھے باتو نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر غلمانہ کو دیکھا پھر کہا۔

"جاؤ۔"

وہ دونوں بُری طرح سہمی ہوئی تھیں۔ فوراً ہی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے رفوچکر ہوگئیں۔ باتو انہیں سرد نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ شیرماہ کا کلیجہ کٹ رہا تھا اور شمران نے نجانے کس کس جتن کے بعد رخ تبدیل کرلیا تھا' شیرماہ نے پھر کہا۔

"اگر تو اجازت دے باغہ تو میں اسے سنبھال لوں' کیا ہوگیا مجھے کچھ تو بتادے' کوئی بہت بڑی غلطی ہوگئی اس سے شاید جس کی بناء پر یہ تیرے عتاب کا شکار ہوگیا اور وہ لڑکیاں تو یقین کر باغہ خود ہی یہاں آئی تھیں اور انہوں نے ہم لوگوں سے یگانگت اور محبت کا مظاہرہ کیا تھا۔ باغہ مجھے اجازت دے' میں اسے سیدھا کردوں مجھ سے اس کی یہ کیفیت نہیں دیکھی جارہی........."

"نہیں ہرگز نہیں' یہ گاڑی پڑی ہوئی ہے اس سے کہو خود اپنی جگہ سے اٹھے اور اس گاڑی پر خود جاکر بیٹھے' میں دوبارہ اسے کچھ نہیں کہوں گا۔"

"باغہ یہ اپاہج ہے' یہ تو بالکل معذور ہے' یہ بھلا اپنی جگہ سے کیسے ہل سکتا ہے؟"

"ہل سکتا ہے' اس سے کہو اس گاڑی پر خود جاکر بیٹھے' جوان آدمی ہے' دو پاؤں اور ایک ہاتھ ہی تو نہیں ہے' باقی جسم تو مضبوط اور طاقتور ہے اور اس کے زخم بھی ٹھیک ہوچکے ہیں۔ یہ یقیناً گاڑی پر بیٹھ سکتا ہے جب میں تم سے کہہ رہا ہوں تو مجھ پر بھروسہ کرو۔ یہ گاڑی پر بیٹھ سکتا ہے' اے شخص! گاڑی پر جاکر بیٹھ یہ گاڑی تیرے پاس پڑی ہوئی ہے اس تک پہنچنے کے لئے اگر تیرے اندر ہمت ہے تو جا اس پر جا بیٹھ۔"

شمران نے عجیب سی نگاہوں سے باتو کو دیکھا اور پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر گاڑی کی جانب اس نے اپنے جسم کو سنبھالا جس مشکل سے وہ سیدھا ہوا تھا اسی مشکل کے ساتھ وہ جسم کو دھکیل کر گاڑی تک لے جاسکتا تھا۔ اس نے شیرماہ کو دیکھا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے کھسکنے لگا۔ وہ اپنے اکلوتے ہاتھ کا سہارا لے کر اپنے جسم کو تھوڑا تھوڑا آگے سرکا رہا تھا۔

یہاں تک کہ گاڑی اس کے قریب آگئی۔ تب اس نے اپنے ہاتھ کی گرفت گاڑی پر مضبوط کی اور اسی ایک ہاتھ کے بل پر اپنے معذور جسم کو سنبھالا اور گاڑی پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے پورے بدن پر پسینہ آگیا تھا۔ چہرہ سرخ ہوگیا تھا' لیکن نجانے کیوں اس کے اندر ایک جنون طاری ہوگیا تھا۔ بالآخر وہ گاڑی پر پہنچ ہی گیا اور گاڑی پر بیٹھ کر اس نے باتو کا چہرہ دیکھا۔ باتو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اس نے زمین پر بیٹھ کر اپنے جسم سے لکڑی کے دونوں پاؤں کھول کر پھینک دیئے اور بے پاؤں کا رہ گیا۔ شیر ماہ اور شمران اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ یہ بات چند لمحات کے لئے وہ دونوں بھول گئے تھے کہ باتو بھی تو پیروں سے بالکل معذور شخص ہے۔ لکڑی کے یہ پاؤں کھولنے کے بعد باتو اپنے کٹے ہوئے پیروں پر سیدھا ہوگیا اور اس کے بعد اس نے اسی جگہ دوڑ لگانی شروع کردی وہ دوڑتے ہوئے قلابازیاں بھی کھارہا تھا اور اس نے ایک ہاتھ کو پشت پر رکھ لیا تھا۔ کبھی وہ اپنے اکلوتے ہاتھ کے بل پوری طرح الٹا کھڑا ہوجاتا' کبھی اپنی ٹانگوں سے عجیب وغریب کارنامے دکھانے لگا۔ کافی دیر تک اس کی یہ اچھل کود جاری رہی۔ شمران اور شیر ماہ اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے' اس خبط الحواس شخص کی یہ اچھل کود ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ پھر باتو ان کے قریب پہنچ گیا اور اس نے کہا.........

"تم نے دیکھا' دیکھا تم دونوں نے۔ میرے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور اب تک میں نے جو حرکتیں کی ہیں ایک ہاتھ کے بل پر کی ہیں۔ کیا سمجھے اور تجھے یاد ہے شمران میں نے لکڑی کے اسی پاؤں سے تیری گاڑی میں ٹھوکر ماری تھی۔ میں لکڑی کے یہ پاؤں باندھ کر دوڑ بھی سکتا ہوں اور شاید تو یقین نہ کرے کہ میں انہی پاؤں کے ذریعے پہاڑوں پر بھی چڑھ سکتا ہوں' درختوں پر چڑھ سکتا ہوں اور اگر تو کہے تو صرف ایک ہاتھ استعمال کرتے ہوئے۔" شیر ماہ جو ابھی تک خوفزدہ تھا دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"تو عظیم ہے باغہ تو عظیم ہے واقعی تیری جیسی شخصیتیں بے مثال ہوتی ہیں۔"

"نہیں شیر ماہ شاید تم ابھی تک اس احساس کا شکار ہو کہ میں نے جو کچھ کیا ہے کسی انتقامی جذبے کے تحت کیا ہے نہیں' ہرگز نہیں دیکھو دوست' میں دل کی بات کبھی کسی سے نہیں کہتا' لیکن نجانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہیں اپنا دوست بنالوں' شیر ماہ ہے تمہارا نام.........؟"

"ہاں معزز باغہ........."

"اور میرا نام باتو ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"سنو شیر ماہ' یہ بچیاں' یہ چاروں بچیاں بہت معصوم ہیں تم ان کی جنگی صلاحیتوں پر نہ جاؤ' جنگی طور پر تو یہ بے مثال ہیں اس کا پس منظر کیا ہے یہ میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا لیکن ان معصوم بچیوں کے دل پر اگر کوئی تاثر طاری ہوجائے تو پھر میری راتوں کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں اور وہ لڑکی سمانہ جو شمران سے باتیں کررہی تھی' بڑی معصومیت سے میرے پاس پہنچی اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ شمران سے محبت کرنے لگی ہے' میں پریشان تھا اس وقت سے اور سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اور اس کے بعد حل میری سمجھ میں آگیا۔"

شیر ماہ کے دل کو اب سکون آگیا تھا' اس نے متعجبانہ انداز میں کہا۔ "حل......؟"

"ہاں........"

"کیسا حل' عظیم باغہ..........؟"

"تم بتاؤ اگر شمران' سمانہ کو قبول کرلے تو کیا یہ ایک بہتر بات نہ ہوگی۔"

"عظیم آقا' یہ تو ایک ایسی انوکھی بات ہے جس کا تصور بھی انسان کو لرزا دیتا ہے۔"

"نہیں' محبت کی کہانیوں کے بارے میں مجھے زیادہ کچھ نہیں معلوم لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ جب کوئی کسی سے محبت کرنے لگتا ہے تو پھر بہت سی طاقتور قوتوں کو شکست ہوجاتی ہے۔ میں زیادہ طویل گفتگو نہیں کروں گا کیونکہ باقی باتیں سب بعد کی ہیں۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں شمران کہ میرے پاؤں دیکھے تم نے۔ ایک دن یہ پاؤں میرے لئے کرب و تکلیف کے علاوہ اور کچھ نہیں تھے' لیکن پھر میں نے سوچا کہ اس طرح کسی گاڑی پر جاکر بیٹھ جانا یا پھر کسی بستر پر پڑے رہنا تو بالکل فضول ہے اس سے تو بہتر ہے کہ زندگی ختم کرلی جائے' میں نے سوچا کہ زندگی ختم کرنے سے پہلے کیوں نہ اس زندگی کو قابل استعمال بنایا جائے' سو میں نے اپنے ان کٹے ہوئے پیروں سے چلنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کی۔ پہلے میرے یہ زخمی پاؤں شدید زخمی ہونے لگے کرب و اذیت کی ان منزلوں سے گزرنے لگا' جن کا عام لوگ تصور بھی نہیں کرسکتے۔ لیکن پھر میرے یہ کٹے ہوئے پاؤں اپنی مدد آپ کرنے کے قابل ہوگئے اور رفتہ رفتہ میں نے اپنی یہ مشق جاری رکھی اب میں معذور شخص ہوں۔ میں جیسا کہ تمہیں بتاچکا ہوں پہاڑیوں پر چڑھ سکتا ہوں درختوں پر چڑھ سکتا ہوں' دوڑ سکتا ہوں کسی عام انسان کی مانند اور جب میں نے یہ عمل کیا تھا تو جانتے ہو میری عمر کیا تھی۔ تم سے کہیں زیادہ شمران تم سے کہیں زیادہ' بلکہ یوں سمجھو کہ میں بڑھاپے کی منزل میں داخل ہوچکا تھا۔ زندگی کے کوئی بیس بائیس سال پہلے کی بات ہے۔ بہت بڑا اثر نہیں پڑا ہے مجھ پر لیکن میں نے یہ کوشش اور یہ مشق تھوڑے ہی عرصے میں کرلی تھی۔ جب میں نے یہ سب کچھ کرلیا ہے تو نوجوان شمران کیا تم یہ نہیں کرسکتے؟" شمران اچھل پڑا' شیر ماہ نے حیرت سے باتو کو دیکھا تو باتو نے کہا۔

"اور اگر تم مجھے پارٹی لیڈر مان لو اپنا استاد مان لو تو یہ مشق میں تمہیں کراسکتا ہوں۔ اس دعوے کے ساتھ کہ بہت تھوڑے سے وقت میں تم میری ہی طرح دوڑنے بھی لگو گے چل بھی سکتے ہو۔ ہر کسر پوری ہوجائے گی تمہاری۔ بولو مجھے پارٹی لیڈر مانتے ہو' مجھے اپنا استاد تسلیم کرتے ہو۔" شمران نے غم آلودہ نگاہوں سے باتو کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔ "لیکن جواب میں تجھے کیا دوں گا میں عظیم باغہ.........؟"

"اور سنو' نہ مجھے جواب میں تم سے کچھ چاہئے اور نہ میں اسے تمہارے اوپر احسان سمجھتا ہوں' میری بچی تم سے محبت کرتی ہے' بس سمجھ لو میں تمہیں اس کے قابل بنانا چاہتا ہوں۔"

"میں تیرے قدموں پر سر جھکاتا ہوں عظیم باغہ' اگر تو مجھے زندگی کی اس محرومی سے دور کردے تو میں تاحیات تیرا شکر گزار رہوں گا۔"

"ہوں' پھر میری کچھ ہدایات ذہن نشین کرلے۔" باتو نے کہا اور شیر ماہ اور شمران کو بتانے لگا کہ انہیں اس مشق کے لئے کیا کرنا ہے۔

○......○......○

باگ کی شان و شوکت نے ان سبھی کو متاثر کیا تھا۔ یہاں تک کہ آسٹر بھی کہے بغیر نہ رہ سکا

تھا کہ یہ بستی اب تک دیکھی جانے والی تمام بستیوں میں سب سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے حالانکہ الاتوشیہ نے لاسیہ کو جدید دنیا کی سہولتوں سے آراستہ کیا تھا۔ لیکن اس بستی کا جو حسن ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور اسے ایک خوبصورت ترین بستی کہا جا سکتا ہے۔

یہ ساری باتیں اپنی جگہ تھیں' لیکن وہ سب میاں لائی کی بے بسی اور وحشت کو محسوس کر رہے تھے۔ میاں لائی جوں جوں بستی باگ قریب آتی جا رہی تھی سراسیمہ ہوتا جا رہا تھا اور پھر زربدان نے ایک جگہ قیام کر کے کہا۔

"ہمیں بستی میں داخلے کے لئے ایک طریقۂ کار متعین کرنا ہو گا یونہی سب کے سب بستی میں نہیں داخل ہو جانے چاہئیں۔"

"تم اس سلسلے میں کیا تجویز ذہن میں رکھتی ہو زربدان؟" آشر نے سوال کیا۔ زربدان کا وہ دل سے قائل ہو گیا تھا اور کبھی کبھی شدید حیران ہو جاتا تھا کہ یہ لڑکی جو اس کے سائے میں پروان چڑھی ہے کس قدر زیرک ہے' ہر بات کو اچھی طرح محسوس کر لیتی ہے۔ زربدان نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بستی میرے نانا کی ہے اور میری ماں کو جب اس بات کا علم ہو گا کہ میں اور اس کا شوہر یہاں آئے ہیں تو ہمارے لئے اس بستی میں کوئی مشکل نہ رہے گی۔ لیکن یہ بات میری ماں اور میری بہنوں کی ہے اور صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بستی کی سردار نہیں۔ بستی کے سردار کا نام غالباً تم نے سلابہ بتایا تھا میرے باپ......؟"

"ہاں سلابہ............"

"ہو سکتا ہے سلابہ کے دل میں غم و غصہ ہو اور وہ یہ سوچتا ہو کہ میاں لائی نے اس کی بیٹی کو اس طرح در بدر کر کے چھوڑ دیا۔ میں براہ راست اپنے باپ کو ان لوگوں کے سامنے نہیں بھیجنا چاہتی بلکہ میری رائے ہے کہ روزال اور میں بستی باگ میں جائیں ساری صورت حال معلوم کریں اور اس کے بعد ہم یہ فیصلہ کریں کہ ہمیں آئندہ کیا کرنا چاہئے۔" آشر نے مطمئن انداز میں گردن ہلا کر کہا۔

"درحقیقت میں متردد تھا اور یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے لیکن زربدان نے جو کچھ کہا ہے وہی سب سے موزوں ہے اور میں اس کی پوری پوری تائید کرتا ہوں۔" خود میاں لائی کو تو جیسے ایک لمحے کے لئے سہارا مل گیا' اس نے کہا۔

"میں تجھ سے مکمل اتفاق کرتا ہوں اور بات یہ نہیں ہے میری بیٹی کہ میں بزدل ہوں یا کسی چیز سے خوفزدہ ہوں لیکن میرا خوف سب سے بڑھ کر یہی ہے کہ شہ بدان پر نجانے کیا بیتی ہو گی اور وہ مجھے نجانے کس نگاہ سے دیکھے۔ اگر ایسا ممکن ہو جائے تو میری مشکلات میں بڑی کمی واقع ہو جائے گی' تو فوراً اسے یہ نہ بتانا کہ تو اس کی کھوئی ہوئی بیٹی ہے' کسی طریقے سے اس کے خیالات معلوم کرنا اور روزال! تمہیں تو وہ اچھی طرح پہچانتی ہے' میں چاہتا ہوں کہ تم نہ جاؤ بلکہ ہنگا تمہارے ساتھ جائے۔ میرا مطلب ہے زربدان کے ساتھ کیونکہ شہ بدان کو اس بات کا علم ہے کہ روزال اس کی بیٹی کو لے کر گم ہو گیا تھا۔"

"جیسا حکم ہو آقا مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

"ہنگا بھی ٹھیک ہے' میں اتنا چاہتی ہوں کہ کوئی ایسا شخص میرے ساتھ ہو جسے اجنبی نگاہوں

سے نہ دیکھا جائے اور میرا حلیہ تو مقامی لوگوں کا سا ہی ہے' ٹھیک ہے ہنگا تو پھر یونہی کرتے ہیں کہ میں اور تم ساتھ ساتھ چلیں اور اس کے بعد ہم وہاں سے صورت حال معلوم کریں اور اگر ممکن ہو سکے تو شہ بدان سے ملاقات کر کے میں میاں لائی کا تذکرہ کروں اور دیکھوں کہ اس کا نظریہ اس سلسلے میں کیا ہے۔"

ہنگا تیار ہو گیا' باقی لوگوں نے اپنے لئے ایک ایسی جگہ تلاش کر لی جہاں سے وہ کچھ وقت کے لئے عام لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکیں۔ زربدان ہنگا کے ساتھ چل پڑی۔

○......○......○

باگ والوں نے اجنبی لڑکی اور مرد کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔ تب زربدان نے کہا۔ "میں عظیم بستی باگ کے کسی ذمے دار شخص سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔"

"تمہیں ہالار سے ملنا چاہئے بازغہ۔"

"ہالار کون ہے؟"

"سابق سردار سلابہ کا بیٹا............"

"مجھے اس کے پاس پہنچا دو۔ ویسے تم نے اسے سابق سردار کیوں کہا۔ کیا باگ پر اب سلابہ کی حکومت نہیں ہے۔"

"اب اس کا بیٹا جومایہ سردار ہے۔"

"مجھے ہالار کے پاس پہنچا دو۔" زربدان نے کہا اور وہ شخص ان دونوں کی رہنمائی کرنے لگا۔ راستے میں زربدان نے ہنگا سے کہا۔ "دونوں میرے ماموں ہیں اور اب میرا بڑا ماموں باگ کا سردار ہے۔"

"بہت زیرک سردار معلوم ہوتا ہے۔ باگ سرسبز اور اس کی پیداوار قابل رشک ہے۔"

ہالار بیرونی امور کا نگراں تھا اور چند دوسری اہم ذمے داریاں بھی جومایہ نے اسے سونپی تھیں۔ اس نے دونوں مہمانوں کا استقبال کیا۔ "کہاں سے آئے ہو اور کونسی بستی کے رہنے والے ہو۔"

"ہماری بستی کا نام لاسیہ ہے اور وہ یہاں سے بہت دور واقع ہے۔"

"کہو یہاں تمہاری کیا خدمت کی جا سکتی ہے بازغہ.........؟"

"مجھے سردار سلابہ کی بیٹی شہ بدان سے ملنا ہے۔ میرے پاس اس کے لئے ایک پیغام ہے۔"

"آہ۔ شہ بدان میری بہن ہے۔ طویل عرصہ سے وہ یہاں تھی۔ لیکن اب سے کچھ عرصہ قبل وہ اپنی چاروں بیٹیوں کے ہمراہ عقابوں کے مسکن گئی ہے۔ وہ اس کے شوہر کی بستی ہے۔" ہالار نے جواب دیا اور زربدان چونک پڑی۔ اسے تمام صورت حال کا علم تھا اور یہ بڑی سنسنی خیز خبر تھی۔ ہنگا بھی دم بخود رہ گیا تھا۔ زربدان کو اس خبر سے بڑی مایوسی ہوئی تھی چند لمحات وہ افسوس بھرے انداز میں ہالار کو دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"کیا عقابوں کے مسکن پر سردار میاں لائی ہی حکمراں ہے؟"

"یقیناً' ہمارے علم میں ایسی اور کوئی بات نہیں ہے کہ وہ عقابوں کے مسکن پر حکمراں نہ ہو' کچھ ایسی ہی باتیں ہیں بازغہ جو تمہیں بتائی نہیں جا سکتیں' بس یوں سمجھ لو' طویل عرصے کے بعد شہ

بدان نے اپنے شوہر کی بستی کی جانب رخ کیا ہے' بہت طویل عرصے کے بعد' لیکن بازغہ اگر اس کے لئے کوئی ایسا اہم پیغام ہے جو تم دوسروں کو بتا سکو تو میں شہ بدان کا بھائی ہوں' مجھے اس کے لئے پیغام دے دو' ممکن ہے کوئی ایسا ذریعہ نکل آئے کہ میں وہ پیغام شہ بدان تک پہنچادوں یا پھر اگر تمہیں اس سے ملاقات ہی کرنی ہے اور اتنا ہی اہم کام ہے تمہیں اس سے' تو پھر عقابوں کے مسکن کی جانب رخ کرو' جس کا فاصلہ یہاں سے کم نہیں ہے۔"

"آپ کا بے حد شکریہ باغہ' میں عقابوں کے مسکن ہی کی جانب جاؤں گی' بازغہ سے ملاقات کرنا میرے لئے بے حد ضروری ہے۔"

"اگر چاہو تو باگ میں قیام کرسکتی ہو' مہمانوں کے لئے باگ میں عزت کا مقام ہے اور جب تک تم یہاں مہمان رہو گی تمہیں تکلیف نہ ہوگی۔"

"بے حد شکریہ' میں باگ ضرور آؤں گی' لیکن کچھ وقت کے بعد۔ کیونکہ اس بستی سے میرا قلبی تعلق ہے۔ اجازت چاہتی ہوں باغہ آپ کا بے حد شکریہ.............."

واپسی میں ہنگا نے کہا۔ "اور یوں لگتا ہے جیسے شہ بدان کو عقابوں کے مسکن کے حالات بالکل نہیں معلوم........... شمران شیطان ہے' جب اسے علم ہوگا کہ شہ بدان میان لائی سے ملنے آئی ہے تو وہ اسے گرفتار کرلے گا اور اس سے کہے گا کہ وہ اور اس کی بیٹیاں میان لائی کی جگہ یرغمال ہیں اور اس وقت تک انہیں آزادی نصیب نہ ہوگی' جب تک میان لائی شمران کو حاصل نہ ہوجائے گا۔ آؤ بازغہ رفتار تیز کرو۔ میرا خیال ہے اب تک اگر شہ بدان اور اس کی بیٹیاں عقابوں کے مسکن پہنچ گئی ہیں تو وہ یقیناً بدترین عذاب میں گرفتار ہوں گی۔"

پھر یہ لوگ میان لائی کے پاس پہنچ گئے۔ میان لائی اور بقیہ لوگ ان کی واپسی کا انتظار کررہے تھے اور میان لائی کے اندر شدید اضطراب تھا۔ اس نے مضطرب لہجے میں زربدان سے پوچھا۔

"کیا شہ بدان سے ملاقات نہیں ہوئی؟ کیا وہ وہاں موجود نہیں ہے۔ تمہاری اس قدر جلد واپسی مجھے شبہے میں مبتلا کررہی ہے اور تمہارے چہرے پر پھیلے ہوئے مایوسی کے تاثرات۔"

"نہیں' نہیں' معزز باغہ ایک بڑی مشکل داستان علم میں آئی ہے۔" زربدان نے ہالار کی بتائی ہوئی تمام باتیں میان کے گوش گزار کردیں اور میان شدت جنون سے اپنے بال نوچنے لگا۔

"آہ شاید میں اسے یاد آیا' شاید وہ میری بیٹیوں کو مجھ سے ملانے کے لئے گئی ہوگی۔ اف بدنصیبی بھی کیا چیز ہوتی ہے' اس نے پوری عمر کاٹ دی اور میں بے غیرت انسان طویل عرصے تک یہی سوچتا رہا کہ اس کے پاس پہنچوں یا نہ پہنچوں۔ یہاں تک کہ اس سے صبر نہ ہوسکا اور وہ خود ہی میری جانب چل پڑی۔ لیکن میں ہی نہیں ہنگا بھی جانتا ہے کہ اگر وہ عقابوں کی بستی میں پہنچ گئیں پھر روشنی والا ہی ان کا محافظ ہے' شمران جیسے شیطان سے کچھ بھی امید نہیں ہے۔ نہیں زربدان' اب مجھ سے صبر نہ ہوسکے گا۔ چلو میرے ساتھ' جلدی کرو تمہیں دن رات سفر کرنا ہے اور ہم عقابوں کے مسکن جاکر شمران سے مبارغہ طلب کریں گے۔ اگر اس نے شہ بدان اور میری بیٹیوں کو کوئی نقصان پہنچایا ہے تو روشنی والے کی قسم عقابوں کے مسکن میں آگ لگادوں گا۔ اب میں وہ میان لائی نہیں ہوں جس کے سامنے زندگی کا کوئی اہم مقصد نہیں تھا' جو مضمحل تھا اور جسے امید نہ تھی کہ اس کی کھوئی ہوئی منزل کبھی اسے واپس ملے گی۔ شمران بہت شاطر ہے لیکن اسے جنگ و جدل میں نے ہی سکھائی ہے اور یہ بھی اندازہ ہوگیا ہے مجھے کہ اس نے مجھ سے میرے ہی انداز میں جنگ لڑی' لیکن اب وہ مجھ سے نہ بچ پائے گا اب میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ میں.......... میں بے شک بوڑھا ہوچکا ہوں کمزور ہوچکا ہوں لیکن اب میری رگوں میں لہو کی جگہ آتش دوڑ رہی ہے اور اس آگ کی قسم' میں شمران کو وہ سزا دوں گا کہ عقابوں کے مسکن میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ چلو زربدان اب ہم انتظار نہیں کرسکتے۔" اور انہوں نے واپسی کے لئے قدم اٹھادیئے' میان لائی اس قدر آتش ریز ہورہا تھا کہ اس کا گھوڑا ان سب سے آگے نکل گیا تھا۔ زربدان اور باقی لوگ اس کا تعاقب کررہے تھے آسٹر نے کہا۔

"زربدان وہ جس قدر جوش میں ہے اس سے اسے نقصان کے سوا کچھ نہ حاصل ہوگا۔ اگر شمران اتنا ہی شاطر ہے اور اس نے واقعی شہ بدان اور اس کی لڑکیوں کو قید کرلیا ہے تو میان لائی کا استقبال بھی وہ شاطرانہ انداز میں ہی کرے گا اور کہیں یوں نہ ہو کہ میان لائی اس کے ہاتھوں مارا جائے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا سچ ہے کہ عمر انسان کے قویٰ مضمحل کردیتی ہے اور وہ کتنے ہی جوش کے عالم میں ہو نوجوان خون سے نہیں ٹکرا سکتا۔"

پھر طویل ترین سفر کے بعد جب رات کا پہلا قیام ہوا تو زربدان نے اپنے باپ سے کہا۔

"اور ابھی تک میرے اور تمہارے درمیان کوئی ایسی بات نہیں ہوئی باغہ جس میں' میں تم سے کوئی فرمائش کرسکوں اور تم میری وہ فرمائش پوری کردو........ لیکن اب یہ لمحات آگئے ہیں کہ میں تم سے کچھ مانگوں اور تم فراخدلی سے مجھے میری طلب دے دو۔"

میان لائی نے اداس نگاہوں سے بیٹی کو دیکھا اور کہا۔

"مجھ پر تیرے بہت سے قرض ہیں زربدان اور سب سے بڑی چیز مجھ پر تیرا احسان ہے' جسے میں کبھی نہیں اتار سکتا اور دینے کے لئے میرے پاس ہے ہی کیا جو میں تجھے دوں۔ لیکن ان تمام باتوں سے افضل یہ بات ہے کہ اگر تو سمجھتی ہے کہ میں تجھے کچھ دے سکتا ہوں تو مانگ میرے پاس ہوا تو میں تیری نذر کردوں گا.............."

"باغہ شمران سے مبارغہ تم نہیں طلب کروگے بلکہ یہ ذمے داری میرے سپرد کردو۔"

"کیسی ذمہ داری..........؟"

"میں اس سے مبارغہ کروں گی۔"

"زربدان کیا یہ وہ مانگ ہے' جو تو مجھ سے مانگ رہی ہے؟"

"ہاں باغہ.........."

"کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ ایک ہارا ہوا شخص کبھی جیت نہیں سکتا؟"

"نہیں باغہ یہ بات نہیں ہے تم میرے دلیر باپ ہو اور روزال مجھے تمہارے کارنامے سنا چکا ہے۔"

"تو پھر کیا ایک باپ کی زندگی میں ایک بیٹی مبارغہ طلب کرسکتی ہے' اگر تو میرا بیٹا ہوتا تو میں بخوشی تجھے اپنا شوالا مقرر کردیتا۔"

"یہی تصور تو میں تمہارے ذہن سے مٹانا چاہتی ہوں اس تصور کی بنیاد پر تو ہم سب دربدر

ہو گئے ہیں۔ میرے باپ' میں اسی تصور کو تمہارے ذہن سے ختم کرنا چاہتی ہوں کہ تم نے بیٹیوں پر کبھی بھروسہ نہیں کیا۔ آج بھی اگر تم بیٹیوں پر بھروسہ نہ کرو گے تو بانغہ تمہاری یہ کہانی آگے ہی نہ بڑھ سکے گی۔ میری ماں اب بھی تم پر بھروسہ نہ کرے گی۔ بانغہ میری اس آرزو کو پورا کردو.............."

"لیکن زربدان میری بیٹی مجھے یہ مبارغہ خود ہی کرنے دے' شاید تو ایسا کر سکے لیکن تو نہیں جانتی شمران کو جنگ و جدل اور ہتھیاروں کا استعمال میں نے ہی سکھایا ہے' وہ بہت سخت جان اور جنگجو نوجوان ہے جبکہ تو ایک نازک جسم اور اس دنیا میں پلی ہوئی لڑکی ہے جس دنیا میں جنگ و جدل کا یہ انداز نہیں ہوتا' میں تجھے شمران کے سامنے نہیں جانے دے سکتا' یہ میرے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ امر ہو گا اور تو مجھ سے ضد نہ کر میری بچی۔ تیری ہر آرزو پورا کرنا میرا فرض ہے' لیکن یہ.........."

"بس عظیم بانغہ یہ فیصلہ ہو جائے' رات کی ان تاریکیوں میں یا صبح کی روشنی میں۔ یا تو مجھے اجازت دے کہ میں شمران سے مبارغہ کروں' یا پھر اس کے لئے تو مجھ سے مبارغہ کر.........."
زربدان نے کہا اور میاں لائی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اس نے تعجب سے روزال کو دیکھا اور روزال نے گردن خم کر لی۔

"روزال........کیا تو نے اسے جنگ و جدل بھی سکھائی ہے۔ کیا یہ پہاڑوں کا طریق بھی جانتی ہے۔"

"پہلی بات تو یہ ہے عظیم آقا کہ اس کی جو بھی تشکیل ہوئی ہے وہ ان فرشتہ صفت لوگوں نے کی ہے۔ میں تو صرف ان کے احکامات پر عمل کرتا رہا ہوں۔ لیکن دوسری بات یہ ہے کہ اس کی رگوں میں انہیں پہاڑوں کا خون ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے' لیکن اسے سمجھا کہ شمران دشمن ہے۔ اس بدبخت کو میں نے تربیت دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایک شاطر جنگجو ہے۔ اگر کوئی عام بات ہوتی تو میں زربدان کی خواہش کا احترام کرتا لیکن.........."

"اس لیکن کے بعد صرف میرے اور تمہارے درمیان مبارغہ ہے بانغہ۔ فیصلہ صرف اسی بنیاد پر ہو گا۔" زربدان نے کہا۔

"وہ تجھے شکست دے دے گا۔ کیونکہ میں اس کی جنگی صلاحیت سے واقف ہوں۔"

"مجھے تم نے جنگی تربیت نہیں دی تھی بانغہ.......اور تم میری جنگی صلاحیت سے بے خبر ہو۔ بہتر ہے کل صبح مجھ سے شناسائی حاصل کر لو۔ مجھے شکست دے کر تم بآسانی اپنا مقصد حاصل کر لو گے۔ دوسری کوئی صورت میرے لئے قابل قبول نہیں۔" زربدان نے سنگین لہجے میں کہا۔

O......O......O

سوچ کی پہاڑی سرداروں کے لئے مخصوص تھی اور وہاں عام لوگ نہیں جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے عقب میں ہونے والے انوکھے کھیل کی خبر کسی کو نہیں ہو سکی تھی۔ باتو نے شیرماہ کو سختی سے ہدایت کر دی تھی کہ اس کی کاوشوں کے بارے میں اپنے بیٹے ماہ لخت تک کو نہ بتائے خصوصاً عورتوں کو کہ وہ بات کو عام کرنے میں بے مثال ہوتی ہیں۔ ہر صبح شیرماہ' اپنی بنائی ہوئی

گاڑی کو دھکیلتا ہوا سوچ کی پہاڑی کے پیچھے آ جاتا اور یہاں باتو اسے منتظر ملتا جس کے پاس اوزار ہوتے اور وہ لکڑی کے ٹکڑوں کو تراش تراش کر شمران کے لئے عجیب عجیب سہارے بناتا۔ اس کی کاوشوں کا بہترین نتیجہ برآمد ہو رہا تھا۔ پہلے اس نے شمران کو انہی کٹے ہوئے پیروں پر کھڑے ہونے کی مشق کرائی جس میں شمران کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پر غشی طاری ہو جاتی تو باتو اس پر پانی کے برتن اونڈھا دیتا۔ وہ کہتا۔

"تکلیف کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اپنے جسم کا تصور چھوڑ دو۔ یوں سمجھو تمہارے سامنے کوئی اور یہ عمل کر رہا ہے اور تم صرف اسے دیکھ رہے ہو.........اسے سکھا رہے ہو۔"

شیرماہ نے شمران کو کٹے ہوئے پیروں سے چلتے ہوئے دیکھا۔ پھر لکڑی کے چھوٹے ٹکڑے پیروں میں باندھ کر سہاروں کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے۔ پھر یہ سہارے پھینک دیئے گئے اور لکڑی کے ٹکڑے بڑے ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ شمران کے قد کے برابر ہو گئے۔ شیرماہ نے باتو کو عظیم جادوگر قرار دیا تھا جس نے وہ کر دکھایا تھا جو ناقابل یقین تھا۔ باتو نے شمران کا مصنوعی ہاتھ بھی بنایا تھا جو ہر طرح کے سہاروں میں باعمل تھا۔ شیرماہ کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ پھر اس نے شمران کو انہیں لکڑی کے پیروں سے دوڑتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت اس کی خوشیاں بے پناہ ہو جاتیں جب وہ معذور نواسے کو اس طرح دوڑتے ہوئے دیکھتا' شمران جس کے چہرے پر مایوسی کھنڈ گئی تھی' اب اسی طرح خوش و خرم نظر آتا تھا جیسا معذور ہونے سے پہلے۔ لیکن اس کی سرکشی مفقود ہو گئی تھی' اپنے باپ' ماں اور نانا نانی سے وہ اس قدر محبت سے پیش آتا' ہر ایک سے اس کا لہجہ اتنا نرم ہوتا کہ لوگ یہ تسلیم کرنے ہی کو تیار نہ ہوتے کہ یہ وہی سرکش شمران ہے جس نے بوستانہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا تھا اور شرمناک عمل کا مظاہرہ کیا تھا۔ شیرماہ شدت جذبات سے بے قابو ہو کر باتو سے کہتا۔

"عظیم بانغہ مجھ سے یہ خوشی سنبھالے نہیں سنبھالی جاتی' میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کی ماں عشمہ کو اور اس کی دادی کو یہ بتادوں کہ اب یہ معذور لڑکا نہیں رہا بلکہ ایک بار پھر سے ان کا شمران ٹھیک ہو چکا ہے۔" تو باتو کہتا۔

"نہیں شیرماہ ابھی تم ایسا نہ کرنا تمہارا کیا خیال ہے میں نے کوئی تمہارا قرض ادا کیا ہے یہ سب کچھ کر کے۔ یہ تو وہ ہے جس نے ان لڑکیوں کے باپ کو مبارغے میں شکست دے کر زندہ درگور کر دیا تھا۔ اصل میں میری یہ کاوشیں امانت ہیں کسی کی اور جب تک یہ امانت ان کے روبرو نہ پیش کر دی جائے' کوئی اور آنکھ میرے اور تمہارے علاوہ شمران کو اس شکل میں نہیں دیکھ سکتی۔"
شیرماہ حیران ہوا تھا اس نے کہا۔

"وہ کون سی آنکھ ہے عظیم بانغہ۔" اور باتو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے کہا۔

"عقل رکھتے ہو تو خود سمجھ اور نہ سمجھ پاؤ تو کسی بے عقل کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی عقل سے زیادہ کی بات کرے۔"

باتو کے جوابات تو ایسے ہی ٹیڑھے ہوا کرتے تھے اور ان پر خاموشی ہی مناسب ہوا کرتی تھی اس کی دو وجوہات تھیں۔ پہلی تو یہ کہ باتو سردار فوہا کا اتالیق تھا اور یہ بات اب سب ہی جان چکے تھے۔ دوسری یہ کہ باتو وہ شخص تھا جس نے ایک مردہ جسم میں روح ڈال دی تھی اور شمران کو وہ

بنادیا تھا جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکے۔ چنانچہ یہ سلسلہ جاری رہا اور خود شمران تو باتو کا مرید بن گیا تھا اور اس کی وہی کیفیت تھی جو فوہا اور اس کی باقی بہنوں کی.........وہ باتو کی ہر بات آنکھیں بند کرکے اور سر جھکا کے سنتا تھا اور اس پر عمل کرتا تھا۔ یہ باتو کی ساحری تھی اور یہی ساحری سمنانہ' غلمانہ' فوہا اور شیرایہ پر اب تک قائم تھی۔ چاروں لڑکیاں باتو کی بات کو آخری بات سمجھتی تھیں اور اس دن کے بعد سے سمنانہ کے چہرے پر غم کی ایک لکیر تو بے شک نمودار ہوگئی تھی' لیکن اس نے دوبارہ کبھی سوچ کی پہاڑی کی جانب رخ نہیں کیا تھا ہاں تنہائی میں وہ غلمانہ سے یہ ضرور کہتی۔

"باتو بابا جو کچھ سوچتا ہے وہی بہتر ہوگا' ہم اس کی باتیں صحیح طور پر نہیں سمجھ پاتے' لیکن جو کچھ وہ کہتا ہے وہی ہر لحاظ سے بہتر ہوتا ہے اور یہ بات تو بہرطور آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے باپ کو اس نے مبارغے میں شکست دی تھی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ باتو بابا مجھے اس سے محبت کی اجازت دے دے۔ سب ہی بُرا بھلا کہیں گے۔ اصل میں اس کی بے بسی سے مجھے محبت ہوگئی تھی لیکن اب میں کوشش کروں گی کہ اس کے خیال کو میں دل سے نکال دوں۔ واقعی یہ تو مناسب نہیں ہے اور میں نے غلط سوچا تھا۔" اس دن وہ غم زدہ ایک گوشے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ باتو نے اس سے کہا۔

"تم نے اپنے آپ کو محصور کرلیا ہے اپنے کوستے سے باہر کیوں نہیں نکلتیں؟"

"نہیں باتو بابا کوئی ایسی اہم بات تو نہیں ہے۔ ہاں اگر تم کہو تو ہم باہر جائیں۔ اصل میں اس دن کے بعد سے ہم نے اس لئے باہر قدم نہیں نکالے کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ ہم نے تمہارے حکم سے سرکشی کی ہے۔" سمنانہ نے جواب دیا اور باتو کی آنکھوں سے محبت پھوٹ آئی' اس نے کہا۔

"احمق لڑکیو' تم نے میری فطرت کو اتنا بدل دیا ہے کہ اب میں باتو تو رہا ہی نہیں ہوں' ارے میں تو انتقام کا پتلا تھا میری آرزو صرف یہ تھی کہ پہاڑ کے اس طرف رہنے والوں کو خون میں نہلاتا رہوں اور یہی آرزو میرے دل میں طویل عرصے تک پلتی رہی تھی اور میں نے درحقیقت اس کی تکمیل بھی خوب کی۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ زندگی کا آخری لمحہ وہ ہو جب میں ان پہاڑوں کے رہنے والوں کو بے بسی سے خون میں ملیا میٹ دیکھوں' لیکن تم نے میری فطرت بدل دی ہے اب میں کسی پر کیا ظلم کروں گا۔ سن سمنانہ' غلمانہ کے ساتھ آج شام کو اسی جگہ پہنچ جانا' جہاں سے میں نے تجھے ڈانٹ کر بھگایا تھا' سورج چھپنے سے بہت پہلے' جب سورج سامنے کی پہاڑیوں سے خاصا بلند ہوتا ہے وہاں پہنچنا' میں تیرا انتظار کروں گا۔" سمنانہ نے گردن خم کردی' پھر اس نے غلمانہ کو باتو کا یہ حکم سنایا اور غلمانہ نے کہا۔

"پتہ نہیں باتو بابا کیا چاہتا ہے لیکن ہمیں اس کے حکم کی تعمیل تو کرنا ہی ہوگی۔" اور جب دونوں وہاں پہنچیں تو انہوں نے شمران کو دیکھا جو اپنی گاڑی پر بیٹھا ہوا تھا اس کی گردن سے پیروں تک ایک کپڑا پڑا ہوا تھا وہ بہت خوبصورت اور کسی خاص چیز سے بنا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بھی دمکتا ہو نظر آرہا تھا' سمنانہ نے اسے دیکھا اور پھر خوفزدہ نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اسے شبہ ہوا کہ کہیں باتو وہاں نہ پہنچ گیا ہو اور وہ اسے دیکھ کر یہ سمجھے کہ سمنانہ نے خود اسے بلایا ہے وہ پریشان کھڑی ہوئی تھی کہ شمران نے کہا۔

"سمنانہ کیا تم میرے نزدیک نہیں آؤگی۔" سمنانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اچانک ہی شمران نے اپنے شانوں سے وہ کپڑا ہٹایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ پھر وہ اپنے قدموں سے چلتا ہوا سمنانہ کے پاس پہنچا اور سمنانہ پر غشی سی طاری ہونے لگی۔ شمران مکمل قدو قامت میں تھا اور یقین ہی نہیں آتا تھا کہ یہ وہ شمران ہے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

سمنانہ اور غلمانہ چکرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ غلمانہ نے حیرانی سے کہا۔

"کیا تم شمران ہو.........یا عقابوں کے مسکن میں اس کے ہم شکل............"

شمران کے بجائے عقب سے باتو کی آواز سنائی دی۔

"احمق لڑکیو.........جب پارٹی لیڈر باتو ہوتا ہے تو ایسے ہی عجوبے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ میں نے تمہیں کبھی کسی مرحلے پر تشنہ چھوڑا ہے؟ تو ایک ایسے نوجوان سے محبت کرتی جس کے دو پاؤں اور ایک ہاتھ نہ ہوتا' اور تو زندگی بھر اس کے بوجھ کو گھسیٹے پھرتی۔ مجھے یہ گوارہ نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے اسے مکمل کردیا....... اور اب تیری محبت تیرے سپرد کررہا ہوں۔ غلمانہ تو میرے ساتھ آ۔ آ تیرا یہاں کھڑے رہنا اس وقت مناسب نہیں ہے۔ مجھے تو کبھی ایسے لمحات نصیب ہی نہیں ہوئے لیکن تجربہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ دو محبت کرنے والوں کی سب سے بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ ان کے درمیان سننے والی ہواؤں کا گزر بھی نہ ہو......... آجا.........!" باتو غلمانہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے واپس چل پڑا۔

○.....○.....○

ہیبان نے میان لائی کے شانے پر ہاتھ رکھا اور میان گردن گھما کر اسے دیکھنے لگا۔ "تم بہت پریشان ہو میان لائی..........!" ہیبان نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بہت اور اس کی وجہ تم جانتے ہو باغہ.......... میرا دل شہ بدان اور اپنی بیٹیوں کے لئے تڑپ رہا ہے۔ آہ جب ان کے دل میں میری محبت جاگی تو بدنصیبی نے پھر ان کا استقبال کیا۔ مردود شمران نے ان کا جس طرح استقبال کیا ہوگا' میں ہی کیا تم بھی جانتے ہوگے' اور ممکن ہے اب قبیلوں میں شمران کے نقارچی اعلان کرتے پھر رہے ہوں کہ میان لائی خود کو شمران کے حوالے کردو ورنہ تمہارا انتقام تمہاری بیوی اور بیٹیوں سے لیا جائے گا۔ بابا ہیبان مجھے بتاؤ یہ کم پریشانی کی بات ہے۔"

"بے شک۔" ہیبان نے کہا۔

"پھر یہ لڑکی..........وہ جو کچھ کہہ رہی ہے تم بتاؤ.......... کیا وہ قابل قبول ہے۔"

"تم اسے سخت روی سے منع کرسکتے ہو۔ آخر وہ تمہاری بیٹی ہے۔"

"مجھے اس سے آنکھ ملاتے ہوئے شرم آتی ہے باغہ تم سخت روی کی بات کرتے ہو۔ میں وہ باپ ہوں جس نے اسے مقتل بھیج دیا تھا۔ اس کی زندگی نے اسے بچالیا ورنہ میں تو اس کا قاتل ہوں۔"

"آہ.......... یہ بھی سچ ہے۔" ہیبان نے کہا۔

"اور یہ بھی سچ ہے کہ شمران بہترین جنگجو ہے اور .... بھلا وہ نرم و نازک لڑکی اس سے کیسے مقابلہ کرسکے گی۔ میں شمران سے مقابلہ کرکے مرجانا پسند کرتا ہوں لیکن اس کے

ہاتھوں............"

ییبان بھی اس بارے میں کچھ نہ کہہ سکا' اور سورج پہاڑیوں کے عقب سے جھانکنے لگا۔ ایک ایک کرکے تمام لوگ جاگ گئے۔ ضروری امور سے فراغت کے بعد زربدان نے کہا۔ "میرے لئے کیا حکم ہے بانغہ۔"

"آخری بار........زربدان آخری بار میں تیری منت کر رہا ہوں۔ یہ فریضہ مجھے سرانجام دینے دے۔ میں تیرا باپ ہوں۔ اس سے زیادہ تجھ سے اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"شاید میں یہ بات نہ مان سکوں بانغہ........ آزمانے میں کیا حرج ہے۔ ممکن ہے میں تجھے مطمئن کردوں۔ ہاں اگر میں نا اہل ثابت ہوئی تو خوشدلی سے خاموشی اختیار کرلوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں مبارغے کے لئے تیار ہوں ....!" میان نے سرد لہجے میں کہا۔ زربدان نے گردن خم کردی۔

بڑا عجیب اور بے حد سنسنی خیز مبارغہ تھا۔ سب لوگ بے چین تھے۔ دونوں مقابل گھوڑوں پر سوار ہوگئے۔ تب زربدان نے کہا۔

"سچے پہاڑی مبارغے کے میدان میں روایات کے محافظ ہوتے ہیں۔ اس مبارغے میں رشتے یا مصلحتیں نہ اختیار کی جائیں ورنہ........فیصلہ بے مقصد رہے گا۔ دونوں بھرپور وار کریں گے اور ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش کریں گے۔ فیصلہ صرف شکست کی صورت میں ہوگا۔ دوسری کوئی بات قابل قبول نہ ہوگی..........!"

میان نے زربدان کو گھورا........ اور اپنے گھوڑے کا رخ تبدیل کرکے اسے دور لے جانے لگا۔

زربدان نے بھی ماہر شہسوار کی طرح اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اسے دور لے گئی۔ دوسرے تمام افراد تماشائی بن گئے تھے۔ آسٹر نے سرگوشی کے انداز میں لیزا سے کہا۔

"گھوڑے کی پشت پر اس کی شان دیکھ رہی ہو۔ ان حالات میں سوچنا پڑتا ہے لیزا کہ ہم نے ٹھیک ہی کیا یہ ہم میں سے نہیں ہے یہ تو فطری طور پر پہاڑی ہے۔ خالص جنگجو پہاڑی۔ خدا اسے محفوظ رکھے آہ دیکھو دونوں پلٹ رہے ہیں۔"

"پھر بھی وہ عورت ہے جو مرد کی قوت کی ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔" لیزا نے سسکی سی لے کر کہا۔ پھر میان کے گھوڑے کی طوفانی رفتار دیکھ کر لرزتی ہوئی آواز میں بولی "دیکھو اس کے انداز میں کس قدر درندگی ہے۔ آہ اس نے اپنا کلہاڑا کس طرح بلند کرلیا ہے۔ کیا وہ باپ ہونے کے باوجود اس پر بھرپور وار کرے گا۔"

دونوں گھوڑے آن کی آن میں ایک دوسرے کے قریب پہنچے۔ دونوں کے کلہاڑے دھار کی سمت سے ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ فضاء میں چنگاریاں اڑیں اور گھوڑے اپنی رفتار میں دونوں سمت دور تک نکل گئے۔ میان نے گردن گھما کر گہری نگاہوں سے زربدان کو دیکھا اور دل میں اعتراف کیا کہ وہ نہ ہوسکا جو اس نے چاہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کلہاڑا زربدان کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اسے کوئی ضرب نہ پہنچے گی۔ لیکن زربدان کے نسوانی ہاتھ کی گرفت کلہاڑے کے دستے پر بدستور تھی۔ اس نے دل میں اعتراف کیا کہ اس بھرپور وار کو روکنا کم از کم کسی لڑکی کے بس کی

بات نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ زربدان کے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہے۔ سو اس نے دوسری کوشش کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ زربدان کا کلہاڑا اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور اس سلسلے میں وہ اپنی مہارت کو کام میں لانا چاہتا تھا۔ اس بار جب دونوں گھوڑے پلٹے تو میان نے چوڑے پھل کی بجائے زربدان کے کلہاڑے کے دستے کو اپنے کلہاڑے کی لپیٹ میں لیا اور پوری قوت سے اسے کھینچا لیکن اچانک ہی کلہاڑا ہاتھ سے نکل گیا۔ گھوڑے پھر ایک دوسرے سے فاصلے پر چلے گئے تھے اور میان کا کلہاڑا ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے تماشائیوں کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکل گئی تھیں' خود میان ششدر رہ گیا تھا۔ بیشک یہ طاقت کا کمال تھا۔ اس نے اپنے گھوڑے کو واپس موڑا اور حیرانی سے زربدان کو دیکھنے لگا۔ تب زربدان بھی آگے آگئی اور اس نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"سردار میان لائی میں تمہارا مذاق اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔ کلہاڑا اٹھاؤ اور مقابلہ کرو مجھ سے' مجھے سکھاؤ کہ مردوں سے جنگ کیسے کی جاتی ہے جو کچھ تم کررہے ہو اسے میں اچھی طرح سمجھتی ہوں اٹھاؤ کلہاڑا میان لائی۔ مبارغہ کرنا ہے تو مجھے شکست دو ورنہ........ورنہ تم ہارے ہوئے سردار ہوگے۔ اور شمران سے مقابلہ مجھے ہی کرنا ہوگا۔"

میان لائی کے پاس کہنے کیلئے کچھ نہیں تھا اس نے گھوڑے کو ایک چکر دیا اور پھر گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے زمین پر اتنا جھک گیا کہ کلہاڑا اس کے ہاتھ میں آگیا اور اس نے اپنے آپ کو گھوڑے کی پشت پر دوبارہ سنبھال لیا۔ اب وہ ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگیا تھا۔ ایک لمحے کیلئے ذہن میں کالے بادل چھاگئے تھے۔

مدمقابل اسے للکار رہا ہے اور اس للکار کو قبول نہ کرنا سردار کی شان کے خلاف ہے ہرچند کہ اس نے شمران سے شکست کھائی تھی۔ لیکن وہ ایک مکمل شکست تھی۔ طاقت کے استعمال کے بعد کی شکست۔ کلہاڑا اٹھانے کے بعد وہ واپس پلٹا۔ اس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی۔ اور اس کا گھوڑا زربدان کے گھوڑے کی جانب لپکا۔ زربدان بھی دانتوں پر دانت جمائے اس کے مدمقابل آگئی اور اس کے بعد کلہاڑیوں کی چک پھیریاں دیکھنے والوں کو لرزانے لگیں۔ وار ہو رہے تھے بھرپور مقابلہ کیا جارہا تھا۔ میان اس وقت یہ بھول گیا تھا کہ اسے زربدان کا دفاع بھی کرنا ہے بس وہ ایک وحشی جنگجو بن گیا تھا اور پے درپے پوری تجربے کاری کے ساتھ زربدان پر حملے کررہا تھا۔ پھر زربدان نے اپنا کلہاڑا اس کے کلہاڑے کے پھل میں پھنسا کر اپنے گھوڑے کو اس کے بالکل قریب کرلیا اور اس کے بعد گھوڑے پر اپنا ایک پاؤں جما کر اسے زور سے دھکا دیا۔ طاقتور گھوڑا ہنہنایا اور زمین پر آرہا۔ میان لائی گھوڑے کے ساتھ ساتھ ہی نیچے گرا تھا۔ زربدان برق کی طرح کوندی اس نے اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ میان لائی کے ہاتھ میں کلہاڑے کا دستہ بدستور موجود تھا۔ اس نے زمین پر لگے ہوئے ہاتھ پر اپنا ایک پاؤں رکھا اور کلہاڑا فضاء میں بلند کرکے میان لائی کی پیشانی تک لے گئی۔ میان لائی بوکھلا گیا تھا۔ گھوڑے سے گرنے سے اس کے جسم میں چوٹ بھی لگی تھی اور اس کے پورے بدن میں سنسناہٹ دوڑ گئی تھی۔ چوڑے کلہاڑے کا پھل اس کی پیشانی پر آکر لگا تو اسے موت نظر آئی اور اس کی آنکھیں خودبخود بند ہوگئیں۔ تمام لوگ دہشت بھرے انداز میں چیخ پڑے تھے۔ وہ یہی سمجھے کہ اب میان لائی کے سر کے دو ٹکڑے

ہو جائیں گے لیکن پوری مہارت کے ساتھ کلہاڑے کی دھار اس کی پیشانی سے کوئی رتی برابر دور رک گئی اور زربدان کو مبارزے میں فتح حاصل ہوگئی۔ اس نے کلہاڑا پھینک دیا۔ باپ کے کلہاڑے کو ہاتھ سے نکالا اور اس کے بعد اس کے قریب بیٹھ گئی۔ میان لائی ہوش و حواس سے بے گانہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔ زربدان نے زمین پر بیٹھ کر اس کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا اور اس کے چہرے پر محبت بھرے ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

"تمہاری زربدان نے تم سے مقابلہ جیت لیا ہے۔ میرے باپ۔ تمہاری زربدان مقابلہ جیت گئی ہے۔ آنکھیں کھولو۔"

تمام لوگ دوڑ کر ان کے قریب جمع ہو گئے تھے اور میان لائی بدستور آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔ زربدان نے اسے اپنی آغوش میں بھر لیا اور اس کے سر کو تھوڑا سا اونچا اٹھا کر بولی۔

"میں تمہارا خون ہوں' میں تمہاری رگوں میں دوڑتا ہوا لہو ہوں۔ میں تمہارے قدموں کی خاک ہوں۔ میں تمہارے وجود کا حصّہ ہوں' تمہارے وجود کے دوسرے حصّے کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ بابا اٹھو' کیا مجھے مبارکباد نہ دوگے؟"

تب میان لائی نے آنکھیں کھولیں' اسے دیکھتا رہا حواس کو مجتمع کرتا رہا اور اس کے بعد اس کی آنکھوں کے دونوں سروں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔

غلام روزال اور غلام ہنگا بے قرار ہوگئے شامہ نے دوڑ کر باپ کے پاؤں پکڑ لئے تھے۔

میان لائی زار و قطار روتے ہوئے بولا۔

"روشنی والے' تیرا شکر ہے تو مجھے اتنی سزائیں دے کہ میری ہر سزا پوری ہو جائے۔ آہ میری ہر سزا پوری ہو جائے۔ مجھے اپنی بیٹی کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔ زربدان نے مجھ سے جو مقابلہ کیا ہے روشنی والے تیری قسم بعد میں اس میں' میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی تھی۔ میں دیوانہ ہو گیا تھا اور میری دیوانگی کے باوجود مجھے ایک ماہر جنگجو نے شکست دی۔ یہی میری بیٹی ہے اور میں نے شہ بدان سے کہا تھا کہ مجھے نر دے' مجھے عقابوں کے مسکن کے لئے سردار دے اور وہ کہتی تھی کہ میری دلی آرزو ہے کہ روشنی والا ہمیں بیٹے سے نوازے' مگر میں کیا کروں میان لائی کہ ہماری تقدیر میں بیٹیاں ہیں۔ سو میں نے کہا تھا کہ یہ لڑکیاں میرے لئے رسوائی کے علاوہ کیا ہیں نہ ان میں سے کوئی میرا شوالا بن سکے گی اور نہ عقابوں کی سرداری روشنی والے تو نے شہ بدان کو سرفراز کیا' مجھے میری بدگوئی کی سزا یہ ملی ہے کہ میں اپنی بیٹی ہی کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔ آہ کاش میں خود ان کی یہ تربیت کرتا' کہ وہ آج کسی سورما کو شکست دے سکتیں تو میں ہنس ہنس کر قبیلے والوں سے کہتا کہ بٹی ہو یا بیٹا' اگر اس کی صحیح تربیت کر دی جائے تو وہ اپنے دشمنوں پر بھاری ہوتا ہے۔ روشنی والے مجھے میری ہر خطا کی سزا دے اور اتنی سزائیں دے دے کہ میری سزاؤں کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ آ[ہ] کیا میں اپنی بیٹیوں کو یہ نہیں سکھا سکتا تھا۔ مگر میں نے کبھی نہ سوچا مجھے اور سزا دے' ہر ایک کے ہاتھوں شکست نصیب کر مجھے تاکہ میرا غرور اس طرح پاش پاش ہو کہ پھر میرے ذہن میں کسی غرور کا تصور نہ آسکے۔"

میان آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے آسٹر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اور یہ سرفرازی تمہیں حاصل ہے' پہاڑ پار کے رہنے والے' تم عظیم ہو تم ہر طرح برتر ہو

ہم سے۔"

آسٹر نے آگے بڑھ کر میان لائی سے بغل گیر ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تو صرف یہ خوشی ہے کہ ہم تیری امانت کا تحفظ کرنے میں کامیاب رہے میان لائی۔"

"مجھے ایک سوال کا جواب دو بابا' صرف ایک سوال کا جواب۔" زربدان نے کہا اور میان لائی ڈبڈبائی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کون سا سوال؟"

"شمران سے مبارزہ میں کروں گی نا.............؟"

"ہاں۔" میان لائی نے گہری سانس لے کر گردن جھکا دی۔

O......O......O

سمنانہ' شمران کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اور شمران مسکرا رہا تھا تب سمنانہ نے کہا۔

"تم اب کتنے اچھے لگ رہے ہو شمران' میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں' باتو بابا نے واقعی کمال کر دکھایا۔"

"وہ ہمارے لئے روشنی والے کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہے درحقیقت میں تو اس وقت بہت زیادہ خوفزدہ ہو گیا تھا۔ جب اس نے مجھے میری گاڑی سے گرا دیا تھا اور منتظر تھا میں اس بات کا کہ مجھے موت کی سزا دی جائے اور یہ کچھ مشکل تو نہیں تھا اس کے لئے کیونکہ وہ سردار فوہا کا اتالیق ہے۔ بعد میں تمہارے جانے کے بعد اس نے کہا کہ میں خود کو معذور نہ سمجھوں اور پھر اپنی مثال دی۔ اس نے تو میرے اندر حوصلہ پیدا کیا اور یقین کرو سمنانہ اس کے بعد اس نے مجھے جن حیرت ناک لمحات سے دوچار کیا مجھے وہ سب کچھ خواب معلوم ہوتا ہے۔ میں نے زندگی میں بے مشقت وقت نہیں گزارا۔ اپنے دوستوں کے ہمراہ میں نے جو کچھ کیا ہے آج بھی اس کے تصور سے شرمندہ رہتا ہوں لیکن باتو نے جس طرح مجھے زمین کا کیڑا بنا دیا تھا تو سوچ تو خوفزدہ ہو جائے۔"

سمنانہ ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"باتو بابا کے بارے میں تم مجھے یہ سب کچھ بتا رہے ہو اور کہتے ہو کہ میں سوچوں تو خوفزدہ ہو جاؤں لیکن تمہیں ان کی حقیقت نہیں معلوم ہم سب زمین پر رینگتے ہوئے کیڑے تھے' بے یار و مددگار جنگلوں میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ زخمی ہو کر ہمارے پاس آیا اور ایک بے بس چوہے کی طرح ہمارے رحم و کرم پر آپڑا۔ لیکن اس کے بعد اس نے اپنے رنگ دکھائے اور آج ہم جو کچھ ہیں اسی کی بدولت ہیں۔" سمنانہ نے باتو کی پوری کہانی شمران کو بتا دی اور شمران کی آنکھیں عقیدت سے جھک گئیں۔

"اس کے باوجود تو یقین نہیں کرتی کہ وہ روشنی والے کا بھیجا ہوا کوئی فرشتہ ہے۔"

"نہیں' یہ یقین کرنے کی بات نہیں ہے کیونکہ ہم سب اس کی تمام حقیقتوں سے روشناس ہیں۔" سمنانہ نے شمران کو باتو کی ساری سچائیاں بتا دیں تو شمران نے کہا۔

"وہ بہت بڑا انسان ہے بہت بڑا اور ایک میں ہوں اپنی اوقات سے بہت آگے نکل جانے والا' مگر قصور میرا بھی تو نہیں تھا سمنانہ۔ میان لائی نے مجھے اپنے بیٹے کی حیثیت سے پروان چڑھایا

تھا۔ خیراب تو وقت ہی بدل گیا تو نے مجھ جیسے حقیر انسان پر اپنی محبت نچھاور کی ہے۔ میں بھلا تجھے اس کا کیا صلہ دے سکوں گا؟"

"باتو بابا سب ٹھیک کرلے گا۔ ہم لوگ اس پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ ویسے فوہا اور شیرا یہ بھی اپنے اپنے محبوب تلاش کرچکی ہیں باتو بابا ہی ان کے لئے کوشش کرے گا بس بیچاری غلمانہ رہ گئی ہے' دیکھو اس کا کیا ہوتا ہے؟" سمنانہ نے معصومیت سے کہا اور شمران ہنسنے لگا۔ بڑی عجیب تھی یہ لڑکی' گھوڑے پر سوار ہوجائے اور ہاتھ میں کلھاڑا لے لے تو دشمنوں کا نام و نشان باقی نہ رہے' گھوڑے سے نیچے اتر کر لڑکی بن جائے تو اس قدر معصوم ایسی بھولی کہ یقین نہ آئے کہ ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں۔ شمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"زندگی بار بار موت کے قریب آکر بچ کر نکل جاتی ہے نجانے اس کی منزل کہاں ہے؟"

سمنانہ نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہمارے اپنے کوستے میں جہاں ہم دونوں ان لوگوں کی مانند زندگی گزاریں گے جو اپنے کوستوں میں رہتے ہیں اور اور............"

آگے کے الفاظ سمنانہ کی زبان سے ادا نہ ہوسکے۔ بہرحال عورت تھی۔

O......O......O

شام کے جھٹپٹے فضاؤں میں اتر آئے تھے جب میاں لائی نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کردیئے کچھ فاصلے پر ہی تکونی پہاڑیاں نظر آرہی تھیں اور ان کے دامن میں ایسے غار موجود تھے جن میں بہت سے افراد چھپ سکتے تھے۔ اب تک کسی کو ان کی اس طرف آمد کا اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ راستے میں ان لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں ملا تھا جو میاں لائی کی تلاش میں سرگرداں تھے اور انہیں اس کی تلاش پر بڑے انعامات کا حقدار قرار دیا گیا تھا۔ میاں لائی نے کہا۔

"ہمیں پہاڑیوں کے دامن میں رات گزارنے کے بعد صبح کو اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے عقابوں کے مسکن میں داخل ہونا ہے' تم لوگ وہ بستی دیکھ ہی چکے ہوگے۔" زربدان نے کہا۔

"کیا یہ پہاڑیاں ہمیں محفوظ رکھ سکیں گی؟"

"ہاں میری بٹی یہ حفاظت کی پہاڑیاں ہیں۔" میاں لائی آہستہ سے بولا۔ پہاڑی غاروں میں درحقیقت بڑی کشادگی تھی اور وہ بآسانی ان میں پوشیدہ ہوگئے۔ میاں لائی پر عجیب کیفیات طاری تھیں۔ ہر لمحہ اس کی نگاہوں میں تھا وہ بھی جب روزال کو اس نے نوزائیدہ بچی ٹھکانے لگانے کیلئے بھیجا تھا اور آج یہی بچی اس کے لئے مبارغہ کرنے اس کے ساتھ آئی تھی تاہم اس نے خود کو سنبھالے رکھا۔ ضروریات زندگی سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میاں نے کہا۔

"اور اب ہمیں وہ طریقۂ کار دریافت کرلینا چاہئے جس کے تحت ہم کل شمران کو مبارغے کی دعوت دیں گے ہمارے ساتھ عورتیں بھی ہیں ہمیں یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ کیا ان عورتوں کو یہیں انہیں غاروں میں پوشیدہ کردیا جائے یا پھر انہیں بھی ساتھ رکھا جائے۔"

"تیرے سامنے بولنے کی جرأت مجھے نہیں کرنی چاہئے میاں لائی لیکن ایک بوڑھے کی حیثیت سے اگر میں کوئی مشورہ دوں تو تجھے برا تو نہ لگے گا؟" ہیبان نے کہا۔

"کیا اس سوال کی گنجائش ہے بابا ہیبان؟" میاں لائی نے کہا۔

"تیرا شکریہ' درحقیقت تو نے مجھے بڑی عزت بخشی ہے اصل میں میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ

زربدان تو ہمارے ساتھ شریک ہوگی بلکہ سارا کھیل ہی اس پر منحصر ہے۔ باقی چار عورتیں رہ جاتی ہیں فرض کر اگر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے تو یہی عورتیں بے یار و مددگار یہاں پڑی رہیں گی ان کا حشر اگر ہمارے سامنے ہی ہو تو بہتر ہے اس لئے انہیں ساتھ رکھنا مناسب ہے۔ مزید یہ کہ ہم میں سے کسی بھی شخص کا چہرہ نمایاں نہیں ہونا چاہئے۔ ہم اپنے چہروں کو پوشیدہ رکھ کر عقابوں کے مسکن میں داخل ہونگے اور زربدان مبارغہ طلب کرے گی بعد میں تقدیر جو بھی فیصلہ کرے۔"

"بابا ہیبان تمہارا مشورہ بالکل مناسب ہے۔" میاں لائی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

تیاریاں ہونے لگیں' چہرے چھپانے کا بندوبست کیا گیا' فلیش نے اتشیا سے کہا۔

"اور میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ مصیبتیں صرف میری وجہ سے قبول کی ہیں لیکن میں کیا کروں بس ہماری تقدیر میں یہی سب کچھ لکھا تھا۔" اتشیا مسکرا کر بولی۔

"لیکن اس کا نہ مجھے افسوس ہے اور نہ تردد۔ یہ اچھی بات ہے کہ ہم سب کا فیصلہ ایک دوسرے کے سامنے ہی ہوجائے۔ تو اس کے لئے بالکل پریشان نہ ہو فلیش۔"

رات جس طرح بھی گزری اس کی کہانی عجیب ہے صبح کو تیرہ افراد کا یہ گروہ گھوڑوں پر سوار ہوکر عقابوں کے مسکن کی جانب چل پڑا' فاصلہ ہی کتنا تھا تیز و تند گھوڑے گرد اڑاتے ہوئے عقابوں کے مسکن میں داخل ہوئے تو سبھی کی نگاہیں ان کی جانب اٹھ گئیں۔ میاں لائی رہبر تھا' زربدان سب سے آگے اپنا کلھاڑا فضاء میں بلند کئے ہوئے تھی اور پھر سردار کے کوستے کے سامنے یہ مجمع جمع ہوگیا تھا عقب سے بے شمار افراد دوڑے چلے آرہے تھے۔ تو زربدان کی خونخوار آواز ابھری۔

"عقابوں کے سردار! باہر نکل' میں تجھ سے مبارغہ چاہتی ہوں۔ باہر نکل بزدل سردار۔ آ میرے کلھاڑے کی دھار کا مزہ چکھ' مبارغہ چاہئے مجھے تجھ سے' باہر آ سردار' اور عقابوں کی بستی والو! مبارغہ آرائی پہاڑوں کی روایت ہے اور میں انہی پہاڑوں کی رہنے والی ہوں۔ میں مبارغہ چاہتی ہوں تمہارے سردار سے فیصلہ چاہتی ہوں کہ عقابوں کے مسکن پر سرداری کا حق کسے ہے اسے یا مجھے؟"

لوگ حیرانی سے اس آواز کو سننے لگے' زربدان نے نہ اپنی آواز بدلنے کی کوشش کی تھی اور نہ ہی اپنی صنف کو چھپایا تھا۔ وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔

"بزدل سردار! ایسی للکار پر بہادر کوستوں میں نہیں گھسے رہتے تو باہر نکل اور یہ فیصلہ کرکہ تجھے سرداری کا حق حاصل ہے یا نہیں؟" تبھی فوہا آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر کوستے کے دروازے کے سامنے پہنچی اس کے پیچھے اس کی تینوں بہنیں اور آخر میں شہ بدان بھی تھی۔ یہ سب کچھ اجنبی اور چونکا دینے والا تھا۔ کچھ وقت پہلے اس کا تصور بھی کسی کے ذہن میں نہیں تھا۔ فوہا اس وقت عام لباس میں تھی اور لڑکی ہی نظر آرہی تھی۔ باہر نکل کر اس نے برق رفتاری سے کوندتے ہوئے گھوڑے کو دیکھا اور اس پر سوار کسی گلبدن کو جس کا چہرہ چھپا ہوا تھا لیکن آنکھوں میں قہر و غضب کی بجلیاں تڑپ رہی تھیں۔ فوہا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"تو تو عقابوں کے سردار سے مقابلہ چاہتی ہے؟"

"ہاں۔ نکال اپنے بزدل سردار کو' اس سے کہہ کہ کوستے سے باہر آئے۔ میں شمران کی

ہڈیاں چبا جانا چاہتی ہوں‘ کہاں چھپا بیٹھا ہے وہ اسے باہر بھیجے‘ کیا اب اس کے ہاتھ کلہاڑا سنبھالنے کے قابل نہیں رہے۔“

فوہا ایک لمحے کے لئے چونکی‘ مسکرائی اور پھر بولی۔ ”لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقابلہ عقابوں کے سردار سے چاہتی ہے یا شمران سے؟“

”عقابوں کا سردار کون ہے‘ کیا شمران نہیں؟“ زربدان نے کہا۔

”نہیں‘ شمران اب عقابوں کا سردار نہیں ہے وہ مبارغے میں شکست کھا چکا ہے اور اس وقت سردار کی شوالا میں ہوں تجھے مجھ سے مقابلہ کرنا پڑے گا لڑکی۔“

”اور سردار کون ہے؟“ زربدان نے سوال کیا۔

”میان لائی۔“ فوہا نے جواب دیا اور زربدان کا کلہاڑے والا ہاتھ نیچے جھک گیا۔ اس کے عقب میں کھڑے ہوئے تمام لوگ ششدر رہ گئے تھے۔ فوہا کی آواز ابھری۔

”مگر تو کون ہے اور کیا کپڑوں سے چہرے ڈھک کر مبارغہ آرائی کی جاتی ہے‘ اگر تو صرف شمران سے مقابلہ چاہتی ہے تو افسوس تیری یہ آرزو اب بے مقصد ہوگئی۔ میں نے میان لائی کی قائم مقام کی حیثیت سے عقابوں کی سرداری سنبھالی ہوئی ہے۔“ زربدان نے چکرائی ہوئی نگاہوں سے عقب میں دیکھا‘ سب کے سب گھن چکر بنے ہوئے تھے‘ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی‘ تب زربدان نے ہی خود کو سنبھالا اور بولی۔

”مگر میان لائی تو شمران سے شکست کھا کر یہاں سے فرار ہو چکا ہے۔“

”ہاں‘ لیکن وہ بہت جلد واپس آجائے گا اور اپنی سرداری سنبھالے گا‘ دیکھ وہ سامنے سردار کا کوستہ ہے‘ ہم تو ذیلی لوگ ہیں اور وہ کلہاڑا جو تو اس کے کوستے کے سرے پر بلند دیکھ رہی ہے وہ میان لائی کا کلہاڑا ہے اور اس وقت یہی کلہاڑا عقابوں کی سرداری کر رہا ہے‘ ہم چاروں اس کی شوالا ہیں اور لڑکی تو ہم میں سے کسی سے بھی مبارغہ طلب کر سکتی ہے‘ وہ مبارغہ میان لائی کی طرف سے ہوگا اور تجھے شکست ہوگی‘ لیکن اپنے بارے میں بتا کہ تو کون ہے؟“

”اور اگر یہ سوال میں تجھ سے کروں کہ میان لائی کے نام پر شوالا بن کر سرداری کرنے والی تو کون ہے تو تیرا جواب کیا ہوگا؟“

”میں میان لائی کی بیٹی ہوں اور یہ تینوں بھی میان لائی کی بیٹیاں ہیں اور ہماری ماں شہ بدان ہے‘ ہم نے میان لائی کے نام پر مبارغہ کر کے شمران سے سرداری حاصل کرلی ہے اور شاید تجھے یہ تفصیلات معلوم نہیں۔“ فوہا نے کہا اور ایک لمحے کے لئے ہر سمت سناٹا چھا گیا۔ کچھ فاصلے پر کھڑے میان لائی پر پھر قیامت ٹوٹی تھی۔ وہ لرز رہا تھا ہیبان نے عالم جوش میں سب سے پہلے اپنا چہرہ کھول دیا اور آگے بڑھ کر بولا۔

”کہاں ہے شہ بدان‘ اسے سامنے بلاؤ‘ اس سے کہو میان آیا ہے۔ شہ بدان‘ وہ تیرا شوہر میان لائی ہے۔ میان کی بیٹی‘ دیکھ وہ تیرا باپ کھڑا ہے۔“ ہیبان نے میان کی طرف اشارہ کیا اور میان گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ اس کی قوتیں جواب دے گئی تھیں۔ شہ بدان دیوانہ وار آگے بڑھی اس نے پاگلوں کی طرح میان کے چہرے سے کپڑا نوچ لیا اور پھر میان کے بے ہوش بدن کو اپنے بازوؤں میں سمیٹنے کی جدوجہد کرنے لگی۔

○......○......○

کوستے میں میان لائی کو ہوش آگیا۔ اس کے سب سے نزدیک شہ بدان تھی جس کے آنسوؤں نے میان کو ہوش دلایا تھا‘ اس کی بیٹیاں اس کے گرد تھیں۔

”شہ بدان.........!“ میان بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”میرے مالک!“ شہ بدان نے کہا۔

”مالک نہیں‘ تیرا مجرم ہوں شہ بدان۔ مجھے پابۂ زنجیر کر کے قید خانے میں ڈال دے یا مجھے عقابوں کے مسکن میں گھسیٹتی پھر۔ روشنی والے نے تجھے سرفراز کیا اور مجھے رسوا۔ انہی بیٹیوں نے عقابوں کے مسکن کو سنوارا جنہیں میں نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ آہ تو نے انہیں اپنا مستقبل بنالیا اور میں نے اپنا مستقبل کھو دیا۔ میری سفارش زربدان ہے‘ .... تیری پانچویں بیٹی۔ وہ زندہ ہے‘ لیکن افسوس میری کاوشوں سے نہیں۔ یہ بھی روزال کا احسان ہے‘ آہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا سوائے تجھے دکھ پہنچانے کے‘ شہ بدان تو نے برتری حاصل کی ہے‘ روشنی والے نے تجھے بلندی عطا کی ہے‘ اپنے مجرم کو بدترین سزا دے کہ اسی میں میری نجات ہے‘ میری آرزو ہے شہ بدان کہ میرے کئے ہوئے مظالم پر تو مجھے ہر وہ سزا دے جو تجھے سکون بخش دے۔“

”مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے بانغ‘ سب کچھ معلوم ہو چکا ہے مجھے اور میں کھلے دل سے یہ اعتراف کرتی ہوں کہ جو کچھ ہے تیرا ہی ہے‘ بیٹیاں میری نہیں تیری ہیں اور یہ تو سب مقدر کے کھیل ہوتے ہیں اور آسمانوں میں جو فیصلے کئے جاتے ہیں وہی برتر و اعلیٰ ہوتے ہیں کہ اگر یوں نہ ہوتا تو یہ لڑکیاں فولادی قوت کہاں سے حاصل کرتیں۔ بانغ دینا ہی چاہتا ہے مجھے ان تمام مصیبتوں کا صلہ تو میری خواہش کے مطابق دے ورنہ یہ سب کچھ تیرا ہی ہے میان‘ سب سے پہلے تو ہے‘ تو نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا‘ اس کے بعد سب کچھ ہے میان‘ میری طلب دینا چاہتا ہے تو اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ اعتراف کر کہ شہ بدان باوفا ہے‘ سالا زور بھی تھا اور جب نہ رہا تو کچھ بھی نہ رہا‘ وہ صرف ایک نام تھا جو میری تقدیر کی سیاہی بن گیا۔ جب میں نے تیرے کوستے میں قدم رکھا تو میں باوفا تھی صرف تیرے لئے‘ دے سکتا ہے اگر تو مجھے ایک باوفا عورت کا لقب دے دے‘ میری تمام زندگی کی تھکن دور ہو جائے گی۔“

”سردار رہا ہوں‘ فاتح رہا ہوں طویل عرصے تک دشمن کی جرأت نہیں ہوئی کہ میان لائی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے‘ زندگی میں کبھی سر جھکا کر کسی سے گفتگو نہیں کی‘ لیکن آج تیرے پاؤں پکڑ کر کہتا ہوں کہ شہ بدان معاف کر دے اس مجرم کو جس نے تیری پاکبازی پر شک کیا۔ ہاں تو باوفا ہے تو وہ ہے جس کی پاکیزگی کی قسم کھائی جائے تو عورتوں میں سب سے باوفا عورت ہے اور میں ہی تیرا مجرم ہوں۔“

”شکریہ بانغ تیرا بہت بہت شکریہ۔ میں تیری غلام ہوں تیری باوفا بیوی۔“ شہ بدان نے آنسو بہاتے ہوئے کہا اور میان اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے محبت بھری نگاہوں سے فوہا‘ سمنانہ‘ غلمانہ اور یرایہ کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

”جی چاہتا ہے کہ تم سب کو اپنے بازوؤں میں لپیٹ لوں‘ بڑی پیاس ہے بڑی شدت کی پیاس ہے میری بچیو! لیکن جرأت نہیں ہوتی‘ ہمت نہیں ہوتی۔“ پھر اس نے زربدان کو دیکھا اور اس کے

بعد شامہ کو اس کی نگاہیں شامہ پر رک گئیں' پھر گھوم کر فوہا پر آ گئیں۔ چاروں لڑکیاں دوڑ کر باپ سے لپٹ گئی تھیں' فوہا نے کہا۔

"ہماری آنکھیں تو تجھے دیکھنے کو ترس رہی تھیں' ہمارے باپ اور آج ہم اپنے سروں کو روشنی والے کے سائے سے ڈھکا ہوا پاتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان موجود ہے۔" میاں لائی ایک بار پھر رونے لگا تھا' شہ بدان نے آگے بڑھ کر کہا۔

"نہیں میاں' نہیں عقابوں کے شیر' آنسو نہیں اب آنسو نہیں دیکھ تیرے سامنے تیرے چھ شوالے ہیں جو تیری عمر کی آخری سانس تک تیری سرداری کا تحفظ کریں گے۔"

O......O......O

سومایہ وحشتوں کے درمیان جی رہی تھی' کوستے میں رہ ہی کون گیا تھا' صرف اس کی ماں اور وہ' دونوں دیوانوں کی طرح در و دیوار کو تکتی رہتی تھیں۔ پھر ایک دن سومایہ نے کچھ فیصلے کئے اور اپنے فیصلوں پر عمل کر ڈالا' سر میں خاک ملے کچیلے لباس میں ملبوس وہ شیر ماہ کے گھر پہنچ گئی جہاں ماہ لخت' شمران' رائیسہ' عشمہ سبھی موجود تھے' سومایہ کو سب سے ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھا تو سومایہ ہنس کر بولی۔

"نفرت سے تھوکو مجھ پر' میں وہ بے گناہ عورت ہوں جس نے خود کچھ نہ کیا تھا' لیکن بدنصیب تھی اپنی اولاد کو بھی کھو بیٹھی اپنے مستقبل کو بھی اور اس کے عوض کچھ دنوں سردار کی بیوی رہ کر عیش و آرام حاصل کر لئے' کیا خوب ہے کرے کوئی بھرے کوئی۔ عشمہ آخری بار تجھے مبارک باد دینے آئی ہوں تیرا بیٹا تو تجھے مل گیا' میری بیٹی چھن گئی مجھ سے' میرا ساگ بھی چھن گیا' میرا باپ بھی مر گیا اور اب ہم تنہا جی رہے ہیں' میری مبارکباد قبول کر عشمہ جو کچھ ہوا روشنی والے کی قسم اس میں میرا دخل نہیں تھا' بس تقدیر تھی یہی ہونا تھا آج میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں نے اپنی ماں کو بھی زہر دے دیا ہے' خود بھی زہر کھا لیا ہے' میں خوشیوں کے اس نشیمن میں غم بن کر نہیں جی سکتی تھی' بس تمہیں مبارکباد دینی تھی۔ ہو سکے تو کبھی میری بیٹی شامہ سے کہہ دینا کہ تیری ماں گنہگار نہیں تھی' جو گنہگار تھا اس نے سزا پالی اور جو بے گناہ تھے' وہ بھی سزاوار ہوئے بس اتنا ہی کہنے آئی تھی تجھ سے۔"

سومایہ واپس پلٹی اور دروازے سے باہر نکل گئی' سب سکتے میں رہ گئے تھے' تب شیر ماہ نے ماہ لخت سے کہا۔

"ذرا دیکھو تو سہی وہ کہتی ہے اس نے اپنی ماں کو بھی زہر دے دیا اور خود بھی زہر کھا کر آئی ہے۔" ماہ لخت باہر نکل آیا' کوستے سے کافی فاصلے پر چند افراد جھکے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے۔ ماہ لخت نے ان کے درمیان پہنچ کر دیکھا تو سومایہ زمین پر پڑی ہوئی تھی' اس کے ہاتھ پاؤں اینٹھ گئے تھے' بدن مڑ تڑ گیا تھا اور صاف نظر آ رہا تھا کہ اب دنیا سے اس کا کوئی رشتہ نہیں رہ گیا ہے۔

O......O......O

شیر ماہ خود ہی شمران کو ساتھ لے کر میاں لائی کے کوستے پر پہنچا تھا۔ میاں لائی نے ابھی تک اپنے سردار ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ وہ تو ابھی اپنی بیوی اور بیٹیوں کے ساتھ ہی اس حقیقت کو قبول کرنے میں متذبذب تھا کہ جو کچھ نگاہوں کے سامنے ہے وہ سچ ہے یا ایک خواب۔ اس نے

شمران کو دیکھا اور اس وقت شمران اپنے نقلی ہاتھ پاؤں کے ساتھ نہیں تھا اور شیر ماہ اسے اپنی بنائی ہوئی گاڑی پر دھکیلتا ہوا میاں لائی کے سامنے پہنچا تھا۔ میاں لائی نے شمران کو دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"ہاں ساری کہانی مجھے معلوم ہو چکی ہے سب کچھ مجھے پتہ چل گیا ہے اور شمران میں نے تجھے کچھ وقت باپ کی نگاہ سے دیکھا ہے گو دھوکے ہی سے سہی' لیکن کچھ عرصہ تو میرے سینے پر کھیلتا رہا ہے' جو کچھ ہوا مجھے اب اس کا گلہ نہیں ہے۔ روشنی والے نے مجھے اتنا دے دیا ہے کہ اب میں کسی سے دشمنی نہیں کر سکتا' تو جس طرح سے جی رہا ہے جی' مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

"تیرا شکریہ باغ' تیرا شکریہ عظیم سردار اصل میں قصور میرا بھی نہیں تھا' میں نہیں جانتا تھا کہ میں ایک معمولی باپ کا بیٹا ہوں۔" شمران کے منہ سے نکلا اور اس کے بعد شیر ماہ اسے واپس لے گیا۔ اس دوران سب ایک دوسرے کو اپنی کہانیاں سنا چکے تھے۔ میاں لائی کو معلوم ہو گیا تھا کہ باتو ایک ایسا شخص ہے جس نے ان ٹوٹے ہوئے رشتوں کو دوبارہ جوڑا ہے' وہ باتو کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آتا تھا' تب ایک دن باتو نے شہ بدان سے کہا۔

"پارٹی لیڈر بدل گیا ہے شہ بدان اور اب باتو کا یہاں کوئی کام نہیں ہے' چنانچہ مجھے ایک گھوڑا دے' میں واپسی چاہتا ہوں۔" میاں لائی نے باتو کے یہ الفاظ سنے تو کہا۔

"ابھی نہیں باتو بابا ابھی تو مجھے تیرے لئے فیصلے کرنے ہیں' تیرا قرض ادا کرنا ہے۔" اور اس کے بعد عقابوں کے مسکن میں رہنے والوں کو یہ منادی کرائی گئی کہ کل صبح کوستے کے سامنے جمع ہو جائیں' سردار اپنی سرداری کا نظام سنبھالے گا اور جب کوستے کے سامنے موجود عقابوں کے مسکن والے منتظر تھے کہ میاں لائی کی سرداری کا اعلان ہو تو میاں لائی نے کہا۔

"عقابوں کے مسکن میں رہنے والو! اگر تم ایک بہترین سردار کے خواہش مند ہو ایک ایسا سردار چاہتے ہو جو فراست اور ذہانت میں بے مثال ہو تو میں نے تمہارے لئے نیا سردار منتخب کر لیا ہے۔ پارٹی لیڈر باتو تھا اور باتو ہی اب بھی پارٹی لیڈر ہے۔ تو ہمارا سردار ہے باتو اور ہم سب تیرے شوالے۔"

باتو ساکت رہ گیا تھا' لڑکیاں خوشی سے اچھلنے لگی تھیں۔ سرداری کی ذمہ داریاں باتو کو سونپ دی گئیں اور پہلی بار باتو کی آنکھوں میں نمی دیکھی گئی۔

"ان پہاڑوں میں میرا خاندان ختم کر دیا گیا تھا مسٹر آسٹر۔ تم جسے مزدور بنا کر لائے تھے دیکھو' میں اب ان پہاڑوں میں حکمراں ہوں۔ اصل میں میرا خاندان ہی حکمرانوں کا خاندان تھا۔" عقابوں کے مسکن میں جشن کی تیاری ہونے لگی۔ باتو نے میاں لائی سے کہا۔

"ہمیں کچھ قاصد میسرہ کے سردار ازلان کے پاس روانہ کرنے ہیں۔ اس سے درخواست کرنی ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ اس جشن میں شریک ہو۔"

"اس سے تمہاری دوستی ہے۔"

"ہاں رشتہ بھی ہے' اس کے بیٹے کاشان اور افنان میری دو بیٹیوں کے ہونے والے شوہر ہیں۔"

"کون سی بیٹیاں؟"

"فوہا اور شیرایہ - میں بہت پہلے یہ رشتے جوڑ چکا ہوں اور تیسرا رشتہ یہاں عقابوں کے مسکن میں یعنی سمانہ کا رشتہ!"

"تمہیں پورا حق حاصل ہے باتو' تیسرا رشتہ کس سے طے کیا تم نے؟" میاں لائی نے پوچھا۔

"شمران سے۔"

"کس سے؟" میاں اچھل پڑا۔

"شیرماہ کے پوتے' ماہ لخت کے بیٹے شمران سے۔"

"باتو!"

"سردار باتو' پارٹی لیڈر۔" باتو سینہ پھلا کر بولا اور میاں کا سر جھک گیا۔ بہت دیر کے بعد اس نے کہا۔

"مگر وہ معذور ہے' وہ............ میں............ سب کچھ بھلا دوں تب بھی وہ.........!"

"گھوڑے منگاؤ......... میرے ساتھ چلو.........!" باتو نے کہا۔ پھر وہ میاں کو سوچ کی پہاڑیوں کے عقب میں لے گیا۔ اس نے شمران کو بھی پیغام بھجوا دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ اسے کس طرح وہاں آنا ہے۔ میاں جو شمران کو عالم بے بسی میں دیکھ چکا تھا اس وقت شاہانہ شان سے گھوڑے پر آتے دیکھ کر ششدر رہ گیا۔

شمران گھوڑے سے نیچے اترا اور پُر اعتماد قدموں سے چلتا ہوا اس کے سامنے پہنچ گیا۔ میاں کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا.........!

"تیرے پاؤں اور یہ ہاتھ......... یہ کہاں سے آگئے؟"

"روشنی والے کے بھیجے ہوئے فرشتے کا عطیہ ہیں باغہ......... اس نے میری معذوری دور کی ہے۔"

"واپس جاؤ۔" باتو نے حکم دیا شمران چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہوا اور واپس چلا گیا۔ تب باتو نے کہا۔

"میں نے اس کے لئے کچھ نہیں کیا' مجھے اس سے نفرت تھی کیونکہ اس نے تجھ سے مبارغہ کیا تھا اور فوہا سے بھی' لیکن جب تیری بیٹی نے مجھ سے کہا کہ وہ اس معذور کی معذوری کا بوجھ سنبھال سکتی ہے اور اسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتی ہے تو میں نے اسے نقلی ہاتھ پاؤں سے جینا سکھا دیا اور یہی کیفیت ازلان کے بیٹوں کی ہے۔"

"وہ بھی معذور ہیں' میرا مطلب ہے نقلی ہاتھ پاؤں والے؟" میاں نے چونک کر پوچھا اور باتو حلق پھاڑ کر ہنسنے لگا۔

"نہیں.........وہ شاندار جوان ہیں اور تیری بیٹیوں کی پسند ہیں.........!" باتو نے کہا۔

جشن سرداری میں ازلان' کاشان اور افنان بھی شریک تھے۔ عقابوں کے مسکن میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ آسٹر' لیزا اور ان کا پورا گروپ بھی ان خوشیوں میں برابر کا شریک تھا۔ خوب کھیل تماشے ہو رہے تھے۔ یہ جشن تین دن تک جاری رہا اور ہر شخص ان ہنگاموں سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ پھر جشن ختم ہوا اور باتو نے ایک نشست میں ازلان سے کہا۔

"فوہا اور شیرایہ کا باپ میاں لائی اور اس کی ماں شہ بدان تیرے سامنے موجود ہیں ازلان'

ان سے اپنے بیٹوں کے لئے درخواست کر!"

"عظیم ماں باپ کی بیٹیوں کے بارے میں یہ درخواست چھوٹے منہ سے بڑی بات ہے باغہ۔ میری اس آواز کی ترجمانی تو کر دے تو میری مشکل حل ہو جائے گی۔"

"میں ان رشتوں کی درخواست کرتا ہوں میاں لائی!"

"ہمیں منظور ہیں۔" میاں لائی نے جواب دیا اور پھر دوسرے امور طے ہونے لگے۔ سب کچھ بہتر ہو گیا تھا کہ زربدان نے سکوت کے اس سمندر میں پتھر پھینک دیا۔

"میں اب واپسی کی اجازت چاہتی ہوں میرے ماں باپ' میری تمام خوشیاں اور آرزوئیں پوری ہو چکی ہیں۔ میں اپنے ماں باپ سے مل لی اب مجھے میری دنیا میں جانے کی اجازت دے دو۔"

سب ششدر رہ گئے تھے۔ شہ بدان نے کہا۔ "تیری دنیا یہی ہے زربدان۔"

"نہیں باغہ' آنٹی' انکل' فلیش' اشیا مسٹرڈ یہی میری دنیا کے لوگ ہیں میں یہاں سے جا چکی ہوں۔ میری دنیا وہی ہے تم لوگوں کو معلوم ہے یہ لوگ کون سی زندگی کے عادی ہیں۔ یہ میری محبت میں اپنی دنیا سے کنارہ کشی کر چکے ہیں' لیکن میں نے ان کی محبت سے کنارہ کشی نہیں کی ہے۔ میرے دل میں تو ہمیشہ سے یہی خیال تھا۔"

"اتنی ناامیدیوں کے بعد تو ملی ہے زربدان۔" شہ بدان رو کر بولی۔

"میری جگہ شامہ ہے تمہارے پاس' میری دوسری بہنیں ہیں لیکن آنٹی اور انکل کے لئے صرف میں ہوں۔ جس طرح انہوں نے تمہارے خون کو تم سے ملانے کا عظیم ایثار کیا' کیا تم ان کے لئے ایثار نہ کرو گی!"

"وہ ٹھیک کہتی ہے شہ بدان۔" میاں نے کہا۔

تیاریاں ہو گئیں۔ آسٹر نے لیزا سے کہا۔ "وہ سردار زادی ہے کوئی عام لڑکی نہیں۔ اس کا ظرف آسمان کی طرح بلند ہے۔ مجھے اس سے ایسی ہی کسی بلندی کی توقع تھی۔"

زربدان نے فلیش سے کہا۔ "تم کیا سمجھتے تھے فلیش میں تم سے تمہاری دنیا چھین لوں گی۔"

"میری دنیا صرف تم ہو ڈیزی' صرف تم!" فلیش نے کہا اور ان لوگوں کی واپسی کے لئے منصوبے بنائے جانے لگے تو باتو نے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ پارٹی لیڈر میں ہوں اور مسٹر آسٹر جانتے ہیں یہ انتظام میرے لئے کچھ مشکل نہیں ہے!" روزال نے البتہ اس دنیا میں جانے سے معذرت کر لی تھی۔

"میری ذمے داری ختم ہو گئی ہے مسٹر آسٹر۔ میں اپنے آقا کے قدموں میں دم توڑنا چاہتا ہوں۔"

(ختم شد)